تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

حضور نبی کریم ﷺ سے لے کر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک

تصنیف:

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی





۷۸۶

۱۱۰-۹۲

"یا صاحب الزماں ادرکنی"



لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

تاریخ طبری

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

سیرت النبی ﷺ حصہ اوّل

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی (ایم۔اے)

تاریخ اسلام کے قدیم ترین اور مستند مؤرخ علامہ محمد بن جریر الطبری کی تاریخ الامم والملوک جس میں آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کی تمام تفصیلات معتبر اور اصل راویوں تک مکمل سلسلہء اسناد کے ذریعہ بیان کی گئی ہیں یہی وہ نایاب تاریخ ہے جو زمانہ قدیم سے لے کر عصر حاضر تک سیرت مبارکہ کی معتبر اور مستند مأخذ رہی ہے تاریخ اسلام کے تمام مؤرخین نے اسی سے خوشہ چینی کی ہے۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک

کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ________ تاریخ طبری تاریخ الامم والملوک
مصنف: ________ علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری
ناشر: ________ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ________ جدید کمپیوٹر ایڈیشن اپریل ۲۰۰۴ء
ایڈیشن: ________ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست موضوعات

نگاہِ اوّلین

از: چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

یہ کتاب جو آج آپ کے سامنے ہے' یہ علامہ ابوجعفر محمد ابن جریر طبری کی مشہور و معروف تاریخ ' تاریخ الامم والملوک کا مکمل اور صحیح ترین ترجمہ ہے۔ تاریخ طبری کو اسلامی تاریخ کے سلسلہ میں اُمہات الکتب کا درجہ حاصل ہے۔ اگر چہ اس سے پہلے ایک شیعہ عالم یعقوبی نے اپنی کتاب تاریخ یعقوبی لکھی تھی مگر وہ بہت مختصر اور تشنہ ہے۔ یہ مقام صرف تاریخ طبری کو ہی حاصل ہے کہ وہ واقعات کی زیادہ سے زیادہ تفصیل مہیا کرتا ہے اور مطالعہ کرنے والے کے لیے ان تفصیلات میں سے گزر کر ابتدائی اسلامی دور میں واقعات و حالات کے صحیح رخ کو معلوم کرنے کے لیے کافی مواد فراہم کرتا ہے۔

علامہ طبری کی وفات ۳۱۰ھ میں بغداد میں ہوئی تھی۔ ان کی عمر کا بڑا حصہ مرکز علم وفن اور معدنِ علوم شہر بغداد میں بسر ہوا۔ اس وقت کے تمام چوٹی کے اساتذہ اور علماء کی صحبتوں سے انھوں نے فائدہ اٹھایا' مصر اور حجاز کا سفر کیا' اور وہاں کے اہل علم سے استفادہ کیا۔ انھوں نے یہ تاریخ اپنی عمر کے آخری دور میں لکھنا شروع کی۔ یہ تاریخ ۳۰۲ھ تک کے واقعات پر مشتمل ہے ہر سن کے واقعات اس سن میں مختلف عنوانات کے تحت درج کیے گئے ہیں۔

تاریخ طبری کی یہ فضیلت وخصوصیت نا قابل انکار ہے کہ تاریخ طبری کے بعد جتنی بھی تاریخیں لکھی گئی ہیں ان سب کا مآخذ یہی تاریخ ہے اور بغداد کا سب سے بہتر زمانہ خود مؤرخ کی زندگی کا زمانہ ہے جس نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ واثق باللہ کے دور سے لے کر مقتدر باللہ تک کا زمانہ علامہ طبری کی آنکھوں کے سامنے گزرا۔

اسلام نے جن نئے علوم کو جنم دیا ان میں مربوط تاریخ کا فن بھی ایک علم ہے۔ اس سے پہلے دنیا کے کسی حصہ میں کوئی مربوط تاریخ نہیں لکھی گئی تیسری صدی ہجری میں جب علامہ طبری نے یہ کتاب لکھی ہے فن حدیث اپنے انتہائی کمال تک پہنچ کر مدون ہو رہا تھا۔ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ، ابن ماجہؒ سب تیسری صدی کے بزرگان علم حدیث ہیں۔ جو لوگ روایات سے وابستہ ہونے کے باوجود اتباعِ رسولؐ، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بجائے حالات و اخبار کی طرف زیادہ متوجہ تھے وہ اخباری کہلاتے تھے۔ ان اخباریوں میں اپنے وقت کا سب سے بڑا امام یہی مؤرخ طبری تھا۔

طبری کا مقام سمجھنے کے لیے یہ واقعہ تاریخی کافی ہے کہ خود طبری ایک فرقہ کے بانی ہیں۔ مدت دراز تک ان کا فرقہ طبریہ کے نام سے چلتا رہا ہے۔ وہ اس زمانے کے رواج کے مطابق جب اپنی کتاب میں کوئی واقعہ درج کرتے ہیں تو سلسلہ صد چشم دید شاہد تک ضرور بیان کر دیتے ہیں۔ آج یہ بات غیر مانوس سی معلوم ہوتی ہے لیکن اس نکتہ کو کبھی نہ بھولیے کہ مسلمانوں میں علم تاریخ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کی نقل سے پیدا ہوا تھا۔ اس لیے حدیث بیان کرنے کا جو طریقہ رائج تھا وہی طریقہ تاریخ کے بیان میں بھی مدت تک قائم رہا۔ تاریخ طبری کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سر رشتہ تالیف کے مختلف علماء کرام سے کرایا گیا تھا جو اپنے

وقت کے بہترین مترجم اور عالم تھے۔ نہ جانے کس مصلحت کے پیش نظر خلافت راشدہ کے سات سو صفحات کا ترجمہ نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ حصہ ہم نے مولانا رشید احمد ارشد ایم اے لیکچرار شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی سے ترجمہ کروا کر کتاب کو ہر طرح مکمل کر دیا ہے۔

تاریخ طبری کا ترجمہ کمیاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہو چکا تھا۔ وقت کی یہ اہم ترین ضرورت تھی کہ اسے اردو پڑھنے والے اہل علم کے لیے دوبارہ شائع کر دیا جائے کیونکہ یہ کتابیں جو ہماری برسوں کی محنت سے تیار ہوئی تھیں ہندوستان میں رہ گئیں' اور موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ وہاں سے ان کا حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے ہماری اس نئی مملکت میں اہل علم کے کتب خانے اور پبلک لائبریریوں کا ان کتابوں سے خالی ہونا ہماری بڑی محرومی ہے۔ اس لیے بھی ضروری معلوم ہوا کہ تاریخ طبری کو دوبارہ شائع کر دیا جائے۔ لیکن اتنی بڑی کتاب جو نو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا شائع کرنا ایک شخصی دارالاشاعت کے لیے جس کے ذرائع بھی محدود ہیں' کتنا مشکل کام ہے؟ اسے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کا بیڑہ اٹھا لیا ہے' اور انشاء اللہ اسے تکمیل تک پہنچائیں گے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ



دیباچہ

جناب شبیر حسین قریشی ایم اے لیکچرار اردو کالج۔ کراچی

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری صوبہ طبرستان کے مقام آمل میں ۸۳۹ء بمطابق اواخر ۲۲۴ھ یا اوائل ۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے کم عمری ہی میں تحصیل علم کی جانب توجہ دی اور صرف سات سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کرنے کے بعد ان کے والد نے انھیں دنیائے اسلام کے مراکز علمی میں تعلیم علم کی غرض سے بھیجا علامہ ابن جریر طبری رے میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد بغداد گئے۔ یہاں آنے کا مقصد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث سیکھنا تھا۔ مگر ان کی آمد سے کچھ ہی دنوں قبل امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۱ھ میں وفات پا چکے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے بصرہ و کوفہ میں کچھ دنوں تک قیام کیا۔ پھر وہ مصر روانہ ہوئے مگر راستے ہی میں علم حدیث کی تحصیل کے لیے دمشق میں ٹھہر گئے۔ اس کے بعد جب وہ مصر پہنچے تو ان کے علم و فضل کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا۔ یہاں سے لوٹ کر علامہ ابن جریر طبری بغداد آئے اور یہیں طبرستان کے دو سفروں کے علاوہ ساری زندگی بسر کی اور بغداد ہی میں ۹۲۲ء (بمطابق ۳۱۰ھ) میں انھوں نے وفات پائی۔

علامہ ابن جریر طبری نے اپنی زندگی کے آغاز میں احادیث کی جمع و تدوین کی جانب خصوصی توجہ دی اور زندگی کے آخری ایام تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں گزارے۔ گو مالی اعتبار سے انھیں کوئی بڑا دنیوی مقام حاصل نہ ہو سکا۔ مگر علم و ادب کی دنیا میں انھیں جو مقام ملا وہ بہت کم اہل علم کو ملا ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے ہمیشہ علم کو دولت پر ترجیح دی اور منفعت بخش سرکاری عہدوں کی پیش کش کو کبھی قبول نہ کیا۔ علم حاصل کرنا اور سکھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا اور ان کی پوری زندگی ادبی و علمی مشاغل میں بسر ہوئی۔ تاریخ و فقہ کے علاوہ جو ان کے مخصوص مضامین تھے انھوں نے شعر و شاعری' ادب و عروض میں بھی مہارت حاصل کی' حدیث اور قواعد میں بھی کمال حاصل کیا۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے ریاضی اور طب میں بھی درک پیدا کیا۔

علامہ ابن جریر طبری مصر سے واپسی کے دس سال بعد تک فقہ شافعی کے مقلد رہے۔ مگر بعد ازاں انھوں نے اپنا الگ فقہی مذہب قائم کیا جس کے پیرو ان کے والد کے نام کی مناسبت سے ''جریریہ'' کے نام سے موسوم کیے گئے ان کے فقہی مسلک کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علامہ طبری نے اصول میں کم اور فروع میں زیادہ امام شافعی سے اختلاف کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا قائم کردہ فقہی مذہب جلد ختم ہو گیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے ان کے اختلافات زیادہ اصولی ہیں اور اسی بناء پر وہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو محدث تسلیم کرتے ہیں مجتہد نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک سے شدید اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنبلی جن کی بغداد میں اکثریت تھی اور حکومت کی سرپرستی بھی انہی کو حاصل تھی جس کی وجہ سے وہ علامہ طبری کے خلاف ہو گئے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ بعض قرآنی آیات کی تفسیر میں اختلاف کی بنا پر ایک بڑے ہجوم نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انھیں اپنے مکان میں محصور ہونا پڑا اور جب تک بغداد کے صاحب الشرط نے اس ہنگامہ کو فرو نہ کیا علامہ موصوف محصور ہی رہے مگر ان کے

مخالفین نچلے نہ بیٹھ سکتے تھے انھوں نے ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر ان کی شہرت کو کافی نقصان پہنچایا۔ علامہ ابن جریر طبری عجز و انکسار کا نمونہ تھے۔ انھوں نے تمام عمر سادگی سے بسر کی انھیں تصنیف و تالیف میں اس قدر انہماک تھا کہ چالیس سال تک ہر روز تقریباً چالیس صفحات لکھتے رہے۔

علامہ طبری کی تمام تصانیف ہم تک نہیں پہنچیں۔ البتہ ان کی تفسیر قرآن ''جامع البیان فی تفسیر القرآن'' ہم تک پہنچی ہے جس میں تفسیر سے متعلق احادیث صحیحہ کا معتد بہ ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ مؤرخین اور ناقدین کے لیے یہ تفسیر علوم کا خزانہ ہے۔

علامہ ابن جریر طبری کا دوسرا اہم کام ان کی تاریخ عالم ہے۔ عالم اسلام میں یہ تاریخ جو خصوصی اہمیت کی حامل ہے دست برد زمانہ سے محفوظ رہی۔ علامہ نے موضوع سے متعلق تمام مواد اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد ایسی نادر کتابوں کے اقتباسات بھی مذکورہ کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں جو اب دنیا سے ناپید ہو چکی ہیں۔ اس کتاب کا نام ''تاریخ الامم والملوک'' ہے۔

علامہ طبری کا عام انداز یہ ہے کہ انھوں نے ایک واقعہ سے متعلق مختلف روایات کو نہایت سلیقہ سے یک جا کر دیا ہے اور روایت کے پورے اسناد کو بیان کر کے تنقید و تبصرہ کا کام قاری پر چھوڑ دیا۔ تاریخ الامم والملوک کی تدوین میں علامہ طبری نے کچھ تو ان روایات پر اعتماد کیا ہے جو بزرگوں سے ان تک پہنچیں یا پھر ان روایات پر اپنی تاریخ کی بنیاد رکھی جو متقدمین کی تصانیف میں موجود تھیں' علاوہ ازیں تاریخ الامم والملوک کے آخری حصوں میں علامہ موصوف نے راویوں کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعات خود ان کے زمانے کے یا اس سے کچھ پہلے کے ہیں اور ان واقعات کی اسناد زیادہ موثق اور معتبر ہوتیں۔ بہت ممکن ہے کہ سیاسی حالات مانع ہوں یا پھر علامہ طبری نے راویوں کی خواہش پر ان کے نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہو۔

علامہ طبری نے طریق جمع الاصول میں خاص اہتمام کیا ہے وہ نزاعی و اختلافی امور جن پر علماء کا شدید اختلاف ہے علامہ طبری غیر جانب دار مؤرخ کے لیے نہایت نازک مسئلہ تھا کہ وہ ان ذمہ داریوں سے کیسے عہدہ برآ ہوں چنانچہ تاریخ کا وہ حصہ جس میں سخت اختلاف پایا جاتا ہے وہاں انھوں نے طریق جمع الاصول کو اپنایا اور ان تمام روایتوں کو یک جا کر کے اس طرح تدوین کی کہ اسناد کے راوی ہی اس واقعہ کی صحت کے ذمہ دار ہوں۔

علامہ طبری نے تاریخ الامم والملوک میں ہر روایت اوّل تا آخر جوں کی توں اسی شکل میں پیش کر دی جس طرح انھیں اپنے شیخ سے ملی تھی اور اسی واقعہ کی دوسری روایت کو بھی من وعن پیش کر دیا اور اسی طرح اگر انھیں تیسری اور چوتھی روایات بھی ملیں تو انھیں بھی جس صورت میں وہ ملیں اسی طرح بغیر کسی ترمیم و اضافے کے اپنی اصل شکل میں شامل کر دیا۔ یہ طریقہ کار یقیناً قابل تعریف ہے کیونکہ اس طرز عمل نے قاری کے لیے پرکھنے' سوچنے اور فیصلہ کرنے کے لیے ایک وسیع میدان چھوڑ دیا ہے انھوں نے ایک واضح فکری راستہ متعین کیا' تاکہ ایک ہی واقعہ کی مختلف روایات کو پیش نظر رکھ کر وہ ان اختلافات کو سمجھ سکے اور کسی خاص فیصلہ پر پہنچ سکے ایسے مقام پر علامہ طبری روایات کے تسلسل کو باقی رکھتے ہوئے ہر روایت کو اس کے راوی اوّل سے منسوب کر دیتے ہیں اور اپنی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کرتے اور اگر کسی نفس حادثہ کے متعلق اختلافی روایت پیش کرتے ہیں تو وہ اس قسم کے جملے استعمال کرتے ہیں مثلاً اس نے اس سے مختلف بات کہی۔ جو فلاں شخص نے مجھ سے بیان کی تھی.... یا... فلاں نے اس قول کے خلاف یہ کہا' اس نے کہا..... یا مگر فلاں یہ کہتا ہے...... وغیرہ وغیرہ۔

ایک ہی حادثہ کے متعلق بہت سی روایات پیش کرنا علامہ ابن جریر طبری کا ہی حصہ ہے اور محدثین کی پیروی نے ان کو تاریخ کی

دنیا میں ممتاز بنا دیا ہے اور ایک ہی نفس حادثہ کے متعلق بہت سی روایات یک جا کر کے انھوں نے تحقیق کے لیے وسیع میدان مہیا کر دیا ہے اور یہی بات تاریخ طبری کو محققین کی نظر میں بلند و برتر کر دیتی ہے۔ تاریخ طبری کی تکمیل چوتھی صدی ہجری کے ابتداء میں ہوئی تھی۔ بجا طور پر اپنے عہد کی تاریخ نگاری کا یہ بے مثال نمونہ کہی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ علامہ طبری نے طریق محدثین کی پیروی کی کیونکہ وہ خود ایک محدث تھے۔ ان کی زندگی کا آغاز درسِ حدیث سے ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ تاریخ نگاری میں طریقہ محدثین کے متبع ہیں۔ چنانچہ روایات کی تدوین میں وہ اسناد کا خاص خیال رکھتے ہیں مثلاً وہی راوی ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے جو زیر تحریر حالات میں شریک رہا ہو یا اس کا شاہد ہو یا اس کے بارے میں صحیح علم رکھتا ہو یا ایک جماعت نے اس واقعہ کی تصدیق کی ہو اس کے علاوہ علامہ طبری نے اِکاّ دُکاّ حادثات' معمولی' غیر اہم یا بظاہر غیر متعلق واقعات بھی بیان کیے ہیں اور اس طور سے یہ غیر اہم باتیں جو بسا اوقات تاریخ کے طالب علم کی نگاہ میں بڑی اہم ہوتی ہیں ہمارے ہاتھ آ گئیں۔ تاریخ نگاری کا ایک طریقہ حولیات (Anmals) ہے جس میں مؤرخ واقعات لکھتے وقت سنین کا پابند ہوتا ہے۔ یہ کوئی نیا طریقہ نہیں بلکہ اس طریقہ کو ہم عہد عتیق میں بھی پاتے ہیں۔ بابلی اور آشوریوں کے علاوہ مصریوں نے بھی اس سے کام لیا اور قدیم یونان و روما کے مؤرخوں نے اس طریقہ کی پیروی کی تھی۔ طریقہ حولیات (Anmals) میں مؤرخ زمانی ترتیب کا بطور خاص خیال رکھتا ہے علامہ طبری نے بھی تاریخ لکھتے وقت حولیات کے طریقہ کو اپنایا ہے اور سنین کی پابندی کی ہے اگر کوئی واقعہ طویل ہے تو علامہ نے پہلے اجمالی طور پر واقعہ کو بیان کر دیا اور اس کے بعد جس سنہ میں حادثہ کا جتنا جز واقع ہوا وہ اس سنہ میں لکھ کر اسی واقعہ کا بقیہ جز اس سنہ میں بیان کیا جس سنہ میں وہ واقعہ اختتام پذیر ہوا۔ میں نے تاریخ الامم والملوک کو مختلف ابواب میں تقسیم کرتے وقت اس امر کا پورا پورا خیال رکھا ہے ایک سال کے عرصہ میں جو واقعات رونما ہوئے۔ اگر وہ طویل یا غیر معمولی ہیں اور ان کی اہمیت کی وجہ سے انھیں ابواب میں تقسیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے ہر باب میں سنہ ھ دے کر اس ترتیب کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے۔

علامہ طبری کی ''تاریخ الامم والملوک'' بعض حیثیتوں سے نہ صرف دوسری کتب تاریخ سے ممتاز ہے بلکہ اسلامی عہد کی بعض نادر و نایاب عبارتوں کے اقتباسات بھی اس کتاب کی بدولت محفوظ ہو گئے۔ جب کہ اصل کتب زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ علاوہ ازیں کعب الاحبار' وہب بن منبہ' عبداللہ بن سلام' قتادہ' مجاہد' عبداللہ بن عباس' ابومخنف' اعم الزہری' اشجعی کے اقوال کے بہترین اقتباسات اسی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ان زریں اقوال کے اقتباسات سے جس طرح تاریخ طبری مالا مال ہے کوئی دوسری تاریخ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس بحث کے بعد ہم بآسانی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تاریخ طبری عہد اسلامی کے ابتدائی دور کی تحریروں اور اہم تاریخی مصادر کا نادر مجموعہ ہے۔ علامہ ابن جریر طبری نے آغاز اسلام سے لے کر اپنے زمانے تک قابل قدر کتابوں کے اہم اقتباسات کو چھان بین اور تحقیق کے بعد نہایت ترتیب وسلیقے سے پیش کیا ہے اور مؤلف نے اس پیشکش میں حتی الامکان غیر جانب دار رہنے کی کوشش کی ہے اور بلاشبہ ان کی کتاب ایک عظیم کارنامہ ہے اور انھیں مؤرخین کی صف میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری نے اس امر کی بھی سعی بلیغ کی ہے کہ ایک ہی واقعہ کے متعلق جتنی روایتیں مل سکیں انھیں یک جا کر دیں اور ان روایات میں انھوں نے عینی شاہد کے بیان کو ترجیح دی ہے یہ خوبی ہمیں طبری کے دور کے دوسرے مؤرخین میں نظر نہیں آتی۔ اسی لیے کسی دور کا مؤرخ بھی طبری کو نظر انداز کر کے اپنی تصنیف مکمل نہ کر سکا کیونکہ مختلف واقعات پر جتنا بنیادی مواد علامہ طبری نے

فراہم کیا ہے اتنا کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتا' یہی خوبی محققین کی نظر میں تاریخ الامم والملوک کو بلند تر کر دیتی ہے علامہ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب میں اپنا نقطہ نظر مندرجہ ذیل الفاظ میں واضح کیا ہے:

''اور ہماری اس کتاب میں ناظرین دیکھیں گے کہ میں نے جو کچھ یہاں تحریر کیا ہے اس پر اعتماد کیا ہے.....اور یہ وہی اخبار ہیں جو مجھ سے روایت کیے گئے اور میں ان کا بیان کرنے والا ہوں' یا وہ آثار جن کے راویوں کی اسناد میں نے جمع کی ہیں' غیر اس سے کہ عقلی دلیلوں سے ان کو سمجھا جائے یا غور وفکر سے استنباط کیا گیا ہو' سوائے چند مقامات کے' جب کہ اخبار ماضیین کا علم یا اپنے زمانے کی خبریں ان لوگوں سے پہنچی ہیں جنہوں نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا۔ نہ ان کے زمانے میں وقوع پایا بلکہ مخبروں اور ناقلوں کے ذریعہ سے آئی ہیں اور ان میں عقلی استخراج یا فکری استنباط سے کام نہیں لیا گیا۔ اس لیے اگر میری اس کتاب میں کوئی ایسی خبر آئے جسے ہم نے اگلے لوگوں سے نقل کیا ہے اور جن کے تسلیم کرنے سے آج کا قاری ابا کرے' یا وہ سامع کو اچنبھے میں ڈال دیں اس لیے کہ ان کی صحت معروف نہیں یا معنی میں حقیقت نہیں تو جان لینا چاہیے کہ اس میں (صحت یا صداقت) ہم سے پہلے سے ہی نہیں ہے اور بعض ناقلوں نے اسے ہم تک پہنچایا ہے اور ہم تک جس شکل میں یہ روایت پہنچی تھی ہم نے جوں کی توں بیان کر دی ہے''۔

تاریخ الامم والملوک کے زیر نظر حصہ کا تعلق سیرت النبیؐ سے ہے جو حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ پر مشتمل ہے آغاز میں آنحضرت ﷺ کا شجرہ نسب اور ابتدائی زندگی کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

علامہ طبری نے ''سیرت النبیؐ،، میں اس امر کا پورا خیال رکھا ہے کہ جزئیات تک باصراحت بیان کر دی جائیں اور علامہ موصوف اپنی اس ذمہ داری سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ زیر نظر سیرت طیبہ کا نہ صرف مستند مجموعہ ہے بلکہ سیرت الرسول کا مکمل مرقع بھی ہے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی کے جزوی سے جزوی واقعہ کا بھی ذکر ہے اور ہر وہ شے جو ذاتِ رسالت مآبؐ سے یک گونہ وابستگی رکھتی ہے اس کا ذکر کتاب میں موجود ہے۔ المختصر رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ کا مستند ترین اور مکمل ترین ذخیرہ زیر نظر حصہ میں موجود ہے۔ اس کی افادیت سے متعلق کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہم قاری پر اس کا فیصلہ چھوڑتے ہیں۔



باب ا

حضرت محمد ﷺ کا شجرۂ نسب

عبداللہ بن عبدالمطلب :

رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور آپ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔ یہ عبداللہ رسول اللہ کے والد اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے' یہ عبداللہ' زبیر اور عبد مناف یعنی ابو طالب عبدالمطلب کے بیٹے ایک ماں سے تھے ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمد کی روایت یہ ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے باپ اور ابو طالب جن کا نام عبد مناف ہے اور زبیر' اور عبدالکعبہ' عاتکہ' برہ اور اُمیمہ عبدالمطلب کی اولاد حقیقی بہن بھائی تھے۔ ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ تھیں۔

عبدالمطلب کی نذر:

ایک عورت نے یہ نذر کی کہ اگر میں یہ کام کروں تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کروں گی' اس کام کو وہ کر گزری' مدینہ آئی تاکہ اپنی نذر کے متعلق حکم شرعی دریافت کرے' پہلے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئی۔ انھوں نے اس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اس کو پورا کیا جائے' اس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں۔ اس کا ابن عمرؓ نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو۔ اس جواب سے تشفی نہ پا کر اب وہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئی اور ان سے فتویٰ پوچھا انھوں نے کہا ایک صرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور قتل نفوس کی ممانعت کی ہے' عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب ان کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہوگئی۔ انھوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا' چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے انھوں نے کہا خداوندا عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ۔ یہ کہہ کر اب انھوں نے عبداللہ اور اونٹوں پر قرعہ اندازی کی۔ اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔ یہ واقعہ بیان کر کے ابن عباسؓ نے اس عورت سے کہا' کہ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹ کی قربانی کر دو۔ یہ بات مروان کو جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا۔ معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے۔ ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز ہی نہیں اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے معافی مانگ' توبہ کر' صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی ہے اس لیے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسی کو انھوں نے صحیح سمجھا اور پھر یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں۔

نذر کے متعلق مذکورہ بالا بیان قبیصہ بن ذریب کا ہے ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور ان کو دبنا پڑا۔ انھوں نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں سن بلوغ کو

پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ ان میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لیے قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ان کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ ان کی حمایت اور مدافعت کریں گے انھوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے اطلاع دی اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو۔ انھوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پوچھا مگر اس پر عمل کیسے ہوگا۔ عبدالمطلب نے کہا تم میں سے ہر ایک ایک پانسہ سے اس پر اپنا نام لکھ لائے۔ جس پر وہ اپنے نام لکھ کر لے آئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے۔ یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنوئیں پر رکھا ہوا تھا اور اسی کنوئیں میں کعبہ کے چڑھاوے ڈالے جاتے تھے اس بت کے پاس سات پانسے تھے۔ ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی ایک تحریر میں تھا ''دیت'' چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پانسہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا۔ ایک پانسہ پر ''ہاں'' لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انھیں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اسے کر گزرتے' ایک پانسہ پر ''نہیں'' لکھا تھا۔ اگر پانسے پر ''نہیں'' نکل آتا تو جس کام کے لیے انھوں نے پانسے ڈالے تھے اسے وہ نہ کرتے۔ ایک پانسے پر لکھا تھا ''تم میں سے'' ایک پر لکھا تھا ''ملا ہوا'' ایک پر ''تھا'' تمہارے غیروں میں سے ایک پانسہ پر تھا ''پانی'' جب قریش کنوئیں کھودنا چاہتے تو اس پانسہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پانسہ نکل آتا تو کنوئیں کھودتے۔

اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا ان کو کسی کے نسب میں شک ہو جاتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریاں لے جاتے ان کو پانسہ پھینکنے والے کو دیتے۔ پھر اپنے اس آدمی کو جس کے متعلق حکم لینا ہوتا۔ بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب! یہ فلاں شخص ہے ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ حق بات ظاہر کر دیجیے اس کے بعد وہ پانسہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو وہ ڈال دیتا اگر اس کے متعلق نکلتا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب۔ شریف سمجھا جاتا اگر نکلتا کہ یہ تمہارا غیر ہے تو اسے حلیف سمجھا جاتا اور اگر ''ملا ہوا'' نکلتا تو اس کا نسب مشتبہ ہی رہتا' نہ وہ ان کا ہم نسب سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملہ کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈلواتے اور اس میں ''ہاں'' نکل آتا تو اس کام کو وہ ضرور کرتے اور اگر ''نہیں'' نکلتا تو وہ اس کام کو اور ایک سال مؤخر کر دیتے اور آئندہ سال پھر اس کے متعلق پانسہ ڈلواتے' غرض کہ اس طرح وہ اپنے تمام معاملات کو اسی دستور پر انجام دیتے تھے۔ اجازت نکلتی ''کرتے'' ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام بیٹوں کی قرعہ اندازی کرو اور اسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے۔ اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پانسہ اسے دے دیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور انھیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پانسہ ان کے نام نہ نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے باپ تھے جب پانسہ ڈالنے والے نے ان کو ڈالنے کے لیے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے پانسہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیے اور پانسہ عبداللہ کے نام نکلا عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے۔ یہ قریش کے وہ دونوں بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے' اسے دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا' کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا:

میں اسے ذبح کرتا ہوں' اس پر تمام قریش نے اور عبدالمطلب کے دوسرے بیٹوں نے کہا جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کر دیں' ان کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انھیں ذبح کر ڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا اور لوگ کس طرح زندہ رہ سکیں گے۔ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے جس کے قبیلہ کے یہ عبداللہ بھانجے تھے کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں ناقابل عمل نہ ثابت ہوں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو۔ اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی ان سے کہا کہ آپ ہرگز ذبح نہ کریں' اسے حجاز لے کر جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے ایک جن اس کا تابع ہے پہلے اس سے دریافت کر لیں۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے' ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتا دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

اس مشورہ کے بعد وہ سب مکہ سے مدینہ آئے یہاں آ کر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر میں اس کے پاس آئے' اس سے ملے عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے اس نے کہا آج تو جاؤ' میرے تابع کو آنے دو اس سے دریافت کرتی ہوں' وہ سب کے سب اس کے پاس سے چلے آئے وہاں سے آ کر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ سب لوگ اس عارفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج اس نے کہا کہ ہاں مجھ کو خبر مل گئی ہے۔ یہ بتاؤ تمہارے ہاں جان کی دیت کیا ہے۔ انھوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقررہ دیت ہے۔ اس عورت نے کہا تو اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو ایک جا کر کے ان پر قرعہ اندازی کراؤ۔ اگر قرعہ تمہارے آدمی کے نام نکلے تو ان کی تعداد میں دس کا اضافہ کرتے جانا اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا۔ کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمہارا آدمی بچ گیا۔

عبداللہ کی دیت:

یہ اس کے پاس سے چل کر پھر مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انھوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرنے کھڑے ہو گئے مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام آتا رہا اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا کرتے رہے آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور قرعہ اندازی ہوئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا' قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا عبدالمطلب اب تمہارے رب کی رضا پوری ہو گئی' بس کرو انھوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کر لوں گا مجھے اطمینان نہ ہو گا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انھوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دیے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دیے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھا لے۔

اُم قتال اور عبداللہ:

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے لگے بنو اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن کے پاس سے جو کعبہ میں موجود تھی ان کا گزر ہوا۔ اس نے عبداللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جاتے ہو؟ عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہارے فدیہ میں ذبح کیے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہم بستر ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں' میں ان کی خلاف مرضی کوئی بات نہیں کروں گا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبداللہ کا نکاح:

عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لیے ہوئے کعبہ سے باہر آ گئے۔ اور انھیں وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنو زہرہ کا رئیس تھا لے کر آئے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں کر دی۔ یہ آمنہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں۔ اور ام حبیب بنت اسد برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھیں' شادی کے بعد وہب ہی کے مکان میں عبداللہ نے ان سے خلوت کی۔ اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔ جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے کو ان کے لیے پیش کیا تھا۔ عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی۔ اس نے کہا آج تمہاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا وہ جاتا رہا اور مجھے تمہاری ضرورت نہیں' واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا' اور آئندہ کی خبروں سے واقف تھا سنا کرتی تھی کہ قریش میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری روایت اسحٰق بن یسار کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے ساتھ عبداللہ کی ایک عورت اور تھی۔ یہ اس کے پاس آئے' مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا اور اس وجہ سے اس کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ انھوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لیے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اس نے آنے میں دیر کی۔ عبداللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن پر سے مٹی دھو ڈالی اور اب مباشرت کے ارادے سے آمنہ کے پاس آئے اور اسی وقت محمد ﷺ بہ شکل حمل شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے وہاں سے نکل کر عبداللہ اب پھر اپنی پہلی عورت کے پاس آئے اور کہا جی چاہتا ہے اس نے کہا نہیں۔ جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمہاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور روشن تھا۔ تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس چلے گئے اب وہ خود اس کے پاس چلا گیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس آئے اس وقت ان کی پیشانی پر ایسا نور تھا جیسا گھوڑے کا چاند تارا' میں نے ان سے جماع کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے۔ ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت بطن آمنہ میں محمد ﷺ شکل حمل میں مستقر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ

بنت مر کے پاس سے جو اہل تبالہ کی ایک یہودیہ عورت تھی اور جس نے یہود کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں گزرے‘ اس نے عبداللہ کے چہرے پر ایک خاص نور دیکھا اور اس سے کہا اے نوجوان اگر تو اسی وقت مجھ سے مباشرت کرتا ہے تو میں تجھے سو اونٹ دیتی ہوں‘ عبداللہ نے کہا:

اما الحرام فالممات دونه و الحل لا حل فاستبينه

فكيف بالا مرالذى تبغينه

ترجمہ: ”حرام ہو نہیں سکتا۔ اس سے موت اولیٰ ہے اور حلال کی یہ شکل نہیں لہٰذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسے ہو“۔

اس کے بعد انھوں نے یہ کہا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا عبدالمطلب ان کو اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے گئے اور انھوں نے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے عبداللہ کی شادی کر دی۔ تین دن عبداللہ آمنہ کے پاس رہے۔ پھر پلٹے اور اب پھر اس خثعمیہ عورت کے پاس جس نے ان سے خواہش مباشرت کی تھی آئے اور کہا اب بھی اس بات کے لیے آمادہ ہو۔ اس نے کہا‘ اے شریف میں بدکار نہیں ہوں‘ میں نے تمہارے چہرے میں ایک نور دیکھا تھا‘ میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آ جائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو‘ اس نے جہاں مناسب سمجھا اسے ودیعت کر دیا۔ یہ بتاؤ یہاں سے جا کر تم نے کیا کیا؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی اور میں تین دن ان کے ساتھ مقیم رہا۔ اس پر فاطمہ بنت مر نے چند شعر بھی کہے۔

عبداللہ کا انتقال:

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے کسی نے آمنہ بنت وہب سے ان کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا۔ اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو۔ آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اللہ ﷺ ان کے بطن میں بہ شکل حمل مستقر ہوئے اس کے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تاکہ وہاں سے کھجور لے کر آئیں‘ اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا جب ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی‘ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لیے بھیجا۔ ان کو مدینہ آ کر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان غلط ہے اصل واقعہ وہی ہے جو ام بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر وہب کے پاس آئے اور خود اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک ہی مجلس میں دونوں کی شادیاں ہو گئیں۔ عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبد مناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے چونکہ وہ بیمار تھے اس لیے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہو گیا اور نابغہ کے یا جیسا کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے حجرے میں جو اگر تم اس گھر میں اپنے بائیں جانب سے داخل ہوتا ہے ملتا ہے دفن کر دیے گئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم:

عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کے سر میں سفید بال تھے عبدالمطلب اس لیے نام ہوا کہ ان کے باپ

ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے ہاشم روانہ ہوئے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید الخزرجی کے پاس فروکش ہوئے ان کی نظر سلمٰی بنت عمرو پر پڑی اور وہ اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اور اس کے باپ عمرو سے انھوں نے درخواست کی کہ اس کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ اس نے نکاح کر دیا مگر یہ شرط کی کہ اس کے ہاں ولادت اس کے میکے میں ہو گی۔ ہاشم بغیر اس سے مباشرت کے اپنے کام پر واپس چلے گئے شام سے واپسی میں وہ اپنی بیوی سے اس کے میکے میں یثرب میں ہم بستر ہوئے۔ وہ حاملہ ہوئیں ہاشم اسے اپنے ہمراہ مکہ لے آئے مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا انھوں نے اپنی بیوی کو اس کے میکے بھیج دیا اور خود شام چلے گئے' اور وہیں غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمٰی کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ یہ سات آٹھ سال تک یثرب ہی میں نشو و نما پاتے رہے۔ ایک مرتبہ بنو الحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا۔ یہاں اسے چند لڑکے تیراندازی کرتے ہوئے ملے۔ شیبہ جب نشانے پر تیر مارتے تھے وہ فخر سے کہتے تھے' میں ہاشم کا بیٹا ہوں' میں بطحا کے رئیس کا بیٹا ہوں۔ حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ حارثی نے مکہ آ کر مطلب سے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابوالحارث سنو! میں نے یثرب میں چند لڑکوں کو تیراندازی کرتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک ایسا لڑکا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا' میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحا کے رئیس کا فرزند ہوں مطلب نے سن کر کہا: بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک کہ اس بچے کو نہ لے آؤں گا' حارثی نے کہا اگر اس قدر مستعد ہو تو لو یہ میری ناقہ صحن میں بندھی ہے اس پر چلے جاؤ۔ مطلب اس اونٹنی پر سوار ہو کر یثرب آئے۔ سرِ شام وہ آبادی میں پہنچے۔ بنو عدی بن النجار کے محلہ میں آئے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ قبیلہ کی چوپال کے احاطہ میں لڑکے گیند کھیل رہے تھے اس نے اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا' یہ ہاشم کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! یہ تمہارا بھتیجا ہے۔ اگر تم اسے لینا چاہتے ہو تو ابھی پکڑ لو اس کی ماں کو اس کی خبر نہ ہونے پائے' ورنہ اگر اسے معلوم ہو گیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی اور پھر ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے۔ مطلب نے اسے آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میں تمہارا چچا ہوں' تم کو تمہاری قوم کے پاس لے جانے کے لیے آیا ہوں یہ کہہ کر انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھا دی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر ناقہ کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا۔ مطلب اسی وقت لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ اس کی ماں کو رات ہونے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی' اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو بھگا لے گیا مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

عبدالمطلب کی مکہ میں آمد:

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمہارے پیچھے یہ کون سوار ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اسی طرح اسے لیے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے گھر سے نکل کر مطلب حزورہ آئے۔ یہاں سے انھوں نے ایک حلہ خریدا اور اسے شیبہ کو جا کر پہنایا پھر سرِ شام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی حلہ کو پہنے ہوئے مکہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی ان کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اس وجہ سے سب اسے عبدالمطلب کہنے لگے اس موقعہ پر مطلب نے یہ شعر بھی کہا:

عرفت شیبه و النجار قد جعلت ابناؤها حوله بالنبل تنتعتل

ترجمہ: ''جب بنونجار کے لڑکے اس کے گرد کھڑے تیراندازی کر رہے تھے میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا''۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنو عدی بن النجار کی ایک شریف زادی سے جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہے گی' شادی کی اور اس کے بطن سے شیبۃ الحمد ہاشم کا لڑکا پیدا ہوا اس کی اپنے ننھیال میں عزت و محبت سے پرورش ہوئی۔ ایک مرتبہ یہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیراندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا ''میں ہاشم کا بیٹا ہوں'' ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن پائی۔ اس نے مکہ آ کر اس کے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا کہ میں مدینہ بنو قیلہ کے احاطہ سے گزر رہا تھا' میں نے وہاں اس شکل و صورت کا ایک نوعمر لڑکا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی کر رہا تھا اور وہ اپنے کو تمہارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا۔ تمہارے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ تم اس جیسے لڑکے کو اس غربت میں رہنے دو۔

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ:

مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا تب کسی نے ان کو شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا۔ مطلب نے جب تک شیبہ کے لیے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا' اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لیے ان کا جو ملاقاتی راستے میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کو پوچھا کہ یہ کون ہے' مطلب نے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام ہے اسی لیے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔

عبدالمطلب اور نوفل میں تنازعہ:

مکہ آ کر مطلب نے اسے اس کے باپ کی املاک کی نشان دہی کر دی اور ان کو اس کے سپرد کر دیا۔ نوفل بن عبد مناف نے ایک کنوئیں کے بارے میں اس سے تنازعہ کیا اور زبردستی اسے غصب کر لیا۔ عبدالمطلب نے اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے پاس جا کر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمہارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے۔ اس جواب پر عبدالمطلب نے اپنی حالت اپنی ننھیال کو لکھی اور خط میں چند ایسے شعر بھی لکھے' جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابو اسعد ابن عدس النجاری اسی ناقہ سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہو کر ابطح آیا۔ عبدالمطلب کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اس کے استقبال کو آئے اور انھوں نے کہا ماموں صاحب قیام فرمائیے۔ ابو اسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہ ہو جائے گی میں فروکش نہ ہوں گا' عبدالمطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں ابو اسعد حجر آیا نوفل کے سرہانے آ کر کھڑا ہوا اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پھر نوفل سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے یا تو میرے بھانجے کو اس کا کنواں واپس دے دے ورنہ میں ابھی اس تلوار سے تیرا کام تمام کر دیتا ہوں' نوفل نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ کنواں اسے واپس دے دیا اس پر تمام حاضرین کی شہادت ہوگئی اس کے بعد ابو اسعد نے کہا' اے میرے بھانجے اب میں تمہارا مہمان بنتا ہوں' تین دن اس نے عبدالمطلب کے ہاں قیام کیا اور اسی اثناء میں اس نے عمرہ بھی کیا۔ اس واقعہ کے بیان میں عبدالمطلب نے چند شعر کہے اور سمرہ بن عمیر ابو عمرو الکنانی نے بھی کچھ شعر کہے۔ اس واقعہ کا خود نوفل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے تمام بنو عبد شمس سے بنو ہاشم کے خلاف ایک سمجھوتہ کر لیا۔

محمد بن ابی بکر کہتا ہے کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ ہاں چونکہ اللہ نے ہمیں دولت و امارت عطا

فرمائی ہے' اس لیے ہمارے ہاں تقرب جتانے کے لیے انصار یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ عبدالمطلب اپنی قوم میں اس قدر معزز تھے کہ ان کو قطعی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بنونجار مدینہ سے ان کی حمایت کے لیے آتے۔ میں نے کہا جناب والا اہل مدینہ کی نصرت کی اس شخص کو بھی ضرورت ہوئی جو عبدالمطلب سے بہتر تھا موسیٰ بن عیسیٰ جواب تک تکیے کے سہارے بیٹھا ہوا تھا' میرے جواب سے برافروختہ ہو کر سیدھا ہو بیٹھا اور اس نے پوچھا ''عبدالمطلب سے بہتر کوئی ہے؟'' میں نے کہا ''محمد ﷺ'' اس نے کہا بے شک تم سچے ہو' اب وہ پھر تکیے کے سہارے ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس واقعہ کو ابن ابی بکر کی روایت سے قلم بند کر لو۔

عبدالمطلب کے معاہدات:

زید بن علاقہ التغلبی نے جس نے جاہلیت کا عہد پایا تھا یہ بات کہی ہے کہ اس معاہدے کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد بنو ہاشم اور خزاعہ میں چلا آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بنوکعب کی مدد فرمائی تھی اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبدمناف نے جو عبدمناف کے بیٹوں میں ایک ہی اب تک زندہ تھا۔ عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کے کچھ جوہڑ زبردستی لے لیے۔ عبدالمطلب کی ماں سلمیٰ بنت عمرو النجار یہ قبیلہ خزرج کی تھی۔ عبدالمطلب نے اپنے چچا سے انصاف کی درخواست کی' مگر اس نے نہ مانا' عبدالمطلب نے اپنے ماموؤں سے اس کی شکایت کی اور ان سے مدد مانگی۔ اسی یا ستر یثرب سے مکہ آئے اور انھوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لا کر بٹھائے۔ نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل میں ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا اس نے سلام کیا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے بھانجے کا حق واپس نہ دو گے ہم تمہارے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس نے کہا میں آپ لوگوں کی تعظیم وتکریم کے خیال سے ایسا کیے دیتا ہوں اور اس نے وہ باولیاں عبدالمطلب کو واپس کر دیں۔ اس تصفیہ کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے مگر اس واقعہ سے عبدالمطلب کے دل میں دوسروں کو حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے بسر بن عمرو ورقہ بن فلاں اور خزاعہ کے بعض دوسرے اشخاص کو معاہدہ کے لیے دعوت دی' یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انھوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا۔

چاہ زمزم کا دفینہ:

عبدالمطلب کے چچا مطلب بن عبدمناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی کی بہم رسانی اور ان کی مہمان داری کی جو خدمات بنوعبدمناف کے پاس تھیں اور اس وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا وہ اب عبدالمطلب کو ملا۔ انھوں نے سب سے پہلے اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنوئیں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا انھوں نے برآمد کیا یہ سونے کے دو ہرن تھے جن کو جرہم نے اس میں اس وقت دفن کیا تھا جب ان کو کعبہ سے بے دخل کر دیا گیا' کچھ قلعی تلواریں تھیں اور زرہیں تھیں۔ ان تلواروں سے کعبہ کا ایک دروازہ بنایا گیا اور اس میں ان سونے کے ہرنوں کا سونا پتروں کی شکل میں تبدیل کر کے دروازے پر چڑھایا گیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ جو قیمتی شے کعبہ پر چڑھائی گئی وہ یہی سونا تھا۔ عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ کیونکہ ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور یہی شیبہ ہے۔

ہاشم بن عبدمناف:

ہاشم کا نام عمرو ہے۔ ہاشم اس لیے مشہور ہوا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر ان کو اپنی قوم کو کھلایا تھا۔ اسی کے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الکلبی کے قول کے مطابق ابن الزبعریٰ نے یہ شعر کہا ہے۔

عمرو الذی حشم الثرید لقومہ و رجال مکۃ مسنتون عجاف

ترجمہ: ''وہ عمرو جس نے اپنی قوم کو روٹی چور کر کھلائی جب کہ مکہ والے سخت قحط میں مبتلا تھے''۔

ان کی قوم قریش، قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھی۔ یہ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لے کر مکہ آئے اس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر انھوں نے اپنی قوم کی دعوت کی۔ ہاشم پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے لیے سال میں دو سفر جاڑے اور گرمی کے کیے۔

ہاشم اور عبد شمس:

ہاشم اور عبد شمس یہ عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے مطلب جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے ان کی ماں عاتکہ بنت مرۃ السلمیہ تھی اور نوفل جس کی ماں واقدہ تھی، عبد مناف کے یہ چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے۔ ان کو مجبرون کہتے ہیں۔ انہی نے سب سے پہلے قریش کے لیے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لیے اجازت نامے حاصل کیے اس کی وجہ سے قریش حرم سے دور دور منتشر ہوگئے۔ ہاشم نے شاہانِ روم اور غسان سے اجازت نامہ حاصل کیا۔ عبد شمس نے نجاشی الاکبر سے اجازت حاصل کی۔ اس وجہ سے قریش حبشہ چلے گئے، نوفل نے اکاسرۂ ایران سے اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش عراق جا کر آباد ہوئے، مطلب نے ملوک حمیر سے نوآبادی کی اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش یمن جا کر متوطن ہوئے، چونکہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کر دی، اس لیے ان کو مجبرون کہنے لگے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس توام پیدا ہوئے تھے جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے چمٹی ہوئی تھی اس لیے اسے کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا اس قطع سے خون بہا اس پر یہ شگون لیا گیا کہ ان کے درمیان خون ریزی ہوگی، اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولی ہوئے اور حاجیوں کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے متعلق ہوا۔

ہاشم اور اُمیہ میں منافرت:

جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولت مند تھا اس نے اگرچہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ ہوسکی جو ہاشم سے بن آئی قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا وہ سخت برہم ہوا اور ہاشم کا دشمن ہوگیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو برا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انھیں جوش دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا۔ ہاشم نے کہا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچایت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن کی پچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی۔ اور دس سال کے لیے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی، امیہ نے یہ شرط مان لی اور اب دونوں نے کاہن الخزاعی کو اپنے درمیان حکم بنایا اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا ہاشم نے امیہ سے اونٹنیاں لے کر ان کو ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی۔ امیہ شام چلا گیا۔ اس سال وہ وہاں رہا ہاشم اور امیہ میں عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

عبدالمطلب اور حرب بن امیہ:

یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور حرب بن امیہ نے اپنے تعلقات کے لیے نجاشی الحبشی سے کہا، مگر اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ تب ان دونوں نے نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن ازاح بن عدی بن کعب کو پنچ

بنایا۔ اس نے حرب سے کہا۔ اے ابوعمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے۔ اس کا سر تم سے بڑا ہے۔ تم سے زیادہ وجیہ ہے۔ تم سے کم برا ہے' جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے جو تم سے زیادہ سخی ہے اور زیادہ طاقت ور ہے یہ کہہ کر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حرب نے کہا یہ بھی شومئی وقت ہے کہ ہم نے تجھے حکم بنایا۔

عبد مناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد عبد شمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد نوفل نے عراق کی راہ میں مقام سلمان میں انتقال کیا۔ پھر مطلب نے یمن کے مقام رومان میں انتقال کیا...... ہاشم کے بعد حجاج کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب کے متعلق ہوا۔

عبد مناف بن قصی:

اس کا اصل نام مغیرہ ہے اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اسے چاند کہتے تھے' قصی کہا کرتا تھا کہ میرے چار بیٹے ہوئے ان میں سے دو کے نام میں نے اپنے دونوں بتوں کے نام پر رکھے ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا خود اپنے نام پر رکھا۔ ان چاروں کی نام اس طرح ہیں۔ عبد مناف' عبدالعزیٰ (یہ اس کا باپ ہے) عبدالدار بن قصی اور عبد قصی بن قصی یہ کم عمری میں مر گیا تھا۔ یہ تو بیٹے ہیں اور لڑکی برہ بنت قصی ہے ان سب کی ماں حبی بنت خلیل بن حبشیہ بن سلمول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھی۔

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ عبد مناف کا لقب قمر اور نام مغیرہ تھا اس کی ماں حبی تھی اس نے اسے مکہ کے سب سے بڑے بت مناف کو اپنے اظہار عبودیت میں حوالے کر دیا تھا اسی وجہ سے یہی نام مشہور ہو گیا۔

قصی بن کلاب:

قصی کا اصل نام زید ہے۔ قصی اس لیے نام ہوا کہ اس کے باپ کلاب بن مرہ قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سہیل ہے۔ اور سہیل کا اصل نام خیرا بن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن جعثمہ بن یشکر ہے جو بنوالدیل کے حلیف از دشنوہ سے تھا شادی کی' اس کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے کلاب مر گیا۔ اس وقت زید بالکل کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔ کلاب کے مرنے کے بعد ربیعہ بن حرام بن خنسہ بن عبد کبیر بن عذرہ بن زید نے جو قضاعہ سے تھا۔ زہرہ اور قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی چونکہ زہرہ سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اور قصی شیر خوار تھا یا حال ہی میں اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا اس لیے قصی کی ماں قصی کی کم سنی کی وجہ سے اسے اپنے خاوند کے علاقہ میں جو شام کے شرفاء بنو عذرہ سے تعلق رکھتا تھا لے گئی اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ پیدا ہوا اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔ ربیعہ بن حرام کے تین لڑکے ایک دوسری عورت کے بطن سے تھے ان کے نام یہ ہیں' حسن بن ربیعہ' محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

قصی کی مکہ میں واپسی:

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا۔ چونکہ وہ اپنی قوم والوں سے بہت دور آ رہا تھا اس لیے زید کا نام قصی ہو گیا اس اثنا میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں سکونت پذیر رہا۔ قصی بن کلاب بنو قضاعہ کے علاقے میں رہتا سہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ ایک دن اس کے اور بنو قضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہو گئی۔ زید اب سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا' اس قضاعی نے طنزاً اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم غربت میں ہو اور یہ بھی کہا کہ تم کیوں اپنی قوم اور خاندان میں چلے نہیں جاتے تم ہماری قوم سے نہیں ہو' قصی کو اس طنز سے بڑا رنج ہوا' وہ سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی' اس نے کہا

اے میرے بیٹے نجدا تو اس شخص سے باعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت زیادہ معزز اور شریف ہے تو کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ القرشی کا بیٹا ہے۔ تیری قوم مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔ یہ معلوم کر کے اب اس نے غربت کو ترک کر کے اپنی قوم میں جا کر مل جانے کی پختہ نیت کر لی اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو' ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تو بھی ان کے ہمراہ ہو جانا اس وقت جانے میں تمہاری جان کا خطرہ ہے قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہ وہیں ٹھہرا رہا۔

قصی کا حُبی سے نکاح:

جب ماہِ حرام میں بنوقضاعہ کے حاجی حج کے لیے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر اب یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ چونکہ وہ بڑا ابہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن حبشیہ الخزاعی کے ہاں اس کی بیٹی حبی سے منگنی کرنا چاہی حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔ ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیلؔ کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی بیٹی حبی کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار عبد مناف' عبدالعزیٰ اور عبدقصی پیدا ہوئے۔

قصی اور رزاح بن ربیعہ:

جب اس کے بیٹے دور دراز ملکوں میں چلے گئے اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی' حلیل بن حبشیہ مر گیا قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے۔ نیز یہ کہ قریش اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں۔ اس غرض کے لیے اس نے قریش اور بنوکنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب بنوخزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکال باہر کریں جب انھوں نے اس کی یہ بات مان لی اس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا اپنی نصرت اور شرکت کے لیے دعوت دی' رزاح نے اپنی قوم بنوقضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں انھوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

بنوخزاعہ کا مکہ سے اخراج:

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلہ میں کہتا ہے ''قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا۔ چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی۔ چونکہ مکہ میں بنوخزاعہ کی تعداد بنوالنضر سے زیادہ تھی اس لیے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنوقضاعہ کو جنھوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لے کر قصی کے پاس مکہ آیا۔ یہاں قصی کی حمایت کے لیے بنوالنضر تھے ان سب نے مل کر خزاعہ کو مکہ سے نکال دیا اس کے بعد قصی نے حبی بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی سے شادی کی جس کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے۔ حلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی ولایت اپنی بیٹی حبی کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں حلیل نے کہا اچھا میں اس کام کے لیے ایک دوسرا شخص مقرر کر دیتا ہوں جو اس منصب کو تمہارے نائب کی حیثیت سے انجام دے۔ چنانچہ اس نے ابوغبشان سلیم بن عمرو بن بوی بن ملکان بن قصی کو یہ خدمت سپرد کر دی۔ قصی نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے' تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس

کے ساتھ وہ خزاعہ سے لڑا اصل حقیقت اللہ جانتا ہے مگر بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو خسرہ نکل آئی اور قریب تھا کہ اس مرض سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔ انھوں نے خود ہی مکہ کو خیر باد کہہ دیا اور سب ترک وطن کر کے چل دیے۔ بعض نے اپنے مکان بلا معاوضہ لوگوں کو دے دیے۔ بعض نے ان کو بیچ دیا اور بعض پھر بھی رہ پڑے۔ مگر اب قصی بلا شرکت غیر کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم ہو گیا۔ اس نے قریش کے تمام قبیلوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان کو مکہ کے پہاڑ پر آباد کیا جن میں سے بعض اب تک گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت رکھتے تھے اس نے خزاعہ کے مکان قریش میں تقسیم کر دیے۔ اس لیے اب اس کا نام مجمع ہوا اس کے متعلق مطرود یا حذافہ بن غانم نے یہ شعر کہا ہے۔

ابو کم قصی کان یدعیٰ مجمّعًا بہٖ جمع اللّٰہ القبائل من فہر

ترجمہ: ''تمہارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہتے تھے اسی کے ذریعہ اللہ نے بنو فہر کے قبائل کو پھر ایک جا جمع کر دیا''۔

کعبہ کے پجاری:

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ والوں کو لے کر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لیے مکہ روانہ ہوا۔

یہی راوی کہتا ہے کہ بنو خزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی کی اولاد منتشر ہو گئی خود حلیل نے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کر دی تھی اور کہا تھا کہ تم خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے زیادہ اہل ہو اس وصیت کی بنا پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا' جب سب لوگ مکہ میں جمع ہوئے اور موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہو کر منیٰ آئے اس وقت قصی نے اپنے تمام مددگار اپنے ہم قوم قریشی متبعین اور بنو کنانہ اور بنو خزاعہ کے حامیوں کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا تمام مناسک حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ کعبہ کے پجاری لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور نفر کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے ہیں۔ یہ پجاری لوگوں سے قبل منیٰ میں کنکریاں مارنے کے لیے پہنچ جاتے تھے۔ انہی پجاریوں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لیے رمی کرتا تھا اور تاوقتیکہ وہ رمی نہ کرے دوسرے حاجی خود رمی نہیں کر سکتے تھے جن ضرورت مندوں کو جلدی ہوتی وہ پجاری سے آ کر درخواست کرتے کہ تم رمی کر دو تا کہ پھر ہم بھی رمی کر لیں مگر وہ اس کا جواب دیتا کہ بخدا جب تک آفتاب کو زوال نہ شروع ہو میں رمی نہیں کروں گا اس پر جن لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی' وہ خود اس پجاری پر پتھر پھینکنے لگتے اور کہتے کہ رمی شروع کرو مگر وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا البتہ جب آفتاب جھک جاتا تو اب وہ کھڑا ہوتا اور رمی کرتا اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ رمی کرتے۔

قصی اور پجاریوں میں جنگ:

کنکریاں مارنے کے بعد جب یہ لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ پجاری سب سے پہلے گھاٹی کے سروں پر آ جاتے اور لوگوں کو گزرنے سے روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم پجاری گزر لیں تب دوسرے گزریں چنانچہ پہلے وہ گزر جاتے اس کے بعد دوسروں کو وہاں سے نکلنے کی راہ ملتی۔ اس سال بھی حسب دستور جار یہ پجاریوں نے حاجیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا یہ طریقہ ان میں بنو جرہم اور خزاعہ کی تولیت کے عہد سے چلا آتا تھا اور اس سے تمام عرب واقف تھے اور تسلیم کرتے تھے جب اس سال بھی انھوں نے یہ کیا تو قصی بن کلاب خود اپنی قوم قریش اور بنو کنانہ اور قضاعہ کے ساتھ گھاٹی آیا اور انھوں نے ان پجاریوں سے کہا کہ اس تمام بندوبست کے ہم

تمہارے مقابلے میں زیادہ اہل ہیں انھوں نے اس دعوے کو نہ مانا قصی نے ان کی بات نہ مانی نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار چلی اور نہایت شدید اور خونریز لڑائی کے بعد پجاریوں کو شکست ہوئی' قصی نے ان کے تمام حقوق پر قبضہ کر لیا اور گھاٹی سے ان کو بے دخل کر دیا۔

قصی کی امارت:

اس لڑائی کے بعد بنوخزاعہ اور بنوبکر قصی بن کلاب سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس طرح اس نے پجاریوں کو گھاٹی سے بے دخل کر دیا ہے اسی طرح وہ ان کو کعبہ کے انتظام اور مکہ کی امارت سے بے دخل کر دے گا ان کی علیحدگی کے بعد خود قصی نے ان پر جارحانہ کارروائی کی اور اب وہ ان سے لڑنے کے لیے پوری طرح تل گیا اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم تضاعہ کے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لیے جمار ہا اس کے مقابلہ میں خزاعہ اور بنوبکر لڑنے کے لیے برآمد ہوئے لڑائی چھڑی اور نہایت شدید ہوئی فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے اور تقریباً سب ہی زخمی ہوئے یہ رنگ دیکھ کر فریقین نے عارضی صلح میں اس قرارداد پر سمجھوتہ کر لیا کہ وہ اپنے اس مابہ النزاع قضیہ کو کسی عرب کے سامنے تصفیہ قطعی کے لیے پیش کر دیں گے۔ چنانچہ انھوں نے یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد فا قابن کنارہ کو حکم بنایا اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے لیے خزاعہ اور بنوبکر کے مقابلہ میں قصی زیادہ اہل ہے اور یہ کہ خزاعہ اور بنوبکر کے جن جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ہے وہ ان کے سروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ کر ان کو کچل دے' اس کے برعکس قریش' بنو کنانہ اور قضاعہ کے جن جن لوگوں کو خزاعہ اور بنوبکر نے قتل کیا ہے اس کی وہ دیت ادا کریں۔ نیز یہ کہ کعبہ اور مکہ کو وہ قصی بن کلاب کے لیے چھوڑ دیں۔ چونکہ اس تصفیہ میں یعمر بن عوف نے خزاعہ وغیرہ کے سروں کو قصی کے پیروں سے کچلوایا تھا اس وجہ سے اس کا نام شداخ ہو گیا اب قصی بلاشرکت غیرے کعبہ اور مکہ کا متولی اور رئیس ہوا۔ جہاں جہاں اس کی قوم آباد تھی اس نے ان سب کو وہاں سے پھر مکہ بلوایا اور اس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کی سیادت طلب کی جسے اس کی خواہش کے مطابق سب نے منظور کر لیا۔ اس طرح کعب بن لوی کی اولاد میں قصی پہلا شخص ہے جسے حکومت ملی اور اس پر اس کی قوم نے دل سے اس کی اطاعت کی۔ اب کعبہ کی حجابت' سقایہ' رفادہ' ندوہ اور لواء سب اس سے متعلق ہو گیا۔ اس طرح مکہ کی تمام شرافت اسے مل گئی اس نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کو اپنی قوم قریش کو دے دیا۔ اور پھر قریش کے ہر خاندان کو علیحدہ علیحدہ مکہ کے ان مکانات میں جن پر ان کا قبضہ ہوا تھا فروکش کر دیا۔

قصی کو مجمع کا لقب:

ان مکانات میں جو درخت اگے تھے چونکہ وہ حرم میں داخل تھے ان کو کاٹتے ہوئے قریش ڈرے قصی نے قریش کی مدد سے ان کو اپنے ہاتھ سے قطع کر دیا۔ چونکہ اس کی مدد سے قریش کا نظام پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا اس وجہ سے قریش نے اس کا نام مجمع رکھا اور اس کے اقبال سے فال نیک لینے لگے۔ چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ ان کے ہر مرد و عورت کا بیاہ اسی کے گھر میں ہوتا اور ہر کام میں اسی کے گھر میں جمع ہو کر وہ مشورہ کرتے' کسی غیر قوم سے اگر لڑائی ٹھہرتی تو اس کے لیے اسی کے گھر کا کوئی لڑکا جنگی نشان باندھ کر دیتا' جب کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچتی تو اسی کے گھر میں اسے پہلی مرتبہ انگیا پہنائی جاتی' خود قصی انگیا قطع کر کے پہناتا' اس کے بعد اس لڑکی کے گھر والے اسے اپنے ہاں لے جاتے اس طرح قریش اپنے تمام کام زندگی کے ہوں یا موت کے اس کی سعادت فضل اور شرافت کی وجہ سے مذہبی عقیدے کی طرح اس کے بغیر انجام نہ دیتے۔ اس نے ایک دارالندوہ بنایا۔ اس کا دروازہ مسجد الحرام کی طرف رکھا یہیں قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہی قصہ بیان کیا۔ انھوں نے مذکورہ بالا واقعہ سن کر نہ اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی اپنی پوری عزت و شرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور معارض کے مکہ میں رہنے سہنے لگا البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا کعبہ کے پجاری بھی حسب دستور قدیم باقی رہے۔ البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثتاً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی۔ اس جھگڑے کی وجہ سے جو عداوت پیدا ہوگئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی بنو مالک بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی تھی یہ کشیدگیاں اسلام کے شائع ہونے تک برقرار تھیں مگر پھر اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

دارالندوہ:

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اسی کا نام دارالندوہ ہے یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار اس کا سب سے بڑا بیٹا بھی ضعیف ہو چکا تھا البتہ عبد مناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزیٰ بن قصی کے چار بیٹے تھے قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں اگرچہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے ان میں سے کوئی اس میں داخل نہ ہوگا' تیرے سوا کوئی دوسرا اس لڑائی کے لیے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پانی پئیں گے حج کے زمانہ میں سب تیرے ہاں مہمان ہوں گے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے قصی نے اپنا دارالندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے اسے دے دیا کعبہ کی حجابت' لواء، ندوہ، سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

رفادہ کا انتظام:

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دے دیتے تھے یہ اس سے حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زادِ راہ نہ بچا ہوتا' وہ اس کھانے کو کھاتے' قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش! تم اللہ کے ہمسایہ اور اس کے گھر اور حرم والے ہو جو لوگ باہر سے آئیں وہ اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں اس لیے کہ وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمان داری کی جائے تمہیں چاہیے کہ زمانہ حج میں ان کے لیے کھانے اور پینے کا انتظام کرو' انھوں نے قصی کا کہا مانا اور اس کے لیے وہ ہر سال اپنے مال میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر کے قصی کو دے دیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا یہ دستور اس کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا چنانچہ آج تک جاری ہے۔ اور یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانہ حج میں حکومت وقت حاجیوں کے لیے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کر دیں اور پھر خود قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ وہ مرا تو اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

کلاب بن مرہ:

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ تھی' اس کے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے

ان کا نام تیم اور یقظہ ہے۔ ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن بارق تھی۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثہ البارقیہ ہے' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے۔

مرہ بن کعب:

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ ہے اس کے حقیقی بھائی عدی اور مصیص تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں نجشیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور مصیص کی ماں نجشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں وقاش بنت رقیہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔

کعب بن لوی:

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن حسبر بن شیع اللہ بن اسد وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے یہی بنو ناجیہ ہیں۔ اس کا ایک دوسرا علاتی بھائی عوف تھا چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لیے اس نے اپنا نسب انھیں سے شامل کیا تھا اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا' بیان کیا گیا ہے کہ لوی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم میں چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کر لی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا۔ اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا۔

عرج علی ابن لوی جملك   ترکك القوم و لا منزل لك

ترجمہ: ''اے لوی کے بیٹے میرے پاس آ جا تیری قوم نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں ہے''۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہی عائذہ قریش ہیں' عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے جو خثعم سے تھی' دوسرا سعد ہے ان کو بنانا کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانا تھا اب ان میں جو بدوی ہیں وہ بنو شیبان بن ثعلبہ کے بنو اسد بن ہمام میں شامل ہیں اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

لوی بن غالب:

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن النضر بن کنانہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہے' ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے۔ ایک کا نام تیم ہے۔ یہی تیم الادرم ہے' ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھڈی میں نقص ہو' یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑھی ناقص ہو' دوسرا بھائی قیس ہے اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مر گیا اس کی میراث کا کوئی مستحق ہم دست نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مزیقیا بن عامر ماء السماء ہے جو خزاعہ تھے۔

غالب بن فہر:

غالب کی ماں لیلیٰ بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی' اس کے اور حقیقی بھائی حارث' محارب' اسد' عوف' جون اور ذئب تھے۔ چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لیے حارث ابطح میں داخل ہو گئے تھے۔

فہر بن مالک:

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر جامع قریش ہے' اس کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مقاص الجرہمی تھی۔ ابن اسحق کہتا ہے کہ اس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہمی تھی۔ ابوعبیدہ بن معمر بن المثنیٰ کہتا ہے کہ اس کی ماں سلمٰی بنت اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں جمیلہ بنت عدوان قبیلہ ازد کے خاندان بارق کی تھی۔

فہر اپنے عہد میں مکہ کا رئیس تھا جب ان کی لڑائی حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی الحرث الحمیری سے ہوئی یہ بھی اہل مکہ کا قائد تھا' حسان یمن سے بنوحمیر اور دوسرے یمنی قبائل کی ایک بہت بڑی جمعیت لے کر اس لیے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا کہ کعبہ کے پتھروں کو مکہ سے یمن لے جائے تاکہ پھر تمام لوگ یمن میں اس کے ہاں حج کرنے آیا کریں۔ یہ حجاز آ کر مقام نخلہ میں فروکش ہوا اس نے مکہ والوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا مگر وہ خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا' قریش' قبائل کنانہ' خزیمہ' اسد' جذام اور مضر کے دوسرے خاندان جوان کے ساتھ تھے فہر بن مالک اپنے رئیس کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر نکلے نہایت شدید جنگ ہوئی بنوحمیر کو شکست ہوئی ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں جہاں اور لوگ کام آئے فہر کا پوتا قیس بن غالب بن فہر بھی مارا گیا۔ حسان فاتحین کے ہاتھ میں مکہ میں تین سال تک قید رہا۔ فدیہ دے کر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن کو روانہ ہوا مگر وہ مکہ اور یمن کے درمیان ہی میں مر گیا۔

مالک بن نضر:

اس کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھی یہ عدوان ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ ابن اسحق کہتا ہے کہ اس کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے' یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس عورت کا اصل نام تو عاتکہ تھا۔ البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے' مالک کے دو بھائی اور تھے ایک یخلد' یہ خاندان بنوعمرو بن الحارث بن کنانہ میں داخل ہو گیا اور قریش کے حلقہ سے خارج ہو گیا۔ دوسرے بھائی کا نام الصلت تھا اس کی کوئی اولاد باقی نہیں ہے' بیان کیا گیا ہے کہ قریش بن بدر بن یخلد بن الحارث بن یخلد بن النضر بن کنانہ کی وجہ سے ملا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوالنضر کے تجارتی قافلے جب آتے تو عرب کہتے کہ قریش کا قافلہ آیا۔ ارباب سیر نے یہ بات کہی ہے کہ یہ قریش بنوالنضر کا سفر میں راہنما اور ان کے سامان خورد و نوش کا منتظم ہوتا تھا اس کا ایک بیٹا بدر تھا اسی نے بدر کو کھدوایا ہے اور اسی کے نام سے وہ کنواں بدر مشہور ہوا۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے معنی نسب کا دیوان ہیں یہ نہ کوئی باپ ہے نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ' دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ بنوالنضر بن کنانہ کا نام قریش یوں ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کی چوپال میں آیا جو لوگ وہاں تھے ان میں کسی نے دوسرے سے کہا نضر دیکھو وہ ایک بڑا زبردست اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے جسے قرش کہتے ہیں اور جو تمام دوسرے بحری جانداروں کو کھا لیتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقت ور ہے اس لیے بنوالنضر بن کنانہ کو اس سے مشابہت دی گئی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حاجت برآری کرتا تھا اور قریش کے معنی ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں اور اس کے بیٹے

بھی حاجیوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی حاجت برآری کرتے تھے ان کا یہ لقب ہوا' انھوں نے قریش کے معنی جو تفتیش کے لیے ہیں ان پر وہ کسی شاعر کا یہ شعر شہادت میں پیش کرتے ہیں۔

أَيُّهَا النَّاطِقُ الْمُقَرِّشُ عَنَّا عِنْدَ عَمْرٍو فَهَلْ لَهُنَّ انْتِهَاءُ

ترجمہ: ''اے شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت کر رہا ہے کچھ ہماری محبوباؤں کی بھی خبر ہے''۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ کا نام ہی قریش تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو ایک جا جمع نہیں کر دیا یہ بدستور بنونضر ہی کہلاتے رہے جب سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لیے قریش کہا جانے لگا کہ تجمع ہی تقرش ہے اس بنا پر عرب کہنے لگے۔ تقرش بنوالنضر یعنی تمام بنونضر جمع ہو گئے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارت گری چھوڑ دی۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام قریش کس وقت ہوا اس نے کہا کہ جب انتشار کے بعد قریش حرم میں جمع ہوئے اور یہ اجتماع تقرش ہے' عبدالملک نے کہا میں نے یہ بات نہیں سنی' مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ جب قصی نے حرم آ کر اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کیا اور بہت سے مفید اور نیک کام کیے اسے قرشی کہنے لگے سب سے پہلے اسی کا یہ نام ہوا۔ ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ نضر بن کنانہ کو قرشی کہتے تھے۔

محمد بن عمرو کہتا ہے کہ جب قصی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اس نے وہاں آگ کے الاؤ روشن کیے تاکہ جو لوگ عرفہ سے چلیں وہ اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ ایام جاہلیت میں عرفہ والی رات میں یہ آگ برابر جلائی گئی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ' عمر رضی اللہ عنہ' اور عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ آج تک یہ روشن کی جاتی ہے۔

نضر بن کنانہ:

اس کا اصل نام قیس ہے اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ ہے اس کے دوسرے حقیقی بھائی نضیر' مالک' ملکان' عامر' حارث' عمرو' سعد' عوف' غنم' مخرمہ' جرول' غزوان اور حدال تھے' اس کا علاتی بھائی عبدمناۃ تھا۔ اس کی ماں فکیھۃ تھی' فکھ بھی بیان کیا گیا ہے' یہی ذفراء بنت ہنی بن جلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ہے' عبدمناۃ کا اخیافی بھائی علی بن مسعود بن مازن الغسانی تھا۔ عبدمناۃ نے ہند بنت بکر بن وائل سے شادی کی اس سے اس کا لڑکا پیدا ہوا۔ عبدمناۃ کے مرنے کے بعد اس کے اخیافی بھائی علی بن مسعود نے شادی کر لی اور اس کے بطن سے اس کا بھی لڑکا ہوا۔ علی نے اپنے بھتیجوں کی بھی پرورش کی اس وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب ہوئے اور عبدمناۃ کے بیٹے بنوعلی کہلائے گئے' اس کے بعد مالک بن کنانہ نے علی بن مسعود کو اچانک قتل کر دیا اور اسد بن خزیمہ نے اس کی دیت ادا کی۔

کنانہ بن خزیمہ:

اس کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت عمرو بن قیس تھی اس کے علاتی بھائی اسد اور اسدہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی ابوجذام ہے اور تیسرا بھائی ہونی تھا۔ اس کی ماں برہ بنت مر بن اد بن طانجہ تھی یہی نضر بن

کنانہ کی ماں ہے۔جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

خزیمہ بن مدرکہ:

اس کی ماں سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی' اس کا حقیقی بھائی ہذیل تھا اور اس کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا' یہ بھی کہا گیا ہے کہ خزیمہ اور ہذیل کی ماں سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

مدرکہ بن الیاس:

اس کا اصل نام عمرو ہے' اس کی ماں خندف اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے اور لیلیٰ کی ماں ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھی' بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ ضریہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عامر اور عمیر تھے عامر طانجہ اور عمیر قمعہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی ابوخزاعہ ہے' ابن اسحٰق کہتا ہے کہ بنوالیاس کی ماں خندف یمن کی رہنے والی تھی اس کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنو خندف کہلائے گئے' اور مدرکہ کا اصل نام عامر ہے اور طانجہ کا نام عمر تھا۔ مدرکہ اور طانجہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے تھے' انھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے۔ اس اثناء میں کوئی جانور ان پر دوڑا جس سے وہ بدک کر بھاگے عامر نے عمرو سے کہا اونٹ لانے جاتے ہو یا بیٹھے شکار پکاؤ گے؟ عمرو نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں عامر اونٹ لینے چلا گیا۔ اور ان کو لے آیا۔ جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ بیان کیا۔ اس نے عامر سے کہا یہ مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا کہ تو طانجہ ہے۔

مدرکہ کی وجہ تسمیہ:

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی بیٹر میں اونٹ چرانے گیا تھا' وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے۔ عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا۔ اس لیے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لیے اس کا نام طانجہ ہوا۔ مگر عمیر کا ہلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔ ان کی ماں ایک خاص ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی۔ الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں۔ اس وجہ سے اس کا نام خندف ہو گیا۔ جس کے معنی ایک خاص قسم کی رفتار کے ہیں۔ اپنے نسب کے اظہار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرع کہا ہے:

امتی خندف و الیاس ابی.

ترجمہ: ''میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے''۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا انك قد ادر كت ما طلبتا تو نے جو چیز طلب کی اسے پالیا اس لیے مدرکہ نام ہوا۔ عامر نے کہا و انت قد انصحبت ماطنجتا اور تو نے جو پکایا اسے اچھی طرح بھون جھلس لیا۔ اس لیے اس کا نام طانجہ ہوا' اور عمیر سے کہا و انت قد اسأت و انقمعتا ' تو نے برا کیا اور نکما بن گیا' اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔

الیاس بن مضر:

اس کی ماں رباب بنت حیدر بن معدّ ہے۔ اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہی عیلان ہے۔ اسے عیلان اس لیے کہنے لگے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے باپ کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نام پہاڑ میں

پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے مضر کے ایک غلام عیلان نام نے پرورش کیا تھا۔

مضر بن نزار:

اس کی ماں سودہ بنت عک تھی' اس کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا اور دو علاتی بھائی ربیعہ اور انمار تھے' ان کی ماں جبد الہ بنت دعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھی۔

جب نزار بن معد کا وقت آخر ہوا' اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنے مال کو ان میں تقسیم کر دیا' اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خیمہ جو سرخ چمڑے کا تھا اور اس طرح کا دوسرا میرا مال یہ مضر کا ہے اس وجہ سے مضر کا نام مضر الحمراء ہوا' اور یہ میرا سیاہ شامیانہ اور اس رنگ کا میرا دوسرا مال یہ ربیعہ کا ہے۔ چونکہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لیے اس کا نام ربیعۃ الفرس ہوا۔ اور یہ خادم اور اس کے مشابہ میرا جو مال ہے وہ ایاد کا ہے' یہ بھورے رنگ کا تھا۔ چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور کھر گھسی بھیڑ بکریاں لے لیں۔ پھر اس نے کہا یہ درہم کی تھیلی اور ایوان انمار کا ہے اگر اس تقسیم کو عمل پذیر کرنے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو تو تم اس کے تصفیہ کے لیے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا۔

آل نزار اور گم شدہ اونٹ:

ان میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا اور وہ افعی کے پاس جانے کے لیے چلے' اثنائے راہ میں مضر نے کہیں خشک گھاس چری ہوئی دیکھی' اسے دیکھ کر اس نے کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے' ایاد نے کہا اسے دم نہیں ہے' انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ یہ اس مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جسے اس کا اونٹ چھوڑ بھاگا تھا اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے۔ مضر نے کہا وہ کانا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا اس کی دم ہی نہیں ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ بے شک میرے اونٹ میں یہ تمام باتیں موجود ہیں تو مجھے بتاؤ انھوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ اسے اس شخص نے نہ مانا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہنے لگا تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر اس بات کو سچ مانوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ یہ سب چل کر نجران آئے اور افعی الجرہمی کے ہاں فروکش ہوئے۔ اونٹ والے نے چلا کر کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے' انھوں نے اس کا پورا پتہ اور نشان بتایا اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ صاحبوں نے اسے دیکھا تک نہیں پھر کیونکر اس کی واقعی صفت بیان کی۔ مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو صرف ایک طرف سے چرا تھا اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑتا چلا گیا تھا اس سے میں نے قیاس کیا کہ وہ ضرور کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان قدم پورا پڑا ہے' دوسرے کا ناقص ہے اس سے میں نے قیاس کیا کہ بھینگا ہونے کی وجہ سے وہ ایک پاؤں پر دباؤ دے کر چلتا ہے ایاد نے کہا چونکہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ ڈھیر تھیں میں نے قیاس کیا کہ اس کے دم نہیں ورنہ دم ان کو بکھیر دیتی۔ انمار نے کہا میں نے جب دیکھا کہ وہ صرف گھنی جھاڑی میں چرتا تھا اور جلد ہی وہاں سے گزر کر دوسرے ایسے مقام کو چلا جاتا جہاں کا چارہ نرم اور کمزور ہوتا' میں نے قیاس کیا کہ وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگا ہے۔

آل نزار اور جرہمی:

اس گفتگو کو سن کر جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انھوں نے تیرا اونٹ نہیں لیا تو جا کر تلاش کر اور اب ان سے پوچھا کہ

آپ کون ہیں انھوں نے اپنا پتا بتایا۔ اس نے ان کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پاس کسی ضرورت سے آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کے لیے کھانا منگایا' سب نے مل کر کھانا کھایا اور شراب پی۔ مضر نے کہا اس سے بہتر شراب میں نے کبھی نہیں پی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انگور قبر پر پھلے تھے۔ ربیعہ نے کہا میں نے آج سے بہتر کبھی گوشت نہیں کھایا' مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا یہ گوشت ہے اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ ایاد نے کہا ہمارے میزبان سے زیادہ فیاض آدمی میری نظر سے نہیں گزرا۔ مگر یہ اس باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی اولاد ہونے کا یہ مدعی ہے۔ انمار نے کہا میں نے آج سے پہلے اپنی ضرورت کے لیے اس سے زیادہ نافع گفتگو نہیں سنی۔

جرہمی نے بھی یہ باتیں سن پائیں اور اسے بڑی حیرت ہوئی۔ اس نے اپنی ماں سے آ کر اپنا نسب دریافت کیا۔ اس نے کہا بے شک میں ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ میں نے اپنے ایک مہمان کو موقع دیا اور اس سے میں حاملہ ہوئی۔ اس کے بعد اس نے اپنے داروغہ سے شراب کو دریافت کیا کہ کہاں کی ہے اس نے کہا یہ اس انگور کی بیل ہے جو میں نے تمہارے باپ کی قبر پر بوئی ہے۔ اب اس نے چرواہے سے گوشت کی حقیقت پوچھی۔ اس نے کہا بے شک ایسی بکری کا ہے جس نے کتیا کے دودھ پر پرورش پائی تھی اور اس وقت تک گلہ میں اور کوئی بکری جنی نہ تھی کہ اس کا دودھ اسے پلایا جاتا۔ جرہمی نے مضر سے پوچھا کہیے آپ نے کیونکر شراب اور اس کے پھل کو شناخت کیا کہ یہ قبر پر پھلا ہے اس نے کہا اس لیے کہ مجھے اس کے پینے سے سخت پیاس معلوم ہوئی۔ ربیعہ سے پوچھا تم نے گوشت کو کیونکر شناخت کر لیا' اس کی بھی اس نے کوئی توجیہہ کر دی۔ اب اس نے پوچھا' اچھا بتایئے کہ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ انھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ ہمارے باپ نے ہم کو وصیت کی تھی' جرہمی نے سرخ خیمہ' دینار اور اونٹ جو سرخ تھے مضر کو دلوائے۔ سیاہ شامیانہ اور سیاہ گھوڑے ربیعہ کو دلوائے۔ لونڈیاں جو بھوری تھیں اور ابلق گھوڑے ایاد کو دلوائے اور زمین اور درہم انمار کو دلوائے۔

نزار بن معد:

کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوایاد تھی۔ ابوربیعہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی۔ اس کے دوسرے حقیقی بھائی قیض' قناصہ' سنام' حیدان' حیدہ' خیادہ' جنید' جنادہ' قحم' عبدالرماح' عرف' عوف' شک اور قضاعہ تھے۔ اسی سے معد کنیت کرتا تھا اور کئی ایک لڑکے اس کی زندگی میں مر چکے تھے۔

معد بن عدنان:

اس کی ماں مہد بنت اللّہم تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اللّہم بن جلحب بن جدلیس ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طسم کا بیٹا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ طوسم کا بیٹا ہے جو یقشان بن ابراہیم خلیل الرحمان کی اولاد میں تھا۔

معد کے حقیقی بھائی' ایک دیث تھا یہی عک ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عک ابن الدیث ابن عدنان' ایک بھائی عدن بن عدنان تھا۔ بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ عدن کا مالک ہوا اور اسی کے نام سے وہ شہر مشہور ہوا۔ اہل عدن اسی کی اولاد تھے یہ ختم ہو گئے۔ ایک بھائی ابین تھا۔ بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ ابین کا مالک تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہوا' اس کے باشندے اس کی اولاد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔ اور بھائی ادّ بن عدنان اور الہی بن عدنان تھے' یہ بھی بچپن ہی میں مر گیا تھا' اور ضحاک اور العی تھے ان سب کی ماں معد کی ماں تھی۔ بعض نسابوں نے بیان کیا ہے کہ عک یمن کے علاقہ سمران کو چلا گیا تھا اور اس نے اپنے

بھائی معد کو چھوڑ دیا تھا۔ اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ جب اہل حضور نے شعیب بن ذی مہدم الحضوری کو قتل کر دیا۔ اللہ نے ان کو سزا دینے کے لیے ان پر بخت نصر کو متعین کر دیا۔ ارمیا اور برخیا برآمد ہوئے' انھوں نے معد کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور جب لڑائی فرو ہوئی انھوں نے معد کو مکہ واپس بھیج دیا۔ اس نے یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے بھائی اور چچا جو عدنان کے بیٹے تھے وطن چھوڑ کر یمن کے قبائل میں جا ملے ہیں اور انھیں میں انھوں نے بیاہ کر لیے ہیں۔ چونکہ بنو عدنان جرہم کی اولاد میں تھے اس وجہ سے یمنیوں نے ان کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا۔ اس واقعہ پر کسی شاعر کے یہ شعر شہادت میں پیش کیے گئے ہیں۔

ترکنا الدیث اخوتنا و عکاً الی سمران فانطلقوا سواعاً
و کانوا من بنی عدنان حتیّ اضاعوا لا مر بینھم فضاعاً

ترجمہ: ''ہم نے اپنے بھائی دیث اور عک کو سمران جانے کی اجازت دے دی اور وہ تیزی سے ادھر چل دیے وہ بنو عدنان تھے' مگر جب انھوں نے اپنی بات آپس میں خراب کر لی تو ان کی بات بگڑ گئی''۔

عدنان بن ادو:

اس کے دو علاتی بھائی بنت اور عمر تھے۔ معد بن عدنان تک ہمارے نبی محمد ﷺ کے نسب میں کسی نساب کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

ابو الاسود وغیرہ نے رسول اللہ ﷺ کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' بن قصی' بن کلاب بن مرۃ' بن لوی' بن غالب' بن فہر' بن مالک' بن النضر' بن کنانہ' بن خزیمہ' بن مدرکہ' بن الیاس' بن مضر' بن نزار' بن معد' بن عدنان' بن ادو' اس کے اوپر کے نسب میں اختلاف ہے۔

شجرۂ نسب:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی سنا ہے ''معد بن عدنان بن ادو بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زند ہمیسع ہے' یری بنت ہے اور اعراق الثریٰ خود اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔

مقداد بن اسود البہرانی کی بیٹی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''معد بن عدنان بن ادو بن یری بن اعراق الثریٰ''۔ بعض نساب کہتے ہیں کہ عدنان بن ادو بن مقوم بن تاحور بن تیرح بن یعرب بن یشحب بن ثابت بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔

ایک نساب نے کہا ہے کہ عدنان بن ادو بن ایتحب بن ایوب بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے اور یہی نساب کہتا ہے کہ خود قصی بن کلاب نے اپنے شعر میں قیذر کی طرف نسبت کی ہے۔

کسی اور نے کہا ہے کہ عدنان بن مسیدع بن منیع بن ادو بن کعب بن یشحب بن یعرب بن الہمیسع بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ چونکہ زمانہ قدیم کی بات ہے اس لیے عہد عتیق سے ماخوذ کی گئی ہے۔

ہشام کہتا ہے کہ ایک شخص نے مجھ سے میرے باپ سے حسب ذیل نسب کی روایت کی حالانکہ میں نے خود ان کی زبانی یہ نسب نہیں سنا تھا۔ وہ یہ ہے:

معد بن عدنان بن ادو بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن ابی بن العوام بن ناشد بن حزاء بن بلداس' بن

یدلاف' بن طابخ' بن جاحم بن تاحش' بن ماخی' بن عیفی' بن عبقر' بن عبید' بن الدعا' بن حمدان' بن سنبر' بن یثربی' بن یحزن' بن یلحن' بن ارعوی' بن عیفی' بن دیشان' بن عیصر' بن اقناد' بن مقصر' بن ناحث بن زارح' بن شمی' بن مزی' بن عوص' بن عرام' بن قیذر' بن اسماعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ اہل تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے یہودیوں کی کتابیں اور علوم پڑھے تھے' بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن تاریا نے معد بن عدنان کا نسب اچھی طرح مکمل کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا اس سے یہودی احبار بخوبی واقف ہیں وہ ان کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ وہ نام مذکورہ بالا ناموں سے ملتے جلتے ہیں۔ بظاہر جو اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے قصی کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

فلست لحاضن ان لم تاثل بہا اولاد قیذر و النبیت

ترجمہ: ''میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر اور نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو''۔

اس سے مراد بنت بن اسماعیل ہے۔

ابن شہاب کہتا ہے ''معد بن عدنان بن اُد بن الہمیسع بن اسحب بن نبت بن قیذار بن اسمٰعیل'' ایک نساب نے یہ نسب بیان کیا ہے: ''معد بن عدنان' بن اُد' بن امین' بن شاجب' بن ثعلبہ بن عتر' بن مرح' بن محلم' بن العوام' بن المحتمل' بن رائمہ' بن العیقان' بن علہ' بن الشحدود' بن الظریب بن عیقر' بن ابراہیم' بن اسماعیل' بن بزن' بن عوج' بن المطعم' بن الطمح' بن القسور' بن عبود' بن دعدع' بن محمود' بن الزائد' بن ندوان' بن امامہ' بن دوس' بن حصن' بن النزال' بن القمیر' بن المجشر' بن معدمر' بن صیفی' بن نبت' بن قیذار' بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن''۔

ایک دوسرے نساب نے کہا: ''معد بن عدنان بن ادو بن زید بن یقدر بن یقدم بن ہمیسع بن نبت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم''۔

دوسرا کہتا ہے ''معد بن عدنان بن ادو بن الہمیسع بن نبت بن سلیمان (یہی سلامان ہے) بن حمل بن نبت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم''۔

دوسرے کہتے ہیں: ''معد بن عدنان بن ادو بن المقوم بن ناحور بن مشرح بن یشجب بن ملک بن ایمن بن النبیت بن قیذر بن اسماعیل بن ابراہیم۔

اور دوسرے کہتے ہیں: معد بن عدنان بن اُدّ بن اُدُد بن الہمیسع بن اسحب بن سعد بن مرح بن نضیر بن حمیل بن منجم بن لافث بن الصابوح بن کنانہ بن العوام بن نبت بن قیذر بن اسماعیل ہے۔

ہم سے ایک نساب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسماعیل تک معد کے چالیس آبا کے نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انھوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے۔ میں نے ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا مگر لفظ مختلف معلوم ہوئے۔ اس نے وہ نام مجھے پڑھ کر سنائے میں نے ان کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں: معد (۱) بن عدنان (۲) بن ادو (۳) بن ہمیسع (۴) یہ ہی سلمان ہے۔ جس کے معنی امین ہیں بن ہمتیع (۵) یہی ہمیدع ہے

جس کے معنی غمگین ہیں ابن سلامان (۶) یہی منجر نبیت ہے۔ اسے منجر اس لیے کہتے تھے کہ یہ عربوں کو نجیرہ کھلاتا تھا' اور اس کے عہد میں لوگ قحط کے زمانے میں موت سے بچ گئے۔ اس پر قعنب بن عتاب الریاحی کا یہ شعر شہادت میں پیش ہے ۔

تنا شِدُنِیْ طَیٌّ وَ طَیٌّ بعیدۃٌ وَ تَذکرنِی بالوذا زمان نبیت

ترجمہ: ''تو مجھے طے کا واسطہ دیتا ہے حالانکہ وہ بہت دور ہے اور تو مجھے نبیت کے زمانے میں بالوذ کو یاد دلاتا ہے''۔

نبیت (۷) بن عوض (۸) یہی ثعلبہ ہے ثعلبیہ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن بورا (۹) یہی بور ہے یہ خاندانوں کی اصل ہے۔ سب سے پہلے اسی نے عرب میں خاندان کی بنیاد ڈالی' ابن شوخا (۱۰) یہی سعد رجب ہے اسی نے سب سے پہلے عرب میں وجیہہ کی بنیاد ڈالی۔ ابن لحماما (۱۱) یہی قموال ہے اور اس کا نام مرمح الناصب ہے۔ یہ حضرت سلیمان کے عہد میں تھا۔ ابن کسدانا (۱۲) یہی محلم ذوالعین ہے۔ ابن حراما (۱۳) یہی عوام ہے۔ ابن بلدان (۱۴) یہی محتمل ہے۔ ابن بدلانا (۱۵) یہی یدلاف ہے اور اسی کا نام زائمہ ہے۔ ابن طبہا (۱۶) یہی طاہب ہے اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن طبہا یہی طاہب ہے اور اسی کا نام عیقان ہے۔ ابن جہمی (۱۷) یہی جاحم ہے اور اسی کا نام حلہ ہے۔ ابن محشی (۱۸) یہی تاحش ہے اور اسی کا نام شحدود ہے۔ ابن معجالی (۱۹) یہی ماحی ہے اور اسی کا نام ظریب ہے جس کے معنی آگ بجھانے والا۔ ابن عقارا (۲۰) یہی عاقی عبقر ابوالجن ہے۔ حنیۃ عبقر اسی سے منسوب ہے۔ ابن عاقاری (۲۱) یہی عاقر ابراہیم جامع الشمل ہے' یہ نام اس لیے ہوا کہ اس نے اپنے ملک میں ہر خوف زدہ کو پناہ دی مسافر کو اس کے گھر پہنچا دیا اور لوگوں کی حالت درست کر دی۔ ابن سدائی (۲۲) یہی دعا اسماعیل ذوالمطانج ہے۔ یہ نام اس لیے ہوا کہ بادشاہ ہونے کے بعد اس نے عرب کے ہر شہر میں سرکاری مہمان خانہ قائم کیا۔ ابن ابدائی (۲۳) یہی عبید یزن الطعان ہے۔ چونکہ سب سے پہلے نیزہ سے یہی لڑا تھا اس لیے نیزوں کو اس سے منسوب کیا گیا۔ ابن ہمادی (۲۴) یہی ہمدان اسماعیل ذوالاعوج ہے۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا اسی سے اعوجی گھوڑے منسوب ہیں۔ ابن بشمانی (۲۵) یہی لشین ہے جس کے معنی ہیں قحط میں کھلانے والا ابن بذرابی (۲۶) یہی بذرم ہے جس معنی ہیں مدارج اعلیٰ پر نظر رکھنے والا اور ان کے لیے کوشش کرنے والا ابن یحزانی (۲۷) یہی یحزن ہے جس کے معنی جابر ہیں۔ ابن یلحانی (۲۸) یہی یلحن اور عبود ہے۔ ابن رعوانی (۲۹) یہی رعویٰ ہے جس کے معنی ہیں کمزوری سے آہستہ آہستہ چلنے والا۔ ابن عاقاری (۳۰) یہ عاقر ہے۔ ابن ماسان (۳۱) یہ زائد ہے۔ ابن عاصار (۳۲) یہی عاصر ہے اسی کا نام نیدوان صاحب مجالس ہے۔ اس کے عہد مملکت میں بنو القاذور یہی قاذور ہے۔ پراگندہ ہو گئے' اور حکومت نبیت بن القاذور کی اولاد سے نکل کر بنو جاوان بن القاذور میں چلی گئی مگر پھر دوبارہ ان میں عود کر آئی۔ ابن قنادی (۳۳) یہی قناد ہے اور یہی امامۃ ہے۔ ابن ثامار (۳۴) یہی بہامی دوس العتق ہے۔ یہ اپنے زمانے میں حسین ترین شخص مانا گیا ہے۔ اسی سے عرب یہ مثل بولتے ہیں ''اعتق من دوس'' اب اس کی وجہ یا اس کا حسن اور شرافت ہے یا اس کا قدم۔ اس کے عہد مملکت میں جرہم بن فالج اور قطورا ہلاک ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے حرم میں فسق و فجور اور فتنہ و فساد برپا کر دیا۔ دوس نے ان کو قتل کر دیا جو ان میں بچے تھے ان کے آثار کو دیمک نے کھا کر فنا کر دیا۔ ابن مقعہ (۳۵) یہی مقاصری ہے جس کے معنی ہیں قلعہ' اسے ناحث بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اترنا ابن زارح (۳۶) یہی قمیر ہے۔ ابن سمی (۳۷) یہی سما اور مجتشر ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عادل منتظم اور مدبر بادشاہ تھا امیہ بن ابی الصلت نے ہرقل بادشاہ روم کو خطاب کرتے ہوئے اسی کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

کن کما لمجشر اذ قالت رعیتہ کان المحشروا وفانا بما حملا

ترجمہ: ''تم بھی مجشر ایسے بنو اس کی رعیت نے کہا تھا کہ مجشر ہم میں سب سے زیادہ اپنے عہد کا ایفا کرنے والا ہے''۔

ابن مزرا (۳۸) اسے مرمر بھی کہا جاتا ہے۔ابن صیقا (۳۹) یہی سمر ہے جو صفی ہے یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پر پیدا ہوا۔اسی کے متعلق امیہ بن ابی الصلت نے یہ شعر کہا ہے۔

ان الصفی بن النبیت مملکاً اعلیٰ واجود من ھرقل و قیصرا

ترجمہ: ''بے شک صفی بن النبیت ایسا بادشاہ ہوا ہے جو ہرقل اور قیصر سے زیادہ سخی اور بہتر تھا''۔

بن جشم (۴۰) یہی عرام ہے۔نبیت اور قیذر ہے۔قیذر کے معنی صاحب ملک کے ہیں۔اسماعیل کی اولاد میں سب سے پہلا فرماں روا یہی ہوا ہے۔

ابن اسماعیل (۴۱) سچے وعدے والے' ابن ابراہیم خلیل الرحمٰن (۴۲)' ابن تارح (۴۳) یہی آزر ہے۔ابن ناحور (۴۴) بن ساروح (۴۵) بن ارغو (۴۶) ابن بالغ (۴۷) سریانی میں بالغ کے معنی تقسیم کرنے والے کے ہیں اس کا نام اس لیے ہوا کہ اس نے زمینوں کو اولاد آدم میں تقسیم کر دیا تھا اسی کا دوسرا نام فالج ہے۔ابن عابر (۴۸) بن شالخ (۴۹) بن ارفخشد (۵۰) بن سام (۵۱) بن نوح (۵۲) بن لمک (۵۳) بن متوشلخ (۵۴) بن اخنوع (۵۵) یہی حضرت ادریس ہیں بن یرد (۵۶) یہی یارد ہے جس کے زمانے میں پہلے پہل بت بنائے گئے۔بن مہلائیل (۵۷) بن قینان (۵۸) بن انوش (۵۹) بن شث (۶۰) یہی ہبۃ اللہ بن آدم (۶۱) ہیں۔ ہابیل کے قتل کے بعد یہی اپنے باپ کے جانشین اور وصی ہوئے۔جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا ہابیل کے بجائے یہ اللہ کا عطیہ ہے اس طرح ان کا نام ہابیل کے نام سے ماخوذ ہوا۔

حضرت اسماعیل بن ابراہیم اور ان کے ان آبا اور امہات کا مختصر ذکر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیانی عہد میں گزرے ہیں اور ان سے متعلق دوسرے واقعات و حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں چونکہ ہم اپنی اس کتاب میں پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں اس لیے اس کا اب اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے عرب یہ مثل بولتے ہیں:

انما خدوش منذولدا بونا اتوش و انما حرم الحنث منذولدا بونا شث.

''گالی ہمارے باپ توش سے شروع ہوئی اور عہد شکنی ہمارے باپ شث کے زمانے سے حرام ہوئی۔سریانی میں شث شیث ہے''۔



باب ۲

حضرت محمد ﷺ

پرورش:

واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد عبدالمطلب مر گئے۔ چونکہ ابو طالب اور رسول اللہ ﷺ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے۔ اس لیے عبدالمطلب نے اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی پرورش اور ولایت ابو طالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے ولی تھے' آپ انہی کے پاس اور ساتھ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو طالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے لپٹ گئے۔ ابو طالب کو ان پر ترس آیا اور انھوں نے کہا۔ خدا کی قسم! میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اب آئندہ کبھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوں گا۔

بحیرا راہب:

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بصریٰ کے مقام پر فروکش ہوا۔ یہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا اسے وراثتاً علم کتابی ملتا رہتا۔ جب قریش کا یہ قافلہ اس سال اس کے پاس فروکش ہوا۔ بحیرا نے ان کے لیے بہت سا کھانا پکوایا اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ فگن چلی آتی ہے۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آ کر ایک درخت کے سایہ میں اترا۔ اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ ﷺ پر سایہ ڈالنے کے لیے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر بحیرا اپنی خانقاہ سے اترا اور ان سب کو اس نے اپنے پاس بلا بھیجا' رسول اللہ ﷺ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے جو اسے پہلے سے معلوم تھیں وہ آپ کے جسم کی بعض چیزوں کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا' اس نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپ نے اسے بتانا شروع کیا۔ یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے سے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آئی۔ اس نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں معلوم ہوتا۔ انھوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمہارا بیٹا نہیں ہے' اور اس بچہ کا باپ تو اب زندہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے۔ بحیرا نے پوچھا اس کا باپ کیا ہوا؟ ابو طالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطن مادر ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے انھوں نے بھی شناخت کر لیا تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک عظیم الشان انسان ہونے والا ہے' تم فوراً اسے گھر لے جاؤ۔ یہ سن کر ابو طالب آپ کے چچا آپ کو لے کر فوراً روانہ ہو گئے اور ان کو مکہ لے آئے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب ابو طالب رسول اللہ ﷺ کو لے کر بصریٰ علاقہ شام آئے تھے اس وقت آپ کا سن شریف نو سال کا تھا۔

بحیرا راہب کی پیشین گوئی:

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ قریش کے اور شیوخ کے ساتھ اس کے ساتھ ہوئے۔ جب ان کو وہ راہب نظر آیا۔ یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھول دیے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔ یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آ کر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے' یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔ قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا۔ تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی۔ اس نے کہا جب سے تم گھاٹی سے برآمد ہوئے کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے میں نہ گر پڑا اور جمادات و نباتات صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ دوسرے میں اس مہر نبوت سے بھی جو سیب کے برابر ان کے شانے کے جوڑ کے نیچے واقع ہے اس بات کو جانتا ہوں۔

رومی وفد اور بحیرا:

راہب اپنی خانقاہ سے آیا۔ یہاں آ کر اس نے ان کے لیے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے قریش سے کہا کہ اسے بلواؤ۔ جب آپؐ آ رہے تھے' اس وقت بھی ایک بدلی آپؐ پر سایہ فگن تھی۔ راہب نے کہا دیکھو بدلی آپؐ پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپؐ اپنی جماعت کے پاس آئے' آپؐ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے مگر جب آپؐ بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپؐ پر بھی آ گیا۔ راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ بھی آپؐ پر جھک پڑا ہے۔ راہب اب تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ۔ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے یہ کہہ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے۔ راہب نے خود ہی سبقت کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا ہے۔ ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیے گئے ہیں اور ہم کو اچھا سمجھ کر آپ کی سمت بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان میں کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا نہیں ہمیں سب سے بہتر سمجھ کر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے اس نے کہا' اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو کسی میں یہ مجال ہے کہ اسے نہ ہونے دے۔ انھوں نے کہا ہرگز نہیں اور اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی واپسی:

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے۔ انھوں نے کہا ابو طالب۔ اب وہ ابو طالب کو خدا کا واسطہ دے کر اصرار کرتا رہا کہ تم اس بچے کو واپس لے جاؤ اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا' اس نے ابو طالب کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ واپسی کے لیے ابو بکرؓ نے بلال کو آپؐ کے ساتھ خدمت کے لیے کر دیا اور اس راہب نے زادِ راہ کے لیے بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا برائیوں سے اجتناب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو باتیں لوگ ایام جاہلیت میں کرتے تھے ان کے

کرنے کا میں نے دو مرتبہ قصد کیا مگر ہر مرتبہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آ گیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا' اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قرشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ بالائی جگہ میں مویشی چراتا تھا' کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نوجوانوں کی طرح پرلطف باتیں کر آؤں۔ اس نے کہا' اچھا تم جاؤ میں اس غرض سے مکہ آیا' آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا' کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے۔ یہ اس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان پٹ کر دیے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اس نے پوچھا کیا کر آئے۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی' اس نے اسے منظور کر لیا۔ میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات کے جلوس کے باجے سنائی دیے جو پہلی مرتبہ سنائی دیے تھے۔ میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیے۔ میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آ کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

تجارت:

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی نہایت شریف مالدار تاجر بی بی تھیں' دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دے دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی' جب خدیجہ کو رسول اللہ ﷺ کی راست گفتاری امانت اور نیک کرداری کا علم ہوا' انھوں نے آپؐ کو بلا بھیجا' اور درخواست کی کہ آپؐ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی تھی اس سے بہت زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔ دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قریشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے نبی اللہ کے اور کوئی شخص آج تک فروکش نہیں ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں جو مال لاد کر لائے بیچ دیا' اور جو خریدنا تھا اسے خرید لیا آپؐ مکہ واپس پلٹے' میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دو پہر اور سخت گرمی کے وقت میسرہ دیکھتا تھا کہ آپؐ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آ کر آپ کو تمازتِ آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں آپؐ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس مکہ آئے۔ انھوں نے اس مال کو جو آپ شام سے لائے تھے' بیچا تو اس سے دو چند یا قریب دو چند کے نفع ہوا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے حضرت محمد ﷺ کا نکاح:

میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے راہب کا قول بیان کیا اور جو آپؐ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہؓ ایک

تجربہ کار ہوشیار اور شریف بی بی تھیں۔ نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدر کی تھی۔ یہ سن کر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے ابن عم! میں تمہاری قرابت' شرافت' نسب' امانت' حسن اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمہاری گرویدہ ہوں' میں تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدیجہؓ اس زمانے میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب' شریف اور دولت مند خاتون تھیں۔ ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے شادی کی خواہش ظاہر کی' آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ آپ کے چچا آپ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اس سے شادی کا پیام دیا۔ انھوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے شادی کر دی ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد زینبؓ' رقیہؓ' ام کلثومؓ' فاطمہؓ' قاسمؓ انہی کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے اور طاہرؓ اور طیبؓ حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسم' طاہر اور طیب عہد جاہلیت ہی میں مر گئے۔ البتہ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔

ایک غلط روایت:

ابن شہاب الزہری اور دوسرے اہل مکہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور ایک دوسرے قریشی کو سامانِ تجارت دے کر سوق حباشہ کو جو تہامہ میں واقع ہے بھیجا تھا اور خویلد نے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی اور مکہ کی ایک مولدہ غیر عرب عورت نے یہ رشتہ لگایا تھا۔ مگر واقدی اس کے متعلق کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اسی طرح کا غلط واقعہ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو شادی کا پیام دیا تھا۔ یہ ایک نہایت شریف بی بی تھیں۔ قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا' اور اس کے لیے انھوں نے بہت سارو پیہ بھی صرف کیا تھا۔ پھر خدیجہؓ نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہو گیا۔ انھوں نے ایک گائے بھی ذبح کی' خوشبو لگائی اور کام کیا ہوا حلہ زیب تن کر کے رسول اللہ ﷺ کو ان کے چچاؤں کے ساتھ بلا بھیجا۔ وہ خدیجہؓ کے ہاں آئے۔ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شادی کر دی۔ مگر جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ یہ گائے کیوں ذبح ہوئی ہے۔ یہ خوشبو کیوں لگائی گئی اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنا گیا ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا تم نے مجھے محمد بن عبداللہ سے بیاہ دیا ہے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں میں کیوں کرنے لگا تھا۔ قریش کے اکابر نے تمہارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے' جو واقعہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے۔ وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اللہ ﷺ سے کی تھی اور ان کا باپ خویلد واقعہ فجار سے پہلے ہی مر گیا تھا۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مکان وہی تھا جو اب تک ان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ اسے معاویہؓ نے خرید کر مسجد بنا دیا تھا' لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اس نے انھیں آثار پر اسے بنایا تھا جس پر اب تک قائم ہے' اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے' جو پتھر دروازے کی بائیں جانب لگا ہوا ہے یہ وہی ہے کہ جب ابولہب اور عدی بن حمیر الثقفی کے گھر سے جو ابن علقمہ کے گھر کے پیچھے تھا رسول اللہ ﷺ پر سنگ اندازی ہوتی تو آپ اس پتھر کی آڑ میں پناہ لیتے۔ یہ پتھر ایک گز ایک بالشت کا ہے۔

خانہ کعبہ:

خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ کعبہ

کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے۔ قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کر کے اس پر چھت ڈال دیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جس میں قریش اور دوسرے آدمی شامل تھے کعبہ کے خزانے کو چرالیا تھا۔ یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا۔ اس میں رہا کرتا تھا کعبہ میں دو ہرن تھے جن کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم نوح کی غرقابی کے بعد اللہ نے کعبہ کو پھر نمایاں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کو اس کی ابتدائی بنیاد پر بنا دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے بنایا جس پر قرآن شاہد ہے:

﴿ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾

''اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ ہمارے گھر کی دیواروں کو اٹھاتے تھے (تو کہتے تھے) اے ہمارے رب! تو ہماری اس خدمت کو قبول فرما' کیونکہ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

کعبہ کی تولیت:

حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے کعبہ کا کوئی ولی نہ تھا۔ اسے اٹھا لے گیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث فرما کر ان کو یہ سعادت دینا چاہتا تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو یہاں آباد کرو۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد اب حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کعبہ کی تولیت انجام دیتے تھے۔ اس وقت مکہ بالکل غیر آباد چٹیل میدان تھا۔ البتہ اس کے اطراف و اکناف میں جرہم اور عمالقہ بود و باش رکھتے تھے۔ جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسماعیلؑ نے نکاح کیا۔ اسی کی طرف عمرو بن الحارث بن مضاض نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

و صاهرها من اکرم الناس والداً فابنائهٔ منا و نحن الا صاهرُ

ترجمہ: ''ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی جو اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال والے ہیں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد نبت متولی ہوا' اس کی ماں جرہمیہ تھی۔ پھر نبت مر گیا اور چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد زیادہ نہ تھی۔ اس لیے پھر جرہم نے کعبہ کی تولیت پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرف عمرو بن الحارث بن مضاض نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے ۔

و کنا ولاة البیت من بعد نابتٍ تطوف بذاک البیت والخیر ظاهر

ترجمہ: ''نابت کے بعد ہم کعبہ کے ولی ہوئے' اب ہم اس گھر کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں''۔

بنو جرہم کی بداعمالیاں:

جرہم سب سے اوّل مضاض کعبہ کا متولی ہوا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا وہ متولی ہوتا۔ عرصے تک اسی خاندان میں تولیت متوارث رہی۔ پھر جرہم نے مکہ میں بدمعاشی اور فسق و فجور شروع کیا۔ بیت اللہ کی حرمت کو باطل کر دیا۔ اس مال کو جو کعبہ کو بطور نذر کے بھیجا جاتا تھا کھانے لگے۔ جو مکہ میں آتا اس پر ظلم کرتے پھر انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اگر ان کے کسی شخص کو کوئی دوسری جگہ زنا کے لیے نہیں ملتی تو وہ خود کعبہ میں آ کر بدکاری کرتا۔ اس سلسلہ میں بیان

کیا گیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کعبہ کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا۔ اگر بادشاہ بھی اس کی حرمت کو باطل کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کعبہ کو ناسہ کہتے تھے اور مکہ بھی اس لیے کہتے تھے کہ جو ظالم وسرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا تھا اس کی گردن دبا دی جاتی۔

بنو جرہم کی تباہی:

جب جرہم اپنی بداعمالیوں سے باز نہ آئے اور عمرو بن عامر کی اولاد یمن سے اِدھر اُدھر پھیل گئی' ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آ کر متوطن ہوئے چونکہ یہ اپنی اصل جماعت سے منقطع ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا' اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم' مالک' ملکان بنو افصی بن حارثہ ہیں اللہ نے جرہم پر جسم پر آبلے پڑنے اور نکسیر بہنے کا عذاب نازل کیا جس سے وہ فنا ہو گئے اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ کو مکہ سے نکال دینے کے لیے جمع ہو کر تیار ہوئے۔ ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی۔ فریقین خوب لڑے۔ جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ اسے شکست ہو گی وہ کعبہ کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا۔ وہ کہہ رہا تھا:

لَا هُمَّ اِنَّ جُرْهُمًا عِبَادُكَ اَلنَّاسُ طُوفٌ وَ هُمْ تلادك. بهم قَدِيْمًا عَمِرتْ بِلَادُكَ.

''اے اللہ! جرہم تیرے بندے ہیں' اور لوگ تو نوزائیدہ ہیں' اور وہ تیرے پرانے ہیں' قدیم سے انھیں نے تیرے شہر آباد کیے ہیں''۔

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی' اس نے وہ دونوں ہرن اور حجر الرکن زمزم میں ڈال دیے اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جہنیہ کی سرزمین میں چلے گئے۔ یہاں ایک بڑے زبردست سیلاب نے ان کو آ لیا اور وہ سب کو بہا لے گیا۔ اسی طرح امیہ بن الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

و جـرهـم و مـنـوا تهـا متـه في الدهر فسالت بجمعهم آضم

ترجمہ: ''اور جرہم ایک زمانہ سے تہامہ میں رہے تھے ان سب کو وہ اضم بہا لے گیا''۔

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بنو قصی کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا' اور اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے۔

ونـحـن ولينا البيت من بعدجرهـم لـنـعـمـره مـن كـل باغ و ملحد

ترجمہ: ''جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے ولی ہوئے تاکہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں''۔

اسی کا قول تھا۔ آخرت کے لیے عمل کرو اور ضروریاتِ دنیا سے بے فکر رہو۔

کعبہ کے متولی بنو خزاعہ:

اس طرح اب بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں۔ عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا۔ یہ خدمت غوث بن مر کے سپرد تھی' یہ ہی صوفہ ہے چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے اجیزی صوفۃ۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی' یہ بنو زید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں سے آخری شخص جو اس

خدمت کا متولی ہوا وہ ابو سیارہ عمیلیہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن فرایش بن زید تھا۔ تیسری خدمت نسی یعنی مقدس مہینوں کا التوا یہ قلمس کے سپرد تھا' اس کا اصل نام حذیفہ بن نعیم بن عدی تھا جو بنو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد یہ خدمت اس کے بیٹوں کو ملی۔ آخری شخص جو اس خدمت پر فائز تھا وہ ابو ثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن حذیفہ تھا اب اسلام آیا اور اس نے نسی کی رسم کو مٹا کر مقدس مہینوں کی حرمت کو پھر بحال کر دیا۔

جب معد کی تعداد بہت زیادہ ہوئی وہ مکہ چھوڑ کر متفرق ہو گئے مگر قریش نے مکہ کو نہ چھوڑا جب عبدالمطلب نے زمزم کھدوایا تو اسے اس میں وہ دونوں ہرن ملے جن کو جرہم دفن کر گئے تھے۔ عبدالمطلب نے ان دونوں کو نکال لیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ ہم اپنی اسی کتاب میں اس کے موقع پر بیان کر چکے ہیں۔

کعبہ کے خزانے کی چوری:

ملیح بن عمرو الخزاعی کے مولیٰ دویک کے پاس کعبہ کا خزانہ برآمد ہوا۔ قریش نے اس کا ہاتھ قطع کر دیا۔ اس سلسلہ میں حارث بن عامر بن نوفل اور ابو وہاب بن عزیز بن قیس بن سوید التمیمی جو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا اور ابولہب بن عبدالمطلب پر چوری کا اہتمام عائد کیا گیا تھا اور قریش کے بیان کے مطابق ان تینوں نے کعبہ کے خزانہ کو وہاں سے نکال کر بنو ملیح کے مولی دویک کے پاس رکھوا دیا تھا جب قریش نے ان کو ملزم قرار دیا تو انھوں نے دویک کا نام بتا دیا۔ اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انھی نے اس چوری کے مال کو اس کے پاس رکھا تھا۔ جب قریش کو اس بات کا یقینی علم ہوا کہ وہ مال دراصل حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے پاس تھا وہ اسے عرب کے کاہنوں میں سے ایک مشہور کاہنہ کے پاس لے کر گئے اس نے اپنی کہانت سے حارث کے متعلق یہ حکم لگایا کہ چونکہ اس نے کعبہ کی حرمت کو باطل کیا ہے اس لیے وہ دس سال تک مکہ میں داخل نہ ہو چنانچہ اس کے حکم کی بنا پر قریش نے حارث کو مکہ سے دس سال کے لیے خارج البلد کر دیا۔ یہ اس اثنا میں مکہ کے آس پاس سکونت پذیر رہا۔

بحر احمر نے ایک رومی تاجر کا برباد شدہ جہاز ساحل جدہ پر لگا دیا۔ قریش نے جہاز کا سامان حاصل کر کے کعبہ کی چھت کے لیے تیار کیا۔ اس کام کو مکہ کے ایک قبطی بڑھئی نے اپنی رائے کے مطابق انجام دیا۔

کعبہ کی تعمیر کا ارادہ:

جس کنوئیں میں کعبہ کے نذرانے ڈالے جاتے تھے اس میں سے روزانہ ایک سانپ نکل کر کعبہ کی دیوار پر بیٹھا کرتا تھا سب اس سے ڈرتے تھے جو اس کے قریب جاتا وہ اپنا پھن کھڑا کر کے ڈسنے کے لیے منہ کھولتا۔ ایک دن وہ اسی طرح کعبہ کی دیوار پر برآمد تھا اللہ نے ایک پرندہ بھیجا وہ اسے اپنے چنگل میں اٹھا لے گیا۔ اس پر قریش کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کے کرنے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے' ہمارے پاس جو بینہ بھی تیار ہے اللہ نے سانپ سے ہم کو مطمئن کر دیا ہے یہ واقعہ فجار سے پندرہ سال بعد کا واقعہ ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اب جب کہ قریش نے کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بنانے کا تہیہ ہی کر لیا تو ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا' اس نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور جہاں سے اٹھایا گیا تھا اسی جگہ پر چلا آیا۔ یہ دیکھ کر ابو وہب نے قریش سے کہا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف اپنی پاک کمائی لگانا۔ کسی کسبی کا بھاڑا' سود کا روپیہ یا ظلم کر کے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ لگایا جائے بعض لوگوں نے اس قول کو ولید بن مغیرہ سے منسوب کیا ہے۔

عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھا دینے کا ارادہ کیا تو اسی کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا۔ اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا' کسی کسبی کا بھاڑا یا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے۔ یہ ابو وہب رسول اللہ ﷺ کے والد کا ماموں تھا۔

کعبہ کا انہدام:

اب تعمیر کے لیے قریش نے کعبہ کو کئی شقوں میں تقسیم کرلیا۔ دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا۔ رکن الاسود سے رکن الیمانی تک بنو مخزوم تیم اور دوسرے قریش کے قبائل کے جو ان میں شامل ہو گئے تھے متعلق کیا گیا۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی۔ حجر کا حصہ یہ ہی حطیم ہے بنو عبد الدار بن قصی۔ بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا' مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رُک گئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا میں اس کی ابتداء کرتا ہوں۔ اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر لے کر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا کہ اے بار الٰہ کچھ باک نہیں ہے ہم کعبہ کے ساتھ خیر ہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔ اس رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کو ہاتھ نہ لگائیں گے بلکہ منہدم حصہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دیں گے اور اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے ہم کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔ دوسری صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے آ گیا اور اس نے کچھ اور حصہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو دانتوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ایک قریشی نے جو کعبہ کے ڈھانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تا کہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے۔ مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی تمام مکہ متزلزل ہو گیا۔ اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے۔

کعبہ کی تعمیر:

اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پتھر جمع ہونے کے بعد انھوں نے تعمیر شروع کی' جب عمارت رکن کی جگہ تک مرتفع ہوگئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ بنائے۔ اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی' تعمیر چھوڑ کر وہ علیحدہ علیحدہ جمع ہوئے' ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔ بنو عبد الدار خون سے بھرا ایک کٹورا لائے اور انھوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لیے معاہدہ کیا' اسی وجہ سے ان کا نام لعقتہ الدم ہوا۔ چار پانچ راتیں قریش اسی طرح کام چھوڑے رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کرلیا۔

حجر اسود:

ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ ان کو دیکھ کر تمام

قریش نے کہا بے شک یہ امین ہیں ہم ان کے تصفیہ پر راضی ہیں یہ محمد ہیں جب آپ ان کے پاس آئے انھوں نے آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا مجھے ایک کپڑا لا دو' کپڑا آپ کو دیا گیا' آپ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونہ تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔ انھوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھاتے ہوئے اس کے مقام پر لے آئے خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔ نزول وحی سے پیشتر ہی قریش رسول اللہ ﷺ کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھ کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی۔ اور عام الفیل اور عام الفجار کے درمیان دس سال کا فصل ہے۔

بعثت:

نبوت ملنے کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپؐ کی عمر چالیس سال تھی آپؐ نبوت پر فائز ہوئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ انس بن مالکؓ سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔

یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھے آ کر ملوگی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے عیسیٰ چالیس سال کے لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ میں بیس سال کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے چالیس سال کی عمر میں آپؐ کی بعثت ہوئی اور اس کے بعد تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں قیام کیا۔ دوسرے سلسلہ سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مروی ہے' دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپؐ کو جب نبوت ملی اس وقت آپؐ کی عمر انتالیس سال تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپؐ کی عمر انتالیس سال تھی۔ سعید ابن المسیب سے مروی ہے کہ نزولِ وحی کے وقت آپؐ کی عمر انتالیس سال تھی۔ اسی راوی سے ایک دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ نزولِ وحی کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ:

ابو قتادہ انصاری سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جب میں پیدا ہوا اور مبعوث ہوا یا آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوشنبہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا یہ وہی دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوشنبہ کو پیدا ہوئے اور اسی دن ان کو نبوت ملی۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو ہم سب اربابِ سیر کا اتفاق ہے کہ وہ دوشنبہ تھا البتہ وہ کون سا دوشنبہ تھا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی جس پر علم ختم ہوا کہتا تھا کہ رمضان کی اٹھارھویں کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو قرآن نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں ابوالجلد سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو قرآن آپؐ پر نازل ہوا۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ کلام پیش کرتے ہیں وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ۔ اس مقابلہ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کی بدر میں جنگ ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح میں ہوئی۔

قبل اس کے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ کا پیام لے کر آپؐ کے پاس آئیں آپؐ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف انھیں حضرات کو نظر آتے ہیں جن پر اللہ اپنا خاص فضل و کرم کرنے والا ہوتا ہے چنانچہ حسب بیان سابق آپؐ اپنی انا حلیمہؓ کے پاس تھے کہ دو فرشتوں نے آ کر آپ کا پیٹ چاک کیا۔ اس میں سے تمام آلائش اور کثافت نکال ڈالی۔ نیز خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر جس کے پاس سے میں گزرتا ایسا نہ تھا جو مجھے سلام نہ کرتا۔

برۃ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسول اللہؐ کو نبوت اور کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپ کی یہ حالت تھی کہ قضائے حاجت کے لیے آپؐ آبادی سے اس قدر دور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں اتر جاتے وہاں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہؐ! آپ آواز سن کر دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علماء اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

زید بن عمرو کی پیشینگوئی:

عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتا تھا کہ میں اولاد اسماعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں اور ان میں سے بھی عبدالمطلب کی اولاد میں۔ اپنے لیے میں نہیں سمجھتا کہ اتنا زندہ رہوں گا کہ اسے پا سکوں ایمان لاؤں اور اس کی نبوت کی شہادت دوں اور تصدیق کر سکوں' البتہ تم اگر اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام کہنا تاکہ ان کے شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو۔ میں ان کا حلیہ بتائے دیتا ہوں۔ میں نے کہا کہیے اس نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہوں گے نہ دراز قامت' نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہوں گے اور نہ چھترے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہوگی۔ نام احمدؐ ہوگا۔ اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہوں گے پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دے گی اور ان کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی پھر وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آ جانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں۔ جس یہودی' عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کو پوچھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمہارے وطن میں ہے اور انھوں نے ہونے والے نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں نے تم سے کہہ دی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی ہیں جو مبعوث ہوں گے۔

عامر بن ربیعہ اس روایت کا راوی کہتا ہے کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا اور اس کا سلام ان کو پہنچایا آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور اس کے لیے طلبِ رحمت کی اور فرمایا میں نے زید کو جنت میں راحت کے

ساتھ دامن کشاں دیکھا ہے۔

عرب کاہن کے ہمزاد کی پیشگوئی:

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبویؐ میں بیٹھے خطبہ دے رہے تھے ایک عرب ان کے پاس آنے کے لیے مسجد کے اندرون میں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص یا تو شرک ترک کرنے کے بعد اب تک اس پر قائم ہے یا یہ عہد جاہلیت میں ضرور کاہن ہوگا۔ وہ عرب ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا اسلام لے آئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! پھر پوچھا کیا عہد جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا سبحان اللہ! آپ نے تو مجھ سے ایسے سوالات کیے ہیں کہ شاید اپنے عہد ولایت سے آج تک آپ نے اپنی رعایا کے کسی فرد سے نہ کیے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں ہم سب زمانہ جاہلیت میں ان سوالات کی تلخی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ برائی میں مبتلا تھے یعنی ہم بتوں کو پوجتے تھے' پیکروں کو گلے لگاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے نعمت اسلام سے ہمیں معزز فرمایا۔ اس عرب نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں بے شک عہد جاہلیت میں کاہن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے ہمزاد نے جو بات سب سے تعجب انگیز تم سے کہی ہو وہ بیان کرو۔ اس نے کہا ظہورِ اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا تھا:

الم ترالی الجن و ابلا سها و ایاسها من دينها و لحوتها بالقلاص و احلاسها.

''کیا تم جن کو نہیں دیکھتے کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے ہیں۔ وہ اپنے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنا بوریہ بستر باندھ لیا ہے''۔

اس پر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عہد جاہلیت میں چند قریشیوں کے ہمراہ ایک بت کے پاس تھا کسی عرب نے ایک گئوسالہ اس کی نذر کے لیے ذبح کیا تھا۔ ہم گوشت کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ میں نے اس گئوسالہ کے پیٹ میں سے نہایت صاف آواز میں سنا یہ ظہورِ اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کا واقعہ ہے کہ وہ کہہ رہا ہے:

یا آل ذریح. امر نجیح. رجل یصیح.

''اے اولاد ذریح' بات بنے گی۔ ایک شخص پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ''۔

جبیر بن مطعم کی روایت:

محمد بن جبیر بن مطعم کا باپ بیان کرتا ہے کہ عہد جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم بوآنہ میں ایک بت کے پاس تھے۔ وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں' ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی' اب وحی کی چوری ختم ہوگئی ہمیں مکہ کے نبی احمد نام کی وجہ سے جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا ہے اب ستاروں سے مارا جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم دم بخود ہو گئے اور پھر رسول اللہ ﷺ ظاہر ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپؐ مجھے مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے تاکہ اگر وہ کوئی مرض ہو تو میں چونکہ عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں اس کا علاج کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چاہتے ہو تو تم کو کوئی معجزہ دکھاؤں۔ اس نے کہا آپؐ اس ثمر دار کھجور کو اپنے پاس بلائیں آپؐ نے نخلستان میں ایک ثمر دار درخت کو دیکھ کر اسے آواز دی اور وہ چراتا ہوا آپؐ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے

کہا کہ اس سے کہیے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس عامری نے بنو عامر سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا پتہ دیتی ہیں اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے اس کے لیے ہم ایک کتاب ہی علیحدہ لکھیں گے اور ہم اب نزولِ وحی اور رسالت کے واقعات کو پھر بیان کرتے ہیں۔

نزولِ وحی:

سب سے پہلے کب اور کس سن میں رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اس کے متعلق جو اخبار ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداءً کس طرح جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کا پیام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے اس کے بعد آپؐ کے دل میں عزلت اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی۔ چنانچہ آپؐ غارِ حرا میں جا کر کئی کئی راتیں بغیر گھر آئے مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے‘ پھر گھر آ کر اتنی مدت کے لیے جو آپ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی آپؐ توشہ لے جاتے۔

پہلی آیت:

یہاں تک کہ دفعتاً روح القدس آپؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ تم اللہ کے رسول ہو حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوف سے لرزہ براندام گھر بھاگ کر آیا‘ خدیجہؓ کے پاس آیا۔ ان سے کہا مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ۔ جب یہ ہراس جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی بلند چوٹی سے کود کر میں خودکشی کر لوں مگر جب میں نے یہ قصد کیا‘ انھوں نے زبردستی مجھے اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمدؐ! میں جبرئیل ہوں اور تم اللہ کے رسول ہو۔ پھر کہا پڑھو‘ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انھوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت سلب ہوگئی اور پھر کہا:

﴿ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ﴾ ''پڑھو اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے''۔

میں نے پڑھ دیا۔ میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہوگیا تھا میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا یہ تو نہایت خوش خبری ہے اللہ مبارک کرے۔ بخدا اللہ تم کو کبھی رسوا نہ ہونے دے گا۔ بخدا تم صلہ رحمی کرتے ہو‘ صادق القول ہو‘ امین ہو‘ آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہو‘ مہمان نواز ہو اور مصائب وحوادث پر صبر کرتے ہو۔

ورقہ بن نوفل کی پیش گوئی:

اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور اس سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا‘ کیا گزری؟ میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اس میں شرکت کر سکتا‘ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ تمہاری قوم تم کو خارج البلد کرے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے۔ اس نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے وہ سعادت رسالت نازل کی جو تم پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری پوری مدد کروں گا۔ پھر ''اقراء'' کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا:

﴿ نٓ[1] وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ. مَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ وَّ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ وَّ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ اور[2] یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ اور[3] وَالضُّحٰی وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ایک دوسرے سلسلہ رواۃ سے نقل ہوئی ہے مگر اس میں حدیث کا وہ آخری حصہ کہ ''پھر مجھ پر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا''۔ آخر حدیث تک منقول نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبریلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا پڑھ۔ آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو دبوچا اور پھر کہا پڑھو' آپؐ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ دوبارہ جبرئیلؑ نے حضرت کو دبوچا اور کہا پڑھو' آپؐ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر جبرئیلؑ نے آپ کو دبوچا اور کہا پڑھو' آپؐ نے کہا کیا پڑھوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِكَ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ[4] یہاں تک کہ وہ اس آیت پر پہنچ گئے: علم الانسان مالم یعلم[5]

رسول اللہ ﷺ سیدھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا کہ ضرور میری موت کا وقت اب آ گیا ہے۔ انھوں نے کہا تمہارا رب ہرگز تمہارے ساتھ ایسا کرنے کا نہیں' تم نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے۔ وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ان کو یہ واقعہ سنایا اس نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلاشبہ تمہارے شوہر نبی ہیں' ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی۔ اگر میں نے ان کا زمانہ نبوت پایا تو میں ضرور ان پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رب نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی: ''وَالضُّحٰی وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی''۔

عبید بن عمیر کی روایات:

وہب بن کیسان آل زبیر کے مولیٰ راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ انھوں نے عبید بن عمیر بن قتادہ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتداءً جبرئیلؑ کس طرح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نبوت لے کر آئے۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور تمام حاضرین مجلس کو سنانے کے لیے اس طرح بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک ماہ غار حرا میں جا کر بسر کرتے تھے۔ قریش زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لیے عزلت گزین ہوتے تھے۔ جس مہینے آپؐ غارِ حرا میں جا کر ریاضت کرتے تھے وہاں جو مساکین آتے آپؐ ان کو کھانا کھلاتے اور مہینہ پورا کر کے جب واپس آتے تو قبل اس

---

1. ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں' تم اپنے رب کی نعمت کے بارے میں دھوکا میں نہیں ہو اور تم کو بغیر احسان مند ہوئے بڑا اجر ملے گا اور بلاشبہ تم بڑے ہی اخلاق رکھتے ہو' تو عنقریب تم بھی دیکھ لوگے' اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔
2. اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرا۔
3. قسم ہے وقت چاشت اور رات کی جب کہ وہ پوری طرح طاری ہو جائے۔
4. اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے پڑھو' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔
5. جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

کے کہ اپنے گھر آئیں آپ کعبہ آ کر اس کا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپؐ کی بعثت کے سال کا وہ رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپ کو کرامت نبوت عطا کی‘ آپؐ حسب عادت عزلت گزینی کے لیے غارِ حرا تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپؐ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپؐ کو بھیج کر آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا۔ اللہ کے حکم سے جبرئیل آپؐ کے پاس آئے اس کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیبا کا ایک پارچہ جس پر تحریر تھی لائے اور کہا پڑھو۔ میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ انھوں نے مجھے اس طرح دبوچا کہ میں سمجھا میری موت آ گئی اب انھوں نے مجھے چھوڑا اور کہا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں؟ اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا تھا کہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں۔ انھوں نے کہا پڑھو: اِقْـرَاْ بِاسْمِكَ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ. سے اللہ کے قول: عَلَّمَ الْاِنْسَان مَالَمْ یَعْلَمْ. تک اتنا میں نے پڑھ دیا جبرئیلؑ اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے۔

خودکشی کا ارادہ:

میں خواب سے بیدار ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر نوشتہ ثبت ہو گیا ہے میں شاعر اور آسیب زدہ کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے تک کا روادار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا میرا نفس ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں۔ میں پہاڑ کی کسی بلند چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے خودکشی کیے لیتا ہوں تاکہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو۔ چنانچہ میں اس ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے‘ اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیلؑ ہوں۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیلؑ انسان کی شکل میں نظر آئے‘ ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمدؐ! تم اللہ کے رسول ہو اور میں جبرئیلؑ ہوں۔ میں ان کو دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں بغیر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیلؑ سے نظر ہٹا کر آسمان کے کناروں کو دیکھنے لگا مگر جدھر میری نظر جاتی تھی وہی سامنے تھے۔ میں دیر تک بغیر آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اسی جگہ کھڑا رہا۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا:

خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑائے وہ تمام مکہ میں مجھے تلاش کر کے ان کے پاس آ گئے۔ میں اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ اب کہیں جبرئیلؑ میرے سامنے سے ہٹے اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر اس کی ران سے بالکل چمٹ کر بیٹھا۔ اس نے پوچھا ابوالقاسم کہاں تھے میں نے تو تمہاری تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے اور وہ مکہ تک ہو آئے مگر تمہارا پتہ نہ لگا۔ میں نے اس سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ۔ خدیجہؓ نے کہا ابوالقاسم اللہ تم کو اس سے بچاتا رہے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرے گا وہ خوب تمہاری راست بازی‘ دیانت‘ حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے واقف ہے۔ ہوا کیا کہو شاید تم کو کچھ نظر آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا مشاہدہ بیان کیا۔ خدیجہؓ نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو‘ تم بالکل مطمئن رہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم اس امت کے نبی ہو گئے یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئیں انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے درست کیے اور ورقہ بن نوفل بن اسد اپنے چچازاد بھائی کے پاس گئیں یہ

ورقہ نصرانی ہوگیا تھا اور اس نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں اور تورات اور انجیل کے عالموں سے ان کے مضامین سنے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس سے رسول اللہ ﷺ کا مشاہدہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا قدوس' قدوس' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' خدیجہؓ! اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو ضرور ناموس الاکبر یعنی حضرت جبرئیلؑ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتے تھے محمد ﷺ کے پاس آئے ہیں اور وہ اس امت کے نبی ہیں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ وہ بالکل مطمئن رہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی ذرا تسکین ہوئی۔ جب رسول اللہؐ اپنا عزلت گزینی کا زمانہ پورا کر کے حرا سے مکہ پلٹے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا۔ اس طواف کی حالت میں ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! جو تم نے دیکھا یا سنا ہے مجھ سے بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا مشاہدہ اس کو سنایا ورقہ نے آپؐ سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس امت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس الاکبر آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا' تم کو ضرور جھٹلایا جائے گا خارج البلد کیا جائے گا اور تم سے جنگ کی جائے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو بخدا ان کی ایسی مدد کروں گا۔ جس سے وہ خود واقف ہیں۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا سر اپنے قریب کر کے اس کے اوپر بوسہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔ ورقہ کے قول سے آپ کے اطمینان میں زیادتی ہوئی اور جو پریشانی آپ کو تھی اس میں ذرا کمی ہوئی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اطمینان قلب کے لیے کہا کہ اے میرے چچیرے بھائی اللہ نے اپنی نبوت سے آپ کو سرفراز فرمایا ہے۔ کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب فرشتہ تمہارے پاس آئے تو اس کی اطلاع مجھے کر دو انھوں نے فرمایا اچھا!۔ میں نے کہا اب جب وہ آئے آپؐ مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیلؑ رسول اللہؐ کے پاس آئے انھوں نے مجھ سے کہا خدیجہؓ وہ آ گئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپؐ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر آ بیٹھے۔ میں نے کہا اب بھی آپؐ ان کو دیکھتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں! میں نے کہا اب آپ میری داہنی ران پر آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ بائیں ران سے اٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا ہاں میں نے کہا اب آپؐ میری گود میں آ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ میری گود میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں انھوں نے کہا ہاں! اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا' رسول اللہ ﷺ اسی طرح میری گود میں تشریف رکھتے تھے۔ اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آ رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے میرے چچیرے بھائی تم کو بشارت ہو تم بالکل مطمئن رہو بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہو سکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے کرتے کے دامن میں لے لیا۔ اس وقت جبرئیلؑ غائب ہو گئے۔ تب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ یقینی فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

قرآن کا جزو اوّل:

ابن ابی کثیر کہتا ہے کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا جزو نازل ہوا ہے؟ اس نے کہا یَـا اَیُّھَـا الْـمُـدَّثِّرُ. میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں سب سے پہلے اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے جابر بن عبداللہؓ سے

پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کون سا حصہ نازل ہوا ہے۔ اس نے کہا یَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ میں نے کہا نہیں کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سب سے پہلے نازل ہوا ہے' جابرؓ نے کہا میں تم سے صرف وہی کہوں گا جو خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں حرا میں عزلت گزین تھا۔ مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اتر کر وادی میں آیا مجھے ندا آئی۔ میں نے اپنے چاروں طرف نظر کی مگر مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے سر کے اوپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان عرش پر متمکن ہے میں اس سے ڈر گیا۔ میں نے خدیجہؓ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ لوگوں نے مجھے لحاف اڑھایا اور میرے سر پر پانی ڈالا۔ اس وقت مجھ پر یہ آیت یَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ نازل فرمائی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنیچر اور اتوار کی شب میں جبرئیلؑ رسول اللہ کے پاس آئے اس کے بعد پھر دوشنبہ کے دن وہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں آئے' وضو سکھایا نماز سکھائی اور اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پڑھایا۔ اس دوشنبہ کو جب وحی آپؐ کے پاس آئی ہے آپؐ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

شق قلب کا واقعہ:

ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ پوری طرح علم اور یقین ہونے تک پہلے پہل آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپؐ نبی ہیں۔ فرمایا ابوذرؓ میں بطحائے مکہ میں کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں یہ ہی ہیں۔ اس نے کہا اچھا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا میں اس سے گراں باز نکلا پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو' مجھے دس سے تولا گیا میں ان پر بھی بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا سو سے تولو۔ مجھے سو سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی جھکتا ہوا رہا۔ پھر اس نے کہا ہزار سے تولو مجھے ہزار سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی گراں بار نکلا۔ اب وہ فرشتے ترازو کے دوسرے پلڑے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے' آخر تنگ آ کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان کو ان کی تمام امت کے مقابل میں بھی رکھ کر تولو گے تو انھیں کا وزن زیادہ ہوگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کر دو۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا۔ دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو یا یہ کہا کہ قلب شق کرو۔ اس نے میرا قلب چیر کر اس میں سے محل خطرات شیطانی اور خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح برتن دھویا جاتا ہے اور ان کے قلب کو بھی اسی طرح دھو ڈالو یا یہ کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھو ڈالو جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ پھر اس نے ایک چھری طلب کی جو سفید بلی کے چہرے کے مشابہ تھی' وہ میرے قلب میں داخل کی گئی۔ پھر ایک فرشتے نے دوسرے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان کے پیٹ پر نشان کر دو۔ ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈال دیے اور مہر کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کر دیا۔ اس کے بعد ہی وہ میرے سامنے سے چلے گئے یہ واقعہ مجھے اس طرح یاد ہے کہ گویا اب میری نظروں کے سامنے ہے۔

التوائے وحی کا واقعہ:

زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی آپ بہت ہی محزون ہوئے۔ آپؐ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے کہ خودکشی کر لیں۔ اس نیت سے جب کبھی آپؐ چوٹی پر پہنچتے' جبرئیلؑ نمودار ہو کر کہتے آپ اللہ کے نبی ہیں اس سے آپ کو اطمینان ہو جاتا۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دن اسی ارادے سے چلا جا رہا

کہ میں نے اس فرشتے کو جو حرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آ گیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ۔ چنانچہ دلائی اڑھا دی گئی۔ تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ. وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَ ثِیَابَكَ فَطَھِّرْ زہری کہتا ہے مگر سب سے پہلے اقراء باسم ربك الَّذِیْ خَلَقَ. مَالَمْ یَعْلَمْ تک آپؐ پر نازل ہوئی۔

جابر بن عبداللہ کی روایت:

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے التوائے وحی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا۔ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا کرتا تھا آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن نظر آیا۔ میں اس سے سہم گیا اور گھر آ کر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ گھر والوں نے لحاف اڑھا دیا۔ تب اللہ عزوجل نے یہ سورہ یَآاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ سے اپنے قول وَالرُّجْزَفَاھْجُرْ تک نازل فرمائی۔ پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پہلی مسلمان خاتون:

پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق کرامت اور فضیلت نبوت ہے فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو۔ اس حکم کے مطابق اب آپؐ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ نے آپؐ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ کی تصدیق کی' وہ آپؐ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھیں۔

نماز:

ابوجعفر کہتا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور بتوں تماثیل اور مماثیل سے قطعی اظہار بے تعلقی کے بعد اللہ عزوجل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول اللہ ﷺ پر نماز فرض کی گئی جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے' اس وقت آپؐ مکہ اعلیٰ میں تھے وہ اشارے سے آپ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے اس سے ایک چشمہ جاری ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے وضو کیا تاکہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لیے اس طرح طہارت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھتے رہے۔ ان کے بعد ان کی طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی آپؐ نے اقتدا کی جبرئیلؑ چلے گئے۔ آپؐ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئے اور جس طرح آپؐ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا اسی طرح آپؐ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بتانے کے لیے کہ نماز کے لیے طہارت اس طرح ہوتی ہے ان کے سامنے وضو کیا۔ اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپؐ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انھوں نے آپ کی اقتدا کی۔

معراج:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی آپؐ کے پاس دو فرشتے جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام آئے۔ آپؐ کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے' قریش بھی کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے' انھوں نے کہا کہ ان میں سے ہم کو کس کے متعلق حکم ہوا ہے پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے۔ اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے' یہ تین تھے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتا ہوا پایا' انھوں نے آپؐ کو چت کر کے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لا کر آپؐ کے پیٹ میں جس قدر شک' شرک' جاہلیۃ یا ضلالت کا میل کچیل تھا اسے دھو ڈالا۔ اس کے بعد وہ ایک سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان اور حکمت سے مملوء تھا۔ آپ کے پیٹ اور اندرون کو ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا پھر وہ آپ کو اس سماء الدنیا پر لے کر چڑھ گئے۔ جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا' اہل سماء نے پوچھا کون ہے انھوں نے کہا جبرئیلؑ۔ پھر آسمان والوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے انھوں نے کہا محمدؐ ہیں۔ اہل سماء نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو چکے۔ جبرئیلؑ نے کہا ہاں تب اہل سماء نے ان کو خوش آمدید کہا' اپنے ساتھ ان کے لیے بھی دعا کی۔

انبیاء کرام سے ملاقات:

جب آپؐ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ کو ایک بڑے شاندار اور تنومند شخص نظر آئے آپؐ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے دادا آدم ہیں۔ اس کے بعد آپ کو دوسرے آسمان پر لائے' جبرئیل نے دروازہ کھلوایا' یہاں بھی ان سے وہی سوالات کیے گئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے جبرئیل نے بھی اسی طرح کے جوابات دیے (یہ سوال و جواب تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے) جب آپؐ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں آپ کی دو صاحبوں سے ملاقات ہوئی آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ آپؐ کے نھیالی بھائی ہیں۔ یہاں سے آپؐ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ آپؐ کے بھائی یوسفؑ ہیں جن کو اللہ نے حسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح کہ ماہ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت ہے۔ اب آپؐ چوتھے آسمان پر آئے۔ یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ادریسؑ ہیں اور پھر جبرئیل علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت کی ورفعناہ مکاناً علیاً (اور ہم نے اس کو (ادریس کو) بلند مکان پر پہنچایا) یہاں سے آپؐ پانچویں آسمان پر تشریف لائے ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ ہارون ہیں۔ آپؐ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپؐ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ:

اس کے بعد آپؐ جنت کو تشریف لے گئے وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے آپؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور یہ محل آپ کی قیام گاہ ہے۔ جبرئیلؑ نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آ رہی تھی' یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ چلے یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب

سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں اللہ عزوجل آپؐ کے قریب ہو گئے اور ان میں دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قدر قریب آنے کی وجہ سے سدرۃ پر رنگا رنگ کے دُرِ شہوار' یاقوت زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ نے اپنے رسولؐ سے باتیں کیں' تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر جب آپؐ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا اللہ نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا...... آپؐ نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جاؤ اور اس میں کمی کراؤ کیونکہ تمہاری امت بہت ضعیف القویٰ ہے اور کم عمر ہے اس سے اس کی بجا آوری دشوار ہوگی' خود مجھے بنی اسرائیل پہ یہ تکالیف اٹھانا پڑیں۔ آپ ان کے مشورہ کے مطابق پھر اللہ کی جناب میں حاضر ہوئے اللہ نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ آپؐ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور کمی کراؤ۔ غرضیکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بجائے پچاس پانچ نمازیں فرض رکھیں۔ اس پر بھی حضرت موسیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ پھر واپس جاؤ اور اس میں بھی کمی کراؤ۔ مگر آپؐ نے فرمایا بغیر آپ کی بات کی خلاف ورزی کیے میں تو اب نہیں جاتا' غیب سے یہی رسول اللہ ﷺ کے دل میں القا ہوا کہ وہ واپس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری بات بدلی نہیں جاسکتی۔ میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کرسکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عشر کی وجہ سے کی گئی ہے۔

انسؓ کہتے ہیں کہ ایسی خوشگوار خوشبو جیسی کہ رسول اللہ ﷺ کی جلد سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ کسی دولہن کے جسم سے بھی ایسی خوشبو نہیں آتی۔ میں نے اپنی جلد کو رسول اللہ ﷺ کی جلد سے ملایا ہے اور ان کے جلد کی خوشبو سونگھی ہے۔

پہلے مسلمان مرد:

اب اس بارے میں اختلاف بیان ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون آپؐ کی نبوت کی تصدیق کر کے آپؐ پر ایمان لایا اور اس نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس کے متعلق بعض راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں علی بن ابی طالبؓ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

اختلاف:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ میں نے نخعی سے یہ بات کہی تو اس نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے اول اسلام لائے ہیں۔ زید بن ارقم سے دوسرے سلسلہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اللہؐ کے ہمراہ اسلام لائے ہیں۔ اسی راوی سے دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات:

عباد اللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود علی رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں' اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں اور صدیق الاکبرؓ ہوں۔ میرے بعد جو اس قسم کا ادعا کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

عفیف کی روایت:

عفیف سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوا۔ جب

آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا' ایک جوان شخص وہاں آیا' اس نے آسمان کو دیکھا' پھر کعبہ کی سمت بڑھ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا' فوراً ہی ایک لڑکا اس کی داہنی سمت آ کر اسی طرح کھڑا ہوا' اس کے بعد ہی ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا۔ اس کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا' ان دونوں نے بھی سر اٹھایا' پھر وہ سجدے میں گیا' وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔ میں نے عباسؓ سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے انھوں نے کہا بے شک جانتے ہو یہ کون ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن المطلب میرا بھتیجا ہے۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہؓ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمہارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ میں تجارت کرتا تھا' حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباسؓ کے پاس آیا' ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لیے برآمد ہوا۔ وہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہوا' اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی' پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے میں تو اس سے ناواقف ہوں۔ انھوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ اسے دنیا میں ارسال کیا ہے اور عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے اس پر وا ہو جائیں گے۔ یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے جو اس پر ایمان لے آئی ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔

حضرت محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز:

یہی راوی دوسرے سلسلہ سے بیان کرتا ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب میرے دوست تھے یہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے۔ ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے' ایک شخص اطمینان کے ساتھ ان کے پاس آیا' اس نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک لڑکا جو قریب البلوغ تھا آیا اور وضو کر کے اس کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرا بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے یہ مدعی ہے کہ اللہ نے اسے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علیؓ بن ابی طالب ہے۔ یہ اس کے دین میں اس کا پیرو ہو گیا ہے اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ بنت خویلد ہے یہ بھی اس کی پیرو ہو گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی عفیف نے اس کے بعد کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام اس کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہا کاش میں چوتھا ہوتا۔

مردوں میں سب سے پہلے علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے' ان کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ کے آغوش تربیت میں تھے۔

مجاہد بن جبیر کی روایت:

ابو الحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کو اللہ نے یہ نعمت اور شرف عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں

مبتلا ہو گئے۔ ابو طالب کثیر عیال والے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ سے جو بنو ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے کہا۔ آپ کا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے۔ اس قحط سے لوگوں کی جو حالت ہے وہ تم پر روشن ہے' تم میرے ساتھ چلو تا کہ ہم اس کے عیال میں کمی کر دیں۔ اس کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لیے لیتا ہوں' ایک تم لے لو' ان دو کی ذمہ داری سے وہ سبکدوش ہو جائیں گے۔ عباسؓ نے کہا اچھا۔ دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ سستا سماں ہونے تک تمہارے عیال میں سے کچھ اپنے ساتھ لے جائیں۔ ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کرلیا اور عباس رضی اللہ عنہ نے جعفر کو لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے نبی مبعوث ہونے تک علی رضی اللہ عنہ برابر آپؐ کے ساتھ رہے رسالت کے بعد علیؓ نے آپ کا ساتھ دیا' آپؐ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جعفرؓ بدستور عباسؓ کے پاس رہے' یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور جعفرؓ ان سے بے نیاز ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا آپؐ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچا اور تمام قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے۔ علیؓ بن ابی آپؐ کے ساتھ ہوتے' وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے۔ ایک عرصہ تک یہ دستور رہا' پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے جس پر میں تم کو عامل دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے فرمایا چچا جان یہ اللہ' اس کے ملائکہ' انبیاء اور ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہے یا آپؐ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں اور ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپؐ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے! یہ تو مجھ سے ممکن نہیں کہ اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے دوں گا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو انھوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں' میں نے ان کی نبوت کی تصدیق کی ہے' ان کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا۔ بہر حال محمدؐ تم کو سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے' تم ان کے ساتھ رہو۔

مجاہد کی روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ واقدی کہتا ہے کہ ہمارے دوستوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایات:

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں۔ ان کے اقوال ذیل میں درج ہیں:

شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سب سے پہلا مسلمان کون ہے؟ انھوں نے کہا کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں ہو۔

اذا تذکرت شجوًا من اخی ثقۃٍ   فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

ترجمہ: ''جب تم کسی قابل اعتماد شخص کا تپاک سے ذکر کرو تو ضرور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کی وجہ سے اسے یاد کرنا''۔

خیر البریة اتقاها واعدلها بعد النبی و اوفاها بما حملا

ترجمہ: ''نبیؐ کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا' عادل اور اپنے فرائض کو کما حقہ انجام دینے والا تھا''۔

الثانی التالی المحمود متهده واوّل الناس منهم صدق الرّسلا

ترجمہ: ''وہ دوسرا پیرو تھا جس کی حاضری ہمیشہ قابل حمد ہوئی اور وہ پہلا آدمی تھا جس نے رسول ﷺ کی تصدیق کی''۔

عمرو بن عبسہ کی روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو اور سلسلوں سے مروی ہے۔ عمرو بن عبسہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عکاظ میں فروکش تھے' میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ اب تک آپؐ کی اس دعوت میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا دو شخصوں نے' ان میں ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اسی وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اب اسلام چوگوشہ ہو گیا ہے۔

ابوذر اور ابن عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہمارے اسلام لانے سے اسلام کے چار سمت ہو گئے اور ہم سے پہلے صرف نبی ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ مسلمان تھے۔ یہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم النخعی کی روایت:

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ دوسرے سلسلہ سے اسی راوی ابراہیم النخعی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک جماعت اسلام لا چکی ہے۔

محمد بن سعد کہتا ہے میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے انھوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں سب سے سابق ضرور تھے۔ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کے پیرو ہوئے۔ اس کے متعلق زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے انھوں نے کہا عورتوں میں خدیجہ رضی اللہ عنہا اور مردوں میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔

سلیمان بن یسار کی روایت:

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے عمران بن ابی انس سے یہ ہی مروی ہے۔

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں اسی راوی سے دوسرا بیان یہ ہے کہ پھر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام اسلام لائے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعد وہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ الصّدیق اسلام لائے۔ مسلمان ہوتے ہی انھوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے لگے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے نرم مزاج تھے۔ قریش میں سب سے زیادہ ذی نسب تھے اور ان کے نسب اور اس کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے' تجارت کرتے تھے بااخلاق اور مشہور آدمی تھے۔ ان کی تمام قوم والے ان کے علم'

تجارت اور حسن صحبت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے' اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنی ان قوم والوں کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو ان کے پاس آ کر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایت پہنچی ہے عثمان بن عفان' زبیر بن العوام' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور جب انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول کر لی وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لے آئے اور نماز پڑھی۔ یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اوّل اوّل اسلام لائے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ لائے تھے اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورت دونوں شریک تھے۔ ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا تمام مکہ میں ہوگیا اور لوگ اس کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

ابن سعد کی روایت:

واقدی ابن سعد کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد رسول اللہ پر ایمان لائیں' ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہم ارباب سیر و تاریخ میں اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ ان کے ساتھ خالد بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہ اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان ہیں اور ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ عمرو بن عبسہ السلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں' ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل کہتا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اسلام لائے اس طرح وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحاق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ جو بنو خزاعہ سے تھی ان ابتدائی مسلمانوں کے بھی بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں' ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے بعثت کے تین سال بعد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے ان کو دیا ہے اسے اب وہ علانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں چنانچہ اسی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ اصدَعْ بِمَا تُؤمَرُوْا عَرَض عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلان دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ تین سال تک اپنی دعوت و تعلیم کو چھپائے ہوئے تھے۔ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ . وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾

''اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کے لیے اپنا بازو جھکاؤ' اور اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو کہہ دو میں تمہارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں''۔

مشرکین سے لڑائی:

اس زمانہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھڈوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چند اور صحابہؓ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لیے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے۔ انھوں نے صحابہؓ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا سمجھا۔ جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہؓ سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے کوڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہو گیا۔ اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

اعلانِ حق:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی' وہ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کر دوں کہ صبح وشام دشمن تم پر غارت گری کرنے والا ہے' کیا تم مجھے سچا نہیں سمجھتے۔ انھوں نے کہا بے شک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید (تو میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو گیا اسی لیے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورہ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ نازل فرمائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے' کہا گیا محمدؐ! آپؐ نے پھر نام لے کر کہا اے فلاں کی اولاد اے عبدالمطلب کی اولاد اے عبد مناف کی اولاد میرے پاس آؤ جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے آپؐ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست رسالہ حملہ کے لیے برآمد ہونے والا ہے تم مجھے سچا سمجھو گے؟ سب نے کہا آج تک ہم اس بات سے واقف نہیں ہو سکے کہ تم نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپؐ نے فرمایا' فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید'' ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لیے تو نے ہمیں بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے جلسہ سے اُٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی۔ ''تبت یدا ابی لھب و تب''۔

بنو عبدالمطلب کو دعوت اسلام:

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ''۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا علی رضی اللہ عنہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآ ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دوں گا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ محمد اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کرو گے تمہارا رب تم کو عذاب دے گا اس لیے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کر و اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لا دو۔ اس کے بعد تمام بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلا لاؤ تا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش پوری کر دی' اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جو اس زمانے میں کم وبیش چالیس مرد تھے آپؐ کے پاس بلا لایا۔ ان میں آپؐ کے چچا ابوطالب' حمزہؓ عباس اور ابولہب بھی تھے۔ سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپؐ کے لیے تیار کیا تھا حکم دیا۔ میں نے اسے لا کر رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں

سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجیے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھا لیا' مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا۔ کھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سب کو دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا۔ اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں کا ہر شخص اسے پی جاتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپؐ کے بولنے سے پہلے ابولہب نے کہا کہ ''عرصہ سے یہ تم پر جادو کرتا رہا ہے'' یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ مجھ سے کہا علیؓ! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے۔ کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور ان سب کو میرے پاس بلاؤ۔

بنوعبدالمطلب کو مکرر دعوت اسلام:

حسب الحکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آ گئے آپؐ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا آپؐ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھا لیا۔ پھر آپؐ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ' میں اس کٹورے کو لے آیا اسی سے وہ سب سیر ہو گئے۔ اس سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنوعبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمہارے پاس لایا ہو' اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا بوجھ بٹانے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے' میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس دعوت میں سب کے سب ساکت وصامت رہے کسی نے حامی نہیں لی۔ البتہ میں نے کہا حالانکہ میں اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا سب سے زیادہ چھوٹی آنکھیں تھیں' پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبی میں تمہارا وزیر بنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے میری گردن تھام کر کہا یہ میرا بھائی ہے میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے تم اس کی بات کو سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ۔ اس پر ساری جماعت ہنسنے لگی اور انھوں نے ابوطالب سے کہا سنو تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت وفرماں برداری کرو۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا امیر المومنین آپ اپنے چچا زاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کیونکر وارث ہوئے؟ انھوں نے کہا سنو تین مرتبہ اس پر تمام حاضرین گوش برآواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بنوعبدالمطلب کو پلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی۔ آپؐ نے ان کے لیے صرف ایک مد کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے بنوعبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمہاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمہارا مشاہدہ ہے کون اس کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی' دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا' میں آپؐ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ مجھ سے آپؐ نے کہا بیٹھو' اس بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا۔ تیسری مرتبہ آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچا زاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

علانیہ تبلیغ:

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ'' رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی آپؐ نے

ابطح میں کھڑے ہو کر کہا اے بنو عبدالمطلب اے بنو عبد مناف اے بنو قصی'' پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبدالرحمٰن بن القاسم اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی طرف سے ان کو ملا ہے اس کا وہ اعلان کریں' لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ طور پر اپنی تعلیم دیتے تھے اس کے بعد اب آپ کو علانیہ طور پر تبلیغ کا حکم ہوا۔

ابوطالب اور وفد کفار:

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی' صرف اس پر ان کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی۔ مگر جب آپؐ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی وہ سب آپؐ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت کے لیے آمادہ ہوئے' البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے ان کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا' وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے اس خطرہ کو محسوس کر کے آپؐ کے چچا ابوطالب آپؐ کے لیے سپر بن گئے اور دشمن کے نرغے سے بچانے کے لیے آپؐ کے آگے کھڑے ہو گئے' مگر آپؐ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان کرتے رہے۔ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے ان کے معبودوں کو برا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابوطالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے' قریش کے عمائد عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالبختری بن ہشام' اسود بن عبدالمطلب' ولید بن المغیرہ' ابوجہل بن ہشام' عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبلیہ اور منبہ یا جو ان میں سے خود چل کر جا سکے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا تمہارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں ہمارے مذہب کی مذمت کی' ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ قرار دیا۔ تم اس کو ان باتوں سے روک دو یا اس کی حمایت نہ کرو' ہمیں نبٹ لینے دو' کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح اس کے مخالف ہو لہٰذا ہم تم کو بھی اس کی طرف سے مطمئن کر دیں گے ابوطالب نے نہایت نرم لہجے میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا' وہ پلٹ گئے اور آپ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اس کی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کا دوسرا وفد:

رفتہ رفتہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہو گئے انھوں نے آپؐ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے وہ اکثر آپ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کے لیے انھوں نے آپس میں معاہدے کیے اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اس کے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب! باعتبار اپنے سن اور شرافت کے ہمارے قلوب میں تمہاری خاص وقعت و منزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور منفعت سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آباء کو گالیاں دے' ہم کو بے وقوف بتائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمہارا دونوں کا مقابلہ کریں گے اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ ایک طرف ابوطالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالہ کر دیں یا ان کی حمایت چھوڑ دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے' ان میں ابوجہل بن ہشام' عاص بن وائل' اسود بن عبدالمطلب' اسد بن عبدیغوث اور دوسرے مشائخ قریش تھے۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہمیں ابوطالب کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے اس کے حال پر چھوڑ دیں۔ ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ شیخ مرجائے پھر ہم سے اس کے بھتیجے کو ضرر پہنچے اس وقت عرب ہم پر طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ کہا نہیں اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

حضرت محمد ﷺ اور ابوطالب:

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابوطالب کے پاس بھیجا' اس نے اس سے ان کی ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمہاری قوم عمائد و اکابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابوطالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں' آپ اپنے بھتیجے کے مقابلہ میں ہمارا انصاف کیجئے' آپ اسے منع کردیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دے ہم اس کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم کے بزرگ اور عمائد ہیں' یہ تم سے یہ تصفیہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑ دو' وہ تم سے اور تمہارے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپؐ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں تو تمام عرب اور عجم ان کے زیر فرمان آ جائیں گے۔ ابوجہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمہارے باپ کی قسم ہے اس کے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو'' لا الہ الا اللہ'' یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا کر رکھو تب بھی میں اس کے سوا اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب سے ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے ضرور گالیاں دیں گے۔

ابوطالب کا قبول اسلام سے انکار:

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَانْطَلَقَ الْمَلَاءُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَاد سے الا اخْتِلَاق تک قرآن تلاوت کیا اور چچا کو دیکھا ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کچھ زیادتی نہیں کی۔ اس پر آپؐ نے ان سے کہا کہ تم صرف'' لا الہ الا اللہ'' کہہ دو' میں قیامت میں اس پر تمہاری شہادت دوں گا۔ ابوطالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب مجھ کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمہاری دعوت مان لیتا مگر اب تو اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ﴾

''بلا شبہ تم ہدایت نہیں دیتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے''۔

حضرت محمد ﷺ کا کفارِ مکہ سے مطالبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوطالب بیمار ہوئے قریش کی ایک جماعت جس میں ابوجہل بھی تھا ان کے پاس گئی اور کہا

کہ تمہارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے بلا کر منع کر دو۔ ابوطالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا' آپ ان کے ہاں تشریف لائے اندر آئے قریش کے اکابر اور ابوطالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی' ابوجہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ وہاں ابوطالب کے برابر بیٹھ گیا تو وہ اس کی طرف مائل اور اس پر مہربان ہو جائے گا' وہ لپک کر خود اس جگہ جا بیٹھا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی' وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمہاری قوم والے شکایت کرتے ہیں تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہوں گے۔ سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انھوں نے کہا تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لیے آمادہ ہیں مگر وہ بات تو بیان کرو کیا ہے۔ ابوطالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا ''لا الہ الا اللہ'' یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول ''لَمَّا يَذُوقُوا عَذَابِ'' تک قرآن نازل ہوا۔ اس حدیث کے الفاظ سلسلہ کے ایک راوی ابو کریب کے آئے ہیں۔

ابن اسحٰق کی روایت:

جب قریش نے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کی یہ شکایت کی' اس نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمہاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمہاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے پر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہوسکوں۔ اس بات سے رسول اللہ ﷺ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دست کش ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں بھی اس لیے رکھ دیں کہ میں اپنی دعوت سے باز آ جاؤں تو یہ کبھی نہ ہوگا' اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس سعی میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ آبدیدہ ہوئے اور رونے لگے اور اٹھ کر جانے لگے۔ ابوطالب نے ان کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ۔ آپ پلٹ آئے ابوطالب نے کہا جاؤ جو تمہارا جی چاہے کہو' بخدا میں کبھی کسی وجہ سے تمہارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

حضرت محمد ﷺ کی حوالگی کا مطالبہ:

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ ابوطالب نہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کو حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترکِ تعلق کر لیں اور دشمنی پر آمادہ رہیں۔ وہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابوطالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند وجیہہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو اپنا بیٹا بنا لو ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمہارے اور تمہارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور تمہارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں' ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالب کا انکار:

ابوطالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو۔ تم اپنے بیٹے کو مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر لیے

پھروں اور اپنے بیٹے کو تمہارے سپرد کردوں تا کہ تم اسے قتل کردو۔ یہ ہرگز نہ ہوگا مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا۔ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو اس حالت سے جسے تم برا سمجھتے ہو اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انھوں نے ہرگز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا تصفیہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

کفار مکہ کا اسلام کے خلاف معاہدہ:

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی' لڑائی ٹھن گئی' گالی گفتار پر نوبت پہنچی۔ پھر قریش نے مسلمانوں کے خلاف جنھوں نے ان کے قبائل میں سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کردے چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا۔ ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تا کہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے کردی۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کر رہے ہیں انھوں نے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو جمع کر کے ان میں تقریر کی' ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کی دعوت دی چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے ابولہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی مدافیت اور رفاقت کے لئے ان کے پاس آ گئے جب ابو طالب نے دیکھا کہ ان کی قوم بدل و جان رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے آمادہ ہے اور وہ ان کے سپرد بنی ہوئی ہے وہ اس سے بہت خوش ہوئے' انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لیے ان پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ و فوقیت جتلانے لگے۔ عروہ نے اس سلسلہ میں عبد الملک بن مروان کو لکھا تھا۔

مسلمانوں پر سختیاں:

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپ ؐ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپ ؐ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کی ایک جماعت جو صاحب املاک تھی طائف سے مکہ آئی تب انھوں نے آپ کی بات کو برا سمجھا' آپ ؐ کے سخت مخالف ہو گئے اور انھوں نے اپنے فرماں برداروں کو آپ ؐ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوئے البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ ؐ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گزرا' پھر قریش کے رؤساء نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کرلیا کہ ان کے بیٹے' بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح سے اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔

پہلی ہجرت:

یہ رسول اللہ ﷺ کے پیرو مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکانے میں آ گئے وہ مرتد ہو گئے اور جن کو اللہ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی' رسول اللہ ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرماں روا تھا' اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا۔ جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں فائدہ کماتے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر

ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ کو خوف ہوا کہ یہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے آپ نے ان کو حبشہ بھیج دیا مگر خود آپ وہیں رہے کہیں نہ گئے۔ اس عہد میں چند سال مسلمانوں پر بہت سخت گزرے یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں اسلام کا اعلان فرمایا اور قریش کے کچھ اشراف اسلام لے آئے۔

ابوجعفر کہتا ہے اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض راویوں نے کہا ہے کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

ہجرت حبشہ اوّل:

حارث بن الفضیل سے مروی ہے اس پہلی ہجرت میں جن مسلمان مہاجرین نے خفیہ طور پر متفرق حالت میں ہجرت کی ان کی تعداد گیارہ مرد اور چار عورتیں تھی ان کے سوار اور پیدل شعیبہ آئے اللہ نے ان کی یہ مدد کی کہ عین اسی ساعت میں دو تجارتی جہاز بندرگاہ آئے۔ یہ ان کو نصف دینار کرایہ میں حبشہ لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں نے یہ ہجرت کی۔ قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے اس لیے وہ کسی کو نہ پا سکے۔ ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بخیریت حبشہ پہنچے۔ وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہمیں اپنے دین کے بارے میں قطعی آزادی اور امن ملا۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی نہ ہم ستائے گئے اور نہ کوئی ناگوار بات سنی۔

مہاجرین حبشہ کے اسمائے گرامی:

ان مہاجرین کے نام یہ ہیں۔ عثمانؓ بن عفان ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ ابو حذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہؓ بنت سہیل بن عمرو بھی تھی۔ زبیرؓ بن العوام بن خویلد بن اسد۔ مصعبؓ بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف بن عبد عوف بن الحارث بن زہرہ۔ ابو سلمہؓ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھی۔ عثمان بن مظعون الجمعی عامر بن ربیعہ الغزی یہ قبیلہ غز بن وائل سے تھے نہ کہ اس قبیلہ غزہ سے جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بھی تھی۔ ابو سیرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ العامری۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس سہیل بن بیضاء جو بنو الحارث بن فہر سے تھے اور عبد اللہ بن مسعود بنو زہرہ کے حلیف۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان کمسن بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسی تھے۔ عمار بن یاسر بھی ان میں تھے مگر ہمیں اس میں شک ہے۔

پہلی ہجرت کا سبب:

اس سلسلہ میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے صحابہؓ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابو طالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو کشائش عطا فرمائے چلے آنا۔ چنانچہ اس وجہ سے صحابہؓ رسول اللہ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لیے اللہ کے لیے حبشہ چلے گئے۔ اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔ خاندان بنو

امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف میں سے پہلے مسلمان جنھوں نے اس موقع پر ہجرت کی وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں۔ خاندان بنی شمس سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس بن عبد مناف تھے' ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بن عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام تھے۔ اس کے بعد راوی نے وہی نام گنوائے جن کو واقدی بیان کر چکے ہیں۔ البتہ اس نے یہ زیادہ بیان کیا اور بنی عامر بن غالب بن لوی بن فہر میں سے ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوطالب بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ہی حبشہ آئے تھے۔ ابن اسحٰق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہی مسلمان سب سے پہلے حبشہ گئے تھے۔ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگرے مسلمان حبشہ جانے لگے ان میں وہ بھی تھے جو اپنے اہل کو لے کر گئے تھے اور وہ بھی تھے جو تنہا گئے تھے۔ ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے بیاسی ہوئی' ان میں وہ بھی ہیں جن کے ساتھ ان کے بیوی بچے گئے تھے یا جن کی اولاد حبشہ میں پیدا ہوئی اور جو تنہا گئے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کی مخالفت:

یہ صحابہؓ حبشہ چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لیے پوشیدہ اور علانیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ اللہ نے ان کے چچا ابوطالب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ذریعے جنھوں نے آپ کی نصرت کا اقرار کیا تھا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا قریش نے جب دیکھا کہ آپؐ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انھوں نے آپ کو کاہن جادوگر اور آسیب زدہ شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے۔ ان کو قریش نے آپؐ کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس زمانے میں یہ سب سے زبردست حربہ تھا جو انھوں نے آپؐ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

کفارِ مکہ کی دریدہ دہنی:

عروہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کے اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کی تھی۔ اس نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے اشراف ایک دن حجر میں جمع تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بنایا' ہمارے آباء کو گالیاں دیں۔ ہمارے مذہب کو برا کہا' ہماری یک جہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا' جس قدر صبر وضبط ہم نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ وہ یہ ہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ آتے ہوئے دکھائی دیے آپؐ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس گزرے انھوں نے آپؐ پر طنزاً آوازے کسے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو ان سے بہت ایذا ہوئی جس کا اثر آپؐ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپؐ دوسری مرتبہ ان کے پاس گزرے انھوں نے پھر آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے' اس سے آپؐ اور رنجیدہ نظر آئے تیسری مرتبہ پھر گزرے' انھوں نے پھر آپؐ کے ساتھ وہی کیا' آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے معشر قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے میں تمہارے لیے قتل و ذبح لے کر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش باختہ ہو گئے اور بلا استثناء سب کی خوف کی وجہ سے یہ

حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے‘ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرندان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے جواب تک رسول اللہ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور مداہنت کرنے لگا اور اس نے کہا ابوالقاسم آپؐ اپنے مکان میں اطمینان سے جائیں آپؐ تو جاہل نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ گھر واپس آئے۔ دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھے ہوئے۔ میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ نکلا۔ ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ ابھی وہ یہ ہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آتے ہوئے نظر آئے آپ کو دیکھتے ہی یہ سب کے سب یک جان ہو کر آپؐ پر جھپٹے اور سب طرف سے آپ کو گھیر کر کہنے لگے کہ تم ہمارے معبودوں اور مذہب کو اس طرح برا کہا کرتے ہو‘ آپؐ نے فرمایا ہاں میں کہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کی ردا کا دامن پکڑا۔ یہ دیکھتے ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کے سامنے آ کھڑے ہوئے وہ روتے جاتے تھے اور کہتے تھے: ”خدا تم کو ہلاک کر دے کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے“۔ یہ سن کر انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پلٹ گئے۔ یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسولؐ اللہ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

حضرت محمد ﷺ پر کفار کا ظلم وستم:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سب سے برا سلوک جو تم نے مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے دیکھا ہو ہم سے بیان کرو۔ انھوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا‘ رسول اللہ ﷺ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھوٹنے لگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ کر دیا اور پھر ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ. سے اللہ کے قول اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ تک تلاوت کیا۔

ابوجہل کی بدکلامی:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صفا کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوجہل بن ہشام وہاں آیا‘ اس نے آپ کو ستایا‘ گالیاں دیں‘ آپؐ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمہاری حقیقت ہی کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا۔ عبداللہ بن جدعان التیمی کی ایک آزاد لونڈی صفا کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی۔ یہ کہہ کر ابوجہل رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پلٹا اور کعبہ میں جو قریش کی چوپال تھی وہاں آ کر قریش کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آ رہے تھے۔ یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیتے پھر قریش کی چوپال میں آ کر ٹھہر جاتے سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے۔ یہ قریش میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھے‘ جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے‘ اس وقت تک رسول اللہ ﷺ وہاں سے اٹھ کر گھر آ گئے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ اے ابوعمارہ اگر تم یہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابوالحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا ملتا۔ اس نے تمہارے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ جو گستاخی اور بیہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا۔ پھر وہ چلا گیا اور محمدؐ نے اسے کچھ نہ کہا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

چونکہ اللہ حمزہ رضی اللہ عنہ کو اپنی کرامت سے سرفراز کرنا چاہتا تھا یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لیے راہ میں نہ ٹھہرے' حسب عادت کعبہ کے طواف کے لیے آج اس ارادے سے چلے کہ ابوجہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انھوں نے ابوجہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سرا ہنے پہنچ کر اپنی کمان سے اسے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے' تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں ان کے عقائد کا قائل ہوں' اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہتا ہے' اتنے میں بنومخزوم کے کچھ آدمی ابوجہل کی حمایت میں حمزہ رضی اللہ عنہ پر اٹھے مگر ابوجہل نے ان سے کہا کہ ابوعمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اس کے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں اس لیے ان کو جوش آ گیا ہے۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ جیتے اور حمزہ ان کی حمایت و مدافعت کریں گے اس لیے اب تک جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دق کیا کرتے تھے اس سے دست بردار ہو گئے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علانیہ تلاوتِ قرآن:

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی' اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے انھوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں نہیں سنا ہے کون ان کو سنائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں سناتا ہوں اور صحابہؓ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تم کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی' ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کر سکے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس بات کی اجازت دو میری حفاظت اللہ کرے گا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام میں آئے اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز میں پڑھا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ. پھر اسی سورۃ کو تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی بیٹھکوں کی طرف چلے قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ لونڈی کا بچہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ شاید محمدؐ پر جو وحی آئی ہے اسے پڑھ رہا ہے پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے منہ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قرآن تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت مقصود تھی وہاں تک پڑھ کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آ گئے' ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے۔ صحابہؓ نے کہا ہم کو اسی بات کا تمہارے لیے اندیشہ تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی دشمنانِ خدا میری نظر میں اس قدر فرومایہ اور حقیر پہلے نہ تھے جتنے کہ اب ہیں۔ تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں۔ صحابہؓ نے کہا نہیں اتنا کافی ہے تم نے ان کو وہ سنا دیا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

کفارِ مکہ کا وفد اور نجاشی:

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان و سکون سے بس گئے قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انھوں نے عمرو بن العاص عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اور اس کے لیے اور اس کے امراء کے لیے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اور ان سے کہا کہ نجاشی سے درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اور اس کی سلطنت میں

ہوں ان کو وہ ان کے حوالے کر دے۔ یہ دونوں اس کام کے لیے نجاشی کے پاس آئے اس سے اپنے آنے کی غرض بیان کی مگر ان کو اس میں قطعی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اپنا منہ لے کر واپس آ گئے۔

بنو ہاشم کے خلاف معاہدہ:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے' یہ ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے۔ ان سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے ان دونوں کے مسلمان ہو جانے سے اب اصحاب رسولؐ نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اور اسلام قبائل میں پھیلنے لگا۔ نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت وحمایت کی' اس سے قریش بہت طیش میں آئے انھوں نے آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اور اس کے لیے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنو ہاشم اور بنو المطلب سے نہ مناکحت کرے اور نہ تجارت کرے' اس کے لیے انھوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور اس کی بجا آوری کے لیے سب نے سخت عہد و پیمان کیے اور اس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لیے اس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکا دیا۔

شعب ابی طالب:

قریش کے اس بندوبست پر بنو ہاشم اور بنو المطلب ابوطالب کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جا رہے۔ بنو ہاشم میں سے ابولہب عبدالعزیٰ بن المطلب قریش کے پاس گیا اور اس نے ابوطالب کے مقابلے میں ان کی امداد کی۔ دو یا تین سال مسلمان اسی بے کسی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ ان کو زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔ کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی کوئی چیز ان کو پہنچتی نہ تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طور پر پہنچا تا۔ اسی اثنا میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مڈبھیڑ ہو گئی' اس کے ہمراہ ایک غلام تھا جس پر گیہوں بار تھا یہ اسے اپنی پھوپھی خدیجہؓ بن خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابوطالب کی گھاٹی میں تھیں لے جا رہا تھا۔ ابوجہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لیے کھانا لے جا رہے ہو' بخدا تم اسے لے کر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دوں گا۔ اتنے میں ابو البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آ گیا۔ اس نے کہا کیا ہے ابوجہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنو ہاشم کے لیے خوراک لے جا رہا ہے۔ ابوالبختری کہنے لگا یہ تو اپنی پھوپھی کے لیے جو محمدؐ کے ساتھ ہے یہ خوراک لے کر جا رہا ہے' اور اس نے آدمی بھیج کر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو۔ مگر ابوجہل نے نہ مانا' اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی۔ ابوالبختری نے اونٹ کا ڈاہنا اٹھایا اور اس سے ابوجہل کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہولہان اور بے دم ہو گیا۔ حمزہؓ بن عبدالمطلب کہیں پاس ہی تھے اور یہ تماشہ دیکھ رہے تھے قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ دن رات اپنی قوم کو علانیہ اور خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے آپؐ پر متواتر وحی نازل ہوتی رہی جس میں آپ کو امر اور نہی کی جاتی تھی' آپؐ کے دشمنوں کے لیے وعید آتی تھی اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں مخالفین کے لیے دلائل و براہین نازل ہوتے تھے۔

کفار مکہ کی حضرت محمد ﷺ کو پیشکش:

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انھوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم تم کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے تمام مکہ میں دولت مندترین شخص ہو جاؤ گے اور جس عورت سے چاہو تمہاری شادی کر دی جائے اور مکہ کی ریاست تمہارے حوالے کر دی

جائے مگر اس شرط پر کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو۔ اگر تم اس کے لیے آمادہ نہ ہو تو ہم تمہارے سامنے ایسی صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا تمہارا دونوں کا نفع ہے' آپؐ نے پوچھا وہ کیا؟ انھوں نے کہا' ایک سال تم ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں' پھر جواب دوں گا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی:

قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ اللہ کے قول بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ تک نازل فرمائی۔

سعید بن میتا ابوالبختری کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ولید بن المغیرہ' عاص بن وائل' اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں' اب اگر جو بات تم کہتے ہو وہ مفید ثابت ہوئی تو تمہاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہوں گے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمہاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ نازل فرمائی۔

اصلاح قوم کی خواہش:

رسول اللہ ﷺ کی بڑی خواہش یہ تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی ایسی صورت ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں' اس سلسلہ میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ان کی قوم نے ان سے اعراض کیا ہے اور صرف اس حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ کی قوم آپؐ سے علیحدہ ہو گئی ہے آپؐ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرماتا جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جاتے آپؐ اپنی قوم سے محبت اور ان کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملے میں آپ نے جو شدت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں۔ یہ خیال آپؐ کے دل میں آیا اور آپؐ نے اس کی آرزو اور تمنا کی' اللہ عزوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى جب آپؐ اللہ کے قول اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى پر آئے تو شیطان نے آپ کی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں' آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیے تِلْكَ الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتهن لترجیٰ۔ یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے تعریفی الفاظ میں ہمارے معبودوں کا ذکر کیا ہے انھوں نے خوشی میں نعرہ لگایا' مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ جو کچھ آپؐ ہمارے رب کی طرف سے کہتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو خطاء وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے' جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع حکم اور وحی کی تصدیق میں آپؐ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی اس لیے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ اس طرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے۔ البتہ ولید بن المغیرۃ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

مہاجرین حبشہ کی مراجعت:

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے' قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ محمدؐ

نے ہمارے معبودوں کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اپنے قرآن میں یہ بات کہی ہے کہ ''یہ دراز گردن مورتیں ہیں ان کی شفاعت مقبول ہوگی'' اس سجدے کی خبر ان مسلمانوں کو بھی ہوئی جو حبشہ میں ہجرت کر کے جا رہے تھے اور ان سے بھی یہ کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر ان میں سے بعض وطن آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کیا کیا۔ آپ نے وہ الفاظ بطور وحی لوگوں کے سامنے پڑھے جو میں اللہ کی طرف سے آپ کے پاس نہیں لایا تھا اور آپ نے وہ کہہ دیا جو آپ سے نہیں کہا گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بہت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئے اور آپ کو اللہ کا بڑا خوف ہوا کہ کیا ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ چونکہ آپ پر نہایت مہربان تھا اس نے آپ کی تسلی و تشفی کے لیے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ آپ سے پہلے بھی جس نبی یا رسول نے خود کوئی خواہش کی ہمیشہ شیطان اس میں اسی طرح شریک ہوا ہے جس طرح کہ آپ کے ساتھ معاملہ گزرا کہ اس نے اپنی بات آپ کی زبان سے کہلا دی مگر اللہ نے ہمیشہ شیطان کی بات منسوخ کر کے اپنی بات جمائی ہے۔ چونکہ تم بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہو اس لیے اس کی فکر مت کرو۔ پھر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

''اور ہم نے تم سے پہلے کسی رسول یا نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے خود کوئی آرزو کی شیطان اس میں شریک ہو گیا' مگر شیطان کی القا کردہ بات کو مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی ہدایات کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بڑا دور اندیش ہے''۔

بتوں کے خلاف آیت کا نزول:

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے خوف کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلا دی کہ وہ دراز قامت سارسین اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی محو کر کے لات و عزیٰ کا ذکر کر کے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں الکم الذکر و له الانثیٰ تلك اذا قسمة ضیزیٰ ان هی الا اسماء سمیتموها انتم و آباؤ کم اپنے قول لمن یشاء و یرضی تک۔ ضیزیٰ کے معنی خمدار کے ہیں آخری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اب چونکہ تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے اسی طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کر دیا جو شیطان نے آپ کی زبان سے کہلا دی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ اب نادم ہوا ہے اور اسی لیے اسے بدل کر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

مہاجرین حبشہ کی مکہ میں آمد:

یہ دو جملے تھے جن کو شیطان نے آپ کی زبان سے ادا کرا دیا تھا۔ یہ ہر مشرک کی زبان پر تھے۔ مگر ان کے منسوخ ہونے کے بعد مسلمانوں اور پیروانِ رسولؐ پر اب تک جو سختیاں اور مظالم وہ کرتے آئے تھے ان میں کفار نے اور شدت کر دی۔ اس اثنا میں مسلمان مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ جن کو مشرکین کے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تھی مکہ آئے مگر مکہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر غلط تھی اس لیے کوئی بھی علانیہ طور پر مکہ میں داخل نہیں ہوا' البتہ کسی کی پناہ لے کر یا خفیہ طور پر وہ مکہ میں آ گئے۔ اب جو لوگ مکہ میں آئے اور مدینہ کی ہجرت تک یہاں

مقیم رہے اور پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واقعہ بدر میں شریک ہوئے ان میں بنوعبدشمس بن عبد مناف بن قصی کے خاندان میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول تھیں اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس تھے ان کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھی ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جن میں ۳۳ مرد تھے۔

محمد بن کعب کی روایت:

محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے۔ آپ نے یہ تمنا کی کہ اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں اس وقت اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم و ما غوی. رسول اللہ ﷺ نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور جب اس مقام پر آئے افرأیتم اللات و العزیٰ و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ تو شیطان نے یہ دو جملے تلك الغرانیق العلیٰ و ان شفاعتھن لترجی آپؐ کے دل میں القاء کیے آپؐ نے ان کو بھی پڑھا پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپؐ نے سجدہ کیا آپؐ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن المغیرہ چونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے سربسجود نہیں ہوسکتا تھا۔ اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں جب تم نے بھی ان کو اپنے رب کے ساتھ شریک کر لیا تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رات کو جبرئیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ نے وہ سورۃ ان کو سنائی جب آپؐ ان شیطانی کلموں پر پہنچے جبرئیلؑ نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی۔ اللہ نے یہ آیات آپؐ پر نازل فرمائی و ان کا دوا لیفتنونك عن الذی اوحینا الیك لتفتری علینا غیرہ. اللہ کے قول ثم لا تجدلك علینا نصیرا. تک رسول اللہ ﷺ اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے۔ پھر اللہ نے یہ نازل فرمایا: و ما ارسلنا من قبلك من رسولٍ و لا نبی اپنے قول و اللہ علیم حکیم. تک۔

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لے آئے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہہ کر کہ وہ ہمیں جلا وطنی سے زیادہ محبوب ہیں پلٹے مگر یہاں آ کر انھوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہو جانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔

فسخ معاہدہ کی کوشش:

اس کے کچھ عرصے کے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدے کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جو قریش نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے ترک تعلقات کے متعلق آپس میں طے کیا تھا کھڑے ہوئے۔ ان میں سب سے زیادہ ہشام بن عمرو بن الحارث العامری نے جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اور نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا قابل قدر خدمت انجام دی اور سعی کی یہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم جو عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ کے پاس گیا اور اس سے کہا زہیر تمہیں یہ بات گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پہنو نکاح کرو اور تمہارے نھیالی رشتہ داروں کی یہ گت ہو کہ ان سے کوئی شخص نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ مناکحت۔ میں یہ قسم کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے نھیالی رشتہ دار ہوتے اور تم اس کو ان کے متعلق اس قسم کے

سلوک کی دعوت دیتے جیسا کہ اس نے تم سے عہد لے لیا ہے تو وہ خود اپنوں کے متعلق تمہاری بات ہرگز نہ مانتا۔ زہیر نے کہا مگر ہشام یہ بتاؤ میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں' اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو البتہ میں اس معاہدے کے فسخ کے لیے کھڑا ہو جاتا اور اسے فسخ کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے' زہیر نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں۔ زہیر نے کہا تیسرا آدمی میرے لیے بہم پہنچاؤ۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنو عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہمنوا بھی بنے رہو۔ بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع بھی دے دیا تو پھر تمہاری بھی خیر نہیں۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ ہشام نے کہا میں نے دوسرا بہم پہنچا لیا ہے اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا وہ بھی ہے۔ اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم نے کہا چوتھا بہم پہنچاؤ۔ ہشام ابوالبختری کے پاس گیا اور وہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی تھی۔ اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں۔ اس نے کہا وہ کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ' مطعم بن عدی اور خود میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابوالبختری نے کہا پانچواں تلاش کرو ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو وہ دوسروں سے کر چکا تھا اور کہا کہ وہ تو تمہارے عزیز قریب ہیں' ان کی حمایت تم پر حق ہے۔ زمعہ نے کہا جس کام کے لیے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور اس نے اپنے سب شرکاء کے نام لیے۔

تنسیخ معاہدہ:

اتنے آدمیوں کی شرکت کے بعد اب ان سب نے اس سے خطم الحجون پر جو مکہ اعلیٰ میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو فسخ کرنے کی عملی کارروائی کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے' زہیر بن امیہ ایک حلہ زیب تن کیے کعبہ میں آیا پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہل مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں شراب پئیں اور پہنیں اور بنو ہاشم یوں تباہ ہوں کہ ان سے لین دین کی اجازت نہیں۔ میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک کہ اس ظالمانہ اور تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کیا جائے گا ابوجہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے' بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے۔ جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا۔ ابوالبختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے۔ اس میں جو شرائط درج ہیں ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں۔ آپ کے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے ہمارا اس معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں' ہم اس کی بجا آوری سے بری الذمہ ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی یہی کہا۔ اس پر ابوجہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ سے تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں ایک دم یہ بات نہیں اٹھائی جا سکتی تھی۔ ابوطالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے۔ مطعم بن عدی بڑھا کہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیمک نے اسے کھا لیا ہے صرف اس میں سے تحریر کی ابتدا اللھم باسمك باقی ہے۔ قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملہ سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

کچھ مسلمان مہاجر حبشہ سے مکہ چلے آئے اور بقیہ وہیں رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ان کے لیے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو دو جہازوں میں سوار کرا دیا۔ عمر وان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ اس وقت صلح حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ اب آنے والے سولہ تھے۔

حضرت محمد ﷺ کو ایذائیں:

رسول اللہ ﷺ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے اب ان کو برابر اعلانیہ اور خفیہ طور پر اللہ کی طرف بلاتے تھے اور جو جو تکالیف قریش آپ کو پہنچاتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ ان کی بے ہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجھڑی آپ پر نماز کی حالت میں ڈال دی اور کبھی آپ کی ہانڈی میں جو آپ کے لیے چڑھائی گئی لا ڈالی۔ نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرا یا تھا۔

جب آپ کے گھر میں آپ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپ اس پتھر کو ایک لکڑی کا سہارا لے کر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپ اس پتھر کو راستے میں ڈال دیتے۔

عام الحزن:

ابو طالب اور خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کے فوت ہو جانے سے آپ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے انتقال کے بعد اب قریش آپ کو وہ ایذاء دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی اسی حالت میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور رو رہی تھیں آپ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمہارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی۔

طائف کا سفر:

ابو طالب کے انتقال کے بعد آپ طائف گئے تا کہ بنو ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچائیں۔ اس غرض کے لیے آپ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے طائف پہنچ کر آپ بنو ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سادات اور اشراف تھے۔ یہ تینوں بھائی تھے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنو جمح کی ایک عورت تھی آپ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لیے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو۔ ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپ کو اللہ نے نبی مرسل کیا ہے؟ دوسرے نے کہا تمہارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لیے نہ ملا۔ تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں نہایت درجہ خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افتراء کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے چلتے ہوئے آپ نے ان سے کہا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپ کی قوم تک پہنچے اور وہ آپ کی اس ناکامی

پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں، مگر ان بھائیوں نے اسے بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے انفار و اراذل اور غلاموں کو آپؐ پر اکسایا۔ انھوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے، یہاں تک کہ ایک جماعت آپؐ پر چڑھ آئی اور اس نے آپ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کر دیا۔ وہ دونوں وہاں موجود تھے۔ اب ثقیف کے وہ سفہا جو آپؐ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے۔ آپؐ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے، وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بدتہذیبیاں آپؐ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ بنوجمح کی اس عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی اور آپؐ نے اس سے کہا دیکھو تمھارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعا:

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا آپؐ نے دعا کی: "خداوندا! میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلہ میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو ان مصائب کی میں پرواہ نہیں کرتا تیری حمایت میرے لیے بہت زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے اس نور کا واسطہ دے کر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہوگئی ہیں اور جس پر دنیا اور آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو۔ بے شک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔

عداس نصرانی غلام:

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا ان کے جذبات ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی، انھوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لے کر اس طباق میں اسے رکھ کر اس شخص کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اسے کھالے۔ عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپؐ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے۔ عداس نے آپؐ کے چہرہ کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملہ کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمھارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینوا کا باشندہ ہوں آپؐ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو۔ اس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس بن متی کون تھا؟ آپؐ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے، میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر وہ جھکا اور اس نے آپؐ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمھارے غلام نے اس شخص کو تمھارے لیے بگاڑ دیا۔ جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا عداس یہ تمھاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے۔ اس نے کہا اے میرے آقا! اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں ہے اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو تمھارے دین سے منحرف کر دے تمھارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

جنوں کا قبول اسلام:

آپؐ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے۔ نخلہ آ کر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند

جن جن کا ذکر اللہ نے کیا ہے آپ کے پاس سے گزرے' یہ یمن کے مقام نصیبین کے سات نفر جن تھے یہ ٹھہر کر آپ کی تلاوت سنتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ جن جواب ایمان لا کر آپ کی نبوت اور تعلیم کے قائل ہو چکے تھے اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا۔ انھیں کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمایا ہے و اذ صرفنا الیك نفرا من الجن یستمعون القرآن اپنے قول و مجرکم من عذاب الیم تک اور دوسری جگہ فرمایا: قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن اس سورہ جن میں ان کے آخر قصہ تک ان جنوں کے نام جنہوں نے قرآن سنا یہ ہیں: حس' مس' شاصر' ناصر' اینا' الارد' انین اور احقم۔

اس کے بعد آپ مکہ آ گئے یہاں آ کر دیکھا کہ سوائے ان چند کمزور اور بے وقعت اشخاص کے جو آپ پر ایمان لے آئے تمام قوم بیش از بیش آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی مکہ کو مراجعت:

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب طائف سے آپ مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے اس سے کہا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچا دو گے' اس نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا تم اخنس بن شریک کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تا کہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں اس شخص نے اخنس سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لیے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ اس شخص نے نبی ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ تم سے محمد ﷺ کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تا کہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنو عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبی ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو۔ اس نے کہا اچھا۔ آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد ﷺ تم سے کہتے ہیں کہ کیا تم پناہ دے سکتے ہو تا کہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں۔ مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں وہ مکہ میں آ جائیں۔ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی۔ دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگایا اور وہ مسجد میں آئے۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے۔ اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے۔ ابوجہل نے کہا اچھا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی۔ اب رسول اللہ مکہ آ گئے اور مقیم ہو گئے۔ ایک دن آپ مسجد میں تشریف لائے' مشرک کعبہ کے پاس جمع تھے۔ ابوجہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبد مناف یہ تمہارے نبی ہیں۔ اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے کیوں انکار کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو۔ نبی ﷺ کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپ نے سن لیا۔ آپ قریش کے پاس آئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی بلکہ غرور قومی میں کہی ہے' اور اے ابوجہل بن ہشام کچھ بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا تو ہنسے گا کم اور روئے گا بہت اور اے قریش بہت جلد مجبوراً یا دل نخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

قبائل عرب کو دعوت اسلام:

ایام حج میں رسول اللہ قبائل عرب کے پاس جاتے ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق

کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عبید اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ قبائل عرب کی فرودگاہوں میں آ کر کھڑے ہوتے اور کہتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری طرف آیا ہوں، تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو، اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کر لو۔ مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو، میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے تم کو بتاؤں گا۔ آپؐ کے پیچھے ایک اور شخص خوش روزلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً یہ شخص آپ کی مخالفت میں کہتا۔ اے بنی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزیٰ کو چھوڑ دو اور بنو مالک بن اقیش سے جو تمہارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے قبول کرو۔ تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے۔ انھوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

بنو کندہ کو دعوت اسلام:

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے اس وقت ان کا سردار ملیح بھی ان میں تھا آپؐ نے اسے اللہ عز و جل کی طرف بلایا اور خود کو ان پر پیش کیا مگر انھوں نے آپ کی بات نہ مانی اور انکار کر دیا۔

بنو کلب میں تبلیغ دین:

عبداللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ آپؐ بنو کلب کے قیام گاہ گئے اور وہاں ان کے ایک خاندان بنو عبداللہ کے پاس آئے۔ ان کو اللہ عز و جل کی طرف دعوت دی اپنے کو پیش کیا اور یہ بھی کہا اے بنو عبداللہ اللہ نے تمہارے جد کو بہت اچھا نام عطا فرمایا ہے مگر انھوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

بنو حنیفہ کو اسلام کی پیشکش:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپؐ بنو حنیفہ کے پاس ان کی قیامگاہ آئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا مگر انھوں نے سب سے زیادہ درشت الفاظ میں آپ کو جھڑک دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

بنو عامر میں تبلیغ اسلام:

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپؐ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے کو پیش کیا۔ ان کے ایک شخص بحیرہ بن فہراس نے کہا اگر میں قریش کے اس جوانمرد کو ساتھ لے لوں تو سارے عرب کو ہضم کر لوں گا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اچھا اگر ہم تمہاری دعوت میں تمہارے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تمہارے مخالفین پر تم کو غالب کر دے تو کیا تمہارے بعد اس دعوت کے مالک ہم بن سکیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہے دے۔ اس نے کہا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہاری حمایت میں ہم اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو یہ اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے۔ اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تمہارے شریک ہوں اور اب انھوں نے بھی آپ کی دعوت رد کر دی۔

عامر شیخ کی تصدیق نبوت:

حج سے فارغ ہو کر جب لوگ واپس ہوئے بنو عامر اپنے ایک شیخ کے پاس پلٹ کر آئے۔ یہ اس قدر سن رسیدہ تھا کہ ان کے ہمراہ حج میں شریک نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے جب یہ لوگ حج سے واپس ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سال جو واقعہ پیش آتا اس سے بیان کرتے۔ چنانچہ حسب عادت جب وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ اس سال کا کوئی واقعہ سناؤ۔ انھوں نے کہا کہ قریش کا ایک شخص جو عبدالمطلب کی اولاد میں ہے ہمارے پاس آیا اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ہم سے خواہش کی کہ ہم اس کی حمایت کریں اس کا ساتھ دیں اور اسے اپنے علاقہ میں لے آئیں۔ شیخ نے بحیرہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر کہا اے بنو عامر کیا کوئی صورت اب بھی ایسی ممکن ہے کہ تمہارے اس انکار اور تردید کی تلافی ہو سکے اور پھر اس بات میں شریک ہو سکو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی اسماعیلی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا مگر وہ ہمیشہ حق ہوا ہے تم کو کیا ہوا تھا کہ تم نے اس کی تردید کر دی۔

سوید بن صامت:

رسول اللہ ﷺ کی یہی حالت تھی کہ جب حج میں قبائل عرب آتے تو آپؐ اللہ اور اسلام کی ان کو دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان کی حمایت کے لیے پیش کرتے اور جو ہدایت اور رحمت آپؐ اللہ کی جانب سے لائے تھے وہ بیان کرتے۔ جب کبھی آپؐ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور عرب سردار مکہ آیا ہے آپؐ خود اس کے پاس آئے اسے اللہ کی دعوت پہنچائی اور اپنے کو پیش کر دیا۔ اسی زمانے میں سوید بن صامت بنو عمرو بن عوف کا قریبی عزیز حج یا عمرہ کے لیے مکہ آیا سوید کی قوم والے اسے اس کی شجاعت شاعری' نجابت اور شرافت کی وجہ سے کامل کہتے تھے۔ جب آپؐ کو اس کی آمد کا علم ہوا آپؐ خود اس کے پاس گئے اور اسے اللہ اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا شاید آپؐ کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جیسی میرے پاس ہے۔ آپؐ نے پوچھا' وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلّہ یعنی حکمۃ لقمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مجھے سناؤ۔ اس نے سنایا۔ آپؐ نے فرمایا بے شک یہ بہت عمدہ کلام ہے مگر میرے پاس وہ قرآن ہے جسے اللہ نے نور اور ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے وہ اس سے افضل ہے پھر آپؐ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا بے شک یہ خوب کلام ہے' وہ چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اسی لیے اس کی قوم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے۔ وہ بعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

ایاس بن معاذ:

ابوالحیسر انس بن رافع بنو عبدالاشہل کے چند اور جوانوں کے ہمراہ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے کے لیے مکہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ ان کے پاس آئے اور وہاں تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے تم آئے ہو اگر اس سے بہتر بات میں بتاؤں تم قبول کرو گے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی پرستش کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اسلام کے ارکان ان کو بتائے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جس کا بالکل شباب تھا کہا اے دوستو! بے شک یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم یہاں آئے ہو۔

ایاس کی وفات:

ابو الحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماریں اور کہا تم ہم سے علیحدہ ہو جاؤ ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لیے آئے ہیں' ایاس چپ ہو گیا' رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے' یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایاس ہلاک ہو گیا وہ لوگ جو موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ وہ برابر اسے تہلیل و تکبیر اور اللہ کی حمد و تسبیح کرتے ہوئے سنا کرتے اسی طرح وہ جاں بحق و التسلیم ہو گیا۔ ان لوگوں کو اس کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا اس نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں سنی تھیں ان کی وجہ سے وہ اسلام کا قائل ہو چکا تھا۔

بنو خزرج کی دعوت اسلام:

جب اللہ عزوجل نے ارادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے اپنے نبی کو معزز بنائے اور جو وعدہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا اسے ایفاء کر دے تو اب اس حج کا موقع آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات انصار سے ہوئی۔ اس سال بھی حسب دستور آپؐ قبائل عرب سے ملے اور اپنے کو ان کے سامنے پیش کرتے رہے۔ اسی حالت میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کو بھلائی مقصود تھی آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے موالی ہو۔ انھوں نے کہا ہاں آپؐ نے فرمایا ذرا بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں۔ انھوں نے کہا بہتر ہے ہم بیٹھ جاتے ہیں چنانچہ وہ آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپؐ نے ان کو اللہ کی دعوت دی اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

بنو خزرج کا قبول اسلام:

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لیے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقوں میں آباد تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور عالم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ٹھہر جاؤ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہارا اس طرح قلع قمع کریں گے جس طرح عاد اور ارم ملیامیٹ ہوئے۔ اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے باتیں کیں اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو بخدا ضرور یہ ہی وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے سے یہودی تم کو ڈراتے تھے۔ اب یہ نہ ہو کہ وہ تم سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اور ان کی دعوت کو قبول کر کے ان کی تصدیق کریں اور اسلام لے آئیں۔ اس خیال سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور واقعہ یہ ہے کہ باہمی عداوت و رقابت کی وجہ سے ہم میں کوئی قومیت ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ اللہ آپ کی وجہ سے پھر ان کی بات بنا دے' ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو آپ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کر لیا ہے پیش کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متحد کر دیا تو آپؐ سے زیادہ ہماری نظر میں پھر کوئی اور معزز نہ ہو گا۔

بنو خزرج کے مسلمانوں کے اسمائے گرامی:

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ ایمان لا کر آپؐ کی نبوت کی تصدیق کر کے اپنے اپنے وطن چلے گئے' یہ قبیلہ خزرج کے چھ شخص تھے

ان میں اس قبیلہ کے خاندان بنی النجار میں سے (یہ ہی تیم اللہ ہیں)۔ بنی مالک بن النجار بن ثعلبہ بن عمرو الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا (یہ ہی ابوامامہ ہے)' اور عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھا (اور یہ ہی ابن عفراء ہے)۔ اور بنو زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن الجشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھا' اور بنوسلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروتہ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر اور پھر بنوسواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھا اور بنوحرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھا' اور بنوعبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھا۔

بیعت عقبہ:

مدینہ واپس آ کر انھوں نے اپنی قوم سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو ان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسولؐ کا ذکر نہ ہوتا ہو۔ دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انھوں نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ یہ پہلا عقبہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی۔ یہ اس وجہ سے کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ یہ بارہ اشخاص تھے۔

مسلم انصار کے اسمائے گرامی:

بنوالنجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور یہ ہی ابوامامہ ہے۔ عوف اور معاذ یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے جو عفراء کے بیٹے بھی مشہور ہیں۔ بنو زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔ بنوعوف بن الخزرج اور پھر ان کے خاندان بنوغنم بن عوف میں سے انھیں کو قوافل کہتے ہیں۔ عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن قہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔ ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ یہ بلی کے خاندان بنوغصینہ سے تھا جو خزرج کے حلیف تھے۔ سالم بن عوف بن الخزرج میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ بنوسلمہ کے خاندان بنوحرام میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ بنوسواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے علاوہ اس بیعت کے موقع پر اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کے خاندان بنوعبدالاشہل سے ابوالہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے موجود تھا یہ خزرج کا حلیف تھا اور بنوعمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ ان کا حلیف موجود تھا۔

بیعت کی شرائط:

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں عقبہ اولیٰ میں موجود تھا ہم بارہ آدمی تھے ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی یہ اس لیے کہ اب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ بیعت اس اقرار پر کی گئی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی ذرا سا شریک نہ کریں گے' چوری نہ کریں گے' زنا نہ کریں گے' اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے' اور اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لیے نہیں کہیں گے اور کسی

نیک بات میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس عہد کو پورا کرو گے تو تم کو جنت ملے گی اور اگر اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا ہی میں تم سے مواخذہ ہو گیا تو وہ سزا تمہارے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی۔ تو پھر تمہارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے معاف کر دے گا۔ یہ روایت انھیں راوی سے اور دوسرے سلسلہ رواۃ سے بھی مروی ہوئی ہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ:

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب انصار کی یہ جماعت آپؐ سے رخصت ہوئی آپؐ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں۔ اسلام کی دعوت دیں اور اس کے مسائل سمجھائیں۔ اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے اور یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس فروکش ہوئے تھے۔

اسید بن حضیر:

اس سلسلہ میں مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنوعبدالاشہل اور بنوظفر کے گھروں کو لے گیا۔ سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس اسعد بن زرارہ کی خالہ کا بیٹا تھا' اسعد' مصعب کو لے کر بنوظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے کنوئیں (برعرق) پر بنا ہوا تھا لے کر آیا۔ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لے آئے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اس وقت اپنی قوم بنوعبدالاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا یہاں کیا کر رہے ہو یہ دو شخص آئے ہیں تاکہ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں ان کے پاس جاؤ اور ان کو منع کر دو کہ وہ ہماری بستی میں نہ آئیں تم کو معلوم ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا اعزیز قریب ہے اگر اس کا بیچ نہ ہوتا تو مجھے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا۔ مگر میں مجبور ہوں۔ وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لیے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں بڑھا سکتا۔

اسید بن حضیر کا قبول اسلام:

اسید بن حضیر نے اپنا بھالا لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آیا اسے آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمہارے پاس آ رہا ہے اس کے مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں' وہ ان کو کھڑا ہوا گالیاں دیتا رہا اور اس نے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو' تم ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانا چاہتے ہو۔ یہاں سے چلے جاؤ ہاں اگر تم کو خود اپنے متعلق کوئی ضرورت آن لائی ہے تو بیان کرو۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو کہوں اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو تو قبول کیجئے گا' پسند نہ آئے نہ مانیے گا۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ بات معقول ہے۔ اب اس نے اپنا بھالا زمین میں گاڑ دیا اور ان دونوں کے قریب آ بیٹھا۔ مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں سے مروی ہے کہ اب بخدا ہم نے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہے اس کے چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھے پھر اس نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ اچھا آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے؟ انھوں نے کہا تم غسل کرو' اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز۔ اسید رضی اللہ عنہ اٹھا' نہایا

کپڑے پاک کیے کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی' فارغ ہو کر اس نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں ایک اور شخص ہے اگر وہ اس دین میں تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا اور میں ابھی اس کو تمہارے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

سعد بن معاذ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ:

یہ کہہ کر اس نے اپنا بھالا سنبھالا اور سعد اور اس کی قوم کے پاس جو اپنی چوپال میں بیٹھے ہوئے تھے آیا۔ جب سعد بن معاذ نے اسے آتے ہوئے دیکھا اپنی قوم سے کہا کہ بخدا اسید کے چہرے کی اب وہ کیفیت ہی نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے اس کی تھی' وہ بالکل بدلا ہوا نظر آ رہا ہے چنانچہ جب وہ چوپال کے نزدیک آ کر کھڑا ہوا سعد نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل اندیشہ نظر نہیں آتے۔ میں نے ان کو ممانعت کی انھوں نے اقرار کیا کہ ہم تمہارے کہنے کے مطابق ہی عمل پیرا ہوں گے مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنو حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے چل نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمہارا خالہ زاد بھائی ہے' اسے قتل کر کے وہ تمہاری رسوائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور تحقیر مقصود ہے۔

یہ سنتے ہی سعد آگ بگولا ہو کر تیزی سے اس پریشان کن اطلاع کی وجہ سے ان کی طرف لپکا اور اس نے اسید کے ہاتھ سے بھالا چھین لیا اور کہا خدا کی قسم ہے تم نکمے ہو تم کچھ نہ کر سکے' وہ ان دونوں کی طرف چلا اور جب اس نے ان دونوں کو اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ تاڑ گیا کہ اسید نے اس حیلہ سے ان کے پاس بھیجا ہے تاکہ یہ ان کی باتیں سنے۔ سعد کھڑا ہوا' ان کو گالیاں دیتا رہا۔ پھر اس نے اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابو امامہ اگر تم میرے عزیز قریب نہ ہوتے تو تم کو کبھی اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ ایسی بات ہماری بستی میں پیش کرتے جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اسے آتا دیکھ کر اسعد نے مصعب سے کہا تھا کہ دیکھو یہ تمام لوگوں کا جو یہاں جمع ہیں سردار ہے اگر اس نے تمہاری اقتداء کی تو پھر کوئی بھی تمہاری مخالفت نہ کرے گا مصعب رضی اللہ عنہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا ذرا تشریف رکھئے اور سنیے اگر گوارا ہو تو قبول کیجئے اور اگر ناگوار ہو تو ہم کوئی بات آئندہ ایسی نہ کریں گے جو آپ کو ناپسند ہو۔ سعد نے کہا یہ معقول بات ہے اس نے اپنا بھالا گاڑا اور پاس بیٹھ گیا۔ مصعب نے اسلام کو پیش کیا اور قرآن سنایا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ بخدا قبل اس کے کہ وہ خود اس کے متعلق کچھ کہے ہم نے اس کے چہرے کی چمک اور تواضع سے اسلام کے آثار ہویدا دیکھے۔ پھر خود اس نے کہا کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے انھوں نے کہا غسل کرو اپنے دونوں کپڑوں کو پاک کرو' کلمہ شہادت زبان سے کہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ سعد اٹھا' نہایا' اس نے اپنے دونوں کپڑے پاک کیے' کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنا بھالا لیا اور اپنی قوم کی بیٹھک کی طرف پلٹا۔ اس کے ساتھ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بھی تھا' اسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر اس کی قوم والوں نے کہا ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سعد کا اب وہ بشرہ نہیں ہے جو وہ یہاں سے لے کر گیا تھا اس کی صورت ہی پہلی سی نہیں رہی ضرور تبدیلی ہوئی ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے پاس آ کر ان سے کہا اے بنو عبدالاشہل میری بات تمہارے نزدیک کیسی ہے۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں' اپنی رائے میں ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب میں مسعود و مبارک ہیں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو اب تاوقتیکہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمہارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کروں گا۔

بنو عبدالاشہل کا قبول اسلام:

اس کی بات کا یہ اثر تھا کہ شام نہ ہونے پائی اور تمام بنو عبدالاشہل زن و مرد اسلام لے آئے' اسعد اور مصعب رضی اللہ عنہما وہاں سے پلٹ کر اسعد رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ برابر اس کے یہاں مقیم رہ کر اشاعت اسلام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں مرد و عورت مسلمان نہ ہو گئے ہوں۔ البتہ بنوامیہ بن زید' خطمہ' وائل اور واقف کے گھر اس سے مستثنیٰ تھے یہ ہی گھرانے اوس اللہ اوس بن حارثہ ہیں۔ ان کے اسلام نہ لانے کا سبب یہ تھا کہ ابو قیس بن الاسلت صیفی ان کا مشہور شاعر اور قائد تھا۔ یہ اس کی ہر بات مانتے اور تسلیم کرتے تھے۔ اس نے ان سب کو اسلام سے روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ آنے اور بدر' احد اور خندق کی لڑائیوں تک ان کی یہ ہی حالت رہی۔

پھر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ چلے آئے اور انصاری مسلمان اپنے دوسرے مشرک ہم قوموں کے ساتھ حج کرنے مکہ آئے اور جب اللہ نے ان کی عزت افزائی' اپنے نبی کی نصرت اور اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز اور شرک اور مشرکین کی تذلیل کرنا چاہی تو ان لوگوں نے وسط ایام تشریق میں عقبہ میں آپ سے ملنے کا وعدہ کیا۔

براء بن معرور:

کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی ہے مروی ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے۔ براء بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانو گے اور اس پر عمل کرو گے یا نہیں۔ ہم نے پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنی کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھوں۔ ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبی ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ شام کی طرف مواجہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور ہم ان کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براء رضی اللہ عنہ نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھوں گا ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے' جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براء رضی اللہ عنہ کعبہ کی سمت پڑھتے۔ ہم مکہ آئے ہم براء رضی اللہ عنہ کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کہ کیوں انھوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا۔ مکہ آ کر انھوں نے مجھ سے کہا اے میرے برادر زادے تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو تا کہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں۔ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ صاف ہو جائے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے چلے۔ ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔

قبلہ کے بارے میں ارشادِ نبوی:

ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو دریافت کیا اس نے پوچھا کیا تم دونوں ان کو پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں' اس نے کہا کیا عباس کو پہچانتے ہو' ہم نے کہا ہاں' اور ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے

لیے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے۔اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسولؐ ہیں۔ہم مسجد میں آئے عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے۔ہم سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا' ابوالفضل آپ ان کو جانتے ہیں' انھوں نے کہا ہاں یہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ دوسرا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہے میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول کو نہیں بھولوں گا کہ آپؐ نے فرمایا شاعر! عباسؓ نے کہا جی ہاں وہی اب' براءؓ نے عرض کیا اے نبی اللہ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں اس لیے میں نے اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی۔اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ پیدا ہوا۔اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر صبر کرنا چاہیے تھا۔آپؐ کے ارشاد سے براء رضی اللہ عنہ پھر رسول اللہ ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے ہمارے ہمراہ شام کی طرف نماز پڑھی۔اگر چہ ان کے گھر والے اس بات کے مدعی ہیں کہ براء رضی اللہ عنہ نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف ہو کر نماز پڑھی۔مگر یہ بات واقعہ کے خلاف ہے ہم اس بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں اب ہم حج کے لیے چلے اور وسط ایام تشریق میں ہم نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔

عبداللہ بن عمرو ابو جابر:

حج سے فارغ ہو کر جب وہ رات آ گئی جس میں ہم نے آپؐ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ ہمارے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن حرام ابو جابر بھی تھا ہم نے اسے اس بات سے آگاہ کر دیا' اب تک ہم اپنی اس بات کو اپنے ساتھی ہم قوم مشرکین سے چھپاتے تھے۔ہم نے اس سے گفتگو کی اور کہا ابو جابر تم ہمارے سرداروں میں ہو اور ہمارے اشراف ہو اور اس وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو شرک کی ضلالت سے بچائیں۔جس میں تم مبتلا ہو تاکہ کل قیامت میں دوزخ کے کندے نہ بنو۔پھر ہم نے اسے اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ آج عقبہ میں ہمارا رسول اللہ ﷺ سے ملنے کا وعدہ ہے۔ابو جابر اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے۔یہ نقیب تھے' وہ رات ہم نے اپنی قوم کے ساتھ اپنی قیام گاہ میں بسر کی۔جب ایک ثلث رات گزر گئی ہم حسب قرارداد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اپنی فرودگاہوں سے خفیہ طور پر دبے قدم نہایت خاموشی کے ساتھ ایک ایک کر کے نکلے اور گھاٹی کے پاس والے درے میں جمع ہوئے۔ہم ستر آدمی تھے ان میں دو عورتیں انھیں کی بیویاں تھیں ایک نسیبہ بنت کعب ام عمارہ یہ بنو مازن بن النجار کی بیویوں میں تھی۔دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بنو سلمہ کی بیویوں میں سے تھی یہ ہی ام منیع ہے۔ہم سب درے میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔آپ تشریف لائے۔آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب تھے۔اگر چہ یہ اب تک اپنی قوم کے دین پر قائم تھے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے کام میں مصروف ہوں اور ان کے لیے پوری طرح اطمینان و اعتماد حاصل کر لیں۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا خزرج سے خطاب:

سب سے پہلے عباسؓ نے گفتگو شروع کی اور کہا اے گروہ خزرج عرب انصار کے اس قبیلہ کو چاہے خزرج ہوں یا اوس ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے۔محمدؐ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو۔ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں

بچایا ہے' اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت و وقعت ہے وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمہارے یہاں جار ہیں اور وہیں سکونت اختیار کر لیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھا لو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمہارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دست کش ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت واطمینان رہ رہے ہیں۔

بنوخزرج کی یقین دہانی:

جو کچھ تم نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ رسول اللہ ﷺ فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں بخدا آپؐ جو چاہیں اپنے لیے عہد و پیمان لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گفتگو شروع کی پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ اس پر براء نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح کہ ہم اپنی ازاروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس شرط پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ بخدا ہم اہل حرب اور اہل جماعت ہیں اور یہ فخر ہم کو وراثتاً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے۔

بارہ نقیب:

براء ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کی بات کاٹ کر ابوالہیثم بن تیہان بنوعبدالاشہل کے حلیف نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو رشتہ اور تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے کے لیے آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ کو غلبہ عطاء فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون' خون۔ بربادی بربادی' میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑوں گا' جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کروں گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو ان کی قوم کی نگرانی اور سیاست کے لیے مقرر کروں چنانچہ انھوں نے بارہ نقیب جس میں نو خزرج اور تین اوس کے تھے انتخاب کر دیے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے وعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انھوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

بیعت عقبۂ ثانیہ:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول اللہ ﷺ کی بیعت کے لیے آمادہ ہوئی عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جو بنوسالم بن عوف کا رشتہ دار تھا سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہوں گی' انھوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا۔ سب تمہارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمہاری تمام دولت برباد ہو جائے اور تمہارے تمام اشراف مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کر دو کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفاء کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے

بعد بھی ایفائے عہد کے لیے آمادہ ہو تو بے شک ان کو اپنے ساتھ لو' اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ اس پر سب حاضرین نے کہا ہم مال و جان کی مصیبت کو برداشت کر کے آپ کو لیتے ہیں رسول اللہ ﷺ آپ فرمائیں اگر ہم نے آپؐ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت۔ سب نے کہا ہاتھ پھیلایئے۔ آپؐ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپؐ کی بیعت کی۔

راوی کا خیال ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر صرف اس لیے کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی حمایت اور مدافعت کا عہد زیادہ پختگی سے ان کے ذمے عائد ہو' مگر عبداللہ بن ابی بکر کا خیال ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے یہ تقریر اس لیے کہ تھی کہ اس رات کو وہ لوگ آپ کی بیعت نہ کریں وہ چاہتے تھے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اس عہد میں شریک ہو تو اس جماعت کی بات زیادہ قوی ہو جائے گی مگر اللہ ہی ان کی نیت سے زیادہ واقف ہے کہ کیا تھی۔ بنوالنجار مدعی ہیں کہ سب سے پہلے ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے ہاتھ رکھا اور بنوعبدالاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیہان نے بیعت کی۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت:

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس موقع پر براءؓ بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور بیعت کی' اس کے بعد تمام جماعت نے متواتر بیعت کی' جب ہم بیعت کر چکے تو میں نے ایسی بلند اور صاف آواز میں جو میں نے کبھی نہ سنی تھی گھاٹی کی چوٹی پر سے شیطان کو یہ کہتے سنا اے اہل جبل تم کو اس شخص کے ساتھ معاہدہ کرنے اور تبدیل مذہب سے کیا فائدہ ہوگا۔ ہوشیار ہو جاؤ قریش نے تم سے لڑنے کے لیے تصفیہ کر لیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دشمن خدا کیا بک رہا ہے' یہ اس گھاٹی کا بھوت ہے' یہ شیطان ہے' اے خدا کے دشمن سن لے میں بہت جلد اس کام سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں۔ پھر آپؐ نے انصار سے کہا اب تم اپنی قیام گاہوں کو جاؤ' اس موقع پر عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث فرمایا ہے حکم ہو تو ہم کل صبح ان لوگوں پر جو منیٰ میں ہیں تلواروں سے حملہ کیے دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمیں اس کا ابھی حکم نہیں دیا گیا ہے اس وقت تو تم اپنی قیام گاہوں کو چلے جاؤ۔

حارث بن مغیرہ اور ابوجابر:

ہم اپنی خواب گاہوں کو واپس آ کر سو گئے صبح کو قریش کے بیشتر اصحاب ہمارے پاس آئے اور انھوں نے کہا اے گروہ خزرج ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس شخص کے پاس گئے تھے اور تم اسے ہمارے خلافِ مرضی یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور تم نے ہم سے لڑنے کے لیے اس کی بیعت کی ہے حالانکہ بخدا تمام قبائل عرب میں اس بات کے لیے کہ وہ ہم میں اور ان میں جنگ کرا دے تم سے زیادہ کوئی ہمارے نزدیک مبغوض نہیں' اس پر ہماری قوم کے جو مشرک ہمارے ساتھ آئے تھے چونک پڑے اور انھوں نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے اور ہم اس سے بالکل بے خبر ہیں اور ان کی بات ٹھیک بھی تھی کیونکہ واقعی ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ خود ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا' اتنے میں قریش اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان میں حارث بن ہشام بن المغیرۃ المخزومی بھی تھا وہ نئے جوتے پہنے ہوئے تھا میں نے اپنی قوم کی کہی ہوئی بات میں شرکت کے لیے یہ بات کہی کہ اے ابوجابر تم بھی ہمارے سردار ہو کیا تم اس قریشی کے ایسے جوتے نہیں خرید سکتے۔ حارث نے یہ بات سن پائی اس نے وہ جوتے پاؤں سے نکال کر میری

طرف پھینکے اور کہا کہ بخدا اب تم کو یہ پہننا پڑیں گے۔ ابو جابر نے مجھ سے کہا ذرا خاموش رہو تم نے اسے ناراض کر دیا۔ اس کے جوتے واپس دے دو۔ میں نے کہا ہرگز نہیں یہ تو ہمارے لیے اچھی فال ہے اگر یہ پوری ہوئی تو دیکھنا کہ قتل کے بعد میں اس کے لباس اور اسلحہ کو اتاروں گا۔

عقبہ کے متعلق یہ مذکورہ بالا بیان کعب بن مالک کا ہے۔ ابوجعفر کہتے ہیں اور ابن اسحاق کے علاوہ دوسروں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ انصاری ذوالحجہ میں بیعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے ان کے جانے کے بعد اس سال کے ذوالحجہ کا بقیہ زمانہ محرم اور صفر رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے۔ ربیع الاوّل میں آپ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے اور دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ مدینہ پہنچے۔



باب ۳

ہجرت

ہجرت مدینہ کی اجازت:

عروہؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آ گئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینہ والے مکہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے لگے' قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور دق کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑی مصیبت کے آئے ایک وقت جب کہ انھوں نے حبشہ سے واپس آ کر اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتا دیکھا اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا اسی کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپؐ ایک ہیں اگر آپؐ یا آپؐ کے صحابہؓ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت اور مدافعت کریں گے انھوں نے آپؐ سے عہد و پیمان کیے۔ اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مدینہ جانے کا حکم دے دیا یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپؐ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپؐ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾

''تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں''۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔ اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ بغیر میرے میری قوم نے ایسا کیا ہو مجھے اس کی کچھ خبر نہیں' اس جواب پر قریش واپس چلے گئے' سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی راہ ہو گئے مگر قریش نے اس خبر کی ٹوہ لگائی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی' اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے' انھوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور منذر بن عمرو بنو ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے عزیز قریب کو حاجر میں جا لیا' منذر ان کی گرفت سے نکل گیا مگر سعد کو انھوں نے پکڑ لیا اور اسی کے کجاوے کے تسموں سے اس کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے گھسیٹتے ہوئے مکہ لائے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی رہائی:

سعد سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے' ان میں ایک نہایت حسین' وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ ہو

سکتا ہے۔مگر میرے قریب آ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے نہایت سخت تھپڑ مجھے مارا۔ میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے تو کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔ مجھے پکڑے ہوئے وہ گھسیٹتے لیے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع سے میرے قریب آ کر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں' میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لیے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کا نام بلند آواز سے لو اور اپنے ان مراسم کا اظہار کرو۔ میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا' وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمہاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے اس سے خاص مراسم ہیں۔ انھوں نے پوچھا وہ کون ہے اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ۔ وہ دونوں کہنے لگے بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔ وہ دونوں ابطح آئے اور انھوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعدؓ اپنی راہ چل دیے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنو عامر بن لوی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔

انصار کا اظہارِ اسلام:

مدینہ آ کر انصار نے علانیہ طور پر اسلام کا اظہار کر دیا' ان کی قوم میں اب تک کچھ بوڑھے مشرک چلے آتے تھے ان میں عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بھی تھا مگر اس کا بیٹا معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے دوسرے جوانوں کے ساتھ عقبہ میں شریک اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ عقبہ میں دو بیعتیں ہوئیں' پہلی بیعت التوائے جنگ کے ساتھ تھی جیسا کہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہو چکا ہے دوسری بیعت کالے گوروں سے جنگ کی شرط پر ہوئی کیونکہ اب اللہ نے کفار سے جہاد کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت سے ظاہر ہے۔

عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے جو نقیبوں میں تھے مروی ہے کہ دوسری مرتبہ ہم نے جنگ کی شرط پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' یہ عبادہ ان بارہ آدمیوں میں تھے جنہوں نے عقبہ اولیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

مسلمانوں کی ہجرت مدینہ:

جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو لڑائی کی اجازت ان آیات سے دی و قاتلوا ھم حتیٰ لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله اور کفار نے حسب بیان سابق آپ کی بیعت کر لی' آپؐ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپؐ کے ساتھ مکہ میں تھے اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے انصار بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو تمہارا بھائی بنایا ہے اور مدینہ تمہارے لیے مامن ہے' اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ جانے لگے۔ مگر خود رسول اللہ ﷺ مکہ میں رہے اور انتظار کرنے لگے کہ جب ان کے رب کے پاس سے ان کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت ملے تو خود بھی جائیں۔ صحابہؓ میں سے قبیلہ قریش کے خاندان بنو مخزوم میں سے سب سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم نے مدینہ ہجرت کی' یہ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے یہ حبشہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آئے جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ جو بنو عدی بن کعب کے حلیف تھے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابن حشمہ بن غانم بن عبداللہ بن

عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ مدینہ آئے پھر عبداللہ بن جحش بن رباب اور ابواحمد بن جحش مدینہ آئے' آخر الذکر نابینا تھے' مگر اس کے باوجود مکہ کے اعلیٰ اور اسفل میں بغیر رہبر کے پھرا کرتے تھے۔ ان کے بعد پھر تو رفتہ رفتہ مسلسل اصحاب رسول اللہ ﷺ مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ ؓ کے چلے جانے کے بعد بھی اللہ کی اجازت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔ علیؓ بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافہ ؓ کے علاوہ اور جو مہاجرین میں سے مکہ میں رہ گئے تھے ان کو قریش نے یا تو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا یا ان کو سخت مصیبت میں مبتلا کیا تھا ابوبکر ؓ نے بار بار رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپؐ نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابوبکر ؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول اللہ ﷺ ہی ساتھی ہوں۔

کفار کی مجلس مشاورت:

قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول اللہ ﷺ کے بہت سے پیرو اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں۔ ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا۔ اب ان کو خود رسول اللہ ﷺ کا مکہ سے چلے جانے کا خوف دامن گیر ہوا اور یہ بات بھی ان کو معلوم ہوگئی کہ آپؐ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے۔ قریش اس صورت حال پر غور کرنے کے لیے اپنی مجلس میں جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کیے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے جمع ہوئے تاکہ رسول اللہ ﷺ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں اس کے متعلق ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا' وہ مقررہ دن میں جو زحمہ تھا صبح کو وہاں جمع ہوئے۔ ابلیس ایک بڑے بزرگ شیخ کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا اڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا تم کون ہو' اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں' جس کام کے لیے تم جمع ہوئے ہو مجھے اس کی اطلاع ہوئی تو آ گیا ہوں کہ تمہاری گفتگو سنوں شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ اور نصیحت کی صلاح دے سکوں۔ قریش نے کہا بہتر ہے آئیے۔ وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا وہاں قریش کے تمام اشراف بلا استثنا جمع تھے' ان کے ہر قبیلہ کے عمائد موجود تھے۔

حضرت محمد ﷺ کے خلاف منصوبے:

بنو عبد شمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابوسفیان بن حرب تھا۔ بنو نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی' جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔ بنو عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن حارث بن کلدہ تھا۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام' زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام تھے۔ بنو مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام۔ بنو سہم میں سے حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ۔ بنو جمح میں سے امیہ بن خلف تھا۔ ان کے علاوہ اور بہت سے بے شمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے۔ اب گفتگو شروع ہوئی' کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار کو لے کر جو اس کے پیرو ہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا اب کیا ہونا چاہیے اس کا تصفیہ کیجیے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا۔ کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازہ کو تیغا کر دو اور اسی حالت میں اس کے لیے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں' اگر اس طرح تم اسے قید کر دو گے

اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیرووں کو ہو جائے گی' وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر امنڈ آئیں گے کہ تمہارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے' یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی۔ ایک نے کہا ہم اسے یہاں سے نکال کر خارج البلد کیے دیتے ہیں جب وہ یہاں سے چلا جائے تو پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا اور ہمارے بات پھر حسب سابق بن آئے گی شیخ نجدی نے کہا بخدا یہ ہرگز تمہارے لیے مفید مشورہ نہیں۔ کیا تم اس کی شیریں گفتاری سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوت تسخیر سے واقف نہیں ہو اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلہ کے پاس جائے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کرے گا۔ وہ تمہارے مقابلہ پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے' پھر ان کو ساتھ لے کر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمہاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا۔ اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو۔

ابوجہل کی تجویز:

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک بات ایسی میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا۔ حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوانمرد کا انتخاب کر لو پھر ان جواں مردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر براں دیں' یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہوگا کسی ایک کے ذمہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہوگی کہ اس کے لیے سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خوں بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابل عمل ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات تمہارے لیے مفید نہیں۔ اس تصفیہ پر مجلس برخواست اور منتشر ہوگئی۔

حضرت محمد ﷺ کی روانگی:

حضرت جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں نہ سوئیں۔ چنانچہ حسب قرارداد عشاء کے بعد کفار آپؐ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور تاک میں لگے کہ جب آپؐ سو جائیں وہ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار آ گئے ہیں انھوں نے علیؓ ابن ابی طالب سے کہا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری سبز حضرمی اُونی چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمہارے پاس آئے تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آ جاؤ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا' کرایہ کا ایک رہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لیے خرید لینا۔ یہ ہدایات دے کر رسول اللہ ﷺ چلے گئے جو لوگ آپؐ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں۔ ان کو کچھ نظر نہ آیا اور آپؐ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا یہ سب رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر جمع تھے' ابوجہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمد (ﷺ) مدعی ہے کہ اگر تم اس کی بات مان کر اس کے پیرو ہو جاؤ تو عرب وعجم کے مالک ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کیے جاؤ گے' اور تم کو اُردن کے ایسے باغ دیے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دیے جاؤ گے اور مرنے کے بعد زندہ کیے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے آپ ﷺ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور پھر کہا ہاں میں یہ کہتا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں سے ایک تو ہے۔

کفار کی ناکامی:

اللہ نے ان کو اندھا کر دیا آپؐ ان کو نظر نہیں آئے' آپؐ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالتے اور یہ آیات تلاوت فرماتے جاتے تھے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ. ''یٰسین''۔ قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو' اللہ کے قول وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ. ''اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان کو بند کر دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے'' جب آپؐ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپؐ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو' پھر آپؐ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آکر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو انھوں نے کہا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمہارے منصوبے خاک میں ملا دیے محمدؐ تمہارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی ڈال دی ہے۔ وہ اپنی راہ پر چلے گئے تمہیں کچھ خبر ہے کہ تمہارے سروں پر کیا ہے؟ ہر ایک نے ہاتھ لگا کر سر دیکھا اس پر مٹی ملی۔ اب انھوں نے تانک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں' کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے صبح تک وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے صبح کو علی رضی اللہ عنہ بستر پر سے اٹھے' اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

ہجرت سے متعلق آیاتِ قرآنی کا نزول:

اس دن جو قرآن نازل ہوا ان میں یہ تھا وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ. ''اور جب کفار نے تمہارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کر دیں یا خارج البلد کر دیں' وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے'' اور اللہ کا یہ قول نازل ہوا ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصوا فانی معکم من المتربصین. ''کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں''۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ' علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کو دریافت کیا' علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ غارِ ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلے اور اثناء راہ ہی میں آپؐ کے ساتھ آملے۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کی تاریکی میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی چاپ سنی آپؐ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آ رہا ہے اس خیال سے آپؐ قدم بڑھا کر بڑی سرعت سے چلنے لگے جس سے آپؐ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک

پتھر کی ٹھوکر سے پاؤں کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپؐ نے رفتار میں اور تیزی کر دی' ابوبکرؓ کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہو گی' انھوں نے بلند آواز سے کلام کیا رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہو گئے جب وہ آپؐ کے پاس آ گئے تو پھر دونوں چلے۔ رسول اللہ ﷺ کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپؐ غارِ ثور پہنچے اور اس کے اندر چلے گئے۔

کفار مکہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ:

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپ کی تاک میں تھے آپؐ کے گھر میں گھسے علی رضی اللہ عنہ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے' قریب جا کر انھوں نے پہچانا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ تمہارے صاحب کہاں ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں ان کا پاسبان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ چلے گئے۔ مشرکین نے ان کو خوب ڈانٹا مارا اور مسجد لے جا کر تھوڑی دیر قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش سے بچا لیا اور اسی بیان میں یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ﴾

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت:

اب اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ عروہؓ سے مروی ہے کہ جب صحابہؓ مدینہ روانہ ہوئے قبل اس کے کہ خود رسول اللہ ﷺ جائیں اور قبل اس کے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی' اس سے پہلے جب آپؐ کے صحابہؓ مدینہ جا رہے تھے آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس وقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ کے لیے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دے دے گا۔ انھوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسول اللہ ﷺ کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کر لیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت دیر لگ گئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کہا کیا آپ کو امید ہے کہ آپ کو اجازت مل جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! اس بات کو بھی بہت دن گزر گئے اس کے متعلق عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں میرے اور اسماء کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے آپ روزانہ بلا ناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس وقت آتا دیکھ کر کہا اے نبی اللہ ضرور کوئی بات ہے جس کے لیے آپؐ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے' اندر آ کر آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ جو یہاں ہوا سے ہٹا دو۔ ابوبکرؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ ابوبکرؓ نے کہا آپؐ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجیے یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھیں جن کو وہ اسی غرض کے لیے چرا کر تیار کر رہے تھے تاکہ جب رسول اللہ ﷺ کو جانے کی اجازت ہو انھیں پر سوار ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک آپ کو دی اور کہا رسول اللہ ﷺ اسے قبول فرمایئے اور اسی پر آپ سفر کریں' آپؐ نے فرمایا اچھا ہم نے اسے قیمتاً لے لیا۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ:

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ از د کا ایک غلام زادہ تھا یہ ابوالحارث بن الطفیل۔ طفیل بن عبداللہ سخرہ کا جو عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا اخیافی بھائی تھا۔ پروردہ تھا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گیا یہ اب تک غلام تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا یہ نہایت مخلص مسلمان تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مکہ سے چل نکلے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بکریوں کا ایک گلہ تھا جسے عامر چرایا کرتا تھا اور شام کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر لے آتا تھا۔ اب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے گلہ کے ساتھ جبل ثور بھیج دیا۔ عامر ان کی بکریوں کو شام کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس غارِ ثور میں لے جاتا تھا۔ یہ وہی غار ہے جس کا نام اللہ نے قرآن میں لے لیا۔

غارِ ثور میں قیام:

اس کے بعد ان دونوں حضرات نے بنوعبد بن عدی کے قبیلہ بنوسہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا مگر جسے انھوں نے راستے سے واقفیت کی وجہ سے اس کام کے لیے اجرت پر مقرر کر لیا تھا اپنی سواریوں پر روانہ کر دیا جن راتوں میں یہ دونوں حضرات غارِ ثور میں مقیم رہے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آ جاتے عامر روزانہ سر شام بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا وہ اس کا دودھ دوہ لیتے اور عامرؓ گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑا ہوتا اور صبح ہوتے دوسرے لوگوں کے گلوں میں آ ملتا۔ اس کی ترکیب سے کسی کو اس کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا۔

مدینہ کو روانگی:

جب سب ان کی جانب سے خاموش ہو رہے اور ان حضرات کو اس کی اطلاع ہوئی ان کا اونٹ والا اونٹ لے کر ان کے پاس آیا اور اب یہ یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے راستے میں خدمت گزاری اور مدد کے لیے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کو اپنے ساتھ اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھاتے تھے اس طرح دونوں کے ساتھ اس سفر میں سوائے اس عامر بن فہیرہ اور بنوعدی کے اس راہنما کے اور کوئی نہ تھا۔ یہ مکہ کے زیریں سے ان کو نکال لے گیا۔ پھر وہ ان کو عسفان کے اسفل میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھ کر قدید گزر جانے کے بعد اب وہ پھر ان صاحبوں کو عام راستے کے قریب لے آیا پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درے پر سے گزرا یہاں سے اس نے عمق اور روحاء کے راستوں کے درمیان والہ مدلجہ والا راستہ اختیار کیا اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور کوبہ کی داہنے جانب غابر نام چشمہ پر سے گزر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دوپہر سے قبل مدینہ میں بنوعمرو بن عوف کے مکانات کو آ گیا۔ صرف دو روز رسول اللہ ﷺ نے ان کے یہاں قیام کیا مگر خود یہ لوگ مدعی ہیں کہ آپؐ نے اس سے زیادہ ان کے پاس قیام فرمایا ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے آپ کی سواری کی مہار ہاتھ میں لی اور خود اس کے آگے ہوا' اونٹ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اسی طرح اب وہ بنوالنجار کے محلّہ میں آیا یہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کا ایک اصطبل جو ان کے گھروں کے درمیان تھا بتایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپؐ بلا ناغہ روزانہ صبح یا شام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ جس روز اللہ نے آپؐ کو ہجرت کی اجازت دی۔ آپؐ اس روز ٹھیک دوپہر میں ایسے وقت ہمارے یہاں آئے کہ جس وقت

آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھتے ہی کہا ضرور کوئی خاص بات پیش آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت آئے ہیں۔ جب آپ اندر گئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بستر سے اٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اس وقت میرے اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی ہمارے گھر میں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا' اے اللہ کے نبیؐ! یہ "تو میری بیٹیاں ہیں" آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ فرمائیے کیا بات ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے صحبت کا شرف مرحمت ہو۔ آپؐ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے واقف نہ تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رویا کرتا ہے مگر آج میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرطِ مسرت سے روتے ہوئے دیکھا۔ پھر انھوں نے کہا اے اللہ کے نبیؐ! یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کے لیے پہلے سے مہیا کر لیا تھا' پھر انھوں نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنوالدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنوسہم بن عمرو کی تھی اور اب تک وہ مشرک تھا۔ راہبری کے لیے اُجرت پر مقرر کر لیا اور وہ دونوں اونٹ اس کے سپرد کر دیے وہ وقت معہود تک اس کے پاس رہے جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول اللہ ﷺ کی اس روانگی سے سوائے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب' ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آلِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے مطلع کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ ان کو دے دو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شے ہو اور اس نے اسے رسول اللہ ﷺ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانتاً ان کے پاس نہ رکھوا دیا ہو۔

گرفتاری پر انعام کا اعلان:

جب آپؐ نے روانگی کا پورا ارادہ کر لیا آپؐ ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی پشت پر تھا نکل کر جبل ثور کے غار کی طرف چلے جو مکہ کے زیریں حصہ میں واقع ہے اور اس میں چلے آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ہدایت کر آئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں ان کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سنے اور رات میں ان کے پاس آ کر اس روز کی اطلاع ان سے بیان کر دے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اپنے مولیٰ کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ ان کی بھیڑوں کو چرائے اور رات کو ان کے پاس غار میں لے آیا کرے' ان کے علاوہ اسماء بھی ان کے لائق کھانا پکا کر ہر شام ان کے پاس لے جاتی تھی۔ تین دن رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں رہے۔ جب قریش نے آپ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہوئے اور انھوں نے سو اونٹ اس شخص کے لیے انعام مقرر کیا جو آپ کو پھر ان کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما:

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما قریش کے ساتھ موجود ہی رہتے تھے اور وہ جو مشورہ اور صلاح رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبل ثور جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دیتے۔ عامر بن فہیرہ' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مولیٰ سارے دن اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ ان کو دوہتے اور ان میں سے ذبح کر لیتے۔ علی الصباح جب عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما غار سے مکہ پلٹتے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اپنا گلہ لے کر ساتھ ہو لیتا تاکہ ان کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گزر گئے اور اہل مکہ نے آپ کا چرچا چھوڑ دیا' آپ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔

ذات النطاقین کا لقب:

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا توشہ دان لے کر آئیں مگر اسے رسی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اس میں کوئی ڈور نہ تھی جس سے باندھتیں' انھوں نے وہیں اپنا بند کھولا اور اسے بل دے کر اس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

اونٹ کی خریداری:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دونوں اونٹ آپؐ کے قریب کیے تو ان میں جو اعلیٰ تھا وہ آپ کی سواری کے لیے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ اس پر سوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ آپ کی نذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نہیں لیتا مگر یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آپ کو دیا' اب وہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل دیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیا تا کہ وہ ان کی راستے میں خدمت کرے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ابوجہل:

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں اندر سے نکل کر ان کے پاس آئی' انھوں نے پوچھا تمہارا باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں۔ اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور درشت خو تھا میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے' تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں گئے ہیں پھر اسفل مکہ سے ایک جن عرب کی لے میں چند شعر گاتا ہوا سنائی دیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے نہ دیکھتے تھے۔ اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا مکہ اعلیٰ سے گزر گیا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ   رفیقین قالا خیمتی ام معبد

ترجمہ: ''اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزاء دے جنھوں نے کہا کہ ام معبد کے خیموں کو چلو''۔

ھمہ نزلھا بالھدای و اقتدوا بہ   فافلح من امسیٰ رفیق مُحمّدٌ

ترجمہ: ''وہ دونوں ہدایت لے کر وہاں اتر پڑے اور جا رہے ہے اور جس شخص نے محمد کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا''۔

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم   و مقعدھا للمؤمنین بمرصد

ترجمہ: ''بنو کعب کو مبارک ہو کہ ان کے جواں مرد مومنین کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھے''۔

ان اشعار سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔ اس سفر میں یہ چار صاحب تھے۔ رسول اللہ ﷺ' ابوبکر رضی اللہ عنہ' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقد ان کا رہبر۔

ابوعبس بن محمد کی روایت:

عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبیر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ رات کو قریش نے جبل ابوقبیس پر کسی کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

فان یسلم السعدان یصبح محمد   بمکۃ لایخشی خلاف المخالف

ترجمہ: ''اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو پھر محمدؐ مکہ میں بلا خوف مخالف آ جائیں گے''۔

صبح کو ابوسفیان نے پوچھا سعدوں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر' سعد تمیم یا سعد ہذیم' دوسری شب میں پھر انھوں نے اسی پہاڑ سے یہ اشعار سنے۔

ایاسعد سعد الاوس کن انت ناصرا و یا سعد سعد الخزرجین العطارف

ترجمہ: ''اے قبیلہ دوس کے سعد تو اور بہادر خزرجوں کے سعد تو ان کا مددگار بن''۔

اجیبا الی داعی الهدی و تمنیا علی اللّٰه فی الفردوس منیة عارف

ترجمہ: ''تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی اُمید رکھو''۔

فان ثواب اللّٰه للطالب الهدیٰ جنانٌ من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: ''اور بے شک طالب ہدایت کے لیے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رف رف ہیں''۔

صبح کو ابوسفیان نے کہا ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنوعمرو بن عوف کے پاس لے کر پہنچ گیا۔

حضرت محمد ﷺ کی قبیلہ میں آمد:

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ کے قدوم کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپؐ کے استقبال کے لیے باہر جاتے تھے اور جب تک زوال شروع نہیں ہو جاتا وہاں سے ہٹتے نہ تھے' چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے' جس روز آپؐ مدینہ آئے ہیں ہم حسب عادت آپؐ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے' مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے تھے۔ ہمارے آتے ہی رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپؐ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمہارے نبی آ گئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں آئے' آپؐ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے ہم عمر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم میں زیادہ تر ایسے اصحاب تھے جنہوں نے اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہی نہ تھا' لوگوں کا اژدہام ہو گیا' پہلے ان میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تمیز ہی نہ کر سکے البتہ جب آپؐ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اپنی چادر آپؐ پر تان دی۔ اب ہم نے آپ کو شناخت کر لیا۔

قبا میں قیام:

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنوعمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ہدم کے پاس جو ان کے خاندان بنوعبید سے تھے فروکش ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؐ سعد بن خیثمہ کے پاس فروکش ہوئے' جو لوگ آپؐ کے کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپؐ لوگوں سے ملنے کے لیے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ فرما ہوئے تھے اور یہ اس لیے کہ چونکہ یہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لیے مہاجرین صحابہؓ میں جو لوگ غیر متاہل تھے وہ سب انھیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ مجردوں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کون سا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدینہ کو روانگی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ خبیب بن اُساف بنوالحارث بن الخزرج کے عزیز کے پاس مقام سخ میں فروکش ہوئے۔ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنوالحارث بن الخزرج کے عزیز خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے یہاں فروکش ہوئے۔علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تین شبانہ روز مکہ میں ٹھہرے رہے۔اور جب انھوں نے لوگوں کی تمام امانتیں وہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس رکھوائی گئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور آپؐ ہی کے ساتھ کلثوم بن ہدم کے یہاں ٹھہرے خود علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات یا دو رات قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دے دیتا ہے میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہوا۔میں نے اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو روز رات کو آکر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دے دیتا ہے' میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے' تم مسلمان ہو اور تمہارا شوہر ہے یا نہیں۔اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہے' اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی ہے نہیں' یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے ان کو توڑ کر مجھے لا دیتا ہے تاکہ ایندھن کی طرح ان کو جلاؤں۔جب سہل بن حنیف کا عراق میں علی رضی اللہ عنہ کے پاس انتقال ہو گیا تو وہ اس کی اس بات کو تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

قبا میں پہلی مسجد کی تعمیر:

رسول اللہ ﷺ قبا میں بنوعمرو بن عوف کے یہاں دوشنبہ' منگل' بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے یہاں آپؐ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپؐ ان کے یہاں سے چل دیے۔خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے زیادہ ان کے یہاں قیام کیا ہے۔اللہ بہتر جانتا ہے بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

بعثت کے بعد زمانہ قیام مکہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ علمائے سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونے کے بعد آپؐ نے کتنے زمانے تک مکہ میں قیام فرمایا۔بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے جو اس کے مدعی ہیں ان کے پاس یہ احادیث ہیں:

قیام کے دس سال کے متعلق روایتیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپؐ دس سال مکہ میں قیام فرما رہے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔سعید بن المسیب سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی جب آپؐ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپؐ نے مکہ میں دس سال اقامت فرمائی۔عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس سال کے بعد آپؐ نے ہجرت فرمائی۔

تیرہ سال قیام کے متعلق روایتیں:

ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپؐ نے تیرہ سال مکہ میں قیام فرمایا ہے۔اس کے متعلق بھی ابن

عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تیرہ سال تک مکہ میں آپؐ پر وحی آتی رہی۔ دوسرے سلسلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی جب آپؐ مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں اقامت فرمائی۔ چوتھی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپؐ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔ اس اثناء میں برابر وحی آتی رہی' اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپؐ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں اقامت فرمائی' ان کے قول کی تائید ابوقیس جرمہ بن ابی انس بن عدی بن النجار کے عزیز کے اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ان کے متعلق کہا ہے کہ اللہ نے اسلام اور نبی ﷺ کو ان کے یہاں فروکش کرنے سے ان کی عزت افزائی کی' اس قصیدے میں اس نے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد آپؐ نے تیرہ سال قریش کے یہاں قیام فرمایا ہے۔

پندرہ سال قیام کے متعلق روایتیں:

بعض کہتے ہیں کہ آپؐ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اس سلسلہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے اور اس پر انھوں نے ابوقیس جرمہ بن ابی انس کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے ۔

ثوىٰ في قريشٍ خمس عشرة حجةً　　تذكر لو يلقى صديقاً مواتياً

ترجمہ: ''انھوں نے پندرہ سال قریش میں اقامت فرمائی اور کہتے رہے کہ کاش کوئی ان کا ہم خیال دوست مل جاتا''۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شعبی سے مروی ہے کہ وحی آنے سے تین سال قبل ہی اسرافیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیے گئے۔ شعبی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے مروی ہے کہ تین سال تک اسرافیلؑ رسول اللہ ﷺ کو نبوت کی اطلاع دیتے رہے' آپ کو ان کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے۔ اس کے بعد جبریل علیہ السلام آنے لگے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے تھے ایک عراقی نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا' ان دونوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم نے یہ بات سنی ہے اور نہ ہمارے علم میں آئی ہے ہم یہی جانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے وفات تک حضرت جبریل علیہ السلام ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آتے رہے۔

عامر کی روایت:

عامر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی' تین سال تک اسرافیلؑ آپؐ کے پاس آتے رہے وہ آپ کو کلمہ اور کچھ اور تعلیم دیتے رہے' اب تک قرآن آپ کی زبان پر نازل نہیں ہوا تھا' تین سال کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نبوت کا پیام لے کر آپؐ کے پاس آئے اور دس سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں قرآن آپؐ پر نازل ہوتا رہا۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شاید جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دس سال تک مکہ میں قیام کیا ہے۔ انھوں نے اس مدت کو اس وقت سے شمار کیا جب کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے وحی لے کر آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ نے اللہ کی توحید کی اعلانیہ دعوت دی' اور جو لوگ کہتے ہیں' کہ آپؐ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا انھوں نے اس مدت کو ابتدائے نبوت سے شمار کیا ہے

جب کہ تین سال تک اسرافیلؑ آپؐ کے ساتھ رہے مگر اس زمانے میں آپ کو دعوت کا حکم نہ ہوا تھا۔ مذکورہ بالا دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے کہ آٹھ سال مکہ میں آپؐ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد۔ حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپؐ پر قرآن نازل ہوا۔

سنہ ہجری کی ابتداء:

مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آ کر آپؐ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ ربیع الاوّل میں مدینہ آئے تھے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ پہلے تاریخ آپؐ کے قدوم سے ایک ماہ دو ماہ ختم سال تک جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے' اس کے متعلق جو اخبار آئے ہیں وہ یہ ہیں۔

سنہ کے متعلق مختلف آراء:

شعبی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لیے جمع کیا بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو' بعض نے کہا آپ کی ہجرت سے خود عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آپ کی ہجرت سے ابتداء بہتر ہوگی' کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

میمون بن مہران کی روایت:

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کون سا شعبان جواب ہے یا آئندہ آنے والا۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہیے مگر لوگوں نے کہا کہ وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طویل ہوگا' بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ اس پر کہا گیا کہ ان کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے۔ تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

محمد بن سیرین کی روایت:

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تاریخ مقرر کیجیے۔ انھوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا اہل عجم اپنی تحریر میں لکھا کرتے ہیں کہ فلاں ماہ فلاں سنہ۔ آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں۔ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے' بعض نے کہا آپ کی وفات سے' مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتداء ہو۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ کن مہینوں سے ابتدا کی جائے۔ بعض نے کہا رمضان سے' دوسروں نے کہا محرم مناسب ہے' کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتداء کی جائے۔

سہل بن ساعد کی روایت:

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب نہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتداء کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس سال رسول اللہ ﷺ مدینہ

تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی' اسی سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے' ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ میرے سلسلہ سے بھی یہی مروی ہے۔ عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہِ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔ عبید بن حمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے یہ سال کا سرا ہے اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے' اس سے تاریخ کی ابتداء ہوتی ہے اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے۔ اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ کو شرفِ قبولیت بخشا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوں پر یعلی ابن امیہ نے جو یمن میں تھے تاریخ لکھی رسول اللہ ﷺ ربیع الاوّل میں مدینہ آئے تھے' مگر لوگوں نے شروع سنہ سے تاریخ لکھی۔

عرب میں سنہ تاریخ کی ابتداء:

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی بناء سے قبل بنو اسماعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے۔ پھر جب اسماعیل علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا تو اسماعیل علیہ السلام تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے' البتہ جب یہ لوگ ادھر اُدھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنو اسماعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد' ہند اور جہینہ بنو زید کے تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی' واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جاری رہا' پھر انھوں نے ۱۷ھ یا ۱۸ ہجری میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے تاریخ لکھی جائے؟ علیؓ نے کہا جس روز رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیر باد کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کو قبول کر لیا۔

تاریخ کی ابتداء کرنے کا طریقہ:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بنو اسماعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گزرا ہے یہ صحت سے کچھ دور نہیں ہے کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتداء کرنے لگتے یا کوئی عامل جو ان پر متعین ہوتا یا اور کوئی خاص واقعہ جو پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے اس بات پر ان کے شعراء کے اقوال شاہد ہیں اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لیے ان میں عام طور پر مقبول ہو جاتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفزاری کہتا ہے۔

ھانذا آمل الخلود وقد ادرک عقلی و مولدی مجرا

ترجمہ: ''کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جب کہ میری عقل خرف ہو چکی ہے اور میں مجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں''۔

ابا امری القیس ھل سمعت بہ ھیھات ھیھات طال ذا عمرا

ترجمہ: ''یہ امرئ القیس کا باپ تھا تم نے اس کا نام سنا ہے اب دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی''۔

اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امرئ القیس کے باپ مجر سے لگایا ہے۔ اس طرح نابغہ بنی جعدہ کہتا ہے۔

فمن یك سائلاً عنی فانی من الشبان ازمان الختان

ترجمہ: ''جو میری عمر دریافت کرے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں عام مرض گٹھیا کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں''۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جوان میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے۔

و ما هیی الا فی ازارٍ و علقمةٍ مغارا بن همام علیٰ حیی خثعما

ترجمہ: ''جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارت گری کی ہے اس وقت وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھیں''۔

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کیے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب زمانہ کے کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لیے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دوسرے اور تمام اقوام میں رائج ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبویؐ سے پہلے واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ واقعہ فیل اور واقعہ فجار کے درمیان بیس سال گزرے اور فجار اور بنائے کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور بنائے کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گزرے تھے۔

چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی' پہلے تین سال قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا' اسرافیلؑ آپؐ کے پاس آتے رہتے' تین سال کے بعد جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف لوگوں کو علانیہ طور پر دعوت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاوّل میں آپؐ ہجرت کر کے مدینہ گئے۔ آپؐ دوشنبہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور دوشنبہ ہی کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو مدینہ تشریف لائے۔

دوشنبہ کی اہمیت:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دوشنبہ کے دن نبی ﷺ پیدا ہوئے۔ دوشنبہ کے دن آپ کو نبوت ملی' دوشنبہ کے دن آپؐ نے پتھر اٹھایا' دوشنبہ کے دن ہجرت کے لیے مکہ سے چلے' دوشنبہ ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن مدینہ تشریف لائے۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اب اگر ان کی تاریخ کی ابتداء ہجرت سے ہوئی تو انھوں نے گویا رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتداء کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپؐ ربیع الاوّل کی ۱۲ کو مدینہ آئے ہیں۔ اس روز سے نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔



باب ۴

حضرت محمد ﷺ کی مدنی زندگی اھ

پہلا جمعہ:

ہم نبی ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت کو اور یہ کہ وہ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کیونکر دوسری جگہ چلے آئے بیان کر چکے ہیں' اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں' اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپؐ نے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمعہ میں جمع کیا' اسی دن آپؐ قبا سے مدینہ آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ بنو سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔ آپؐ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپؐ نے مدینہ میں دیا ہے۔

مدینہ میں آنحضرت ﷺ کا پہلا خطبہ:

وہ خطبہ یہ ہے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' میں اس کی حمد کرتا ہوں' اس سے مدد مانگتا ہوں' اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں' اس پر ایمان رکھتا ہوں' اس کا انکار نہیں کرتا بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت' روشنی اور مواعظت دے کر بندوں کی طرف اس لیے مبعوث فرمایا کہ بہت روز سے انبیاء کا آنا رک گیا تھا اور جہالت اور گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لیے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آ گئی ہے' اور وقت قریب آ پہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا' اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہِ راست سے بھٹک گیا' وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلم دوسرے مسلم کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لیے عمل نیک پر برانگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے۔ بس تم اللہ سے ڈرتے رہو' جب کہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ' اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے لیے اللہ کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لیے عمل کرے گا' اللہ اسے دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جب کہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعیدۃ حائل ہوتی' اللہ تم کو اپنے سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور خلاف وعدہ نہیں کرتا وہ فرماتا ہے ما یبدل القول لدیّ و ما انا بظلام للعبید. ''ہمارے پاس وعدہ خلافی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بندوں پر ظلم نہیں کرتے'' ظاہر و باطن اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اس کی برائیوں کے اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دے گا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی' عقوبت اور ناراضگی سے بچاتا ہے اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے' اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے خوف کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو' اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور

تمہارے لیے اپنا راستہ بتا دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے لہٰذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو اختیار کیا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو برباد ہو اور جو زندہ ہے زندہ رہے' تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو' آخرت کے لیے عمل کرو' جو شخص اللہ سے اپنی بات بنا لے گا اللہ پھر سب میں اس کی بات بنا دے گا اور یہ اس لیے کہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اس کے قطعی مالک نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں''۔

ناقۂ رسول ﷺ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ آپؐ نے اس کی مہار چھوڑ دی جس انصاری کے گھر سے وہ گزرتی لوگ آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپؐ ہمارے پاس فروکش ہوں ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو' یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے' اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی اور اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنوالنجار کے دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عفراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے' ملکیت تھی۔ اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول اللہ ﷺ اب بھی اس پر سے نہ اترے' پھر وہ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آ کر بیٹھی تھی واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیئے' تب رسول اللہ ﷺ اترے۔ ابوایوب نے آپ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپؐ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی۔ مگر آپؐ نے کہا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ اس طرح اب آپؐ ابوایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنوغنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبویؐ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے معاذ بن عفراء نے آپؐ سے کہا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کر لوں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپؐ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابوایوبؓ کے پاس مہمان رہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپؐ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی' مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنوالنجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ قیمت لے کر یہ جگہ مجھے دے دی جائے۔ انھوں نے کہا سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور قطع کر دی جائیں۔ چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں' کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل رسول اللہ ﷺ بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذمہ لیا اور آپؐ کے تمام صحابہؓ مہاجرین اور انصار نے اپنے ذمے لیا۔

اسعد بن زرارہ کی وفات:

اسی سال مسجد قباء بنائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے کلثوم بن امہدم آپؐ کے مکان کے مالک کا انتقال ہوا۔ آپؐ کے مدینہ آنے کے بعد تھوڑے دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ابھی رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر سے جسے آپؐ نے کھجور کی شاخوں اور کو کر موتھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ابو امامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابو امامہ کی موت بہت ہی بے موقع ہوئی۔ یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ان کا آدمی نہ مرتا۔ حالانکہ اللہ کے یہاں نہ اپنے لیے اور نہ اپنے کسی کے لیے میری کچھ نہیں چلتی۔

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد بن زرارہ کو کانٹوں سے جلا ڈالا۔

بنو النجار کے نقیب:

عاصم بن عمرو بن قتادہ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کے مرنے کے بعد بنو النجار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' یہ ابو امامہ ان کا نقیب تھا اور عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کی مرتبت ہم میں کیا تھی۔ آپؐ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرما دیں تا کہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا یہ ہمارے لیے انجام دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میرے نھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے اسی لیے بنو النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخر یہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کے نقیب بنے۔ اس سال ابو احیحہ نے طائف میں اپنی جائداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ:

اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا تھا' اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی' سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل:

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ عائشہؓ نے پوچھا کیا تم نے حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں ام المومنین! عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ نے مجھے نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئیں' البتہ اللہ نے حضرت مریم بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ علیحدہ رہا اور یہ بات کچھ میں اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لیے نہیں کہتی۔ عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فرشتہ میری صورت میں اترا' میری عمر سات برس کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا میری عمر نو برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا' صرف میں باکرہ تھی جس سے رسول اللہ ﷺ نے شادی کی' سوائے آپؐ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں

ہوا۔ جب آپؐ اور میں ایک لحاف میں لیٹے ہوتے تھے اسی حالت میں آپؐ پر وحی آیا کرتی تھی' مجھے آپؐ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ میری برأت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی حالانکہ موقع ایسا آ گیا تھا کہ امت تباہ ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا میرے سوا آپ کی کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا' آپ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی جب کہ وہاں سوائے فرشتے اور میرے کوئی اور آپؐ کے پاس نہ تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب کبھی بھی آپؐ پہلی مرتبہ ان کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا۔ شوال ہی میں وہ مجھ سے ہمبستر ہوئے اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی عورتوں کی شادی شوال میں ہوا کرے۔

دوسرے سلسلہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپؐ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور کسی آپ کی بیوی کو مجھ سے زیادہ آپؐ سے تمتع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی بیبیوں کی شادی شوال میں ہو۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ ماہِ شوال میں بدھ کے دن رسول اللہ ﷺ' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سُنح میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں شب باش ہوئے۔

اس سال نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں اور بیوی سودہؓ بنت زمعہ' زید بن حارثہ اور ابورافع کو مکہ سے بلا بھیجا اور ابورافع ان کو مکہ سے سواریوں پر مدینہ لے آئے۔

عبداللہ بن اریقط نے مکہ جا کر جب عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے باپ کا پتہ اور مقام بتا دیا وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لے کر ان کے پاس آنے کے لیے مکہ سے چلے۔ طلحہ بن عبیداللہ بھی ساتھ ہوئے اس قافلہ میں ام رومان' عائشہؓ اور عبداللہ بن ابی بکر کی ماں بھی ساتھ تھیں۔ یہ مدینہ پہنچ گئے۔

دو رکعت کا اضافہ:

اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتیں اضافہ کی گئیں۔ اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی' یہ تبدیلی رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع الآخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتا ہے کہ اس واقعہ کے متعلق اہل حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت:

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینے میں عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد دارالہجرت میں یہ سب سے پہلے بچے تھے جو پیدا ہوئے تھے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس غیر معمولی اظہارِ مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر سحر کر دیا ہے ان کے یہاں اولاد ہی نہ ہو گی' اسی لیے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے تکبیر کہی۔ یہ بھی بیان کیا گیا

ہے کہ اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ عنہا جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں اسی وقت ان کو عبداللہ کا حمل تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نعمان بن بشیر اسی سال پیدا ہوئے نبی ﷺ کی ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے تھے جو انصار میں پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس سے بھی انکار کیا ہے۔

نعمان بن بشیر کی پیدائش:

سہل بن ابی حثمہ اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے۔ یہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ یہ واقعہ بدر سے تین یا چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔

ابوالاسود سے مروی ہے کہ کسی نے نعمان بن بشیر کا ذکر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کیا انھوں نے کہا وہ مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بیسویں ماہ اور نعمان بن بشیر چودھویں مہینے ربیع الآخر میں پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید الثقفی اور زیاد بن سمیہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم:

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے ماہ رمضان میں ہجرت کے سترھویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو سفید نشان دیا اور تیس آدمیوں کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکنے بھیجا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کی مڈبھیڑ ابوجہل سے ہوئی جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے مگر مجدی بن عمرو الجہنی فریقین کے بیچ میں حائل ہو گیا اور اس طرح دونوں فریق بغیر لڑے الگ الگ ہو گئے حمزہ رضی اللہ عنہ کا علمبردار ابومرثد تھا۔

حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی مہم:

نیز اسی سال ہجرت کے اٹھارھویں مہینے رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف کو سفید علم دے کر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے اور ساٹھ مہاجرین ان کے ساتھ تھے' ان میں کوئی انصاری نہ تھا۔ یہ ثنیۃ المرہ جو جحفہ کی طرف میں واقع ہے پہنچے احیاء نامی ایک چشمہ آب پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر طرفین سے صرف تیراندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے دستہ فوج کی امارت میں اختلاف ہے بعضوں نے ابوسفیان بن حرب کو امیر بتایا ہے دوسروں نے مکرز بن حفص کا نام لیا ہے' واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا اور اس کی تعداد دو سو تھی۔

خرار کی مہم:

اس سال ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن ابی وقاص کو ایک سفید نشان دے کر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ اس کے متعلق خود سعد سے مروی ہے کہ میں بیس یا اکیس آدمیوں کے ساتھ پیدل خرار روانہ ہوا۔ دن کو ہم چھپے رہتے تھے اور رات کو چلتے تھے' پانچویں صبح کو صبح کے وقت ہم وہاں پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمادی تھی کہ میں وہاں سے آگے بڑھوں مگر دشمن کا تجارتی قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گزر چکا تھا ان کی تعداد ساٹھ تھی اور میرے ساتھ سب کے سب مہاجرین تھے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ تمام سرایا جن کو ہم واقدی کی روایت سے بیان کر آئے ہیں یہ سب تاریخ کے وقت سے دوسرے سال کے ہیں۔

غزوہ ابواء:

محمد بن اسحق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاول کا بقیہ حصہ ماہ ربیع الآخر جمادی الاولیٰ' جمادی الآخر' رجب' شعبان' رمضان' شوال' ذوالقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم آپؐ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا' اس سال کا حج مشرکین ہی کے اہتمام میں ہوا۔ مدینہ آنے کے بارھویں مہینے صفر میں آپؐ جہاد کے لیے نکلے' قریش اور بنوضمرہ بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی نیت سے ودان آئے یہ ہی غزوہ ابواء ہے۔ بنوضمرہ کے رئیس مخشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا آپؐ سے مصالحت کر لی' آپؐ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آ گئے بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاول کا ابتدائی حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اسی قیام کے اثنا میں آپؐ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شتر سوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا جہاد کے لیے روانہ کیا' یہ جماعت حجاز کے ایک چشمہ آب احیاء نامی پر جو ثنیۃ المرہ کے زیریں میں واقع ہے پہنچی' یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا' جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعد بن ابی وقاص نے تیر پھینکا' یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں پھینکا گیا اس کے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے مسلمانوں کے لیے عقبیٰ بچانے والی جماعت بھی تھی۔ مقداد بن عمرو البوانی بنوزہرہ کے حلیف اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنونوفل بن عبد مناف کے حلیف مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے' یہ دونوں پہلے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اس طرح مسلمانوں سے آملیں گے۔ عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔

اسلام کا پہلا علمبردار:

جہاں تک مجھے معلوم ہے اسلام میں سب سے پہلا علم جو کسی مسلمان کو رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے وہ یہی عبیدہ کا علم ہے مگر بعض علماء کا خیال ہے کہ غزوہ ابواء سے واپسی میں مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ نے عبیدہ کو بھیجا۔ اسی قیام کے زمانے میں آپؐ نے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو عیص کی سمت سے مہاجرین کے تیس شتر سواروں کے ساتھ سیف البحر جو جھنیہ کے علاقہ میں واقع ہے روانہ فرمایا۔ اس جماعت میں بھی مہاجرین کے علاوہ کوئی انصاری نہ تھا۔ اس ساحل پر ابوجہل بن ہشام مکہ کے تین سو شتر سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آیا مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جس کی فریقین سے مصالحت تھی بیچ بچاؤ کرا دیا اور بغیر لڑائی کے فریقین اپنی اپنی راہ چل دیے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا علم پہلا علم ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو دیا ہے اور چونکہ ان کی اور عبیدہ بن الحارث کی مہم بیک وقت بھیجی گئی ہیں۔ اس لیے یہ بات مشتبہ ہو گئی ہے کہ کسے پہلے علم سرفراز ہوا۔ مگر ہم نے علماء سے یہی بات سنی ہے کہ سب سے پہلے عہد اسلام میں عبیدہ بن الحارث کو علم دیا گیا۔

غزوۂ عشیرہ:

اس کے بعد ربیع الآخر میں خود رسول اللہ ﷺ قریش کے ارادے سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور کوہ رضویٰ کی سمت سے بواط آئے اور پھر بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الآخر کا بقیہ حصہ اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ آپؐ نے مدینہ میں بسر کیا اس کے بعد پھر آپؐ قریش کے مقابلہ کے لیے جہاد پر روانہ ہوئے' اس مرتبہ آپؐ بنو دینار بن النجار کی سرنگ سے گزر کر فیفا الخبار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نام میں ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے یہاں آپؐ نے نماز پڑھی اسی لیے وہاں آپ کی مسجد موجود ہے یہاں آپ کے لیے کھانا پکایا گیا۔ آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہؓ نے اسے تناول فرمایا' وہاں جس جگہ چولہے تھے وہ مقام بھی اب تک معلوم ہے اور وہاں کے عشیرب نامی ایک چشمہ سے آپؐ کے پینے کے لیے پانی لایا گیا

پھر آپ وہاں سے چل کھڑے ہوئے آپؐ نے خلائق کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور مشعبہ عبداللہ نامی گھاٹی کا راستہ اختیار کیا یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے' اس کے بعد پھر آپؐ بائیں جانب ہو لیے اور وادی یلیل میں سے اتر کر اس کے اور وادی الضبوعہ کے سنگم پر فروکش ہوئے وہاں ایک کنواں تھا اس کا پانی آپؐ نے نوش فرمایا یہاں سے آپؐ نے فرش ملل کا راستہ لیا اور صخیرات الیمام آ کر پھر آپؐ عام راستہ پر آئے' یہ راستہ آپ کو بطن ینبوع کے مقام عشیرہ لے آیا آپؐ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الاخریٰ کی یہاں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے بنو مدلج اور ان کے حلیف بنو ضمرہ سے مصالحت کر لی اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ اسی غزوہ میں آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ سے جو کچھ کہا کہا۔

کرز بن جابر کا حملہ:

اس غزوۂ عشیر سے واپس آ کر آپ کو مدینہ میں دس راتیں بھی گزرنے نہ پائی تھیں کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کے گلوں پر غارت گری کی آپؐ اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نامی ایک وادی میں جو بدر کی سمت میں واقع ہے آئے مگر کرز آپؐ کی گرفت سے نکل گیا اور آپؐ اسے نہ پا سکے۔ یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے' آپؐ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ جمادی الاخریٰ کا بقیہ حصہ ماہِ رجب اور شعبان آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ غزوۂ سعد بن ابی وقاص سے لے کر اب تک آپ آٹھ جماعتوں کو جہاد کے لیے بھیج چکے تھے۔

ابوقیس بن الاسلت:

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابوقیس بن الاسلت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی' اس نے کہا یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے جس کی آپؐ نے دعوت دی ہے۔ میں جا کر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی اس کے پاس گیا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خزرج کے مقابلہ سے پہلو تہی کرتے ہو اور اسی وجہ سے اسلام لانا چاہتے ہو۔ ابوقیس نے کہا' اگر تمہارا یہ خیال ہے تو میں ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا۔ یہ اس سال کے ذوالقعدہ ہی میں مر گیا۔



باب ۵

جنگِ بدر ۲ھ

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی قائم مقامی:

تمام ارباب سیر کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سال ربیع الاوّل میں خود رسول اللہ ﷺ غزوہ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوہ ودان بھی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور ودان ابواء کے بالکل سامنے واقع ہے مدینہ سے چلتے وقت رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بن ولیم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اس جہاد میں حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب آپؐ کے علمبردار تھے اور یہ علم سفید تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ شب آپؐ نے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

تجارتی قافلوں کی روک تھام:

واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ دوسو صحابہؓ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں آپ ربیع الاوّل میں بواط پہنچ گئے۔ ان قافلوں میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی اور تھے اور دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے' آپؐ واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آپؐ کے علم بردار تھے اور اس موقع پر آپؐ نے مدینہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد اسی ماہ میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مدینہ کے ریوڑوں کو جو جنگل میں چرا کرتے تھے لوٹ لے گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا تعاقب کیا۔ آپؐ بدر پہنچے مگر اسے نہ پا سکے۔ اس غزوہ میں علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے اور آپؐ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپؐ ان کو روکنے کے لیے مہاجرین کے ساتھ برآمد ہوئے اس مہم کو غزوۂ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپؐ ینبع تک گئے۔ اس موقع پر آپؐ نے ابوسلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اور حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپؐ کے علمبردار تھے۔

ابوتراب کا لقب:

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس غزوۂ ذات العشیرہ میں علی رضی اللہ عنہ اور میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رفیق تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنومدلج کے کچھ آدمیوں کو اپنے ایک نخلستان میں زراعتی کام کرتے دیکھا۔ میں نے علیؓ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ کیونکر کاشت کرتے ہیں۔ ہم وہاں آئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی۔ ہم کھجور کے ایک درخت کے سایہ میں جا کر نرم مٹی پر سو گئے۔ ہم پڑے سو رہے تھے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے وہاں آ کر ہمیں بیدار کیا زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلود ہو گئے تھے۔ آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا اے ابوتراب اٹھو' قسم ہے اس کی جو تمہاری زلفوں سے مٹی جھٹک رہا ہے تم کو میں بتاتا ہوں کہ قوم ثمود کا اجمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں' سب سے زیادہ شقی انسان تھا اور پھر آپ نے ان کی داڑھی پکڑی۔

ابوتراب لقب کی دوسری روایت:

دوسری طریق سے بھی یہی حدیث عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل ہوتی ہے مگر اس واقعہ کے مطابق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سہل بن سعدؓ سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند امراء چاہتے ہیں کہ تم علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کے منبر پر گالیاں دو۔ اس نے کہا میں ان کو کیا کہوں؟ اس شخص نے کہا تم ان کو ابوتراب کہو۔ سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو لقب دیا تھا اس نے پوچھا اے ابوالعباس کیونکر؟ اس نے کہا ایک مرتبہ علی رضی اللہ عنہ' فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے۔ ان کے بعد رسول اللہ ﷺ فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمہارے ابن عم کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا وہ دیکھئے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد میں ان کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے آپؐ خود ان کی پیٹھ سے مٹی جھٹکنے لگے اور فرمانے لگے اے ابوتراب بیٹھ جاؤ اس طرح یہ لقب خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا اور خود علی رضی اللہ عنہ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی تھیں کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی مہم:

جمادی الاخری میں رسول اللہ ﷺ کرز بن جابر القہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور جب آپؐ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندان کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا حجاز روانہ فرمایا واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہر حال سابق بیان کے مطابق آپؐ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھ کر ان کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا پھر پڑھ کر جو حکم دیا گیا ہو اس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لیے مجبور نہ کرنا۔

چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ اس میں مرقوم تھا کہ اس خط کے دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہرو۔ وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور ان کی خبریں ہمیں پہنچاؤ۔ عبداللہ نے خط دیکھ کر کہا میں بسر و چشم اس ارشاد کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے' لہٰذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے' میں بہر حال اس حکم کی بجا آوری کروں گا مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا' وہ اپنی سمت چلے' دوسرے تمام ان کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے' انہوں نے حجاز کی راہ لی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا حملہ:

جب یہ بالائے فرع ایک کان پر آئے سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہؓ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آ رہے تھے راہ سے بھٹک گیا۔ یہ اس کی تلاش میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے چھوٹ گئے' وہ اپنے اور ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہنچے۔ قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقیٰ' چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان تھا۔ ان کے پاس سے گزرا۔ اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی' عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ کا مولیٰ تھے۔ یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اترا تھا۔ ان کو دیکھ کر وہ ڈرے' مگر عکاشہ بن محصن جن کا سر منڈا ہوا تھا پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوا۔ اسے دیکھ کر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے

بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے۔ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہِ حرام کی حرمت توڑ دی۔ اسی تردد میں تھے اور ان پر پیش قدمی کرتے ہوئے خائف تھے‘ مگر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کر لیا کہ جس پر قابو چلے اسے قتل کر ڈالو اور ان کے مال و متاع کو لوٹ لو۔

عمرو بن الحضرمی کا قتل:

واقدی بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کر لیا۔ البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آسکا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اس مالِ غنیمت میں سے خمس رسول اللہ ﷺ کا ہے‘ اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے خمس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے علیحدہ کر لیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہِ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپؐ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو بھی قبول نہیں فرمایا۔ آپؐ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے‘ دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گزرے جس کا تم کو حکم نہ تھا تم ماہِ حرام میں لڑے حالانکہ تم کو اس کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں نے ماہِ حرام کی حرمت توڑ دی اس میں خون ریزی کی‘ مال لوٹا اور قیدی پکڑ لیے۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے شگون بد قرار دینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا۔ عمرو نے لڑائی معمور کی‘ حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقدی نے اسے مشتعل کر دیا‘ مگر اللہ نے ان کے دعویٰ کو خود ان پر پلٹ دیا۔ اور وہی تباہ ہو گئے۔

اسیرانِ جنگ کی رہائی:

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں اللہ عزوجل نے یہ آیات رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائیں یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ پوری آیت ”لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں“ جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعہ آپؐ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی۔ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہما بخیریت یہاں نہ آ جائیں ہم فدیہ قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے ان کو قتل نہ کر دیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمہارے آدمیوں کو قتل کریں گے۔ مگر پھر وہ دونوں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ ان میں سے حکم بن کیسان رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے اور بڑے اچھے مسلمان بنے۔ رسول اللہ ﷺ ہی کے پاس رہ گئے اور بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

مہم نخلہ کے متعلق دوسری روایت:

سدی سے جب یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير و صد عن سبيل الله. کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کی۔ اس میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ' ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' عتبہ بن غزوان اسلمی بن نوفل رضی اللہ عنہ کے حلیف سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ' عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور واقد بن عبداللہ الیربوعی رضی اللہ عنہ' عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے حلیف شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو دیا اور ہدایت کر دی کہ صرف بطن میں پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب عبداللہ اس مقام کو آئے انھوں نے خط کھولا اس میں مرقوم تھا کہ تم بطن نخلہ جا کر ٹھہرو۔ عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور بعد کے لیے وصیت کر دے' میں خود تو بہر حال رسول اللہ ﷺ کے حکم کی بجا آوری کروں گا جاتا ہوں اور وصیت کیے دیتا ہوں' عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اپنی راہ ہوئے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ اپنی گم کردہ راہ سواری کی تلاش میں چھوٹ گئے اور یہ دونوں اس کی تلاش کرتے ہوئے بحران آئے۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ چلتے چلتے بطن نخلہ پہنچے۔ یہاں ان کو حکم بن کیسان' عبداللہ بن المغیرہ' مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے' جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کر لیا۔ مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی' واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ پہلی غنیمت تھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم' رسول اللہ ﷺ کو ملی۔ جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مالِ غنیمت کو لے کر مدینہ آئے۔ اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دے کر ان کو رہا کرالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے آدمیوں کا انتظار کرتے ہیں چنانچہ جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آ گئے رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرما لیا مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزام لگایا کہ محمد ﷺ ایک طرف اللہ کی اطاعت کے دعوے دار ہیں مگر پہلے انھوں نے ماہِ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہِ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کر لیں۔ اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ان میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم کے لیے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا مگر پھر خاص وجہ سے ان کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں:

مہم نخلہ کے متعلق جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جمعیت پر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جدائی کے خیال سے رو پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بجائے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو بھیج دیا اور ایک خط لکھ کر اس ہدایت کے ساتھ ان کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام پر نہ پہنچ جائیں اسے نہ پڑھیں اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ دینے پر مجبور نہ کریں۔ جب انھوں نے خط پڑھا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور پھر کہا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انھوں نے اس حکم کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو کی اور خط پڑھ کر سنایا۔ دو صاحب پلٹ گئے بقیہ عبداللہ کے ساتھ چلے۔ ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا' اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی۔

انھوں نے نبی ﷺ سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا' اس موقع پر اللہ نے یہ آیات یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ اپنے قول و الفتنۃ اکبر من القتل تک نازل فرمائی۔ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے۔ ایک صاحب نے جن کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس مہم میں شریک تھے کہا کہ اگر یہ فعل خیر ہوا ہے تو میں اس کے اجر کا مستحق ہوں اور اگر برا ہوا تو میں اس کی برائی سے واقف ہوں۔

قبلہ کی تبدیلی:

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقت کی تبدیلی میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم' رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گزرے آپ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبی ﷺ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں۔ اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء. آخر آیۃ تک "بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو"۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے' وہ کہتے ہیں کہ سہ شنبہ کو ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول اللہ ﷺ کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید کی روایت:

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمد اور ان کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا ہم نے بتایا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بری معلوم ہوئی' آپ نے آسمان کی طرف منہ اُٹھایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی قد نریٰ تقلب وجھک فی السماء.

روزے کا حکم:

اس سال ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہِ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے دیکھا۔ ان سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ان سے زیادہ موسیٰ کے حق دار ہیں۔ آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزہ کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کیے تو پھر آپ نے عاشورہ کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرے کا حکم:

اس سال مسلمانوں کو زکوٰۃ فطرہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فطرے سے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپؐ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے اور آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ آپؐ نماز عید کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے' اسی سال لوگ آپؐ کے لیے بھالا لے گئے اور آپؐ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی' یہ بھالا زبیر بن العوام کا تھا جو نجاشی نے ان کو دیا تھا۔ اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپؐ کے لیے عید گاہ لے جایا جاتا تھا۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں مؤذنوں کے پاس ہے۔

۱۹ ررمضان کے متعلق روایات:

اس سال کے ماہِ رمضان میں کفار قریش اور رسول اللہ ﷺ میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی' دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ ۱۹ ررمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ۱۹ ررمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو' کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ ررمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور بیسویں شب کو جس طرح ساری رات جاگتے تھے اس طرح کسی اور شب میں بیدار نہ رہتے' اس جاگنے کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی' انھوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے اس کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

۱۷ ررمضان کے متعلق روایتیں:

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترھویں رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو سترھویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی: یوم التقی الجمعان اور یہ بدر کی صبح ہے' پھر کہا یا ۱۹ رکو یا ۲۱ رکو تلاش کرو۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر رمضان کی ۱۹ رکو ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگِ بدر ۱۷ ررمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رمضان کو بھی یہ کہتے سنا ہے۔ ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کو تو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں۔ میں نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے بیان کی انھوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترھویں شب کو رات بھر جاگتے تھے جن کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا اور کہا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح میں اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غلبہ دیا' اس شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کر دیا۔ واقعہ بدر جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام کہتے تھے کہ لیلۃ الفرقان یوم التقیٰ الجمعان رمضان کی سترہ ہے۔

عروہ بن الزبیر کے بیان کی مطابق اس لڑائی اور نیز ان تمام دوسری لڑائیوں کا باعث جو مشرکین قریش اور رسول اللہ ﷺ میں ہوئیں واقد بن عبداللہ التمیمی کا عمرو بن الحضرمی کو قتل کر دینا ہوا۔

قریش کا تجارتی قافلہ:

عروہؓ نے اس کے متعلق حسب ذیل بیان عبدالملک کو لکھ کر بھیجا تھا: امابعد! تم نے مجھ سے ابوسفیان کی نقل وحرکت اور کارروائی کو دریافت کیا ہے کہ وہ کیونکر ہے' اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے تقریباً سترہ شتر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے شام سے واپس آ رہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامانِ تجارت تھا جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کو ملی' اس سے پہلے سے ان میں لڑائی جاری تھی جس سے کئی آدمی مقتول ہو چکے تھے ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لیے گئے تھے ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے۔ نیز ان میں ان کا مولیٰ ابن کیسان تھا جسے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور واقد بنو عدی بن کعب رضی اللہ عنہ کے حلیف نے چند صحابۂ رسول ﷺ کے ساتھ جن کو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا قتل اور اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بناء پر رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین اس کے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا۔ پھر جب اس کے بعد وہ اور اس کے ساتھی قریش کے شتر سوار شام سے حجاز آنے لگے انھوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کی اطلاع ہوئی انھوں نے اپنے صحابہؓ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ کثرت سے دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے' اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابوسفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آ جائے گا مدینہ سے چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: و تودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم. ''اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے''۔

مسلمانوں کے حملہ کا خوف:

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعہ قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' ابوسفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی کے خاندانوں کے آدمی تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی مکہ والے دوڑے یہ سب بنوکعب بن لوی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لیے گئی تھی اس میں بنو عامر کے بنو مالک بن رحل کے سوا اور کوئی نہ تھا' جب تک نبی ﷺ بدر نہ آ گئے نہ ان کو اور نہ ان کے صحابہ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی اس قافلہ نے ساحل کا وہ راستہ اختیار کیا تھا جو شام جاتا تھا۔ ابوسفیان نے اس خوف سے کہ بدر پر دشمن گھات میں ہو گا اس سمت سے بچ کر صرف ساحل کی راہ پکڑ لی۔

بنوالحجاج کے حبشی غلام کی گرفتاری:

نبی ﷺ مدینہ سے چل کر بدر کے قریب آ کر شب باش ہوئے آپ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمہ آب پر بھیجا' مسلمانوں کو قطعی اس بات کا علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلہ کے لیے آ گئے ہیں۔ نبی ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے وہ نماز ہی میں تھے کہ قریش کے بعض سقے بدر کے اسی چشمہ پر پانی لینے آئے ان میں بنوالحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا' اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا گرفتار کر لیا۔ اس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے' مسلمان اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے جو اپنی خواب گاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ انھوں نے اس سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ غلام ضرور اسی کے ہمراہیوں میں ہے مگر اس

نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار ہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اسے باور ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا مطمح نظر صرف ابوسفیان' اس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی۔ اس سوال و جواب کے اثناء میں نبی ﷺ نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اسے دیکھ اور سن رہے تھے۔ اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آ گئے ہیں وہ اس کی تکذیب کرتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہا ہے' اس پر اب غلام نے یہ کہا کہ جب مسلمان اسے مارنے کی دھمکی دیتے اور ابوسفیان اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگر چہ اسے ان کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً ان کا اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ ان سے بہت اسفل میں پہنچ چکا تھا۔ جس کے متعلق خود اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتا ہے اذانتم بالعدوة الدنیا و ھم بالعدوة القصویٰ والرکب اسفل منکم اپنے قول امراً کان مفعولا تک ''جب کہ تم قریب کے کنارے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر اور قافلہ تم سے بہت نیچے تھا'' جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمہارے مقابلہ کے لیے آئے ہیں مسلمان اسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابوسفیان ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

کفار کی تعداد:

اس حرکت کو دیکھ کر نبی ﷺ سے رہا نہ گیا وہ نماز ختم کر کے پلٹے اور چونکہ آپؐ اس غلام کی خبر سن چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آ گئے ہیں آپؐ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے' بے شک قریش اپنے قافلہ کو بچانے کے لیے آ گئے ہیں آپؐ نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت کیا' اس نے کہا کہ قریش ہیں ابوسفیان کی مجھے خبر نہیں۔ آپؐ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے اس نے کہا صحیح تعداد تو میں نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپؐ نے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اوّل کس نے ان کو کھانا دیا اس غلام نے کسی کا نام لیا۔ آپؐ نے پوچھا کتنے اونٹ اس نے دعوت کے لیے ذبح کیے تھے۔ اس نے کہا نو۔ آپؐ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی' اس نے نام بتایا' آپؐ نے پوچھا اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے' غلام نے کہا دس اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس رحلہ میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

چشمۂ بدر پر مسلمانوں کا قبضہ:

نبی ﷺ اپنے مقام سے اٹھ کر اس چشمے پر آ کر فروکش ہوئے' آپؐ نے پکھالیں پانی سے بھر لیں اور اس چشمے کے اوپر اپنے صحابہ کی صف بندی کی رسول اللہ ﷺ نے بدر آ کر فرما دیا تھا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے' قریش نے آ کر دیکھا کہ ان سے قبل نبی ﷺ اس چشمے پر پہنچ کر باقاعدہ فروکش ہیں جب قریش سامنے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جناب میں عرض کی: ''یہ قریش اپنے تمام ساز و سامان اور غرور کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے آئے ہیں۔ اے خداوندا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر''۔ جب وہ بالکل سامنے آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے منہ پر مٹی پھینک ماری اللہ نے ان کو مار بھگایا۔ نبی ﷺ کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی طرف سے آ کر قریش سے کہہ دیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ۔ وہ لوگ جنھوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہنچ

کر وہاں تین راتیں قیام نہ کر لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہم پر حملہ کرتا ہے ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جماعت سے مقابلہ کر سکے۔ انہیں کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے الذین خرجوا من دیارھم بطرا و رئآء الناس. ''جو اپنی بستیوں سے فوری جوش اور لوگوں کو محض دکھانے کے لیے نکل آئے تھے' چنانچہ ان کا اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ ہوا۔ اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہم مدینہ آئے اس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں اور گرمی اور حبس کی تکلیف ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے' جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں آپ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں گئے وہاں ہمیں دو آدمی ملے' ان میں ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا' قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی اس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کی قوت و شوکت بہت زیادہ ہے اس پر مسلمانوں نے اسے مارا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی' اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ پر شوکت و طاقت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر چند اس سے پوچھا ان کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی پھر آپؐ نے اس سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے رات کو ترشح ہونے لگا ہم بارش سے بچنے کے لیے درختوں کے سایہ اور ڈھالوں کے نیچے ہو گئے۔

حضرت محمد ﷺ کی دعاء:

ساری رات رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی' آپؐ نے فرمایا اے خداوندا! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں پھر تیرا کوئی پرستار نہ رہے گا صبح کو آپؐ نے ہم سب کو نماز کے لیے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے سایہ سے اٹھ کر خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب و تحریص کی پھر فرمایا دیکھو قریش کی فوج پہاڑ کے اس ضلع میں ہے۔ جب دشمن قریب آ گیا اور ہم اس کے مقابل صف بستہ ہو گئے ان کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے ادھر جانے لگا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی طلبی:

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی رضی اللہ عنہ' حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا دو' وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تھے' آپؐ نے فرمایا یہ شتر سوار کون اور کیا کہہ رہا ہے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی بات کہتا ہو گا تو شاید سرخ اونٹ والا ہو۔ حمزہ رضی اللہ عنہ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم ان تک نہ پہنچ سکو گے اے میری قوم! تمہارے لیے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج لڑائی سے باز رہو اور تم کہہ سکتے ہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔ ابوجہل نے اس کی تقریر سن پائی اور اس سے کہا کہ بخدا اگر تمہارے سوا کسی دوسرے نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اسے دانت سے چبا جاتا' دشمن کا رعب تمہارے دل و جگر پر چھا گیا ہے۔ عتبہ نے کہا اے لڑائی میں سرین دکھانے والے آج تجھے معلوم ہو جائے گا

کہ کون سب سے زیادہ بزدل ہے۔ اب عتبہ بن ربیعہ' اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید نہایت جوش حمیت میں مبارزت طلب کرتے ہوئے معرکہ میں برآمد ہوئے' ان کے مقابلے کے لیے انصار کے چھ دلاور مسلمانوں کی سمت سے نکلے۔ عتبہ نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں چاہتے ہمارے مقابلہ پر ہمارے بنو عم عبدالمطلب آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ اٹھو' حمزہ رضی اللہ عنہ اٹھو' عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ اٹھو' اللہ نے عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کرا دیا۔ ہماری جماعت میں سے عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ مجروح ہوئے ہم نے دشمن کے ستر آدمی قتل کیے اور ستر اسیر کر لیے۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی گرفتاری:

ایک پستہ قامت انصاری عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اسیر کر کے لایا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ مجھے ایسے شخص نے اسیر کیا ہے جو کشادہ پیشانی تھا جس کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آیا' انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے اس کام میں اللہ نے ایک شریف فرشتہ سے تمہاری اعانت کی ہے' اس جنگ میں بنو عبدالمطلب میں عباس رضی اللہ عنہ' عقیل رضی اللہ عنہ اور نوفل بن حارث اسیر کیے گئے۔

دوسری روایت میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں جب سب جمع ہو گئے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنا بچاؤ کیا۔ اس روز نہ آپؐ سے زیادہ کسی سے شجاعت و جرأت ظاہر ہوئی اور نہ ہم میں سے کوئی آپؐ سے زیادہ دشمن کے قریب رہا۔

رسول اللہ ﷺ کی شب بیداری:

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے اور کوئی سوار نہ تھا۔ سوائے رسول اللہ ﷺ کے سب پڑے سو رہے تھے۔ البتہ آپؐ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز و دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحاق کی روایت:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلے کے ساتھ جس میں ان کا بہت سا روپیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے حجاز آ رہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے شتر سوار تھے جن میں مخرمہ بن نوفل بن اصیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جنگ بدر کے متعلق جو مختلف طریقہ سے بیانات منقول ہوئے ہیں ان کا ماحصل یہ ہے' جب رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آ رہا ہے آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے روکنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ قریش کا یہ پر اموال قافلہ آ رہا ہے اس کو بڑھ کر روک لو شاید اللہ یہ غنیمت تم کو مرحمت کر دے بہت سے آدمی اس مہم کے لیے آمادہ ہو گئے کچھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور کچھ رہ گئے نہ گئے' جو نہ جا سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو یہ خیال نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ خود جنگ میں شریک ہوں گے۔ حجاز کے قریب آ کر ابوسفیان نے خبروں کی ٹوہ لگائی' لوگوں کے مال و متاع کی حفاظت کے خیال سے جو قافلے اسے راہ میں ملتے وہ ان سے دریافت کرتا کہ کوئی دشمن تو تم کو نظر نہیں آیا۔ آخر کار ایک اونٹ والے سے اسے خبر ملی کہ محمدؐ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسے اور اس کے قافلہ کو روکنے کے لیے چلتا کیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ متنبہ ہو گیا اور اس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو کچھ دے کر مکہ

دوڑایا اور ہدایت کی کہ قریش کے پاس جاؤ اور ان کو فوراً اپنے اموال کی مدافعت کے لیے روانہ کرو اور کہہ دو کہ محمدؐ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمیں روکنے کے لیے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمرو الغفاری تیزی کے ساتھ مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بن عبدالمطلب کا خواب:

عروہؓ سے مروی ہے کہ اسی زمانے میں ضمضم کے مکہ آنے سے تین رات قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بہت متوحش ہوئی جسے اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو سنایا ان سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ خواب کے مطابق تمہاری قوم پر بڑی مصیبت آنے والی ہے جو میں بیان کروں اسے تم کسی اور سے نہ کہنا۔ عباسؓ نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور اس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اے آل غدر تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو دوڑو' پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھا ہوئے وہ مسجد کے اندر آیا یہ تمام لوگ اس کے ساتھ آئے جب کہ لوگ اس کے گرد جمع تھے اس کا اونٹ اسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اس نے پھر نہایت بلند آواز میں کہا لوگو تین دن کے اندر اپنے مقتلوں کو چلے جاؤ اس کے بعد اس کا اونٹ اسے جبل ابوقبیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پھر اس نے وہی آواز لگائی' پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا جو پہاڑ کے نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں اس کے سنگریزے نہ گئے ہوں۔ عباسؓ نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک رکھو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔

حضرت عباسؓ اور ابوجہل:

عباسؓ اس کے پاس سے باہر آئے' ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا ملاقات ہوئی۔ عباس رضی اللہ عنہ نے وہ خواب اس سے بیان کیا اور درخواست کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا' مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے بیان کر دیا اس طرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہو گیا۔ عباسؓ کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابوجہل کی نظر مجھ پر پڑی' اس نے کہا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا۔ چنانچہ میں طواف کر کے ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا اے بنوعبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب ظاہر ہوئی۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا عاتکہ کا خواب' میں نے کہا نہیں اس نے نہیں دیکھا۔ ابوجہل کہنے لگا اے بنوعبدالمطلب تم نے اس پر اکتفا نہیں کی کہ تمہارے مرد نبی ہوں اس لیے اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کی مدعی ہوئی ہیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں دعویٰ کیا ہے کہ تین دن کے اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کی بات صحیح ہوئی تو بہتر ہے ورنہ اگر ایسا اس اثناء میں نہ ہوا تو ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات لکھ دیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھر سے جھوٹا اور کوئی خاندان نہ ہو گا۔ میں نے اس پر اس سے زیادہ بحث و کلام نہیں کیا۔ البتہ میں نے برابر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب متفرق ہو گئے۔

مستورات بن عبدالمطلب کا احتجاج:

شام کو بنوعبدالمطلب کی تمام عورتیں بلا استثناء میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا تم نے نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق اس خبیث فاسق کی زیادہ گوئی کو برداشت کیا بلکہ اس کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اس نے ہماری عورتوں پر زبان درازی

کی اور تم خاموش سنتے رہے اور تم نے اس کی کوئی تردید نہیں کی۔ میں نے کہا نہیں میں نے تردید کی مگر اس سے زیادہ الجھا نہیں اب بخدا کہتا ہوں کہ اس سے ٹوک کر پوچھوں گا۔ اگر اس نے پھر کوئی نا ملائم بات کہی تو اس کا دندان شکن جواب دوں گا۔

ضمضم بن عمرو کی فریاد:

عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن میں پھر کعبہ گیا' میں بہت ہی جوش اور غصہ میں بھرا ہوا تھا اور احساس کرتا تھا کہ مجھ سے اس معاملہ پر چوک ہوگئی اس کی پابجائی ضرور ہے میں مسجد میں آیا میں نے ابوجہل کو دیکھا میں اس کی طرف بڑھا کہ اس سے پھر وہ بات پوچھوں اگر وہ پھر کہے تو اس کی خبر لوں' یہ دبلا پتلا ترش رو' تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا' اتنے میں وہ دوڑتا ہوا مسجد کے دروازے کی طرف لپکا میں نے اپنے دل میں کہا اسے کیا ہوا' اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اس کی خبر لینے آیا ہوں مگر بات یہ تھی کہ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سن لی تھی اور میں نے اسے نہیں سنا تھا ضمضم بطن وادی میں اپنے اونٹ پر اس حال میں کھڑا ہوا کہ اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان قطع کر دیے تھے اپنے کجاوہ کا رخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ ڈالی تھی چلا رہا تھا کہ اے معشر قریش ابوسفیان کے ساتھ جو تمہارا مال ومتاع ہے وہ لٹ جائے گا محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ اسے روکنے پر آمادہ ہوئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے بچا سکو گے دوڑو دوڑو۔

اہل مکہ کی جنگ کے لیے تیاری:

اس قصہ کی وجہ سے ابوجہل مجھے بھول گیا اور میرے دل سے اس کا خیال جاتا رہا' لوگ نہایت سرعت کے ساتھ مقابلہ پر جانے کے لیے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا محمدؐ اور ان کے رفیق سمجھتے ہیں کہ وہ یہ قافلہ بھی اس آسانی سے لوٹ لیں گے جس طرح انہوں نے ابن الحضرمی کی جماعت کو لوٹ لیا ہے' ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے اب تمام مکہ کی حالت یہ تھی کہ ہر شخص یا خود ہی اس مہم پر جا رہا تھا یا دوسرے کو بھیج رہا تھا تمام قریش مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے ان کے اشراف میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا البتہ ابولہب بن عبدالمطلب مکہ میں رہ گیا اور اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جس پر اس کے چار ہزار درہم قرض تھے اور وہ ان کی ادائیگی سے معذور ہو گیا تھا اس رقم کے عوض میں اپنے بجائے اس مہم پر روانہ کیا۔ عاص چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

امیہ بن خلف:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ امیہ بن خلف اس مہم میں جانا نہ چاہتا تھا۔ یہ ایک بڑا معزز شیخ اور جسیم آدمی تھا۔ یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط ایک آتشدان لیے ہوئے جس میں آگ اور جلانے کے مصالحے تھے اس کے پاس آیا اور آتشدان کو اس کے سامنے رکھ کر کہنے لگا اے ابوعلی تم بیٹھے آگ جلاتے رہو کیونکہ تم عورت ہو۔ امیہ نے کہا اللہ تیرا اور اس آتشدان کا برا کرے' اب وہ بھی جنگ کی تیاری کر کے سب کے ساتھ چلا۔ جب قریش روانگی کے لیے بالکل تیار ہو گئے اور اب چلنے والے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ ان کے اور بنوابوبکر ابن عبدمناۃ بن کنانہ کے تعلقات خراب ہیں اور لڑائی قائم ہے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے عقب سے آ کر ہم پر حملہ کر دیں۔

بنوکنانہ کے حملے کا خوف:

عروۃؓ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب قریش لڑائی کے لیے جانے لگے ان کو اپنے اور بنوبکر کے معاندانہ تعلقات یاد آئے اور قریب تھا کہ یہ خیال ان کو روانگی سے روک لیتا مگر ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی شکل میں جو بنوکنانہ کا ایک رئیس تھا ان کے سامنے

نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنو کنانہ ہرگز تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ اس اطمینان پر فوراً قریش چل کھڑے ہوئے۔

اصحابِؓ بدر کی تعداد:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۳ ر رمضان کو تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے' اس بات میں اختلاف ہے کہ تین سو دس سے کتنے زیادہ تھے۔ بعضوں نے کہا ہے تین سو تیرہ تھے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت:

براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنگِ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے علمبردار علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے اور انصار کا علم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اصحابِ بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی' یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو سترہ بیان کی ہے مگر عامہ سلف کا بیان یہ ہے کہ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس کے متعلق براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی تعداد طالوت کے ان اصحاب سے مساوی تھی جنہوں نے ان کے ہمراہ دریا کو عبور کیا تھا اور جو مومن تھے صرف انہیں نے ان کا ساتھ دیا تھا ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس بیان کی تائید میں کئی روایتیں براء رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی منقول ہیں قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعہ بدر کے دن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا تھا کہ تمہاری تعداد اس موقع پر اسی قدر ہے جتنی جالوت کے مقابلہ میں طالوت کے صحابہ کی تھی اور صحابہ کی تعداد بدر کے واقعہ میں تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ سدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو دس سے کچھ زیادہ ہمراہیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم کی تھی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ واقعہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ رمضان کی کچھ راتیں گزری تھیں بدر کو روانہ ہوئے آپؐ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنو مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا صفراء قریب آ کر آپؐ نے بسبس بن عمرو الجہنی بن ساعدہ کے حلیف اور عدی بن ابی الزغباء الجہنی بنو النجار کے حلیف کو ابوسفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لیے بدر بھیجا' ان دونوں کو آپؐ نے پہلے روانہ فرما دیا اور پھر خود تشریف لے چلے صفراء کے مقابل آ کر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپؐ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کیے آپؐ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح ہے اور دوسرے کا نام مخزی ہے آپؐ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنو النار اور بنو خراق بنو عفاء کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان ناموں سے کراہیت آئی آپؐ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون بدلیا اور ان کے درمیان سے گزرنا مناسب نہ سمجھا' آپؐ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نامی ایک وادی کی راہ اختیار کی' اس سے گزر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپؐ نے نزول فرما دیا۔

آنحضرت محمد ﷺ کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ:

آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لیے آ رہے ہیں آپؐ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمایت اور جان نثاری کا وعدہ کیا' پھر عمر بن الخطابؓ نے اسی قسم کی تقریر کی' اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس پر عمل کریں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں ہم آپؐ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اور آپ کا رب ساتھ چلے اور ہم دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے' قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپؐ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گے ہم ان کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپؐ اس مقام پر پہنچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

انصار کا جوش جہاد:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے مقداد کا ایسا واقعہ دیکھا کہ اگر وہ میرے ساتھ گزرتا تو میں اسے تمام دنیا کی چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب وعزیز رکھتا' یہ بڑے جری آدمی تھے' رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سرخ ہو جاتے' مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ کو بشارت ہو بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارے رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے برحق آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپؐ کے آگے پیچھے داہنے اور بائیں اپنی جانیں لڑا دیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بدر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ سب مجھے مشورہ دیں' مقصد یہ تھا کہ انصار کی نیت معلوم کی جائے کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی کہا تھا کہ جب تک آپؐ ہمارے یہاں نہ آ جائیں ہم آپ کی حمایت کے ذمے سے بری ہیں البتہ جب آپؐ ہمارے یہاں آ جائیں گے اس وقت ہم اس طرح آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ میں دشمن کی یورش کے علاوہ اور حالات میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپؐ کے ساتھ ہو کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر جانا ان کے لیے فرض نہیں ہے' اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کا منشاء ہماری رائے کا علم ہے آپؐ نے فرمایا ہاں' انہوں نے کہا ہم آپؐ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپؐ کی اطاعت اور فرماں برداری کے لیے آپؐ سے پختہ عہد و پیمان کیے۔ اس لیے اب جو آپ کا ارادہ ہو اس پر عمل فرمائیے' قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لے کر اس سمندر کے سامنے جائیں گے اور اس میں گھس پڑیں گے ہم بھی آپؐ کے ساتھ اس میں گھس پڑیں گے اور ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا' ہم اس سے ہرگز نہیں گھبراتے کہ کل آپؐ ہمارا ہمارے دشمن سے مقابلہ کرائیں ہم لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری طرح دادِ مردانگی دیتے ہیں شاید اللہ تعالیٰ ہماری وجہ سے آپ کو

ایسی مسرت عطا کر دے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اللہ کا نام لے کر آپؐ ہمیں لے کر بڑھیں۔

مسلمانوں کی روانگی بدر:

سعدؓ کے اس قول سے رسول اللہ ﷺ خوش ہوئے اور آپ کا حوصلہ بڑھ گیا' آپؐ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بے دریغ قتل ہوگا۔ آپؐ ذفران سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے اصافر نامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دبہ نامی قصبہ کی طرف اترے' آپ نے حنان کو جوریت کے پہاڑ کے برابر ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپؐ نے منزل کی۔

عرب کے ایک شیخ سے ملاقات:

آپؐ اور ایک صحابی سوار ہو کر باہر گئے اور عرب کے ایک شیخ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ قریش' محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کی تم کو جو اطلاع ہو کہو' اس نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ کون ہو میں تم کو کچھ نہیں بتاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں بتا دو گے تب ہم تم کو بتائیں گے' اس نے کہا اس پر آمادہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہوں گے۔ واقعہ بھی یہی تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسی مقام پر آ چکے تھے جس کا پتہ اس نے دیا تھا۔ نیز اس نے کہا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں دن مکہ سے چلے تھے اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام میں ہوں گے اور یہ بھی واقع تھا کہ اس دن وہ اسی مقام پر تھے جو اس نے بتایا۔ ان خبروں کو بیان کرنے کے بعد اب اس نے پوچھا تم دونوں کون ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم چشمۂ آب سے آئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپؐ پلٹ گئے' وہ شیخ کہتا رہا کہ یہاں کے چشمہ پر رہنے والوں میں سے یہ نہیں' عراق کے دوآبے کے رہنے والے ہوں گے۔

دو غلام سقوں کی گرفتاری:

رسول اللہ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس واپس آ گئے۔ شام کو آپؐ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' زبیر رضی اللہ عنہ بن العوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی خبروں کی دریافت کے لیے بدر کے چشمہ پر بھیجا' یہاں ان کو قریش کے سقے ملے' انھوں نے ان کو پکڑ لیا' ان میں اسلم بنو الحجاج کا غلام اور عریض ابو یسار بنو العاص بن سعید کا غلام تھا تو یہ ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے' آپؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم قریش کے بہشتی ہیں انھوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا صحابہ کو ان کی اطلاع بھلی نہ معلوم ہوئی' وہ چاہتے تھے کہ اپنا تعلق ابوسفیان سے ظاہر کریں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا دو سجدے کیے اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ جب وہ تم سے سچی بات کہتے ہیں تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں' بے شک وہ سچے ہیں بخدا وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں' اچھا تم مجھ سے کہو کہ قریش کہاں ہیں انھوں نے کہا اس ریت کے ٹیلے کے عقب میں جو آپ کو وادی کے اس کنارے نظر آ رہے ہیں اس ٹیلہ کا نام عقنقل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے' انھوں نے کہا یہ ہم نہیں جانتے آپؐ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ وہ ذبح کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے۔ پھر آپؐ نے ان سے دریافت کیا کہ قریش کے کون کون اشراف ساتھ ہیں۔ انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ'

ابوالبختری بن ہشام حکیم بن حزام نوفل بن خویلد حارث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی بن نوفل نضر بن الحارث بن کلدۃ زمعہ بن الاسود ابوجہل بن ہشام امیہ بن خلف نبیہ بن الحجاج سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود یہ سن کر آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں۔

دو مسلمان مخبر:

راوی کہتے ہیں کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے بڑھ کر بدر پر ٹھہرے انھوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک ٹیلہ کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی پکھال بھرنے لگے مجدی بن عمرالجہنی پانی پر موجود تھا عدی اور بسبس نے دو شہری جوان لڑکیوں کی باتیں کرنے کی آواز سنی وہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تھیں اور جو نیچے تھی اپنی ساتھی سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں آ جائے گا تو ان کی خاطر یہ کام کر اور پھر میں تیرا حق ادا کروں گی اس پر مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا۔ اس بات کو عدی اور بسبس نے سن پایا یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور جو بات سنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابوسفیان کی روانگی مکہ:

ابوسفیان قافلہ کے لوٹے جانے کے خوف سے اس کے آگے تنہا بدر آ کر پانی پر ٹھہرا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں ملی اس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو تو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو البتہ دو شتر سوار اس ٹیلہ کے قریب آ کر اترے تھے انہوں نے ایک پکھال میں پانی بھرا اور چلے گئے۔ ابوسفیان اس جگہ آیا جہاں اس کے اونٹ بیٹھے تھے اس نے ان کی مینگنیاں اٹھائیں ان کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کہنے لگا بخدا یہ مدینہ کا چارہ ہے وہ سرعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس پلٹ گیا اور فوراً اس نے اپنے قافلہ کی راہ بدل دی بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اب اس نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی۔

جہیم بن الصلت کا خواب:

قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہنچے یہاں جہیم بن الصلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا حالانکہ اس وقت بیداری اور خواب کی بین بین حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک اسپ سوار آیا ہے اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے اور اس نے ٹھہر کر کہا عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ابوالحکم بن ہشام امیہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیے گئے۔ اس نے قریش کے ان تمام اشراف کے نام لیے جو اس جنگ میں قتل ہوئے تھے۔ نیز میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے کو تلوار سے مجروح کیا اور پھر اسے فرودگاہ میں ہانک دیا جس سے اس کا کوئی خیمہ ایسا نہ بچ سکا کہ اس کا خون نہ گرا ہو جب ابوجہل کو اس خواب کی اطلاع ملی کہنے لگا لیجیے بنو عبدالمطلب میں ایک دوسرے نبی پیدا ہوئے جب کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

ابوجہل کا بدر میں قیام پر اصرار:

دوسری طرف ابوسفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچا لیا اس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلہ اعزا اور اموال کی مدافعت کے لیے اٹھے تھے اللہ نے ان کو بچا لیا ہے اب پلٹ جاؤ مگر ابوجہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگے کہ جب تک

ہم بدر پر قیام نہ کرلیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے۔عرب تیرتھ گاہوں میں ایک یہ بدر بھی تیرتھ گاہ تھا' یہاں سالانہ ہاٹ بھرتا تھا۔ ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کریں گے' جانور ذبح کریں گے' دعوتیں کریں گے' شراب پئیں گے' رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے' جب عربوں کو ہمارے اس جشن کی خبر ہوگی وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے' لہٰذا آگے بڑھو' اس پر اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنوزہرہ کے حلیف نے کہا ابھی یہ سب جحفہ میں تھے بنوزہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچا لیا اور تمہارے عزیز مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دے دی تم انہیں دونوں کی مدافعت کے لیے اٹھے تھے' یہ دونوں کام خود پورے ہوگئے' اب تم کو آگے جانے کی ضرورت نہیں ابوجہل جو کچھ کہتا ہے اس پر اعتبار نہ کرو یہ فضول بات ہے' اپنے گھر واپس چلو اور نامردی کا ذمہ دار چاہو مجھے قرار دے لینا۔اس مشورہ پر تمام بنوزہرہ چونکہ اس کے فرماں بردار تھے واپس ہوگئے ان کا ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا۔ان کے علاوہ بنوعدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں سے آگے نہ بڑھا باقی قریش کے اور جس قدر خاندان آئے تھے وہ سب کے سب بدر چلے گئے' بنوزہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ پلٹ گئے' ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا اس کے بعد قریش کی جماعت بدر چلی۔

طالب بن ابی طالب:

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا' اس کا کسی قریشی سے مکالمہ ہوگیا۔قریش نے کہا بخدا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنوہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو مگر دل سے تم محمدؐ کے ساتھ ہو اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا' مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا' اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا یہ شاعر بھی تھا۔

چاہ بدر:

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلہ کے پیچھے فروکش ہوئے بطن وادی یلیل ہے۔یہ بدر اور عقنقل ٹیلہ کے درمیان جس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے واقع ہے اور بدر کے کنوئیں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے۔اللہ نے پانی برسایا یہ وادی بہت نرم اور دھنسنے والی تھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی فرودگاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ خاک دب گئی' زمین سخت ہوگئی جو ان کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی' اس کے برخلاف قریش کی فرودگاہ میں اس قدر شدید مینہ برسا کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ پر اسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل سکے جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے چلے چنانچہ رسول اللہ ﷺ دشمن سے پہلے پانی پر پہنچ جانے کے لیے جھپٹے اور اپنے سے قریب تر کنوئیں کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔

حباب بن المنذر کی رائے:

حباب بن المنذر بن الجموح نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر اس مقام پر آپؐ اللہ کے حکم سے فروکش ہوئے ہیں تو اس کے متعلق ہمیں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہم اس سے نہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں' البتہ اگر یہ محض آپ کی رائے ہے اور آپؐ نے جنگ میں فائدہ اٹھانے کے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ میری اپنی صوابدید اور جنگی چال ہے۔حباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپؐ کے پڑاؤ کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے آپؐ سب کو لے کر یہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کنوئیں پر جو دشمن کے قریب تر واقع ہے جا کر منزل کریں اور پھر اس کے پیچھے جتنے کنوئیں ہیں ان سب کو

بے کار کر دیں اور اس ایک کنوئیں پر البتہ آپؐ ایک حوض بنائیں اسے پانی سے بھر لیں اس کے بعد ہم دشمن سے مصروف پیکار ہوتے ہیں ہمیں پینے کے لیے پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری رائے صائب ہے۔ چنانچہ آپؐ اپنے تمام صحابہ کو لے کر اس مقام سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر اس کنوئیں پر آئے جو قریش کے قریب تر واقع تھا وہاں اپنا پڑاؤ کیا اور آپؐ کے حکم سے بقیہ تمام کنوئیں اندھے کر دیے گئے' آپؐ نے اپنے کنوئیں پر ایک حوض بنایا اسے پانی سے بھر دیا گیا اور پھر صحابہؓ نے اس میں برتن ڈال دیے۔

عریشۂ رسول:

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپؐ کے لیے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تاکہ آپؐ اس میں قیام فرمائیں۔ نیز آپ کی سواریوں کو آپؐ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں' پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطاء کی فہو المراد اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپؐ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے جا سکتے ہیں اور وہ بھی آپؐ کے ایسے ہی جاں نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح بڑھ کر نہیں' اگر ان کو اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے' اس لیے اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا اور آپؐ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپؐ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑا دیں گے' اس تقریر کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپؐ کے لیے ایک جھونپڑی بنا دی گئی' آپؐ نے اس میں اقامت اختیار کی۔

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے' جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو عقنقل اس تودۂ ریگ کی طرف جس سے وہ وادی میں آئے تھے بڑھتا دیکھا آپؐ نے اللہ سے التجاء کی کہ اے خداوند! یہ قریش غرور و نخوت کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے آ گئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے۔

رسول اللہ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

خفاف بن ایماء کی قریش کو پیش کش:

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری کے پاس سے گزرے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضۃ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ اونٹ کھانے کے لیے ان کو بھیجے تھے اور کہلا بھیجا کہ اگر چاہو تو اسلحہ اور سپاہ سے بھی مدد کروں مگر قریش نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ جہاں تک عزیزانہ تعلقات کا حق تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح ان کے مقابلہ میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمد ﷺ کے ادعاء کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں چل سکتی۔

حکیم بن حزام:

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار تھا بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساختہ حوض پر آئے آپؐ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو۔ جس شخص نے بھی اس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن

حزام قتل سے بچ گیا اور اپنے وجیہ گھوڑے کی وجہ سے بھاگ گیا اس کے بعد یہ اسلام لے آیا اور مخلص مسلمان ہوا' پھر جب کبھی وہ کسی بات پر قسم کھاتا اور اس میں قوت پیدا کرنا چاہتا تو کہتا قسم ہے اس کی جس نے مجھے جنگ بدر میں بچالیا۔

عمیر بن وہب کی مسلمانوں کے متعلق رائے:

جب قریش اطمینان سے فروکش ہو گئے انہوں نے عمیر بن وہب الجمعی سے کہا کہ تم جا کر محمدؐ کے ہمراہیوں کی تعداد معلوم کرو اور ہمیں آ کر بتاؤ اس نے اپنے گھوڑے پر رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کے گرد چکر لگایا اور پھر قریش سے آ کر کہا کہ یہ تو کم وبیش تین سو ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں یہ بھی دیکھ آتا ہوں کہ کسی اور جگہ دشمن کی گھات یا کمک تو موجود نہیں ہے اس ارادے سے اب اس نے وادی میں گھوڑا چھوڑا' بہت دور نکل گیا مگر اسے کچھ دکھائی نہ دیا' اس نے قریش کو آ کر اطلاع دی کہ میں نے کوئی اور جماعت نہیں دیکھی مگر یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ دلی جاں نثار ہیں جن پر موت سوار ہے۔ یہ یثرب کے آب کش اونٹ ہیں لا علاج موت ان پر سوار ہے' صرف ان کی تلواریں ان کا مامن اور ملجا ہیں' بخدا میں نہیں سمجھتا کہ جب تک تم میں سے ایک قتل نہ ہو جائے ان کا کوئی شخص قتل کیا جا سکے گا اور اس طرح اگر انہوں نے اسی قدر آدمی تمہارے قتل کر ڈالے جتنے ان کے قتل ہوں تو اس ذلت کے بعد زندگی میں کیا لطف باقی رہے گا۔ غور کر لو۔

حکیم بن حزام:

اس بات کو سن کر حکیم بن حزام' عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید تم آج قریش کے سب سے بڑے سردار ہو سب تمہاری بات مانتے ہیں کیا تم ایسے مشورہ پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو جس سے تم کو ہمیشہ کی نیک نامی حاصل ہو۔ اس نے پوچھا کیا: حکیم نے کہا تم سب کو لے کر واپس ہو جاؤ اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کا خون برداشت کر لو۔ عتبہ نے کہا میں اسے منظور کرتا ہوں تم ہی اس کی راہ نکالو میں اس کے لیے آمادہ ہوں کہ چونکہ وہ میرا حلیف تھا اس کا قصاص لینا میرا ذمہ ہے اور میں اس کا وارث ہوں لہٰذا میں اس کے قصاص سے درگزر کرتا ہوں تم ابن الحنظلیہ (یعنی ابوجہل بن ہشام) کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ کہ اس کے علاوہ اور کسی سے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ ہماری قوم کی بات بگاڑے گا۔

حکیم بن حزام اور ابوجہل:

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن الحکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' اس کے حاجب نے آ کر کہا کہ ابو خالد حکیم بن حزام ملاقات کے لیے حاضر ہے' مروان نے کہا آنے دو' حکیم بن حزام دربار میں آیا' مروان نے اسے خوش آمدید کہا اور قریب بلایا۔ پھر مروان اس کی خاطر صدر مجلس ہٹ گیا اور گاؤ تکیہ دونوں میں حائل ہو گیا' مروان نے اس کی طرف توجہ کی اور کہا کہ بدر کا واقعہ سنائیے' اس نے کہا مکہ سے چل کر جب ہم جحفہ پہنچے قریش کا ایک پورا قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہ ہوا' پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اس کنارے فروکش ہوئے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ آج کی نیک نامی کا سہرا عمر بھر کے لیے تمہارے سر ہو' اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں وہ کیا بات ہے میں نے کہا تم صرف ابن الحضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو' وہ تمہارا حلیف تھا' تم اس کی دیت سے درگزر کر دو اور یہاں سے سب کو لے کر پلٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو۔ ابن الحنظلیہ یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور کہو تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری

جماعت کو آج اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹا لو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ مجمع میں گھرا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبدالشمس سے فسخ کر دیا اور اب بنو مخزوم سے اپنا تعلق قائم کیا ہے۔ میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے ابن عم کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا اسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسانی کے لیے نہیں مل سکا۔ میں نے کہا جی ہاں اور میں بھی اس کے سوا اور کسی کا قاصد نہیں بن سکتا تھا۔ میں اس کے پاس نکل کر دوڑتا ہوا عتبہ کے پاس چلا آیا تا کہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اس کو نہ پہنچ جائے۔ عتبہ ایماء بن رحضۃ الغفاری کے جس نے مشرکین کو کھانے کے لیے دس جانور ہدیہ بھیجے تھے سہارے کھڑا ہوا تھا' اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بدی نمایاں تھی وہاں آیا۔ اس نے عتبہ سے کہا تیری ہوا نکل گئی ہے۔ عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی' ایماء بن رحضۃ نے کہا یہ بہت برا شگون ہوا بس اسی وقت جنگ شروع ہو گئی۔

عتبہ کی جنگ کے خلاف تقریر:

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا اے گروہ قریش محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے لڑ کر تم کو کیا مل جائے گا اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لیے بہ نظر کراہیت دیکھے گا کہ اس نے اپنے کسی بھتیجے' بھانجے یا عزیز قریب کو قتل کیا ہو گا تم واپس چلو اور محمدؐ اور تمام عرب کو نبٹنے کے لیے چھوڑ دو' اگر انہوں نے اسے مار لیا تو فہوالمراد اور اگر اس کے خلاف ہوا تو اس کا فائدہ تم کو بھی ہو گا۔ اس لیے اب تم خود اس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔ حکیم کہتا ہے کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زرہ خرجی سے نکال کر پھیلا رکھی ہے اور وہ جنگ کے لیے آمادہ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے وہ پیام بیان کر دیا۔ ابوجہل کہنے لگا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اس کی ہوا نکل گئی ہے بخدا جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ اور اس کے حمائتیوں کے درمیان قطعی فیصلہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہلا بھیجا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیے جائیں گے۔ چونکہ ان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہے اس لیے وہ تم کو ان کے مقابلہ پر خوف زدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل کا عتبہ کو طعنہ:

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اور اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ۔ عامر بن الحضرمی اٹھا اور صف سے نکل کر اس نے اے میرا عمر! اے میرا عمر! کا واویلا کیا جنگ چھڑ گئی' بات بگڑ گئی سب کے سب انتقامی جنگ کے لیے آمادہ ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اس کو رد کر دیا گیا' جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ اس کی ہوا نکل گئی ہے معلوم ہوا اس نے کہا جنگ میں اس چوتڑ دکھانے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اس کی۔ اس نے پہننے کے لیے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ نکل سکا جو اس کے سر پر آتا اس نے خود کی بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبدالاسد کا قتل:

اسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک تندخو آدمی تھا فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے

حوض کا پانی پیوں گا اور اسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا۔ اس کے مقابلہ کے لیے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بڑھے مقابلہ ہوتے ہی حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کے وار سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا' وہ اپنے منہ کے بل گر پڑا' خون سے لتھڑا ہوا اس کا پاؤں اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اپنے زعم میں اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے حوض میں گھس پڑا' حمزہ اس سے لپٹے رہے اور اب انہوں نے تلوار سے اسے حوض کے اندر قتل کر دیا۔

عتبہ' شیبہ اور ولید کا خاتمہ:

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا میدانِ کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اس نے مبارزت طلبی کی' اس کے مقابلہ پر انصار کے تین جواں مرد جن میں حارث کے بیٹے عوف اور معوذ جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں' قریش نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ! ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حمزہؓ بن عبدالمطلب تم جاؤ۔ اے عبیدہؓ بن الحارث تم جاؤ۔ اے علیؓ بن ابی طالب تم جاؤ۔ جب یہ تینوں حضرات مقابلہ پر نکلے قریش نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے فرداً فرداً اپنا نام بتایا' قریش نے کہا ہاں بے شک تم ہمارے برابر والے ہو۔ عبیدہ بن الحارث کا جو عمر میں سب سے بڑے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے اور علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے تو سامنا ہوتے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا۔ البتہ عبیدہ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے' مگر اتنے میں حمزہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مقابلوں سے پلٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے' ان کا پاؤں قطع ہو گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپؐ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو۔ عبیدہ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں۔

و نسلم حتی نصرع حوله   و نذهل عن ابنائنا و الحلائل

ترجمہ: ''تاوقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے''۔

مسلمانوں کو پیش قدمی کی ممانعت:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب انصار کے ان تین صاحبوں نے اپنا پتہ بتایا' عتبہ بن ربیعہ نے کہا ہاں تم ہمارے برابر والے اور شریف ہو مگر ہم صرف اپنی قوم والوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر یورش کر دی اور مل جل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہہ دیا تھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن پیش قدمی کر کے حملہ آور ہو تو پہلے تیروں سے اسے روکنا' رسول اللہ ﷺ اس روز اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے آپؐ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت محمد ﷺ اور حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ:

کئی صاحبوں سے مروی ہے کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی صفیں برابر کیں' آپؐ کے ہاتھ میں ایک تیر کی چھڑی تھی جس

سے آپؐ صحابہ کو برابر کر رہے تھے' آپؐ سواد بن غزیہؓ، بنو عدی النجار کے حلیف کے پاس آئے وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپؐ نے ان کے پیٹ میں چھڑی چبھو دی اور فرمایا اے سواد بن غزیہ برابر رہو' انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ آپؐ نے مجھے تکلیف پہنچائی اللہ نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے آپؐ اس کا معاوضہ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنا پیٹ کھول دیا اور کہا لو اپنا بدلہ لے لو' سواد آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے آپؐ کے پیٹ کو چوم لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا سواد تم نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں' میں چاہتا تھا کہ آخری مرتبہ آپؐ سے مل لوں اور میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعائے خیر دی۔ پھر آپؐ تمام صفوں کو برابر کر کے اپنی جھونپڑی میں تشریف لے گئے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور کوئی نہ تھا' رسول اللہ ﷺ نے دعاء شروع کی اور اللہ کو نصرت کا وہ وعدہ یاد دلانے لگے جو اس نے آپؐ سے کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ خداوندا! اگر یہ جماعت یعنی مسلمانوں کی ہلاک ہوگئی تو پھر آج کے بعد دنیا میں کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے اے رسول اللہ ﷺ اب آپؐ زیادہ اللہ کو یاد دہانی نہ کیجیے وہ خود ہی ضرور اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔

آیاتِ قرآنی کا نزول:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور ان کی تعداد پر نظر ڈالی پھر اپنے صحابہ کی تعداد پر جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے۔ آپؐ نے قبلہ رو ہو کر جناب باری میں دعاء شروع کی آپؐ نے عرض کیا اے بار الٰہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت موقوف ہو جائے گی' آپؐ برابر دعاء میں مصروف رہے آپ کی چادر گر پڑی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اٹھا کر پھر اسے آپؐ پر رکھ دیا اور پھر آپؐ کے پیچھے سے بالکل قریب ہو کر عرض کیا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپؐ نے دعا کا حق ادا کر دیا اب آپؐ زیادہ نہ کہیں بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اس موقع پر یہ قرآن نازل ہوا:

﴿ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ﴾

''جب کہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اس نے تمہاری درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے ہوں گے تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے اللہ سے یہ دعاء کر رہے تھے کہ خداوندا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کر اگر تیری مرضی یہی ہو کہ آج کے بعد کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے تو خیر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی بس کیجیے آپؐ نے اللہ کے سامنے الحاح اور زاری کا حق ادا کر دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زرہ پہن رکھی تھی' رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے ہوئے اپنے قبہ سے برآمد ہوئے:

سیھزم الجمع و یولون الدبر بل الساعۃ موعدھم و الساعۃ ادھیٰ و امرّ۔

ترجمہ: ''بہت جلد یہ جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیر دے گی' مگر اصل میں تو قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا اور قیامت بہت ہی مصیبت لانے والی اور کڑوی ہے''۔

اللہ کی مدد کا مژدہ:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق اس جھونپڑی میں تھوڑی دیر کے لیے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ جھپک گئی آپؐ بیدار ہوئے اور آپؐ نے کہا' ابوبکرؓ لو اللہ کی مدد آ گئی ہے' یہ دیکھو جبرئیلؑ سامنے سے گھوڑا پکڑے اسے کھینچے لیے آ رہے ہیں' اب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے غلام مجمع رضی اللہ عنہ کو دشمن کا ایک تیر آ کر لگا وہ شہید ہو گئے' مسلمانوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شہید ہوئے۔ اس کے بعد عدی بن النجار کے حارثہ بن سراقہ کو جب کہ وہ حوض سے پانی پی رہے تھے ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ برآمد ہو کر لوگوں کے پاس آئے' آپؐ نے ان کو جنگ میں شجاعت اور صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ آج جو مال غنیمت ہم میں سے کسی کو حاصل ہو وہ اسی کو دیا جاتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے آج جو شخص کفار سے لڑے گا اور پھر وہ صبر و استقامت اور استقدام کے ساتھ داد مردانگی دیتا ہوا قتل ہو گا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا۔ آپ کی اس بشارت کو سن کر عمیر بن الحمام بنو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عزیز نے جو ہاتھ میں کھجور لیے ہوئے کھا رہے تھے کہا خوب خوب میرے جنت میں جانے کے لیے ضرور اس بات کی ضرورت ہے کہ میں ان کفار کے ہاتھ سے مارا جاؤں یہ ابھی ہوا' انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے' لڑے اور شہید ہوئے۔

عوف بن الحارث:

عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پھر عوف بن الحارث بن الحضراء نے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ رب کو اپنے عبد کی کیا بات ہنساتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا بغیر زرہ کے اگر وہ اپنا ہاتھ دشمن میں جھونک دے۔ عوف نے اسی وقت اپنی زرہ اتار پھینکی تلوار سنبھالی دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

حضرت سعد کا عریشۂ رسول پر پہرہ:

روایت ہے کہ جب حریف مقابل آئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ابوجہل نے دعاء مانگی کہ اے خداوندا! یہ ہم میں سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہے اس نے بالکل نئی بات ہم سے کہی ہے آج تو اسے ختم کر دے۔ مگر نتیجہ نے بتا دیا کہ گویا اس نے اپنے لیے بددعاء کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں ان کو لے کر آپؐ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا: شاھت الوجوہ. (چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے) پھر کنکریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہؓ سے فرمایا اب حملہ کرو۔ حملہ کرتے ہی قریش نے شکست کھائی۔ اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے قید کر لیے گئے۔ جب مسلمان ان کو پکڑنے میں مصروف ہوئے' آپؐ اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ تلوار حمائل کیے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن آپؐ پر یورش نہ کر دے۔ حفاظت کے لیے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں کے اس فعل سے سعد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں۔ آپؐ نے ان سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سعدؓ تم کو لوگوں کا یہ فعل ناگوار ہے۔ انہوں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا یہ پہلی لڑائی ہوئی ہے جس میں اللہ نے مشرکین کو تباہ کر دیا۔ بجائے اس کے کہ ان کو زندہ رکھا جائے میں اس کا زیادہ دلدادہ ہوں کہ یہ دل کھول کر قتل کیے جاتے۔

حضرت ابوحذیفہ بن عقبہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس روز آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ بنو ہاشم اور دوسرے

لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بادل نخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا اگر بنو ہاشم کا کوئی شخص تمہارے ہاتھ آئے اسے قتل نہ کرنا۔ نیز ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا اور اگر عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے چچا ہاتھ آئیں ان کو بھی قتل نہ کرنا کیوں کہ وہ بادلِ نخواستہ اس جنگ میں شریک کیے گئے ہیں اس پر ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ کیا تفریق ہے ہم تو اپنے باپ' بیٹے' بھائی اور خاندان والوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں' بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں تلوار سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کے اس قول کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوحفصؓ! ابو حذیفہ کا قول سنا وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے قتل کے درپے ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اس کا کام تمام کر دیتا ہوں بخدا یہ منافق ہے۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کنیت سے یاد کیا۔

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ پھر کہا کرتے تھے کہ اس روز جو جملہ میں نے کہا اس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو' اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہو سکتی ہے' چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کے قتل نہ کرنے کا حکم:

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہ ﷺ نے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس نے آپؐ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپؐ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی' کبھی ایذاء نہیں دی اور کوئی ایسی بات نہیں کی جو رسول اللہ ﷺ کو ناگوار خاطر ہوئی ہو اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ ان لوگوں کے تھا جنہوں نے قریش کے اس معاہدہ کو جو انہوں نے عدم تعاون اور ترک تعلقات کا بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے خلاف لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا تھا' فسخ کر دیا۔ بنو عدی کے مجذر بن زیاد البلوی انصار کے حلیف کی اس سے مڈبھیڑ ہوئی' مجذر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اس کے ساتھ جو مکہ سے اس کے ہمراہ چلا تھا قتادہ بن لیث سے تعلق رکھتا تھا۔

ابوالبختری کا قتل:

ابوالبختری کا اصل نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا اس رفاقت کے حق سے عہدہ برائی کے خیال سے اس نے مجذر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے اس نے کہا بخدا ہم اسے نہیں چھوڑنے کے رسول اللہ ﷺ نے صرف تمہارے لیے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کیے جاؤ۔ ابوالبختری کہنے لگا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جان دیں گے میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریش عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیق کو قربان کر دیا۔ اس موقع پر جب مجذر نے اسے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے بغیر لڑے اپنی حوالگی سے انکار کیا اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا:

لن یسلم ابن حرة کیله حتی یموت او یری دوفه

ترجمہ: ''ایک شریف زادہ کبھی اپنے موکل کو دشمن کے حوالے نہیں کرتا اب چاہے وہ مر جائے یا کامیاب ہو''۔

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مجذر بن زیادہ نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کر کے مجذر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی کوشش صرف کر دی کہ میں اسے قید کر کے جناب کی خدمت میں زندہ لے آؤں' مگر اس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی۔ میں مجبوراً اس سے لڑا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور امیہ بن خلف:

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ مکہ میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا' میرا نام عبد عمرو تھا مکہ ہی میں جب میں اسلام لایا میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھ سے مل جاتا تو کہتا اے عبد عمرو کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا ہے' میں کہتا ہاں۔ اس پر وہ کہتا مگر میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے' مناسب یہ ہے کہ کوئی اور نام تجویز کر دو اس سے میں تم کو مخاطب کیا کروں' اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ میں تم کو پکارتا نہیں کیونکہ جب وہ مجھے عبد عمرو کہہ کر پکارتا میں اسے جواب نہیں دیتا تھا' میں نے کہا اے ابوعلی اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو' اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدالالہ بہتر ہوگا' میں نے کہا اچھا چنانچہ اس کے بعد جب میں اور وہ ملتے وہ مجھے عبدالالہ کے نام سے پکارتا۔ میں اسے جواب دیتا اور اس سے متفرق باتیں کرنے لگتا یہاں تک کہ بدر کی لڑائی ہوئی میں اس کے پاس سے گزرا وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا میرے ساتھ کئی زرہیں تھیں جو میں نے مقتولین کے جسم سے اتار لی تھیں میں ان کو لیے جا رہا تھا' اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی اے عبد عمرو! میں نے کوئی جواب نہیں دیا تب اس نے کہا اے عبدالالہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کیا میں تمہارے لیے ان زرہوں سے جن کو تم لیے جا رہے ہو زیادہ سودمند نہیں ہوں۔ میں نے کہا بے شک ہو تو آ جاؤ۔ میں نے زرہیں پھینک دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگا۔ ایسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا تمہارے پاس دودھ تو نہیں ہے میں ان دونوں کو ساتھ لے کر چل دیا۔ میں باپ بیٹوں کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کا پر بطور نشان آویزاں تھا۔ میں نے کہا وہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب ہے۔ اس نے کہا ہماری یہ درگت اسی نے بنائی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا امیہ کے قتل پر اصرار:

میں ان کو لیے جا رہا تھا کہ بلال نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا یہ امیہ مکہ میں بلال کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں' وہ ان کو مکہ میں صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی لے جاتا اس پر ان کو چت لٹا تا سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا پھر کہتا کہ جب تک تو محمد ﷺ کے دین کو ترک نہ کرے گا تجھے یہ سزا ملتی رہے گی' مگر باوجود اس عذاب کے بلالؓ یہی کہتے ''وہ ایک ہے' وہ ایک ہے'' اسی لیے اب جب ان کی نظر اس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ امیہ بن خلف کفر کا سرگروہ ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر تو بچ جائے میں نے ان سے کہا کہ یہ میرا قیدی ہے تم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہو۔ بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں میں نے کہا اے حبشی زادے کچھ سنا بلالؓ نے کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں۔

امیہ بن خلف کا قتل:

پھر انہوں نے نہایت چلا کر کہا اے اللہ کے انصار لو یہ کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا۔ ان کی اس آواز پر بہت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آ گھیرا اور قید سا کر لیا میں اسے بچانے لگا' ایک شخص نے اس کے بیٹے پر تلوار ماری وہ گر پڑا۔ اس وقت امیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سنی۔ میں نے کہا بھاگ جاؤ مگر بھاگ نہیں سکتے میں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے میری زرہیں بھی جاتی رہیں اور میرے قیدی کو انہوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

جنگ بدر میں ملائکہ کی شرکت:

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھ سے بنو غفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جس روز بدر کی لڑائی ہو رہی تھی میں اور میرا ایک چچیرا بھائی دونوں وہاں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ کر جہاں سے میدان کارزار نظر آتا تھا چھپ کر بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تاکہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کے ساتھ مل کر ہم بھی غنیمت میں حصہ بٹائیں ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے۔ ہم اسی پہاڑ پر تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا۔ ہم نے اس میں گھوڑوں کی آہٹ پائی اور کسی کو کہتے سنا خیر دم آگے بڑھو۔ اس آواز سے میرے چچازاد بھائی پر یہ گزری کہ اس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا' میں بھی قریب المرگ ہو گیا تھا مگر پھر بچ رہا۔

ابوداؤد المازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے ساتھ یہ گزری کہ جس مشرک کا تعاقب کر کے میں نے اس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سرتن سے جدا ہو کر دور جا گرتا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا۔

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سہل سے روایت ہے کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر کسی نے تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کر دیا تو اسی وقت قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچنے پائے اس کا سرتن سے جدا ہو کر الگ گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابوجہل کی لاش کی تلاش:

معاذ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنوسلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ دشمن سے فارغ ہو گئے آپؐ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپؐ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

ابوجہل کا قتل:

سب سے پہلے معاذ بن عمرو بن الجموح ابوجہل کے پاس پہنچے تھے اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابوجہل کو ایک جھاڑی کی سی جگہ میں باتیں کرتے سنا دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی' میں نے اس سے یہ بات سنتے ہی ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں میں فوراً اس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف ساق سے اس کا پاؤں قطع کر دیا اور وہ اس طرح اڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی میں سے گری دے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ گر جاتی ہے۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا صرف جلد کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابوجہل سے زیادہ نہ لڑ سکا۔ تمام دن میں لڑتا رہا میرا بے کار ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا جب اس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی میں نے اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے چیر کر علیحدہ پھینک دیا۔ اس واقعہ کے بعد معاذ رضی اللہ عنہ زندہ رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوجہل کا غرور:

جب ابوجہل زخمی پڑا ہوا تھا معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر برائے نام ابھی اس میں جان باقی تھی معوذ رضی اللہ عنہ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مقتولین

میں ابوجہل کی تلاش کا حکم دیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ ابوجہل کو تلاش کرو اگر تم اسے مقتولین میں تلاش نہ کرسکو تو اس کے گھٹنے کے نشان زخم کو دیکھنا۔ ایک مرتبہ میں اور وہ جب ہم دونوں لڑکے تھے عبداللہ بن جدعان کی دعوت میں گئے تھے میں اس سے ذرا دبلا تھا میں نے اسے دھکا دے دیا وہ گھٹنے کے بل گرا اور اس کے کسی گھٹنے میں ایسی خراش لگی کہ اس کا نشان پھر ہمیشہ رہ گیا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اس نشان دہی کی وجہ سے میں نے اسے شناخت کرلیا وہ بالکل لب دم تھا' میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا اس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا میں نے کہا اے دشمن خدا اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا۔ اس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا' اچھا بتاؤ فتح کس کی ہوئی۔ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو۔ اس سلسلہ میں ابن مسعودؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ابوجہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے' پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول خدا یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے' آپؐ نے فرمایا کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں یہ اسی کا سر ہے؟ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے۔ میں نے کہا جی ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپؐ کے سامنے ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی۔

حضرت محمد کا مقتولین سے خطاب:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا جائے' وہ ڈال دیے گئے۔ البتہ امیہ بن خلف کو اس کے کرتے میں لپیٹ کر جب لے جانے کے لیے اٹھانے لگے اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی مگر پھر اسے اسی میں رکھا گیا اور اسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا۔ جب مقتولین کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا رسول اللہ ﷺ وہاں آئے اور آپؐ نے فرمایا اے کنوئیں والو! کیا تم نے اس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا' بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے پوچھا آپؐ مردوں سے کلام کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو بات میں نے ان سے کہی تھی وہ سچ ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں نے آپؐ کی بات سنی حالانکہ میں نے یہ نہیں کہا کہ انھوں نے سن لی بلکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہوگیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے وسط شب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا: ''اے کنویں والو! اے عتبہ بن ربیعہ' اے شیبہ بن ربیعہ' اے امیہ بن خلف' اے ابوجہل بن ہشام اسی طرح آپؐ نے ان تمام مقتولین کے نام لیے جو اس کنویں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا' بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پالیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ ایسے مردوں کو پکارتے ہیں جو گل سڑ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو کی آپؐ نے فرمایا اے کنویں والو! تم نبی کے اہل خاندان ہو کر اپنے نبی کے حق میں بدترین خاندان تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی' تم نے مجھے گھر سے نکالا' دوسروں نے مجھے پناہ دی' تم نے مجھ سے جنگ کی' دوسروں نے میری مدد کی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا جو وعدہ تمہارے رب نے تم سے کیا تھا' اسے تم نے سچ پایا' میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا۔

ابو حذیفہ کا ملال:

جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین کو کنویں میں ڈال دینے کا حکم دیا لوگ ان کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کنویں کو لے چلے' رسول اللہ ﷺ کی نظر ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی' وہ بہت ہی غمگین اور متغیر نظر آئے' آپ نے ان سے پوچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبی! یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے ناواقف ہوں بلکہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ صاحب رائے دانش مند' حلیم اور سخی آدمی تھا مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مرگیا اس بات نے مجھے محزون کر دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعریف کی اور دعائے خیر کی۔

مال غنیمت جمع کرنے کا حکم:

اس کے بعد آپؐ نے حکم دیا کہ دشمن کی فرودگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع کر لیا جائے' اسے جمع کیا گیا۔ اس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا جنہوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں کیونکہ پہلے ہی رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو جسے دستیاب ہو وہ اس کا ہے مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور اسے تلاش کر کے قید کر رہے تھے کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمہارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی۔ پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے رہے تھے کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انہوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی' یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی کہ چونکہ کوئی اس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن رسول اللہ ﷺ پر نہ پلٹ پڑے' ہم آپؐ کی حفاظت کے لیے آپؐ کے پاس ٹھہرے رہے اس لیے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

سورۂ انفال کی تفسیر:

ابو امامۃ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن الصامت سے ''انفال'' کی تفسیر پوچھی' انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت بداخلاقی تک پہنچ گئی اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا' رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام مسلمانوں میں علی السویہ تقسیم کر دیا اور اس میں اللہ کا تقویٰ' اس کے رسول کی فرماں برداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین:

فتح کے بعد آپؐ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لیے اہل العالیہ کے پاس اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اہل السافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اس وقت ملی جب کہ ہم رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کو دفن کر رہے تھے یہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے میں ان کے پاس گیا' وہ عید گاہ میں کھڑے ہوئے تھے۔ بہت سے آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ' ابو جہل بن ہشام' زمعہ بن الاسود' ابوالبختری بن ہشام' امیہ بن خلف اور حجاج

کے بیٹے پٹھ اور بنھ مارے گئے۔ میں نے پوچھا کیا یہ خبر بالکل صحیح ہے انہوں نے کہا بخدا اے میرے بچے یہ بالکل صحیح ہے۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ:

رسول اللہ ﷺ مدینہ مراجعت فرما ہوئے‘ آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ بار کرالیا اور اس کی نگرانی عبداللہ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کے تفویض کر دی۔ رسول اللہ ﷺ اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوئے جب آپؐ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپؐ سیر نامی اس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور ناریہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا فروکش ہوئے اور یہاں آپؐ نے اس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین کا مسلمانوں کو عطاء کیا تھا علی السویہ سب پر تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمہ آب ارواق سے آپؐ کے لیے پانی لایا گیا۔ پھر آپؐ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہنچے مسلمان آپؐ کے استقبال کو آئے اور انہوں نے اس فتح پر آپ کو اور مسلمانوں کو مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارک باد کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو کھال کھینچ کر لٹکا دیا گیا ہے ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بے شک کفار کی یہی حالت تھی۔

مقتولین واسیران بدر کی تعداد:

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی‘ اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے۔ نضر کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے صفراء میں قتل کر دیا۔ یہاں سے چل کر جب رسول اللہ ﷺ عرق الظبیہ آئے آپؐ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن الافلح الانصاری متعلقہ قبیلہ بنو عمرو بن عوف نے قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے چلا کر کہا اے محمدؐ! میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا دوزخ۔

حضرت ابو ہند انصاریؓ:

عرق الظبیہ میں آپؐ کے قدوم کے بعد ابو ہند فروۃ بن عمرو البیاضیؓ کے مولیٰ چمڑے کی بوتل میں کھجور‘ دودھ اور مسکہ کی کھیر لے کر حاضر خدمت ہوئے‘ یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر پھر اور تمام ان غزوات میں جس میں خود رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی شریک رہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے حجام تھے۔ آپؐ نے خوش ہو کر مسلمانوں سے فرمایا ابو ہند انصارؓ میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو‘ صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی۔ یہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ قیدیوں سے ایک دن قبل مدینہ آ گئے۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور ابو یزید سہیل:

جس روز قیدی مدینہ آئے اس روز سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی آل عفراء کے یہاں ان کے عوف اور معوذ عفراء کے بیٹوں پر ماتم میں شرکت کے لیے گئی ہوئی تھیں یہ بات پردہ کے حکم سے پہلے کی ہے۔ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آ کر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں۔ میں اپنے گھر آئی رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے ابو یزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر مجھ سے بخدا ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے ابو یزید تم نے کیوں اپنے کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا سودہؓ اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف یہ بات کہتی ہو‘ میں نے کہا اے رسولؐ اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھ کر کہ

اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار واقعی یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

اسیران بدر کی تقسیم:

مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بھی جو مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی تھا قیدیوں میں تھا ابوعزیز سے مروی ہے کہ میرے بھائی صاحب میرے پاس سے گزرے ایک انصاری مجھے قید کر رہا تھا انہوں نے کہا اسے ضرور پکڑلو اس کی ماں دولت مند ہے وہ فدیہ دے کر اسے تم سے رہا کرائے گی جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا میں انصاریوں میں رکھا گیا۔ وہ میرا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لیے بیٹھتے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفاء کرتے ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دے دیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھالوں میں اسے رد کر دیتا مگر وہ اسے بغیر ہاتھ لگائے پھر مجھے دے دیتے۔

مکہ میں شکست کی خبر:

محمد بن اسحاق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے۔ اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ' ابوالحکم ہشام اور حجاج کے بیٹے بنبھ اور بنہ مارے گئے' جب اس نے قریش کے اشراف کے نام گنائے صفوان بن امیہ نے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا۔ لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن امیہ کا کیا ہوا اس نے کہا میں نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے خود دیکھا ہے۔

رافع کی روایت:

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ رافع سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور ہمارا پورا گھر اسلام لے آیا تھا ام الفضل مسلمان ہوگئی تھیں میں اسلام لے آیا تھا' عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اس کی مخالفت سے بچتے تھے اسی لیے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے' ان کا بہت سا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ دشمن خدا ابولہب خود بدر میں نہیں شریک ہوا' اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا۔ اسی طرح دوسرے اور لوگوں نے یہی کیا تھا کہ اگر وہ خود نہ جا سکے تو انہوں نے اپنا نائب بھیج دیا جب ہمیں معلوم ہوا کہ بدر میں قریش تباہ ہو گئے اللہ نے ان کو ذلیل و خوار کر دیا اس خبر سے ہم نے اپنے میں قوت و طاقت محسوس کی۔ میں بہت ہی کمزور آدمی تھا۔ میں زمزم کے حجرے میں بیٹھا ہوا پیالے بنایا کرتا تھا میں حسب معمول وہاں بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اس خبر سے ہم کو بڑی مسرت ہوئی تھی' اتنے میں بدکردار ابولہب اپنے پیر گھسیٹتا ہوا آیا اور خیمہ کی رسی پر بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔ پھر ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ ابوسفیان بن الحارث آ گیا۔ تو ابولہب نے کہا: اے میرے بھتیجے میرے پاس آؤ کیونکہ تمہارے پاس خبریں ہیں۔ تو وہ ان کے پاس بیٹھے اور لوگ اُن کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر انہوں نے پوچھا اے میرے بھتیجے! مجھے بتاؤ! لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ خبر نہیں۔ بخدا یہی ہوا کہ ہم ان سے ملے ان پر اپنی گردنیں پیش کر دیں۔ وہ ہمیں قتل اور قید کرتے رہے جیسے چاہیں۔ اور خدا کی قسم میں لوگوں کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ ہم آسمان و زمین کے درمیان چت کبرے گھوڑوں پر سفید نوجوانوں سے لڑے نہ کسی چیز کو باقی چھوڑتے اور نہ کوئی ان کے پاس کھڑا رہ سکا۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے اپنے ہاتھ سے خیمہ کی رسی اٹھائی اور کہا یہ فرشتے ہوں گے۔ ابولہب نے ہاتھ اٹھایا

اور میرے منہ پر زور دار تماچا رسید کیا میں اس پر لپکا اس نے مجھے اٹھا کے زمین پر دے مارا پھر مجھ پر چڑھ کر مارنے لگا۔ حالانکہ میں کمزور شخص تھا۔ پھر ام الفضل خیمہ کے کسی ستون کے پیچھے کھڑی ہوگئی پھر میں نے اسے پکڑ کر ایسی چوٹ لگائی جس نے اس کے سر میں گہرا گھاؤ کر دیا۔ تو ام الفضل نے کہا! تو اسے کمزور سمجھتا ہے جبکہ اس کا آقا نہیں ہے۔ پھر وہ ذلت سے بھاگتا ہوا کھڑا ہوا۔ پھر وہ سات دن زندہ نہ رہ سکا کہ اللہ نے عدسہ نامی گھاس میں پھینکا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے دونوں بیٹوں نے اسے بے دفن کے دو تین راتیں رکھا یہاں تک کہ گل سڑ گیا اور قریش عدسہ سے طاعون کی طرح بچتے تھے۔ پھر کسی قریشی نے ان سے کہا تم پہ ہلاکت ہو کیا تم اس بات سے شرم نہیں کرتے کہ تمہارے والد اپنے گھر میں گل سڑ رہے ہیں تم انہیں دفن نہیں کرتے تو انہوں نے کہا ہم اس پھوڑے سے ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا تم چلو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ پھر انہوں نے اس پر دور ہی سے پانی بہا دیا ان کو چھوئے بغیر پھر انہیں اٹھایا اور مکہ کے بلند مقام میں کسی دیوار کے پاس دفن کر دیا اور اس پر پتھر ڈال کر چھپا دیا۔ عبداللہؓ بن عباس سے مروی ہے کہ قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے حضورؐ اول رات جاگتے رہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہوا آپؐ سوئے نہیں آپؐ نے فرمایا میں نے عباسؓ کی بیڑیوں میں تکلیف کو سنا ہے تو صحابہؓ عباسؓ کے پاس گئے اور انہیں کھول دیا پھر حضورؐ سو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس نے عباس کو قید کیا تھا وہ ابو یسر کعب بن عمرو بنو سلمہ کا بھائی تھا۔ اور ابوالیسر کمزور جسم تھا جبکہ عباس بھاری جسم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ابوالیسر رضی اللہ عنہ تم نے عباس کو کیسے پکڑا' انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بخدا ایک اور شخص نے جسے نہ میں نے پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اس کے گرفتار کرنے میں مجھے مدد دی رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے۔ ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمہاری اعانت کی ہے۔

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولوں کا ماتم برپا کیا پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمدؐ اور ان کے اصحاب کو ہوگی وہ اس سے اور خوش ہوں گے نیز تاوقتیکہ کچھ عرصہ نہ گزرے ہمیں ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیے تاکہ محمد اور ان کے اصحابؓ اس کی امید نہ لگا سکیں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن الاسود' عقیل بن الاسود اور حارث بن الاسود مارے گئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے اسی حالت میں اس نے رات کے وقت کسی رونے والے کی آواز سنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی اس نے اپنے غلام سے کہا کہ دیکھ کر آؤ کیا رونے کی اجازت ہوگئی اور قریش اپنے مقتولوں پر رونے لگے' میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں' کیونکہ اس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آ کر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ پر رو رہی ہے' اس پر اس نے چند شعر کہے ان میں اپنے بیٹوں کا دردناک مرثیہ کہا اور اس طرح اپنے دل کا غبار نکال لیا۔

ابو وداعہ کا زرفدیہ:

قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا بیٹا نہایت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زرفدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تاکہ محمدؐ اور ان کے اصحاب تم کو حاجت مند نہ سمجھ لیں۔ المطلب بن وداعہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے سابقہ قول میں پیش نظر تھا کہا' ہاں ٹھیک ہے بے شک

تم کو اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے میں عجلت نہ کرنا چاہیے مگر خود بغیر اطلاع دیے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اس نے اپنے باپ کو رہا کرا لیا اور اسے لے کر چل دیا۔ اس کے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے وفد بھیجا۔ لکرز ابن حفص بن الاخیف' سہیل بن عمرو کے فدیہ کے لیے آیا اسے مالک بن الدخشم متعلقہ بنو سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا۔ سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ نہ تھا۔

سہیل بن عمرو:

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے دو دانت تڑوا دیں تاکہ اس کی زبان نہ چل سکے اور یہ پھر آئندہ کسی جگہ آپ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے۔ آپؐ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا' کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑوا دوں اللہ تعالیٰ مجھے یہی سزا دے گا اگرچہ میں نبیؐ ہوں۔ اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے عمرؓ سے فرمایا ممکن ہے کہ آئندہ ایسی تقریریں کرنے لگے جس پر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

جب مکرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کر کے ان کو راضی کر لیا انہوں نے کہا زر فدیہ لاؤ اس نے کہا تم اسے تو رہا کر دو اس کے زر فدیہ کے بھیجنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو۔ مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست مان لی۔

عباس بن عبدالمطلب کا زر فدیہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب عباس مدینہ پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا چونکہ تم دولت مند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب' نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن مجدم متعلقہ بنو الحارث بن فہر کا زر فدیہ ادا کرو۔ عباس نے کہا اے رسول اللہ میں مسلمان تھا مجھے تو میری قوم نے بالجبر اس مہم میں شریک کر لیا ہے آپؐ نے فرمایا تمہارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہو گا اگر تمہارا بیان سچا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا۔ مگر بظاہر تو تم ہم پر چڑھ کر آئے تھے۔ لہٰذا اپنا فدیہ دے دو۔ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ عباسؓ سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے۔ عباسؓ نے کہا آپؐ اس سونے کو زر فدیہ سمجھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے ہم کو بطور غنیمت دیا ہے۔ عباسؓ نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے آپؐ نے فرمایا مکہ سے چلتے وقت تم نے جو مال ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اس وقت کوئی تیسرا آدمی تمہارے پاس نہ تھا اور تم نے اسے وصیت کی تھی کہ اگر اس مہم میں کام آ جاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دے دینا۔ عبداللہ کو اتنا اور عبیداللہ کو اتنا اور قثم کو اتنا وہ مال کیا ہوا۔ عباسؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپؐ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباسؓ نے اپنا' اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کر دیا۔

سعد بن النعمان کی گرفتاری و رہائی:

عمرو بن ابی سفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے یہاں قید تھا۔ ابوسفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کو فدیہ دے کر چھڑا لو اس نے کہا کیا وہ میری دولت اور جانوں دونوں کو لینا چاہتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب میں عمر کا فدیہ دوں اسے ان کے ہاتھوں میں رہنے دو جو چاہیں وہ اس کے ساتھ کریں۔ یہ ابھی رسول اللہ ﷺ کے پاس قید تھا۔ اسی اثناء میں سعد بن النعمان رضی اللہ عنہ بن آکال' بنو عمرو بن عوف کے خاندان

بنو معاویہ کے رکن عمرہ کرنے مکہ گئے اس کے ساتھ اس کی کثیر دودھ دینے والی اونٹنی بھی تھی۔ یہ ایک بڑے معزز مسلمان شیخ تھے بہت سی بھیڑ بکریاں بھی ساتھ تھیں یہ نقیع میں تھے وہاں سے عمرہ کرنے مکہ چلے ان کو ہرگز اس سلوک کا اندیشہ ہی نہ تھا جو بعد میں قریش نے ان کے ساتھ کیا۔ چونکہ قریش نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی حاجی یا عمرہ ادا کرنے والے سے کوئی تعرض نہ کریں گے اس لیے ان کو اس بات کا گمان بھی تھا کہ ان کو مکہ میں روک لیا جائے گا مگر ابوسفیان بن حرب نے ان پر چھاپہ مارا اور اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کے عوض میں ان کو مکہ میں قید کر لیا اور پھر یہ شعر کہے ۔

اھط ابن اکالٍ اجیبوا دعائیہ تفاقد تم لا تسلموا السید الکھلا
فان بنی عمرو لیامٌ اذلّۃٌ لئن لم یفکوا عن امیرھم الکبلا

ترجمہ: ''اے ابن اکال کے خاندان والو! اس کی آواز پر لبیک کہو جسے تم گم کر چکے ہو اور اس بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو' اور اگر بنو عمرو نے اپنے قیدی کو آزاد نہ کرایا تو بے شک وہ پھر کمینے اور ذلیل ثابت ہوں گے''۔

اس اطلاع پر بنو عمرو بن عوف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور سعد بن اکال کا واقعہ کہا اور درخواست کی کہ آپؐ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دے دیں تاکہ اس کے عوض میں وہ اپنے شیخ کو رہا کرائیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست مان لی' انہوں نے عمرو بن ابی سفیان کو ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اور اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن الربیع:

بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کا داماد آپ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کا شوہر ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بھی تھا یہ بھی مکہ کے ان گنے چنے لوگوں میں تھا جو بڑے مال دار دیانت دار اور معتبر تاجر تھے۔ یہ ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا۔ خدیجہؓ اس کی خالہ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپؐ اس سے زینب کی شادی کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپؐ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے آپؐ نے اپنی صاحبزادی سے اس کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ اسے اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں۔ جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپؐ پر ایمان لائیں انہوں نے آپ کی رسالت کے برحق ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں۔ مگر ابوالعاص مشرک رہا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہ یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا جب آپؐ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انہوں نے آپؐ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انہوں نے منجملہ اور باتوں کے آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمد کو بے فکر کر دیا ہے ان کی لڑکیوں کو پھر ان کو واپس دے دیا جائے تاکہ وہ ان کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ اس تجویز کے مطابق ابوالعاص بن الربیع کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا میں ہرگز اس کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت اس کے بجائے اپنے گھر لاؤں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے رسول اللہ ﷺ اس کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ابوالعاص کی گرفتاری:

یہاں سے مایوس ہو کر قریش اس بد کردار اور بدکار کے بیٹے عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم محمد کی بیٹی کو

طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمہاری شادی کیے دیتے ہیں اس نے کہا اگر ابان بن سعید بن العاص یا سعید بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دینے کے لیے آمادہ ہوں قریش نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق دے دی۔ صرف نکاح ہوا تھا اور دشمن خدا کو ان کے پاس رہنے کا اب تک موقع نہیں ملا تھا اللہ نے ان کو عزت و آبرو کے ساتھ اس کے تعلق سے بچا لیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کی شادی کر دی مکہ میں چونکہ آپ کو پوری آزادی اور اقتدار حاصل نہ تھا اس لیے آپ نہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے اور نہ حرام' چونکہ زینبؓ کے اسلام لانے کی وجہ سے اگر چہ اسلام نے ان کے اور ان کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ مگر عملاً رسول اللہ ﷺ ان میں تفریق نہ کرا سکے اس لیے باوجود اسلام لے آنے کے وہ اب بھی اپنے مشرک شوہر کے پاس رہیں ہجرت کے بعد قریش بدر آئے ان میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھا یہ قید ہوا اور مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہار:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے کارروائی شروع کی۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لیے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ابو العاص سے ان کی شادی کرتے وقت جہیز میں ان کو دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بہت متاثر ہوئے اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب رضی اللہ عنہا کی خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور اس کے ہار کو اسے واپس دے دو۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بخوشی اس کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا اور زینب کا ہار ان کو واپس دے دیا گیا۔ مگر اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص سے یہ شرط کر لی یا خود اس نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ زینب کو آپؐ کے پاس بھیج دے گا یا خود اس کی رہائی کی یہ شرط تھی کہ وہ ایسا کرے گا مگر بظاہر اس بات کو نہ اس نے کہا اور نہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس وقت اس کا اظہار کیا مگر ہوا یہی کہ رہا ہو کر جب ابوالعاص مکہ روانہ ہوا آپؐ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے انصاری کو حکم دیا کہ تم دونوں بطن یا جج جا کر ٹھہرو جب زینبؓ تمہارے پاس سے گزرے تم اس کے ساتھ ہو جانا اور اسی طرح اسے میرے پاس پہنچانا۔ چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے یہ واقعہ بدر کے بعد ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کا ہے۔ ابوالعاص نے مکہ آ کر زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ' وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

ہند بنت عتبہ کی پیشکش:

زینبؓ سے مروی ہے کہ میں مکہ میں اپنے باپ کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا اے محمد کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو میں نے کہا نہیں میرا ارادہ تو نہیں ہے اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن تم اس بات کو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو اس سفر میں کسی سامان یا اتنے روپیہ کی جس میں تم اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤ ضرورت ہو تو بلا پس و پیش مجھ سے کہہ دو میں تمہاری حاجت برآری کروں گی' مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو۔ عورتوں کے آپس میں تعلقات دوسرے ہیں اور مردوں کے اور ہیں۔ مجھے اس کے قول پر یقین تھا کہ اگر میں کوئی خواہش کروں تو یہ ضرور پورا کرے گی مگر پھر بھی مجھے اس سے ڈر لگا اور میں نے کہہ دیا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں ہے اور اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

حضرت زینت رضی اللہ عنہا کی روانگی مدینہ:

غرض کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سفر کی تیاری مکمل کر چکیں ان کے دیور کنانہ بن الربیع نے اونٹ آگے کیا وہ اس پر سوار ہو گئیں کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت ان کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جب کہ وہ اپنے ہودے میں بیٹھی تھیں مدینہ چلا' تمام قریش میں اس کی خبر پھیل گئی وہ فوراً ان کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں ان کو آ لیا۔ سب سے پہلے ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور نافع بن عبدالقیس الفہری ان کے پاس پہنچے وہ اپنے ہودے میں تھیں۔ ہبار نے اپنے نیزے سے ان کو مارنے کی دھمکی دی (راویوں کے بیان کے مطابق وہ اس وقت حاملہ تھیں جب مکہ واپس لائی گئیں ان کا حمل ساقط ہو گیا) ان کا دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا' اس نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ بخدا میں اس کے جسم میں تیر پرودوں گا۔ اس کی اس دھمکی سے کوئی اس کے پاس نہ آیا سب الگ رہے' پھر ابوسفیان اجلہ قریش کے ہمراہ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات تو کرنے دو اس نے کہا اچھا آؤ۔ ابوسفیان اس کے قریب جا پہنچا اور اس نے کہا کہ یہ تو تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جانتے ہو کہ محمد کی وجہ سے ہماری یہ درگت بنی ہے جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لے جاؤ گے تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ اس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں بدر میں ہوئی ہے اب ہم اس ذلت وخواری کو پہنچ گئے ہیں کہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ یہ نوبت آ گئی ہے بخدا ہم اسے اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس کی دوڑ کسی یورش پر محمول کی جائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو ان کو لوٹا لے چلو' پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ ہم اس کو واپس لے آئے اس وقت تم چپکے سے نکل جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب اس کا چرچا مٹ گیا وہ رات کے وقت ان کو لے کر چل دیا اور ان کو لا کر زید بن حارثہ اور ان کے رفیق کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں زینب کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

ابوالعاص کا قبول اسلام:

اب ابوالعاص مکہ میں رہنے لگا اور زینبؓ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے لگیں۔ کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کر دی تھی فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گیا' چونکہ اس کی دیانت مسلم تھی۔ اس لیے اس سفر میں علاوہ خود اس کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لیے اپنا مال اس کے ساتھ کیا تھا۔ تجارت سے فارغ ہو کر جب وہ حجاز واپس آنے لگا رسول اللہ ﷺ کی ایک مہماتی فوج نے اسے آ گھیرا اور اس کے تمام مال کو لوٹ لیا البتہ خود وہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آیا۔ جب وہ مہم مال غنیمت لے کر مدینہ آ گئی ابوالعاص رات کے وقت مدینہ آیا اور زینب رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے پاس آیا اس نے زینبؓ سے پناہ مانگی انہوں نے پناہ دے دی اور وعدہ کیا کہ وہ اس کے مال کو واپس کرا دیں گی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے برآمد ہوئے' آپؐ نے تکبیر کہی۔ آپؐ کے ساتھ صحابہؓ نے بھی تکبیر کہی۔ زینبؓ نے عورتوں کی صف سے چلا کر کہا اے صاحبو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔ نماز کا سلام پھیر کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے کہا صاحبو! تم نے سنا جو میں نے سنا' انہوں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ ان کے ایک ادنیٰ فرد نے تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دی ہے۔

آپؐ نماز سے فارغ ہو کر اپنی صاحبزادی کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بچی تم اس کی اچھی طرح مہمان داری کرو مگر اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ اب تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے اس مہم کے شرکاء کو جس نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کیا تھا بلا بھیجا اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے تم نے اس کا مال لوٹ لیا ہے اگر احسان کرنا چاہو تو اس کا مال واپس دے دو اور یہ بات ہمیں بھی پسند ہے اور اگر نہیں دینا چاہتے تو کوئی جبر نہیں' وہ اللہ نے تم کو دیا ہے تم ہی اس کے اصلی حقدار ہو' ان سب نے کہا اے رسول اللہ ہم بخوشی واپس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس کا تمام مال اسے واپس دے دیا معمولی سے معمولی چیز جیسے رسی' مشکیزہ' برتن یہاں تک کہ پالان کی لکڑی بھی لا دی۔ اس طرح سے اس کا تمام مال مل گیا۔ وہ اسے مکہ لے آیا اور قریش میں سے جس نے اسے اپنا مال تجارت کے لیے دیا تھا وہ اس نے ایک ایک حبہ اسے لا کر پہنچا دیا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا اے جماعت قریش تم میں سے اب کوئی ایسا شخص رہ گیا ہے جس کا مال میرے پاس ہو اور وہ اسے اب تک وصول نہ ہوا ہو۔ انہوں نے کہا نہیں کوئی ایسا نہیں ہے سب کو ان کا مال پہنچ گیا ہے اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے۔ ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابوالعاص نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اسی وقت ایمان لے آتا مگر میں ڈرا کہ تم لوگ یہ بدگمانی کرو گے کہ اس طرح میں نے تمہارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے۔ جب اللہ نے اسے تم کو پہنچا دیا اور میں بار امانت سے فارغ ہوا اسلام لے آیا۔ اب یہ مکہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کے آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے نکاح کے تحت ابوالعاص کے حوالے کر دیا اس کے بعد چھ سال تک ان کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عمیر اور صفوان میں معاہدہ:

عروہؓ بن الزبیر سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عمیر بن وہب الجمحی' صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمیر بن وہب قریش کے شیاطین میں تھا جب رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ مکہ میں تھے۔ یہ آپ کو اور ان کو بہت ستاتا اور ایذاء پہنچاتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بھی بدر میں اسیر ہوا' اس نے کنویں والوں اور ان کے اس بری طرح مارے جانے کا ذکر کیا۔ صفوان نے کہا کہ ان کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں' عمیر نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو' بالکل سچ کہتے ہو بخدا اگر میرے اوپر اس قدر قرضہ کا بار نہ ہوتا کہ جس کی ادائیگی کی کوئی سبیل میرے پاس نہیں ہے اور اپنے ان بال بچوں کی فکر مجھے دامن گیر نہ ہوتی کہ میرے بعد ان کا کیا حشر ہو گا تو میں ابھی محمدؐ کے پاس جاتا اور اسے قتل کر کے آتا اور اس تک رسائی کا میرے پاس یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا اس کے پاس قید ہے۔ صفوان بن امیہ نے اس کے اس جوش کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمہارا قرضہ میرے ذمہ میں اسے ادا کر دوں گا تمہارے عیال کو میں اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح ان کی پرورش کروں گا جس طرح اپنوں کی کرتا ہوں۔ اس سے بھی تم اطمینان رکھو جو چیز مجھے میسر آئے گی وہ ان کو میسر ہو گی۔ عمیر نے کہا اچھا تو اس بات کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا کہ میرے تمہارے درمیان یہ قرارداد ہوئی ہے۔ صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عمیر کی روانگی مدینہ:

عمیر نے اپنی تلوار تیز کروائی اسے زہر میں بجھایا گیا اور پھر مکہ سے مدینہ آیا اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب بدر کے واقعات بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اس فتح سے مسلمانوں کی کیسی

عزت افزائی اور ان کی دشمن کی ذلت وخواری کی' اسی وقت ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار لیے ہوئے تھا۔ عمرؓ نے کہا دیکھو یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن الوہب ہے۔ یہ ضرور کسی برائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے' اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اپنی قوم کے لیے ہماری تعداد معلوم کرنا چاہی۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی یہ دشمن خدا عمیر بن الوہب تلوار لیے ہوئے آیا ہے آپؐ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ عمرؓ باہر آئے اور انہوں نے عمیر کی تلوار کے پرتلہ کو لے کر اس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی ہمراہیوں سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر وہیں بیٹھ جاؤ اور اس خبیث کا خیال رکھو کہ کہیں آپؐ پر حملہ نہ کرے کیونکہ میں اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔

عمیر کا قبول اسلام:

اس کے بعد عمرؓ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جب ان پر پڑی عمرؓ اس کے پرتلہ کو تھامے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عمیر قریب آؤ' یہ آپؐ کے قریب پہنچا اور اس نے جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام بتایا ہے اور وہ جنت والوں کا سلام ہے۔ اس نے کہا جی وہ ابھی حال ہی میں آپ کو بتایا گیا ہے آپؐ نے پوچھا کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا اس قیدی کی خاطر جو آپؐ کے ہاتھ میں اسیر ہے آپؐ اسے رہا کر کے مجھ پر احسان کریں۔ آپؐ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے' اس نے کہا اللہ ان کا برا کرے ان سے ہمیں کیا مل گیا آپؐ نے فرمایا سچ کہو تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے اس نے کہا صرف اسی غرض سے آیا ہوں آپ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجر میں بیٹھے ہوئے قریش کے ان لوگوں کا جو بدر میں مارے گئے اور کنویں میں ڈال دیے گئے ذکر کر رہے تھے اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمد کو قتل کر کے آتا۔ اس پر صفوان نے تمہارے قرضہ کی ادائیگی اور تمہارے اہل وعیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمے لی کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کر دو حالانکہ تم اس بات سے شاید ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

عمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں آپؐ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے اور نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے ہم اس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے۔ لہٰذا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی۔ اور جو مجھے اس نوبت پر لے آیا۔ اس کے بعد اس نے باقاعدہ کلمہ شہادت پڑھا رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اسے قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کی خاطر رہا کر دو۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی مراجعت مکہ:

صحابہ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی' عمیرؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے نور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں' اب میں چاہتا ہوں کہ آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ ان کو راہِ راست پر لے آئے اور اگر وہ اسے نہ مانیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا آپؐ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آ گئے۔

عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایسی

خوشخبری ملنے والی ہے کہ تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے جو شتر سوار مدینہ سے آتا یہ اس سے عمیر کو دریافت کرتا یہاں تک کہ ایک شخص نے اس سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئے یہ سن کر صفوان نے کہا اب میں کبھی اس سے بات نہیں کروں گا اور نہ کسی قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔

عمیر مکہ آ کر قیام پذیر ہوئے اور اب اسلام کی دعوت دینے لگے اور جو ان کی مخالفت کرتا اسے بہت سخت سزا دیتے' ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزوجل نے اس کے بیان میں قرآن مجید کی پوری سورۂ انفال نازل فرمائی۔

اسیران بدر کے متعلق صحابہ کی رائے:

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا' اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لیے گئے۔ پھر اس روز رسول اللہ ﷺ نے ابوبکرؓ، علیؓ اور مجھ سے مشورہ کیا ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی یہ آپؐ کے یک جدی خاندان والے اور عزیز ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپؐ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زرِ فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دے دے اور پھر اس طرح یہ ہمارے قوتِ بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمہاری رائے کیا ہے۔ میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے' میری رائے یہ ہے کہ آپؐ فلاں شخص کو میرے سپرد کر دیں میں اس کی گردن مارے دیتا ہوں۔ حمزہؓ کے بھائی ان کے سپرد ہوں تاکہ وہ اسے قتل کر دیں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجیے وہ اس کا کام تمام کریں تاکہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی محبت کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہی ان کے بڑے سردار' سرخیل اور پیشوا ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول کیا۔

زرِ فدیہ قبول کرنے پر پشیمانی:

دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول مجھے تو بتائیے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں صاحبوں کے گریہ کی خاطر خود بھی روؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت۔ آپؐ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا' اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں: ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض. اپنے قول فیما اخذ تم عذاب عظیم. اس کے بعد اللہ نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے لیے حلال کیا ہے چنانچہ دوسرے ہی سال احد میں ان کو اپنے کیے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپؐ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ آپؐ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبی ﷺ کے صحابہؓ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت: او لما اصابتکم مصیبة قد اصبتم مثلیها قلتم انّی هذا. اپنے قول ان الله علی کل شیء قدیر تک نازل فرمائی نیز یہ دوسری آیت: اذ تصعدون و لا تلوون علی احد و الرسول یدعوکم فی اخراکم اپنے قول من بعد الغمّ امنة تک نازل فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کی رائے:

عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ ان کے

ساتھ کیا کیا جائے؟ ابوبکرؓ نے کہا یہ آپؐ کے ہم قوم اور اہل خاندان ہیں آپؐ ان کی جان بخشی فرمائیں اور مہلت دیں شاید ان پر اللہ مہربان ہو جائے اور یہ اسلام لے آئیں۔ عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ انہوں نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کو اپنے گھر سے نکالا ہے آپ ان سب کو قتل کر دیں۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا آپؐ ان کے لیے ایک ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو پھر ان سب کو اس میں ڈال کر آگ لگا دیں۔ اس پر عباسؓ نے کہا تم نے تو بالکل ہی خاتمہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے آپؐ نے کسی کو جواب نہیں دیا اندر چلے گئے لوگ کہنے لگے کہ آپ ابوبکر کی رائے پر عمل کریں گے۔ دوسروں نے کہا عمر کی رائے پر عمل کریں گے۔ بعض نے کہا عبداللہ بن رواحہؓ کے مشورہ کو قبول کریں گے۔ آپؐ پھر برآمد ہو کر صحابہؓ کے پاس آئے اور فرمایا اس معاملہ میں اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل اس قدر نرم کر دیے ہیں جیسے دودھ اور بعض کے دل اس قدر سخت کر دیے ہیں جیسے پتھر۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: من تبعني فانه مني و من عصاني فانك غفور رحيم ''جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو تو معاف کر دینے والا مہربان ہے'' اور تمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی ہے جس نے کہا ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم ''اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تو غالب اور دانا ہے'' اور اے عمر تمہاری مثال نوح علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا. ''اے میرے رب! تو روئے زمین پر کسی کافر کی بستی کو باقی نہ رکھ'' اور تمہاری مثال موسیٰ علیہ السلام کی ہے جنہوں نے کہا: ربنا اطمس على اموالهم و اشدد على قلوبهم فلا يومنوا حتى يروا العذاب الاليم. ''اے میرے پروردگار! تو ان کی املاک کو بالکل برباد کر دے ان کے قلوب جکڑ دے یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہیں لائیں گے''۔

حضرت محمد ﷺ کا فیصلہ:

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آج کل تم غریب ہو بغیر فدیہ کے کسی کو رہا نہ کیا جائے اور جو فدیہ نہ دے سکے اسے قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے خود اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس سکوت سے میں اس قدر خوف زدہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ آسمان سے مجھ پر پتھر گرنے والے ہیں البتہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا سوائے سہیل بن بیضاء کے مجھے اطمینان ہوا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات ما كان لنبي ان يكون له اسرىٰ حتى يثخن في الارض تینوں آیات کے آخر تک نازل فرمائیں ''کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب تک وہ زمین میں خون نہ بہادے قیدیوں پر قبضہ کرے''۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ اگر ہم پر آسمانی عذاب نازل ہوتو ہم میں سے سوائے سعدؓ بن معاذ کے اور کوئی اس سے محفوظ نہ رہے کیونکہ سعدؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لوگوں کو زندہ گرفتار کرنے سے ان کو دل کھول کر قتل کرنے کو پسند کرتا ہوں۔

شہیدوں کی تعداد:

ابوجعفر کے بیان کے مطابق واقعۂ بدر میں تراسی مہاجر تھے جن کا اجر اور حصہ رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا۔ اسی طرح قبیلہ اوس کے اکسٹھ آدمی تھے جن کو حصہ ملا اور اجر ملا اور خزرج کے ایک سو ستر آدمی تھے۔ مسلمانوں میں سے کل چودہ آدمی شہید ہوئے ان

میں چھ مہاجر اور آٹھ انصاری تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق مشرکین کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان میں سو شہسوار تھے۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

واقدی کے بیان کے مطابق اس روز رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کمسن سمجھ کر جنگ سے واپس کر دیا تھا۔ ان میں عبداللہ بن عمرؓ، رافع بن خاریج، براء بن عازب، زید بن ثابت، اسید بن ظہیر اور عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے مگر واپس کرنے کے بعد پھر آپؐ نے عمیر کو جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی اور وہ اس روز شہید ہو گئے۔

بدر جانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نوفل کو شام کے راستے پر بھیج دیا تھا کہ وہ تجارتی قافلہ کی خبریں حاصل کریں۔ یہ پھر مدینہ پلٹے اور جنگ بدر کے دن مدینہ پہنچے۔ جب رسول اللہ ﷺ بدر سے مدینہ واپس آنے لگے' ان دونوں نے تریان میں آپ کا استقبال کیا۔

جنگ بدر میں شریک نہ ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم:

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ تین سو پانچ صحابہؓ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے ان میں چوہتر مہاجرین اور باقی تمام انصاری تھے۔ ان کے علاوہ آپؐ نے اور آٹھ آدمیوں کے حصے اور اجر اس لڑائی میں لگائے ان میں تین مہاجر تھے' ان میں ایک عثمانؓ بن عفان تھے جو آپ کی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے جس سے ان کا انتقال ہو گیا مدینہ رہ گئے تھے۔ دوسرے دو طلحہؓ بن عبیداللہ اور سعید بن زید تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے تجارتی قافلہ کی خبریں معلوم کرنے کے لیے شام کے راستے پر بھیجا تھا اور پانچ انصاری تھے۔ ابوالسبابہ بشیر بن عبدالمنذر جن کو آپؐ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر آئے تھے عاصم بن عدی بن العجلان جن کو آپؐ نے اہل العالیہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ حارث بن حاطب جن کو آپؐ نے روحاء سے بنو عمرو بن عوف کی طرف ان کے متعلق کسی بات کی اطلاع ہونے پر بھیج دیا تھا۔ حارث بن الصمہ جو روحاء میں علالت کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے۔ یہ بنو مالک بن النجار سے تھے اور خوارث بن جسیر یہ بھی ناکارہ ہو گئے تھے اور یہ بنو عمرو بن عوف سے تھے۔ اس مہم میں آپؐ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا مقداد بن عمرو اور دوسرا مرثد بن ابی مرثد کا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے پیچھے تلوار نکالے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھے گئے۔ سیھزم الجمع و یولون الدبر. بہت جلد یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ موڑ دیں گے' اسی جنگ میں آپ کو بنتھ بن الحجاج کی تلوار ذوالفقار غنیمت میں ملی۔ نیز ابوجہل کا مہری اونٹ جس سے وہ نسل کشی اور جنگ کا کام لیتا تھا غنیمت میں ملا۔

یہودیوں کا حسد:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آ کر آپؐ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے جب ہجرت کر کے آپؐ مدینہ آئے تھے آپؐ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ وہ آپؐ کے برخلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپؐ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کریں گے' معاہدہ صلح کیا تھا مگر جب آپؐ نے بدر میں قریش کے اس قدر مشرکین کو قتل کیا یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمد کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں ہوا۔ اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا۔ نیز انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔



باب ۶

یہود مدینہ

1

غزوۂ بنوقینقاع:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود! اللہ عزوجل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبیؑ مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمہاری کتابوں میں ہے اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمد! تم ہم کو بھی اپنی قوم جیسا سمجھتے ہو تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے کہ تم نے موقع پا کر ان کو زیر کر لیا' اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکور ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان طے پایا تھا خلاف ورزی کی اور ان کی آپؐ سے بدر اور اُحد کے درمیان جنگ ہوئی۔

بنوقینقاع کا محاصرہ:

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۲ھ میں ہوا۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ آیت وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ "اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ وہی کرو' رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا۔ اس اثنا میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں آپؐ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپؐ سے ان کی سفارش کی۔

عبداللہ بن ابی کی سفارش:

عاصم بن عمرو بن قتادہ کے پہلے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے کو آپؐ کے فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی سلول نے جب وہ آپؐ کے قبضہ میں آ گئے آپؐ سے کہا کہ اے محمد آپ ان موالیوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے' جب دیر تک رسول اللہ ﷺ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمد آپؐ میرے موالیوں پر احسان کریں۔ اس پر آپؐ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصہ آ گیا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے۔ مگر اس نے کہا بخدا میں اسے ہرگز اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپؐ میرے موالیوں پر احسان نہ کر دیں گے اور ان کی جان بخشی نہ فرما دیں گے۔ ان میں چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ حبشیوں اور ایرانیوں سے مجھے بچایا ہے آپؐ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں' مجھے اندیشہ ہے کہ خود آپؐ پر مصائب نہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمہاری

خاطر چھوڑا۔

بنوقینقاع کی جلاوطنی:

اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو۔ ان پر اور اس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپؐ نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشت کار تھے۔ آپ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلاتِ کشاورزی کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ عبادہ بن الصامتؓ اس کام پر مقرر کیے گئے کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کرآئیں۔ چنانچہ یہ ان کو لے کر نکلے اور ذباب پہنچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور ہے۔ اس غزوہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

مال غنیمت کا پہلا خمس:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپؐ نے اپنا خاص حصہ لیا۔ خمس لیا اور عام حصہ لیا بقیہ چار حصوں کو صحابہؓ میں تقسیم کر دیا۔ یہ پہلا خمس ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لیا ہے۔ اس غزوہ میں آپ کا علم سفید حمزہؓ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشان نہ تھے۔ آپؐ مدینہ واپس آئے عید قربان آ گئی آپؐ نے اور خوش حال صحابہ کرامؓ نے ذوالحج کی دسویں تاریخ کو قربانی کی' آپؐ صحابہؓ کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے عید کی پہلی نماز پڑھائی۔ عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپؐ نے مدینہ میں صحابہ کو پڑھائی اور وہیں عیدگاہ میں آپؐ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

پہلی قربانی:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنوقینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح میں قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنوسلمہ میں قربانی کی تھی میں نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول اللہ ﷺ کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت نہیں بتایا ہے صرف یہ کہا ہے کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان میں ہوا جس میں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے قریش سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوئے اور آپؐ بنوسلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے قرع کی سمت پہنچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنوقینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں ۹ صفر ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس آ کر ان سے جہاد فرمایا آپؐ بدر سے بدھ کے دن جب کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں مدینہ واپس آئے بقیہ رمضان آپؐ نے وہیں بسر کیا پھر جب آپ کو معلوم ہوا کہ بنوسلیم اور غطفان فساد کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپؐ ان سے لڑنے کے لیے قرقرۃ الکدر تشریف لے گئے۔ آپ غرۂ شوال ۳ھ جمعہ کے دن آفتاب بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپؐ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آ گئے' صرف سات راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر کیں پھر آپؐ خود بنوسلیم سے لڑنے چلے۔ آپ ان کے ایک چشمۂ آب کدر نامی پر آئے یہاں آپؐ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذوالقعدہ آپؐ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کیے اسی اثناء میں آپؐ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۂ کدر کے لیے آپ محرم ۳ھ میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالبؓ آپؐ کے علمبردار تھے اور آپؐ نے ابن ام مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ غزوہ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور مجادلہ نہیں ہوا۔ آپؐ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے' ۱۱ شوال کو آپؐ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی فوج کے ساتھ بنوسلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے' یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ سنیچر کے دن جب کہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں۔ مدینہ آ گئے اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذوالحجہ تک رسول اللہ ﷺ مدینہ میں قیام فرما رہے پھر آپؐ اتوار کے دن جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۃ السویق کے لیے روانہ ہوئے۔

غزوۃ السویق:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ الکدر سے مدینہ واپس آ کر آپؐ نے ۲ھ کا بقیہ شوال اور ذوالقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذوالحجہ میں آپؐ غزوۃ السویق کے لیے ابوسفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

ابوسفیان کی نذر:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے مروی ہے کہ جب ابوسفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے نہ لڑوں گا کبھی غسل جنابت تک نہیں کروں گا۔ وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے قریش کے دو سو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا اس نے نجدیہ راہ اختیار کی وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تبت پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے آ کر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چل کر رات ہی میں بنونضیر کے یہاں آیا' حیی بن اخطب کے گھر جا کر دستک دی مگر اس نے دروازہ نہ کھولا' اور ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہو' وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا جو اس عہد میں بنوالنضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے پاس بلایا' کھانا کھلایا' شراب پلائی' ابوسفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔

ابوسفیان کا حملہ اور فرار:

اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کیے یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگا دی نیز ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جو اپنی کاشت میں موجود تھے وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے

انہوں نے ان دونوں کوقتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے اب تمام لوگ ان سے چوکنے ہو گئے اور ان کی خبر پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ خود ان کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چل کر قرقرۃ الکدر تک آئے مگر چونکہ ابوسفیان اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل چکی تھی۔ آپ وہاں سے پلٹ آئے' وہ بھاگتے وقت اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے اپنے زادراہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو لے کر پلٹ تو انہوں نے آپؐ سے کہا کیا آپ اسے بھی ہمارے لیے غزوہ بنانا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں!

ابوسفیان کے اشعار:

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لیے کہے تھے:

کـرو اعـلـیٰ یثـرب و جمعهم　　　فـان مـاجـمـعـوا لـکـم نـفـل

ترجمہ: ''یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیش قدمی کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ انہوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے''۔

ان یك یـوم الـقـلیـب کـان لهم　　　فـــان مـــابـعـــده لـکـــم دول

ترجمہ: ''اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی''۔

آلیــت ان لا اقــرب النسـاء ولا　　　یـمــس راسـی و خلدی الغسل

ترجمہ: ''میں نے قسم کھائی ہے کہ نہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا''۔

حتــی بتیــر و قبــائـل الاوس　　　و الـخــزرج ان الـفـواد مشتـعل

ترجمہ: ''جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کر دو گے اور میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے''۔

حضرت کعب بن مالک کے اشعار:

اس کے جواب میں کعب بن مالکؓ نے یہ شعر کہے:

تـلـهـف ام الـمـسـجـیـن عـلـی　　　جیـش ابـن حـرب الحرۃ الفشل

اذ یـطـر حـرف الرجال من شیلم　　　الـطیــر تــرقــی الـقـنة الـجبـل

جـاو والـجـمـع لو قیـس مبرکه　　　مــا کــان الا لـمـفـحص الدول

عـــار مـن الـنـعـرو والثروا و من　　　ابـطـال اهـل البطحاء و الاسئل

ترجمہ: ''موت ابن حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے جب کہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خور پرندے پہاڑ کی چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے اگر چہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہو گیا تھا جیسے کہ وہاں رسیاں بٹ گئی ہوں مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد سے محروم تھی اور اس میں بطحاء اور اسل کے دلاور بھی تھے''۔

واقدی کہتے ہیں کہ غزوۃ السویق ذوالقعدہ ۳ ہجری میں ہوا اور رسول اللہ ﷺ دوسو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے۔ اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہی واقعہ بیان کیا ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے البتہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ

خود ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرؓ کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہوگئی' اس کی اطلاع فوراً رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپ ؐ فوراً صحابہ کو لے کر اس کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آ سکا۔ چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کے تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زادراہ تھا' اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش:

اس سال یعنی ۳ ہجری کے ماہ ذوالحج میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا' رسول اللہ ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کے لیے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی ہے۔ اس لیے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول اللہ ﷺ نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپ ؐ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔



باب ۷

جنگ اُحد ۳ھ

غزوہ ذوامر:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آ کر آپؐ نے بقیہ ذوالحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا پھر آپؐ نے غطفان کے مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپؐ نے نجد میں قیام کیا پھر آپؐ مدینہ واپس آ گئے مگر کوئی مقابلہ یا مجادلہ نہیں ہوا۔ پھر ربیع الاول کامل یا کچھ ہی کم آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمایا' پھر آپ قریش اور بنو سلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور قرع کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ آپؐ نے اس مقام میں قیام کیا کوئی لڑائی یا آویزش نہیں ہوئے' پھر آپؐ مدینہ آ گئے۔

کعب بن الاشرف:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس سال آپؐ نے کعب بن الاشرف کے مقابلہ پر ایک مہم بھیجی۔ واقدی کے بیان کے مطابق یہ مہم اسی سال کے ربیع الاول میں بھیجی گئی اس کا واقعہ یہ ہے کہ بدر کے بعد جب آپؐ نے زید بن حارثہؓ اور عبداللہ بن رواحہ کو بشارت فتح دینے کے لیے مدینہ کے بالائی سطح کے باشندوں کے پاس بھیجا اور انہوں نے بدر کا سارا واقعہ بیان کیا کہ فلاں فلاں مشرک قتل کیے گئے۔ کعب بن الاشرف کو جو قبیلہ طے کے خاندان بنو نبہان سے تھا اور جس کی ماں بنوالنضیر سے تھی جب اس واقعہ کی خبر پہنچی اس نے لوگوں سے کہا کیا تم اس بیان کو سچ سمجھتے ہو جیسا کہ یہ دونوں بیان کر رہے ہیں کہ محمدؐ نے فلاں فلاں اشخاص کو جو عرب کے اشراف اور رؤساتھے قتل کر دیا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہوا ہے تو اب زندگی سے موت بہتر ہے چنانچہ جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین آ گیا وہ اپنی جگہ سے چل کر مکہ آیا اور مطلب بن ابی وداعہ بن ضمیرۃ السہمی کے پاس مہمان ٹھہرا' عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبدشمس اس کی بیوی تھی اس نے اسے بڑی عزت اور اکرام سے اپنے ہاں ٹھہرایا' اس نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جوش دلانا شروع کیا وہ اشعار سناتا تھا اور مقتولین بدر پر نوحہ کرتا تھا' پھر یہ مدینہ آ گیا اور یہاں اس نے ام الفضل بنت الحارث پر عاشقانہ شعر لکھے' اس کے بعد اس نے کسی اور مسلمان عورت کی تعریف میں عاشقانہ شعر کہے جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی اس پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کون ہے جو اس کا خاتمہ کر دے۔ بنی عبدالاشہل کے محمد بن مسلمہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں اس کا کفیل ہوتا ہوں' میں اسے قتل کر دوں گا' آپؐ نے فرمایا اچھا اگر ہو سکے تو اسے قتل کر دینا۔

ابونائلہ کی پیش کش:

محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے تین دن تک انہوں نے سوائے سدرمق کے نہ کھایا نہ پیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی' آپؐ نے ان کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی' انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی بات کہہ دی کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے پورا کر سکوں گا یا نہیں آپؐ نے فرمایا تم کو اس کی کوشش تو کرنا چاہیے انہوں نے کہا کہ اب مجھے عرض کرنا ہی پڑا آپؐ نے فرمایا خوشی سے کہو کیا بات ہے تم کو اس کی اجازت ہے' اب اس کے قتل پر محمد بن مسلمہ سلکان بن سلامہ بن وقش متعلقہ بنوعبدالاشہل' اور اسی خاندان کے حارث بن اوس بن معاذ اور بنی حارثہ کے ابوعبس بن جبر تیار ہوئے۔ اس جماعت نے خود جانے سے پہلے ابونائلہ سلکان بن

سلامہ کو ابن الاشرف کے پاس بھیجا' انہوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ ابونائلہ شعر بھی کہتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے پھر ابونائلہ نے اس سے کہا میں تمہارے پاس ایک ضرورت لے کر آیا ہوں اگر کسی سے بیان نہ کرو تو کہوں۔ اس نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا ابونائلہ نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے مصیبت ثابت ہوا ہے تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں تمام راہیں ہمارے لیے مسدود کر دی گئی ہیں۔ جس سے ہمارے اہل وعیال سخت مصیبت اور تنگی میں ہیں اور اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں۔ کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں اے ابن سلامہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کا حشر یہ ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں۔ سلکان نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ سامان خوراک فروخت کر دو اور میں تمہارے پاس رہن ہونے کے لیے آمادہ ہوں مگر اس معاملہ میں تم ہمارے ساتھ احسان بھی کرو۔ ابن الاشرف نے کہا تم اپنے بیٹے بطور رہن مجھے دے دو سلکان نے کہا تم مجھے ذلیل ورسوا کرنا چاہتے ہو۔ میرے ساتھ میرے اور دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں میرا ارادہ تھا کہ ان کو بھی اپنے ساتھ تمہارے پاس لے آؤں اور تم ان کے ہاتھ سامان خوراک فروخت کرو اور تمام جماعت میں سے صرف میں تمہارے پاس رہن رہ جاؤں جو اس معاملہ کی ضمانت کے لیے کافی ہے نیز انہوں نے اس خیال سے کہ وہ ان کے اسلحہ سے مشتبہ نہ ہو جائے اس وقت یہ بھی کہہ دیا کہ یہ جماعت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان نے اپنے دوستوں سے آ کر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اسلحہ لگاؤ اور چلو پہلے وہ مسلح ہو کر ان کے پاس جمع ہوئے پھر سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔

کعب بن الاشرف کا قتل:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جماعت کی مشایعت کے لیے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے ان کو رخصت کیا اور کہا کہ اللہ کا نام لے کر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت کر۔ ان کو رخصت کر کے رسول اللہ ﷺ چاندنی رات میں اپنے مکان تشریف لے آئے' وہ جماعت بڑھ کر اس کے قلعہ پہنچی ابونائلہ نے اسے آواز دی' چونکہ اس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنا لحاف اوڑھے بستر سے اٹھا' اس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم برسر پیکار ہو اور ایسے شخص کو قلعہ سے اتر نا نہ چاہیے' اس نے کہا کہ یہ ابونائلہ ہے اگر وہ مجھے سوتا ہوا پاتا تو کبھی نہ جگاتا اس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز میں شر معلوم ہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ اگر جواں مرد کو نیزہ زنی کے لیے بھی پکارا جائے تو اسے اترنا پڑتا ہے۔ چنانچہ وہ نیچے آیا۔ تھوڑی دیر تک یہ ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے پھر انہوں نے کہا ابن الاشرف اگر ہرج نہ سمجھو تو شعیب العجوز تک ہمارے ساتھ چلو وہاں بیٹھ کر ہم سب آج بقیہ رات باتوں میں گزاریں اس نے کہا میں تیار ہوں۔ وہ سب قلعہ سے نکل کر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابونائلہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کے پٹھے چھوئے پھر اس کے ہاتھ کو دبایا اور کہا کہ آج سے پہلے ایسی سہانی اور پر مہک رات دیکھنے میں نہیں آئی۔ تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابونائلہ نے پھر وہی حرکت اس کے ساتھ کی۔ اس کو اطمینان ہو گیا' پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد انہوں نے وہی کیا اور اس کی کاکلیں پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کر دو۔ کئی تلواریں ایک دم اس پر پڑیں مگر اس کا کچھ نہ بگڑا۔ محمد بن مسلمہؓ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کارگر نہیں ہوتیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں فولاد کا گولا بھی لگا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس کے توڑے میں رکھ کر اس سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پیڑو کو نشانہ بنایا وہ گر پڑا' اس گڑبڑ میں ہمارے کسی کے ہاتھ سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر

میں یا پاؤں میں تلوار کا زخم آیا اب ہم وہاں سے چلے اور بنو اُمیہ بن زید سے ہوتے ہوئے پھر بنی قریظہ اور بعاث سے گزرتے ہوئے عریض کے چٹیل میدان میں آئے۔ حارث بن اوس کو خون بہہ جانے کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی۔ ہم نے وہاں تھوڑی دیر ان کا انتظار کیا' وہ ہمارے نشان قدم پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آ گئے ہم ان کو اٹھا کر آخر شب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے آپؐ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' ہم نے سلام کیا' آپؐ ہمارے پاس نکل کر آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی آپؐ نے حارث کے زخم پر دم کر دیا۔ ہم اپنے گھر چلے آئے۔ صبح ہوئی تمام یہودی اس واقعہ سے خوفزدہ ہو گئے' کوئی ایسا نہ تھا جسے اب اپنی جان کا اندیشہ نہ ہو۔

محیصہ بن مسعود کا قبول اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ محیصہ بن مسعود نے یہودی سوداگر ابن سنینہ کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ حویصہ بن مسعود محیصہ سے عمر میں بڑا تھا اور اب تک اسلام نہیں لایا تھا' ابن سنینہ کے قتل کے بعد یہ محیصہ کو مارنے لگا اور کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ تو نے اس کی بہت سی چربی کھائی ہے۔ محیصہؓ نے کہا بخدا جس نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں ابھی تمہاری گردن مار دوں حویصہ کے اسلام لانے کی وجہ یہی بات ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی سے پوچھا کیا واقعی اگر محمد ﷺ تم کو میرے قتل کا حکم دیں تو تم مجھ کو قتل کر دو گے انہوں نے کہا بے شک اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیں تو میں تمہاری گردن مار دوں گا حویصہ نے کہا بخدا جس دین نے تم میں یہ انقلاب کر دیا ہے وہ بڑا عجیب ہوگا' اور پھر وہ اسلام لے آیا۔

حضرت ام کلثومؓ کا نکاح:

واقدی کے بیان کے مطابق یہ لوگ ابن الاشرف کا سر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے تھے۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاوّل میں ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نکاح عثمان بن عفانؓ سے ہوا اور جمادی الاخری میں رخصتی عمل میں آئی۔ نیز اس سال کے ربیع الاوّل میں آپؐ غزوہ اتمار کو جسے ذوامر کہتے ہیں تشریف لے گئے اس کے متعلق ابن اسحٰق کے بیان کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سائب بن یزید بن اخت النمر پیدا ہوئے۔

غزوہ القردۃ:

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الاخری میں غزوۃ القردۃ ہوا۔ اس کے امیر زیدؓ بن حارثہ تھے یہ پہلی مہم ہے جس میں زیدؓ امیر بنائے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اس مہم نے جو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی۔ قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابوسفیان تھا نجد کے ایک چشمہ قردۃ پر جا لیا اور لوٹ لیا۔ واقعۂ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا' اس لیے اس مرتبہ انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جو ان کی بہت بڑی تجارت تھی اس راہ سے شام چلے۔ انہوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو راہبری کے لیے اجرت پر ساتھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا انہوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آ لیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے۔ زید اس مال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

فرات بن حیان کا قبول اسلام:

واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہماری تجارت بند کردی ہے' وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہیں تو اپنی ساری پونجی ختم کردیں گے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے۔ صفوان نے پوچھا وہ کون ہے چونکہ آج کل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے' زمعہ نے کہا فرات بن حیان۔ ابوسفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا یہ سردی کے موسم میں انہیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن امیہ نے تجارت کے لیے ساتھ کیا تھا۔ زید بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انہوں نے اسے راستے میں روک کر اس پر قبضہ کرلیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے۔ اس غنیمت کا خمس بیس ہزار ہوا تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے لے لیا باقی چار حصے شرکائے مہم پر تقسیم کردیے۔

فرات بن حیان العجلی گرفتار کرکے آپؐ کے پاس لایا گیا۔ صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہ کریں گے۔ چنانچہ جب خود آپؐ نے اس کو دعوت دی وہ مسلمان ہوگیا۔ آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابورافع یہودی:

اس سال ابورافع یہودی قتل کردیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف کعب بن الاشرف کی مدد کرتا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سال کے نصف جمادی الاخری میں عبداللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لیے روانہ فرمایا۔ براء سے مروی ہے کہ آپؐ نے ابورافع کے لیے جو حجاز کے علاقہ میں رہتا تھا۔ چند انصاری بھیجے ان پر عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا یہ رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتا تھا اور آپؐ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا۔ جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہنچی اس وقت آفتاب غروب ہوچکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ چرا کر گھر لے آئے تھے۔ عبداللہ بن عقبہؓ یا عبداللہ عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو پھسلاتا ہوں شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آکر انہوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر اوڑھ لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی عبداللہ اگر اندر آنا چاہتے ہو آجاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں اندر چلا گیا۔ اور گدھوں کے اصطبل کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب سب لوگ اندر آگئے دربان نے دروازہ بند کرکے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں نے جا کر وہ کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔

ابورافع کا قتل:

رات کو لوگ ابورافع کے کوٹھے پر آکر قصے کہانیاں بیان کرتے تھے جب وہ لوگ اٹھ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا۔ جس دروازے کو کھولتا اسے اندر سے بند کرتا جاتا کیونکہ میں نے کہا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں گا وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے قریب آگیا وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے' اس لیے میں نے نام لے کر اسے آواز دی۔ اس نے پوچھا کون ہے۔ میں نے اس کی آواز پر تلوار ماری' چونکہ میں دہشت زدہ تھا اس لیے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا وہ چلایا' میں اس کے کمرے سے نکل آیا

مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا اور میں نے پوچھا ابورافع تم کیوں چلائے۔ اس نے کہا ابھی کسی شخص نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے' اب پھر میں نے اس پر کئی وار کیے میں نے اسے زخمی تو کر دیا مگر جان سے نہ مار سکا۔ میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے شکم میں بھونک دی اور اسے اس کی پیٹھ کے پار کر دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ میں واپس ہوا اور ایک ایک دروازے کو کھولتا ہوا آخری زینے پر آیا میں نے اپنا قدم اس پر اس طرح رکھا کہ گویا میں مسطح زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں چاندنی رات میں زینے سے گرا میری پنڈلی ٹوٹی میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھا اور اٹھ کر بڑے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور دل میں تہیہ کیا کہ جب تک مجھے اس کے قتل کا یقین نہ آ جائے گا ساری رات بیٹھا رہوں گا۔ جب علی الصباح مرغ نے بانگ دی فصیل پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے ابورافع کی موت کا اعلان کیا۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا میں نے کہا اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے اب بھاگ چلو۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا ان کو سارا واقعہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا۔ آپؐ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ گویا کبھی کوئی شکایت ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ مہم ۴ھ ذی الحجہ میں ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے روانہ فرمائی جو لوگ اس غرض سے بھیجے گئے تھے انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابوقتادہؓ، عبداللہ بن عتیکؓ، مسعود بن سنانؓ، اسود بن خزاعیؓ اور عبداللہ بن انیسؓ تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف جمعیتیں بھیجی تھیں جنگ احد سے قبل قبیلہ اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول اللہ ﷺ کی دشمنی اور ان کے خلاف ترغیب و تحریص کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ اب خزرج نے سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو خیبر میں مقیم تھا آپؐ سے اجازت مانگی اور آپؐ نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔

انصار کی جاں نثاری:

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کی جو کارسازی فرمائی ان میں سے یہ بات بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج نراونٹوں کی طرح آپؐ کی خدمت گزاری میں ایک دوسرے سے مسابقت کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے اگر اوس رسول اللہ ﷺ کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو فوراً خزرج کہتے کہ ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی جناب میں ہم پر بازی لے جائیں' اور اسی لیے جب تک وہ خود ویسی ہی خدمت انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے۔ یہی حال ان کے مقابلہ میں قبیلہ اوس کا تھا۔ چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو اس کی رسول اللہ ﷺ سے عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا خزرج نے کہا کہ ہم کبھی اس فضل کا سہرا صرف انہیں کے سر نہ رہنے دیں گے۔ اس خیال سے انہوں نے پوچھنا شروع کیا کہ اور کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ کعب بن الاشرف تھا۔ لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا نام لیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے اجازت دے دی۔ جب خزرج نے خاندان بنوسلمہ کے آٹھ آدمی عبداللہ بن عتیک' سنان' عبداللہ بن انیس' ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور خزاعی بن الاسود رضی اللہ عنہم ان کے وہ حلیف جو اسلام لے آئے تھے اس کے قتل کے لیے چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

قتل ابورافع کی دوسری روایت:

یہ جماعت مدینہ سے چل کر خیبر آئی اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے گھر گئی' اس کے محل میں جتنے حجرے تھے ان سب کے دروازے یہ اپنے پیچھے بند کرتے چلے گئے۔ وہ اپنے ایک کوٹھے پر تھا وہاں جانے کے لیے رومی زینہ لگا ہوا تھا ہوا تھا یہ اس پر چڑھ کر اس کی خواب گاہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی' اس کی بیوی نکل کر آئی۔ اس نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم عرب ہیں سامان خوراک خریدنے آئے ہیں۔ اس نے کہا صاحب موجود ہیں چلو۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندر جا کر ہم نے اس کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا اس طرح ہم' وہ اور اس کی بیوی سب بند ہو گئے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس سے مقابلہ ہوا تو یہ عورت ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہو جائے گی' وہ چلائی اور اس نے ہمارے گھس آنے کا شور مچا دیا ہم ابن ابی الحقیق پر تلواریں لے کر لپکے' وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا بخدا رات کی تاریکی میں صرف اس کے گورے رنگ نے جو معلوم ہوتا تھا کہ مصری چمک دار ململ پڑی ہوئی ہے ہمیں اس کا پتہ دیا۔ جب اس کی بیوی نے ہمارے آنے کا شور مچایا ہم میں سے ایک صاحب نے اس پر تلوار اٹھائی مگر ان کو رسول اللہ ﷺ کی ممانعت یاد آ گئی۔ انہوں نے ہاتھ روک لیا ورنہ اسی شب اس کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ کئی تلواریں اس پر ماریں۔ عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں اپنی تلوار بھونک کر اس پر اپنا تمام بوجھ ڈال دیا جس سے وہ آر پار ہو گئی۔ ابورافع کہہ رہا تھا: مجھے مار ڈالا' مجھے مار ڈالا۔

اس کا کام ختم کر کے ہم وہاں سے نکلے' چونکہ عبداللہ بن عتیک کی بصارت کمزور تھی وہ زینے سے پھسل گئے جس سے ان کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی۔ ہم ان کو وہاں سے اٹھا کر ایک چشمہ کے دہانے پر جو وہیں تھا لائے اور وہیں ان کو بٹھا دیا۔ خیبر والوں نے فوراً سارے قلعہ میں آگ روشن کی اور ہر سمت ہماری تلاش میں دوڑے۔ جب ہم ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ کر اپنے صاحب کے پاس آ گئے اور اسے کفن پہنا دیا۔ یہ آخر وقت تک ان کے قضیے فیصل کرتا رہا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ دشمن خدا مر گیا ہے' ہم میں سے ایک صاحب نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں' چنانچہ وہ جا کر دوسرے یہودیوں میں گڈمڈ ہو گئے۔ ان صاحب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابورافع کو جا کر دیکھا کہ بہت سے یہودی وہاں جمع ہیں' اس کی عورت چراغ سے اس کی صورت دیکھ رہی ہے اور دوسرے یہودیوں سے کہہ رہی ہے کہ بخدا میں نے ابن عتیک کی آواز کو شناخت کیا ہے۔ اس پر میں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابن عتیک یہاں کہاں۔ اس کے بعد پھر اس نے چراغ سے ابورافع کی صورت دیکھی اور کہا کہ الٰہ یہود کی قسم ان کا دم نکل گیا۔ اس جملہ کو سن کر جو لذت مجھے حاصل ہوئی وہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ صاحب پھر ہمارے پاس آ گئے اور انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا ہم اپنے ساتھی کو لاد کر چلے' رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی۔ اس کے قتل کے متعلق ہم میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر صاحب اس کے مدعی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ۔ ہم لے گئے آپؐ نے ان کو دیکھ کر عبداللہ بن انیس کی تلوار کے لیے کہا کہ اس سے وہ مارا گیا ہے کیونکہ مجھے اس میں ہڈیوں کا اثر نظر آ رہا ہے۔

حسانؓ بن ثابت کے اشعار:

کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے:

لـلّـه درعـصـابة قيتهـم — يـا ابن الحقيق وانت يا ابن الاشرف

ترجمہ: ''وہ کیا اچھی جماعت تھی جس سے اے ابن الحقیق اور اے ابن الاشرف تمہارا مقابلہ ہوا''۔

یسرون بالبیض الخفاف الیکم بطراً کاسد فی عرین مغرف

ترجمہ: ''وہ تیز تلواریں لے کر تمہاری طرف اس طرح جوش میں بڑھے جیسے کہ شیر اپنی گوی میں جاتا ہے''۔

حتی اتوا کم فی محل بلادکم نسقو کم حتفا ببیض وزف

ترجمہ: ''انہوں نے تمہارے گھر میں گھس کر تم کو شمشیر براں سے موت کے گھاٹ اتارا''۔

مستبصرین لنصر دین نبیھم مستضعفین لکل امر مجحف

ترجمہ: ''یہ جو کچھ انہوں نے کیا اپنے نبیؐ کے دین کی حمایت میں کیا ہے اور اس کے لیے انہوں نے دشوار ترین کام کو معمولی سمجھا''۔

عبداللہ بن انیس کا بیان:

عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو جماعت بھیجی اس میں عبداللہ بن عتیک خود میں۔ ابوقتادہ' ایک ان کا حلیف اور ایک انصاری تھے' ہم سب رات کو خیبر آئے۔ ہم نے شہر کے دروازوں کو جا کر باہر سے بند کیا اور ان کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں اور ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ پھر اس کوٹھے پر گئے جہاں ابن ابی الحقیق تھا' میں اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھے ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے عبداللہ بن عتیکؓ نے اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے۔ ابن الحقیق نے کہا کیا کہتی ہو وہ تو یثرب میں ہے اس وقت یہاں کہاں دروازہ کھول دو' ایسے وقت میں کسی شریف کے در سے سائل کو رد نہیں کیا کرتے۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں اور عبداللہ بن عتیکؓ اندر آئے اور انہوں نے اس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کر دو۔ میں تلوار اٹھائے اس کو مارنے چلا۔ مگر مجھے یاد آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرما دی ہے۔ اس خیال سے میں رُک گیا۔ عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرے کمرے میں میری نظر اس کے نہایت ہی گورے رنگ پر گئی جب اس نے مجھے تلوار لیے ہوئے دیکھا اس نے تکیہ اٹھایا اور اس سے وہ اپنا بچاؤ کرنے لگا۔ میں اس پر وار کرنے چلا مگر موقع نہ ملا اس لیے میں نے تلوار اس کے جسم میں بھونک دی اور زخمی کر دیا۔ پھر میں نے عبداللہ بن انیسؓ سے آ کر کہا کہ تم جا کر اس کا کام تمام کر دو انہوں نے اس کے پاس جا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ قتل کر کے میں عبداللہ بن عتیکؓ کے پاس آیا اور ہم دونوں وہاں سے نکلے اس کی بیوی نے شور مچایا مار ڈالا۔ مار ڈالا' عبداللہ بن عتیک زینے میں گر پڑے اور چلائے میرا پاؤں ٹوٹ گیا' میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں ان کو اٹھا لایا اور نیچے زمین پر لا کر بٹھایا' پھر میں نے ان سے کہا کہ تمہارا پاؤں اچھا ہے چوٹ نہیں آئی ہے ہم دونوں چلے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور پھر سب وہاں سے چل دیے۔ مجھے یاد آیا کہ میں اپنی کمان زینے میں چھوڑ آیا ہوں میں اسے لینے پلٹا' وہاں جا کر دیکھا کہ تمام خیبر امنڈ آیا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا' کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ میں نے بھی یہی کہا کہ جسے میں نے دیکھا یا اس نے مجھے دیکھا اس سے میں نے یہی کہنا شروع کیا کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا اب میں زینے پر چڑھا بہت سے لوگ اس پر چڑھ رہے تھے اور اتر رہے تھے' اسی ہنگامے میں جا کر میں نے اپنی کمان اٹھائی اور پھر وہاں سے نکل کر اپنے

دوستوں کے پاس پہنچ گیا دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے' دن کے وقت جب ہم کہیں چھپ کر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تا کہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتا دے' اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضاء آئے' یہاں میں نگہبان ہوا مگر موسیٰ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا۔ عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی' وہ بھاگے میں ان کے پیچھے چلا مدینہ کے قریب آ کر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ انہوں نے پوچھا کیا بات تھی کہ تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی۔ میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لیے ایسا اشارہ کر دیا تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ بنت عمرؓ سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن خدافۃ السہمی سے ان کا نکاح ہوا تھا وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال سنیچر کے دن ۷ر شوال ۳ ہجری میں جنگ اُحد ہوئی۔

جنگِ اُحد:

ابو جعفر کہتے ہیں کہ واقعۂ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساء کا قتل جنگ اُحد کا باعث بنا۔

جنگ کی تیاری:

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ' عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انہوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش محمدؐ نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمہارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابوعزہ کا تہامہ کا دورہ:

ابوسفیان اور دوسرے مالکان قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ جیوش اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے دوسروں کو ورغلایا۔ ابوعزہ عمر بن عبداللہ الجمحی بدر میں قید ہو کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اس نے آپؐ سے درخواست کی کہ میں مفلس ہوں' عیال دار ہوں محتاج ہوں' آپؐ خود میری حالت سے واقف ہیں آپؐ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو' آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ تم جواں مرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ صفوان نے کہا نہیں تم ضرور ہماری مدد کرو میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اور اگر مارے گئے تو تمہاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کروں گا۔ اس لالچ پر ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا اسی طرح مسافع بن عبدمناف بن وہب بن حذافہ بن جمع بنی مالک بن کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو

حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اس کا نشانہ خطا کرتا تھا بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا طعیمہ کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ حبوش' بنو کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ جنگ کے لیے چلے انہوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں وہ زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوسفیان بن حرب امیر جماعت نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو' صفوان بن امیہ بن خلف نے برزہ کو یا کرہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفیہ' عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت مینو بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاص کی ماں کو' طلحہ بن ابی طلحہ اور ابوطلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شہیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع' جلاس اور کلاب کی ماں تھی ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن الفرب جو بنو مالک بن حل کی عورت تھی۔ اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لیے نکلی یہ مصعبؓ بن عمیر کی ماں ہے۔ عمرو بنت علقمہ بنوالحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ والی بھی لڑائی میں گئی۔

ہند بنت عتبہ اور وحشی غلام:

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گزرتی یا وہ اس کے پاس سے گزرتا کہتی اے ابوسمہ یہ وحشی کی کنیت تھی۔ تو میرا دل ٹھنڈا کر اور اپنا دل بھی ٹھنڈا کر' قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصلہ کنارے پر بطن جنحہ کے پہاڑ میں مقام عنیین پر آ کر فروکش ہوئے۔

حضرت محمد ﷺ کا خواب:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ "میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آ کر اترے ہیں پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے"۔

مسلمانوں کا بیرون مدینہ مدافعت پر اصرار:

قریش جبل اُحد میں بدھ کے دن آ کر اترے تھے یہ اس دن' جمعرات' اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے نماز جمعہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپؐ نے احد کی گھاٹی میں کی اور سنیچر کے دن نصف شوال میں جنگ احد ہوئی۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے مقابلہ پر نکلنے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ آپؐ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا

ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیش قدمی کی ہمیشہ اسے زک ہوئی۔ آپؐ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقابلہ بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہوگی' اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگ باری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل مرام پسپا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزومند تھے وہ برابر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑے رہے کہ آپ خود چلیں۔ آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپؐ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپؐ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپؐ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ آپ کو اس بات کے لیے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔

حضرت نعمان بن مالکؓ:

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے اتباع کے ساتھ احد پر آ کر فروکش ہوئے ہیں۔ آپؐ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں۔ انہوں نے کہا کہ آپؐ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا جناب والا خود ہمارے علاقہ میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جب کہ خود آپؐ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول اللہ ﷺ آپؐ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نکلیے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آ کر آپؐ سے لڑیں تا کہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔ اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپؐ نے پوچھا کیسے؟ انہوں نے کہا اس لیے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپؐ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ سے ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

مسلمانوں کی پشیمانی:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب بدن کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ پر تو خود وحی آتی ہے اس لیے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپؐ کے پاس معذرت کے لیے آئے اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مگر کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی کی واپسی:

آپؐ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپؐ نے ان سے کہا کہ اگر تم ثابت قدم رہو گے فتحیاب ہو گے۔ جب آپؐ مدینہ سے نکل گئے عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گیا۔ ابو جابر السلمی ان کو پھر بلا کر لانے ان کے تعاقب میں گئے عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا ۔ (جب تمہاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر

اللہ نے ان کو بچالیا اور وہ بقیہ سات سو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُحد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ زرہ پہن کر صحابہؓ کے پاس آئے انہوں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کی خلاف مرضی آپؐ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔ اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو اگر آپؐ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں آپؐ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ سزاوار نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے اسے بغیر لڑے اتارے۔ آپؐ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپؐ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی بخدا اے لوگو! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بد باطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنوسلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے۔ اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبیؐ اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو' وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انہوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا اس نے مایوس ہو کر کہا کہ اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمہارے مقابلہ میں اللہ میرے لیے کافی ہے۔

مسلمانوں اور کفار کی تعداد:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے' ان میں سات سو زرہ پوش تھے ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے' ایک رسول اللہ ﷺ کا اور ایک ابو بردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

مسلمانوں کی شیخین سے روانگی:

سر شام طلوع شفق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شیخین سے روانہ ہوئے یہ مقام دو حجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام شیخین ہو گیا۔ یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔ مغرب کے بعد آپؐ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زید بن ثابت' ابن عمرؓ، اسید بن ظہیر براء بن عازب اور عرابہ بن اوس تھے۔ نیز آپؐ نے ابو سعید الخدری کو واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانے کی اجازت دی۔ پہلے تو آپؐ نے رافع کو بھی کمسن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافع اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دے دی۔

سمرہؓ اور رافع کی کشتی:

محمد بن عمر سے مروی ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مری بن سیان بن ثعلبہ ابو سعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ' مری کے ربیب تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپؐ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے ان میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا۔ ان میں آپؐ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہؓ نے اپنے مربی مری بن سنان سے کہا کہ باوا جان رسول اللہ ﷺ نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا حالانکہ میں اسے

کشتی میں ٹپک دیتا ہوں۔ مری نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ کمسن کہہ کر آپؐ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اسے ٹپک دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہؓ نے رافع کو گرا دیا۔ آپ نے ان کو اجازت دے دی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ ابوحشمة الحارثی اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کے راہنما تھے۔

مربع بن قیظی منافق: 12

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر بنو حارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے۔ گھوڑے نے اپنی دم ماری وہ تلوار کے کتے کو لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے جو فال لینے کے دلدادہ تھے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکل کر رہیں گے۔ پھر آپؐ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچا دے کہ ہم ان کے سامنے برآمد نہ ہوں۔ بنو حارثہ بن حارث کے ابوحشمہ نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں لے چلتا ہوں' آپؐ نے اسے آگے کیا وہ رسول اللہ ﷺ کو بنو حارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر ان کے کھیتوں میں لے آیا اور انہیں میں وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی آہٹ سن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو میں تمہارے لیے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا: اے محمدؐ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمہارے منہ پر پڑے گی تو میں اسے تمہارے منہ پر مار دوں' اس کی اس گستاخی پر مسلمان اس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو الاشہل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سمت چلے گئے اور احد سے اس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تیراندازوں کا دستہ:

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لیے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تاحکم لڑائی کی ممانعت کر دی ایک مسلمان نے کہا کہ بنو قیلہ کے تمام کھیت چرا لیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپؐ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے قریش نے بھی جنگ کے لیے صف بندی کی ان کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انہوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے قدر اندازوں پر بنو عمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے مقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی' اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے یورش نہ کرنے دینا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر معرکہ میں برآمد ہوئے تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا عبداللہ بن جبیر کو حکم:

براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا' آپؐ نے عبداللہ بن جبیر کی امارت میں چند آدمیوں کو قدر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان

کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لیے بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لیے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹایا کہ ان کے پازیب دکھائی دینے لگے' ان لوگوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت عبداللہ بن جبیرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو! کیا تم کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں رہا' مگر انہوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے۔ اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیئے اور ستر مسلمان کام آئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابن سفیان ۳ رشوال کو احد آ کر فروکش ہوا رسول اللہ ﷺ جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اس کے لیے دعوت دی وہ جمع ہو گئے آپؐ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اس روز ان کے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے آپؐ نے اپنا علم قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا حمزہ بن عبدالمطلب کو آپؐ نے اپنے آگے بھیج دیا تھا یہ حسر آئے' مشرکین کی سمت سے خالد بن ولید جس کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا لڑنے کے لیے سامنے آئے آپؐ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن ولید کے سامنے جا کر میرے حکم تک ٹھہرے رہو اور دوسرے سواروں کو آپؐ نے دوسری سمت جا کر تا حکم ٹھہرانے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آیا آپؐ نے زبیر کو حملہ کا حکم بھیجا۔ انہوں نے خالد بن الولید پر حملہ کیا اللہ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دی اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اپنے قول من بعد ما اراکم ماتحبون تک تلاوت فرمایا اور یہ بھی کہا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہوا سے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے یورش نہ کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپؐ کے عقب میں حفاظت کے لیے متعین کیے گئے تھے انہوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آ کر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضہ میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا (تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے۔ و منکم من یرید الآخرہ۔ (اور تم میں بعض آخرت کے طلب گار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابہؓ رسول اللہ ﷺ میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

حضرت علیؓ اور طلحہؓ بن عثمان کا مقابلہ:

سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول اللہ ﷺ مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے قدر انداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے مواجھ میں کھڑے ہوئے آپؐ نے ان کو ہدایت کی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے۔ آپؐ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان قدر اندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا' اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعے فوراً جنت میں

داخل کر دے گا۔ لہٰذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے۔ علیؓ بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کر دوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں' علیؓ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کر دیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو' علیؓ نے اسے چھوڑ دیا رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی' صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کر دیا' کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہوگئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔ پھر زبیرؓ بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگا دیا۔

تیراندازوں پر خالد بن ولید کا حملہ:

خالد بن الولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کر دیا۔ قدر اندازوں نے تیروں سے ان کی خبر لی جس سے خالد رک گیا' مگر اس کے بعد جب قدر اندازوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لیے اصل فوج میں جا ملا تھا۔ خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم قدر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کر کے قدر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی ﷺ کے صحابہؓ پر حملہ کیا۔ مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انہوں نے جنگ کے لیے ایک دوسرے کو للکارا' اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تلوار اور حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ:

زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول اللہ ﷺ ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کر دے۔ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپؐ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لیے لیتا ہے۔ میں نے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مستحق ہوں' آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے۔ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا اور وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر بھاگ کر بچنے نہ پائے۔ پھر آپؐ نے وہ تلوار ان کو دے دی۔ ابودجانہ جب لڑنے نکلتے تو سر پر علامت کے لیے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج یہ کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انہوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا۔ بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی:

نحن بنات طارق ان تقبلوا لغانق و نبسط التمارق او تدبروا الفارق

فراق غير وامق

ترجمہ: ''ہم خاندانی بیبیاں ہیں' آگے بڑھو گے گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی' اگر منہ موڑو گے الگ ہو جائیں گی اور اس کی ہمیں کچھ پروا نہ ہوگی''

ابو دجانہؓ نے اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہاری تمام کارگزاری میں نے دیکھی مگر اس کی وجہ کیا ہوئی کہ عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابو دجانہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی متکبرانہ چال:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپؐ نے ان کو وہ تلوار نہ دی' بنوساعدہ کے ابو دجانہؓ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے۔ ابو دجانہؓ نے کہا میں اس حق کو پورا کرنے کے لیے اسے لیتا ہوں' آپ نے تلوار ان کو دے دی۔ ابو دجانہؓ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے کر انہوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنوسلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو دجانہ کو اس طرح اکڑتے چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہوجاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا پیام:

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے بیچ میں سے علیحدہ ہوجاؤ۔ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمہارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انہوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

ابو عامر فاسق اور انصار:

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنوضبیعہ کا ابو عامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوعمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ کہی ہے یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابو عامر حبیوش اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے برآمد ہوا اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلہ اوس میں عامر ہوں۔ انہوں نے جواب دیا' اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے' اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اس کا لقب فاسق کر دیا تھا۔ جب اوس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔ ابوسفیان نے اپنے بنوعبدالدار کے نشان داروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لیے ان سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علمبردار تھے۔ اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو' ہر فوج پر اس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں یا تو تم ہمارے لیے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہوجاؤ ہم سنبھال لیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور داد مردانگی دیں گے ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا۔ جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے

کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر ان کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

قریشی عورتوں کا رجز:

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہند بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ مردوں کے عقب میں کھڑی ہو گئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں' اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:

ان تقبلوا الغالق و نفرش التمارق او تدبروا نفارق فراق غیر وامق

ترجمہ: ''اگر آگے بڑھو گے ہم گلے لگائیں گی اور گدے بچھائیں گی اگر منہ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر دیں گی''۔

نیز اس نے کہا:

ویھاً بنی عبدالدار ویھاً حماۃ الادبار ضرباً بکل تبار

ترجمہ: ''اے بنو عبدالدار' اے پشت بچانے والو' شمشیر براں سے مارو''۔

اب عام جنگ شروع ہو گئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابودجانہؓ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا' وہ حمزہؓ بن المطلب اور علیؓ بن ابی طالب کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے ایفاء کیا' انہوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہو گئی۔

حضرت محمد ﷺ کے متعلق افواہ:

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کے خادموں اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا ان کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی' اتنے میں جب کہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا ہمارے تیرانداز لوٹنے کے لیے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انہوں نے دشمن کے رسالہ کے لیے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا' چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آ لیا' اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

کفار کا علم:

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا پڑا تھا اسے عمرہ بنت علقمۃ الحارثیہ نے قریش کے لیے اٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے آ گھیرا یہ نشان بنو ابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا ان کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اٹھایا' وہ لڑا اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیے گئے تب اس نے اپنے سینے سے اسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بار الہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔ جب فریقین میں اس معرکہ کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابتؓ نے اس صواب ان کے علمبردار کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

ابورافع سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا رسول اللہ ﷺ کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی۔ آپؐ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو۔ انہوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنو عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپؐ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے

ہیں اور میں ان سے ہوں جبرئیل نے کہا اور میں آپؐ دونوں کا تیسرا ہوں۔ نیز صحابہ ؓ نے یہ آواز بھی سنی: لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی. (تلوار صرف ذوالفقار ہے' اور جواں مرد صرف علیؓ ہے)

مسلمانوں پر عقب سے حملہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آ لیا گیا وہ بھاگے۔ مشرکین نے ان کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے' ایک مارا گیا' ایک زخمی ہوا' اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول اللہ ﷺ جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں' خود آپؐ کے سامنے کے چوکے میں سے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا منہ شق ہو گیا۔ رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہ نے آپؐ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری۔ آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جس روز آپؐ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپؐ کے چہرے پر زخم لگا' خون آپؐ کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ آپؐ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کیوں کر فلاح پا سکتی ہے مگر اس حال میں بھی آپؐ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیت نازل فرمائی: لیس لک من الامر شئی. ''اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ پر مسلمانوں کی جاں نثاری:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپؐ پر یورش کی آپؐ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمر بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن السکن پانچ انصاریوں کے ساتھ یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیاد بن السکن اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کی مدافعت کے لیے ان سے آ کر لڑنے لگے ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے آخری آدمی زیاد یا عمارہ بن السکن تھے وہ لڑتے رہے آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بے کار ہو گئے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپؐ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ۔ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا اور اسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انہوں نے جان دے دی ابودجانہ اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لیے بمنزلہ ڈھال بن گئے' تیر آ کر ان کی پیٹھ میں لگ رہے تھے' مگر وہ آپؐ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے' یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ کے لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ' شدہ شدہ آپؐ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں انی نہ تھی مگر آپؐ نے یہی فرمایا: اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی' اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا۔ یہ ان کے پاس تھی' اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آ پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقت ور ہو گئی۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مصعب بن عمیرؓ آپؐ کے علمبردار لڑے اور مارے گئے' ان کو قمیہ

اللیثی نے شہید کیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول اللہ ﷺ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

مصعبؓ کی شہادت کے بعد آپؐ نے اپنا علم علیؓ بن ابی طالب کو دے دیا حمزہؓ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انہوں نے الطاۃ بن عبد شرحبیس بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں تھا قتل کر دیا۔ پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزیٰ الغبشانی ان کے پاس سے گزرا' حمزہؓ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آ۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی دونوں کا مقابلہ ہوا' حمزہؓ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہؓ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ' سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا بھالا نشانہ زنی کے لیے ہاتھ میں لے کر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہو گیا اور مطمئن ہو گیا میں نے اسے ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کے پیڑو پر لگا' اور دونوں ٹانگوں کے بیچ میں سے نکل گیا وہ میری طرف بڑھے پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے جب وہ مر گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا بھالا نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر فرودگاہ میں چلا گیا۔ کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم بن ثابت:

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن اُبی الافلح نے مسافح بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا مسافح کو جب تیر آ کر لگا وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا' سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے اس نے کہا میں نے اس شخص کو جب اس نے میرے تیر مارا یہ کہتے سنا اسے سنبھال میں ابن الافلح ہوں سلافہ نے کہا وہ افلحی ہے' پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

انس بن النضر کی جاں نثاری:

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالکؓ کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے جو چند مہاجرین کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ مارے گئے انسؓ نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے' اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا ہے اپنی جانیں دے دو۔ یہ کہہ کر خود وہ تو دشمن کے سامنے آئے لڑے اور مارے گئے۔ انہیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے صرف ان کی بہن ان کی خوبصورت

انگلیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ ﷺ یہ موجود ہیں' اس پر آپؐ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا کہ آپؐ موجود ہیں وہ آپؐ کے پاس آ گئے' آپؐ درے کی طرف چلے' آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب' ابوبکرؓ بن ابی قحافہ، عمرؓ بن الخطاب' طلحہ بن عبیداللہؓ، زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمد کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں' آپؐ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپؐ سے کہا آپؐ فرمائیں تو ہم سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپؐ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو' جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ:

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپؐ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تا کہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے بلکہ ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے۔ قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پانی پینے سے انکار:

جب رسول اللہ ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے اپنی چرمی ڈھال کو چونا پینے کے دنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھرا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تا کہ آپؐ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لیے آپؐ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون آلود چہرہ:

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا' میں

یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت بدخواہ اور اپنی قوم میں متبغوض ہے مگر رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسولؐ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہوگا مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

ابن قمیہ:

سدی سے مروی ہے کہ بنوالحارث بن عبدمناۃ بن کنانہ کے ابن قمیۃ الحارثی نے رسول اللہ ﷺ کے قریب آ کر آپؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا۔ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا اس کے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے۔ آپؐ کے صحابہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ' میرے پاس آؤ' تمیں صحابہ آپؐ کے پاس اکٹھے ہو گئے وہ سب آپؐ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہؓ اور سہیلؓ بن حنیف کے علاوہ کوئی آپؐ کے قریب نہ ٹھہرا' طلحہؓ نے عقب سے آ کر آپ کو بچایا ایک تیر ان کے ہاتھ میں آ کر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ ابی بن خلف الجمحی آپؐ کے سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپ پر حملہ کیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی زرہ کے گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا مگر اسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح سے خراٹے لینے لگا' اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھا لیا اور تسکین دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آ جاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہو گیا۔ تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش! کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے' اے دوستو! محمدؐ مارے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کرے سب کو تہ تیغ کر ڈالے' واپس چلو' انس بن النضر نے کہا' اے میرے دوستو! اگر محمدؐ مارے گئے تو کیا ہوا محمد کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہٰذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ خداوندا جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس سے میں تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انہوں نے تلوار سنبھالی' دشمن پر حملہ کیا جاں نثاری سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ کا اجتماع:

رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو بلانے چلے' چلتے چلتے آپؐ چٹان والوں کے پاس پہنچے' ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول اللہ ﷺ کو نشانہ بنانا چاہا' آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ پایا وہ بہت خوش ہوئے' اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپؐ کے صحابہؓ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہؓ یک جا ہو گئے اور ان میں خود رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے ان کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ مارے گئے لہٰذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں:

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ' اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ

يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿﴾

''اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا''۔

ابوسفیان کی پیش قدمی وپسپائی:

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا' پھر آپؐ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا' انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو:

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ' حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا' آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے کہا' کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمدؐ تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض' اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے: فاثابکم غماً بغم لکیلا تحزنوا علی مافاتکم و لا اصابکم یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ:

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے' قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپؐ تھکے ہوئے تھے دوسرے دوہری زرہیں پہن رکھی تھیں اس لیے آپؐ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبیداللہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت و غسل ملائکہ:

حنظلہ رضی اللہ عنہ بن ابی عامر کا جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انہوں نے ابوسفیان پر قابو پالیا فوراً ہی شداد بن الاسود ابن شعوب کی نظران پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہؓ ابوسفیان پر قابو پاچکے ہیں اس نے تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ تمہارے دوست حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے۔ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا بے شک دشمن کی یورش کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شداد بن الاسود:

شداد بن الاسود نے حنظلہؓ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہؓ کے مقابلہ میں شداد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شداد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

شہدائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مثلہ:

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہندہ بنت عتبہ اپنی ساتھیوں کے ساتھ شہید صحابہؓ رسولؐ اللہ کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انہوں نے مقتولین کے کان ناک کاٹے یہاں تک کہ ہندہ نے ان کے کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے بازو بند اور ہنسلی بنائی اور خود اپنا بازو بند، ہنسلی اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے ڈالیں۔ اس نے حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چباڈالا مگر وہ پچا نہیں اس نے پھر اگل دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک بلند چوٹی پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور اصحابِؓ رسولؐ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب سے بیان کی گئی انہوں نے حسانؓ سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہندہ کے قول کو سنتے۔ وہ چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ پر رجز پڑھ رہی ہے اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اسے بیان کررہی ہے۔ حسانؓ نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی اطم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے بھالے کو گرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جارہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہندہ کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبرلوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسان کو سنائے انہوں نے ہندہ کی ہجو کہی۔

ابوسفیان کی لن ترانی:

براءؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تیسری مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے اس خاموشی پر ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمرؓ بن الخطاب سے نہ رہا گیا انہوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابوسفیان کہنے لگا ہبل کی جے، ہبل کی جے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عزیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں؟

آپؐ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی والی و مالک نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈھول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو بری نظر سے دیکھا۔

حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے حرمتی:

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اس نے ان سے کہا کہ ذرا یہاں آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے ابوسفیان نے ان سے کہا اے عمرؓ! میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ہرگز نہیں وہ اس وقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اس کے دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمد کو قتل کر دیا ہے تمہارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمہارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لیے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ برا۔ حالانکہ بنوالحارث بن عبدمناۃ کے جلیس بن زبان نے جو اس روز جیوش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا' لے اس کا مزہ چکھ اور پھر اس نے کہا اے بنوکنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خاموش رہو' اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہوگئی۔

ابوسفیان کے تعاقب کا حکم:

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر سے پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابیؓ سے کہا کہہ دو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں اگر انہوں نے گھوڑوں کو کوتل ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اس کے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔

علیؓ کہتے ہیں حسب الحکم میں ان کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو کوتل کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا۔ مگر جب میں نے ان کو مکہ جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے باوجود اس خوشی کی وجہ سے کہ میں نے ان کو بجائے مدینہ جانے کے مکہ جاتا ہوا دیکھا تھا چھپا نہ سکا اور میں چلاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

حضرت سعدؓ بن الربیع کی شہادت:

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعدؓ بن

الربیع نے جنگ میں کیا کیا (یہ سعدؓ بنوالحارث بن خزرج سے تھے) آیا وہ زندہ ہیں یا مر گئے؟ ایک انصاری نے کہا رسول اللہ ﷺ میں دیکھ کر آتا ہوں' وہ میدان کارزار میں گئے ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت مجروح ہیں اور صرف سانس باقی ہے۔ یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعدؓ سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا ختم ہو گئے۔ سعدؓ نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول اللہ ﷺ سے میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپؐ سے عرض پرداز ہے کہ اللہ آپ کو بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمہاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ تمہارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ حمزہؓ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے۔ آپؐ نے ان کو وادی کے شکم میں مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔ ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر کی روایت:

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں مقتول دیکھا آپؐ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تا کہ درندے اور پرندے ان سے شکم پری کر لیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطاء کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کو آپؐ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے' انہوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں ابدالآباد تک کسی دن ان مشرکین پر فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسی ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں: و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به و لئن صبرتم لهو خير للصابرين . آخر سورہ تک نازل فرمایا: ''اور اگر تم بدلہ لو تو ایسا کرو جیسا تمہارے ساتھ کیا گیا۔ اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے''۔ اس وحی کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو معاف کر دیا یا خود صبر کر لیا اور مقتول کے جسم کو قطع و برید کرنے کی ممانعت کر دی۔

حضرت صفیہ کا صبر وایثار:

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ صفیہؓ بنت عبدالمطلب اپنے حقیقی بھائی حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے آئیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے زبیر بن العوام سے کہا کہ تم ان کے پاس جاؤ اور لوٹا دو تا کہ جو کچھ ان کے بھائی کے ساتھ ہوا ہے وہ اسے دیکھنے نہ پائیں۔ زبیرؓ ان کے پاس گئے اور کہا اماں جان رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے اعضاء کو قطع کیا گیا ہے اللہ کی راہ میں یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے محض اس وجہ سے اگر مجھے ممانعت کی گئی ہے تو میں اس سے خوش نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ میں صبر و تحمل سے کام لوں گی۔ زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ان کا قول بیان کیا' آپؐ نے کہا اچھا ان کو جانے دو' وہ حمزہؓ کے پاس آئیں ان کو خوب دیکھا ان پر رحمت کی دعا کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے طلب مغفرت کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ دفن کر دیے گئے۔

حضرت عبداللہؓ بن جحش کا مثلہ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہؓ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کے ساتھ کیا تھا البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

حضرت حیسل بن جابرؓ اور حضرت ثابتؓ بن وقش کی شہادت:

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ احد روانہ ہو گئے حیسل بن جابر الیمان' ابوحذیفہ بن الیمان اور ثابتؓ بن وقش بن رعوراء عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیے گئے تھے۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کا ہے کا انتظار ہے ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے ہم صبح و شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملیں' شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے متفخر کر دے۔ دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر اور لوگوں میں آ کر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا۔ ثابت بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حیسل بن جابر بن الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے' حذیفہ نے کہا یہ میرے باپ ہیں۔ ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے حذیفہؓ نے کہا اللہ تم کو معاف کر دے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں' مگر حذیفہؓ نے اپنے باپ کے خوں بہا کو مسلمانوں پر تصدق کر دیا۔ جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ ﷺ کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

حاجب بن امیہ منافق:

ابن اسحٰق عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے۔ تمام گھر والے جمع ہو گئے۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانۂ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ کیا جنگلی روسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو۔ بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکے میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

قزمان کی خودکشی:

ہم میں ایک باہر والا بھی تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے قزمان اس کا نام تھا' جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ دوزخی ہے۔ جنگ احد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بسالت سے لڑا۔ اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا۔ جب زخموں نے اسے بے کار کر دیا لوگ اسے بنوظفر کے مکان میں اٹھا لائے۔ بعض مسلمان اس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی داد مردانگی دی تم کو بشارت ہو اس نے کہا کس بات کی بشارت بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لیے اس طرح لڑا' اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپؐ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں

واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

مخریق یہودی:

جنگ احد میں مخریق یہودی مارا گیا۔ یہ بنو ثعلبہ میں الفطیون سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمد کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج سنیچر ہے۔ اس نے کہا میں سنیچر کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمد کو دے دیا جائے وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں۔ ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ کے ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں تک معلوم ہوا ہے فرمایا کہ مخریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

شہداء کی احد میں تدفین:

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا جہاں وہ گرے ہیں وہیں ان کو دفن کر دو۔

عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو کی تدفین:

بنو سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپؐ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا فرمایا کہ عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصہ کے بعد جب معاویہ نے قناۃ کو کھودا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں ان میں لچک باقی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں۔

حمنہ بنت جحش:

آپ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپؐ کے پاس آئیں' ان سے کہا گیا تھا کہ تمہارے بھائی عبداللہ بن جحشؓ مارے گئے۔ انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان سے ان کے ماموں حمزہؓ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی۔ اس پر بھی انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد ان کے خاوند مصعب بن عمیرؓ کے قتل کی اطلاع دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ انہوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔

رسول اللہ ﷺ بنو عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے' خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعدؓ بن معاذ اور اسیدؓ بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے چچا پر نوحہ کرو۔

محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر' بھائی اور باپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے جب اس کو ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی اس نے پوچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل اچھے اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے بتاؤ تاکہ میں بچشم خود ان کو دیکھ لوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ کو بتایا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر کہا آپؐ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے۔

حضرت سہلؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کی تعریف:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خود اپنے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہ ؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اس پر خون ہے اسے دھوڈالو۔ علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون دھوڈالو' آج اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔

حضرت علیؓ کے اشعار:

یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی انہوں نے یہ شعر پڑھے:

افاطم هاك السيف غيز ذميم فلست برعديد و لا بمليم

ترجمہ: ''اے فاطمہؓ یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔

لعمری لقد قاتلت فی حب احمدٍ و طاعة رب بالعباد رحيمٌ

ترجمہ: قسم ہے میری جان کی میں احمد ﷺ کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے لڑا۔

و سيفی بكفی كالشهاب اهزه اجذبه من عاتق و ضميم

ترجمہ: اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔

فما ذلت حتی فضی ربی جموعهم و حتی شفينا نفس كل حليم

ترجمہ: میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا''۔

شمشیر رسول کا احترام:

ابو دجانہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے۔ وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی۔ میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں۔ اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

جابرؓ بن عبداللہ کی معذرت:

رسول اللہ ﷺ سنیچر کے دن مدینہ واپس آئے۔ اسی دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ نصف شوال سنیچر کے دن احد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ رشوال کو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا وہ آج بھی ساتھ نہ ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں' میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تم دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیوں کہ یہاں ان کے

ساتھ کوئی مرد نہیں ہے' اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا' لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو' اس لیے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہر جانا پڑا۔ اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی رسول اللہ ﷺ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آ رہے ہیں اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے۔ اور جو نقصان جنگ میں ہم کو ہوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور نکما نہیں کر دیا۔

مسلمانوں کی مراجعت مدینہ:

عائشہؓ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنو عبدالاشہل کے ایک شخص نے جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ احد میں شریک ہوا تھا۔ بیان کیا کہ میں اور میرا ایک بھائی دونوں رسول اللہ ﷺ کے جنگ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپؐ کے پاس آ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلانِ عام کیا۔ ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے۔ میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا۔ اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ احد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے۔ یہاں آپؐ نے تین دن دوشنبہ' سہ شنبہ اور چہار شنبہ قیام فرمایا پھر آپؐ مدینہ چلے آئے۔

معبد الخزاعی:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپؐ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنو خزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے۔ مگر یہ رسول اللہ ﷺ کے خاص ہمراز تھے۔ ان کا آپؐ سے معاہدہ تھا اور حلیف تھے۔ اس لیے اپنی کسی بات کو وہ آپؐ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپؐ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا۔ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگرچہ ہم نے مسلمانوں کے دلاور سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کا سرے سے استیصال کریں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے۔ لہٰذا ہم اب ان بقایا پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

معبد الخزاعی اور ابوسفیان:

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں۔ جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے' اب وہ سب ان کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو اپنے کیے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا میں سمجھتا

ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کر کے ان کے بقیہ کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ وہ کیا شعر کہے ہیں۔ معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی شجاعت اور بسالت کو بیان کیا گیا تھا۔ ان اشعار کو سن کر ابوسفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر دیا۔

ابوسفیان کا پیغام:

اثنائے راہ میں عبدالقیس کا ایک قافلہ پاس سے گزرا ابوسفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ انہوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں تم کو ایک پیغام دیتا ہوں وہ تم محمد کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آؤ گے میں تمہارا ان اونٹوں کو چھوہاروں سے لدوا دوں گا۔ انہوں نے کہا اچھا۔ ابوسفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمہارے بقیہ کا استیصال کرنے کے لیے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔ جب یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جو اب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے۔ انہوں نے آپؐ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔ آپ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے۔

معاویہ بن المغیرہ اور ابوغزہ:

ابوجعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپؐ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپؐ حمراء الاسد جا رہے تھے اثناء راہ میں معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابوغزہ الجمحی آپؐ کے ہاتھ لگ گئے حمراء الاسد جاتے ہوئے آپؐ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اس ۳ ہجری کے نصف رمضان میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے اور اسی سال فاطمہؓ کو حسینؓ کا حمل ٹھہرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا نیز اس سال ماہِ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کا استقرار حمل ہوا۔



باب ۸

بنونضیر کی جلاوطنی ۴ھ

عضل اور قارہ کی بدعہدی:

۴ھ میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اُحد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دین داری ہے۔ آپ صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجیے تا کہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں۔ قرآن پڑھائیں اور قوانین شرع بتائیں آپ نے اپنے چھ صحابہ مرثد بن ابی مرثد الغنوی' حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف خالد بن البکیر بنوعدی بن کعب کے حلیف' بنوعمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح' بنوجحجبی ابن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیبؓ بن عدی۔ بنو بیاضد بن عامر کے زیدؓ بن الدثنۃ اور خاندان بلی کے عبداللہ بن طارق کو جو بنوظفر کے حلیف تھے اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا' یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی' جب یہ رجیع آئے جو بنوہذیل کا حجاز میں ہدۃ کے اتار پر ایک چشمہ ہے ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور ہذیل کو للکارا کہ ان کو سنبھالو! مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلح تھے ہر طرف سے ان کو گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان سے مقابلہ کے لیے تلواریں سنبھالیں مگر حملہ آوروں نے ان سے کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو بیچ کر کچھ کمانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا اور کچھ نہ کریں گے۔

تین صحابہ کی شہادت:

مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن البکیر اور عاصمؓ بن ثابت بن الاقلح نے تو کہہ دیا کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہیں کریں گے' وہ دشمنوں سے لڑے اور مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔ زیدؓ بن الاثنۃ' خبیبؓ بن عدی اور عبداللہ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے انہوں نے زندگی کو ترجیح دی اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انہوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر ان کو بیچنے کے لیے مکہ چلے۔ جب ظہران پہنچے عبداللہ بن طارق نے اس ڈوری سے جس سے ان کے ہاتھ بندھے تھے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار نکالی مگر حریف ان سے دور جا ہٹا اور انہوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن الاثنۃ کو لے کر وہ مکہ آئے اور دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیبؓ کو حجیر بن ابی اہاب التمیمی بنونوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا یہ حجیر' حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ خبیب کو اس نے اس لیے خریدا تھا کہ عقبہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زیدؓ بن الاثنۃ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لیے خرید لیا۔

حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت:

عاصمؓ بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کر دے کیونکہ جب اس کا بیٹا احد میں مارا گیا اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصم کا سر اس کو مل گیا تو وہ اس کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی مگر شہد کی مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ ان کے اور عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کے درمیان میں حائل ہو گئیں۔ ہذیل نے کہا

اچھا اس وقت اسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آ کر اس کے سر کو کاٹ لیں گے مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔ چونکہ عاصمؓ مشرکین کو نجس محض سمجھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا۔ اسی لیے جب عمرؓ بن خطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصم کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور ان کے سر کو نہ لے جانے دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے مومن بندے کی اس طرح حفاظت کی۔ عاصمؓ نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ وہ کبھی نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو مس ہونے دیں گے اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لیے جس طرح تاعین حیات ان کو مشرکوں سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے ان کو نجس ہونے سے بچایا۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کی گرفتاری:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورۂ بالا واقعہ ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان پر مبنی ہے ان کے علاوہ اس مہم کے متعلق ابو ہریرہؓ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو عاصمؓ بن ثابت کی امارت میں روانہ کیا یہ مدینہ سے چل کر جب ہداۃ آئے ہذیل کے خاندان بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوئی' انہوں نے سو تیر اندازوں کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ حملہ آور جب اس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائے تھے۔ کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر انہوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی ہیں۔ اب یہ مسلمانوں کے آثار پر ان کے تعاقب میں چلے۔ عاصمؓ اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے آ کر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ عاصم نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کر کے اپنے کو اس کے حوالے نہیں کروں گا۔ اے خداوندا! تو اپنے نبی کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔ البتہ ابن الاثنۃ البیاضی خبیبؓ اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کر دیا' انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے مسلمانوں کو جکڑ بند کر لیا۔ اس طرح عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ تمہاری بدعہدی کی ابتداء ہے' میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ کفار نے ان کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ خبیبؓ اور ابن الاثنۃ کو وہ مکہ لائے۔

حضرت خبیبؓ کا کردار:

خبیبؓ نے چونکہ احد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لیے انہوں نے ان کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ یہ حارث کی بیٹیوں کے پاس مقیم تھے کہ انہوں نے ان میں سے کسی لڑکی سے عاریۃً استرا مانگ لیا اور اسے لڑائی کے لیے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا' خبیبؓ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ اس عورت نے جب اپنے بچہ کو ان کے پاس دیکھا اور دیکھا کہ استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ خوف زدہ ہو کر چلائی۔ خبیبؓ نے کہا کہ کیا تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا۔ ہرگز یہ خیال نہ کرنا بدعہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصمؓ کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انہوں نے اس خاندان کے کئی آدمی احد میں مارے تھے' مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیں انہوں نے ان کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اسے قطع

کرنے آئے تھے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل و مرام واپس چلے گئے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

جب خبیب کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انہوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا۔ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا' نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ کس جانب لٹایا جاؤں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا:

و ذلك فی ذات لا له و ان یشاء   یبارك علی اوصال شلو ممزّع

ترجمہ: ''یہ اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم پر اپنی برکت نازل فرمائے'

اللهم احصهم عدداً   و خذهم بدداً

ترجمہ: اے بار الہ تو ان سب کو بلا استثناء ہلاک و تباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے''۔

اس کے بعد ابوسروعہ بن الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف ان کو حرم سے باہر لے گیا اور اس نے تلوار سے ان کو شہید کر ڈالا۔

عمرو بن امیہ سے مروی ہے کہ مجھے تنہا رسول اللہ ﷺ نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیب کی ٹکٹکی کے پاس آیا مجھے پاسبانوں کا بھی خوف تھا' مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیب کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اتر آیا' مگر جب میں نے دیکھا تو وہاں اس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی۔ چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

حضرت زید بن الاثنہ کی شہادت:

ابو جعفرؒ نے بیان کیا ہے کہ زید بن الاثنہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لیے ان کے پاس جمع ہو گئے' ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لیے آگے کیا گیا ابوسفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمہارے محمدؐ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے۔ زیدؓ نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی گزند پہنچے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس جواب کو سن کر ابوسفیان کہنے لگا' میں نے آج تک لوگوں میں باہم دیگر ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے رفیقوں کو ان کے ساتھ ہے اس کے بعد نسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

حضرت عمروؓ بن اُمیہ الضمری:

رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابوسفیان کے قتل کے لیے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہ کی شہادت کی خبر جن کو رسول اللہ ﷺ نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا آپ کو ملی۔ آپؐ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابوسفیان کے قتل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور ان کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابوسفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لیے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا' اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لیے

میں ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا۔ ہم بطن یا جج آئے ہم نے درے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابوسفیان کے گھر لے چلو میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہونا مدینہ جانا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا۔ میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گزرا ہے' اب ہم مکہ میں آ گئے' میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی' جسے میں نے اس لیے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے کشتی ہوئی تو اس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر وہاں سے نکل کر ہم ان کی ایک مجلس سے گزرے' ان کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لے کر یہاں نہیں آیا ہے قسم ہے اس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے اٹھے میں نے ان سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے' پہاڑ پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آ سکے وہ واپس چلے گئے۔

ابن مالک کا قتل:

میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی پردہ کی ایک دیوار بنالی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف کر وان کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے۔ میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبید اللہ التیمی اپنے گھوڑے کو کاوا دیتا ہوا سامنے آتا نظر آیا۔ اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ بخدا یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا ضرور اہل مکہ کو ہماری خبر کر دے گا۔ میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر بھونک دیا اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکہ والوں نے اسے سنا اور وہ اسی آواز کی سمت لپکے میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموش اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ اہل مکہ اس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی۔ انہوں نے پوچھا کہو تم کو کس نے مارا۔ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے' اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ بتا سکا۔ مکہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لیے آیا ہے بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

حضرت خبیبؓ کی لاش حاصل کرنے کی کوشش:

ہم دو دن غار میں پڑے رہے جب ہماری تلاش ختم ہوئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سولی نظر آئی۔ مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خبیب کو سولی پر سے اتار دو۔ میں نے پوچھا وہ کہاں ہے انہوں نے کہا یہ کیا موجود ہے۔ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہرو اور مجھ سے علیحدہ چلے جاؤ سولی کے گرد پہرہ متعین تھا میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فوراً اپنے

اونٹ کی راہ لینا اس پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہہ کر میں نہایت تیزی سے سولی کی طرف لپکا اور میں نے ان کی لاش کو اس پر سے کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا میں نے خبیب کی لاش پھینک دی۔ اس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے۔ وہ میرے پیچھے دوڑے میں نے صفراء کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے۔ میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اس پر سوار ہو کر نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور ان سے ہمارا ماجرا بیان کیا۔

بنوالدیل کے چرواہے کا قتل:

میں پا پیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا۔ غلیل صحنان پہنچا ایک غار میں گھسا۔ میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھپا بیٹھا تھا بنوالدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کانا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں بھی بنو بکر سے ہوں۔ اس نے کہا میں بھی اسی قبیلہ اور اس کے خاندان بنوالدیل سے ہوں۔ وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اٹھا کر گانے لگا:

و لست بمسلم مادمت حیا و لست ادین دین المسلمینا

ترجمہ: ''جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں''۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا اور خراٹے لینے لگا۔ میں نے اس قدر بے دردی اور بے رحمی سے اسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا۔ میں نے یہ کیا کہ اس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک بھونک دی اور پھر اس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اس کی گدی سے پار ہو گئے اس کا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اٹھا اور عقاب کی سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بچ آیا۔ اس بستی میں آیا جس کا اس شخص نے ذکر کیا تھا پھر رکوبہ ہوتا ہوا نقیع پہنچا۔

قریش کے جاسوس کی گرفتاری:

یہاں مجھے مکہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسول اللہ ﷺ کے حالات معلوم کرنے کے لیے بطور جاسوس کے بھیجا تھا۔ میں نے ان کو شناخت کر لیا اور ان سے کہا کہ قید ہو جاؤ وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہوں گے میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے کہا قید ہو جاؤ' اس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔

حضرت عمروؓ بن امیہ کی واپسی:

جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گزرا۔ انہوں نے کہا یہ دیکھو عمرو بن امیہ آ گئے۔ چند لڑکوں نے یہ بات سنی وہ مجھ سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپ کو خبر کی۔ میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ اس طرح ہنسے کہ آپؐ کے دانت کھل گئے۔ پھر آپؐ نے مجھ سے روئداد پوچھی۔ میں نے سارا واقعہ سنایا آپؐ نے میری تعریف کی اور میرے لیے دعائے خیر کی۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا نکاح:

اس سال رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے بنو ہلال کی زینبؓ بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپؐ نے ان کو مہر دیا تھا۔ اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں۔ اس نے ان کو

طلاق دے دی تھی۔

چالیس مبلغین صحابہؓ:

اسی ۴ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی۔ بیئر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ احد سے واپس آ کر آپؐ نے بقیہ ماہ شوال' ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کیے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا احد کے پورے چار ماہ بعد صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنو عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپؐ کے لیے ساتھ لایا مگر آپؐ نے ان کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول وارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لیے یہ یہ فوائد ہیں۔ اللہ نے مومنوں سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا' وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمدؐ جس دین کی تم دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہؓ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تاکہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں' مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپؐ ان کو ضرور بھیجئے کہ وہ لوگوں کو آپؐ کے دین کی دعوت دیں۔ اس اطمینان پر رسول اللہ ﷺ نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذرؓ بن عمرو کو اپنے صحابہؓ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ تبلیغ کے لیے نجد بھیجا۔ ان میں حارثؓ بن الصمہ' بنو عدی بن النجار کے حرامؓ بن ملحان' عروہ بن اسماء بن الصلت السلمی' نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامرؓ بن فہیرہ' ابوبکر کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

بیئر معونہ کا واقعہ:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو کو ستر شتر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بیر معونہ آئے جو بنو عامر کے علاقہ اور بنو سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنو سلیم کے پتھریلے علاقہ سے قریب تر واقع ہے آئے وہاں فروکش ہو کر مسلمانوں نے حرامؓ بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنو عامر کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کیا' مگر انہوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء نے ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے۔ ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عصیۃ' رعل اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ پر یورش کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنو دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیے گئے کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی۔ پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لیے گئے اور بچ گئے۔ اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ کی گرفتاری و رہائی:

عمروؓ بن امیہ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنو عمرو بن عوف سے تھے اس وقت اس قبیلہ کے حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا انہوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے قتل گاہ پر چکر لگا رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر

انہوں نے خیال کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اڑنے کا کوئی سبب ہے' وہ دونوں اس سمت چلے تا کہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔اس مقام پر آنکھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک وخون میں غلطان پایا اور وہ رسالہ جس نے ان کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا انصاری نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا کہتے ہو۔انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور ان سے تمام واقعہ بیان کریں۔انصاری نے کہا مگر میں تو ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لے کر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کیے گئے ہیں۔نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے ان کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں۔یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے عمرو بن امیہ کو کفار نے قید کر لیا۔مگر جب انہوں نے کہا کہ میں بنومضر سے ہوں عامر بن الطفیل نے ان کو چھوڑ دیا البتہ ان کی پیشانی کے بال قطع کر دیے اور چونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس کے ایفاء میں عامر نے ان کو آزاد کر دیا۔

بنوعامر کے دو افراد کا قتل:

عمرو بن امیہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرۃ آئے' دوسری سمت سے بنوعامر کے دو شخص ان کے پاس آ کر اسی درخت کے نیچے سایہ میں جہاں یہ ٹھہرے تھے ان کے ساتھ ہی اتر پڑے' ان دونوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا۔عمرو بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی انہوں نے ان سے جب وہ ٹھہرے پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم بنوعامر ہیں۔یہ سن کر عمرو بن امیہ خاموش رہے اور جب وہ سو گئے انہوں نے ایک دم ان پر حملہ کر کے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنوعامر سے صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کا بدلہ لیا۔یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔آپؐ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے ان کی دیت دینا پڑے گی پھر آپؐ نے مسلمانوں کی مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابو براء کی وجہ سے ہوا۔میں پہلے ہی خائف تھا اور ان کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ابو براء کو اس کی اطلاع ہوئی۔اسے یہ بات سخت شاق گزری کہ بنوعامر نے اس کے وعدۂ حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اس کے اور اس کے وعدۂ حفاظت کی وجہ سے صحابہؓ رسول کو یہ مصیبت پیش آئی۔ان شہید صحابہؓ میں عامر بن فہیرہؓ بھی تھے۔

عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین کے مابین اٹھا لیا گیا۔لوگوں نے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہؓ تھا۔

جبار بن سلمیٰ بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنوعامر کے ہمراہ اس روز اس واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے۔خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے اس کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا' میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر ان کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے ان کے نیزہ مارا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ''بخدا میں کامیاب ہوا'' میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو ان کو قتل کر دیا ہے۔بعد میں جب مجھے ان کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبۂ شہادت تھا۔میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

عامر بن الطفیل پر قاتلانہ حملہ:

حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے برخلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لیے اپنے اشعار کے ذریعہ برانگیختہ کیا۔جب ربیعہ بن عامر ابوالبراء کو ان کے اشعار پہنچے۔اس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ

حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا ابوالبراء کی کارگزاری یہ ہے اگر میں مر گیا تو میں نے اپنی جان اپنے چچا کے لیے دی ہے ان کا انتقام نہ لیا جائے' اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو تو ہین میری ہوئی ہے اس کے متعلق جو سمجھوں گا کروں گا۔

ابن ملحان الانصاری:

اہل بیئر معونہ کے پاس رسول اللہ ﷺ نے جو صحابہ بھیجے تھے ان کے متعلق انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر۔ عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمے پر فروکش تھا۔ یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام ان چشمہ والوں کو پہنچائے۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں۔ یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک پشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھ کر بیٹھ گئے۔ پھر کہا اے بیئر معونہ والو! مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمد اس کے رسول اور بندے ہیں' تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ یہ سنتے ہی عامر خیمے کے اندر سے نیزہ لیے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے اس کے پہلو میں اسے بھونک کر پار کر دیا۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم ہے میں نے مراد پائی۔ ان کے بعد مشرکین ان کے نشانات قدم پر چلتے چلتے ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھہرے ہوئے تھے آئے اور یہاں عامر نے ان سب کو قتل کر دیا۔

شہداء کے متعلق آیات قرآنی:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا بلغوا عنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنه. ''ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے آملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے'' ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اس کے بجائے اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین. ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے' خوش ہیں'' انسؓ بن مالک سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلابی کے پاس بھیجا اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول اللہ ﷺ کا پیام تم کو سناؤں۔ انہوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے۔ وہ پیام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم پر نیزہ بھونک دیا۔ اس پر انہوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہو گیا یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہو گیا۔ عامر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اکیلا نہیں ہے اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ کفار ان کے نشانات قدم پر چلے' مسلمانوں پر آئے اور ان سب کو قتل کر دیا۔ ان میں سے سوائے ایک کے کوئی نہ بچا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت ان کے متعلق پڑھتے رہے۔ اس ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے بنو النضیر کو ان کے علاقہ سے جلاوطن کر دیا۔



بنوالنضیر کی جلاوطنی

بنوعامر کا خون بہا:

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول اللہ ﷺ نے وعدۂ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ باوجود عہد و پیمان کے آپؐ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسول اللہ ﷺ قبا آئے اور وہاں سے بنوالنضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں۔ آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے' ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور اسیدؓ بن نضیر بھی تھے۔

بنونضیر کی بدعہدی:

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسول اللہ ﷺ کے عہد حفاظت کے بنوعامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپؐ ان کی دیت کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے بنوالنضیر کے پاس آئے۔ بنوالنضیر اور بنوعامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے پہلے تو جب رسول اللہ ﷺ نے بنوالنضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انہوں نے کہا ہاں ابوالقاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انہوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسول اللہ ﷺ اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہٰذا کوئی شخص مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے راحت دے۔ ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس کام کے لیے خود سے اپنے کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں چنانچہ وہ آپؐ پر پتھر پھینکنے کے لیے ان کے مکان پر چڑھا۔ رسول اللہ ﷺ خالی الذہن اپنے صحابہ کے ساتھ جن میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپؐ کے دشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی۔ آپؐ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپؐ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپؐ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہ آپ کی تلاش میں چلے اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انہوں نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو پوچھا اس نے کہا میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ صحابہؓ مدینہ میں آپؐ کے پاس آ گئے آپؐ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے۔ پھر آپؐ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپؐ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیے جائیں یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمدؐ! تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اسے برا کہتے تھے' اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازش:

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنوالنضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینک دیا جائے۔ سلام بن مشکم نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائے گی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ

اس سے واقف ہیں مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی عمرو بن حجاش رسول اللہ ﷺ پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا مگر اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی' آپ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ صحابہؓ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپؐ نہ آئے یہودی کہنے لگے کہ ابوالقاسم کیوں رُک گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ دیر تک انتظار کرنے کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔ کنانہ بن صوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمہارے ارادے کی خبران کو ضرور ہوگئی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی مدینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ آپؐ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے صحابہؓ نے آپؐ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپؐ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں سے جا کر کہہ دو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لیے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

بنونضیر کو ترک وطن کا حکم:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی امید نہ تھی کہ بنو اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لیے لائے گا۔ انہوں نے کہا قلوب بدل گئے ہیں اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے یہودیوں نے کہا بہرحال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔ عبداللہ بن ابی نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ تم اپنے دیار سے نہ جانا ابھی وہیں رہو خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنوقریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد کو جس نے بنوقریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنوقریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔ حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کر لیا جائے گا بیوی بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کر دی جائے گی۔ مگر حیی نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہ مانا۔ اس نے جدی بن اخطب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کر لو۔

اس پیام کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

بنونضیر کا محاصرہ:

جدی مدد کے لیے ابن ابی کے پاس آیا۔ جدی سے مروی ہے کہ میں اس کے پاس پہنچا وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت رسول اللہ ﷺ کا نقیب لوگوں کو مسلح ہونے کا حکم دے رہا تھا۔ اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی میرے سامنے اپنے باپ کے پاس آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر میں عبداللہ بن ابی کی امداد سے مایوس ہو گیا میں نے حیی سے آ کر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ محمد کی گہری چال ہے اب رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر پر پیش قدمی کر کے ان کا محاصرہ کر لیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انہوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے البتہ ان کا تمام مال اور اسلحہ لے

لیے جائیں۔

بنونضیر کی جلاوطنی:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کرلیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کر دیا آخر کار انہوں نے آپؐ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا' مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بے دخل کر دیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلاوطن کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہر تین شخصوں پر ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی دی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلاوطنی کی شرط پر ان سے صلح کی۔ لہٰذا آپؐ نے ان کو شام کی طرف جلاوطن کر دیا اور اجازت دے دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لا دسکیں وہ لے جائیں۔

بنونضیر کی خیبر کو روانگی:

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق بنوعوف بن الخزرج میں عبداللہ بن ابی بن سلول' ودیعہ' مالک بن ابی نوفل' سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بنونضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلاوطن کیے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے لہٰذا ابھی تم انتظار کرو مگر انہوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا۔ اللہ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب بٹھا دیا کہ خود انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ ہمیں قتل نہ کریں جلاوطن کر دیں اس شرط پر کہ اسلحہ کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکیں وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کی۔ انہوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹوں پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے۔ یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے۔ ان کے شرفاء میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق' کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور حیی بن اخطب تھے جب یہ وہیں رہ پڑے اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن اُم مکتوم کی نیابت:

عبداللہ بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنونضیر اپنے بیوی بچوں اور اسباب وسامان کو لاد کر لے گئے' ان کے ساتھ دف ستار اور ڈومنیاں تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں اس روز ان میں ام عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی تھی جسے انہوں نے اس سے خرید لیا تھا یہ بنوغفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں حسن واداا اور ناز ونخوت میں یکتائے روزگار تھی' اپنی تمام املاک کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپ کی ملکیت میں آ گئیں تا کہ جس طرح آپ چاہیں اسے خرچ کریں چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ انصار میں سے سہلؓ بن حنیف اور ابودجانہؓ سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطاء فرمایئے آپؐ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنونضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب' عمرو بن حجاش کے چچیرے بھائی اور ابوسعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انہیں کے پاس رہیں گی' چنانچہ یہ اس پر قابض رہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ اور اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے علمبردار تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت:

اس سال عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی خود عثمان بن عفان ان کی قبر میں اترے اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتداء میں حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

غزوہ ذات الرقاع:

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنونضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول اللہ ﷺ دوسرے کسی غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپؐ نے ربیع الاول اور ربیع الآخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا' پھر غطفان کے قبائل بنومحارب اور بنوثعلبہ سے لڑنے کے لیے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے۔ یہی غزوہ ''ذات الرقاع'' ہے۔ وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اسی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھی اور پھر آپؐ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت عثمان کی نیابت:

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے یہ غزوہ معنون ہوا وہ سیاہ بھی ہے' سفید بھی ہے اور سرخ بھی ہے اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ اس غزوہ میں آپؐ نے عثمان بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

آیت صلاۃ الخوف کا نزول:

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد چلے ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہنچے۔ غطفان کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا۔ لڑائی نہیں ہوئی' مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے اور اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے دو حصے کیے' ایک دشمن کے بالکل بالمقابل جا کھڑا ہوا اور دوسرا نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا آپؐ نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی' آپؐ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آ کر دشمن کے موجہہ میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لیے پلٹی۔ پہلے انہوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی' رکوع کیا اور سجدہ کیا اور اس کے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول اللہ ﷺ نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے انشاء اللہ اپنی دوسری کتاب بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام کے باب میں صلاۃ الخوف بیان کریں گے۔

نماز میں قصر کا حکم:

جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا۔ انہوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا ہم اس کو روکنے گئے۔ ہم مقام نخل میں فروکش تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آواز دی اے محمد! آپؐ نے فرمایا ہاں کہو' اس نے کہا کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے۔ آپؐ نے فرمایا بالکل نہیں۔ اس نے کہا کون میرے مقابلہ

میں تمہاری حفاظت کر سکتا ہے آپؐ نے فرمایا اللہ۔ پھر اس نے تلوار نکالی اور اس سے آپ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی' پھر آپؐ نے کوچ کا اعلان کرا دیا اور سب نے ہتھیار سنبھالے۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مؤذن نے اذان دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی' اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپؐ کے قریب تھے آپؐ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی' پھر یہ لوگ پچھلے پیروں پلٹ کر اپنے ساتھیوں کی بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لیے آئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس اثناء میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہؓ نے دو دو رکعت پڑھیں اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتھیار لگانے کا حکم دیا گیا۔

ابن الحارث کا ارادۂ قتل:

جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے مروی ہے کہ بنو محارب کے ایک شخص فلاں بن الحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا کہو تو میں تمہاری خاطر محمدؐ کو قتل کر دوں' انہوں نے کہا ضرور کرو' مگر یہ کیسے ہوگا؟ اس نے کہا میں دھوکے سے اچانک ان کو قتل کر دوں گا۔ اس ارادے سے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار گود میں رکھی تھی۔ اس نے کہا محمدؐ میں تمہاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا دیکھ لو' اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اسے نیام سے باہر نکالا' اب وہ اسے پھرانے لگا اور اس سے آپؐ پر وار کرنے لگا مگر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ کو نکما کر دیا پھر اس نے کہا محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں اور میں تجھ سے کیوں ڈروں۔ اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے آپؐ نے فرمایا اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا۔ اب اس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کو واپس دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا یا ایھا الذین آمنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذھمّ قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم. (اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک لیے)۔

جابر بن عبداللہ کی روایت:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم مقام نخل کے غزوۂ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آ گئی اس وقت اس کا شوہر موجود نہ تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آنے لگے تب اس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک میں محمدؐ کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کروں گا باز نہ رہوں گا۔ اس نیت سے وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ان کے نقش قدم پر چلا۔ آپؐ کسی منزل میں فروکش ہوئے آپؐ نے فرمایا آج رات کو ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ مہاجرین میں سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لیے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے آپؐ نے فرمایا اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیونکہ آپؐ اور صحابہؓ اسی راستے پر وادی کے شکم میں فروکش ہوئے تھے۔ جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لیے فرودگاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا اول یا آخر رات کا کون سا حصہ چاہتے ہو کہ میں اس میں نگہبانی کروں۔ مہاجر نے کہا اول شب تم پہرہ دو اس قرارداد پر مہاجر پڑ کر سو رہے اور انصاری نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اس وقت اس عورت کا خاوند یہاں پہنچا اور ان کی شکل نظر آتے ہی تاڑ گیا کہ یہ مسلمانوں کے نگہبان ہیں اس نے ان پر تیر چلایا وہ ان

کے آ کر لگا انہوں نے اسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آ کر لگا۔ انہوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ مہاجر جاگ کر ہوشیار ہو بیٹھے جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے جب مہاجر نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپؓ کے لگا تھا آپؓ نے مجھے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورت تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اسے پورا کیے بغیر چھوڑ دوں' مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع دی اور یہ بھی اس لیے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا ادھوری چھوڑنے سے پہلے یہ مجھے ختم کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا' مجھے تم سے کہنا پڑا۔

جیش السویق:

اس وعدے کے مطابق جو ابوسفیان سے ہوا تھا یہ نبی ﷺ کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ' جمادی الاخریٰ اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے۔ شعبان میں آپؐ اس قرارداد کے مطابق جو ابوسفیان سے جنگ احد میں ہوئی تھی بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپؐ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔ ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مرالظہران کے نواح میں مجنہ آ کر ٹھہرا۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان طے کیا اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا جب بارش اچھی ہوئی ہو وہ سال تمہارے لیے جنگ کے لیے بہتر ہے تا کہ جانور نباتات کو چر سکیں اور ان کا دودھ تم پی سکو۔ چونکہ اس سال خشک سالی ہے میں پلٹ جاتا ہوں تم بھی پلٹ چلو۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے اہل مکہ اس فوج کو جیش السویق کہنے لگے۔ کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

مخشی بن عمرو الضمری:

رسول اللہ ﷺ حسب قرارداد ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھہرے رہے۔ مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنوضمرہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی تھی آپؐ کے پاس اس قیام کے اثناء میں آیا اس نے پوچھا کیا آپؐ قریش کے مقابلے کے لیے اس وادی میں ٹھہرے ہوئے ہیں آپؐ نے فرمایا ہاں ہم ان کے انتظار میں مقیم ہیں۔ مگر چاہو تو ہم اس معاہدے کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے فسخ کر دیں اور پھر تم سے نبٹ لیں' یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا اے محمدؐ! بخدا میرا منشا یہ نہیں ہے اور نہ میں اسے چاہتا ہوں' اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنی ناقہ پر سوار آپؐ کے پاس سے گزرا۔

نعیم بن مسعود الاشجعی کی ریشہ دوانی:

واقدی کہتے ہیں کہ اس قرارداد کے جواحد میں ابوسفیان سے ہوئی تھی ایک سال کے بعد ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی۔ نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکہ آیا اور قریش سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اس نے کہا یثرب سے قریش نے پوچھا کیا تم نے محمدؐ کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا ہے اس نے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لیے بالکل تیار ہو چکے تھے اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے ہمارے

لیے وہی سال مفید ہوسکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہوتا کہ چارہ اور دودھ میسر آ سکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہے تم مدینہ جا کران کو کسی حیلہ سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم چاہتے یہ ہیں کہ وعدہ خلافی ان کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے۔ اس خدمت کے صلہ میں ہم تمہارے دس حصے لگائے لیتے ہیں اور سہیل بن عمرو کو اس کا ضامن بنا دیتے ہیں سہیل بھی وہاں آ گیا۔ نعیم نے اس سے پوچھا اے ابویزید تم اس رقم کی ضمانت کرتے ہو تا کہ میں محمدؐ کے پاس جا کران کو مقابلہ پر آنے سے روک دوں اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں۔ نعیم مکہ سے مدینہ آیا۔ اس نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری میں مصروف پایا۔ اب اس نے خفیہ طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا۔ دیکھو کیا احد میں خود محمدؐ مجروح نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کیے گئے۔ اس کے بہکانے سے مسلمان جہاد میں جانے سے رُک گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے ہمراہ کوئی نہ جائے گا میں خود تنہا جاؤں گا پھر تو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی عقلوں کو سیدھا کر دیا اور وہ تجارت کا سامان لے کر جہاد کے لیے چلے اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انہوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابوسفیان کی قرارداد کے مطابق یہاں آئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

حضرت اُم سلمہ بنت ابی امیہ کا نکاح:

واقدی کے بیان کے مطابق اس ماہ شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپؐ ان کے پاس رہے اس سال آپؐ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔ اس سال مشرکین کے انتظام میں حج ہوا۔



باب ۹:

غزوۂ خندق ۵ھ

حضرت زینبؓ بنت جحش اور رسول اللہ ﷺ:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے زینبؓ بنت جحش سے شادی کی۔ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ آپؐ ایک دن زیدؓ بن حارثہ کے گھر آئے' ان کو زید بن محمد کہا جاتا تھا آپؐ ان کی تلاش میں ان کے گھر آئے' وہ اس وقت موجود نہ تھے ان کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا سا لباس پہنے آپؐ کے سامنے آئیں۔ آپؐ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زینب نے آپؐ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں میرے ماں باپ آپ پر نثار آپؐ اندر تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں جانے سے انکار کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینبؓ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں انہوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور پوری طرح نہیں پہنے تھے کہ خود ایک دم رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ گئیں۔ ان کی صورت آپؐ کے دل میں کھب گئی آپؐ کچھ منہ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے۔ البتہ یہ آپؐ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم' سبحان اللہ مصرف القلوب. (پاک ہے اللہ بزرگ' پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا)۔

حضرت زینب کو طلاق:

زید جب اپنے گھر آئے ان کی بیوی نے ان کو اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے انہوں نے کہا تم نے اندر کیوں نہ بلایا۔ ان کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپؐ نے نہ مانا۔ زیدؓ نے پوچھا تم نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا ہاں! جب آپؐ واپس جانے لگے تو آپؐ نے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا۔ یہ سن کر زیدؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؐ غریب خانہ پر تشریف لائے تھے' میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ گھر کے اندر کیوں نہ گئے۔ اے اللہ کے رسولؐ شاید زینب کی صورت آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ میں اسے طلاق دیے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو' مگر اس روز کے بعد سے زید اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور وہ خود رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کہہ جاتے۔ مگر آپؐ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو' آخر کار زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی' ان سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہو گئیں۔

حضرت زینبؓ کا نکاح:

ایک دن رسول اللہ ﷺ عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کوئی ہے جو زینب کو جا کر بشارت دے اللہ نے ان کے ساتھ میری شادی کر دی ہے اور رسولؐ اللہ نے یہ آیات تلاوت کیں:
و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک. (پورا قصہ) ''اور جب کہ تم اس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپؐ کے اس ارشاد سے میرے دل میں دور و نزدیک کے خیالات آنے لگے کیونکہ زینبؓ کے حسن و جمال کی شہرت ہم تک پہنچ چکی تھی' دوسری جو سب سے بڑی بات اس معاملہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ چونکہ خود اللہ نے ان کی شادی رسول

اللہ ﷺ سے فرمائی ہے اس لیے وہ ہم پر فخر کریں گی۔ بہر حال سلمیٰ آپ کی خادمہ ان کے پاس گئیں اور ان کو اس سے آگاہ کیا زینبؓ نے سلمیٰ کو اس بشارت کے صلہ میں ایک چندن ہار دیا۔

حضرت زینبؓ کے متعلق زید کی روایت:

ابن زیدؓ سے مروی ہے کہ خود نبی ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ بنت جحش سے کی تھی۔ ایک دن آپ زیدؓ سے ملنے کے لیے ان کے گھر گئے۔ دروازے پر اونی پردہ پڑا تھا۔ ہوا سے وہ پردہ اٹھ گیا۔ زینبؓ جو اپنے کمرہ میں برہنہ سر بیٹھی تھیں اسی حالت میں آپؐ کے سامنے ہو گئیں۔ اس سے ان کی صورت رسول اللہ ﷺ کے دل میں جاگزین ہو گئی۔ اس کے بعد آخر تک وہ قدرت کی طرف سے گویا مجبور کر دی گئیں۔ زیدؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں آپؐ نے پوچھا کیوں کیا ان کی طرف سے بدگمان ہو؟ زیدؓ نے کہا جی نہیں یہ بات نہیں ہے۔ میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات ان کے متعلق نہ دیکھی اور نہ سنی۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل فرماتا ہے: و اذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیہ و انعمت علیہ امسك علیك زوجك واتق اللّٰہ و تخفی فی نفسك ما اللّٰہ مبدیہ. (یعنی تم اپنے دل میں اس بات کے آرزومند ہو کر جب زیدؓ ان کو طلاق دے دیں تو میں اس کے ساتھ شادی کر لوں)

غزوۂ دومۃ الجندل:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاوّل میں آپؐ غزوۂ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ اس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اور دومۃ الجندل پہنچے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپؐ نے سباعؓ بن عرفطہ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

عیینہ بن حصن سے معاہدہ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس سال رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ تغلمین اور اس کے نواح میں اپنے ریوڑ چرائے۔

ابراہیم بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس انتظام کی ضرورت یوں پڑی کہ عیینہ کے دیہات میں خشک سالی ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس اجازت پر دوستی کا معاہدہ کیا کہ وہ تغلمین میں مراض تک اپنے جانور چرائے گا اور یہ علاقہ ایک مقامی بارش کی وجہ سے سرسبز ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس درخواست کو قبول کر کے مصالحت کر لی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سعدؓ بن عبادہ کی ماں نے انتقال کیا۔ سعد اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل گئے ہوئے تھے۔

یہودیوں کی شرارت:

اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر کو ان کے قریوں سے جلا وطن کر دینا ہوا۔ ہمارے علمائے اکابر سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن ابی حقیق

النضری، حیی بن اخطب النضری، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق النضری، ہوزہ بن قیس الوائلی اور ابو عمار الوائلی وغیرہ اور بنونضیر اور بنووائل کے اور لوگ بھی شامل تھے۔ متفرق قبائل کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا، یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر آخر تک تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تا کہ ہم ان کا استیصال ہی کر دیں۔ قریش نے ان سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اس کا تصفیہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمد کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔ انہیں کے لیے عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے اَلَمْ تَرَاِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ و الطاغوت و یقولون للذین کفروا ھؤلاء اھدی من الذین آمنوا سبیلا. (کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی کا کچھ حصہ ملا ہے مگر وہ کاہنوں اور جادوگروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ کفار سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں) اپنے قول و کفی بجھنم سعیرا. تک (اور جہنم کا شعلہ کافی ہے)

یہود کا قبیلۂ غطفان سے معاہدہ:

یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انہوں نے جو ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آئے چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا۔ یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔ نیز قریش بھی اس منصوبے میں بالکل ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں یہ سن کر غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔

قریش کا مختلف قبائل سے معاہدہ:

قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنوفزارہ تھے نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنومرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلادہ بن اشجع بن ریث بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان تمام کارروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض و غایت معلوم ہوئی آپؐ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

حضرت سلیمانؓ فارسی کا مشورہ:

محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمانؓ نے آپ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے انہوں نے آپؐ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے وہاں جب کبھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنا لیتے تھے۔

خندق کی کھدائی:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دینے کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے میں شرکت کی، دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا، البتہ منافقین نے مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کا اس کام میں ساتھ نہیں دیا۔ کچھ تو ناقابلیت کا بہانہ کر کے شریک ہی نہیں ہوئے اور کچھ ایسے تھے کہ بغیر

آپؐ کے علم اور اجازت کے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کو نہایت ضروری کام پیش آ جاتا تو وہ آپؐ سے اجازت لے کر اس ضرورت کو پورا کرنے چلا جاتا آپؐ اسے اجازت مرحمت کرتے اور پھر ضرورت کو پورا کر کے وہ اپنے کام پر واپس آ جاتا تا کہ نیک کام میں شرکت کرے۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ و اذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ اپنے قول واستغفر لھم اللہ ان اللہ غفور رحیم. تک ''وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہ جب اس کے ساتھ کسی مشترکہ کام میں لگتے ہیں تا وقتیکہ اس سے اجازت نہ لے لیں نہیں جاتے تم ان کے لیے اللہ سے طلب مغفرت کرو بے شک اللہ سب سے بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے'' یہ کلام انہیں مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے جو اس کو کار خیر سمجھ کر نہایت خوشی اور مستعدی سے اس میں عملاً شریک تھے تا کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے مستحق اجر ہوں اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان منافقین کے لیے جو رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر کام سے کھسک جاتے تھے فرماتا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا اپنے قول قد یعلم ما انتم علیہ تک (تم ہرگز رسول کے بلاوے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے کوئی کسی کو بلائے' بے شک وہ جانتا ہے جو تمہارا اصلی منشاء ہے' یعنی وہ جانتا ہے کہ تم میں صداقت کتنی ہے اور کذب کتنا ہے۔

مسلمان خندق بناتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے خوب مستحکم بنالیا۔ اس کام میں انہوں نے جعیل نامی ایک مسلمان کی رجز کہی رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عمر رکھا تب انہوں نے یہ شعر کہا:

سماہ من بعد جعیل عمرا ۔۔۔ و کان للبائس یوما ظھرا

ترجمہ: ''محمد ﷺ نے جعیل کے بعد اس کا نام عمر رکھا وہ کبھی اپاہجوں کو پیٹھ پر لادا کرتا تھا۔ جب وہ عمرو کے پاس آتے رسول اللہ ﷺ فرماتے عمرا اور جب وہ ظہر کہتے (پیٹھ) آپؐ فرماتے ظہر یعنی مددگار''۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی قیادت:

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے جنگ احزاب میں رسول اللہ ﷺ نے خندق کا نشان اجم الشیخین سے بنو حارثہ کی طرف ندار تک ڈالا۔ ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمان فارسیؓ چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا ان کو ہمیں دیا جائے انصار نے کہا ہمیں دیا جائے مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں' انصار نے کہا یہ انصار ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمانؓ ہمارے اہل بیت ہیں۔ عمروؓ بن عوف کہتے ہیں کہ میں سلمان حذیفہ بن الیمان' نعمانؓ بن مقرن المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے ہم نے ذوباب کے زیریں میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا پھر اللہ عزوجل نے خندق کے اندر ایک چکنا سفید بڑا پتھر ظاہر کر دیا اس سے ہمارے وزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے اکھاڑنے سے تنگ ہو گئے۔ ہم نے کہا سلمانؓ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس اوپر جاؤ اور ان کو اس کی اطلاع کرو تا کہ یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ذرا ہٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اس کو نکالنے کا حکم دیں تو ہم ویسا کریں گے ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ آپؐ کے خط سے سرمو تجاوز کریں۔

ثمر توڑنے کا واقعہ:

سلمانؓ خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت ترکی خیمہ میں بیٹھے تھے۔ سلمانؓ نے کہا یا

رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور چکنا پتھر نکل آیا ہے اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے ہم اس کے کھودنے سے تنگ آ گئے ہیں اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے خط سے سرمو تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ سلمانؓ کے ساتھ خندق میں اترے۔ آپ کے آتے ہی ہم بقیہ نو آدمی خندق کے اوپر آ گئے رسول اللہ ﷺ نے سلمانؓ کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اس میں سے بجلی کی ایسی چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کوٹھڑی میں روشن چراغ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔ دوسری مرتبہ آپؐ نے اس پر ضرب ماری جس سے اس میں اور شگاف پڑ گیا اور ایسی بجلی کی سی روشنی ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اندھری کوٹھڑی میں چراغ روشن ہے آپؐ نے تکبیر فتح کہی تمام مسلمانوں نے تکبیر کہی اب تیسری مرتبہ آپؐ نے دست مبارک سے اس پر ضرب ماری اور اس مرتبہ اسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے حسب سابق بجلی کی چمک ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کوٹھڑی میں چراغ روشن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر سلمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔

حضرت محمد ﷺ کی بشارت:

سلمانؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے آج ایسی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نظر سے نہیں گزری۔ آپؐ نے ہماری طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم نے بھی وہ بات دیکھی ہے جو سلمان کہہ رہے ہیں ہم سب نے کہا ہمارے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں بے شک ہم نے دیکھا کہ جب آپؐ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اس سے موج کی طرح بجلی نکلتی تھی۔ آپؐ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی' اس کے سوا تو کچھ اور ہم نے نہیں دیکھا آپؐ نے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو' بے شک جب میں نے پہلی ضرب ماری اور اس سے وہ بجلی کوندی جسے تم نے دیکھا ہے' اس کی ضو میں حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر کتوں کے دانتوں کی طرح مسلسل مجھے نظر آئے۔ جبرائیل نے مجھے اطلاع دی کہ میری امت ان پر فتح یاب ہو گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب ماری اور پھر وہ روشنی ہوئی جو تم دیکھ چکے ہو۔ اس مرتبہ اس کی ضو میں مجھے روم کے سرخ قصر کتوں کے دانتوں کی طرح نظر آئے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتح یاب ہو گی' پھر میں نے تیسری ضرب ماری اس سے پھر روشنی ہوئی جسے تم دیکھ چکے ہو اس کی ضو میں صنعاء کے قصر کتوں کے دانتوں کی طرح میں نے دیکھے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتح یاب ہو گی۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا تم کو بشارت ہو ہمیں خدائی نصرت ضرور حاصل ہو گی اس سے تمام مسلمانوں نے بشارت لی اور انہوں نے کہا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو سچا اور پکا وعدہ کرنے والا ہے اس نے ہمارے محصور ہونے کے بعد ہم سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اب کفار کے لشکر نمودار ہوئے مسلمان کہنے لگے کہ یہی ہے وہ بات جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ سچا ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے ان کے ایمان اور اسلام میں اور اضافہ ہو گیا۔

منافقین کے متعلق آیت قرآنی:

اس کے برعکس منافق کہنے لگے تم کو اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تم سے خرافات کہتے ہیں غلط امیدیں دلاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھے ہوئے حیرہ کے قصر اور کسریٰ کے شہر دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب کو تم فتح کرو گے اور یہاں دوسری طرف تمہاری یہ حالت ہے کہ خندق کھود رہے ہو اتنی بھی طاقت تم میں نہیں

کہ کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کر سکو۔ اس موقع پر اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا: و اذیقول المنافقون و الذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ و رسولہ الا غرورا. ''اور جب منافق اور بدگمان کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا''۔

صحیح طور پر ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد خلافت میں اور ان کے بعد یہ تمام ممالک ایران اور روم مسلمانوں نے فتح کر لیے تو وہ کہا کرتے تھے اے مسلمانوں جہاں تک چاہو فتح کرتے چلے جاؤ' قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے اب تک جتنے شہر تم نے فتح کیے ہیں یا آئندہ قیامت تک فتح کرو گے ان کی فتح سے پہلے محمد ﷺ کو ان کو کنجیاں دستِ قدرت سے عطا ہو چکی ہیں۔

فریقین کی تعداد:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اہل خندق تین ہزار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ خندق کی تیاری سے فارغ ہو چکے قریش مدینہ کے سامنے آئے اور جرف اور غابہ کے درمیان رومہ کے پاس جہاں تمام پہاڑی وادیاں مل جاتی ہیں فروکش ہوئے ان کی تعداد دس ہزار تھی جس میں ان کے حبوش اور کنانہ اور تہامہ کے دوسرے توابع ساتھ تھے۔ پھر غطفان اپنے نجدی پیروؤں کے ساتھ مدینہ آئے اور اُحد کے پہلو میں ذنب نقمی میں فروکش ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوئے آپؐ نے کوہ سلع کو اپنی پشت پر چھوڑا' وہاں آپؐ نے پڑاؤ کیا اور خندق کو اپنے اور دشمن کے مابین رکھا بچوں اور عورتوں کے متعلق آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو قلعوں میں حفاظت کے لیے بھیج دیا جائے چنانچہ وہ سب وہاں منتقل کر دیے گئے۔

حیی بن اخطب اور کعب بن اسد:

دشمن خدا حیی بن اخطب' کعب بن اسد القرظی کے پاس جس نے بنو قریظہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ سے معاہدۂ دوستی کیا تھا' آیا جب اس کے آنے کی اطلاع کعب کو ہوئی اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے اندر آنے کی اجازت مانگی' کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا حیی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو۔ اس نے کہا تم منحوس اور بد بخت ہو۔ میں نے محمدؐ سے معاہدۂ دوستی کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انہوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے۔ حیی نے کہا ذرا دروازہ تو کھولو تا کہ میں تم سے کچھ باتیں کروں۔ کعب نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ حیی نے کہا تم صرف اس لیے دروازہ نہیں کھولتے کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر دلیا کھا لوں گا۔ اس جملہ سے اسے غیرت آ گئی' اس نے دروازہ کھول دیا۔ حیی نے اس سے کہا اے کعب میں تمہارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو نیک نامی دائمی حاصل ہوگی میں فوج کا ایک بحر ذخار تمہارے لیے لایا ہوں' میں قریش کو ان کے تمام امراء اور روساء کے ساتھ لایا ہوں۔ اور ان کو میں نے رومہ وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے۔ اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام روساء کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے احد کے پاس ذنب نقمی میں اتارا ہے۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے عہد واثق کیا ہے کہ جب تک وہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کا قطعی قلع قمع نہ کر دیں گے مقابلہ سے نہ ہٹیں گے۔

بنو قریظہ کی عہد شکنی:

کعب نے کہا بخدا تمہاری یہ تجویز میرے لیے تو عمر بھر کی ذلت و رسوائی ہے۔ تم تو ایسی گھٹا لے کر آئے ہو جس کا پانی برس کر ختم ہو گیا ہے اب صرف خالی گرج اور چمک رہ گئی ہے۔ تم محمدؐ کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میرے جو دوستانہ تعلقات ان

سے قائم ہیں اسی پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ انہوں نے اب تک معاہدۂ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ مگر حیی برابر اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا' اسے نیک نامی اور مادی فوائد کا لالچ دیتا رہا آخر کار وہ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس سے کعب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمدؐ کے مقابلہ میں ناکام ہو کر واپس گئے تو میں تمہارے ساتھ قلعہ میں جا رہوں گا اور آخر دم تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے سعدؓ بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس متعلقہ بنو عبدالاشہل جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے اور سعد بن عبادہ بن ویسم متعلقہ بنو سعدہ بن کعب بن الخزرج کو جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن رواحہ بنو حارث بن الخزرج کے بھائی اور عمرو بن عوف کے خوات بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر جو اطلاع ملی ہے وہ سچ ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے یہ بات مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے اپنے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر کعب بدستور اپنے سابقہ معاہدۂ دوستی پر قائم ہوں تو بے شک اس کا تمام فرودگاہ میں اعلان کر دینا۔

بنو قریظہ کی خباثت:

یہ جماعت تصدیق کے لیے کعب کے یہاں گئی۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ جو اطلاع ان کی نقض عہد اور مخالفت کی مسلمانوں کو ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پر آمادہ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمدؐ میں کوئی عہد و پیمان نہیں ہے۔ سعدؓ بن عبادہ چونکہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے انہوں نے کفار کو گالیاں دیں۔ سعد بن معاذ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑ دو۔ اب جو صورت حال پیدا ہوئی اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

منافقین کی پردہ دری:

دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتا دی کہ بے شک انہوں نے معاہدۂ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادۂ پیکار ہیں اور وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجیع نے خبیبؓ بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو! بشارت ہو اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوفزدہ ہوئے دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آ لیا یہاں تک کہ مومنین کے دلوں میں ہر قسم کے برے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمدؐ ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے' یہ تو کچھ ہوا نہیں۔ اس کے برخلاف اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ بن الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا یا رسول اللہ ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپؐ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

روسائے غطفان سے مصالحت کی کوشش:

رسول اللہ ﷺ اور ان کے مقابلہ پر مشرکین ایک ماہ کے قریب قریب ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھہرے رہے مگر تیر بازی اور محاصرہ کے علاوہ دست بدست لڑائی نہیں ہوئی۔ جب مسلمانوں کو محاصرہ کی تکلیف بہت زیادہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے

عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف بن ابی حارثۃ المری کو جو دونوں غطفان کے رئیس تھے پیام بھیجا کہ اگر تم ہمارے مقابلے سے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس ہو جاؤ تو میں مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تم کو دینے کے لیے آمادہ ہوں۔ چنانچہ ان شرائط پر صلح کی گفتگو ہونے لگی اور اس کے لیے عہد نامہ بھی لکھ لیا گیا تھا مگر اب تک اس پر شہادت کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ پوری طرح صلح کا کچھ ارادہ ہی تھا' صرف ان کو رضا مند کرنے کی کارروائی ہونے پائی تھی جسے ان دونوں نے منظور کر لیا تھا۔ گفتگوئے صلح کے طے ہو جانے کے بعد جب رسول اللہ ﷺ نے باقاعدہ صلح کا ارادہ کر لیا آپؐ نے سعدؓ بن معاذ اور سعدؓ بن عبادہ کو بلا کر اس کا ذکر کیا اور مشورہ چاہا۔ انہوں نے کہا' یارسول اللہ ﷺ اگر اس میں آپ کی خوشی ہے تو بھی ہم تیار ہیں اور اگر اس کے لیے کوئی حکم اللہ کا صادر ہوا ہے تو اس کی بجا آوری کیے بغیر تو چارہ ہی نہیں۔ اگر اس کے علاوہ آپؐ نے اس میں کوئی ہماری بھلائی سوچی ہے تو وہ اور بات ہے آپؐ نے فرمایا میری ذاتی خواہش کو اس میں مطلقاً دخل نہیں ہے' یہ جو کچھ سوچا گیا ہے تم لوگوں کی بھلائی کے لیے سوچا گیا ہے اور یہ بھی محض اس لیے ہے کہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب یک جان ہو کر تمہارے استیصال کے لیے تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہر طرف سے تم کو آ گھیرا ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان دونوں کو ان سے توڑ کر تھوڑی دیر کے لیے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔

سعد بن معاذ کی مخالفت:

سعدؓ بن معاذ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم اور سب کے سب اس سے قبل اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے تھے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے اور نہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے جانتے تھے اور یہ لوگ ہمیشہ سے اس بات کی تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ ہمارے کھجور مفت کھالیں یا ہم ان کو بیچ ڈالیں اب جب کہ اللہ نے اسلام سے ہم کو معزز بنا دیا اس کی طرف ہمیں ہدایت کی اور آپ کی ذات ستودہ صفات سے ہم کو طاقت ور اور غالب کر دیا ہے تو اب ہم ان کو اپنے مال کیسے دے دیں۔ ہم کو ان شرائط کی قطعی ضرورت نہیں ہم اس کے جواب میں تلوار پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا تم جانو اور یہ معاہدہ لے لو۔ سعدؓ نے وہ خط لے کر اس کی تحریر مٹا دی اور پھر کہا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم پر حکومت اور سختی کریں۔

عمرو بن عبدود:

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اسی طرح خندق میں مقیم رہے دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ البتہ قریش کے چند دلاور شہسوار جن میں بنو عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس' عکرمہ بن ابی جہل المخزومی' ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی' نوفل بن عبداللہ اور بنو محارب بن فہر کا ضرار بن الخطاب بن مرداس تھے۔ لڑائی کے لیے زرہ بکتر پہن کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ یہ بنو کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون جواں مرد ہے۔ یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے۔ خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید اور چال ہے' عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے' پھر انہوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑے اس پر سے کدا دیے اور خندق کے ادھر سنجہ میں خندق اور سلع کے درمیان جولانی کرنے لگے۔

حضرت علیؓ اور عمرو بن عبدود کا مقابلہ:

علیؓ بن ابی طالب چند مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں سے یہ کود کر آئے تھے اپنے قبضہ

میں کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا۔ اب پھر قریش کے شہسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جماعت کی طرف لپکے۔

عمرو بن عبدود بدر میں لڑا تھا اور سخت زخمی ہو گیا تھا' اس لیے وہ احد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا مگر آج خندق کی لڑائی میں اپنے کو دکھانے کے لیے وہ سر پر پٹی باندھ کر میدان میں آیا جب وہ اور اس کا رسالہ ٹھہر گیا علیؓ نے اس سے کہا اے عمرو تم ہمیشہ اللہ کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی شخص میرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا۔ میں ان میں سے ایک ضرور مانوں گا۔ اس نے کہا ہاں میرا یہی عہد ہے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا اچھا اب میں تم کو اللہ عز و جل اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نہیں مانتا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ گھوڑے سے نیچے آؤ۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کیوں' بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کو قتل کروں۔ علیؓ نے کہا مگر بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو ضرور قتل کروں۔ اس جملہ کو سن کر اس کو جوش آ گیا۔ وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا۔ پھر اس نے اس کو ذبح کر دیا۔ یا اس کے منہ پر تلوار ماری اور اب علیؓ کے مقابلہ پر بڑھا' ایک نے دوسرے پر پینترے بدل بدل کر وار کیے۔ آخر کار علی رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس کا رسالہ شکست کھا کر فرار ہوا۔ اسی حالت فرار میں پھر انہوں نے اپنے گھوڑے خندق پر سے کدائے۔ عمرو کے ساتھ دو شخص اور منبہ بن عثمان بن عبید بن السباق بن عبدالدار جس کے تیر لگا اور مکہ آ کر مرا اور دوسرا بنو مخزوم کا نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ مارا گیا واپسی میں یہ خندق میں گر پڑا۔ وہاں مسلمانوں نے اس پر سنگ باری شروع کی' اس نے ان سے کہا اس ذلت کے ساتھ کیوں مارتے ہو تلوار سے کام تمام کر دو علی رضی اللہ عنہ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر لیا اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی فروخت کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا ہمیں نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے اور نہ اس کی قیمت کی اب جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا جوش جہاد:

ابولیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری سے مروی ہے کہ اس جنگ میں ام المومنین عائشہؓ بنو حارثہ کے قلعہ میں مقیم تھیں۔ یہ قلعہ مدینہ کے تمام قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ آپؓ کے ہمراہ قلعہ میں تھیں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت تک ہم پر پردہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ سعدؓ آئے ایک کوتاہ زرہ ان کے جسم پر تھی جس سے ان کا پورا ہاتھ نکلا ہوا تھا ان کے ہاتھ میں ان کا بھالا تھا جسے وہ زمین پر مارتے تھے اور کہہ رہے تھے:

لبث قليلاً يشهد الهيجا حمل　　　　لاباس بالموت اذ المعان الاجل

ترجمہ: ''ذرا ٹھہر ابھی لڑائی میں حملہ کرتا ہوا شرکت کرتا ہوں اگر وقت آ گیا ہے موت کا کیا ڈر''۔

ان کی ماں نے کہا بیٹے تم کو پہلے ہی تاخیر ہو گئی ہے تم فوراً مسلمانوں سے جا ملو۔ میں نے ان کی ماں سے کہا اے ام سعدؓ میں چاہتی تھی کہ سعد رضی اللہ عنہ کی زرہ پوری ہوتی۔ ان کی ماں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے کھلے ہوئے حصہ جسم پر کوئی تیر نہ لگے اور یہی ہوا کہ ایک تیر ان کی نبض کی رگ میں پیوست ہوا۔ اس کے متعلق عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنو عامر بن لوئی کے حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر چلایا تھا جب تیر سعدؓ کے لگا حبان نے کہا یہ لے میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا اللہ دوزخ میں تیرا منہ پسینے پسینے کر دے۔ اے خداوندا اگر قریش سے ابھی جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ میں ان سے زیادہ کسی اور سے لڑنے کا مشتاق نہیں ہوں' کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو ستایا' ان کو جھٹلایا اور ان کو خارج البلد کر دیا' اور اب اگر ہمارے اور ان کے

درمیان تو نے جنگ ختم کر دی ہے تو اسے میرے لیے شہادت قرار دے۔ جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہوں تو مجھے موت نہ دینا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خندق کی لڑائی میں میں لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی جا رہی تھی کہ میں نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کی مڑ کر دیکھا تو سعدؓ نظر آئے میں زمین پر بیٹھ گئی ان کے ساتھ اس وقت ان کے بھتیجے حارث بن اوس تھے جو بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کر چکے تھے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا رجز:

محمد بن عمرو کہتے ہیں ان کے ہاتھ میں ڈھال تھی اور وہ فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے جس سے ان کے ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعدؓ سب سے زیادہ زبردست اور دراز قامت تھے۔ ان کی اس چھوٹی سی زرہ کو دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان کے اس طرف تیر نہ لگ جائے وہ رجز پڑھتے ہوئے میرے پاس آئے:

لبث قليلا يدرك الهيجا حمل   ما احسن الموت اذا حان الاجل

ترجمہ: ''تھوڑا انتظار کر ابھی جنگ میں شرکت کی اور جب کسی کا وقت آ جائے تو وہ موت بہت ہی بہتر ہے''۔

جب وہ مجھ سے آگے چلے گئے میں ایک باغ میں گھس گئی جہاں چند مسلمان بیٹھے تھے۔ ان میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے اور ان میں ایک اور ایسا شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا اس میں سے صرف آنکھیں نظر آتی تھیں عمر نے مجھ سے کہا کہ تم بڑی دلیر ہو یہاں کیوں آئیں ممکن ہے کہ بھاگنا پڑے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔ اب وہ اس طرح ملامت کرنے میں میرے پیچھے پڑ گئے کہ میں چاہتی تھی کہ زمین شق ہو جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ اتنے میں خود والے نے اپنا چہرہ ظاہر کیا وہ طلحہؓ تھے انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ بہت کچھ کہہ چکے فرار اور پسپائی اب صرف خدا ہی کی طرف تو ہے ابن العرقہ نام ایک شخص نے سعدؓ کے تیر مارا اور کہا سنبھال میں ابن العرقہ ہوں۔ سعدؓ نے کہا اللہ جہنم میں تیرا منہ پسینے میں شرابور کر دے۔ وہ تیر ان کی نبض پر آ کر لگا جس سے وہ کٹ گئی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی زخمی حالت:

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے جس کی نبض کٹ جائے وہ زندہ نہیں بچتا اس سے جسم کا تمام خون بہہ جاتا ہے اور آدمی سفید ہو کر مر جاتا ہے سعدؓ نے کہا اے اللہ! جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو لیں تو مجھے موت نہ دے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں سعد کے موالی اور حلیف تھے۔

عبید اللہ بن کعب بن مالک سے یہ مروی ہے کہ ابو اسامہ الجسمی بنو مخزوم کے حلیف نے سعدؓ کے تیر مارا تھا مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون سا بیان صحیح ہے۔

حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب کی دلیری:

عباد بن عبد اللہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ اس جنگ میں صفیہؓ بنت عبدالمطلب' حسان بن ثابت کے قلعہ فارع میں رکھی گئی تھیں۔ صفیہؓ سے مروی ہے کہ حسانؓ بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا اس سے پہلے ہی بنو قریظہ نے فسخ عہد کر کے لڑائی شروع کر دی تھی اب اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ ہم کو اس سے بچاتا کیونکہ خود رسول

اللہ ﷺ اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ پر کھڑے تھے اس لیے ہم پر اگر کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آ سکتا تھا۔ میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی غیر محفوظ اور کھلی ہوئی جگہ کو دیکھ رہا ہے تا کہ اپنے ساتھی دوسرے یہودیوں کو جا کر خبر کرے۔ رسول اللہ ﷺ دشمن سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر نہیں لے سکتے' تم نیچے جا کر اسے قتل کر دو۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا نہیں ہوں۔ جب میں نے خود گرز لیا اور قلعہ سے اتر کر اس کے پاس گئی اور گرز سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آ گئی اور میں نے حسانؓ سے کہا مرد آدمی جا کر اس کا لباس اور اسلحہ تو اتار لاؤ۔ وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اتارا۔ حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کا قبول اسلام:

ابن اسحق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور انہوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا وہ چیرہ دست تھے اور آپ سخت خوف اور تکلیف کی حالت میں تھے۔ نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن فنقد بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان آپؐ کے پاس آئے اور کہا میں اسلام لے آیا ہوں مگر میری قوم اس سے واقف نہیں ہے آپؐ جو چاہیں مجھے حکم دیں میں اس پر عمل کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم ہم میں اکیلے ہو اگر ہو سکے تم ہمارے ساتھ سے علیحدہ ہو جاؤ اور لڑائی چال سے سر ہوتی ہے۔ کوئی تدبیر نکالو۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود کی حکمت عملی:

نعیم بن مسعود آپؐ کے پاس سے چلے گئے اور بنو قریظہ کے پاس پہنچے۔ یہ لوگ عہد جاہلیت میں ان کے خاص ندیم تھے نعیم نے ان سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا دوست ہوں اور میرے تم سے خاص تعلقات ہیں انہوں نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو ہم کو تم پر شبہ نہیں ہے نعیم نے کہا قریش اور غطفان محمدؐ سے لڑنے آئے ہیں تم نے محمدؐ کے خلاف ان کی مدد کی ہے مگر ان کا حال اور ہے اور تمہارا اور یہ علاقہ تمہارا ہے یہیں تمہاری املاک بیوی بچے ہیں تم اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس کے مقابلہ میں قریش اور غطفان کی املاک' بیوی' بچے اور وطن دوسری جگہ ہے اس لیے ان کی حالت تمہاری سی نہیں ہے۔ اگر ان کو کامیابی ہوئی اور موقع مل گیا اور غنیمت ملی وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناکامی کی صورت پیش آئی وہ فوراً اپنے وطن چلے جائیں گے اور تم کو تمہارے علاقہ میں محمدؐ سے نبٹنے کے لیے چھوڑ جائیں گے اس وقت تنہا تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے' مارے جاؤ گے۔ اس لیے میری یہ رائے ہے کہ جب تک تم قریش اور غطفان سے ان کے اشراف کو ضمانت میں یرغمال نہ لے لو تا کہ پھر تم کو ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے کہ وہ تمہارے ساتھ محمدؐ سے آخر تک لڑیں گے تم ان کے ساتھ ہو کر نہ لڑو۔ بنو قریظہ نے کہا تمہاری رائے بالکل درست اور مخلصانہ ہے۔

حضرت نعیمؓ ابن مسعود اور قریش:

بنو قریظہ سے مل کر نعیم قریش کے پاس آئے اور اس نے ابوسفیان اور اس کے ہمراہی دوسرے قریش سے کہا تم جانتے ہو کہ میں تمہارا خاص دوست ہوں' محمدؐ سے بالکل علیحدہ ہوں' مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کی تم کو اطلاع کر

دوں۔ اس میں سراسر تمہاری خیر خواہی مضمر ہے لہٰذا اسے تم کسی پر ظاہر نہ کرنا قریش نے کہا ہم کسی سے نہ کہیں گے۔ نعیم نے کہا تو آگاہ ہو جاؤ کہ یہودی اپنے اور محمدؐ کے باہمی تعلقات کے انقطاع پر نادم ہیں انہوں نے محمدؐ سے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں تو کیا تم اس بات سے خوش ہو جاؤ گے کہ ہم ان دونوں قبیلے قریش اور غطفان کے اعیان وا کابر کو اپنے قبضہ میں کر کے تمہارے حوالے کر دیں تا کہ تم ان کو قتل کر دو، اور پھر ان قبیلوں کے جو لوگ بچ رہیں گے ان کے مقابلہ کے لیے ہم بالکل تمہارا ساتھ دیں گے۔ اس کے جواب میں محمدؐ نے کہلا کر بھیجا ہے کہ ہاں اس کارروائی سے ہم راضی ہیں لہٰذا اب اگر یہودی تم سے بطور یرغمال آدمی طلب کریں تم ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

حضرت نعیمؓ بن مسعود اور غطفان:

قریش سے مل کر اب نعیمؓ غطفان کے پاس آئے اور ان سے کہا اے جماعت غطفان تم ہی میری اصل اور خاندان ہو اور میں تم کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہے انہوں نے کہا ہاں سچ ہے ہم تم پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ نعیم نے کہا تو پھر اقرار کرو کہ جو میں کہوں گا اسے کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ انہوں نے کہا مناسب ہے ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان سے وہی تقریر کی جو قریش سے کی تھی اور وہی ہدایت کر دی جو قریش کو کی تھی۔

بنو قریظہ کا قریش سے مطالبہ یرغمال:

شوال ۵ھ ہجری سنیچر کی رات کو خدا کی مشیت کے مطابق ابو سفیان اور غطفان کے رؤسا نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور غطفانیوں کے ساتھ بنو قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ جس جگہ ہم فروکش ہیں یہ طویل قیام کے لئے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے۔ اب ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لئے تیار ہو کر باہر آؤ تا کہ ہم محمد ﷺ پر خود حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔ بنو قریظہ نے جواب دیا کہ یہ تو سنیچر کا دن ہے اس میں ہم کوئی کام نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک نے اس دن کی حرمت کی خلاف ورزی کی اور اسے کیسی سزا ملی۔ علاوہ بریں جب تک تم بطور ضمانت اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمد ﷺ سے نہیں لڑتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبوچا اور تم شدت سے مارے جانے لگے تم فوراً اپنے دیار کو چمپت ہو جاؤ گے اور ہمیں اپنے اس علاقہ میں اس شخص کے مقابلہ کے لئے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم تنہا محمد ﷺ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

قریش اور بنو قریظہ میں نفاق:

جب قریش اور غطفان کے پیامبر بنو قریظہ کا یہ پیام ان کے پاس لائے وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیمؓ بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حق ہے۔ انہوں نے بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی تمہارے حوالے نہیں کرتے اگر تم واقعی لڑنا چاہتے ہو تو آ جاؤ اور لڑو۔ جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنو قریظہ کو پہنچا انہوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے معلوم ہوتا ہے کہ اتحادیوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع ہمدست ہو جائے اس سے متمتع ہوں اور اگر ناکامی کی صورت درپیش ہو تو اپنے وطن کی راہ لیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں چنانچہ اس اندیشہ سے بنو قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا کر بھیجا کہ بخدا ہم تو اس وقت تک تمہارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے جب تک کہ تم اپنے یرغمال ہمارے حوالے نہ کر دو۔

انہوں نے ان کے دینے سے صاف اور قطعی انکار کر دیا۔ اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔ اس کے علاوہ شدید سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر تیز وتند مسلسل کئی رات آندھی چلائی کہ اس سے ان کی دیگیں الٹ گئیں اور خیمے اور جھونپڑیاں گر پڑیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمن میں پھوٹ ڈال دی ہے آپؐ نے رات کے وقت حذیفہ بن الیمان کو بلایا اور کہا کہ تم جا کر اس خبر کی تصدیق کرو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان:

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ایک شخص نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا اے ابوعبداللہ تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں! اس نے کہا تم کس طرح رسول اللہ ﷺ سے پیش آتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ان کی اطاعت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا بخدا اگر ہم نے آپ ﷺ کا عہد پایا ہوتا تو ہم آپ ﷺ کو زمین پر نہ چلنے دیتے۔ اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھتیجے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق میں موجود تھا آپؐ نے کچھ رات گئے نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی فرودگاہ میں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آئے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے اور رسول اللہ ﷺ یہ عہد کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کوئی شخص بھی اس کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی قول دہرایا مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جا کر اس کی خبر کی تصدیق کر کے آ جائے' رسول اللہ ﷺ اس کے لئے یہ شرط کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ اس ارشاد پر بھی چونکہ لوگ بہت خوفزدہ اور بھوکے تھے اور سردی بھی نہایت شدید تھی کسی نے حامی نہ لی۔ جب کوئی بھی اس کام کے لئے کھڑا نہیں ہوا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی اب تو مجھے کھڑے ہوئے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ نے خود مجھے آواز دی تھی۔ میں پاس گیا۔ فرمایا حذیفہ! تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

کفار کی واپسی:

میں حسب ارشاد دشمن کی چھاؤنی میں آیا اس وقت ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا نہ کوئی دیگچی چولہے پر ٹھہرتی نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی مکان اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش ہر شخص کو چاہئے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اب ابوسفیان نے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے گروہ قریش بخدا تم ایسی جگہ فروکش نہیں ہو جو قیام کے لئے مناسب ہوتی۔ ہمارے مویشی اور اونٹ بھوکے مر گئے۔ بنوقریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی بلکہ اس سے ہمیں تکلیف پہنچی۔ اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر ہے وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دیگیں چولہوں پر نہیں ٹھہرتیں' نہ آگ ایک جگہ جلتی ہے اور نہ کوئی بناء ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے اس پر بیٹھ کر

اسے چابک مارا وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر رسی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا۔ بخدا اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے میں نے اپنے مقصد سے اخفاء کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابوسفیان کو قتل کر دیتا۔ وہاں سے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس آیا۔ آپؐ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی آپؐ نے اپنے پیروں کے بیچ میں کر لیا اور میرے اوپر لبادے کا کونا ڈال دیا۔ پھر آپؐ نے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو میں نیچے سے نکل گیا۔ پھر آپؐ نے سلام پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپؐ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح میدان سے چلے گئے' وہ بھی فوراً تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی نبی ﷺ اور تمام مسلمان خندق سے مدینہ پلٹ آئے اور انہوں نے ہتھیار کھول دیے۔



باب ۱۰

غزوۂ بنو قریظہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آمد:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ استبرق کا عمامہ باندھے تھے ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین تھی اور اس پر دیباج کا چارجامہ پڑا ہوا تھا۔ جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کیا آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! جبرئیلؑ نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آ رہا ہوں۔ اے محمد اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنو قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انہیں کی طرف جا رہا ہوں۔

بنی قریظہ کی جانب پیش قدمی:

رسول اللہ ﷺ نے فوراً اپنے نقیب کو حکم دیا کہ وہ تمام مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مطیع اور فرماں بردار ہو وہ بنو قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے۔ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو اپنا علم دے کر بنو قریظہ کی طرف اپنے سے پہلے روانہ فرمایا۔ دوسرے لوگ بھی ان کی طرف لپکے۔ علیؓ مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے وہاں سے علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں نہایت برے الفاظ سنائی دیے۔ وہ وہاں سے پلٹے' انہوں نے راستے ہی میں رسول اللہ ﷺ کو پالیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہرگز ان خبیثوں کے نزدیک نہ جائیں۔ آپؐ نے پوچھا کیوں معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان کی زبان سے میری برائی اور مذمت سنی ہے۔ علیؓ نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کے ناشائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالتے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے قلعوں کے پاس پہنچ کر ان کو مخاطب کر کے کہا اے بندروں کے ساتھیو کیا اب تک اللہ نے تم کو رسوا نہیں کیا اور سزا نہیں دی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم تم ناواقف نہیں ہو۔

بنو قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ اسی سفر میں صورین میں اپنے صحابہؓ کے پاس آئے آپؐ نے ان سے پوچھا کوئی صاحب تمہارے پاس سے گزرے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں دحیہ ابن خلیفۃ الکلبی ایک سفید مادیان خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیبا کا چارجامہ پڑا ہوا تھا ہمارے پاس سے گذرے۔ آپؐ نے فرمایا یہ جبرئیلؑ تھے ان کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھا دیں۔

مسلمانوں کا اُناپر قیام:

بنو قریظہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ ان کے ایک کنویں اُنا نامی پر جو ان کے کھیتوں کے کنارے واقع تھا فروکش ہو گئے یہاں سب لوگ آپؐ کے پاس جمع ہو گئے بعض صحابہؓ عشاء کے وقت پہنچے انہوں نے اب تک رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بموجب کہ سب بنو قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں، عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی ان کو بعض نہایت ضروری کاموں کی وجہ سے جنگ کے لیے روانہ

ہونے میں اتنی دیر لگ گئی مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق بنوقریظہ کے سوا کہیں اور عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اب عشائے آخر کے بعد انہوں نے اس مقام پر پہنچ کر عصر کی نماز پڑھی ان کے اس فعل کو نہ اللہ نے اپنی کتاب میں مذموم قرار دیا اور نہ خود آپؐ نے ان کو ملامت کی۔ یہ معبد بن کعب بن مالک انصاری کا بیان ہے۔

15

بنوقریظہ کا محاصرہ:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آ کر سعدؓ کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیے، دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیے۔ جبرئیلؑ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ آپؐ نے ہتھیار رکھ دیے مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپؐ دشمن کے مقابلے پر جائیے اور ان سے لڑیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپؐ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے۔ آپؐ بنوغنم کے پاس سے گزرے آپؐ نے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا۔ انہوں نے کہا دحیۃ الکلبی یہاں آئے تھے یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبرئیلؑ کے مشابہ تھے۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ بنوقریظہ کے سامنے فروکش ہو گئے۔ اس وقت سعدؓ اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے نصب کرا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ماہ یا پچیس دن بنوقریظہ کا محاصرہ رکھا جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آ گئے ان سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دو، مگر ابولبابہ بن عبدالمنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ کر اشارے سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے تو سب ذبح کر دیے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذؓ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اچھا انہیں کے حکم پر سہی۔ انہوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ آپؐ نے سعدؓ کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر سوار کرا دیا گیا۔ اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر خفیف سا رہ گیا تھا۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلۂ بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے پچیس راتیں ان کا محاصرہ رکھا، وہ محاصرہ کے مصائب سے تنگ آ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

کعب بن اسد کی شرائط:

قریش اور غطفان کی مراجعت کے بعد حُیی بن اخطب اس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا، بنوقریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آیا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آ گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے واپس نہ ہوں گے۔ کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے میں تمہارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔ انہوں نے کہا بتایئے وہ کیا ہیں۔ کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کر لیں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ بخدا یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر خود تمہاری کتاب میں موجود ہے۔ اس طرح تمہاری جان، مال بال بچے سب مامون ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے کہا ہم کبھی تو رات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول نہیں کریں گے۔ کعب نے کہا اگر میری اس بات کو تم نہیں مانتے تو اچھا آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر ننگی تلواریں لے کر قلعہ سے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے

مقابلے پر نکل پڑیں اس طرح اپنے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں جس کا بوجھ ہمارے دل و دماغ پر موجود ہے اور پھر حریف سے فیصلہ کن جنگ کر لیں چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اگر ہم سب مارے گئے تو یہ اطمینان تو ہوگا کہ ہم اپنے بعد کوئی اور شے ایسی نہیں چھوڑے جاتے جس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو، اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب ہمیں مل ہی جائیں گے۔ اس کی قوم والوں نے کہا بھلا ہم خود ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہے گا۔ کعب نے کہا اگر تم میری اس بات کو بھی نہیں مانتے تو آؤ یہ کرو کہ آج سنیچر کی رات ہے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی غالباً اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں گے لہٰذا تم قلعہ سے اترو شاید اس طرح ہم کو ان پر غفلت میں حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کی قوم نے کہا کیا ہم خود سنیچر کے دن کی اس طرح بے حرمتی کریں اور اس مبارک دن میں ایسا کام کر گزریں جس کے متعلق تم کو خود معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا وہ مسخ کر دیے گئے۔ اس پر کعب نے کہا اپنی پیدائش سے لے کر مدت العمر تم میں سے کوئی شخص ایک شب میں بھی دور اندیش ثابت نہیں ہوا۔

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی پشیمانی:

اس کے بعد بنو قریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہلا کر بھیجا کہ عمرو بن عوف کے ابولبابہؓ بن المنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجیے (یہ بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنو قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کی نظر ابولبابہؓ پر پڑی وہ سب ان کے استقبال کے لیے اٹھے، ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابولبابہ کو ان پر ترس آ گیا۔ بنو قریظہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں انہوں نے کہا ہاں مگر اپنے حلق پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب ذبح کر ڈالے جاؤ گے۔ ابولبابہؓ کہتے ہیں کہ کہنے کو تو میں نے یہ بات کہہ دی مگر فوراً ہی میرے دل نے محسوس کیا کہ یہ تو میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی۔ ابولبابہؓ وہاں سے بغیر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سیدھے مدینہ آ کر مسجد نبوی میں آئے اور انہوں نے اپنی خطا کی پاداش میں خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو اللہ معاف نہ کر دے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور اب کبھی بنو قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا اور اللہ مجھے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھے جس میں میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

جب ان کے واپس آنے میں دیر ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس تاخیر سے تردد ہوا۔ پھر آپ کو ان کا سارا واقعہ معلوم ہوا آپؐ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس آ جاتے تو میں اللہ سے ان کی معافی کی سفارش کرتا مگر اب جو کچھ وہ کر چکے کر چکے۔ اب تو جب تک خدا ہی ان کی توبہ کو قبول کر کے معاف نہ کرے میں ان کو رہائی نہیں دوں گا۔

حضرت ابولبابہ کی معافی:

زید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابولبابہ کی معافی کی اطلاع بذریعہ وحی آپ کو ہوئی۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے علی الصباح رسول اللہ ﷺ کو ہنستے ہوئے دیکھا میں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپؐ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوش خبری سنا دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں جی چاہے تو کہہ دو۔

راوی کہتا ہے کہ اس اجازت کے بعد ام سلمہؓ اپنے دروازے پر آ کر کھڑی ہوئیں۔ اب تک پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور

انہوں نے بلند آواز سے کہا ابولبابہؓ بشارت ہو اللہ نے تمہاری توبہ قبول اور خطا معاف کر دی۔ اب سب لوگ ان کو کھولنے کے لیے دوڑے۔ مگر انہوں نے کہا کوئی مجھے نہ کھولے، خود رسول اللہ ﷺ ہی اپنے دست مبارک سے مجھے آزاد کریں چنانچہ جب آپؐ صبح ان کے پاس آئے آپؐ نے ان کو ستون سے کھول دیا۔

عمرو بن سعدی القرظی:

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اسی شب میں جس میں کہ بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھے۔ ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعیہ اور اسد بن عبید اسلام لے آئے، یہ بنوہدل سے تھے بنوقریظہ اور نضیر سے نہ تھے کہیں اوپر جا کر ان کا نسب ان سے ملتا تھا اس طرح وہ ان کے یک جدی ہوتے تھے۔ نیز اسی رات میں عمرو بن سعدی القرظی رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں کے پاس سے گزرا، اس رات محمد بن مسلمۃ الانصاری اس خدمت پر مامور تھے انہوں نے اسے دیکھ کر للکارا کون ہے۔ اس نے کہا میں عمرو بن سعدی ہوں۔ جب بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے بدعہدی کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہرگز محمدؐ کے ساتھ بدعہدی نہیں کروں گا اس وجہ سے محمد بن مسلمۃ الانصاری نے اس کو پہچان کر کہا، خداوندا شرفاء کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے کے شرف سے تو مجھے محروم نہ کر، اور پھر اسے جانے کی اجازت دے دی۔ یہ وہاں سے سیدھا چل کر مدینے آیا وہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر صبح کو نہ معلوم خدا کی کس سرزمین میں چلا گیا کہ آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا تمام حال بیان کیا گیا، آپؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

عمرو بن سعد کا ایفائے عہد:

ابن اسحٰق کہتے ہیں مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بنوقریظہ نے ہتھیار رکھے اور ان کو اسیر کر کے رسیوں سے باندھا لیا گیا اسے بھی ان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ صبح کو اس کی ڈوری پڑی ہوئی ملی کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

بنواوس کی درخواست:

صبح کو تمام بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر سر اطاعت خم کر دیا۔ بنواوس فوراً اٹھے اور انہوں نے کہا جناب والا یہ ہمارے موالی ہیں خزرج کے نہیں ہیں۔ آپؐ نے ان کے موالیوں کے بارے میں جو بھی کل تصفیہ فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے۔

بنوقریظہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے بنوقینقاع کا جو خزرج کے حلیف تھے محاصرہ فرمایا تھا اور جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اطاعت قبول کی عبداللہ بن ابی سلول نے آپ سے ان کو مانگ لیا اور آپؐ نے ان کو اسے بخش دیا تھا۔

جب بنواوس نے ان کے متعلق آپؐ سے یہ کہا آپؐ نے ان سے فرمایا اچھا تم اس بات کو مانو گے کہ تمہارا آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا جی ہاں ہم کو منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں ان کے معاملے کو سعد بن معاذؓ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم:

سعد بن معاذ کو ان کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی مسجد میں ایک مسلمان عورت رفیدہؓ نامی کے خیمہ میں

ٹھہرا دیا تھا، یہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور انہوں نے زخمی مسلمانوں کی خدمت کے لیے اپنے کو وقف کر دیا تھا چنانچہ جب خندق کی لڑائی میں سعدؓ کے تیر لگا آپؐ نے ان کی قوم والوں سے کہا کہ ان کو رفیدہؓ کے خیمہ میں ٹھہرا دو، تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ اب جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بنو قریظہ کا حکم قرار دیا، ان کی قوم ان کے پاس آئی اور ایک گدھے پر جس پر انہوں نے سعدؓ کے لیے چمڑے کی زین اور گدا ڈالا تھا ان کو بٹھایا۔ یہ بہت ہی فربہ اور قد آور آدمی تھے، ان کی قوم والے بھی ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے اور راستے میں سعدؓ سے کہا اے ابو عمرو اپنے موالیوں کے متعلق نیکی برتنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے فیصلے کو تم پر اسی وجہ سے محمول کیا ہے کہ تم ان کے بارے میں لطف و کرم اختیار کرو۔ جب ان کی قوم والوں نے بار بار اس بات کو کہا سعدؓ نے جواب دیا اب سعد کا وہ وقت آ گیا ہے کہ جب اسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا چاہیے، اس جواب کو سن کر ان کی قوم کے بعض لوگ تو بنو عبدالاشہل کے محلے میں چلے آئے اور قبل اس کے کہ سعدؓ بنو قریظہ کے پاس پہنچیں انہوں نے سعدؓ کے مذکورہ بالا جملے کی وجہ سے بنو قریظہ کے قتل کی اطلاع مشہور کر دی۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا استقبال:

جب سعدؓ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار یا اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور ان کو سواری پر سے اتار لاؤ، جب وہ آ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا سعدؓ بنو قریظہ کا تصفیہ کر دو انہوں نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں وہ لوگ جو لڑائی کے قابل ہوں قتل کر دیے جائیں۔ عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس فیصلہ کو سن کر فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق تصفیہ کیا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کا فیصلہ:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب سعدؓ، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اٹھو۔ صحابہؓ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا اے ابو عمرو رسول اللہ ﷺ نے تمہارے موالیوں کے بارے میں تم کو حکم بنایا ہے انہوں نے کہا ہاں! تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد و پیمان کرو کہ جو تصفیہ میں کروں گا اسے تم قبول کرو گے سب نے کہا بے شک ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ پھر سعدؓ نے جو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپؐ تشریف فرما تھے منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی طرف اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلہ کو قبول کریں گے۔ اس پر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ تب سعدؓ نے کہا اچھا تو میں یہ تصفیہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیے جائیں ان کی املاک تقسیم کر دی جائے اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعدؓ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنو قریظہ کا انجام:

بنو قریظہ کو قلعے سے اتار کر رسول اللہ ﷺ نے بنو النجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں تھی قید کر دیا اور پھر خود آپؐ اس مقام پر آئے جہاں اب مدینہ کا بازار ہے اور یہاں آپؐ نے چند کھائیاں کھدوائیں اور پھر بنو قریظہ کو بلا کر یہاں ان کی

گردن ماردی۔ یہ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپؐ کے پاس بھیجے جاتے تھے اور آپؐ ان کو قتل کرادیتے تھے ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے۔ یہ چھ سو یا سات سو آدمی تھے جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انہوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔

بنو قریظہ کی جب کوئی جماعت قتل کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانے لگتی تو وہ کعب بن اسد سے پوچھتے۔ کعب کہو ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، اس کے جواب میں ہر مرتبہ وہ کہتا کیا اتنی بات بھی نہیں سمجھتے بلانے والا برابر بلا رہا ہے اور جو جاتا ہے ان میں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا۔ سمجھ لو کیا ہوگا، بخدا مارے جاؤ گے، اسی طرح نوبت بہ نوبت رسول اللہ ﷺ نے سب کو قتل کرادیا۔

حیی بن اخطب کا قتل:

دشمن خدا حیی بن اخطب آپؐ کے سامنے لایا گیا اس نے ایک فقاحی حلہ پہن رکھا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی بھی اسے سالم بعد میں نہ لے سکے۔ اس نے اس حلے کو اپنے جسم پر تارتار کردیا تھا اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر اس نے کہا بخدا میں نے تمہاری عداوت میں کوئی کمی نہیں کی مگر کیا کیا جائے جس کا ساتھ اللہ چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے، پھر اس نے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! اللہ کے حکم میں کیا چارہ۔ اللہ نے پہلے سے یہ بات مقدر کر دی تھی کہ بنی اسرائیل اس طرح قتل کیے جائیں گے، وہ پوری ہوئی۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

بنو قریظہ کی ایک عورت بنانہ کا قتل:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بنو قریظہ کی عورتوں میں سے ایک کے علاوہ اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے اس وقت رسول اللہ ﷺ ان کے مردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے، اتنے میں کسی نے اس کا نام لے کر پکارا، اے فلانی فلاں کی بیٹی۔ اس نے کہا موجود ہوں، میں نے اس سے پوچھا کیوں بلایا ہے اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ میں نے پوچھا کیوں۔ اس نے کہا میں نے ایک جرم کیا ہے، لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن ماردی گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں۔ پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی کہ میں نے اس کے علاوہ اور کسی کو ایسا نہیں دیکھا۔

حضرت ثابتؓ اور زبیر بن باطا القرظی:

ثابت بن قیس بن شماس، زبیر بن باطا القرظی کے پاس آئے ابو عبدالرحمٰن اس کی کنیت تھی۔ زبیرؓ نے عہد جاہلیت میں ثابت پر یہ احسان کیا تھا کہ جنگ بعاث میں زبیر نے ان کو پکڑا اور صرف پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔ یہ اس کے پاس آئے وہ بہت بڈھا تھا ثابت نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا کیوں نہیں بھلا میں تم کو بھول سکتا ہوں ثابت نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جو احسان تم نے مجھ پر کیا ہے اس کا بدلہ دوں کیونکہ شریف دوسرے شریف کو معاوضہ دیا کرتا ہے۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی سفارش:

اس کے بعد ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ زبیر نے میرے ساتھ یہ نیکی کی تھی اس کا احسان میری گردن پر ہے میں چاہتا ہوں کہ اب اس کا عوض کروں۔ آپؐ میری خاطر اس کی جاں بخشی فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہم نے

اسے تمہاری خاطر معاف کر دیا ثابت نے زبیرؓ سے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تم کو معاف کر دیا ہے، اس نے کہا میں پیر فانی! نہ اب میرے بیوی بچے رہے اور نہ گھر در، میں جی کے کیا کروں ثابت پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اور اس کے بیوی بچوں کے متعلق کیا ارشاد ہے آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری خاطر تمہاری بیوی اور اولاد بھی تم کو دے دی ہے۔ اس نے کہا کوئی خاندان جس کے پاس مال نہ ہو حجاز میں زندگی بسر نہیں کر سکتا لہٰذا اس خالی جاں بخشی سے کیا ہوتا ہے ثابت حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس کے املاک کے متعلق کیا ارشاد ہے آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمہاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا رسول اللہ ﷺ نے تمہارا مال مجھے عطا فرمایا ہے اور اب وہ تمہارا ہے۔

زبیر بن باطا القرظی کا خاتمہ:

زبیر نے کہا ثابتؓ اس کا کیا ہوا جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح چمک دار تھا جو تمام قبیلے کی کنواری عورتوں کا محبوب تھا یعنی کعب بن اسد۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا تمام شہریوں اور دیہاتیوں کے سردار حیی بن اخطب کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا ہمارے اس جواں مرد کا کیا ہوا کہ جب ہم حملہ کرتے وہ ہم سب کے آگے ہوتا اور اگر ہم پسپا ہوتے تو وہ ہماری حمایت کے لیے سب سے پیچھے رہتا یعنی غزال بن شمویل۔ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا دونوں جماعتوں یعنی بنوکعب بن قریظہ اور بنوعمرو بن قریظہ کا کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ سب قتل کر دیے گئے۔ زبیر نے کہا تو میں اس احسان کا واسطہ دے کر جو میں نے تمہارے ساتھ کیا ہے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی ابھی اپنے دوستوں سے ملا دو۔ ان لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی کا کیا مزہ رہا۔ میں ذرا سی تاخیر بھی پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے جا ملوں۔ ثابتؓ نے زبیر کو آگے کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زبیر کا یہ قول معلوم ہوا انہوں نے کہا ہاں بخدا وہ آتش دوزخ میں اپنے احباب سے ملے گا اور وہاں ہمیشہ کے لیے جلتا رہے گا۔ ثابتؓ نے اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے ہیں۔

رفاعہ بن شمویل القرظی کی جاں بخشی:

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ بنوقریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیے جائیں۔ سلمٰیؓ بنت قیس ام المنذر سلیط بن قیس کی بہن نے جو رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں اور جنہوں نے آپؐ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور عورتوں کی بیعت میں آپ کی بیعت کی تھی رفاعہ بن شمویل القرظی کو آپؐ سے مانگا۔ یہ بالغ ہو چکا تھا اور چونکہ وہ سلمٰی کے خاندان سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا اس لیے کہ اس نے ان کے یہاں پناہ لی تھی۔ سلمٰی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ رفاعہ بن شمویل کو مجھے دے دیجیے کیونکہ وہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سلمٰی کو دے دیا اور اس طرح سلمٰی نے اس کی جان بچا لی۔

بنوقریظہ کا مال غنیمت:

رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کی املاک، عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپؐ نے سوار اور پیدل کے

حصوں میں تفریق کر دی نیز آپؐ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصے، دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیا اور پیدل کا ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس سوار تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصے علیحدہ علیحدہ دیے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ رسالہ بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصہ دیا جاتا۔

ریحانہ بنت عمرو کا قبول اسلام:

اس کے بعد بنو عبدالاشہل کے سعدؓ بن زید الانصاری کو رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے لونڈی غلاموں کو دے کر نجد بھیجا تا کہ وہ ان کو بیچ کر اس کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خرید لائیں۔ ان کی عورتوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو بن ضبافہ بنو عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کو خود اپنے لیے انتخاب فرمایا یہ آپ کی وفات تک آپؐ کے پاس رہیں اور اس وقت تک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھیں، آپؐ نے ان سے کہا تھا آؤ میں تم سے نکاح کر لیتا ہوں اور پردے میں بٹھاتا ہوں مگر انہوں نے یہی کہا کہ آپؐ مجھے اپنی ملک ہی میں رکھیں میرے اور آپؐ دونوں کے لیے اس بات میں ذمہ داری کم ہے۔ ان کی اس خواہش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جب آپؐ نے ان کو لونڈی بنایا تو انہوں نے اسلام لانے سے انکار اور یہودیت پر اصرار کیا۔ آپؐ نے ان سے علیحدگی اختیار کی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کھٹک آپؐ کے دل میں برابر باقی تھی، ایک روز آپؐ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپؐ نے اپنی پشت پر جوتے اتارنے کی آواز سنی۔ آپؐ نے خود کہا کہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے سامنے حاضر ہو کر کہا اے رسول اللہ (ﷺ) ریحانہ اسلام لے آئیں۔ اس بات کو سن کر آپؐ خوش ہو گئے۔

حضرت سعدؓ بن معاذ کی دعا:

بنو قریظہ کے قضیے سے فراغت کے بعد سعدؓ بن معاذ کے زخم پھر تازہ ہو گئے اور اس کے لیے خود انہوں نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی تھی اور التجاء کی تھی کہ بار الٰہ تجھے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ ان لوگوں سے لڑنے کا دلدادہ ہوں۔ جنہوں نے تیرے رسول کی تکذیب کی ہے لہٰذا اگر ابھی قریش سے کچھ اور جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر تو نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان اب لڑائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ان کی دعاء قبول ہوئی ان کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پھر اسی خیمے میں جو آپؐ نے ان کے لیے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا منتقل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ ان کی مزاج پرسی کو ان کے پاس گئے تھے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی گئے تھے میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے عمر کو روتے ہوئے سنا اور پھر ان کے رونے سے ابوبکرؓ کے رونے کی آواز سنی یہ رقت ان پر اس لیے طاری ہوئی کہ حسب ارشاد خداوندی وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے اس بیان کے ایک ناقل علقمہ نے عائشہؓ سے پوچھا اماں جان خود رسول اللہ ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی تھی انہوں نے کہا کسی موت پر آپؐ کے آنسو نہیں نکلتے تھے البتہ جب کبھی کسی کی موت کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا یا آپؐ کسی وجہ سے سخت پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔

جنگِ خندق کے شہداء:

ابن اسحٰق کے قول کے مطابق خندق کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین میں سے تین قتل کیے گئے اور بنوقریظہ کی جنگ میں خلادؓ بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن بنی الحارث الخزرج شہید ہوئے۔ ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ پاش پاش ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ کا محاصرہ کر رکھا تھا بنو اسد بن خزیمہ کے ابوسنان بن محصن بن حرثان مر گئے اور وہ بنوقریظہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے خندق سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا تھا کہ اب آئندہ کبھی قریش کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ وہ ہم پر اقدامی کارروائی کر سکیں اب ہم ان کے خلاف جارحانہ کارروائی کیا کریں گے۔ چنانچہ فتح مکہ تک یہی ہوا کہ پھر قریش کو آپؐ پر پیش قدمی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

نبانہ کے قتل کی وجہ:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بنوقریظہ کی فتح ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں ہوئی۔ البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں ابھی چند راتیں باقی تھیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپؐ نے اس کے لیے گہری نالیاں کھدوائیں اور آپؐ بیٹھ گئے۔ علیؓ اور زبیرؓ آپؐ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے۔ جس عورت کو آپؐ نے اس دن قتل کرایا تھا اس کا نام نبانہ تھا یہ حکم القرظی کی بیوی تھی اور اسی نے خلاد بن سوید کو ان پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا۔ آپؐ نے اس کو طلب کر کے خلادؓ کے عوض میں قتل کر دیا۔

غزوۂ المریسیع:

رسول اللہ ﷺ کے غزوۂ بنی مصطلق کے وقت میں اختلاف ہے اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں، یہ خزاعہ کے ایک چشمہ آب کا نام ہے جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ شعبان ۵ھ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ جہاد فرمایا ہے اور غزوۂ خندق اور غزوۂ بنوقریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپؐ خزاعہ کے خاندان بنومصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذوالقعدہ یا ابتدائے ذوالحجہ میں بنوقریظہ کے غزوہ سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذوالحجہ، محرم، صفر اور ربیع الاوّل اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے۔ اس سال ۵ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔



باب ۱۱

صلح حدیبیہ ۶ھ

غزوہ بنولحیان:

بنی قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب الرجیع خبیب بن عدی اور ان کے ہمراہی صحابہ کا بدلہ لینے برآمد ہوئے۔ آپؐ نے ظاہر یہ کیا کہ آپؐ شام جا رہے ہیں تاکہ اثنائے راہ میں اگر دشمن پر کوئی کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ مدینہ سے نکل کر آپؐ نے غراب نام پہاڑ کی راہ لی جو شام کے راستے پر واقع ہے۔ پھر مخیص ہوتے ہوئے آپ تبراء آئے اور یہاں سے آپؐ بائیں جانب مڑے۔ بین ہوتے ہوئے آپ ضحیرات الیمام آئے اور یہاں سے آپؐ نے سیدھے مکہ کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں اختیار کی، اپنی رفتار میں تیزی کی اسی طرح شتاب روی کر کے غران پر منزل کی جہاں بنولحیان ٹھہرا کرتے تھے یہ غران املیح اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سایہ تک چلی جاتی ہے مگر دشمن کو آپ کی پیش قدمی کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا۔ اس مقام پر فروکش ہونے کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت سے آپ آئے تھے وہ دسترس سے باہر ہو چکے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مناسب ہوگا کہ ہم یہاں سے عسفان پر اتریں تاکہ مکہ والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکہ آئے ہیں۔ اس خیال سے آپؐ دو شتر سوار صحابہؓ کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عسفان آئے اور یہاں سے آپؐ نے دو شہسوار اور آگے بھیجے جو کراع الغمیم تک جا کر پلٹ آئے۔ واپسی میں آپ کو شام ہو گئی، آپؐ مدینہ پلٹ آئے۔ صرف چند راتیں آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائی تھیں کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفراری نے غطفان کے رسالہ کے ساتھ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر غارت گری کی گلے کے ساتھی بنوغفار کا ایک شخص اور اس کی بیوی بھی تھی حملہ آوروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو مویشیوں کے ساتھ ہنکا لے گئے۔

غزوۂ ذی قرد:

اس واقعہ میں سب سے پہلے مسلمہ بن الاکوع الاسلمی کو دشمن کی پیش قدمی کی خبر لگی یہ علی الصباح تیر کمان سے مسلح ہو کر غابہ جانے کے ارادے سے چلے۔ ان کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کا ایک غلام بھی تھا۔ خود سلمہ سے مروی ہے کہ جب حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ سے مدینہ واپس آئے (اگر یہ بیان صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو واقعہ ان سے مروی ہے وہ ذی الحجہ ۶ ہجری یا ۷ ہجری کے شروع میں پیش آیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال ذوالحجہ ۶ھ میں مکہ سے مدینہ واپس آئے تھے اور سلمہ بن الاکوع نے جو وقت اس واقعے کا بیان کیا ہے اور جو ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں چھ ماہ کا فرق پڑتا ہے۔

حضرت سلمہ بن عمرو بن الاکوع:

بہرحال سلمہؓ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ آئے آپؐ نے اپنے غلام ریاح کے ہمراہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجے۔ میں بھی طلحہ بن عبید کا گھوڑا لے کر اس کے ساتھ ہوا۔ صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عینیہ نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر غارت گری کی اور وہ ان سب کو ہنکا لے گیا ہے نیز اس نے آپؐ کے چرواہے کو قتل کر دیا

ہے۔ میں نے رباح سے کہا تم یہ گھوڑا لو اور اسے طلحہ کو لے جا کر دے، دو اور تم رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو۔ پھر میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے شور مچایا لوٹ لیا لوٹ لیا۔ یہ کہہ کر میں دشمن کے پیچھے ہولیا اور ان پر تیر برسانے لگا، اس وقت میں یہ شعر پڑھتا تھا:

وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع

ترجمہ: ''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بہت ہی ذلیل ہے''۔

کفار کا تعاقب:

میں ان کو برابر اپنے تیروں کا نشانہ بناتا رہا اگر ان کا کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا میں کسی درخت کے پاس آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر چلاتا اور اسے ہلاک کر دیتا اور جہاں کوہستان تنگ اور دشوار گزار آ جاتا وہ اس حصے میں گھس جاتے اور میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور وہاں سے پتھروں سے ان کو ہلاک کر دیتا۔ اسی طرح کرتے کرتے رسول اللہ ﷺ کا اب ایک جانور بھی ایسا نہ رہا جسے میں نے دشمن سے چھڑا کر اپنے پیچھے نہ کر دیا ہو، دشمن نے میرے اور مویشیوں کے درمیان راہ چھوڑ دی تھی، انہوں نے فرار کے لیے بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ نیزے اور چادریں راستے میں ڈال دیں، جس چیز کو پھینک دیتے تھے میں اس پر پتھر کھڑے کر دیتا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ اس کو شناخت کر سکیں۔ پسپا ہوتے ہوتے جب وہ گھاٹی کے تنگ مقام پر پہنچے عینیہ بن حصن بن بدر ان کی کمک پر آ پہنچا۔ اس کی وجہ سے اب وہ دم لینے کے لیے بیٹھ گئے میں ان کے اوپر پہاڑ کے ایک برآمدے پر جا بیٹھا۔ عینیہ نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا ہمیں اس کے ہاتھ سے سخت مصیبت اٹھانا پڑی ہے۔ آج صبح اندھیرے سے یہ ہمارے پیچھے ہے اور برابر قدر اندازی کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے ہاتھ سے تمام مویشی چھین لیے۔ عینیہ نے کہا چار آدمی اس کے مقابلے پر چڑھ کر جاؤ۔ جب وہ میرے پاس اس قدر قریب آئے جہاں سے بات چیت ہو سکتی تھی۔ میں نے کہا مجھے جانتے ہو۔ انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سلمہ بن الاکوع، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو آبرو بخشی ہے، میں تم سے جس کا پیچھا کروں گا اسے پکڑ لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ انہوں نے کہا ہاں ہم بھی یہی سمجھتے ہیں۔

اخرم الاسدیؓ کا جذبۂ جہاد:

وہ چلے گئے میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا اب مجھے رسول اللہ ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے بڑھتے نظر آئے۔ سب کے آگے اخرم الاسدی تھے اور ان کے پیچھے ابو قتادہ الانصاری، ان کے بعد مقداد بن الاسود الکندی تھے میں نے اپنی جگہ سے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ ہماری جماعت اب تک بہت ہی قلیل ہے مبادا دشمن تم کو تمہارے ساتھیوں سے علیحدہ دیکھ کر ہلاک کر دے جب تک خود رسول اللہ ﷺ نہ آ جائیں گے نہ بڑھو۔ انہوں نے کہا سلمہؓ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کو جانتے ہو کہ بہشت برحق ہے اور دوزخ برحق تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل مت ہو۔

اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ان کے اس قول پر میں نے ان کو چھوڑ دیا، اب ان کا عبدالرحمٰن بن عینیہ سے مقابلہ ہوا۔ اخرمؓ نے اس کا گھوڑا ذبح کر دیا مگر اس نے نیزے سے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا۔ اور چونکہ عبدالرحمٰن نے ان کے گھوڑے کو مار ڈالا تھا اس لیے اب وہ اخرم کے گھوڑے پر

سوار ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد دشمن اس مقام سے فرار ہوا۔ اس ذات کی قسم ہے جس نے محمدؐ کو عزت عطا فرمائی میں نے پیادہ دوڑتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اور اتنی دور نکل گیا کہ اب مجھے نہ صحابہ ؓ نظر آتے تھے اور نہ ان کا غبار۔ غروب آفتاب سے پہلے چونکہ پیاسے تھے ایسے پہاڑی نشیب کی طرف مڑے۔ جہاں ذوقرد نام چشمہ تھا مگر جب انہوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا آتا دیکھا وہ میرے خوف سے اس چشمے سے بغیر ایک قطرہ پیے چل دیے۔ اب وہ ذی اثیر کی گھاٹی میں چلے۔ ان میں سے ایک میری طرف مڑا۔ میں نے تیر سے اس کو نشانہ بنایا۔ تیر اس کے شانے کے جوڑ پر پیوست ہو گیا۔ میں نے فخریہ کہا اسے سنبھال انـــا ابـــن الاکوع و الیوم یوم الرضع. اس نے کہا: ''کیا یہ ہمیں صبح سے ڈس رہا ہے''۔

حضرت سلمہؓ بن اکوع کی تعریف:

گھاٹی کے اوپر دو گھوڑے نظر آئے میں ان کی لگام پکڑ کر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلا جب سلیحہ میں مجھے رات ہو گئی میرے چچا عامر مجھ سے آ ملے۔ یہاں ہمیں کچھ دودھ میسر آ گیا اس ہموار جگہ میں پانی بھی تھا میں نے وضو کیا نماز پڑھی اور پانی پیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا آپؐ اس وقت ذی قرد کے چشمے پر جہاں سے میں نے دشمن کو اکھاڑ دیا تھا مقیم تھے اور جن اونٹوں کو میں نے دشمن کے پنجے سے چھڑایا تھا ان پر اور تمام نیزے اور چادروں پر آپؐ نے قبضہ کر لیا تھا اور بلالؓ نے انہیں میں سے ایک اونٹنی ذبح کی تھی اور وہ اس کی کلیجی اور کوہان رسول اللہ ﷺ کے لیے بھون رہے تھے۔ میں نے عرض کیا آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے سو آدمیوں کو منتخب کر کے ان سے دشمن کا تعاقب کروں تا کہ ان کا نشان مٹا دوں۔ رسول اللہ ﷺ میری اس بات پر اس طرح ہنسے کہ آواز بلند ہو گئی یا آپؐ کے سامنے کے دانت نمایاں ہو گئے پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا چاہتے ہو۔ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف بخشا ہے میں اس کے لیے بالکل آمادہ ہوں۔ صبح کو آپؐ نے فرمایا دشمن اس وقت غطفان کے علاقے میں دعوت کھا رہا ہے چنانچہ اس علاقے سے ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ فلاں شخص نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے تھے ابھی وہ ان کی کھال اتارنے پائے تھے کہ ان کو ایک غبار اپنی جانب بڑھتا نظر آیا۔ کسی نے کہہ دیا کہ تم پکڑے گئے۔ یہ سنتے ہی وہاں سے بھاگ گئے۔ دوسرے دن آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ آج ہمارے بہترین سوار ابوقتادہ ہیں اور بہترین پیدل سلمہ بن الاکوع ہیں۔ پھر آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی عضباء پر بٹھا لیا ہم چلے جا رہے تھے ہمارے ہمراہ ایک ایسا انصاری تھا جس سے کوئی شخص دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ اس نے کہا کوئی ہے جو میرے مقابلے میں دوڑے۔ اس بات کو اس نے کئی بار کہا جب میں نے سنا میں نے کہا نہ تم کو کریم کا پاس ہے اور نہ شریف کا لحاظ۔ اس نے کہا سوائے رسول اللہ ﷺ کے میں کسی کا ادب و احترام نہیں کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میرے والدین آپؐ پر نثار اجازت ہو تو اس کے مقابلے میں دوڑوں۔ آپ نے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو جاؤ۔ میں اونٹنی پر سے کود پڑا اور مقابلے پر دوڑا۔ ایک یا دو میدانوں کے بعد میں نے اسے ملا لیا اور شانوں کے درمیان مکہ مار کر کہا یہ دیکھو بخدا میں تم سے آگے نکل گیا۔ اس نے کہا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں۔ میں مدینہ اس سے پہلے جا پہنچا۔ صرف تین دن ہم نے مدینہ میں قیام کیا اور پھر ہم خیبر کو چلے۔

کفار کا فرار:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق سلمہ بن الاکوع کے ہمراہ طلحہؓ بن عبید اللہ کا غلام ان کا گھوڑا لیے اس کی لگام پکڑے ساتھ

تھا، جب یہ ثنیۃ الوداع پر چڑھے ان کو دشمن کے بعض سوار نظر آئے، اب انہوں نے کوہ سلع پر کچھ دور چڑھ کر شور مچایا کہ ڈاکہ پڑا۔ پھر یہ وہاں سے دوڑتے ہوئے غارت گروں کے تعاقب میں چلے۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں شیر کے مانند تھے۔ انہوں نے ان کو جالیا اور تیروں سے ان کو پسپا کرنے لگے جب وہ کسی کو اپنا نشانہ بناتے تو کہتے یہ سنبھال و انا ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع جب رسالہ ان پر پلٹتا تو وہ بھاگ جاتے مگر پھر ان کو روکنے کی کوشش کرتے اور جب موقع ملتا ان پر تیر چلاتے اور کہتے لو و انا ابن الاکوع و الیوم یوم الرضع اس پر حملہ آوروں میں سے کسی نے کہا کہ اس نے آج سویرے ہی سے ہم کو سخت دق کیا ہے۔

خطرے کا اعلان:

رسول اللہ ﷺ کو سلمہ کی اطلاع موصول ہوئی، آپؐ نے تمام مدینہ میں خطرے کا اعلان کیا اور اب سوار آپ کی طرف تیار ہو کر چلے سب سے پہلے شہسواروں میں مقداد بن عمرو آپؐ کے پاس آ پہنچے ان کے بعد انصار میں سے بنو عبدالاشہل کے عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بنو کعب بن عبدالاشہل کے سعد بن زید، بنو حارثہ بن الحارث کے اسید بن ظہیر جن کے متعلق شک ہے۔ بنو اسد بن خزیمہ کے عکاشہ بن محصن۔ بنو اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ، بنو سلمہ کے ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور بنو زریق کے ابوعیاش عبید بن زید بن صامت آپؐ کے پاس پہنچے، جب یہ سب آپ کے پاس آ گئے آپؐ نے سعد بن زید کو اس جماعت کا امیر مقرر کر کے ان کو دشمن کے تعاقب کا حکم دیا اور فرمایا تم ابھی چلے جاؤ میں اوروں کے ساتھ آتا ہوں۔ اس سلسلے میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعیاش سے کہا مناسب ہوتا کہ تم اپنا یہ گھوڑا کسی دوسرے ایسے شخص کو دے دیتے جو تم سے زیادہ شہسوار ہوتا، تاکہ وہ جلد دشمن کو جا پکڑتا۔ ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا، بخدا وہ پچاس گز دوڑا ہوگا کہ اس نے مجھے پٹک دیا، اب مجھے آپؐ کے اس قول اور اپنے جواب پر حیرت ہوئی کہ آپ کا قول کس قدر صحیح ثابت ہوا۔ ان کے خاندان بنو زریق کے کسی شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھوڑے کو معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلاہ کو جو اس جماعت میں آٹھویں تھے دے دیا۔ بعض لوگ سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو آٹھواں شمار کرتے ہیں، اور بنو حارثہ کے اسید بن ظہیر کو اس جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ سلمہ کے پاس اس روز گھوڑا نہ تھا مگر یہ پیادہ ہی سب سے پہلے لٹیروں کے پاس پہنچے تھے۔ اب یہ سوار ان کے تعاقب میں چلے اور ان کو جالیا۔

محرز بن نضلہ اخرم:

عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس جماعت میں سے بنو اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ جن کو اخرم کہتے تھے دشمن کے پاس پہنچے۔ قمیر بھی ان کا لقب تھا جب مدینہ میں دشمن کی غارت گری اور خطرے کے لیے اجتماع کا اعلان ہوا محمود بن مسلمہ کے گھوڑے نے جو ان کے باغ میں بندھا تھا جب اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنی اپنی جگہ جولانی کرنے لگا۔ یہ ایک عمدہ سدھایا ہوا جان دار جانور تھا۔ باغ میں کھجور کے اس تنے کے گرد جس سے وہ بندھا ہوا تھا اسے اس طرح جولانی کرتے ہوئے دیکھ کر بنو عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے محرز سے کہا اے قمیر تم دیکھتے ہو کہ یہ گھوڑا کس طرح شوخی کر رہا ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر سوار ہو کر تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑنے کے لیے ابھی ان کے پاس چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ ان عورتوں نے وہ گھوڑا ان کو دیا اور وہ اس پر سوار ہو کر چلے۔ انہوں نے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی تھی کہ وہ گھوڑا جماعت سے جاملا اور ان کے بیچ

میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ محرز نے اپنی جماعت سے کہا۔ اے ذرا سی جماعت توقف کرو تا کہ دوسرے مہاجر اور انصار جو تمہارے پیچھے ہیں وہ بھی آ جائیں تب دشمن پر حملہ کیا جائے۔ دشمن کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا پھر وہ گھوڑا وہاں سے پلٹ کر مدینہ کی سمت تیزی سے بھاگا، دشمن اس پر قابو نہ پا سکا وہ پھر بنو عبدالاشہل کے محلے میں اپنے تھان پر آ گیا۔ ان کے علاوہ اس روز کوئی مسلمان نہیں مارا گیا۔ اس گھوڑے کا نام محمود ذوالّمہ تھا۔

حبیب بن عینیہ کا قتل:

اس کے متعلق دوسری معتبر روایت یہ ہے کہ محرز، عکاشہ بن محصن کے گھوڑے جناح پر سوار تھے وہ شہید ہوئے اور ان کا گھوڑا دشمن نے لے لیا بہر حال جب مقابلہ ہوا۔ بنو سلمہ کے ابو قتادۃ الحارث بن ربعی نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر وہ لوگوں سے جا ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ یہاں آئے انہوں نے حبیب کو ابو قتادہ کی چادر میں لپٹا ہوا پایا۔ اس پر صحابہؓ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا ابو قتادہ مارے گئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابو قتادہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مقتول ہے۔ انہوں نے اس پر اپنی چادر اس وجہ سے اڑھا دی تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان کا کشتہ ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی مراجعت:

عکاشہ بن محصن نے ادبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو جو دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے ان کے قریب جاتے ہی دونوں کو نیزے میں پرو لیا اور قتل کر دیا اور بعض مویشی دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لیے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور آپؐ ذی قرد کے پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہرے اور وہیں اور صحابہ آپ کی خدمت میں آ گئے۔ آپؐ ایک شبانہ روز وہاں مقیم رہے، سلمہ بن الاکوع نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ سو آدمی میرے ساتھ کر دیجیے میں بقیہ مویشی بھی دشمن سے چھڑا لاتا ہوں اور ان کی گردن جا دباتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہاں جاؤ گے اس وقت تو وہ غطفان میں رات کی شراب پی رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہر سو صحابہؓ میں کئی اونٹ ذبح کر کے تقسیم کر دیے تھے۔ صحابہؓ نے ان کو کھا کر زندگی بسر کی، پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔

مدینہ آ کر جمادی الاخری کا کچھ حصہ اور پورا ماہ رجب آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائی۔ پھر شعبان ۶ ہجری میں آپؐ قبیلہ خزاعہ کے بنو المصطلق سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔

غزوہ بنو المصطلق:

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنو المصطلق آپؐ سے لڑنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں، ان کا سردار حارث بن ابی ضرار جویریہ بنت الحارث رسول اللہ ﷺ کی بیوی کا باپ تھا۔ اس اطلاع پر آپ خود ان کے مقابلے پر چلے اور ساحل سمندر پر قدید کے نواح میں ان کے ایک چشمہ آب مریسیع پر آپؐ نے ان کو جا لیا، مقابلہ ہوا، نہایت شدید جنگ ہوئی۔ اللہ نے بنو المصطلق کو شکست دی ان کے بہت سے آدمی کام آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا تھا کہ ان کی اولاد، عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اللہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کو قبضے میں دے دیا۔

عبداللہ بن ابی بن سلول کی ریشہ دوانی:

اس واقعے میں بنو کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک مسلمان ہشام بن خبابہ عبادہ بن الصامت کے قبیلے کے

ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارے گئے۔ انصاری ان کو دشمن کا ایک فرد سمجھتے تھے ابھی سب لوگ اس پانی پر فروکش تھے کہ ان کے جانور پانی پینے کے لیے یہاں آئے۔ جہجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ملازم ان کا گھوڑا لے کر اسے پانی پلانے آیا، وہ اور بنوعوف بن الخزرج کے حلیف سنان الجہنی بیک وقت پانی پر اترے جس سے راہ رک گئی اور اب وہ دونوں لڑ پڑے۔ جہنی نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور خزرج نے مہاجرین کو مدد کے لیے آواز دی۔ اس موقعے پر عبداللہ بن ابی بن سلول بہت برہم ہوا۔ اس وقت اس کی قوم کے کچھ لوگ جن میں زید بن ارقم بھی جو نوعمر لڑکے تھے موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ایسا ہوا ہے۔ بے شک پہلے ہی سے وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور خود ہمارے ملک میں ہم سے اینٹھتے ہیں۔ بخدا ہمارے دشمنوں اور قریش کے غلاموں کی وہی مثل ہے کہ اگر کسی درندے کو تم پرورش کرو گے وہ تمہیں کو کھائے گا۔ مدینہ جاتے ہی وہاں کا جو سب سے معزز شخص ہے وہ اسے جو سب سے ذلیل ہے نکال دے گا۔ پھر اس نے اپنی قوم والوں سے جو اس کے پاس موجود تھے مخاطب ہو کر کہا یہ خود تم نے اپنے ساتھ کیا ہے تم نے ان کو اپنے وطن میں اتارا اپنی املاک میں ان کو شریک کیا، اگر تم ایسا نہ کرتے تو وہ کسی اور جگہ جاتے۔

روانگی کا حکم:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی اس وقت تک آپؐ دشمن سے فارغ ہو چکے تھے۔ زیدؓ نے جب یہ بات آپؐ سے کہی عمرؓ بن الخطاب آپؐ کے پاس تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ عبادہ بن بشر بن وقش سے کہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو قتل کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر عمرؓ یہ تو دیکھو کہ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہو گا کہ محمد ﷺ خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں اس کا کیا اثر پڑے گا میں اس رائے کو پسند نہیں کرتا مناسب یہ ہے کہ تم یہاں سے اسی وقت کوچ کا اعلان کرا دو یہ وقت ایسا تھا کہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ اس وقت میں منزل سے سفر نہیں کرتے تھے۔ آپؐ کے اعلان کی وجہ سے سب چل کھڑے ہوئے۔

حضرت زیدؓ بن ارقم:

عبداللہ بن ابی بن سلول کو جب معلوم ہوا کہ زیدؓ بن ارقم نے اس کی بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی ہے وہ آپؐ کے پاس آیا اور اس نے حلف اٹھایا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ چونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی قوم میں بہت ہی مقتدر اور معزز آدمی تھا، اس لیے جو انصار صحابہؓ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اسے الزام سے بچانے کے لیے کہنے لگے کہ شاید اس لڑکے کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات اسے یاد نہ رہی ہو۔

حضرت اسید بن حضیرؓ:

جب آپؐ منزل سے اٹھ کر روانہ ہوئے اسیدؓ بن حضیر آپؐ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو نبی کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا آپؐ ایسے وقت میں سفر کے لیے چلے ہیں کہ آپؐ عام طور پر اس وقت میں چلا نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم کو اپنے آدمی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس نے پوچھا وہ کون۔ آپؐ نے فرمایا عبداللہ بن ابی۔ اس نے پوچھا تو اس نے کیا کہا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ مدینہ جا کر جو سب سے معزز ہے وہ سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اسیدؓ نے کہا تو آپؐ چاہیں تو اسے فوراً نکال دیں، بخدا آپ ذی عزت ہیں اور وہ نہایت ذلیل ہے مگر پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مناسب ہے کہ اس وقت آپؐ اس سے درگزر کریں خود اللہ نے

اب اسے آپؐ کے قبضے میں دے دیا ہے۔ اس کی قوم اس کے لیے گھونگوں کا تاج بنا رہی ہے خود اپنی آنکھ سے وہ دیکھ لے گا کہ اس کی حکومت کس طرح آپ کو حاصل ہوتی ہے۔

مسلمانوں کا مسلسل سفر:

اس روز تمام دن آپ سب کو لے کر سفر کرتے رہے اس کی بعد کی رات بھی آپؐ نے مسلسل سفر کیا، صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گزر گیا یہاں تک کہ جب تمازت آفتاب سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی آپؐ نے منزل کی۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپؐ نے سفر کی یہ ترکیب اس لیے کی تھی تاکہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہو جائیں۔ اب پھر آپؐ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپؐ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپؐ حجاز کے ایک چشمہ نقعاء پر جو نقیع سے کچھ ہی اوپر واقع ہے آئے۔ جب یہاں سے آپؐ چلے ایک نہایت ہی تیز و تند آندھی نے آپ کو آلیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈرو مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینہ آکر بنو قینقاع کے ایک سربرآوردہ یہودی رفاعہ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا رازدار اور مامن تھا اسی دن مرا تھا اور اسی دن عبداللہ بن ابی اور اس جیسے دوسرے منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی اذا جاءك المنافقون . ''جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں'' اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقمؓ کے کان پکڑ کر کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس نے اپنے کانوں کے ذریعے اللہ کی وفاداری کی ہے۔

زیدؓ بن ارقم کی اطلاع کی تصدیق:

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ ایک غزوے میں گیا۔ میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے لوگوں سے کہتے سنا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں پر کچھ مت خرچ کرو۔ اور جب ہم مدینہ پہنچ جائیں گے جو سب سے معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل تر کو خارج کر دے گا۔ میں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی، انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، آپؐ نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپؐ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے دوستوں سے بلا کر اس کی تصدیق چاہی انہوں نے قسم کھا کر اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھٹلایا اور اس کی تصدیق کی اس سے مجھے نہایت سخت رنج ہوا۔ میں اپنے گھر بیٹھ گیا۔ میرے چچا نے مجھے ڈانٹا کہ تم نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جس کی رسول اللہ ﷺ نے تکذیب کی اور وہ تم سے ناراض ہو گئے۔ میری یہی حالت تھی کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اذا جاءك المنافقون . نازل فرمائی۔ آپؐ نے مجھے بلا بھیجا یہ آیت پڑھی اور فرمایا اللہ نے تمہاری تصدیق کی۔

عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی:

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق جب عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بناء پر جو آپ کو ان کی پہنچی ہے میں نے سنا ہے کہ آپؐ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپؐ خود مجھے اس کا حکم دیں میں ابھی اس کا سر کاٹ لاتا ہوں اور تمام خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار اور کوئی نہیں ہوگا اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے

علاوہ کسی اور کو آپؐ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ اسے قتل کرے گا تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ میرے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھنے کے لیے مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میں اسے قتل کر دوں گا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کر کے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کو قتل نہ کرنے کی وجہ:

اس واقعے کے بعد سے پھر جب کوئی بات وہ کرتا، خود اس کی قوم ہی اسے برا کہتی، ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اب اس کی یہ گت ہے کہ خود اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی ہے۔ آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب سے فرمایا اب بتاؤ اگر میں تمہارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگِ حمیت اور حمایتِ جوش اور حرکت میں آتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب مجھے محسوس ہوا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی کارروائی میرے مشورے سے زیادہ موجبِ برکت تھی۔

مقیس بن حبانہ کا فریب:

مقیس بن حبانہ اپنے کو مسلمان بتاتا ہوا مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آیا ہوں، نیز چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا جو بلاوجہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے خون بہا لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بھائی ہشام بن حبانہ کا خون بہا اسے دلوا دیا، یہ چند ہی روز آپؐ کے پاس مقیم رہا کہ اس نے موقع پاتے ہی اپنے بھائی کے قاتل پر اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ اس کے سفر میں اس نے چند شعر بھی اپنے اس فعل کی تعریف اور واقعے کے بیان میں کہے ہیں۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث:

اس جنگ میں بنوالمصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ علیؓ بن ابی طالب نے ان کے دو آدمی مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی بہت سی لونڈیاں ہمدست ہوئیں، آپؐ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار آپ کی بیوی بھی تھیں۔ ان کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپؐ نے بنوالمصطلق کی لونڈیاں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمائیں جویریہؓ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن الشماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے اس سے زرِ آزادی کی ادائی پر اپنی آزادی کا معاہدہ کر لیا، یہ ایک نہایت ہی قبول صورت ملیح حسینہ تھیں جو ان کو دیکھ لیتا ان پر فریفتہ ہو جاتا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے زرِ آزادی کی ادائی میں مدد لینے آئیں۔ میں نے ان کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو برا ہوا کہ یہ آئی ہیں۔ کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول اللہ ﷺ کے قلب پر ان کی صورت کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا ہے۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث کا نکاح:

بہر حال وہ آپؐ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کی جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا

بیٹی ہوں، مجھ پر جو وقت پڑا ہے وہ آپؐ پر روشن ہے۔ میں ثابت بن قیس بن الشماس یا شاید انہوں نے کہا کہ ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں پڑی ہوں میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوالیا ہے۔ آپؐ سے زرآزادی کی ادائی میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کرلو جو اس سے افضل ہو۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کراتا ہوں اور تم سے نکاح کیے لیتا ہوں۔ انہوں نے کہا مجھے منظور ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ اب یہ خبر سب کو معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہؓ بنت الحارث سے نکاح کرلیا ہے اس پر صحابہؓ نے کہا کہ بنوالمصطلق تو اب رسول اللہ ﷺ کے سسرالی ہو گئے لہٰذا جو لونڈی غلام جس کے پاس ہو وہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ محض اس شادی کی وجہ سے بنوالمصطلق کے سو سے زیادہ آدمی آزاد کر دیے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بابرکت بی بی میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

بہتان کا واقعہ:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس غزوے سے واپسی میں ہم سب مدینہ کے قریب آ گئے تھے کہ بہتان لگانے والوں نے میرے متعلق برا گمان قائم کر کے مجھے بدنام کیا۔ اس کے متعلق مختلف واسطوں سے جو بیانات مذکور ہیں وہ سب مندرجہ ذیل روایت میں جو خود عائشہؓ سے مروی ہے جمع ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کسی سفر کا ارادہ کرتے شرف معیت بخشنے کے لیے اپنی تمام بیویوں کے نام پر قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لیتے۔ غزوۂ بنوالمصطلق میں قرعہ اندازی سے میرا نام نکلا، آپؐ نے مجھے ساتھ لے لیا۔ اس زمانے میں مٹاپے کے ڈر سے عورتیں بہت کم کھانا کھایا کرتی تھیں، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میرا اونٹ سفر کے لیے تیار کیا جاتا میں پہلے اپنے میانے میں بیٹھ جاتی پھر لوگ آ کر اس میانے کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھ دیتے پھر اسے رسیوں سے باندھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے جاتے۔

قافلہ کی روانگی:

جب رسول اللہ ﷺ اس سفر سے فارغ ہو کر واپس مدینہ کے قریب آ کر آپؐ نے ایک جگہ منزل کی۔ رات کا کچھ حصہ آپؐ نے وہاں بسر فرمایا اس کے بعد لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دیا گیا' جب لوگ چل کھڑے ہوئے میں قضائے حاجت کے لیے علیحدہ گئی۔ میرے گلے میں ایک ہار تھا جس میں خوشبودار مسالہ ظفار کے دانے بھی تھے۔ قضائے حاجت کے بعد وہ ہار میرے گلے میں سے گر پڑا اور مجھے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی جب میں اپنی سواری کے پاس آئی میں نے گردن میں اپنا ہار ٹٹولا مگر نہ پایا اور سب لوگ اب منزل سے روانہ ہو چکے تھے میں الٹے پاؤں اس جگہ آئی جہاں قضائے حاجت کے لیے گئی تھی میں نے وہاں ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ میری اس غیبت میں میرے ساربان اونٹ کس کر لائے اور یہ خیال کر کے کہ میں حسب دستور اپنے میانے میں ہوں' انہوں نے میانے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا اسے رسیوں سے باندھا اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس میں موجود ہوں وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے بنے۔ جب میں فرودگاہ میں واپس آئی تو سب لوگ جا چکے تھے ایک بھی متنفس ایسا نہ تھا جو مجھے بلاتا میری آواز پر جواب دیتا۔ میں نے اچھی طرح اپنی چادر اوڑھی اور اس خیال سے کہ جب لوگ میانے میں مجھے نہ پائیں گے یہاں خود میری تلاش کرنے آئیں گے۔ اسی مقام پر جہاں میں اب آ گئی تھی لیٹ گئی۔

صفوان بن المعطل کی آمد:

میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن المعطل میرے پاس آئے۔ یہ بھی کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے اصل فوج سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس لیے اس منزل پر انہوں نے اوروں کے ساتھ قیام ہی نہیں کیا تھا یہ دیکھ کر کہ کوئی لیٹا ہوا ہے وہ بڑھ کر میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے شناخت کیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھتے تھے' مجھے دیکھ کر انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی! آپؓ کیوں پیچھے رہ گئیں۔ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ میں نے ایک لفظ نہیں کہا۔ انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا کہ آپ اس پر سوار ہوں اور وہ خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں سوار ہوگئی اب وہ آئے اور انہوں نے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑی اور تیزی کے ساتھ مجھے لے کر چلے تا کہ جماعت سے مل جائیں مگر ہم ان کو نہ پا سکے اور نہ اصل جماعت میں کسی نے میری تلاش کی' یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور جب سب اطمینان سے فروکش ہو گئے۔ یہ صاحب میرے اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس پر بہتان لگانے والوں نے جو کچھ مجھ پر بدگمانی کی وہ سب کو معلوم ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علالت:

اس واقعے سے تمام فرودگاہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوا مگر اب تک مجھے کچھ خبر ہی نہ تھی کہ یہ کیا اور کیوں ہے ہم مدینہ پہنچے' پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہوگئی۔ اس واقعے کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ اور میرے والدین کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی مگر کسی نے اس کا ذرا سا بھی تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ ہاں یہ بات میں نے ضرور محسوس کی کہ خود رسول اللہ ﷺ میری بیماری کی حالت میں جو لطف و کرم کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ بات اب نہیں ہے۔ اس احساس سے مجھے تکلیف ہوئی' جب آپؐ میرے پاس آتے اور میری ماں میری تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو آپؐ صرف اتنا دریافت کرتے تمہاری بچی کیسی ہے' اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ مجھے آپ کی اس بے اعتنائی کا سخت رنج ہوا۔ میں نے آپؐ سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ماں کے ہاں چلی جاؤں تا کہ وہ میرا علاج کریں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور اب تک بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی۔ میں اپنی اس بیماری سے جس میں ایک مہینے کے قریب سے مبتلا تھی بہت کمزور ہوگئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا والدہ سے احتجاج:

ہم عربوں کا یہ دستور نہ تھا کہ عجمیوں کی طرح گھروں میں بیت الخلاء بنائیں ہم اسے برا جانتے ہیں اور اس سے بچتے تھے ہم مدینہ کے میدان میں قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے مگر عورتیں صرف رات کے وقت جاتی تھیں۔ اسی زمانے میں ایک شب میں قضائے حاجت کے لیے باہر گئی۔ میرے ہمراہ ام مسطح بنت ابی رہم بن المطلب بن عبد مناف جن کی ماں بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم ابوبکر کی خالہ تھیں ہمراہ تھیں۔ یہ چادر اوڑھے میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ ان کا پاؤں چادر میں الجھا اور انہوں نے بے ساختہ کہا مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا بخدا تم نے یہ بات ایک ایسے مہاجر کی شان میں جو بدر میں شرکت کر چکا ہے کہی ہے جو کسی طرح زیبا نہ تھی۔ انہوں نے کہا اے ابوبکرؓ کی صاحبزادی کیا تم کو واقعے کی خبر نہیں میں نے پوچھا وہ کیا بات ہوئی ہے۔ اب انہوں نے بہتان لگانے والوں کا سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ میں نے کہا کیا واقعی میرے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا بے شک اب تو مجھ سے ضبط نہیں ہو سکا۔ میں قضائے حاجت بھی نہ کر سکی اور اسی وقت اپنے گھر پلٹ آئی اور مسلسل رونا شروع کیا۔ میرے گریہ کا یہ

عالم تھا کہ میں سمجھی کہ اس سے میرا جگر پاش پاش ہو جائے گا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا۔ اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے غضب کیا کہ باوجودیکہ میرے متعلق یہ شہرت ہوئی اور آپ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی مگر آپ نے اس کا قطعی مجھ سے تذکرہ تک نہ کیا۔ انہوں نے کہا بیٹی اس واقعے کو بہت زیادہ اہمیت نہ دو کیونکہ بخدا اگر کوئی خوب صورت عورت کسی شخص کی بیوی ہو اور وہ اسے چاہتا ہو اور اس کی اور کئی سوکنیں ہوں وہ اور دوسرے لوگ ضرور اس عورت کی خاوند سے شکایتیں کرتے ہیں۔

اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ میں تقریر بھی فرمائی مگر مجھے اس کی بھی کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس خطبے میں آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ میری بیویوں کے متعلق بری باتیں مشہور کر کے مجھے ایذاء دیتے ہیں اور ان پر بہتان لگاتے ہیں۔ بخدا میں نے ان میں سوائے بھلائی کے کوئی برائی نہیں پائی۔ نیز یہ اتہام ایسے شخص کے متعلق عائد کیا گیا ہے کہ اس سے سوائے نیکی کے میں نے کبھی برائی نہیں دیکھی اور وہ جب کبھی میرے کسی حجرے میں گیا ہے ہمیشہ میرے ہمراہ گیا ہے۔

بہتان لگانے کی وجہ:

اصل میں اس تمام افسانے کو شہرت دینے والے عبداللہ بن ابی سلول چند خزرجی، مسطح اور حمنہ بنت جحش (جن کی بہن زینب بنت جحش رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں) تھے۔ حمنہ نے اس واقعے کو اس قدر شہرت محض اپنی بہن کی خاطر دی تھی تاکہ میں بدنام ہو جاؤں اور رسول اللہ ﷺ کی نظر سے اتر جاؤں اس خیال سے مجھے سخت رنج ہوا۔

بنو اوس و بنو خزرج میں ہنگامہ:

رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ بالا بیان پر بنو عبدالاشہل کے اسید بن حضیرؓ نے کہا اگر اس بات کے شہرت دینے والے قبیلہ اوس کے ہیں تو ہم ابھی سمجھ لیتے ہیں اور اگر خود ہمارے بھائی خزرجی ہیں تو آپ جو چاہیں حکم دیں بخدا وہ گردن زدنی ہیں اس پر سعد بن عبادہؓ نے کھڑے ہو کر کہا حالانکہ یہ بہت ہی نیک آدمی تھے مگر کہنے لگے تم جھوٹے ہو بخدا ہرگز ان کی گردنیں نہ ماری جائیں گی اور یہ رائے تم نے صرف اس لیے دی ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ اس بہتان کے لگانے والے قبیلہ خزرج کے ہیں اگر وہ تمہاری قوم والے ہوتے تو تم ہرگز ایسا مشورہ نہ دیتے۔ اس پر اسیدؓ نے کہا تم خود جھوٹے ہو اور منافق ہو منافقوں کی جانب سے لڑتے ہو۔ اب کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں تلوار چل جائے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی گواہی:

رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور میرے پاس آئے آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہؓ بن زید کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ کیا۔ اسامہؓ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض لغو اور افتراء ہے۔ ہم آپؐ کے اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں ان کی کوئی برائی نہیں سنی گئی۔ علیؓ نے کہا عورتیں بہت ہیں آپؐ یہ کر سکتے ہیں کہ عائشہؓ کے بجائے دوسری کر لیں اور آپؐ باندی سے بھی پوچھ لیجیے وہ ضرور آپؐ سے سچ سچ بات کہہ دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور آپؐ اس سے پوچھنے لگے۔ علیؓ بن ابی طالب نے اسے بولنے سے پہلے خوب مارا اور کہا کہ بالکل سچ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرنا۔ اس نے کہا میں ان کے متعلق صرف بھلائی جانتی ہوں اور میں نے عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کر ان سے کہہ جاتی ہوں وہ اسے دیکھتی رہیں وہ سو جاتی ہیں اور بکری آ کے اسے کھا لیتی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا استفسار:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی۔ آپؐ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی اطلاع تم کو ہے اگر واقعی تم سے کوئی برائی سرزد ہوگئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو۔ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے سنتے ہی میرے رنج کا یہ عالم ہوا کہ اشکوں کی لڑی بندھ گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب دیں گے۔ مگر انہوں نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ فروتر اور کم مایہ سمجھتی تھی کہ میری برأت اور شان میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے۔ البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسول اللہ ﷺ حالتِ خواب میں کوئی ایسی بات دیکھ لیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا میرا خیال یہ تھا کہ آپ کو بذریعہ القاء اطلاع ہو جائے گی مگر یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہو گا۔ مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کو جواب کیوں نہیں دیتے' وہ کہنے لگے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں۔ اسی زمانے میں ابوبکرؓ کے گھر پر جو مصیبت تھی مجھے بخدا معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا' اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا جو بات آپؐ نے کہی ہے میں ہرگز اس کے لیے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کروں گی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کرلوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں آپؐ میری بات کو باور کرلیں گے مگر یہ اقرار بالکل خلاف واقعہ ہوگا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپؐ نہ مانیں گے۔ اس کے بعد میں یعقوب کا نام یاد کرنے لگی۔ مگر اس حالت میں ان کا نام تو یاد نہیں آیا البتہ میں نے کہا کہ میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسف کے باپ نے کہا تھا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون. صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر میں اللہ سے اعانت کا خواستگار ہوں۔

بہتان کے متعلق وحی کا نزول:

آپ کو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وحی کے لیے آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ آپؐ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور آپؐ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے میں ذرا بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا۔ اس خوف سے کہ مبادا اللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کردے جب تک آپ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بری حالت تھی کہ میں ڈری کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کو ہوش آیا آپؐ اٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح سے پسینہ آپؐ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپؐ اپنی پیشانی سے پسینہ پوچھنے لگے اور فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم کو بشارت ہو' اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کر دیا۔ میں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ یہ سعادت آپ کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے

لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور میرے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا تھا وہ سب کو پڑھ کر سنایا۔ پھر آپؐ نے مسطح بن اثاثہ' حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو جو مجھے برا کہنے میں سب سے زیادہ زبان دراز تھے افتراء کی حد لگوائی۔

ابوایوبؓ خالد بن زید:

بنوالنجار کے بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ابوایوبؓ خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا سنتے ہو لوگ عائشہؓ کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ ابوایوبؓ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ ہے کیا تم ایسی حرکت کروگی۔ ام ایوبؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں۔ ابوایوبؓ نے کہا تو بخدا عائشہ تم سے بہتر ہیں۔

یہ آیت ان الذین جآؤا بالافك عصبة منكم "جنہوں نے بہتان لگایا ہے وہ تمہاری ہی ایک جماعت ہے"۔ اس معاملے کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سے مراد حسان بن ثابت وغیرہ ہیں جنہوں نے اس افتراء کی اشاعت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لو لا اذ سمعتموه ظن المومنون و المؤمنات بانفسهم خيرا. (آخر آیت تک) "جب تم نے یہ بات سنی تو ایمان والوں اور ایمان والیوں نے خود ہی اس واقعے کے متعلق نیک گمان کیا" یعنی جیسا کہ ابوایوبؓ اور ان کی بیوی نے کہا' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ تلقونه بالسنتكم (آخر آیۃ تک) "جب تم (اے مسلمانو!) اس واقعہ کا چرچا کر رہے تھے"۔

جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں اور بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ابوبکرؓ جو مسطحؓ سے اپنی قرابت اور ان کی احتیاج کی وجہ سے ان کے اخراجات کے کفیل تھے کہنے لگے بخدا اب میں آئندہ کبھی ایک حبہ بھی ان پر خرچ نہیں کروں گا۔ عائشہؓ پر بہتان لگا کر انہوں نے جیسا ہمارا دل دکھایا ہے۔ اس کی وجہ سے اب میری ذات سے ان کو کوئی نفع کبھی نہ پہنچے گا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی و لا یاتل اولوا الفضل منكم و السعة ان يوتوا اولى القربى (آخر آیۃ تک) "اور تم میں جو مستطیع اور فارغ البال ہیں ان کو اپنے قرابتداروں سے صلہ رحم کرنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیے" اس آیہ کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا اللہ مجھے معاف کردے اور اب پھر وہ حسب سابق مسطح کی کفالت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ ہرگز میں ان کے اس خرچ کو موقوف نہیں کروں گا۔

حسان بن ثابت پر صفوان کا حملہ:

حسان بن ثابتؓ نے اس موقع پر کچھ شعر کہے تھے' ان میں صفوان بن المعطلؓ اور قبیلہ مضر کے ان عربوں پر جو اسلام لے آئے تھے تعریض تھی۔ صفوان رضی اللہ عنہ کو جب ان اشعار کی خبر ہوئی وہ تلوار لے کر حسانؓ پر آئے اور ان پر وار کیا۔ بنوالحارث بن الخزرج کے ثابت بن قیس بن الشماسؓ نے لپک کر صفوان کو پکڑ لیا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی گردن پر باندھ کر ان کو بنی الحارث بن الخزرج کے محلے میں لے گئے۔ راستے میں عبداللہ بن رواحہؓ ملے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا؟ ثابت نے کہا ذرا دیکھو اس نے حسانؓ بن ثابت پر تلوار ماری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کو اس کی کچھ خبر ہے۔ انہوں نے کہا بالکل نہیں۔ عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا تم نے حد سے تجاوز کیا ہے تم ان کو چھوڑ دو۔ ثابتؓ نے صفوان کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے مجھے بدنام کیا اور میری ہجو کی' میں نے جوش انتقام میں ان کو مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے حسانؓ سے کہا: حسان کیا اس لیے کہ اللہ نے میری قوم کو اسلام کی ہدایت کی تم ان پر بری نظریں ڈالتے ہو۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا حسانؓ سے جو زخم تم کو لگا ہے اسے معاف کردو۔ انہوں نے کہا میں نے آپ کی خاطر اسے معاف کیا۔

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ اس ضرب کے عوض میں رسول اللہ ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ کو بیرحاء عطا فرمایا۔ یہ آج تک مدینے میں بنو حدیلہ کا قصر ہے۔ پہلے یہ ابوطلحہ بن سہل کی ملک تھا انہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ پر تصدق کر دیا تھا۔ آپؐ نے اب اسے حسان کو دے دیا اور سیرین نامی ایک قبطی باندی بھی دی اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ جب صفوان بن المعطل کی تحقیق کی گئی تو ظاہر ہوا کہ وہ بے کار ہیں عورت کے کام کے نہیں۔ یہ اس واقعے کے بعد شہید ہو کر فوت ہوئے۔

عبدالواحد بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قصہ عمرۃ القضا کے موقع پر پیش آیا تھا۔ ابوجعفر کے بیان کے مطابق رمضان اور شوال آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائی اور ذوالقعدہ ۶ھ میں آپ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے اور اس عمرے کا واقعہ جس میں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو کعبے تک نہیں جانے دیا حسب ذیل ہے اور یہی صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔

صلح حدیبیہ:

مجاہد سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے تین عمرے کیے یہ سب ذوالقعدہ میں ہوئے مگر ان سب میں رسول اللہ ﷺ مدینہ پلٹ آئے۔

حضرت محمد ﷺ کا عمرہ کا ارادہ:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں نبی ﷺ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے اس موقع پر آپ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ آپؐ نے تمام عربوں اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپ کو سابقہ تجربوں کی بناء پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپؐ سے جنگ کریں گے یا آپؐ کو بیت اللہ تک نہ جانے دیں گے۔ عربوں میں سے اکثر نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپؐ کے پاس نہ آئے۔ اس لیے آپؐ مہاجرین' انصار اور جو تھوڑے سے عرب آ گئے تھے ان کو لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ آپؐ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے اور عمرے کا احرام باندھ لیا تا کہ لوگ آپ کی طرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپؐ صرف بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اس کی زیارت کو آئے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ محض کعبہ کی زیارت کے لیے چلے۔ آپ کا مقصد اس موقع پر کسی سے لڑنا نہ تھا۔ آپؐ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لیے۔ آپؐ کے ساتھ سات سو آدمی تھے۔ اس طرح ہر دس کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کا تھا۔ مگر ان دونوں راویوں سے ایک دوسرے سلسلۂ روایت سے یہ بات منقول ہوئی ہے کہ آپؐ کے ہمراہ تیرہ سو آدمی تھے اس اختلاف کے بعد اور باقی وہی واقعہ بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حدیبیہ آئے ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ جابر سے مروی ہے کہ واقعہ حدیبیہ میں ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔ عبداللہ بن ادفیٰ سے مروی ہے کہ جس روز درخت کے نیچے بیعت لی گئی ہماری تعداد ایک ہزار تین سو تھی اور بنو اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ میں شریک ہونے والے چودہ سو تھے۔

قریش کی جنگ کی تیاری:

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ سے چل کر عسفان آئے بشر بن سفیان الکعبی آپؐ سے آ کر ملا اور اس نے بیان کیا کہ قریش کو آپؐ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے وہ مقابلے پر برآمد ہوئے ہیں ان کے ہمراہ اراذل کا جم غفیر ہے جنہوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے وہ اب ذوطویٰ میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے اور یہ دیکھیے خالد بن ولید ان کے رسالہ کے ساتھ میں جس کو انہوں نے اپنے آگے بڑھا دیا ہے کراع الغمیم تک پہنچ گیا ہے۔

عکرمہ بن ابی جہل کی پیش قدمی:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس دن خالد بن ولید مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے اس سلسلے میں ابن ابزیٰ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ ہدی لے کر ذوالحلیفہ پہنچے عمرؓ نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ دشمن کے علاقے میں بغیر اسلحہ اور دوسری ضروریات جنگ کے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو مدینہ بھیجا وہ وہاں سے جس قدر اسلحہ اور جانور وہاں تھے سب کو ساتھ لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کے قریب آئے مشرکین نے آپ کو اندر نہیں آنے دیا۔ آپؐ نے منیٰ جا کر قیام فرمایا وہاں آپؐ کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دی کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آپؐ پر بڑھ رہا ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب:

رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید سے کہا خالدؓ یہ تمہارا عزیز قریب رسالہ کے ساتھ تم پر بڑھا چلا آ رہا ہے۔ خالدؓ نے کہا میں اللہ اور رسول کی تلوار ہوں۔ اسی دن سے ان کا لقب سیف اللہ ہوا آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عکرمہ کی مقاومت پر بھیجا۔ درے میں خالدؓ نے اسے جا لیا شکست دے کر اسے مکہ کی آبادی میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ عکرمہ پھر مقابلے کے لیے پلٹ آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے پسپا کر کے مکہ کی آبادی میں دھکیل دیا۔ عکرمہ تیسری مرتبہ مقابلے پر پلٹ کر آیا۔ خالدؓ نے پھر اسے شکست دے کر مکہ میں دھکیل دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ اپنے قول عَذَابًا أَلِيمًا ﴾ تک۔

''اللہ وہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ان سے مکہ کے شکم میں اس کے بعد کہ اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا' روکے''۔

فتح حاصل ہونے کے بعد اس درے میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے تھے' اللہ نے اسے برا سمجھا کہ سوار لاعلمی میں ان کو کچل ڈالیں۔ اس لیے اس نے نبی ﷺ کو کفار کے تعاقب اور جنگ سے روک دیا۔

حضرت محمد ﷺ کا عمرہ ادا کرنے پر اصرار:

ابن اسحق کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے' جنگ نے ان کو کھا لیا ہے ان کا کیا بگڑ جائے گا اگر یہ میرے اور بقیہ تمام عربوں کے درمیان سے علیحدہ ہو جائیں' اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو قریش کی آرزو بر آئے گی اور اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ دیا تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو اور اگر اس وقت بھی اسے نہ مانیں تو ان کو

اختیار ہے۔ اگر وہ ہم سے لڑیں گے تو ان میں طاقت تو ہوگی آخر قریش کیا سوچتے ہیں۔ بخدا میں اپنے اس دین پر جس کے لیے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے لڑوں گا پھر چاہے اللہ مجھے ان پر غلبہ دے دے یا میری جان جاتی رہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر جس پر قریش فروکش ہیں دوسرے کسی راستے سے لے چلے۔ بنو اسلم کے ایک شخص نے کہا۔ میں آپ کو لیے چلتا ہوں چنانچہ وہ آپ کو پہاڑوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستے سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ بہرحال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے اختتام پر ہموار اور نرم زمین پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو کہ ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپ کے ارشاد کی بجا آوری کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی مگر انہوں نے نہ مانا اور اپنی زبان سے اس کا اقرار نہیں کیا۔

حدیبیہ میں قیام:

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ وادی کی داہنی جانب حمص کے دونوں سطح مرتفع کے درمیان ہو کر اس راہ سے بڑھیں جو مکہ کے زیریں میں حدیبیہ کے اتار پر ثنیۃ المرار پر نکلتا ہے' تمام فوج اسی راہ چلی۔ جب قریش کے رسالہ کی نظر اس فوج کے غبار پر پڑی اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے اٹھ کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے جب وادی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ ثنیۃ المرار سے گزرنے لگے آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اڑ گئی ہے آپ نے فرمایا نہیں نہ یہ اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے بھی اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکہ تک بڑھنے سے روکا تھا۔ آج قریش صلۂ رحم کی جو خواہش بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کرلوں گا پھر آپ نے سب لوگوں کو منزل کرنے کا حکم دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وادی میں جہاں ہم فروکش ہوئے ہیں کہیں پانی نہیں' آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اپنے صحابہؓ میں سے ایک صاحب کو دیا وہ اس کی وادی میں جو گڑھے کھدے ہوئے تھے ان میں سے ایک میں اترے اور انہوں نے اس تیر کو گڑھے کے شکم میں گاڑ دیا وہاں سے فوارے کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ آخر کار لوگوں کو کھالیں ڈال کر اسے روکنا پڑا۔

حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا تیر:

بنو اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ ناجیہ بن عمیر بن یعمر بن دارم رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے منتظم آپ کا تیر لے کر وادی کے گڑھے میں اترے تھے۔ مگر اس کے متعلق ایک عالم نے یہ کہا ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر اترا تھا۔

بنو اسلم نے ایسے اشعار سنائے ہیں جن کو ناجیہ نے کہا تھا اور ان کا خیال یہی تھا کہ وہی رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر گڑھے میں اترے تھے اسی سلسلے میں وہ کہتے تھے کہ انصار کی ایک جاریہ اپنا ڈول لیے ہوئے اس گڑھے پر آئی۔ ناجیہ اس وقت لوگوں کو پانی بھر بھر دے رہے تھے' جاریہ نے اس موقع پر یہ شعر پڑھے:

یا ایھا المائح ولوی دونک انی رأیت الناس یحمدونک

یثنون خیرا و یمجدونک

ترجمہ: ''اے پانی دینے والے میرا ڈول تیرے پاس آتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ تمہاری خوب تعریف وتوصیف کررہے ہیں''۔

اس کے جواب میں ناجیہ نے گڑھے کے اندر سے لوگوں کو پانی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے:

قد علمت جارية يمانيه انی انا المائح واسمی ناجیه

وطعنة ذات و اشاش واهيه طعنتها تحت صدور العاديه

ترجمہ: ''یمانی لڑکی جانتی ہے کہ میں پانی بھر کر دیتا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے اور یہی نہیں بلکہ اکثر مواقع ایسے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے سینوں میں نیزے کے ایسے کاری وار کیے ہیں جس سے فوارے کی طرح خون بہنے لگا''۔

بدیل بن ورقاء الخزاعی:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے انتہائی سرے پر اس کے ایک ایسے سوتے پر جہاں بہت ہی کم پانی تھا فروکش ہوگئے لوگوں نے اپنے چلوؤں سے اس میں سے پانی لینا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ بالکل خشک ہوگئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانی کی سخت ضرورت بیان کی۔ آپؐ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اسے اس گڑھے میں گاڑ دو۔ اس کے گاڑتے ہی نہایت افراط سے پانی ابلنے لگا' لوگ اس سے اچھی طرح سیراب ہوگئے۔ عین اس وقت بدیل بن ورقاء الخزاعی اپنے چند اور ہم قوموں کے ساتھ جو تہامہ والوں میں سے اندرونی طور پر رسول اللہ ﷺ کے دوست اور بہی خواہ تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ میں خود دیکھ کر آرہا ہوں کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی اسی حدیبیہ کے پانیوں پر فروکش ہیں۔ ان کے ہمراہ ایک کثیر جماعت آوارہ بدمعاشوں کی ہے وہ آپؐ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں اور لڑائی نے پہلے ہی قریش کا کس بل نکال کر ان کو کمزور کردیا ہے اگر پسند کریں تو ہم ایک مدت تک کے لیے ان سے سمجھوتہ کرلیتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں میری مزاحمت سے باز آجائیں اور مجھے اوروں سے نپٹ لینے دیں اگر مجھے کامیابی ہوتو پھر اگر ان کا جی چاہے وہ بھی اوروں کی طرح ہمارے ساتھ شامل ہوجائیں اور اگر نہ چاہیں تو اس اثناء میں ان کو ذرا پنپنے کا موقع تو مل جائے گا اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ ان باتوں کو نہ مانیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اسی مقصد کے لیے ان سے آخر دم تک لڑوں گا یہاں تک کہ میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے کام کو نافذ کردے۔ بدیل نے کہا جو آپؐ کہتے ہیں میں قریش کو یہ بات پہنچائے دیتا ہوں' وہ آپؐ کے پاس سے چل کر قریش کے پاس آیا اور ان سے کہا میں اس شخص سے مل کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں نے ان کو جو کچھ کہتے سنا ہے کہو تو تم سے کہہ دوں قریش کے نادان کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کسی بات کے سننے کی ضرورت نہیں مگر جو ان کے دوراندیش اور اہل الرائے تھے انہوں نے کہا اچھا تم بیان کرو کیا تم نے سنا۔ بدیل نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے اور اب اس نے رسول اللہ ﷺ کا سارا قول نقل کیا۔

عروہ بن مسعود:

عروہ بن مسعود الثقفی نے کھڑے ہوکر کہا اے میری قوم کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو' انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ اس نے کہا

کیا میں تمہاری اولاد کی جگہ نہیں ہوں انہوں نے کہا ہو۔ عروہ نے کہا کیا تم کو میری نیت پر شبہ ہے۔ انہوں نے کہا نہیں انہوں نے کہا تم اس سے بھی واقف ہو کہ میں نے اہل عکاظ کو اپنا مخالف بنالیا اور جب انہوں نے مجھ پر ظلم و زیادتی کی میں اپنے سب اہل و عیال اور متبعین کے ساتھ تمہارے پاس چلا آیا انہوں نے کہا ہاں' یہ عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا۔ عروہ نے کہا اس شخص نے ایک نیک بات پیش کی ہے۔ اسے قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔ سب نے کہا اچھا تم جاؤ۔

حضرت ابوبکرؓ اور عروہ میں تلخ کلامی:

عروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ سے باتیں کرنے لگا۔ آپؐ نے اس سے وہی بات کہی جو آپؐ بدیل سے کہہ چکے تھے۔ اس پر عروہ نے آپؐ سے کہا کیا تم پہلے اپنی ہی قوم کا استیصال کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم سے پہلے کسی عرب نے ایسا کیا ہے کہ اپنی جڑ کاٹی ہو اور دوسری شکل جو تم ہم پر پیش کر رہے ہو کہ ہم تمہارے اور دوسروں کے درمیان مزاحم نہ ہوں تو اس کے متعلق یہ ہے کہ مجھے جو مختلف صورتیں تمہارے ساتھ نظر آ رہی ہیں ان میں ایسے ہی لوگ ہیں جن کی فطرت یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں اور تم کو دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیں۔ اس بات کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا تو لات کی شرم گاہ کو چوس (یہ لات ثقیف کی ایک فاحشہ تھی جس کی یہ پرستش کرتے تھے) کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے۔ صحابہؓ نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں۔ اس نے کہا اگر تمہارا ایک ایسا احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں تم کو معاوضہ نہیں دے سکا تو اس گالی کا جواب دیتا۔ یہ کہہ کر وہ پھر نبی ﷺ سے باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا آپ کی داڑھی پکڑ لیتا۔ مغیرہ بن شعبہ تلوار لیے خود پہنے آپؐ کے سرہانے کھڑے تھے' عروہ جب رسول اللہ ﷺ کی داڑھی پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاتا مغیرہ تلوار کی کوتھی اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ آپ کی داڑھی سے ہاتھ علیحدہ رکھ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے' صحابہؓ نے کہا یہ مغیرہ ہیں اس نے کہا او غدار میری یہ تگ و دو تیری ہی غداری کی وجہ سے ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حالت کفر میں یہ بعض لوگوں کے ساتھ تھے موقع پا کر انہوں نے ان سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے اسلام کو ہم قبول کرتے ہیں۔ مگر اس حرام مال کی ہمیں ضرورت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا احترام:

اس ملاقات کے اثناء میں عروہ بن مسعود کنکھیوں سے صحابہؓ رسول کو دیکھتا جاتا تھا اس کی حالت یہ تھی کہ اگر رسول اللہ ﷺ تھوکتے تو فوراً صحابہؓ بڑھ کر اس تھوک کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھ میں لے لیتے اور اسے منہ اور بدن پر مل لیتے آپؐ اگر ان کو کسی بات کا حکم دیتے وہ فوراً ہی اس کی بجا آوری کر دیتے۔ جب آپؐ وضو کرتے اس کے پانی کو لینے کے لیے وہ باہم لڑنے لگتے۔ جب وہ آپؐ کے پاس باتیں کرتے نہایت آہستہ آہستہ کلام کرتے اور تعظیماً آپ کو گھور کر نہ دیکھتے۔

عروہ بن مسعود کی واپسی:

عروہ نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں بادشاہوں کے دربار میں سفارت کے لیے گیا ہوں۔ میں قیصر' کسریٰ اور نجاشی کے یہاں گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کی اپنوں میں وہ عزت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی کرتے ہیں اگر وہ تھوکتے ہیں' ان کے صحابہؓ اسے زمین پر نہیں گرنے دیتے ہاتھ میں لے کر اسے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ ان کو کسی بات کے

کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کے صحابہؓ اسی وقت اس کی بجا آوری کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں ان کے صحابہؓ اس کے پانی کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہیں اور اس کے لیے لڑ پڑتے ہیں اور نہایت پست آواز میں ان کے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور تعظیماً تیز نظر سے ان کو نہیں دیکھتے۔ انہوں نے بہت معقول شرط پیش کی ہے اسے مان لو۔ اس پر بنو کنانہ کے ایک شخص نے کہا ذرا میں بھی ان سے مل لوں۔ قریش نے کہا جاؤ۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے منظر پر آیا آپؐ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے ہیں لہٰذا اس کو متاثر کرنے کے لیے ہمارے قربانی کے جانور اس کے دکھانے کے لیے آگے بھیجے جائیں چنانچہ وہ بڑھائے گئے اور کچھ لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا یہ رنگ دیکھ کر وہ کہنے لگا یہ لوگ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

جیوش کا سردار:

زہری اپنے سلسلۂ بیان میں کہتے ہیں اس کے بعد قریش نے حلیبس بن علقمہ یا ابن زمان کو جو اس وقت جیوش کا سردار تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ شخص بنو الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے خاندان کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ دین داروں کے خاندان کا آدمی ہے لہٰذا اسے دکھانے کے لیے نذر کے اونٹ اس کے سامنے کیے جائیں چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ ان جانوروں کا ایک سیلاب وادی کے عرض سے قلادے پہنے جن کے عرصے سے گلوں میں پڑے رہنے کی وجہ سے وہاں کے بال تک جھڑ چکے تھے اس کے سامنے آیا وہ اس منظر کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی نہیں پہنچا قریش کے پاس پلٹ گیا اور اس نے کہا اے قریش میں نے خود نذر کے وہ جانور دیکھے ہیں جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دیر سے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ قلادے کی جگہ کے بال جھڑ گئے ہیں اور ان کو ان کے مقام تک پہنچنے سے روک دینا مناسب نہیں۔ قریش نے کہا بیٹھ جاؤ تم اعرابی ہو تم کو کیا خبر یہ سن کر وہ برہم ہو گیا اور اس نے کہا ہم نے اس لیے تم سے معاہدۂ دوستی اور مدد نہیں کیا ہے کہ ان لوگوں کو جو بیت اللہ کی عظمت کرنے آئیں ان کو وہاں نہ جانے دیا جائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم محمد ﷺ کو کعبہ آ کر عمرہ ادا کرنے دو ورنہ میں اپنے ساتھی تمام جیوش کو لے کر ایک دم تمہارا ساتھ چھوڑ کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے اس دھمکی کو سن کر اس سے کہا تم ذرا خاموش رہو تا کہ ہم اپنی مرضی کی شرائط ان سے منوالیں۔

مکرز بن حفص:

ابن عبد الاعلیٰ اور یعقوب کے سلسلۂ بیان کے مطابق ایک شخص مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر کہا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ قریش نے کہا تم بھی ہو آؤ۔ یہ جب مسلمانوں کے سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مکرز بن حفص آ رہا ہے یہ ایک بدکردار اور بدکار آدمی ہے۔ اس نے آپؐ کے پاس آ کر آپؐ سے باتیں شروع کیں۔ اسی اثناء میں سہیل بن عمرو رسولؐ اللہ کے پاس آیا اسے دیکھ کر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب تمہارا کام سہل ہو گیا۔

سہیل بن عمرو:

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور حفص بن فلاں کو نبی ﷺ کے پاس صلح کرنے کے لیے بھیجا۔ اس وفد کو جس میں سہیل بن عمرو بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آتا دیکھ کر فرمایا اللہ نے تمہارا کام آسان کر دیا۔

یہ لوگ اپنے ہاتھوں کی نشانی کے ساتھ تمہارے پاس آ رہے ہیں اور اب یہ تم سے صلح کی درخواست کریں گے۔ تم قربانی کے جانور ان کے دکھانے کے لیے برآمد کرو اور لبیک لبیک کا نعرہ بلند کرو شاید اس سے ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ آپؐ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں نے فرودگاہ کی ہر سمت سے لبیک کا نعرہ بلند کیا جس سے تمام فضا گونج اٹھی۔ اب وہ وفد آپؐ کے پاس آیا اور اس نے صلح کی درخواست کی' صلح ہونے لگی۔ مسلمانوں کے پاس کچھ مشرک تھے اور مشرکین کے پاس بعض مسلمان تھے۔ اسی اثناء میں ابوسفیان نے اچانک رسول اللہ ﷺ پر یورش کردی۔ تمام وادی آدمیوں اور اسلحہ سے پر ہوگئی۔ میں چھ مشرکوں کو جو مسلح تھے بے بس کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا۔ آپؐ نے نہ ان کا لباس اور اسلحہ اتروائے اور نہ ان کو قتل کیا بلکہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔

مشرکین کی گرفتاری:

ایک دوسرے سلسلے سے سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جب ہم نے اور اہل مکہ نے باہم مصالحت کر لی میں ایک جھاڑ کے نیچے گیا۔ اس کے کانٹے صاف کر کے اس کے سائے میں لیٹ گیا وہاں مکہ کے اور چار مشرک آئے اور وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے' مجھے ان کی یہ بات ناگوار گزری اور میں اس جھاڑ کو چھوڑ کر دوسرے جھاڑ کے نیچے چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار درخت پر لٹکا دیے اور پھر لیٹ گئے اسی اثناء میں ندی کے زیریں سے کسی نے پکار کر کہا کون مہاجرین کا مددگار ہے۔ ابن زنیم رضی اللہ عنہ قتل کر دیے گئے۔ میں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان چاروں مشرکوں پر جو پڑے سو رہے تھے حملہ کیا۔ پہلے تو میں نے ان کے اسلحہ پر قبضہ کر کے ان کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر ان سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو عزت بخشی ہے اگر تم میں سے کسی نے سر اٹھایا میں فوراً اسے قلم کردوں گا۔ اب میں ان کو قیدیوں کی طرح پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلا۔ اتنے میں میرے چچا عامر عبلات کے ایک شخص مکرز کو جو فولادی زرہ پہنے تھا اسی طرح قید کر کے لا رہے تھے۔ اب ہم ستر مشرکین کو لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے پہنچے آپؐ نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتداء ان سے ہوئی ہے اس کا وبال ان پر ہوگا لہٰذا تم ان کو چھوڑ دو آپؐ نے سب کو معاف کر دیا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ. ''اللہ وہ ہے جس نے مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے''۔

عبیداللہ کی روایت کے مطابق سلمہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حملہ کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو مشرکین کے قبضے میں تھے چھڑا لیا۔ اسی طرح مشرکین نے اپنے آدمی ہمارے قبضے سے چھڑا لیے اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو اور جویطب کو صلح کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ نے علی کو اپنی جانب سے نمائندہ مقرر کیا۔

حضرت زنیمؓ کی شہادت:

قتادہؓ سے مروی ہے کہ اسی اثناء میں ہمیں اطلاع ملی کہ ایک صحابی زنیم رضی اللہ عنہ کو جو وادی حدیبیہ سے بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے رسالہ بھیجا وہ بارہ مشرکین شہسواروں کو گرفتار کر کے آپؐ کے پاس لائے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا ایفا لازم ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ آپؐ نے ان کو چھوڑ دیا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا۔ و ھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ.

اپنے قول بما تعملون بصیر تک۔

ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے پاس عثمانؓ بن عفان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا اس کی وجہ سے انہوں نے سہیل بن عمرو کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت خراش بن اُمیہ:

دوسرے سلسلے سے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ کو بلا کر ثعلب نامی اونٹ پر مکہ بھیجا تا کہ وہ اشرافِ مکہ کو آپؐ کے آنے کی غرض بتائیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا' مگر حبشیوں نے ان کی حمایت کی تب قریش نے ان کو چھوڑا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس ہدایت کے ساتھ بھیجے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کا چکر لگائیں تا کہ آپؐ کے صحابہؓ میں سے اگر کسی پر ان کا قابو چلے اسے قتل کر دیں۔ یہ سب گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے آپؐ نے ان کو معاف کر دیا اور چھوڑ دیا۔ انہوں نے آپ کی فرودگاہ میں پتھر اور تیر پھینکے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارت:

اس واقعے کے بعد آپؐ نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ تم مکہ جاؤ اور اشراف مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انہوں نے آپؐ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنو عدی والوں میں سے کوئی مکہ میں نہیں جو میری حمایت کر سکے' مزید برآں قریش اس سے واقف ہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپ کو ایک ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمانؓ بن عفان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابوسفیان اور اشراف قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبہ کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کو آیا ہوں۔ عثمان مکہ آئے۔ مکہ میں یا باہر آبان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آبان خود اپنی سواری سے اتر پڑا۔ اس نے عثمان کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔ عثمانؓ ابوسفیان اور قریش کے عمائد کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کا پیام ان کو پہنچا دیا جب وہ پیام سنا چکے قریش نے ان سے کہا تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کر لو۔ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کریں میں بھی طواف نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر دیے گئے۔ آپؐ نے سن کر فرمایا کہ اب میں تاوقتیکہ دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا اور یہی بیعتِ رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

بیعتِ رضوان:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی ''لوگو! بیعت کے لیے آؤ روح القدس آئے''۔ ندا کو سن کر ہم تیزی سے آپ کی طرف چلے' آپؐ اس وقت ایک خاردار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی۔ اسی موقع کے لیے اللہ کا یہ قول نازل ہوا۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونك تحت

الشجرۃ. ''بے شک اللہ مومنین سے راضی ہو گیا' جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کر رہے تھے''۔ سب سے پہلے بنو اسد کے ایک صاحب ابوسنان بن وہب نے بیعت رضوان کی۔

جد بن قیس الانصاری:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حدیبیہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی ہم رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے سوائے جد بن قیس الانصاری کے جو اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپ رہے تھے ہم سب نے آپؐ کی بیعت کی۔ ہم نے موت کے لیے آپ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس عہد پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں گے۔

حضرت سلمہ بن الاکوع کی بیعت:

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے وہیں تمام مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا' سب سے پہلے میں نے بیعت کی' میرے بعد دوسرے بیعت کرنے لگے۔ جب نصف کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی آپؐ نے فرمایا سلمہؓ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں' آپؐ نے فرمایا سلمہؓ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں' آپؐ نے فرمایا پھر سہی۔ آپؐ نے دیکھا کہ میں نہتہ ہوں میرے پاس ڈھال نہیں ہے۔ آپؐ نے چمڑے کی ایک ڈھال مجھے عطاء کی اور پھر آپؐ بیعت لینے میں مصروف ہو گئے' سب کے آخر میں فرمایا سلمہ تم کیوں بیعت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سب سے پہلے اور پھر بیچ میں بیعت کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر سہی۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ کی بیعت کی۔ اس کے بعد آپؐ نے پوچھا وہ ڈھال کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی کیونکہ ان کے پاس بھی ڈھال نہ تھی۔ آپؐ مسکرائے اور فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس کے لیے کسی سلف نے یہ تمنا کی تھی۔ الٰہی مجھے ایک ایسا دوست عطاء فرما جو میری جان سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

ابن اسحٰق کا بیان: رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں سے بیعت لے لی۔ بنو سلمہ کے جد بن قیس کے علاوہ کوئی مسلمان اس وقت ایسا نہ تھا جس نے بیعت نہ کی ہو۔ جابرؓ بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اب تک جد کی صورت میری نظروں میں ہے کہ وہ اپنے جسم کو لوگوں سے چھپانے کے لیے اپنی اونٹنی کی بغل میں چمٹا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ عثمانؓ کے قتل کی جو خبر آپ کو پہلے پہنچی تھی وہ غلط ہے۔

سہیل بن عمرو کی سفارت:

قریش نے بنو عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پر صلح کر لو کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ کبھی عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی ہمارے گھروں میں گھس آئے تھے سہیل اس غرض سے چلا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے۔ سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی' زبانی شرائط کا تصفیہ ہو چکا تھا اور اب صرف عہد نامے کا لکھنا باقی تھا۔ عمرؓ بن الخطاب نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپؐ اللہ کے رسولؐ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل

مکہ مشرک نہیں ہیں ابوبکرؓ نے کہا ہاں ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے معاملے میں ایسی بات مانیں جس سے کمزوری ظاہر ہوتی ہو۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ، چوں و چرا نہ کرو بس تم ان کے ساتھ رہو۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ عمرؓ نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ کیا آپؐ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں اپنی کمزوری تسلیم کرلیں۔ آپؐ نے فرمایا سنو' میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا' اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس خوف سے کہ مجھے اپنی اس بات کا کوئی خمیازہ اٹھانا پڑے میں اس روز سے برابر روزے رکھتا رہا' صدقہ دیتا رہا' نمازیں پڑھتا رہا اور اپنے مملوک آزاد کرتا رہا' یہاں تک کہ میرے قلب کو اطمینان ہوگیا کہ اب خیر ہے۔

صلح نامۂ حدیبیہ:

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح کے تصفیے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا اور کہا معاہدہ لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سہیل نے کہا میں اس جملے کو نہیں جانتا نہیں مانتا البتہ یوں لکھو "باسمك اللّٰهم" رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا یہی لکھ دو۔ میں نے یہی لکھ دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا آگے لکھو" یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے''۔ اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے اس کے بجائے آپؐ اپنا محض نام اور اپنے باپ کا نام لکھوایئے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا اچھا لکھو۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے۔ آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہوگی۔ اس مدت میں ہر شخص مامون ہوگا کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرے گا۔ قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسولؐ اللہ کے پاس آجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اسے اس کے اولیاء کے پاس واپس بھیج دیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپؐ کے پاس واپس نہ بھیجیں گے۔ اب ہمارے درمیان میں کوئی لڑائی نہیں رہی' نہ تلوار نکلے اور نہ تیراندازی اور نہ سنگ اندازی ہو جس کا جی چاہے وہ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے عہد و پیمان میں داخل ہو جائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہو جائے۔

صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط:

اس شرط کو سنتے ہی بنوخزاعہ اٹھے اور انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ بنوبکر اٹھے اور انہوں نے کہا ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اس کے بعد یہ لکھا گیا کہ اس سال آپؐ واپس چلے جائیں اور مکہ کے اندر نہ آئیں آئندہ سال ہم خود آپؐ کے لیے چھوڑ دیں گے۔ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں۔ آپؐ کے ہمراہ صرف شتر سوار کا ہتھیار یعنی تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسول اللہ ﷺ

کے پاس پہنچے۔

مسلمانوں میں غم و غصہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کا یقین تھا اور وہ آپؐ کے ساتھ عمرہ کرنے مدینہ سے نکلے تھے مگر اب جب انہوں نے دیکھا کہ اس نہج پر صلح ہو رہی ہے اور ہم بے نیل و مرام واپس جائیں گے اور خود رسول اللہ ﷺ نے قریش کی بات مان کر ان کی منشاء کے مطابق صلح کی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس کا اس قدر سخت رنج و تعب پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔

حضرت ابو جندلؓ بن سہیل کی آمد:

سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا اس نے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور تمہارے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا صحیح ہے اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹانے لگا اور ابو جندلؓ نے انتہائی بلند آواز سے چلانا شروع کیا۔ اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جا رہا ہے میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے۔ اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جندلؓ سے کہا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ایسے دوسرے مجبور لوگوں کے لیے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی سبیل کرنے والا ہے چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس کے ایفاء کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اس لیے اب ہم ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتے عمرؓ اٹھے اور ابو جندلؓ کے پاس جا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہتے تھے تم صبر کرو یہ قریش مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے اسی کے ساتھ وہ اپنی تلوار کا قبضہ ان کے نزدیک کرتے رہے۔ خود عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماریں۔

صلح نامۂ حدیبیہ کے گواہ:

جب صلح نامے کی تکمیل ہو گئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر شاہد ہوئے گواہوں میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، عبداللہ بن سہیلؓ بن عمرو، سعدؓ بن ابی وقاص، قبیلۂ عبدالاشہل کے محمود بن مسلمہ، بنو عامر بن لوی کا مکرز بن حفص بن الاخیف، جو مشرک تھا اور علی بن ابی طالبؓ تھے۔ علیؓ نے اس عہد نامے کو لکھا تھا۔

صلح نامہ کی تکمیل:

براء سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ میں رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے مکہ آئے۔ اہل مکہ نے پہلے تو آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر اس بات پر تصفیہ کیا کہ آپؐ صرف تین دن وہاں قیام کریں گے، جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپؐ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے تصفیہ کیا ہے۔ قریش نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو نہ روکتے ہاں آپ محمدؐ بن عبداللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ آپؐ نے علیؓ سے کہا لفظ رسول اللہ کو مٹا دو۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ تب خود رسول اللہ ﷺ نے عہد نامہ اپنے ہاتھ میں لے لیا، آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ

نے رسول اللہ ﷺ کی جگہ صرف محمد لکھ دیا اس کے بعد علیؓ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ نے اہل مکہ سے تصفیہ کیا ہے کہ وہ سوائے تلواروں کے جو نیاموں میں پڑی ہوں اور کوئی ہتھیار لے کر مکے میں داخل نہ ہوں گے۔ وہ کسی ایسے شخص کو جو وہاں کا آپؐ کے ساتھ ہونا چاہے گا اسے ساتھ نہ لے جائیں گے اور اگر آپؐ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے گا تو آپؐ اسے منع نہیں کریں گے جب آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور مدتِ قیام گزر گئی قریش علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنے صاحب سے کہیے کہ چونکہ مدت گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے چلے گئے۔

جانوروں کی قربانی:

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس قضیے سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو قربانی کرو اور پھر سر منڈاؤ مگر کوئی شخص اس کے لیے آمادہ نہیں ہوا۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔ آپؐ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہؓ کے اس طرز عمل کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپؐ برآمد ہوں اور اب کسی سے ایک لفظ نہ کہیں خود اپنی قربانی کے جانور ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سر منڈوا لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ آپؐ باہر آئے کسی ایک سے بات نہیں کی، اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا۔ صحابہؓ نے جب آپ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے انہوں نے اپنی قربانیاں ذبح کیں اور خود ہی ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اس قدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش وحواس جاتے رہے، سر مونڈنے میں قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ خراش بن امیہ بن الفضل الخزاعی نے اس روز رسول اللہ ﷺ کی حجامت کی تھی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس روز بعضوں نے سر منڈایا اور بعض نے بال کٹوائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر اپنا رحم فرمائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کترنے والوں پر۔ آپؐ نے پھر فرمایا: اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کترانے والوں پر۔ آپؐ نے فرمایا اور بال کترانے والوں پر۔ صحابہؓ نے پوچھا۔ آپؐ نے رحم کے لیے سر منڈوانے والوں کا نام تو لیا مگر بال کترانے والوں کا ذکر نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس موقع پر آپؐ اور تحائف کے ساتھ ابوسفیان کے لیے ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر پر چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا تاکہ مشرک اس کو دیکھ کر جلیں۔

حضرت محمد ﷺ کی مراجعتِ مدینہ:

زہری کے بیان کے مطابق پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ زہری کہا کرتے تھے کہ اپنے مفید نتائج کے اعتبار سے اس سے قبل اسلام میں اتنی بڑی فتح حاصل نہیں ہوئی۔ جب فریقین مقابل ہوئے باہم آویزش ہوئی اور جب صلح کے بعد جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگ ایک دوسرے کی جانب سے بے خطر ہو کر باہم مل کر تبادلۂ خیالات اور مکالمہ کرنے لگے تو جس شخص میں کچھ بھی عقل تھی اس سے جب اسلام کے اصول بیان کیے گئے اسے نے فوراً اسلام قبول کر لیا صرف ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان

ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔

ابوبصیر عتبہ بن اسید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ واپس آنے کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن الجاریہ جو مسلمان تھے اور مکہ میں قید تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ بھاگ آئے۔ ازہر بن عبدعوف اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو لکھا اور اپنی جانب سے بنو عامر بن لوی کے ایک شخص کو اپنے ایک غلام کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لے کر مدینہ میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ کو دیا۔ آپ نے ابوبصیرؓ سے کہا کہ ہم نے قریش سے جو معاہدہ کیا ہے اس سے تم واقف ہو بے وفائی ہمارے دینی مصالح کے منافی ہے اللہ تمہارے اور تمہارے ساتھ جو دوسرے کمزور اور مجبور مسلمان ہیں ان کے لیے ضرور کشائش اور سبیل پیدا کرے گا۔

ابوبصیر کی نواح ذوالمروہ کو روانگی:

ابوبصیر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر وہ ایک دیوار کے سہارے بیٹھے ان کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے انہوں نے بنو عامر کے ایک شخص سے کہا کیا تمہاری تلوار تیز ہے؟ اس نے کہا ہاں' ابوبصیرؓ نے کہا ذرا میں دیکھوں اس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیرؓ نے تلوار نیام سے نکالی اور ایک وار میں اس کا خاتمہ کر دیا دوسرا شخص جو غلام تھا وہاں سے جان بچا کر تیزی سے بھاگتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر آپؐ نے کہا ضرور یہ شخص خائف ہو کر بھاگا چلا آ رہا ہے۔ جب وہ آپؐ کے قریب پہنچا آپؐ نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا آپؐ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر ڈالا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی تلوار لیے آ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے اپنا عہد اور ذمہ پورا کر دیا۔ آپؐ نے مجھے اپنی حمایت سے نکال کر ان کے حوالے کر دیا تھا مگر اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں کا برا ہو اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے یہ ضرور جنگ برپا کر دے گا۔ اس جملے کو سن کر ابوبصیر ڈرے کہ آپؐ ان کو پھر مشرکین کے سپرد کر دیں گے وہ مدینہ سے چل کر اس جھاڑی میں جو سمندر کے کنارے نواح ذوالمروہ میں قریش کے شام جانے کے راستے پر واقع ہے جا چھپے۔

مکہ کے محبوس مسلمان:

ان مسلمانوں کو جو مکہ میں محبوس تھے' جب رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی اطلاع پہنچی جو آپ نے ابوبصیرؓ سے کہا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے تو یہ ضرور جنگی کارروائیاں کرے گا' وہ لوگ مکہ سے نکل کر ابوبصیر کے پاس اس جھاڑی میں آ گئے' ابوجندلؓ بن سہیل بن عمرو بھی ان کے پاس جا پہنچے۔ اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ستر آدمی ان کے ساتھ ہو گئے اور اب انہوں نے قریش کا راستہ تنگ کر دیا۔ جب ان کو خبر لگتی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جا رہا ہے یہ اپنے مکمن سے نکل کر اسے روکتے قتل کرتے اور غارت گری کرتے۔ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ آپ ان کو کہلا بھیجیں کہ جو آپ کے پاس آ جائے گا وہ مامون ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو پناہ دی اور وہ آپ کے پاس مدینہ آ گئے۔

سہیل بن عمرو کو جب معلوم ہوا کہ ابوبصیر نے عامری کو قتل کر دیا وہ کعبہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا تاوقتیکہ وہ اس مقتول کی دیت نہ ادا کریں میں یہاں سے نہ اٹھوں گا۔ ابوسفیان نے سن کر کہا یہ بالکل حماقت ہے' بخدا وہ ایک حبہ بھی نہیں دیں گے۔

مومن عورتوں کے حکم:

کچھ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں۔اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت یاایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المومنات مھاجرات (اے ایمان والو! جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آ گئیں) اپنے قول بعضھم الکوافر تک نازل فرمائی۔اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ عمرؓ نے اپنے زمانۂ شرک کی دو بیویوں کو طلاق دے دی۔اس آیت سے اللہ نے ممانعت فرمادی کہ مومن عورتیں اپنے مشرک شوہروں کو واپس نہ کی جائیں البتہ ان عورتوں کو یہ حکم دیا کہ جو زرمہران کو ملا تھا اسے واپس کر دیں۔اس کے متعلق کسی شخص نے زہری سے پوچھا کیا یہ واپسی حلت فروج کے لیے ہے۔انہوں نے کہا ہاں جن دو عورتوں کو عمرؓ نے طلاق دی تھی ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

حضرت ام کلثومؓ بنت عقبہ:

اسی سلسلے میں ابن اسحق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ام کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آئے تا کہ آپؐ سے درخواست کریں کہ آپ ام کلثوم کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپؐ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔عمرؓ نے جن دو عورتوں کو طلاق دی تھی ان میں سے ایک فرمیسہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ تھی جس کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی۔یہ دونوں اس وقت مشرک تھیں اور دوسری ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ عبیداللہ بن عمر کی ماں تھی جس کے ساتھ اسی کے ہم قوم ابوجہم بن حذافہ بن غانم نے شادی کر لی۔یہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے۔

غمر کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الآخر میں رسول اللہ ﷺ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ساتھ غمر بھیجا۔اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور شجاع بن وہب بھی تھے یہ بہت تیزی سے اپنی منزل مقصود کی طرف چلے مگر دشمن کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہوگئی اور وہ اپنی بستی سے بھاگ کر اپنے مختلف پانی کے چشموں پر جا رہے عکاشہ نے خبر گیر دوڑائے ان کو دشمن کا ایک نگران ہاتھ لگ گیا۔اس نے ان کے کچھ مویشیوں کا پتہ دیا۔مسلمانوں کو دو سو اونٹ ملے اور وہ ان کو مدینہ ہنکا لائے۔

اسی سال ربیع الاوّل میں رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ہمراہ ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مگر پہلے تو وہ کہیں چھپ گئے اور جب محمد بن مسلمہؓ اور ان کے ساتھی سو گئے کفار نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔سوائے محمد بن مسلمہ کے جو زخمی ہو کر بھاگ گئے ان کے اور تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔

ذوالقصہ کی مہم:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو ربیع الآخر میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ذوالقصہ بھیجا یہ تمام رات پیدل چل کر سپیدہ سحری کے ساتھ اس بستی کو پہنچے اور انہوں نے اس پر غارت گری کی مگر بستی والے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے ان کے قابو میں نہ آئے' البتہ مسلمانوں کو اونٹ اور دوسرا مال لوٹ میں ملا اور صرف ایک آدمی ہمدست ہوا یہ مسلمان ہو گئے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔

جموم کی مہم:

اس سال زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مہم لے کر جموم گئے وہاں مزنیہ کی ایک عورت حلیمہ نام ان کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے بنوسلیم کی ایک فرودگاہ کا پتہ دے دیا۔ وہاں ان کو بہت سے اونٹ بکریاں اور قیدی ہاتھ لگے۔ ان میں خود حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب یہ مہم مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آ گئی رسول اللہ ﷺ نے حلیمہ اور ان کے شوہر کی جاں بخشی فرمائی۔ نیز اس سال جمادی الاولیٰ میں زید بن حارثہ کی مہم عیص گئی اور وہاں اس مال پر جو ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ تھا قبضہ کر لیا گیا ابوالعاص نے زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے یہاں پناہ لی اور انہوں نے ابوالعاص کو پناہ دی اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

بنوثعلبہ پر یورش:

اس سال جمادی الاخریٰ میں زیدؓ بن حارثہ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنوثعلبہ پر یورش کی۔ بدوی اس ڈر سے کہ اس جماعت میں خود رسول اللہ ﷺ ہوں گے بغیر مقابلہ کیے بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ زید کو ملے۔ اس موقع پر یہ صرف چار شب مدینہ سے غائب رہے تھے۔ اسی ماہ میں زیدؓ بن حارثہ مہم لے کر حسمیٰ گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دحیہ الکلبی قیصر روم سے مل کر آ رہے تھے قیصر نے ان کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا تھا۔ یہ حجاز آتے ہوئے جب حسمیٰ پہنچے بنوجذام کے کچھ لوگوں نے راستے ہی میں ان کو لوٹ لیا کوئی چیز ان کے پاس نہ چھوڑی۔ اپنے گھر جانے سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس واقعے کی اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ بن حارثہ کو ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

مہمات ذوالقریٰ دومۃ الجندل:

اس سال عمرؓ نے عاصم بن ثابت کی بہن جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح سے نکاح کیا۔ ان کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے مگر پھر عمرؓ نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی اور پھر یزید بن جاریہ نے ان سے عقد کیا اور عبدالرحمٰن بن یزید ان کے بطن سے پیدا ہوا۔ اس طرح عبدالرحمٰن اور عاصم بن عمرؓ اخیافی بھائی تھے۔ اس سال رجب میں زید بن حارثہ کی مہم ذوالقریٰ گئی۔ اس سال ماہِ شعبان میں عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم دومۃ الجندل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تمہاری اطاعت قبول کر لیں تم ان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لینا اس بستی کے تمام لوگ اسلام لے آئے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تماضر بنت الاصبغ ان کے رئیس اور فرمانروا کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سال امساک باراں سے نہایت شدید قحط پڑا۔ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ استسقاء کی نماز پڑھی۔

فدک کی مہم:

اس سال ماہِ شعبان میں علیؓ بن ابی طالب کی مہم فدک گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی تھی کہ بنوسعد بن بکر کے ایک قبیلے کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کی آپ کے برخلاف مدد کرنا چاہتی ہے اس لیے آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ علیؓ سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ ہوئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ رہتے۔ ان کو ان کا ایک جاسوس ہاتھ آ گیا اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس قبیلے نے مجھے خیبر بھیجا ہے تا کہ میں خیبر والوں سے کہوں کہ اگر تم خیبر کے پھلوں کی فصل ہمیں دے دو تو ہم تمہاری مدد کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔

ام قرفہ کی مہم:

اس سال ماہ رمضان میں زید بن حارثہ کی مہم ام قرفہ کے مقابلے پر گئی اور اسی میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر نہایت ہی بے دردی کے ساتھ قتل کی گئیں۔ پہلے اس کے دونوں پیروں میں رسی باندھی گئی اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا۔ جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے' یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھیں۔

وادی القریٰ کا معرکہ:

اس واقعے کے متعلق عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو وادی القریٰ بھیجا' وہاں بنوفزارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی' ان کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور خود زید مقتولین کے درمیان سے سخت مجروح اٹھائے گئے اس واقعے میں بنو بدر کے ایک شخص کے ہاتھ سے بنوسعد بن ہذیم کے ورد بن عمر مارے گئے مدینہ آ کر زید نے عہد کیا کہ تاوقتیکہ وہ بنوفزارہ پر چڑھائی نہ کر لیں گے جنابت کا غسل بھی نہ کریں گے جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک فوج کے ساتھ بنوفزارہ سے لڑنے بھیجا۔ وادی القریٰ میں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ زیدؓ نے ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیے۔ قیس بن المسحر الیعمری نے معدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کو قتل کر دیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی گرفتار کر لیا۔ یہ ایک بہت سن رسیدہ عورت تھی' اس کے ہمراہ اس کی ایک بیٹی اور عبداللہ بن معدہ بھی گرفتار ہوا۔ زید کے حکم سے ام قرفہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اس کے دونوں پیروں میں رسیاں باندھی گئیں اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان لٹکا کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس کے بعد یہ سب ام قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن معدہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ام قرفہ کی بیٹی کو چونکہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے گرفتار کیا تھا وہ انہیں کے پاس تھی ام قرفہ اپنی قوم میں نہایت ہی معزز اور محترم خاتون تھیں' عرب مثال میں کہا کرتے تھے "چاہے تم ام قرفہ سے عزت میں زیادہ ہو مگر کچھ نہیں" رسول اللہ ﷺ نے سلمہؓ سے اس کی بیٹی کو مانگا۔ سلمہؓ نے وہ آپؐ کی نذر کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ہدیۃً اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کے پاس بھیج دیا اور اسی کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوئے۔

بنتِ اُم قرفہ:

اس مہم کے متعلق سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اس مہم کے سردار ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا' ہم نے بنوفزارہ کی ایک جماعت پر چڑھائی کی' پانی کے قریب پہنچ کر ابوبکرؓ نے ہمیں رات بسر کرنے کا حکم دیا ہم نے رات بسر کی صبح کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے ہمیں حملے کا حکم دیا۔ ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ہم پانی پر آئے اور بہت سے آدمیوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ مجھے کچھ لوگ جاتے ہوئے نظر آئے۔ ان میں عورتیں اور بچے تھے' یہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے اس طرح ایک تیر پھینکا جوان کے اور پہاڑ کے درمیان جا گرا' اس سے وہ اپنی جگہ ٹھٹک گئے۔ میں ان کو پکڑ کر ابوبکرؓ کے پاس لے چلا۔ ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت بھی تھی جو پوستین پہنے ہوئے تھی اور اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو تمام عرب میں حسین ترین عورت تھی۔ ابوبکرؓ نے وہ لڑکی مجھے عطاء کی۔ میں مدینہ آیا بازار میں رسول اللہ ﷺ ملے انہوں نے فرمایا سلمہؓ یہ عورت مجھے دے دو۔ میں

نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ اب تک میں نے اس کا لباس نہیں کھولا مگر اس نے اپنے جمال سے مجھے اپنا فریفتہ بنالیا ہے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسول اللہ ﷺ ملے اور آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اب تک میں نے اسے عریاں نہیں کیا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔ آپؐ نے اسے مکہ بھیج دیا جس کے عوض میں ان مسلمانوں کو جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے رہائی ملی۔

عرنیین کا مقابلہ:

اس سال کرز بن جابر الفہری کی امارت میں ان عرنیین کے مقابلے پر جنہوں نے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور وہ آپؐ کے اونٹ ہانک لے گئے تھے بیس شہسواروں کی مہم بھیجی گئی۔



باب۱۲

سلاطین کو دعوتِ اسلام ۶ ھ

اس سال ماہ ذوالحجہ میں رسول اللہ ﷺ نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف فرماں رواؤں کے دربار میں بھیجا۔ آپؐ نے بنولخم کے حاطب بن ابی بلتعہ بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنو اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب حرب بن امیہ کے حلیف کو جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو قیصر کے پاس۔ عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوزہ بن علی الحنفی کے پاس عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق سلمہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی صحابہ کو ملوک عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے بھیجا۔

یزید بن ابی حبیب المصری سے مروی ہے کہ ان کو ایک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحاب کے نام تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم فرماں رواؤں کے پاس بھیجا تھا اور وہ پیام درج تھا جو آپؐ نے ان کے ذریعے ان کو بھیجا تھا انہوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض ثقہ لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب الزہری کے پاس بھیجی' زہری نے اسے شناخت کر کے تسلیم کیا۔ اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے صحابہؓ جمع تھے آپؐ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے بلا استثناء رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں۔ تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰ بن مریم کے متعلق کیا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے کیا اختلاف کیا آپؐ نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے' جو ان کے قریب تھے انہوں نے اس دعوت کو پسند کر کے اسے قبول کر لیا اور جو دور تھے انہوں نے اس دعوت کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے اس کی شکایت کی۔ اس کی سزا ان کو یہ ملی کہ اس رات سے ان میں ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ اشاعت دین کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اب تو اللہ یہی فیصلہ تمہارے متعلق کر چکا ہے اسی پر عمل کرو۔

شاہِ مصر کے تحفے :

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوزہ بن علی کے پاس بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنو عبدالقیس کے منذر بن ساویٰ کے پاس بھیجا۔ عمرو بن العاص کو عمان کے رؤساء بنو ازد کے جیفر بن جلبد اور عباد بن جلبد کے پاس بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا۔ حاطب نے رسول اللہ ﷺ کا خط اسے جا کر دیا مقوقس نے چار باندیاں آپ کو نذر بھیجیں' ان میں ماریہ رضی اللہ عنہا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ماں بھی تھیں۔

ہرقل قیصر روم کو دعوتِ اسلام:

رسول اللہ ﷺ نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی الخزرجی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا۔ جب آپ کا خط اسے موصول ہوا اس نے اسے دیکھا اور پھر اسے اپنے سرین کے نیچے رکھ لیا۔

ابوسفیان بن حرب سے مروی ہے کہ ہم ایک تاجر قوم تھے۔ ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جنگ جاری تھی ہم محصور ہو گئے تھے اس سے ہماری دولت ختم ہو گئی جب ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان عارضی صلح ہو گئی تب بھی ہم کو خطرہ لگا رہا۔ میں چند اور قریش تاجروں کے ہمراہ تجارت کے لیے شام روانہ ہوا۔ ہم غزہ ہو کر شام جایا کرتے تھے ہم اس وقت وہاں آئے جب کہ ہرقل نے ایرانیوں کو اپنے اس علاقے سے جس پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جب ان کی اس شکست اور صلیب کے واپس ملنے کی اطلاع ہرقل کو جو حمص میں فروکش تھا ملی یہ اس کامیابی کی نماز شکرانہ ادا کرنے کے لیے پاپیادہ بیت المقدس روانہ ہوا۔ اس کے چلنے کے لیے راہ میں قالین بچھائے جاتے تھے اور ان پر پھول برسائے جاتے تھے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے وہ ایلیا آیا اور یہاں اس نے نماز شکرانہ ادا کی اس کے ہمراہ روم کے اعیان و اکابر تھے۔

ہرقل کا جواب:

ایک دن وہ بہت ہی متفکر آسمان کو دیکھنے لگا اس کے درباری امراء نے پوچھا کہ آج جناب والا پریشان نظر آتے ہیں اس نے کہا صحیح ہے میں نے آج شب خواب دیکھا ہے کہ مختونوں کا ملک سب پر غالب آنے والا ہے امراء نے کہا یہود کے علاوہ اور کوئی قوم ایسی ہمیں معلوم نہیں جو ختنہ کراتی ہو اور وہ تو آپ کے قبضے میں اور آپ کی رعایا ہیں۔ اگر ایسا ہی اندیشہ ہے تو جتنے یہودی آپ کی سلطنت میں آباد ہیں سب کو ابھی قتل کرا دیجیے تا کہ یہ اندیشہ آپ کے قلب سے جاتا رہے۔ وہ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ رئیس بصریٰ کا آدمی ایک عرب کو ساتھ لیے ہوئے ہرقل کی فرودگاہ میں آیا۔ اس زمانے میں تمام بادشاہ ایک دوسرے کے خبر رساں کو حفاظت کے ساتھ اس کی منزل مقصود کو پہنچا دیتے تھے۔ بصریٰ کے رئیس کے قاصد نے ہرقل سے کہا کہ یہ شخص عرب ہے' یہ بکریاں اور اونٹ چراتے ہیں۔ یہی ان کے ملک میں ہوتا ہے یہ اپنے ملک کا ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے آپ اس سے پوچھیں اب اس نے اس عرب کو ہرقل کے سامنے پیش کیا۔ ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کیا بات پیش آئی ہے۔ ترجمان نے عرب سے سوال کیا اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کچھ لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی اور اس کی تصدیق کی ہے اور دوسروں نے اس کی مخالفت کی' ان کے مابین بہت سی لڑائیاں بھی ہوئیں اور جب میں وہاں سے چلا ہوں اس وقت تک ہو رہی تھیں۔ عرب کے اس بیان پر ہرقل نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کیا جائے۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مختون ہے۔ ہرقل نے کہا بخدا مجھے یہی شخص خواب میں دکھایا گیا ہے نہ کہ وہ قوم جس کے متعلق تمہارا گمان ہوا تھا۔ اچھا اس کے کپڑے دے دو۔ اور پھر اس عرب سے کہا کہ اب تم جاؤ۔

ابوسفیان کی طلبی:

ہرقل نے اپنے کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شام کے چپے چپے کو تلاش کر کے کوئی ایسا شخص حاضر کرو جو اس نبی کی قوم کا ہو۔ ہم غزہ میں مقیم تھے کہ ہرقل کے ایک کوتوال نے ہم کو آ گھیرا اور پوچھا کیا تم اس حجازی کی قوم سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں! کوتوال نے کہا تو اچھا

میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ ہم اس کے ساتھ ہوئے اور جب ہرقل کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا تم اس شخص کے قبیلے سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا تم میں اس کا قریب تر عزیز کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے اس ہرقل سے زیادہ بدصورت آدمی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بہر حال اس نے مجھے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا۔ میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے عقب میں بٹھایا' پھر اس نے کہا دیکھو میں اس سے سوال کرتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تم اس کی تکذیب کرنا۔ حالانکہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تب بھی میرے ساتھی میری تکذیب نہ کرتے مگر میں تو خود ہی ایک بڑا معزز رئیس تھا اور جھوٹ بولنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اس بات سے واقف تھا کہ اگر میں اس وقت جھوٹ بولوں تو میرے ساتھی میری تردید تو نہیں کریں گے مگر اس بات کو یاد رکھیں گے اور پھر دنیا بھر میں کہتے پھریں گے اس لیے میں نے کوئی بات اس سے جھوٹ نہیں کہی۔

ہرقل کا استفسار:

ہرقل نے پوچھا جو شخص تم میں نبوت کا مدعی پیدا ہوا ہے اس کا حال بیان کرو اب میں نے ارادہ کیا کہ میں محمد ﷺ کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ اختیار کرنے دوں اس لیے میں نے اس سے کہا' آپ اس کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے اس کی شان بہت کم تر ہے مگر میں نے دیکھا کہ میرے اس جواب کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے کوئی التفات اس پر نہیں کیا۔ پھر ہرقل نے کہا اچھا صرف ان باتوں کا جواب دو جو میں ان کے متعلق دریافت کروں۔ میں نے کہا پوچھئے۔ اس نے کہا ان کا نسب کیا ہے۔ میں نے کہا وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف تر ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں سے کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہے جس کی نقل میں انہوں نے دعویٰ کیا ہو۔ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم پر اسے حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب وہ نبی بن کر پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا بتاؤ اس کے پیرو کون ہیں۔ میں نے کہا کمزور' غریب نوجوان' بچے اور عورتیں مگر اس کی قوم کے عمائد اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بتاؤ جو اس کے متبع ہیں کیا وہ ان کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر برا سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں میں نے کہا آج تک ان کے متبعین میں سے ایک نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس نے پوچھا اب تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر در ہوتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ اس نے کہا بتاؤ کیا وہ بدعہد ہیں' اور تمام سوالوں میں یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں محمدؐ پر طنز کرنے کا موقع تھا۔ میں نے کہا نہیں اب ہمارے اور ان کے درمیان سر دست صلح ہے مگر ان کی بدعہدی سے ہم بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

ہرقل کا جواب:

اس جواب پر اس نے کوئی التفات نہیں کیا بلکہ خود ہی یہ تمام واقعہ اس نے دہرایا اور کہا کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تھا تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف اور نجیب الطرفین ہیں اور اللہ کا یہی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطاء کرتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں باعتبار نسب کے شریف تر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کی قوم میں کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہوا ہے جس کی نقل میں انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہو تم نے کہا نہیں۔ میں نے پوچھا تھا کیا تمہاری حکومت اسے حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب اس کے دوبارہ لینے کے لیے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا نہیں ایسا بھی نہیں ہے میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کون لوگ

ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ کمزور' مساکین' نوجوان اور عورتیں ہیں۔ ہر زمانے میں انبیاء کے متبعین ایسے ہی ہوئے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ آیا ان کے پیرو دل سے ان کے جان نثار اور ہمیشہ کے لیے وفادار ہیں یا چند روز میں ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ان کے متبعین میں سے آج تک کسی نے بھی ان کی مفارقت اختیار نہیں کی' بے شک ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب وہ دل میں اتر جائے تو پھر نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں تم نے کہا نہیں۔ لہٰذا اگر تم نے ان کا سچا حال مجھ سے بیان کیا ہے تو وہ ضرور میری اس تمام سلطنت پر جو میرے قدموں کے نیچے ہے غالب آ جائیں گے۔ کاش میں ان کی خدمت میں ہوتا اور ان کے پاؤں دھوتا۔ اچھا اب جائیے۔ میں کفِ افسوس ملتا ہوا اس کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے اللہ کے بندو دیکھتے ہو ابن ابی کبشہ کا اب یہ اثر ہو گیا ہے کہ فرنگی بادشاہ اس ملک شام میں جوان کی سلطنت میں ہے بیٹھے ہوئے ان سے خوف زدہ ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا خط:

دحیۃ بن الخلیفۃ الکلبی کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کا حسب ذیل خط قیصر روم کو پہنچا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے جس نے راہِ راست اختیار کی وہ سلامت رہا' اما بعد اسلام لاؤ سلامت رہو گے اسلام لے آؤ اللہ تم کو اس کا دو مرتبہ اجر دے گا اور اگر میری اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمہاری اس تمام ناواقف رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہوگا۔

اس واقعے کے متعلق ایک دوسری روایت میں اس قدر زائد ہے کہ پھر قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔

ہرقل کا امراء سے مشورہ:

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے اسقف سے میری ملاقات ہوئی یہ اس وقت موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ کا خط ہرقل کے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ دحیہ بن الخلیفۃ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو لا کر دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر پوپ کو روم میں اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا۔ ہرقل نے اسے رسول اللہ ﷺ کا سارا واقعہ لکھا۔ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بے شک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو' اور ان پر ایمان لاؤ۔ ہرقل نے اپنے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا۔ ایک قصر میں دربار منعقد کیا گیا۔ سب کے جمع ہونے کے بعد دروازے بند کر دیے گئے چونکہ قیصر کو ان کی جانب سے اپنی جان کا خوف تھا وہ ان کے سامنے ایک برآمدے پر برآمد ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ایک نیک بات کے لیے بلایا ہے' میرے پاس اس عرب کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور وہ بے شک وہی نبی برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیشگوئی ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے لہٰذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لائیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت بنی رہے۔

امراء کی برہمی:

اس تقریر پر تمام حاضرین نے انکار کے لیے ایک شور برپا کر دیا اور دربار کے کمرے سے باہر جانے کے لیے دروازوں کی

طرف لپکے مگر وہ پہلے سے بند تھے پھر ان کو قیصر نے سامنے بلایا' اسے اپنی جان کا ان کی جانب سے خطرہ تھا اس لیے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یہ جو کچھ گفتگو ابھی آپ سے کی ہے اس کا مطلب صرف آپ کا امتحان تھا کہ آزمائش کی جائے کہ آپ اپنے دین پر کس مضبوطی سے قائم ہیں اور اس امتحان کی اس جدید واقعے کے پیش آ جانے کی وجہ سے ضرورت ہوئی مگر اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس کے سننے کے بعد تمام درباری بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے' اب قصر کے دروازے کھول دیے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

ضغاطر اسقف کا قتل:

دوسری روایت ہے کہ خط موصول ہونے کے بعد ہرقل نے دحیہؓ سے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے نبی برحق ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف ہے' اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا۔ اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاطر اسقف کے پاس جاؤ اس سے اپنے نبی کا حال بیان کرو' تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے اور اس کی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے۔ دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے۔ دحیہؓ ضغاطر کے پاس آئے رسول اللہ ﷺ نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی ضغاطر نے کہا بے شک تمہارے نبی برحق ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں ہے اس کے بعد ضغاطر اندر گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جو پہنے تھا اتار کر سفید کپڑے پہنے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے جو گرجا میں جمع تھے آیا اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس احمد کا خط آیا جس میں انہوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ و ان احمد عبدہ و رسولہ. اسے سنتے ہی تمام حاضرین ایک جان ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور وہیں ضغاطر کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے بعد دحیہؓ ہرقل کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاطر کا ان پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

ہرقل کی شام سے روانگی:

اس واقعے کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو انہوں نے کہا بیان کیجیے۔ ہرقل نے کہا تم خود جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اب جو صفت ان کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبی موعود ہے لہٰذا آؤ ہم سب مل کر اس کی اتباع کر لیں تا کہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے انہوں نے کہا اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دے دیا کریں تا کہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کر لیں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ ہماری قوم دنیا میں سب سے بڑی' ہماری سلطنت دنیا میں سب سے بڑی اور

ہمارا ملک نہایت ہی محفوظ ہے ہم ہرگز اس بات کو نہ مانیں گے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو آؤ ہم سوریہ کا علاقہ دے کر ان سے صلح کر لیں اور شام وہ ہمارے قبضے میں رہنے دیں (رومی فلسطین اردن حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درے کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درے کے اس طرف روم سے ملحقہ علاقے کو شام کہتے تھے) اس تجویز پر حاضرین دربار نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سوریا شام کے لیے بمنزلہ ناف کے ہے ہم وہ کیونکر دے دیں ہم اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی اس نے کہا تو اب تم دیکھ لو گے کہ تم ان کے مقابلے میں مفتوح ہو گے اور خود اپنے دارالسلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درے پر پہنچ کر اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا میں اب ہمیشہ کے لیے تجھے خیرباد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

رئیس دمشق کو پیغام:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو منذر بن الحارث بن ابی شمر الغسانی دمشق کے رئیس کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپؐ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا۔ میں تم کو اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں' تمہاری ریاست تمہارے قبضہ میں رہے گی۔ شجاع اس خط کو منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جواب سن کر فرمایا: ''اس کی ریاست برباد ہوئی''۔

شاہِ حبشہ کو دعوتِ اسلام:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہؓ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی الاصم کے نام ارسال کیا جاتا ہے تم محفوظ ہو' میں تمہارے سامنے اللہ کی جو تمام کائنات کا حاکم ہے' پاک ہے امان ہے اور امان دینے والا مقتدر ہے تعریف کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے جسے اس نے نیک' پاک اور عفیفہ مریم کے بطن میں ڈالا اور عیسیٰ بطن مریم میں بہ شکل حمل جلوہ افروز ہوئے' اللہ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی جو صرف ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں دعوت دیتا ہوں کہ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کی فرماں برداری میں میرا ساتھ دو۔ میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے' جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تم ان کی تواضع کرنا اور نخوتِ حکومت کو ترک کر دینا۔ میں تم کو اور تمہاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا۔ تم میری اس نصیحت کو قبول کرو۔ اس پر سلامتی رہے جس نے راہِ راست کی اتباع کی''۔

شاہِ نجاشی کا قبولِ اسلام:

اس کے جواب میں نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ عریضہ نجاشی الاصحم بن الجبر کی جانب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے نام ارسال ہے اے اللہ کے نبیؐ! آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی جو بلا شرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی

ہدایت کی ہے رحمت اور برکات آپؐ پر نازل ہوں۔ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے جناب کا خط موصول ہوا جس میں آپؐ نے عیسیٰ کا ذکر کیا ہے' آسمان وزمین کے پروردگار کی قسم! آپؐ نے عیسیٰ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے خود انہوں نے بھی اس پر ایک شمہ زائد نہیں کیا اور نہ کہا۔ میں آپ کی رسالت کا معترف ہوں۔ میں نے آپؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے ہمراہیوں کو اپنا مہمان بنایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور دوسرے انبیاء کے مصدق ہیں۔ میں نے آپؐ کے لیے آپؐ کے چچازاد بھائی کی بیعت کر لی اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام لے آیا ہوں۔ میں اپنے بیٹے ارحا بن الاصحم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں اور اگر آپ کی یہی خوشی ہو کہ میں خود حاضر ہوں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا ارشاد برحق ہے۔ والسلام علیک یا رسول اللہ''۔

نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں حجاز روانہ کیا مگر وسط سمندر میں کشتی مع تمام مسافروں کے غرقاب ہوگئی۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان:

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کی میرے ساتھ شادی کر دو اور ان کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمہارے ہاں ہوں میرے پاس بھیج دو۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے اس پیام کو اپنی لونڈی ابرہ کے ذریعے ام حبیبہ کو پہنچایا' وہ اس پیام سے بہت مسرور ہوئیں اور خوشی میں انہوں نے اسے اپنی چھانجھ کڑیاں دے دیں اور کہا کہ اس کام کے لیے میرا وکیل بنا دو۔ ابرہ نے خالد بن سعید بن العاص کو ان کا وکیل مقرر کر دیا اور انہوں نے ام حبیبہؓ کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے پیام دیا۔ خالد نے اسے ام حبیبہ کی طرف سے قبول کر کے ان کا نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار زر مہر خالد بن سعید کو دیئے انہوں نے وہ ام حبیبہ کو لا کر دیے۔ جب ابرہ یہ رقم لائی ام حبیبہؓ نے اس میں سے پچاس مثقال اسے دیے اور کہا جب میرے پاس کچھ نہ تھا تب بھی میں اتنا سونا تم کو دینے والی تھی' اب اللہ عزوجل نے خود ہی یہ رقم بھیج دی۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے ممانعت کر دی ہے کہ اس میں سے کچھ نہ لوں اور جو کچھ میں نے پہلے آپ سے لیا ہے وہ بھی واپس کر دوں چنانچہ اس نے زیور واپس کر دیا اور کہا کہ میں تو شاہی توشہ خانہ کی مہتممہ ہوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے ان پر ایمان لائی۔ میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرا رسول اللہ ﷺ سے سلام کہہ دیں ام حبیبہؓ نے اس کا وعدہ کر لیا۔ ابرہ نے کہا علاوہ ازیں بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں سے کہا ہے کہ جس قدر عود اور عنبر ان کے پاس ہو وہ آپ کو بھیج دیں۔ رسول اللہ ﷺ ام حبیبہؓ کے پاس عود جلتا ہوا اور ان کے عنبر ملے ہوئے دیکھتے تھے مگر آپؐ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روانگی مدینہ:

ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دو کشتیوں میں سوار ہو کر حبشہ سے حجاز روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے نواتیوں (ملاح) کو ہمارے ساتھ کر دیا تھا ہم جار ائے اور پھر خشکی کی سواریوں پر بیٹھ کر مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت خیبر میں تھے اکثر صحابہ ساتھ تھے' میں مدینہ میں ٹھہر گئی جب آپ آئے میں خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپؐ مجھ سے نجاشی کے حالات پوچھتے رہے۔ میں نے ابرہ کا سلام کہا' آپؐ نے اس کا جواب دیا۔

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہؓ سے نکاح کر لیا ہے اس نے کہا کہ یہ وہ نر ہے کہ جس کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جاسکتی۔

نامۂ رسول شاہِ فارس کے نام:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافۃ السہمی کے ہاتھ یہ خط کسریٰ کے نام ارسال کیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمدؐ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے' سلامتی ہو اس پر جس نے راہِ راست کی اتباع کی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہوگا''۔

کسریٰ نے رسول اللہ ﷺ کا خط پارہ پارہ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

شاہِ فارس کا گستاخانہ رویہ:

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو فارس کے بادشاہ کسریٰ بن ہرمز کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہِ راست کی اتباع کی۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ میں تم کو اللہ کا پیام پہنچاتا ہوں اور اس کے لیے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام اہل عالم کے لیے تاکہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کر دوں اور جو اس سے انکار کریں ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے' اسلام قبول کرو بچ جاؤ گے' اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمہاری تمام قوم مجوس کا وبال تمہارے ذمے ہوگا''۔

خط پڑھ کر کسریٰ نے اسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا کہ وہ جو میری رعایا ہے۔ مجھے یہ خط لکھتا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رسول اللہ ﷺ کے خط کو لے کر کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ نے خط پڑھ کر اسے پارہ پارہ کر دیا جب آپ کو اس کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا: ''اسی طرح اس کی حکومت کے پرزے ہو جائیں گے''۔

کسریٰ کا والی یمن کو حکم:

یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق اس کے بعد کسریٰ نے اپنے والی یمن باذان کو لکھا کہ تم دو دلاور آدمی حجاز بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اس کے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خرخسرہ کو اس غرض سے مدینہ بھیجا اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ خط بھیجا کہ تم ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ ان سے گفتگو کرو اور پھر ان کا صحیح حال مجھ سے آ کر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو کچھ قریش ملے۔ انہوں نے ان سے رسول اللہ ﷺ کا پتہ پوچھا انہوں نے کہا وہ مدینہ میں ہیں۔ وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی

غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے انہوں نے باہم گر اس خوشخبری کو بیان کیا اور کہنے لگے اب شہنشاہِ کسریٰ ایسے زبردست نے اسے تا کا ہے اب وہ اس کی خبر لے لے گا۔ دونوں ایرانی وہاں سے چل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بابویہ نے آپؐ سے گفتگو کی اور کہا کہ بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہِ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو اس نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپؐ میرے ہمراہ چلیں۔ اگر آپؐ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپ کی سفارش لکھیں گے تا کہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے دیں اور اگر آپؐ اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپؐ اس سے خود واقف ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپؐ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

شاہِ ایران کا قتل:

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اسی شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے کراہیت سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر مواجہہ کر کے پوچھا یہ کیا شکل ہے کس نے اس کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسریٰ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا۔ اس کے بعد ہی رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی آسمان سے خبر ملی کہ اللہ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں شب میں اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری کی تیرھویں شب میں چھ گھڑی رات گئے بعد قتل کیا تھا۔

شیرویہ کی حکومت:

دوسرے دن آپؐ نے ان دونوں ایرانیوں کو بلا کر اس واقعے کی اطلاع دی انہوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے مفہوم سے آپؐ واقف ہیں ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعویٰ کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی کہو کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پھیل جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں اور کہہ دو اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمہارے تحت ہے اور ابناء کی جو ریاست اس وقت تم کو حاصل ہے وہ بدستور تمہارے پاس رہے گی اس کے بعد آپؐ نے خرخسرہ کو ایک بگلوس عطاء فرمایا جس میں سونا چاندی لگا ہوا تھا یہ بگلوس آپ کو کسی رئیس نے تحفے میں بھیجا تھا یہ دونوں آپؐ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے پورا واقعہ سنایا۔ باذان نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر یہ بات سچ نکلی تو پھر ان کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں اور اگر یہ بات سچ ثابت نہیں ہوئی تو پھر ہم اس معاملے پر مزید غور کریں گے کہ کیا کریں۔ اس خبر کے کچھ عرصہ بعد شیرویہ کا خط باذان کے نام آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس طرح میں نے اپنے ہم قوم ایرانیوں کا انتقام لیا ہے جن کو وہ بے دریغ ان کے گھروں میں قتل اور سنگسار کرتا تھا۔ جب تم کو میرا یہ خط موصول ہو تم

اپنے یہاں کے لوگوں سے میرے لیے حلف اطاعت لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے تم کو لکھا تھا اب اس سے سردست کوئی تعرض نہ کرو میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔

حمیر خرخسرہ کا تاثر:

اس خط کو پڑھ کر باذان نے کہا بخدا یہ صاحب سچے رسول ہیں اب وہ اور اس کے ساتھ جس قدر امراء زادے یمن میں موجود تھے سب اسلام لے آئے حمیر خرخسرہ کو اسی بگلوس کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیا تھا ذوالمعجزہ کہتے تھے۔ ان کی زبان میں معجزہ بگلوس کو کہتے ہیں۔ اب تک ان کی اولاد ان کو اسی نسبت سے یاد کرتی ہے۔ بابویہ نے باذان سے یہ کہا کہ میں نے مدت العمر میں ایسا بارعب شخص نہیں دیکھا جیسا کہ یہ (محمد ﷺ) ہیں۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس پہرے دار سپاہی ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی مگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔ غزوۃ الحدیبیہ سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے ذوالحجہ اور محرم کا کچھ حصہ وہیں قیام فرمایا۔ اس سال حج مشرکین کے انتظام میں ہوا۔



باب ۱۳

غزوۂ خیبر ۷ھ

حضرت محمد ﷺ کی خیبر کی جانب پیش قدمی:

۷ھ ہجری شروع ہوئی بقیہ ماہِ محرم میں رسول اللہ ﷺ خیبر روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپؐ نے اسباع بن عرقطة الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ آپؐ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نامی وادی میں خیبر اور غطفان کے درمیان تاکہ وہ اہل خیبر کی مدد نہ کرسکیں کیونکہ وہ آپؐ کے مقابلے میں اہل خیبر کے یاور تھے فروکش ہوئے غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہوکر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لیے چلے ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل وعیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل و عیال اور املاک میں مقیم ہوگئے۔ اس طرح انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خیبر کے درمیان میدان صاف کردیا۔ آپؐ نے ان کے املاک پر قبضہ کرنے سے ابتداء کی ایک ایک جائداد کو اپنے قبضے میں اور گڑھیوں کو فتح کرنا شروع کیا سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا۔ اسی کے پاس محمودؓ بن مسلمہ ایک چکی سے جو قلعے سے ان پر پھینکی گئی تھی شہید ہوئے اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے گڑھ فتح کیے۔ ان میں آپ کو بہت سے لونڈی غلام ملے جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب' کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے ساتھ ہاتھ آئی۔ آپؐ نے اسے اپنے لیے مخصوص فرمالیا۔ دحیۃ الکلبی رضی اللہ عنہ نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپؐ نے ان کو اپنے لیے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچیری بہنیں دحیہ کو عطاء کردیں۔ خیبر کے بقیہ تمام لونڈی غلام مسلمانوں میں تقسیم کردیے گئے۔

قلعۂ صعب بن معاذ کی فتح:

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنو اسہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ ہماری معاشی حالت مکلّف ہے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپؐ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپ ان کو عطاء کرتے' آپؐ نے ان کے لیے دعا کی کہ اے بار الٰہ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے سب سے بڑے اور مال دار قلعے کو مسخر کرادے۔ دوسرے دن علی الصبح پھر حملہ ہوا' اللہ نے صعب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ ذخائر خوراک کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرادیا۔ جب اور تمام قلعے رسول اللہ ﷺ نے سر کرلیے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیح اور سلالم میں جمع ہوگئے۔ سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے بارہ تیرہ راتیں یہاں ان کو محصور رکھا۔

مرحب کا رجز:

جابرؓ بن عبداللہ الانصاریؓ سے مروی ہے کہ مرحب پوری طرح مسلح ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا:

قد علمتا خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیاناً و حینا اضرب   اذا اللیوث اقبلت تحرب

کان حمأی للحمی لایقرب

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح' دلاور' جنگ آزمودہ' کبھی نیزہ چلاتا ہوں اور کبھی تلوار جب کہ دلاور جنگ کے لیے سامنے آتے ہیں۔ میری چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہوتی''۔

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا' کون اس کے مقابلے پر جاتا ہے۔ محمدؓ بن مسلمہ نے کہا چونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے میں جوشِ انتقام سے معمور ہوں میں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہاری اعانت کرے۔ جب یہ دونوں قریب آئے ایک عمر یہ جھاڑ ان کے درمیان حائل ہو گیا یہ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے' جو اس کی آڑ لیتا وہ اپنی تلوار سے اپنے سامنے کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ننگا کھڑا رہ گیا کوئی شاخ اس پر نہ رہی مرحب نے محمد پر تلوار ماردی۔ انہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا' تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے۔ اس سے مرحب دم زدہ ہو گیا۔ اب محمد نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یاسر یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبرانی یاسر   شاکی السلاح بطلٌ مغاور

اذا اللیوث اقبلت تبادر   واحجمت عن صولتی المغاور

ان حمائی فیه موتٌ حاضرٌ

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں' مسلح' دلاور اور جری ہوں' جب کہ لڑائی میں بہادر لڑنے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بڑے بڑے جری بھی ٹھٹک جاتے ہیں میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آئے گا مارا جائے گا''۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا حملہ:

زبیر بن العوامؓ اس کے مقابلے پر چلے' ان کی ماں صفیہ بنتِ عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا بیٹا ہی مارا جائے۔ آپ نے فرمایا بلکہ انشاء اللہ تمہارا بیٹا اسے قتل کر دے گا۔ زبیرؓ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے:

قد علمت خیبرانی زبار   قوم لقوم غیر نکس فرّار

ابن حماة المجد و ابن الاخیار   یاسر لا یغررك جمع الکفار

فجمعهم مثل سراب الجرّار

ترجمہ: ''تمام خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں' قوم کا سردار ہوں' نہ نکما ہوں نہ بھاگنے والا میں شرفاء اور بزرگوں کی اولاد ہوں' یاسر تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ ان کی مثال بہت جلد غائب ہو جانے والے سراب کی ہے''۔

اس کے بعد دونوں ملاقی ہوئے۔ زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا علم:

بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے مقابل فروکش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا علم عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔ کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا۔ عمرؓ اور ان کے ہمراہی پسپا ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ آئے عمرؓ کے ہمراہی ان کو اور عمر ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے دوسرے دن ابوبکرؓ اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ پھیلایا آپؐ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا' بہت سے لوگ ان کے ساتھ یورش کے لیے چلے' اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا:

قد علمت خیبرانی مرحب شاکی السلاح بطل مجرّب

اطعن احیاناً و حیناً اضرب اذا اللیوث اقبلت تلھب

ترجمہ: ''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' دلاور ہوں' جنگ آزمودہ ہوں' کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیر زنی کرتا ہوں جب کہ مردانِ دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں''۔

علیؓ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ علیؓ نے اس کے کاسۂ سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی داڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی فرودگاہ والوں نے سنی ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے کہ اللہ نے علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطاء کی۔

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ:

دوسرے سلسلے سے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو درد سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آ کر آپؐ کے سر میں درد ہوا اور آپؐ برآمد نہ ہوئے ابوبکرؓ نے آپؐ کے جھنڈے کو لیا حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے۔ پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی بغیر فتح حاصل کیے پلٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے چاہتے ہیں وہ بزورِ شمشیر قلعہ فتح کرے گا۔ علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے۔ دوسری صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ میں آئے اور آپؐ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب آؤ' علی آپؐ کے قریب آئے آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا جس سے درد جاتا رہا وہ اس وقت چلے گئے۔ پھر آپؐ نے ان کو اپنا علم دیا۔ اس کے ساتھ بہت سے صحابہؓ ان کے ساتھ ہوئے علیؓ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انہوں نے باہر کر رکھا تھا۔ یہ خیبر کے شہر آئے' مرحب قلعے کا رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی ترشے ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبرانی مرحب   شاکی السلاح بطلٌ مجرّب

ترجمہ: ''خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح ہوں' دلاور ہوں' جنگ آزمودہ ہوں''۔

علیؓ نے اس کے جواب میں کہا:

انا الذی سمتنی امی حیدرہ   اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیثٌ بقایات شدیدٌ قسورہ

ترجمہ: ''میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے میں تلوار سے تمہاری اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آک کا درخت کاٹا جاتا ہے میں نہایت ہی تندخو اور بہادر شیر نیستاں ہوں''۔

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر علی کا وار پہلے ہوا۔ جس سے تلوار ہیرے خود اور سر کو کاٹتی ہوئی مرحب کی ڈاڑھوں تک اتر گئی اور شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔

ابو رافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن طالب کو اپنا علم دے کر لڑنے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے۔ جب وہ قلعے کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے لیے برآمد ہوئے علیؓ ان سے لڑنے لگے۔ ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی علیؓ نے قلعے کے پاس ایک دروازہ تھا اسے اٹھا لیا اور اس سے ڈھال کا کام لینے لگے وہ اسے اٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی' تب انہوں نے اسے ڈال دیا لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں میں بھی شامل تھا اس بات کے لیے اپنا پورا زور خرچ کر دیا کہ اسے پلٹیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قصر قموص کو رسول اللہ ﷺ نے فتح کر لیا صفیہ بنت حیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلال رضی اللہ عنہ انہیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی ساتھی نے ایک چیخ ماری' اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس سے ہٹا دو۔ صفیہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپ ﷺ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہے نیز اس یہود یہ کے واقعے پر آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا کیا رحم تم سے سلب ہو گیا تھا جو تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گزرے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب:

اس سے پہلے صفیہؓ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں آ گیا ہے اس نے تعبیر کے لیے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں شاہ حجاز (محمدؐ) کی تمنا ہے۔ اس نے اس زور سے ان کے منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی گئیں اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا آپؐ نے اس کی وجہ پوچھی اس نے یہ واقعہ سنایا۔

کنانہ بن الربیع کا انجام:

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اس کے پاس بنوالنضیر کا خزانہ تھا آپؐ نے اس سے خزانہ دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ایک اور یہودی آپؐ کے پاس پیش کیا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے کنانہ کو اس ویرانے میں روزانہ گھومتے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے کنانہ سے کہا دیکھو اگر وہ خزانہ ہمیں تمہارے پاس مل گیا ہم تم کو قتل کر دیں گے اس نے کہا بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ویرانے میں کھودنے کا حکم دیا اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا۔ آپ نے پھر اس سے کہا کہ جو اور رہ گیا ہے وہ بتا دو مگر اس نے انکار کیا۔ آپؐ نے اسے زبیر بن العوامؓ کے حوالے کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر سختی کر کے جو کچھ اس کے پاس ہے وصول کر لو۔ زبیرؓ اپنی چقماق سے اس کے سینے کو جلانے لگا۔ یہاں تک کہ جب وہ قریب المرگ ہوا آپؐ نے اسے محمد بن مسلمہؓ کے حوالے کر دیا انہوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن مار دی۔

اہل خیبر کی صلح کی درخواست:

رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں محصور کر لیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلاوطن کر دیں۔ آپؐ نے اس پر عمل کیا۔ اس سے قبل آپؐ نے ان کے مواضعات شق' نطاۃ' کتیبہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس درگت کی اطلاع ہوئی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی درخواست کی کہ آپؐ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلاوطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائداد آپؐ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں آپؐ نے اسے منظور کر کے حسب عمل کیا۔

اہل فدک کی اطاعت:

اس مصالحت کے لیے بنو حارثہ کے محصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے جب اہل خیبر نے مذکورہ بالاشرائط پر اطاعت کر لی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپؐ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائیگی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے آپؐ نے اسے منظور کر لیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بے دخل کر دیں گے۔ اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت عامہ ہوا اور فدک محض رسول اللہ ﷺ کا خالصہ ہوا۔ کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی۔

زینب یہودیہ کا بھیجا ہوا مسموم گوشت:

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد زینب بنت الحارث سلام بن مشکم کی بیوی نے بھنی ہوئی بکری آپ کو ہدیۃً بھیجی اس سے قبل اس نے آپؐ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپ کو زیادہ مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست' اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا اور پھر تمام بکری کو مسموم کر کے اسے خود آپؐ کے پاس لے کر آئی جب وہ آپؐ کے دسترخوان پر رکھی گئی آپؐ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں' آپؐ کے ساتھ بشر بن براء المعرور بھی کھانے پر تھے انہوں نے بھی آپ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپؐ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ وہ مسموم ہے آپؐ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا آپؐ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری قوم کی جو درگت آپؐ نے بنائی ہے وہ

ظاہر ہے میں نے سوچا کہ اگر آپ نبیؐ ہیں آپ کو معلوم ہو جائے گا اور اگر دنیا دار بادشاہ ہیں تو آپ کی موت سے میرا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن براء اسی زہر سے انتقال کر گئے آپؐ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپؐ نے ان سے کہا مجھے اس وقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمہارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔ خیبر سے فارغ ہو کر آپؐ وادی القریٰ پلٹے چند شب آپؐ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ رکھا اور مدینہ واپس آ گئے۔

غزوۂ وادی القریٰ:

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں ہم سر مغرب وادی القریٰ پہنچے' آپؐ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی نے ہدیۃً آپ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ ایک اڑتے ہوئے تیر نے لگ کر اس کا کام تمام کر دیا ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کے لیے تھا اس بات کو کسی صحابی نے سنا اور وہ آپؐ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے میں نے لے لیے ہیں آپؐ نے فرمایا ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اسی سفر کے اثناء میں رسول اللہ ﷺ اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لیے بیدار کرے گا۔ بلالؓ نے کہا میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان پر آپؐ اور تمام صحابہؓ نے منزل کی اور سو رہے۔ بلالؓ جاگنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب سب پڑھ چکے تو اپنے اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے اور صبح ذرا نمودار ہوئی چاہتی تھی کہ نیند کے غلبے سے بلال بھی سو گئے۔ دھوپ کی تمازت نے سب کو بیدار کیا۔ سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے۔ آپؐ نے بلالؓ سے کہا یہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو نیند آپؐ پر غالب آ گئی اسی سے میں مغلوب ہو گیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اب آپؐ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی ہی دور گئے اور پھر اتر پڑے آپؐ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپؐ نے بلال کو حکم دیا انہوں نے تکبیر اقامت کہی آپؐ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

اس غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں۔ آپؐ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کا حصہ شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

حجاج بن علاط السلمی:

خیبر کی فتح کے بعد حجاج بن علاط السلمی البہزی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس مکہ میں میرا مال ہے۔ اسی کے بطن سے ان کا بیٹا معرض ابن الحجاج تھا اس کے علاوہ مکہ کے دوسرے تاجروں کے پاس بھی میرا مال پھیلا ہوا ہے آپؐ مجھے مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا مگر

وہاں جا کر میرے لیے یہ بات ناگزیر ہوگی کہ میں آپؐ کے خلاف کہوں۔ آپؐ نے فرمایا: کہہ دینا۔

حجاج بن علاط کی غلط بیانی:

حجاج سے مروی ہے کہ میں مکہ آیا۔ کچھ قریش ثنیۃ البیضاء میں مجھے خبروں کی جستجو میں مقیم ملے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خبریں پوچھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ اب خیبر گئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ مقام حجاز کا باعتبار اپنی خوشحالی' استحکام اور باشندوں کی شجاعت کے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے وہ خبروں کی ٹوہ میں تھے مجھے دیکھ کر انہوں نے کہا یہ حجاج بن علاط ہے ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ تھی کہنے لگے بخدا ضرور اسے تمام واقعہ معلوم ہوگا اب انہوں نے مجھ سے کہا بتاؤ محمد ﷺ کا کیا ہوا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ قطع رحم کرنے والے نے خیبر پر چڑھائی کی ہے اور وہ یہودیوں کا مرکز اور حجاز کی منڈی ہے میں نے کہا ہاں یہ بات مجھے بھی معلوم ہے اور میں ایسی خبر لایا ہوں جس سے تم خوش ہو گے۔ یہ سن کر وہ میری ناقہ کے چاروں طرف جمع ہو گئے اور کہنے لگے ہاں حجاج خبر سناؤ میں نے کہا ان کو ایسی ذلیل شکست ہوئی جس کی نظیر نہیں' ان کے ساتھی اس بری طرح مارے گئے کہ اس کی بھی نظیر نہیں' خود محمد گرفتار کر لیے گئے اور اہل خیبر کہتے ہیں کہ ہم ان کو مکہ لا کر تمام قریش کے سامنے ان کے مقتولین کے عوض میں قتل کریں گے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ سب کھڑے ہوئے اور تمام مکہ میں انہوں نے اس خبر کو مشہور کیا کہ بس اب محمدؐ یہاں لائے جاتے ہیں اور تم سب کے سامنے قتل کیے جائیں گے۔

حجاج کے مالی مطالبہ کی وصولیابی:

میں نے ان سے کہا کہ ذرا ہمارا یہ کام کر دو کہ جن جن کے ذمے میرا مالی مطالبہ ہے وہ وصول کرا دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اپنا مال لے کر جلد سے جلد خیبر پہنچوں اور قبل اس کے کہ اور تاجر وہاں جائیں میں محمد کی شکست خوردہ جماعت سے کچھ حصہ پا سکوں۔ وہ سب اس کام کے لیے اس قدر مستعدی سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جس کی نظیر نہیں اور میرا سب مال جمع کر کے میرے پاس لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس کے پاس بھی کچھ نقد رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ مال ابھی دے دو میں چاہتا ہوں کہ اور تاجروں سے پہلے جلد سے جلد خیبر پہنچ کر وہاں موقعے سے زیادہ سود مند مال خرید سکوں۔

حضرت عباسؓ اور حجاج بن علاط:

عباسؓ ابن عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ میں نے ایسی خبر بیان کی ہے وہ میرے پاس آئے اور میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے میں اس وقت تاجروں کے ایک خیمے میں مقیم تھا۔ مجھ سے انہوں نے پوچھا تم کیا خبر لائے ہو۔ میں نے کہا اگر کوئی بات آپ سے کہوں تو آپ اس کی راز داری کریں گے۔ انہوں نے کہا: ہاں! میں نے کہا اس وقت جایئے میں خود تنہائی میں ملوں گا۔ اس وقت تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنا مال جمع کرنے میں مصروف ہوں' وہ چلے گئے۔ جب میں نے اپنا تمام مال جو مکہ میں پھیلا ہوا تھا جمع کر لیا اور وہاں سے روانگی کی ٹھان لی۔ میں عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالفضل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا تعاقب کیا جائے گا۔ لہٰذا جو بات میں آپ سے کہوں اسے آپ تین دن کسی سے بیان نہ کریں۔ انہوں نے کہا بلا خوف جو چاہتے ہو کہہ دو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ راز داری کروں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کے بھتیجے کو میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اہل خیبر کے رئیس کی بیٹی صفیہ بنت حیی بن اخطب اب ان کی بیوی ہے۔ انہوں نے خیبر فتح کر کے اس کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ ان کے اور

ان کے صحابہؓ کی ملکیت ہے۔ عباسؓ نے کہا حجاج کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں' میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنا روپیہ لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ کر لیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں۔ بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

مکہ میں فتح خیبر کا اعلان:

تیسرے دن عباسؓ نے اپنا حلہ پہنا خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہو کر کعبہ آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش آئی کہ اس کے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے ہو انہوں نے کہا نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبہ کی قسم ہے محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا' خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے۔ انہوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے جو اب ان کی اور ان اصحاب کی ملک ہے قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔ عباسؓ نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کر کے چلتا بنا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے پاس پہنچ جائے۔ یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے بتاتے۔ تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

غزوۂ خیبر کا مالِ غنیمت:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ خیبر کے مواضعات میں سے شق اور لطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عزوجل کے خمس رسول اللہ کے خمس نیز اقرباء' یتامے' غرباء' مسافر اور ازدواج رسول اللہ ﷺ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں جن کی سعی سے اہل فدک اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صلح ہوئی تھی دیا گیا۔ ان ساعیوں میں محیصہ بن مسعود بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونیں اونٹ کے جو کے اور تیس گونیں کھجور ان کو دیے۔ آپؐ نے خیبر کے شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا۔ اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انہوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی ان کے وکلاء انعقاد صلح کے لیے خیبر' اثنائے راہ یا آپ کے مدینہ آ جانے کے بعد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی درخواست منظور فرمالی۔ اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

مسلمانوں کا عدل:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے اس کی شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو' دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو۔ اس پر یہودی کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں اپنی مدت العمر عبداللہ بن رواحہ مقاسمہ کرتے رہے' ان کے انتقال کے بعد بنوسلمہ کے جبار بن مخر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے۔ عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ البتہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد ہی میں

بنو حارثہ کے عبداللہؓ بن سہل کو شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

عہد فاروقی میں یہود خیبر کی جلاوطنی:

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اس کے نخلستان ٹھیکہ پر دیے تھے یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیے گئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپ کو ملا تھا آپؐ نے اس کے پانچ حصے کر کے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضامندی پر سر اطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔ اس اقرار کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمہاری یہ جائداد ہم تمہارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کر لو اس بات کو انہوں نے قبول کر لیا اور اب اس پر معاملہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو مقاسمہ کے لیے بھیجتے تھے۔ وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور اندازے میں مساوات کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحقیقات کے بعد جب یہ قول ثابت ہو گیا انہوں نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمہاری جلاوطنی کی اجازت دے دی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں لہٰذا جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی عہد ہو وہ میرے پاس پیش کرے میں اسے نافذ کر دوں گا اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو اسے ترک وطن کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلاوطن کر دیا۔

حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا:

خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے۔ اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینب کو ان کے شوہر ابوالعاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سال حاطبؓ بن ابی بلتعہ مقوقس کے پاس سے ماریہؓ ان کی بہن سیرین دلدل خچر یعقور گدھا اور لباس لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کر دیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی حاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ام سلیمؓ بنت ملحان کے گھر میں ٹھہرایا ماریہؓ خوب صورت اور گوری تھیں ان کی بہن سیرین کو آپ نے حسان بن ثابتؓ کے پاس بھیج دیا جس سے ان کے لڑکے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کا منبر:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپ صحابہ کو خطبہ دیتے تھے اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ۸ھ میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

ہوازن کی مہم:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلۂ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر تربہ بھیجا

بنو ہلال کے ایک رہنما کو لے کر چلے رات کو چلتے اور دن میں چھپ رہتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا علم ہو گیا وہ بھاگ گئے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے نیز اس سال شعبان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مہم بنو مرہ:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیر بن سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنو مرہ کے مقابلہ پر فدک گئی' ان کے تمام ساتھی لڑائی میں کام آ گئے وہ خود زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

میفعہ کی مہم:

اس سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفعہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ الکلبی کو بنو مرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انہوں نے جھتیہ کے خاندان حرقہ کے مرداس بن نہیک کو جو بنو مرہ کا حلیف تھا قتل کر دیا۔ اسے اسامہ بن زیدؓ اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الٰہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کر دیا۔ مدینہ آ کر ہم نے اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپؐ نے فرمایا اسامہ لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمہارا کفیل ہو سکتا ہے۔

مہم بنو عبد بن ثعلبہ:

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالبؓ بن عبداللہ کی مہم بنو عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ یسار رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے کہا کہ میں بنو عبد بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں آپؐ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیج دیا۔ انہوں نے ان پر غارت گری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

مہمات یمن و خیات:

اس سال ماہِ شوال میں بشیر بن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے ارسال کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرۃ الاشجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسول اللہ ﷺ کا راہنما تھا آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے پوچھا کیا خبر ہے اس نے کہا غطفان کی ایک جمعیت خیات میں موجود ہے۔ عینیہ بن حصن نے ان سے کہلا کر بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا۔ اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے عینیہ بن حصن کا ایک غلام ان کو مل گیا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ان کا مقابلہ خود عینیہ کی جماعت سے ہوا وہ پسپا ہوا' اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے عینیہ سے کہا اب تمہارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلہ سے بھاگتے ہو۔

مسلمانوں کی مکہ کو روانگی:

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاوّل' ربیع الآخر' جمادی الاولیٰ' جمادی الاخریٰ' رجب' شعبان' رمضان اور شوال وہیں اقامت فرمائی' اس اثناء میں آپؐ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجیں۔

ذوالقعدہ میں آپ عمرۂ قضاء کے لیے اسی ماہ میں جس میں کہ گزشتہ سال کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ ان تمام صحابہؓ کے ساتھ جو پہلے سفر میں آپ کے ساتھ تھے مکہ روانہ ہوئے اہل مکہ کو آپ کے قدوم کا علم ہوا' وہ حسبِ قرارداد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں کا عمرہ:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہی مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی چوپال کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھا دی' پھر آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپ اور صحابہؓ تیز قدم سے طواف کرنے لگے' جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو آپ نے بوسہ دے لیا آپ معمولی رفتار سے چلنے لگے' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں ہے کہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا' اس وقت سے پھر یہی سنت رائج ہو گئی۔

حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ کے اشعار:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

خلوا بنی الکفار عن سبیله — انی شهید انه رسوله
خلوا فکل الخیر فی رسوله — یارب انی مومن بقیله
اعرف حق اللّٰه فی قبوله — نحن قتلنا کم علی تاویله
کما قتلنا کم علی تنزیله — ضرباً یزیل الهام عن مقیله
و یذهل الخلیل عن خلیله

ترجمہ: ''اے کفار ان کا راستہ چھوڑ دو' میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ' کیونکہ تمام خوبیاں اس کے رسول میں موجود ہیں اے میرے رب میں ان کے ارشاد پر ایمان لاتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے ہم نے ان کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی ضرب ماری جس سے کاسۂ سر اپنے مقام سے جدا ہو گئے' اور دوست کو دوست کی خبر نہ رہی''۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہؓ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباسؓ بن عبدالمطلب

نے ان کو آپ سے بیاہا۔

مسلمانوں کا مکہ میں سہ روزہ قیام:

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تین دن رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسرے دن حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپؐ کے پاس آیا اسے قریش نے آپ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا۔ اس وفد نے آپؐ سے کہا کہ چونکہ مدت معہود گزر چکی ہے اب آپؐ یہاں سے چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دے دو کہ میں تمہارے یہاں اپنی شادی مناؤں اور تمہاری دعوت کروں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپؐ چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکل آئے۔ آپؐ نے اپنے مولیٰ ابورافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی بیوی میمونہ کو لے کر مقام سرف میں آپؐ سے آ ملے۔ یہاں آپؐ ان سے شب باش ہوئے۔ آپؐ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپؐ نے بھی بدلے۔ صحابہ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپؐ نے ان کو گائے کی اجازت دی' اس کے بعد ذوالحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذوالحجہ کے بقیہ حصے محرم' صفر' ربیع الاول اور ربیع الثانی آپؐ نے مدینہ میں بسر فرمائے' جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک ہوگئی۔

زہری کی روایت:

زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرۂ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپؐ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ گزشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے' اس لیے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ قربانی کے ساتھ جانور لیے گئے تھے۔

اہلِ مکہ کی گھبراہٹ:

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسول اللہ ﷺ خود' زرہ اور نیزے لے گئے تھے سو گھوڑے ساتھ تھے۔ بشیرؓ بن سعد اسلحہ کے محافظ تھے اور محمدؓ بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے' قریش کو اس کی اطلاع ہوئی' وہ گھبرائے۔ انہوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ یہ مقام مرالظہر ان میں آپؐ کے پاس آیا آپؐ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفاء نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہو اور کچھ نہیں۔ اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

بنوسلیم سے لڑائی:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذوالقعدہ میں ابن ابی العوجا السلمی کی مہم بنوسلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آ کر آپؐ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کر دیا۔ وہ گئے' بنوسلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ تمام جماعت کام آ گئی' مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔

باب ۱۴

غزوۂ موتہ ۸ھ

بنوالملوح کی مہم:

اس سال رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ نے انتقال کیا۔ اس سال ماہِ صفر میں آپؐ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنوالملوح سے لڑنے کے لیے قدید روانہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جندب بن مکیث الجہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ الکلبی (کلب لیث) کو بنوالملوح کے مقابلہ پر جو قدید میں تھے روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ تم ان پر غارت گری کرنا۔ یہ حسب الحکم روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ مہم میں تھا چلتے چلتے جب ہم قدید پہنچے وہاں ہم کو حارث بن مالک جو ابن برصاء اللیثی ہے مل گیا۔ ہم نے اسے گرفتار کرلیا اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں۔ غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم واقعی اسلام لانے آئے ہو تو ایک دن رات کی نظر بندی تمہارے لیے کوئی چیز نہیں اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو تمہاری قید سے ہمیں تمہاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا غالب نے اسے قید کر کے ایک پستہ قامت حبشی کی نگرانی میں وہیں چھوڑا اور اس حبشی کو حکم دیا کہ ہماری واپسی تک تم اسے قید رکھو اور اگر یہ جنبش کرے تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ ہم آگے بڑھے اور اب قدید کے شکم میں پہنچے' عصر کے بعد شام ہونے سے کچھ ہی پہلے ہم وہاں اتر پڑے میرے دوستوں نے مجھے دشمن کی اطلاع کے لیے متعین کیا' میں ایک ایسے ٹیلے پر چڑھا جہاں سے مجھے دشمن جو وہاں مقیم تھا نظر آئے۔ میں اس ٹیلے پر اوندھا لیٹ گیا۔ یہ مغرب سے کچھ ہی پہلے کا وقت تھا' دشمن کا ایک آدمی اپنی جماعت سے برآمد ہوا' اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹیلے پر کچھ نظر آرہا ہے' دن کے ابتدائی حصہ میں تو وہاں کچھ نہ تھا تم بھی دیکھو ایسا نہ ہو کہ کتے تمہارے گونے کو گھسیٹ لے گئے ہوں۔ اس کی عورت نے دیکھ کر کہا میری تو سب چیزیں موجود ہیں۔ اس کے خاوند نے کہا میری کمان اور دو تیر ترکش سے نکال کر دو۔ اس کی عورت نے تیر کمان اسے دی' اس نے ایک تیر مجھے مارا جو میرے پہلو میں آ کر لگا میں نے اسے کھینچ نکالا اور بغیر حرکت کیے اسے پاس رکھ لیا۔ اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے شانے کے بالائی حصے پر آ لگا۔ میں نے اسے بھی کھینچ نکالا اور اپنے پاس رکھ لیا اور کوئی حرکت نہیں کی۔ اس نے عورت سے کہا میں نے دو تیر چلائے جو اسے جا کر لگے' اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا صبح کو تم جا کر یہ تیر اٹھا لانا تاکہ کتے ان کو چبا نہ جائیں۔

کفار کا تعاقب:

اس وقت تو ہم نے ان کو مہلت دی کچھ نہیں کیا' ان کے تمام مویشی شام کو چر کر ان کے مقام پر واپس آئے انہوں نے ان کو دوہا اور پانی کے قریب رات بسر کرنے کے لیے آرام سے بٹھا دیا اور خود بھی سو گئے۔ جب رات زیادہ ہوگئی ہم نے ان پر غارت گری کی۔ ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور ان کے اونٹ ہانک لائے اب ہم اپنی منزل مقصود کی طرف پلٹے' اور دشمن کا نقیب اپنے اصل قبیلہ کی طرف مدد طلب کرنے روانہ ہوا۔ ہم تیزی سے جا رہے تھے' حارث بن مالک ابن البرحا اور اس کے نگہبان کے پاس سے گزرے ہم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ اب ہمیں دشمن کے مددگاروں نے جو ان کی فریاد رسی کے لیے آئے تھے اتنی بڑی

جمعیت کے ساتھ آ لیا کہ ہم میں ان کے مقابلہ اور مقاومت کی تاب نہ تھی جب صرف وادی قدید ہمارے اور ان کے درمیان رہ گئی اللہ تعالیٰ نے ایسی زبردست گھٹا جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی آسمان پر نمودار کی اور اس قدر شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی کہ وادی پر ہوگئی اور ان میں کسی کو بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوسکی اس اثناء میں ہم اس کے کنارے کنارے تیزی سے چلے جارہے تھے مشلل پہنچ کر ہم نے وادی کو پیچھے چھوڑا اور وہاں سے ہم اس سے زیریں میں اتر گئے اور اس طرح ہم نے دشمن کو اپنے تعاقب سے عاجز کر دیا اور مال غنیمت کو بچالیا' مجھے ایک مسلمان کا جو ہم سب کے آخر میں وادی کے کنارے چلے آرہے تھے قول اب تک یاد ہے۔

بنو اسلم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں کا شعار امت امت تھا واقدی کہتے ہیں کہ غالب بن عبداللہ کی اس مہم میں تیرہ چودہ آدمی تھے۔

منذر بن ساویٰ سے مصالحت:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے علا بن الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس اپنے اس خط کے ساتھ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے منذر بن ساویٰ کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلامٌ علیک' میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ امابعد! تمہارا خط اور تمہارے قاصد میرے پاس آئے' جو ہماری نماز پڑھے ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں' اور جو اس سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے۔ لیکن نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے۔

جیفر اور عباد کا قبولِ اسلام:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جلندی کے بیٹے جیفر اور عباد کے مقابلہ کے لیے عمان بھیجا ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان کے اموال سے صدقہ وصول کیا اور مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

بنو عامر پر حملہ:

اس سال ربیع الاوّل میں شجاع بن الوہب چوبیس آدمیوں کی مہم لے کر بنو عامر پر بڑھے' ان پر چھاپہ مارا اور ان کی بھیڑ بکریاں لوٹ لیں۔ اس مہم کی غنیمت میں سے ہر شخص کو پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں ملے۔

ذات اطلاح میں مبلغین کی شہادت:

اس سال عمرو بن کعب الغفاری پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاح گئے وہاں ان کو ایک بڑی جماعت ملی انہوں نے اس جماعت کو اسلام کی دعوت دی جسے ان لوگوں نے مسترد کر دیا اور عمرو کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا البتہ صرف وہ بمشکل جان بچا کر مدینہ پہنچے۔ واقدی کہتا ہے کہ ذات اطلاح اطراف شام میں ہے۔ یہاں کے باشندے بنو قضاعہ تھے اور سدوسی نامی ایک شخص ان کا سرخیل تھا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

اس سال ابتدائے صفر میں عمرؓو بن العاص مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے یہ نجاشی کے پاس مسلمان ہوئے تھے۔ ان کے ہمراہ عثمان بن طلحۃ العبدی اور خالد بن الولید المغیرہ بھی تھے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روانگی حبشہ:

خود عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جب ہم خندق کی لڑائی سے دوسرے قبائل کے ساتھ مکہ واپس آئے میں نے قریش کے بعض اپنے ہم خیال اور اپنی بات سننے والوں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے کہا کچھ خبر ہے بخدا میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ محمد کی بات سب پر ہمیشہ کے لیے غالب آ جائے گی اس معاملہ میں میری ایک رائے ہوئی ہے تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا پہلے اپنی رائے تو بیان کرو۔ میں نے کہا میرا خیال ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں قیام کریں اگر محمد کو ہماری قوم پر غلبہ ہو جائے گا تو ہم نجاشی کے پاس ان کے اثر سے مامون رہیں گے۔ کیونکہ ہم محمدؐ کے ماتحت آنے سے اسے کہیں زیادہ پسند کرتے ہیں کہ نجاشی کے ماتحت رہیں اور اگر ہماری قوم کو کامیابی ہوئی تو چونکہ ہماری قوم ہمارے جذبات اور ہماری وقعت سے واقف ہے وہ بہر حال ہمارے ساتھ بھلائی کرے گی۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ میں نے کہا اچھا تو نجاشی کے لیے ہدیہ جمع کرو۔ چونکہ وہ ہمارے ملک کی کھالوں کو بہت پسند کرتا تھا اس لیے ہم نے بہت سی کھالیں اس کے لیے جمع کیں اور پھر ہم مکہ سے چل کر نجاشی کے پاس آئے ہم اس کے پاس پہنچے تھے کہ عمرو بن امیۃ الضمری جن کو رسول اللہ ﷺ نے جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا قاصد بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا نجاشی کے پاس آئے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیۃ الضمری آئے ہیں۔ اگر میں نجاشی سے جا کر ان کو طلب کروں اور وہ ان کو میرے حوالے کر دے تو میں ان کو قتل کر دوں اگر میں اس تجویز کو کر گزروں قریش محسوس کریں گے کہ میں نے محمدؐ کے قاصد کو قتل کر کے ان کا حق ادا کر دیا وہ اس کے لیے میرے شکر گزار رہیں گے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اس خیال سے میں نجاشی کے پاس گیا میں نے حسب عادت اسے سجدہ کیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا اے میرے پیارے دوست اپنے وطن سے ہمارے لیے کوئی ہدیہ لائے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں! میں آپ کے لیے بہت سے تیار چمڑے لایا ہوں۔ میں نے ان چمڑوں کو اس کے سامنے پیش کیا جن کو اس نے بہت پسند کیا اور وہ خوش ہوا۔ پھر میں نے اس سے کہا اے بادشاہ میں نے ابھی ایک شخص کو تم سے مل کر باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے یہ اس شخص کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اسے میرے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر دوں کیونکہ محمدؐ نے ہمارے اشراف اور بہترین اشخاص کو قتل کیا ہے اس بات کو سن کر نجاشی برہم ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے اپنی ناک پر مکا مارا کہ میرا خیال ہوا کہ نجاشی بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کی اس حرکت سے میں اس قدر سہم گیا کہ جی چاہتا تھا کہ زمین شق ہو اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ میں نے کہا اے بادشاہ بخدا اگر میں جانتا کہ میرے اس سوال سے تم کو اس قدر رنج ہو گا تو میں کبھی ایسی خواہش نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا تم اس شخص کے پیامبر کو مجھ سے طلب کرتے ہو جس کے پاس جبرئیلؑ آتے ہیں جیسا کہ موسیٰ کے پاس آتے تھے تا کہ تم اسے قتل کر دو۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا وہ واقعی ایسے ہیں اس نے کہا عمرو تم کو کیا ہو گیا ہے آؤ میری بات مانو بے شک وہ حق پر ہیں اور وہ ضرور اپنے مخالفوں پر غالب ہو کر رہیں گے جیسا کہ موسیٰ فرعون اور

اس کے عساکر پر فتح یاب ہوئے میں نے کہا اچھا تو آپ اسلام پر ان کے لیے میری بیعت لے لیجیے اس نے کہا بہتر ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا دیا میں اس کے ہاتھ پر اسلام لے آیا اور وہاں سے اپنے رفیقوں کے پاس چلا آیا میری سابقہ رائے بالکل بدل چکی تھی۔ میں نے اپنے اسلام کو اپنے دوستوں سے چھپایا۔

عمرو بن العاصؓ اور خالدؓ بن ولید کا قبول اسلام:

پھر میں وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام لاؤں راستے میں خالدؓ بن ولید ملے یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے' یہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا ابوسلیمان کہاں جاتے ہو' انہوں نے کہا بات ثابت ہو چکی یہ شخص واقعی نبی برحق ہے۔ میں ان کی خدمت میں اسلام لانے جا رہا ہوں کب تک محروم رہوں۔ میں نے کہا بخدا میں بھی اسی غرض سے آیا ہوں۔ ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خالد مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے اسلام لائے اور بیعت کی پھر میں آپؐ کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اسی شرط پر آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں کہ آپؐ میرے پچھلے گناہ معاف فرما دیں' آئندہ کے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بیعت کرو اسلام اور ہجرت ماقبل زمانے کو قطع کر دیتی ہے۔ میں نے بیعت کی اور چلا آیا۔ عثمان بن ابی طلحہ بھی ان دونوں صاحبوں کے ہمراہ تھے وہ بھی انہیں کے ساتھ اسلام لائے۔

ذات السلاسل کی مہم:

اس سال جمادی الاخری رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو تین سو صحابہؓ کے ساتھ بنو قضاعہ کے مقام سلاسل کو بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ ام العاص بن وائل قبیلہ قضاعہ کی تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاہا کہ اس طرح آپؐ بنو قضاعہ کی تالیف قلوب کریں۔ آپؐ نے عمرو بن العاص کو اشراف مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا۔ پھر عمرو بن العاصؓ نے آپؐ سے مدد طلب کی۔ آپؐ نے دو سو مہاجرین اور انصار کو جن میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے' ابوعبیدہؓ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمعیت کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ بن العاص کو علاقہ بلی اور عذرہ بھیجا تا کہ وہ عربوں کو شام پر یورش کرنے کے لیے آمادہ کریں۔ چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اس وجہ سے ان کی تالیف قلوب کے لیے آپ نے عمرو بن العاص کو اس مہم کا امیر مقرر کیا۔ عمروؓ بن العاص علاقہ جذاج میں ایک چشمہ سلاسل پر آئے اسی کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے ان کو اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مدد منگوائی۔ آپؐ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جس میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے عمروؓ بن العاص کی مدد کے لیے روانہ کیا اور بھیجتے وقت ابوعبیدہؓ سے کہا کہ تم دونوں ایک دوسرے کے خلاف نہ ہونا۔ ابوعبیدہؓ عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچے۔ عمروؓ بن العاص نے ان سے کہا تم میری مدد کے لیے آئے ہو۔ ابوعبیدہؓ نے کہا عمروؓ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے تمہارے درمیان اختلاف نہ ہو اگر تم میری بات نہ مانو' میں تمہاری اطاعت کروں گا۔ عمروؓ بن العاص نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار' ابوعبیدہؓ نے کہا یہی سہی' چنانچہ اب عمرو بن العاصؓ نے نماز میں امامت کی۔

غزوۂ الخبط:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال غزوۂ الخبط ہوا۔ اس مہم کے امیر ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رجب میں تین سو صحابہؓ کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے جہنیہ کی سمت بھیجا وہاں ان کو خوراک میسر نہ آ سکی اور بھوک کی سخت تکلیف ہوئی' نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور ایک ایک شخص کو تقسیم کی گئی۔

عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تین سو صحابہ ایک مہم میں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی امارت میں بھیجے گئے۔ سامانِ خوارک کی قلت سے ہمیں بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی تین ماہ تک ہم خشک پتے کھاتے رہے پھر غیرایک جانور سمندر سے ساحل پر آ لگا۔ نصف ماہ اس کا گوشت کھا کر بسر ہوئی۔ ایک انصاری نے قربانی کے کئی اونٹ ذبح کر ڈالے۔ دوسرے دن پھر انہوں نے یہی عمل کیا مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کر دیا اور وہ باز آ گئے۔ ذکوان ابوصالح سے مروی ہے کہ یہ انصاری قیس بن سعد رضی اللہ عنہ تھے۔

ایک دوسرے سلسلہ سے جابرؓ بن عبداللہ سے تقریباً مذکورہ بالا بیان نقل ہوا ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس مہم کو سامانِ خوراک کی عدم دست یابی کی وجہ سے سخت زحمت اٹھانا پڑی اور سعد بن قیس اس کے امیر تھے' انہوں نے نو اونٹ مسلمانوں کے لیے ذبح کیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مہم کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا۔ سمندر نے ایک جانور کنارے لگا دیا تین دن تک مسلمانوں نے اس کا گوشت کھایا اس کے چمڑے کو کاٹ کاٹ کر تسمے بنائے اور اس کی چربی کو پگھلا کر جمع کر لیا۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے اور اس سفر میں قیس بن سعد کی اس فیاضی کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا کہ سخاوت اس خاندان کا شیوہ ہے۔ مچھلی کے بارے میں راوی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ شام ہونے سے پہلے ہم آپؐ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہم اسے اپنے ساتھ آپؐ کے لیے لے جاتے۔ اس کے علاوہ اس بیان میں پتوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے سلسلہ سے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھواروں کی ایک بوری ہمیں زادِ راہ دی' پہلے ابوعبیدہؓ اس میں سے ایک ایک مٹھی ہمیں دیتے تھے پھر ایک ایک چھوارہ دینے لگے ہم اسے چوس کر پانی پی لیتے تھے اور شام تک اسی پر بسر کرتے تھے اب یہ بھی ختم ہو گئے نوبت پتوں پر پہنچی اور ہم کو بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ اللہ نے ایک مردہ مچھلی سمندر کے ساحل پر لگا دی۔ ابوعبیدہؓ نے کہا چونکہ ہم بھوکے ہیں اس کے کھانے میں کچھ ہرج نہیں' چنانچہ ہم نے اسی کو کھایا' وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلیوں کو ابوعبیدہ نے کھڑا کیا تو اس کے نیچے سے شتر سوار صاف گزر گیا اور پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کے حلقہ میں با آسانی بیٹھ جاتے تھے۔ ہم نے خوب اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی حاصل کی' اس کی وجہ سے ہمارے بدن چست ہو گئے اور ہماری طاقت اور تنومندی بحال ہو گئی۔ ہم مدینہ آئے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو چیز اللہ نے کھانے کے لیے تم کو بھیجی اسے مزے سے کھاؤ' کیا اس کا گوشت تمہارے ساتھ ہے' ہمارے پاس تھا ہم میں سے کسی صاحب نے اسے منگوایا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس لیے غزوۃ الخبط کہلایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو خشک پتے کھانے پڑے جس کی وجہ سے ان کے جبڑے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے۔

سریہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ:

اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ ابوقتادہؓ کی قیادت میں روانہ فرمایا عبداللہ ابی حدرۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ہم قوم ایک عورت سے شادی کی اور دوسو درہم اس کا مہر مقرر کیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اس رقم کی ادائیگی کے لیے آپؐ سے مدد لوں۔ آپؐ نے پوچھا کتنا مہر ہے' میں نے کہا دوسو درہم' آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا باندھتے بخدا اس وقت تو میرے پاس کچھ ہے نہیں کہ تم کو دوں' چند روز میں خاموش رہا اب بنوجشیم بن معاویہ کا ایک شخص رفاعہ بن قیس بن رفاعہ بنوجشیم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غار میں اپنی قوم اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ اس نیت سے کہ وہ بنوقیس کو رسول اللہ ﷺ سے لڑائی پر ابھارے' آ کر فروکش ہوا۔ یہ شخص اپنے قبیلہ میں نامور اور معزز تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور دو مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور یا تو اسے میرے پاس لاؤ اور یا کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لیے آپؐ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی۔ ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دے کر اٹھانا پڑا تب وہ بمشکل کھڑی ہو سکی' آپؐ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ''۔

رفاعہ بن قیس کا قتل:

آپؐ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھیں ہم غروبِ آفتاب کے ساتھ جھٹ پٹے میں دشمن کی فرودگاہ کے قریب آ گئے میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم دشمن کی تاک میں بیٹھے تھے کہ اچھی طرح رات طاری ہو گئی دشمن کا ایک چرواہا باوجود زیادہ رات جانے کے ان کی فرودگاہ میں اپنے گلے کے ساتھ واپس نہیں آیا تھا وہ اس کے لیے خائف تھے۔ اس کی تلاش کے لیے ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے گلے میں ڈالا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چرواہے کو ضرور کوئی گزند پہنچا ہے میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں اس کے ساتھیوں نے اسے اس ارادے سے روکا اور کہا کہ تم نہ جاؤ ہم جاتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں خود ہی جاؤں گا۔ تب اس کے ساتھیوں نے کہا تو اچھا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں۔ اس نے کہا ہرگز کسی کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں میں تنہا جاؤں گا یہ اپنے مقام سے چل کر میرے قریب آیا جب وہ میرے نشانے پر آ گیا میں نے تیر اس کے دل میں پیوست کر دیا اور وہ وہیں خاموش ٹھنڈا ہو گیا۔ میں نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اب دشمن کی فرودگاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کہی' میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور حملے آور ہوئے' ہمارے اس حملے کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ اپنے اہل وعیال اور اموال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکے اسے لے کر وہ بھاگ نکلے' ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ہمدست ہوئیں۔ ہم ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر میں خود اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے۔ اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن یحییٰ بن ابی حثمہ نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ میں ابوقتادہؓ کے ساتھ ابن ابی الحدرد کو بھی بھیجا تھا۔ اس مہم میں سولہ آدمی تھے۔ یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔ ہر شخص کو بارہ بارہ اونٹ حصے میں ملے تھے۔ ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چار عورتیں بھی تھیں ان میں سے ایک جوان خوبصورت عورت تھی وہ ابوقتادہ کے حصہ میں آئی۔ محمیہ بن الجزء نے اسے رسول اللہ ﷺ سے مانگا۔ آپؐ نے ابوقتادہؓ سے اسے مانگا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے غنیمت میں خریدا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسے ہمیں دے دو۔ ابوقتادہؓ نے وہ عورت رسول اللہ ﷺ کو دے دی۔ آپؐ نے اسے محمیہ بن الجزء الزبیدی کو دے دیا۔

بطن اضم کی مہم:

اس سال آپ ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بطن اضم کی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بطن اضم بھیجا۔ میں چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ الحارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی رضی اللہ عنہ بھی تھے مدینہ سے روانہ ہو کر بطن اضم آیا۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ عامر بن اضبط الاشجعی اس مقام پر اپنے اونٹوں پر سوار ملا۔ اس کے ساتھ سامان معیشت اور دودھ کی ایک چھاگل بھی تھی ہمارے قریب آ کر اس نے ہمیں اسلامی طریقہ پر سلام کیا۔ ہم خاموش رہے ہم نے اس سے کوئی تعارض نہیں کیا البتہ محلم بن جثامہ اللیثی نے کسی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا اور اس کے اونٹ اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی' اس کے متعلق کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی یَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا ۔ (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو) واقدی کے قول کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کو جاتے ہوئے رمضان میں یہ سریہ بھیجا تھا' اس میں آٹھ آدمی تھے۔



غزوۂ موتہ

سلمہؓ سے مروی ہے کہ خیبر سے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ ماہ ربیع الاوّل اور ربیع الثانی مدینہ میں مقیم رہے۔ جمادی الاولیٰ میں آپؐ نے وہ مہم شام کو بھیجی جو موتہ میں تباہ ہوگئی۔

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ جمادی الاولیٰ ۸ ھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے موتہ کو مہم بھیجی' زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور کہا کہ اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر ہوں وہ بھی کام آ جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں۔ اس مہم نے رخت سفر کی تیاری کی اور اب روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے' یہ تین ہزار تھے' ان کی روانگی کے وقت تمام لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کو خیر باد کہا اور ان کو دعا دی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ:

جب ان امراء میں سے تمام صحابہ عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کرنے لگے وہ رو پڑے۔ صحابہؓ نے پوچھا عبداللہ بن رواحہ کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ لوگوں سے تعلق خاطر ہے جس کی وجہ سے میں روتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کرتے سنا ہے جس میں دوزخ کا ذکر ہے اور پھر مذکور ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۔ (تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو آگ پر نہ جائے گا تمہارا رب قطعی فیصلہ کر چکا ہے) میں نہیں جانتا کہ ایک مرتبہ آگ پر جانے کے بعد وہاں سے کیوں کر واپسی ممکن ہوگی۔ مسلمانوں نے کہا' اللہ تمہارے ساتھ ہے' وہ تمہاری حفاظت کرے گا اور پھر تم کو نیک نام کر کے ہم سے ملائے گا۔ اس موقع پر عبداللہ بن رواحہؓ نے یہ شعر کہے:

لٰكِنَّنِىْ اَسْئَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً وَ ضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَرَ

ترجمہ: ''میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور ایسی ضرب لگانے کی مقدرت مانگتا ہوں جس سے وسیع شگاف ہو اور خون کے فوارے بہہ نکلیں۔

او طعنة بيدى حران مجهزة بحرية تنفد الاحشا و الكبد

ترجمہ: یا بھالے سے ایسا سخت وار کروں کہ تمام انتڑیاں اور کلیجہ نکل پڑے۔

حتى يقولوانا مرد على حدثى ارشدك الله من غاز و قد رشدا

ترجمہ: تا کہ جب وہ لوگ میری قبر پر آئیں تو کہیں اے غازی اللہ تیری ہدایت کرے حالانکہ بے شک اللہ نے پہلے ہی اسے ہدایت عطاء فرما دی ہے''۔

اب سب لوگ روانگی کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے ان کو رخصت کیا' یہ مہم روانہ ہوگئی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے کچھ دوران کی مشایعت کی اور جب آپؐ خدا حافظ کہہ کر واپس آئے عبداللہ بن رواحہ

نے یہ شعر پڑھا:

خلف السلام علی امرئ ودعته　　　　فی النخل خیر مشیلع و خلیل

ترجمہ: ''پیچھے رہ گیا میرا اسلام اس شخص پر جسے میں نے نخلستان میں رخصت کیا اور وہ بہترین مشایعت کرنے والا اور دوست ہے''۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبۂ جہاد:

یہ مہم چلتے چلتے علاقہ شام کی سرزمین معان پہنچی۔ یہاں ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے سابقہ علاقہ بلقاء میں مقام باب پر فروکش ہے اور اس فوج کے علاوہ ایک ہی لاکھ لخم' جذام' بلقین' بہرا اور بلی کے خاندان اراشتہ کے ایک شخص مالک بن رافلہ کی قیادت میں اور اس کے ساتھ ہیں۔ اس اطلاع پر مسلمان معان میں دو شب اپنی حالت پر غور کرنے کے لیے ٹھہرے رہے بعضوں نے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کو اپنے دشمن کی تعداد اور اپنی حالت لکھنا چاہیے تاکہ یا تو وہ ہماری امداد فرمائیں یا جیسا حکم دیں اس پر ہم کاربند ہوں۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے تمام مسلمانوں کو شجاعت دلائی اور کہا اے مسلمانو! بخدا کیا تم اسی بات سے ڈرتے ہو جس کے لیے تم آئے ہو تم شہادت کے لیے آئے ہو ہم کثرتِ تعداد' طاقت ورساز و سامان اور اسلحہ کی کثرت کے بل پر لوگوں سے نہیں لڑا کرتے ہم تو صرف اس دین کی خاطر جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز کیا ہے لڑتے ہیں' آگے بڑھو دو خوبیوں میں سے ایک بہر حال ہماری ہے یا فتح یا شہادت' اس پر تمام مسلمان کہنے لگے بے شک عبداللہ بن رواحہؓ نے سچی بات کہی ہے اور اب وہ آگے بڑھے۔

زیدؓ بن ارقم کی روایت:

زیدؓ بن ارقم سے مروی ہے کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہؓ کے زیر پرورش تھا جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے میں ان کے ہمراہ ان کے اونٹ پر پالان کی دوسری سمت میں ہم سفر تھا ایک رات میں نے ان کو بعض اپنے ایسے اشعار پڑھتے سنا جن سے میں سمجھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے اور وہ شوق شہادت سے سرشار ہیں میں رونے لگا انہوں نے آہستہ سے چابک میرے مارا اور کہا کہ بچے تم کیوں روتے ہو اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطاء فرمانے والا ہے اور تم آرام سے اس پالان میں بیٹھ کر گھر چلے جانا۔

حضرت زیدؓ و حضرت جعفر رضی اللہ عنہما کی شہادت:

جب یہ جمعیت تخوم پہنچی ہرقل کی فوج جس میں رومی اور عرب تھے بلقاء کے ایک موضع مشارف پر ان کے مقابل آ گئی' جب دشمن قریب آیا مسلمان موتہ میں مورچہ زن ہوئے اور یہاں لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قائم کی میمنہ پر بنوعذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو امیر بنایا میسرہ پر عبایہ بن مالک الانصاری امیر مقرر کیے گئے اب نہایت خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ زیدؓ بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کا علم لیے ہوئے دشمن سے لڑے اور جب وہ دشمن کے کثیر تیروں سے شہید ہو گئے جعفرؓ بن ابی طالب نے علم لے لیا اور دشمن سے لڑنے لگے جب ہر طرف سے ان پر نرغہ ہوا وہ اپنے سبز گھوڑے سے میدان کارزار میں اتر پڑے اسے ہلاک کر دیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ جعفر رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں کہ انہوں نے اپنے گھوڑے کو عہدِ اسلام میں ذبح کیا۔

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت:

یحییٰ بن عباد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ان کے باپ نے جو ان کی شیر خوارگی کے زمانے میں ان کی

پرورش کرتے تھے اور بنومرہ بن عوف سے تھے اور خود اس موتہ کی جنگ میں شریک تھے بیان کیا کہ جعفرؓ کا اپنے سبز گھوڑے سے کودنا اور پھر اسے ذبح کر کے دشمن سے لڑ کر شہید ہونا اس وقت بھی میری نظر کے سامنے ہے۔ ان کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کے علم کو عبداللہؓ بن رواحہ نے اٹھالیا اور اسے لے کر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے وہ اپنے نفس کو جنگ میں شرکت کے لیے آمادہ کر رہے تھے اور کچھ متردد تھے اس موقع پر انہوں نے بعض ہمت افزا اشعار پڑھے اور پھر گھوڑے سے اتر پڑے' اتنے میں ان کا ایک چچازاد بھائی گوشت بھری ہڈی ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے کھا کر ذرا کمر مضبوط کر لیجیے کیونکہ ان دنوں آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی ہے عبداللہ بن رواحہؓ نے گوشت کا وہ ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا اور اسے کھانے کے لیے نوچا اتنے میں فوج کی سمت سے نہایت شدید لڑائی کا شور سنائی دیا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ جنگ کی یہ نوبت ہے اور میں اب تک زندہ ہوں۔ اس خیال کے ساتھ ہی انہوں نے وہ گوشت ہاتھ سے پھینک دیا' تلوار اٹھائی آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد ان کے علم کو بنوعجلان کے ثابت بن اقرم نے اٹھالیا اور مسلمانوں سے کہا اب کسی اور کو امیر بناؤ۔ سب نے کہا بس تم ہی اس کے اہل ہو۔ انہوں نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ تب سب نے خالدؓ بن ولید کو اپنا امیر بنایا۔ خالدؓ نے علم لے کر دشمن کی مدافعت کی اور اب ان پر بڑھ کر حملہ کیا اور پھر واپس آئے اس دلیری کا یہ اثر ہوا کہ ہرقل خود ہی پسپا ہو گیا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کو سیف اللہ کا لقب:

ابوقتادہؓ، رسول اللہ ﷺ کے مشہور شہسوار سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امرا کا جیش روانہ فرمایا اور کہا زیدؓ بن حارثہ تمہارے امیر ہیں اگر وہ کام آ جائیں۔ جعفرؓ بن ابی طالب امیر ہوں۔ اگر وہ کام آ جائیں عبداللہؓ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس پر جعفر کھڑے ہوئے اور کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ زیدؓ میرے امیر ہوں گے تو میں اس مہم میں نہ جاتا۔ آپ ؐ نے فرمایا میرے حکم کی اطاعت کرو تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے۔ یہ مہم چلی گئی اس کو گئے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا اس کے بعد آپؐ ایک دن منبر پر چڑھے اور اذان کا حکم دیا جب سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا باب خیر' باب خیر' باب خیر' پھر آپؐ نے فرمایا آؤ میں تم کو اس مجاہد مہم کی حالت بیان کروں۔ یہ لوگ یہاں سے گئے۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ زیدؓ مارے گئے اور شہید ہوئے' ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ پھر جھنڈے کو جعفرؓ نے لے لیا انہوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے۔ میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ اس کے بعد خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا اٹھالیا وہ میرے مقرر کردہ امراء میں نہ تھے بلکہ وہ خود امیر بن گئے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اے خداوند! وہ تیری تلواروں میں سے ایک ہیں تو ضرور ان کی مدد کرے گا۔ اس روز سے خالد کا لقب ''سیف اللہ'' ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کل علی الصباح اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے تیار ہو کر آ جاؤ اور کوئی رہ نہ جائے۔ چنانچہ تمام صحابہؓ پیادہ اور سوار آپ کے فرمانے پر دوڑ پڑے حالانکہ یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو جعفر کی شہادت کی خبر ملی۔ آپؐ نے فرمایا کل شام جعفرؓ چند ملائکہ کے ساتھ جا رہے تھے اور ان کے دو بازو تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ بیشہ جا رہے تھے جو یمن میں واقع ہے۔

قطبہ بن قتادہ العذری نے جو مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے۔ مالک بن رافلہ عرب مستعربہ کے قائد پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

حدس کی ایک کاہنہ کی پیشگوئی:

حدس کی ایک کاہنہ کو جب رسول اللہ ﷺ کے اس جیش کی پیش قدمی کی اطلاع ملی اس نے اپنی قوم حدس سے کہا (خود اس کا خاندان اس قبیلہ کی ایک شاخ بنوغنم تھی) میں تم کو ایسی قوم سے ڈراتی ہوں جو دیکھنے میں دبلے پتلے ہیں۔ کنکھیوں سے دیکھتے ہیں لاغر گھوڑوں پر سوار ہیں اور یہ خون کے فوارے بہائیں گے۔ اس کی قوم نے اس کی اس تنبیہ کو گرہ میں باندھ لیا وہ اس جنگ سے کنارہ کش ہو کر بنولخم میں چلے گئے۔ چنانچہ بعد میں بنوحدس ایک مرفہ الحال اور کثیر التعداد قبیلہ ہو گیا۔ ان کے برخلاف اس قبیلہ کے ایک خاندان بنوثعلبہ نے جنگ میں شرکت کی اور اس کے بعد ان کی تعداد بہت قلیل ہوگئی اور رہی۔ خالدؓ بن ولید اپنی سپاہ کو دشمن کے مقابلہ سے واپس لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

اسلامی فوج کا استقبال:

عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ فوج مدینہ کے قریب پہنچی۔ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ نوعمر بچے بھی دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو بڑھے۔ خود رسول اللہ ﷺ اس فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہے تھے۔ آپؐ نے بچوں کو پیادہ دیکھ کر مجاہدین سے کہا ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیں اور فرمایا کہ جعفر کا لڑکا مجھے دو۔ عبداللہ بن جعفر آپؐ کے پاس لائے گئے۔ آپؐ نے ان کو اٹھا کر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ دوسرے لوگوں نے اس فوج پر خاک ڈالنا شروع کی اور کہا کہ تم اللہ کی راہ میں بھگوڑے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بلکہ انشاء اللہ پھر دشمن کے مقابلہ پر جائیں گے۔

حارث بن ہشام کی اولاد میں سے ایک صاحب سے جو ام سلمہؓ زوجۂ رسول اللہ ﷺ کے ننھیالی رشتہ دار تھے مروی ہے کہ ام سلمہؓ نے کسی عورت سے پوچھا کہ میں سلمہؓ بن ہشام بن مغیرہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا ہوا نہیں دیکھتی۔ اس بی بی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ یہ طعنہ ان کو دیتے ہیں کہ تم اللہ کی راہ میں بھاگ نکلے اس وجہ سے وہ گھر بیٹھ رہے اور نہیں نکلتے اس سال رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ پر جہاد کیا۔



باب ۱۵

فتح مکہ ۸ھ

بنوبکر اور بنوخزاعہ کی مخاصمت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ موتہ کی مہم روانہ کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ جمادی الاخری اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنوبکر بن مناۃ بن کنانہ نے بنوخزاعہ پر جو اپنے ایک چشمہ آب وتیر پر جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے مقیم تھے اچانک حملہ کر دیا۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو بنوبکر اور بنوخزاعہ میں شروع ہوا بنوحضرمی کا ایک شخص مالک بن عباد تھا۔ اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا' یہ تجارت کے لیے جا رہا تھا جب وہ خزاعہ کے علاقے میں پہنچا خزاعہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتقام میں بنوبکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کی بیٹیوں سلمیٰ' کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا۔ یہ تینوں بنوبکر کی ناک اور ان کی اشراف تھیں۔

بنوخزاعہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف:

بنوالدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں الاسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ ہم صرف ایک دیت دیتے تھے بنوبکر اور بنوخزاعہ میں یہ نزاع جاری تھا کہ اسلام جاری ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنوبکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں داخل ہوئے اس صلح کے زمانے کو بنوبکر کے بنوالدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کی بیٹیوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے نوفل بن معاویۃ الدیلی بنوالدیل کے ساتھ جن کا وہ رئیس تھا' اگرچہ تمام بنوبکر اس کے تابع فرمان نہ تھے' برآمد ہوا' اور اس نے بنوخزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے شب خون مارا۔ ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا۔ بنوخزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا' اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ سے بنوبکر کی مدد کی۔ بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنوبکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبوراً حرم میں پناہ لینا پڑی۔ واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو اپنے سامانِ معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

حرم میں بنوبکر کی خون ریزی:

جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے بنوبکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لیے تم اپنے خدا سے ڈرو اور لڑائی سے باز رہو' مگر اس نے اس پر کچھ اعتناء نہیں کیا بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں میں کسی کو نہیں مانتا' اے بنوبکر اپنا بدلہ لے لو میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور کرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتے۔

بنوبکر کا بنوخزاعہ پر شب خون:

بنو بکر نے خزاعہ پر تاؤ تیر پر جو شب خون مارا تھا انہوں نے منبہ نامی ایک ضعیف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا یہ اور اس کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد فرودگاہ سے برآمد ہوئے۔ دشمن کو دیکھ کر منبہ نے تمیم سے کہا کہ تم بھاگ کر جان بچالو اور میں تو بہرحال اب مرجاؤں گا چاہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ مجھے سخت اختلاج قلب ہو گیا ہے۔ تمیم بھاگ گیا اور حملہ آوروں نے منبہ کو جالیا اور قتل کر دیا۔ مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقا الخزاعی اور اپنے مولیٰ رافع کے گھر پناہ لی۔

عمرو بن سالم خزاعی کی رسول اللہ ﷺ سے فریاد:

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنوبکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسول اللہ ﷺ کے عہد و میثاق میں داخل تھے انہوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی۔ بنوکعب کا عمرو بن سالم الخزاعی نے اس نقض عہد کی شکایت کی اور فریادرسی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا۔ آپؐ اس وقت تمام صحابہؓ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپؐ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقعہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔

لاهم انی تاشد محمدا حلف ابینا و ابیه الاتلدا

ترجمہ: ''اے خداوندا! میں محمد کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلاتا ہوں اور اس کا واسطہ دیتا ہوں۔

فوالدا کنا و کنت ولدا ثمت اسلمنا فلم ننزع یدا

ترجمہ: پہلے ہم تمہارے لیے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے اولاد کے۔ پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دست بردار نہیں ہوئے۔

فانصر رسول الله نصرا عتدا وداع عبادالله یاتوا مددا

ترجمہ: پس اے رسول اللہ آپ ہماری پوری مدد کیجیے اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لیے بلائیے۔

فیهم رسول الله قد تجردا ابیض مثل البدر نیمی صعدا

ترجمہ: ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسولؐ ہیں جو اپنی نورانیت میں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔

ان سیلم خسفا و جهه تریدا فی فیلق کالبحر یجری مزیدا

ترجمہ: اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحر مواج کے ایسے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔

ان قریشا اخلفواك الموعدا و تقضوا میثاقك الموكدا

ترجمہ: بے شک قریش نے آپؐ سے وعدہ کی خلاف ورزی کی اور آپؐ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔

و جعلوا لی فی کدا رصدا و زعموا ان لست ادموا حدا

ترجمہ: اور انہوں نے کدا میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتا۔

و هم ازل و اقل عددا هم بیلونا با الوتیر هجدا

ترجمہ: وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودہ چند ہیں۔انہوں نے وتیر میں حالت نماز میں ہم پر شب خون مارا۔

فقتلونا رکعا و سجدا

ترجمہ: اور اس طرح حالتِ رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے''۔

بدیل بن ورقاء:

یا رسول اللہ ﷺ ہم اسلام لا چکے ہیں اور انہوں نے ہم کو قتل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمہاری مدد کے لیے تیار ہیں۔ اسی وقت رسول اللہ ﷺ کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپؐ نے فرمایا یہ گھٹا بنو کعب کی امداد میں برسے گی۔ یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقا خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خون کا پورا واقعہ سنایا اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنو بکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی۔ یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ابوسفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

بدیل بن ورقاء اور ابوسفیان:

بدیل بن ورقاء اور اس کے رفیق اپنی راہ چلے گئے مقام عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس سابقہ معاہدۂ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لیے گفتگو کرنے بھیجا تھا۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آتے ہو۔ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسول اللہ ﷺ سے مل کر آ رہا ہے۔ بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس جو ساحل پر اس وادی کے شکم میں مقیم ہے گیا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوہارے کی گٹھلی کھائی ہو گی۔ اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کو گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر توڑا' اس میں چھوہارے کی گٹھلی نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا میں حلف کرتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

ابوسفیان کی تجدید معاہدہ کی کوشش:

وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا' مگر ام حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان شان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد تم میں برائی آ گئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی۔ آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اب وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا۔ انہوں نے کہا بھلا میں تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ سے کروں' بخدا اگر مجھے باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انہیں سے تم سے جہاد کروں۔ وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے

پاس فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علیؓ جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے موجود تھے ابوسفیان نے کہا اے علیؓ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوش گوار تھے اور قرابت میں تم میرے سب سے قریب تر عزیز ہو۔ میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں بے نیل و مرام خالی ہاتھ واپس جاؤں۔ تم رسول اللہ ﷺ سے ہماری سفارش کرو۔ علیؓ نے کہا ابوسفیان' جس کام کا رسول اللہ ﷺ ارادہ فرما چکے ہوں بخدا میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابوسفیان فاطمہ کی طرف متوجہ ہوا' اور ان سے کہا اے محمد کی بیٹی! کیا تم یہ نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کے سید ہو جائیں۔ فاطمہؓ نے کہا بخدا ابھی میرا یہ لڑکا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرضی تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:

ابوسفیان نے علیؓ سے کہا ابوالحسن میرے معاملات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ نہیں آتی تم مجھے مخلصانہ مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ علیؓ نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمہارے لیے مفید ہو۔ البتہ چونکہ تم تمام بنو کنانہ کے رئیس ہو اس لیے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دے دو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورے کو میرے لیے کچھ مفید سمجھتے ہیں علیؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہی نہیں ہے مجبوری ہے ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو! میں اپنے کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کیا کر آئے ہو؟ اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات حاصل نہ ہوئی پھر عمرؓ سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو میں نے سب سے زیادہ متواضع پایا' انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا۔ مگر میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لیے سودمند ہوگا بھی یا نہیں' قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے' ابوسفیان نے کہا انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے کو دے دوں میں نے یہ کیا۔ قریش نے پوچھا کیا محمدؐ نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا تو پھر یہ کیا بات ہوئی۔ بخدا علیؓ نے تو تمہارے ساتھ محض مذاق کیا ہے اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ابوسفیان نے کہا تو اس کے سوا تو میں کچھ اور نہیں کر سکا۔

حضرت محمد ﷺ کا مکہ جانے کا فیصلہ:

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپؐ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو۔ ابوبکرؓ اپنی بیٹی عائشہؓ کے پاس آئے دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامان کو درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی! کیا رسول اللہ ﷺ نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے انہوں نے کہا ہاں!۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہؓ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا! تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعہ اطلاع نہ مل سکے اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس موقع پر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور تحریص کے لیے حسان بن ثابت

نے چند شعر بھی کہے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط:

جب رسول اللہ ﷺ پوری طرح مکہ جانے کے لیے تیار ہو گئے حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اس میں اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے مقابلہ پر آ رہے ہیں۔ یہ خط انہوں نے ایک عورت کو جس کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلۂ مزنیہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی چھوکری تھی دیا اور اس خط کو قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اُجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لیے اور روانہ ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی حاطب کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپؐ نے علی بن ابی طالبؓ اور زبیرؓ بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطبؓ نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور اس خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم اسے جا کر پکڑ لو یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی احمد کے حلیفہ میں اسے جا پکڑا۔ سواری سے اتارا اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی۔ علیؓ بن ابی طالب نے اس سے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تو خط دے دے ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامہ تلاشی لوں گا۔ جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بغیر خط لیے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ علیؓ ہٹ گئے اس نے اپنے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علی کو دیا' وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپؐ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے اور قریش میں میرے اہل وعیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔ حاطبؓ ہی کے متعلق یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء اس کے قول و الیك انبنا آخر قصہ تک نازل ہوئی ہے۔ "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ"۔

حضرت محمد ﷺ کی روانگی مکہ:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سفر پر روانہ ہوئے آپؐ نے ابورہم کلثوم بن حصین بن خلب الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا ۱۰/ رمضان کو آپؐ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی صائم تھے۔ قدید پہنچ کر جو عسفان اور راجح کے درمیان ہے آپؐ نے افطار صوم کیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہران پر قیام فرمایا۔ بنو سلیم اور مزنیہ بھی آپؐ کے شریک ہو گئے ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے۔ اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار بلا استثناء آپ کے ہمرکاب تھے آپ مرالظہران پر مقیم تھے مگر آپ کی نقل وحرکت کی قریش کو قطعی خبر نہ تھی۔ تمام ذرائع اطلاع اللہ کی طرف سے ان کے لیے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں۔ اور اب کیا کرنے والے ہیں۔ ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا اس رات آپ کی اطلاع لینے مکہ سے چلے۔

ابوسفیان کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی خواہش:

عباسؓ بن عبدالمطلب اثنائے راہ میں کسی جگہ رسول اللہ ﷺ سے آ کر مل گئے تھے ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی نیق العقاب میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپؐ سے ملاقات کے لیے آئے اور آپؐ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی ام سلمہؓ نے ان کے بارے میں آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا چچازاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپؐ سے ملنا چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچازاد بھائی نے میری آبروریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں۔ جب اس کی اطلاع ان کو ہوئی اس وقت ابوسفیان کے ساتھ اس کا کمسن بیٹا بھی تھا اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے بچے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہو جاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی آپ کو رحم آ گیا اور آپؐ نے دونوں کو بلا لیا۔ وہ آپؐ کے پاس آئے اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیانؓ نے اپنے وہ اشعار جو انہوں نے اسلام اور اپنی سابقہ روش کے اعتذار میں لکھے تھے آپ کو سنائے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابوسفیان نے یہ شعر پڑھا ونالنی مع اللہ من طردت کل مطرد. ''اور اللہ نے مجھے ملا دیا اس شخص سے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا'' رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

قبائل عرب کو شرکت کی دعوت:

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ مکہ روانہ ہوئے کسی نے کہا آپ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپؐ ہوازن پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ثقیف کے مقابلے پر جا رہے ہیں آپؐ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لیے بلایا مگر وہ نہ آئے آپؐ نے نہ جھنڈے دیے اور نہ نشان علم کیا' آپ قدید آئے یہاں بنو سلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحہ سے مسلح ہو کر آپؐ کے ساتھ شریک ہونے کے لیے آئے۔ عینیہ عرج میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں آ گئے تھے اور اقرع بن حابس سقیا میں آپؐ سے آ ملے۔ عینیہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ نہ میں جنگ کا سامان دیکھتا ہوں اور نہ احرام کی تیاری پاتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا پھر آپؐ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے اب آپؐ مرالظہر ان میں فروکش ہوئے ابوسفیان بن حرب مع حکیم بن حزام مکہ سے نکلا۔

حضرت عباسؓ اور ابوسفیان کی ملاقات:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل کر مرالظہران آئے' عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول اللہ ﷺ مدینہ سے چل چکے اب قریش کی خیر نہیں' بخدا اگر وہ قریش سے ان کے علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے وہ رسول اللہ ﷺ کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑہارا' گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا' وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان بن حرب' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کی آواز سنی۔ یہ لوگ

رسول اللہ ﷺ کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے' میں نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے لاوے جو نظر آ رہے ہیں' پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے کہا یہ بنوخزاعہ کے لاوے ہیں جو لڑائی کے لیے روشن کیے گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ خزاعہ تو حد درجہ کے بخیل اور ذلیل ہیں بھلا کہاں وہ اتنے چولھے جلا سکتے ہیں۔ اب میں نے ابوسفیان کی آواز شناخت کی اور آواز دی ابوحنظلہ' اس نے کہا ابوالفضل' میں نے کہا ہاں! ابوسفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی' میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے۔ میں نے کہا یہ آگ رسول اللہ ﷺ کی فرودگاہ کی ہے۔ ایسی زبردست فوج کے ساتھ انہوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کی تاب مقاومت نہیں لا سکتے دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابوسفیان کو مشورہ:

ابوسفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو۔ میں نے کہا تم میری اس خچر کے پیچھے پر بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو وہ تمہاری گردن ماردیں گے۔ ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپ کی سمت چلا۔ جب میں مسلمانوں کے کسی لاوے کے پاس سے گزرتا وہ کہتے یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر پر سوار جا رہے ہیں۔ شدہ شدہ میں عمر بن الخطابؓ کے چولھے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے' ابوسفیان اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضے میں کر دیا۔ پھر وہ تیزی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑے' میں نے بھی اپنی خچر کو ایڑ دی۔ ابوسفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا ہی لیا تھا میں جھپٹ کر رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک ست جانور ایک ست رفتار شخص سے مسابقت کرتا ہے میں بھی عمرؓ سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت:

عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا نے دشمن خدا ابوسفیان کو بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپؐ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں اب میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے پناہ دے دی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا فرق مبارک میں نے تھام کر کہا کہ آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابوسفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو' اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لیے کر رہے ہو کہ یہ بنوعبد مناف میں سے ہے اگر یہ بنوعدی بن کعب میں ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباسؓ خاموش رہو۔ بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمہارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتے ہوتی' اور یہ صرف اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے اسلام لانے سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عباسؓ سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے پناہ دی کل صبح لے کر آنا۔ عباسؓ اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام:

دوسرے دن صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور ابوسفیان کو دیکھتے ہی آپؐ نے فرمایا ابوسفیان تم کو کیا ہوا ہے

کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بردبار اور شریف جذبات نہیں ہوگا بے شک اب میں سمجھتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افسوس ہے ابوسفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکارا نہیں ہوئی کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار ہوں آپؐ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہوگا۔ مگر اس باب میں مجھے ابھی تردد ہے' عباسؓ نے بیان کیا کہ اب میں نے اس سے کہا کہ تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حق کا اعلان کردو ورنہ تمہاری گردن ماردی جائے گی' اس نے کلمۂ شہادت ادا کیا۔

ابوسفیانؓ سے امتیازی سلوک:

عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیانؓ کے کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے تنگنائے کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تاکہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گزریں دیکھ لیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیانؓ ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپؐ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمایئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے' جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے وہ مامون ہے۔

ابوسفیانؓ اور لشکر اسلام:

میں آپؐ کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ابوسفیان کو وادی کے تنگنائے میں پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرا لیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گزرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنوسلیم ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر جہنیہ آئے' انہوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ جہنیہ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اب خود رسول اللہ ﷺ کی سواری جن کے جلو میں ان کی خاص فوج جس میں تمام مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق کہ صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے آئی' ابوسفیانؓ نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں میں نے کہا یہ خود رسول اللہ ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیانؓ نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمہارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا اثر ہے ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد سے خبردار کردو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا' اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمدؐ ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کی تم مقاومت نہیں کرسکتے تم پر آ گئے ہیں قریش نے کہا تو پھر کیا ہو۔ ابوسفیانؓ نے کہا جو میرے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کرسکتا ہے تب ابوسفیانؓ نے کہا اور جو شخص مسجد میں آ جائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلے وہ مامون ہے۔ عروہؓ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا:

آپؐ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کی کاروائی دریافت کی ہے کہ آیا انہوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم

سے کی' اس کے متعلق نگارش ہے کہ خالدؓ بن ولید فتح مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے مکہ جاتے ہوئے آپ بطن مرآئے۔ قریش نے ابوسفیانؓ اور حکیم بن حزام کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کہاں کا ہے آیا وہ قریش کے مقابلہ پر آ رہے ہیں یا طائف کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیل بن ورقا بھی خود ہی ان کی مصاحبت کے لیے ان دونوں کے ساتھ ہو گیا یہ صرف تین آدمی تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا ان کو بھیجتے وقت قریش نے ان سے کہا کم از کم تمہاری سمت سے وہ مکہ پر یورش نہ کرنے پائیں اور یہ اندیشہ ہمیں اس لیے ہے کہ اب تک ہم نہیں جانتے کہ محمد ﷺ کا قصد کہاں کا ہے۔ وہ ہمارے ارادے سے آتے ہیں یا ہوازن یا ثقیف کے مقابلے پر جاتے ہیں۔

اہل مکہ کو امان:

رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی اس کے لیے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا اور اس کی مدت مقرر کی گئی تھی اس معاہدہ کی رو سے بنو بکر قریش کے ساتھ ہو گئے تھے۔ بنو کعب کی ایک جماعت اور بنو بکر کی ایک جماعت میں لڑائی ہو گئی۔ صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ مدت مقررہ میں طرفین کے درمیان نہ لڑائی ہو گی اور نہ کوئی کسی کو گرفتار کرے گا مگر قریش نے اس نزاع میں اسلحہ سے بنو بکر کی مدد کی بنو کعب نے قریش کو مورد الزام قرار دیا اور اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ پر چڑھائی کی۔ ابوسفیان، حکیم اور بدیل اسی چڑھائی کے زمانے میں مرالظہر ان آئے' ان کو پہلے سے یہ معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں فروکش ہو چکے ہیں اچانک یہ لوگ سامنے پہنچ گئے' آپ کو وہاں مقیم دیکھ کر ابوسفیان، بدیل اور حکیم آپ کی خاص قیام گاہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام لا کر آپ کی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کو قریش کے پاس بھیجا تا کہ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر مکہ کے بالائی حصے میں تھا۔ نیز آپؐ نے فرمایا اور جو حکیمؓ کے گھر میں آ جائے گا وہ مامون ہے۔ ان کا گھر زیرین مکہ میں تھا اور یہ فرمایا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے اور لڑائی سے دست کش ہو جائے وہ مامون ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی کفار سے جھڑپ:

آپ سے مل کر جب ابوسفیانؓ اور حکیم مکہ جانے لگے آپؐ نے ان کے بعد زبیر کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا ان کو مہاجرین اور انصار کے رسالہ کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکہ کے بالائی حصہ پر جون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاوقتیکہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں تم ذرا نہ ہٹنا اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اسی طرح آپؐ نے خالدؓ بن ولید کو قضاء اور بنو سلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیرین مکہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی۔ اسی سمت میں بنو بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا اور بنو الحارث بن عبد مناۃ اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے۔ خالد زیرین مکہ سے اندر بڑھے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ اور زبیرؓ دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے نہ لڑے تم کسی سے نہ لڑنا' مگر جب خالد رضی اللہ عنہ مکہ کے زیرین میں بنو بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے

انہوں نے آتے ہی ان سے قتال شروع کر دیا۔ اللہ نے بنوبکر وغیرہ کو شکست دی۔ فتح مکہ میں صرف یہی خوں ریزی ہوئی۔ اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی۔

کرز بن جابر اور ابن الاشعر کی شہادت:

البتہ ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ بنومحارب بن فہر کے کرز بن جابرؓ اور بنوکعب کے ابن الاشعرؓ جو دونوں زبیرؓ کے رسالے میں تھے کدائی کی سمت سے آئے اور اس راستے سے نہ آئے جس راستے سے بڑھنے کا رسول اللہ ﷺ نے زبیرؓ کو حکم دیا تھا اس طرح یہ کداء کے اتار پر قریش کے ایک دستہ فوج کے مقابل آ گئے اور دونوں شہید کر ڈالے گئے۔ مکہ کے بالائی حصہ میں زبیر کی سمت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اسی جانب سے رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے مکہ والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیعت کی اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ صرف نصف ماہ مکہ میں مقیم رہے پھر ہوازن اور ثقیف آپ کے مقابلہ پر نکلے اور انہوں نے حنین میں پڑاؤ ڈالا۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ جس وقت ذی طویٰ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم کیا آپ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو کداء کی سمت سے مکہ میں داخل کریں۔ زبیرؓ آپؐ کے میسرہ پر تھے۔ انہوں نے سعدؓ بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا۔ بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سعد مکہ میں داخل ہونے کے لیے چلے انہوں نے کہا کہ آج بے دریغ قتل کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا جائے گا۔ ان کے اس جملہ کو مہاجرین میں سے کسی صاحب نے سن پایا' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ذرا سنیے یہ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر زیادتی کریں گے رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ تم فوراً سعدؓ کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا مکہ کے بالائی حصہ میں قیام:

اسی روایت میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لیے دوسری سمت سے بھیجا۔ خالد رضی اللہ عنہ مکہ کے زیریں مقام لیط سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے یہ میمنہ میں تھے۔ اس میمنہ میں اسلم' غفار' مزنیہ' جہنیہ اور دوسرے عرب قبائل تھے۔ ابوعبیدہؓ بن الجراح مسلمانوں کی ایک صف لے کر بڑھے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے مکہ کے مقابل جم جائیں خود رسول اللہ ﷺ اذاخر سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ مکہ کے بالائی حصہ میں فروکش ہو گئے وہیں آپ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

حماس بن قیس بن خالد:

عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگ لڑنے کے لیے خندمہ میں جمع کیے تھے' نیز بنوبکر کے حماس بن قیس بن خالد نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں داخلہ اور اہل مکہ سے صلح سے قبل بہت سے ہتھیار جمع کیے تھے۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع کر رہے ہو اس نے کہا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے

لیے۔اس کی بیوی نے کہا مگر میرا یقین ہے کہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں کوئی شے کارگر نہیں ہوسکتی۔حماس نے کہا مگر بخدا میں یہ توقع کرتا ہوں کہ ان میں سے بعض سے میں تمہاری خدمت گاری کراؤں گا۔پھر یہ بھی خندقہ میں صفوان' سہیل بن عمرو اور عکرمہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لیے آیا۔یہاں خالدؓ بن ولید کی فوج سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔اور معمولی سی جھڑپ بھی ہوئی۔اور کرز بن جابر بن حسل بن الاجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر اور خنیس بن خالد یعنی اشعر بن ربیعہ بن احرم بن خنیس بن حرام بن حبشیہ بن کعب بن عمرو بنو منقذ کے حلیف جو دونوں خالدؓ بن ولید کے رسالہ میں تھے چونکہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے سے بڑھے تھے شہید کر ڈالے گئے۔خنیس پہلے مارے گئے۔کرز بن جابرؓ نے ان کے جسد کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ میں لیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

قد علمت الصفراء من بنی فهر　　نقية الـرجـه نقية الصدر

لاضر بن اليوم عن ابی صخر

ترجمہ: ''بنوفہر کی حسین اور پاک طینت صفرا جانتی ہے کہ آج میں ابوصخر کی مدافعت میں خوب لڑوں گا''۔

حماس کا فرار:

ابوصخر خنیس کی کنیت تھی۔ان کے علاوہ خالدؓ بن ولید کے رسالہ میں جہنیہ کے سلمہ بن المیلا مارے گئے۔اس کے مقابلہ میں مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی کام آئے اور پھر کفار بھاگے حماس بھاگ کر اپنے گھر آیا اور خوف کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دروازہ بند کر دو۔اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے تو بڑی بڑی باتیں بناتے تھے اب کیا ہوا۔اس پر حماس نے چند شعر اپنی معذرت میں پڑھے۔جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے خوب داد مردانگی دی۔مگر جب میرے دوسرے ساتھی نکمے ثابت ہوئے تو میں تنہا کیا کر سکتا تھا۔

عبداللہ بن سعد کو امان:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے مسلمان امراء مکہ پر پیش قدمی کے لیے مقرر فرمائے ان کو ہدایت کر دی تھی کہ سوائے اس کے جو خود تمہارے مقابل لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا۔البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کر دیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں' ان میں سے ایک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بن حبیب بن جذیمہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔اس کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ یہ اسلام لا کر پھر مرتد مشرک ہو گیا تھا۔اس نے بھاگ کر عثمانؓ کے پاس پناہ لی۔وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔عثمانؓ نے اسے چھپا لیا اور جب اہل مکہ کو اطمینان ہو گیا وہ اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور اس کے لیے امان کی درخواست کی۔بیان کیا گیا ہے کہ پہلے تو آپؐ بہت دیر تک خاموش رہے پھر آپؐ نے کہا ہاں! جب عثمانؓ اسے واپس لے گئے آپؐ نے حاضرین صحابہؓ سے کہا میں اس لیے اتنی دیر چپ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن مار دیتا۔ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبی اشارے سے قتل نہیں کراتے۔

عبداللہ بن خطل کا قتل:

دوسرا شخص بنو تیم بن غالب کا عبداللہ بن خطل تھا جس کے قتل کر دینے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے کسی مقام پر صدقہ وصول کرنے بھیجا اس کے ہمراہ ایک اور انصاری کو بھیجا جن کے ساتھ ان کا ایک مسلمان مولیٰ خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن خطل کسی مقام پر فروکش ہوا۔ اس نے خدمت گار کو حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کر کے کھانا تیار رکھو۔ یہ کہہ کر وہ سو گیا۔ جب بیدار ہوا چونکہ خدمت گار نے اس کے حکم کی تعمیل میں کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ عبداللہ نے اس پر قاتلانہ حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر مرتد ہو کر مشرک ہو گیا۔ اس کی دو لونڈیاں تھیں ایک فرتنا اور دوسری اس کی سہیلی' یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجو گاتی تھیں آپ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حویرث و مقیس کو قتل کا حکم:

تیسرا حویرث بن نفیذ بن وہب بن عبد قصی تھا۔ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں ایذاء دیتا تھا۔ چوتھا مقیس بن حبابہ تھا آپ نے اس کے قتل کا اس لیے حکم دیا تھا کہ اس نے اس انصاری کو عمداً قتل کر دیا جنہوں نے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا یہ بھی مرتد ہو کر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔

عکرمہ بن ابی جہل:

عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا آپ نے حکم دیا تھا اور سارہ کے قتل کا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی چھوکری تھی اور مکہ میں آپ کو ستایا کرتی تھی حکم دیا تھا۔ ان میں سے عکرمہ یمن بھاگ گیا اس کی بیوی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اسلام لے آئی اور اس نے اپنے شوہر کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرما لیا پھر یہ اسے لینے گئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کیا۔

عکرمہ کا قبول اسلام:

عکرمہؓ بیان کرتے تھے کہ یمن میں جس بات نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا وہ یہ واقعہ ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ سمندر عبور کر کے حبشہ چلا جاؤں۔ اس نیت سے جب میں کشتی میں سوار ہونے آیا اس کے مالک نے کہا اے اللہ! کے بندے جب تک تم اللہ کی واحدانیت پر ایمان نہ لاؤ اور شرک سے باز نہ آؤ میری کشتی میں نہ بیٹھو مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شرک سے توبہ نہ کرو گے تو ہم سب سمندر میں غرق اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میں نے کہا تو کیا اس میں کوئی شخص تاوقتیکہ وہ اللہ کی واحدانیت کا قائل اور ماسوا اللہ سے اپنی برأت ظاہر نہ کرے سوار نہ ہو سکے گا۔ اس نے کہا جی ہاں سوائے سچے مومن کے اور کوئی اس میں بیٹھنے نہ پائے گا۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ جب یہ بات ہے تو پھر میں کیوں محمد ﷺ کو چھوڑ دوں۔ یہی خیال مجھے آپ کے پاس لے آیا کیونکہ ہمارا جو خدا خشکی میں ہے وہی تری میں ہے۔ اب مجھے اسلام کی صداقت کا علم ہوا اور وہ دل نشین ہو گیا۔

عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث المخزومی اور ابو برزۃ الاسلمی نے مشترک طور پر قتل کیا۔ مقیس بن حبابہ کو خود اس کے ہم قوم

نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔ اس پر مقیس کی بہن نے طنزیہ شعر بھی لکھے اس کی ایک لونڈی قتل کر دی گئی اور دوسری اس وقت بھاگ گئی' مگر پھر بعد میں اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی گئی اور آپؐ نے اسے امان دے دی۔

سارہ کے لیے بھی امان کی درخواست کی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے منظور فرمالیا عرصہ کے بعد عمر بن الخطابؓ کے عہد میں کسی شخص کے گھوڑے نے اسے ابطح میں روند ڈالا اور وہ مرگئی۔ حویرث بن نقید کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ہند بنت عتبہ کا قبول اسلام:

واقدی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا ان میں مرد وہی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گزر چکا۔ عورتوں میں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی۔ یہ اسلام لے آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی۔ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی باندی سارہ تھی یہ اسی روز قتل کر دی گئی۔ قریبہ یہ بھی فتح مکہ کے دن قتل کر دی گئی اور فرتنا یہ عثمانؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہی۔

عام معافی کا اعلان:

قتادہ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا ''سوائے اللہ واحد کے کوئی اور خدا نہیں' وہ ایک ہے' کوئی اس کا شریک نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا کیا' اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دے کر بھگا دیا۔ سن لو سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کی آب رسانی کے ہر عمارت' خون اور ہر قسم کی جائداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو کوڑے یا ڈنڈے عمداً مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں' اے قریش! اللہ نے نخوت جاہلیت کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسے قطعی ترک کر دینا چاہیے۔ تمام انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام تھے اور آدمؑ کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَ أُنْثَى وَ جَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾

''اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تاکہ شناخت ہو سکے۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے''۔

اے قریش' اے اہل مکہ! جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا۔ انہوں نے کہا آپؐ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں آپؐ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو' چھوڑ دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ نے ان کو آپؐ کے لیے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ نئے کے تھے' اسی وجہ سے اہل مکہ کو ''طلقا'' کہنے لگے۔ (آزاد شدہ)

اہل مکہ کی بیعت:

اب تمام لوگ اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپؐ سے منبر پر

ایک درجہ نیچے بیٹھتے تھے' یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر کہ وہ تا بمقدور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کریں گے بیعت کرتے تھے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے کے لیے بیعت کرتے تھے وہ اقرار کرتے تھے مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپؐ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی۔ قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لیے آئیں' ان میں ہند بنت عتبہ بھی تھی اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی۔ اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے خوف تھا کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے قبضہ میں کرلیں گے۔ جب سب عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کے لیے آئیں۔ آپؐ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔

ہند بنت عتبہ کی بیعت:

ہند نے کہا آپؐ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپؐ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ابوسفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لیے وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس پر ابوسفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھا کہا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اب رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ہند بنت عتبہ ہو۔ اس نے کہا ہاں میں ہند بنت عتبہ ہوں آپؐ میری گزشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپ کی خطائیں معاف کردے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا۔ آپؐ ہی نے بدر میں ان کو قتل کردیا یہ بات آپؐ اور وہ سمجھ لیں۔ اس جواب پر عمر بن خطابؓ اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہندؓ نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل بات ہے اور بعض لوگوں سے درگزر کردینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی۔ ہندؓ نے کہا ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لیے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اب رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو' اور آپؐ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی۔ خود رسول اللہ ﷺ سوائے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کیا تھا یا جو آپ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

عورتوں کی بیعت کا طریقہ:

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن آپؐ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپؐ ان سے اقرار کرا لیتے تو آپؐ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرما دیتے کہ جاؤ

بیعت ہوگئی۔

خراش بن امیہ:

واقدی کہتا ہے کہ اسی لڑائی میں خراش بن امیہ الکعبی نے جنیدب بن ارفع الہذلی کو ابن اسحق کے قول کے مطابق ابن الاثوع الہذلی کو زمانہ جاہلیت کے کسی رنج کی وجہ سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خراش کے اس فعل کو برا سمجھا اور کہا ''خراش قتال ہے خراش قتال ہے'' اور پھر آپؐ نے خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

صفوان بن امیہ کو امان:

عروہ بن الزبیرؓ سے مروی ہے کہ صفوان بن اُمیہ مکہ سے جدہ روانہ ہوا۔ تاکہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن بھاگ جائے۔ عمیر بن وہب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا نبی اللہ! صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپؐ سے ڈر کر بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے امان دی اور فرمایا وہ مامون ہے۔ عمیرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی کوئی شے مجھے ایسی مرحمت ہو جس سے اسے یقین ہو جائے کہ آپؐ نے اسے امان دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا۔ عمیرؓ اسے لے کر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جالیا۔ وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں کود پڑے۔ عمیرؓ نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان ہلاک نہ کرو' یہ رسول اللہ ﷺ کی امان ہے جو میں تمہارے لیے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمہارے پھوپھی زاد بھائی نہایت ہی شریف' کریم' حلیم اور نیک آدمی ہیں' ان کی عزت تمہاری عزت ہے' ان کا شرف تمہارا اشرف ہے۔ ان کی حکومت تمہاری حکومت ہے صفوان نے کہا مجھے ان سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عمیرؓ نے کہا' ان کی شرافت اور حلم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں۔ اس اطمینان دلانے پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آ گیا۔ عمیرؓ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ صفوان نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یہ عمیر کہتے ہیں کہ آپؐ نے مجھے امان دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں صحیح ہے۔ صفوان نے کہا آپؐ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کو چار ماہ کی مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الحارث بن ہشام اور فاختہ بنت الولید دو عورتیں تھیں آخر الذکر صفوان کی بیوی اور پہلی عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی۔ یہ دونوں مسلمان ہوئیں ام حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی۔ آپؐ نے اسے امان دے دی۔ ام حکیم یمن میں اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اسے واپس لے آئی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ان بیویوں کو پہلے ہی نکاح کے مطابق انہیں کے پاس رہنے دیا۔

ہبیرہ بن ابی وہب:

محمد بن اسحق سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری

السہمی نجران بھاگ گئے۔ حسان بن ثابت نے صرف ایک شعر اس کے لیے ایسا کہہ دیا کہ جب اسے وہ معلوم ہوا وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا اور مسلمان ہو گیا البتہ ہبیرہ بن ابی وہب حالت کفر میں نجران میں مقیم رہا وہیں اسے اپنی بیوی ہند ام ہانی بنت ابی طالب کے اسلام لانے کی اطلاع ملی مگر اس کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

فتح مکہ کے وقت مسلمانوں کی تعداد:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے ان میں بنو غفار کے چار سو' اسلم کے چار سو' مزنیہ کے ایک ہزار تین' بنو سلیم کے سات سو' جہنیہ کے ایک ہزار چار سو' ان کے علاوہ قریش' انصار ان کے حلیف اور بنو تمیم' قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

ملیکہ بنت داؤد:

واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول اللہ ﷺ نے ملیکہ بنت داؤد اللیثیہ سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جا کر اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کر لیا اس لیے اس نے آپؐ سے پناہ مانگی یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آپؐ نے اس کے باپ کو مکہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

عزیٰ بت کا انہدام:

اس سال ماہِ رمضان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں رہ گئی تھیں کہ خالدؓ بن ولید نے نخلہ میں عزیٰ کو جو بنو شیبان کا بت تھا توڑ ڈالا۔ یہ خاندان بنو سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنو ہاشم اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے وہ عزیٰ کو کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دیوتا ہے خالد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا۔ آپؐ نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا خالدؓ نے کہا کچھ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کر دو خالد پھر بت کے پاس آئے اس کی کوٹھری توڑی پھر اصل بت کو توڑنے لگے۔ اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزیٰ اپنا جلال ظاہر کر اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بت پر برآمد ہوئی خالد نے اسے قتل کر دیا اور اس میں جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو آ کر اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہو گی۔

عزیٰ کا پجاری:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو عزیٰ کے بت خانے بھیجا جو نخلا میں واقع تھا۔ اس بت خانہ کی قریش کا قبیلہ (بنو شیبان) تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے۔ بنو سلیم کا خاندان بنو شیبان جو بنو ہاشم کا حلیف تھا اس صنم کدہ کا پجاری تھا۔ جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالدؓ اسے توڑنے آ رہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزیٰ سے کہا تھا کہ تو خالدؓ پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے خالدؓ نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

سواع بت کے پجاری کا قبول اسلام:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا یہ ہذیل کا بت تھا اور رہا میں واقع تھا یہ پتھر کا تھا اسے عمرو بن العاصؓ نے توڑا۔ جب یہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو بن العاصؓ نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو۔ عمروؓ نے اسے توڑ ڈالا' اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا۔ انہوں نے پجاری سے کہا دیکھا اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔

اسی موقع پر مناۃ کو مشلل میں توڑا گیا۔ یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

مبلغین کی روانگی:

اسی زمانے میں خالد بن ولیدؓ بنو جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت سی جمعیتیں اطراف مکہ دعوت و اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیں۔ ان میں سے کسی کو بھی آپؐ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جمعیت خالدؓ بن ولید کی تھی جن کو رسول اللہ ﷺ نے زیریں تہامہ کی طرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور بنو جذیمہ:

ابو جعفر محمد بن علیؒ بن حسینؒ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو داعی اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا۔ ان کو لڑائی کے لیے حکم نہیں دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے۔ یہ غمیصا نام ایک چشمہ پر جو بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا بنو جذیمہ کے مقابل آ کر فروکش ہوئے۔ بنو جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ اور فاکہہ بن المغیرہ کو جو دونوں یمن سے تجارت کا سامان لیے ہوئے آ رہے تھے اپنے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کے مال کو لوٹ لیا تھا۔ اب عہد اسلام میں جب رسول اللہ ﷺ نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو داعی مقرر کر کے بھیجا' وہ اس چشمہ پر آئے جہاں بنو جذیمہ فروکش تھے۔ خالد کو دیکھتے ہی بنو جذیمہ نے ہتھیار سنبھالے مگر خالدؓ نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے۔

جحدم کا لڑنے پر اصرار:

بنو جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالدؓ نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہمارے ایک شخص جحدم نے کہا اے بنو جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے یہ خالدؓ ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لیے جاؤ گے اور سب مار ڈالے جاؤ گے' میں تو ہرگز کبھی ہتھیار نہ رکھوں گا مگر خود اس کی قوم کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا ہم سب کو مروانا چاہتے ہو سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن و امان ہو گیا ہے تمہارا اندیشہ بے کار ہے ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھوا ہی لیے اور پھر تمام قوم نے خالدؓ کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیے ان کے نہتے ہو جانے کے بعد خالدؓ نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے

اور کہا اے خداوندا! میں خالد بن ولیدؓ کے اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں۔

بنو جذیمہ کی دیت:

اس کے بعد آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو بلا کر حکم دیا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالدؓ نے قتل کیا ہے اور ان کا کچھ فیصلہ کرو' جاہلیت کے خیالات کو ذہن میں نہ آنے دینا۔ علی رضی اللہ عنہ مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے ساتھ روپیہ بھی تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ علیؓ نے اس روپیہ سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا یہاں تک کہ کتے کے پلے کی بھی دیت دی۔ جب تمام مطالبے بے باق ہو گئے اس کے بعد کچھ روپیہ علیؓ کے پاس بچ گیا۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اب تو تمہارا کوئی مطالبہ باقی نہیں انہوں نے کہا نہیں۔ علیؓ نے کہا مگر میں رسول اللہ ﷺ کے خیال سے تاکہ کسی بھول چوک کی بھی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ روپیہ جو مطالبات کی ادائیگی سے بچ رہا ہے وہ بھی تم سب کو دیے دیتا ہوں اس روپیہ کو دے کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپؐ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کیے کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ آپؐ نے کہا اے خداوندا! میں خالد بن ولیدؓ کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالدؓ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن حذافت السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنو جذیمہ نے ہتھیار رکھ دیے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا اے بنو جذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا' میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے جس میں تم گرفتار ہو گئے آگاہ کر دیا تھا۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں تلخ کلامی:

عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالدؓ بن ولید اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف میں مباحثہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا تم نے جاہلیت کے رواج پر عمل کیا۔ خالدؓ نے کہا میں نے تمہارے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا اس وقت تم نے اپنے چچا فاکہہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے۔ اس گفتگو کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے خالدؓ سے کہا خالدؓ خاموش رہو اور میرے صحابہؓ کے منہ نہ آؤ۔ بخدا اگر احد کے برابر تمہارے پاس سونا ہو اور تم وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہؓ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابری نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن ابی حدرد کی روایت:

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خود میں خالدؓ کے رسالہ میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے

جس کے دونوں ہاتھ ڈوری سے گردن سے بندھے تھے اور اس سے تھوڑی ہی دور اس قبیلہ کی عورتیں جمع تھیں مجھے آواز دی میں نے کہا کیا ہے۔ اس نے کہا تمہاری مہربانی ہوگی اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اسی ڈوری میں قید کی حالت میں ان عورتوں کے پاس لے چلو تا کہ ایک ضروری بات کہہ دوں اور پھر مجھے لے آنا۔ میں نے کہا اچھا یہ تو کوئی بری بات نہیں' میں اسے ڈوری کے ساتھ عورتوں کے پاس لے آیا۔ اس نے کہا حبیش تم پر سلامتی ہو میرا اب آخری وقت ہے اور کچھ پاس آ کر اشعار پڑھے۔ اس عورت نے کہا مگر میں تو تمہاری درازی عمر کی دعا گو ہوں خدا کرے کہ تم ہمیشہ زندہ رہو۔ اب میں اسے پھر اس کی جگہ لے آیا یہاں اسے آگے لا کر قتل کر دیا گیا بعض ایسے بزرگوں نے جو اس موقع پر موجود تھے بیان کیا ہے کہ اس جوان کے قتل کے بعد اس کی بیوی حبیش اس کے پاس آئی اس پر گر پڑی اسے چومنے لگی اور اسی طرح فرطِ غم سے اس نے بھی اپنے شوہر کے پہلو میں جان دے دی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مکہ کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ پندرہ روز اور وہاں مقیم رہے اور اس زمانے میں آپؐ نے نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ ۸ ہجری کے ماہ رمضان کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی رہ گئی تھیں کہ مکہ فتح ہوا۔



باب ۱۶

غزوۂ حنین ۸ھ

بنو ہوازن کی پیش قدمی:

عروہؓ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے صرف نصف ماہ مکہ میں قیام فرمایا پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپؐ سے لڑنے کے لیے حنین میں فروکش ہیں جو ذوالخمار کے پہلو میں ایک وادی تھی۔ اس سے قبل جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی مدینہ سے روانگی کی اطلاع ملی تھی وہ اس اندیشہ سے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلہ پر آ رہے ہیں اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ آپؐ مکہ میں ہیں وہ آپؐ سے لڑنے کے لیے خود بڑھے۔ وہ اپنے اہل وعیال اور مال واسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے بنونصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپؐ سے لڑنے کے لیے بنونصر کے مالک بن عوف اپنے رئیس کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے ہیں آپؐ خود مکہ سے ان سے حنین میں مقابلہ کرنے کے لیے بڑھے۔ اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی' جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے' عورتیں اور مویشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں مل گئے آپؐ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام لائے تھے تقسیم کر دیا۔

دُرید بن الصمہ:

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ جب ہوازن کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ہیں اور انہوں نے مکہ فتح کر لیا ہے مالک بن عوف النصری نے تمام ہوازن کو آپؐ سے لڑنے کے لیے جمع کیا' ان کے ساتھ تمام بنو ثقیف بھی جمع ہو گئے اس طرح ان کے قبائل نصر' جشم کل سعد بن بکر اور بنو ہلال میں سے تھوڑے سے' کیونکہ یہ تھے بھی کم' جنگ کے لیے موجود تھے۔ قیس عیلان میں سے صرف بنو ہلال شریک ہوئے اور اصل قبیلہ شریک نہیں ہوا۔ اسی طرح ہوازن میں سے کعب اور کلاب کوئی شریک نہیں ہوئے اور نہ ہوازن ہی کا کوئی نامور آدمی شریک ہوا۔ بنوجشم میں سے درید بن الصمہ ایک بہت ہی سن رسیدہ شیخ موجود تھا اس میں لڑائی کی تو قابلیت نہ تھی مگر وہ چونکہ بہت ہی سن رسیدہ پرانا تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھا وہ رائے اور مشورہ کے لیے ساتھ آیا تھا البتہ بنو ثقیف کے دو سردار آئے تھے احلاف کا قارب بن الاسود بن مسعود اور بنو مالک ذوالخمار کا سبیع بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن الحارث' بنو ہلال کا سردار آیا تھا مگر ان سب کا امیر اور سپہ سالار مالک بن عوف النصری تھا۔

دُرید بن الصمہ اور مالک بن عوف:

جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب پیش قدمی شروع کی وہ اپنے لوگوں کے ساتھ تمام مال اور اہل وعیال کو بھی ساتھ لے چلا۔ جب یہ اوطاس پہنچا تمام دوسرے قبائل اس کے پاس جمع ہوئے۔ ان میں دُرید بن الصمہ بھی تھا' یہ اپنے کھلے ہوئے کجاوے میں سوار تھا جس کی ڈوری سامنے سے کھینچی جاتی تھی۔ اس نے اس مقام پر پوچھا کہ اس وادی کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے کہا اوطاس' اس نے کہا ہاں یہ لڑائی کے لیے اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑے آسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں کیونکہ یہ نہ بہت زیادہ پتھریلی ہے اور نہ

یہاں بالکل نرم ریت ہے کہ سم دھنس جائیں مگر یہ اونٹوں کی' گدھوں کی بکریوں اور بچوں کے رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ مالک سب کو ساتھ لائے ہیں اس نے پوچھا مالک کہاں ہیں' لوگوں نے کہا یہ ہیں' اسے آواز دی گئی وہ آ گیا۔ درید نے اس سے کہا مالک تم اپنی قوم کے سردار ہو آج کا دن نہایت اہم ہے اگر آج کامیابی ہوئی تو آئندہ بھی کامیابی ہو سکتی ہے ورنہ معاملہ ختم ہے۔ یہ اونٹوں گدھوں بھیڑ بکریوں اور بچوں کے رونے کا شور کہاں سے آ رہا ہے۔ مالک نے کہا میں خود ان سب کو ساتھ لایا ہوں۔ درید نے پوچھا وہ کیوں۔ مالک نے کہا تاکہ میں ہر شخص کے عقب میں اس کے اہل و عیال کو کھڑا کر دوں اور پھر وہ ان کی مدافعت میں داد مردانگی دے۔ درید نے کہا یہ نہایت غلط رائے ہے تم محض بھیڑوں کا چرانا جانتے ہو بھلا شکست خوردہ جماعت کو کوئی شے میدان میں واپس لا سکتی ہے۔ سنو لڑائی کا فیصلہ اگر تمہارے حق میں ہوا تو سوائے مرد کی تلوار اور نیزے کے اور کوئی چیز کار آمد نہیں ہوتی اور اگر تمہارے خلاف ہوا تو تم اپنے اہل و عیال اور مال ہر شئے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ درید نے کہا تو سمجھ لو کہ حقیقی کوشش اور شدت غائب ہے اگر آج عزت اور ناموری حاصل ہونے والی ہوتی تو کعب اور کلاب میں سے کوئی غائب نہ رہتا سب شرکت کرتے۔ کاش تم بھی ان کی طرح لڑائی کے لیے نہ آتے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارے کون کون سردار آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر۔

دُرید بن الصمہ کا مشورہ:

درید نے کہا بنو عامر کے یہ دونوں صرف دیکھنے کے ہیں کسی مصرف کے نہیں اے مالک تم تمام ہوازن کو لڑائی میں لے آئے ہو یہ تم نے ان کے ساتھ کوئی اچھی بات نہیں کی اب بھی تم ان کو ان کے علاقے کے کسی محفوظ اور بلند مقام میں پہنچا دو اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان لونڈوں سے لڑو اگر تم کو کامیابی ہوئی تو یہ تمہارے اہل و عیال تم سے آ ملیں گے اور اگر تم ناکام رہے تو تم ان کے پاس چلے جانا اور اس طرح تمہارے اہل و عیال اور تمام مال و مویشی تو بچ ہی جائیں گے۔ مالک نے کہا مگر میں اس تجویز پر ہرگز عمل نہیں کروں گا تم بہت بڈھے ہو چکے ہو تمہاری عقل بھی سٹھیا گئی ہے اے گروہ ہوازن بخدا یا تو تم کو میری اطاعت کرنا پڑے گی ورنہ میں اس تلوار پر اپنا سارا بوجھ ڈال کر اسے اپنے جسم سے آر پار کر دوں گا۔ مالک کو یہ بات گوارا نہ ہو سکی کہ اس واقعہ میں کسی قسم کی شہرت یا دخل درید کو حاصل ہو۔ درید نے اس پر کہا کاش آج اس واقعہ میں شرکت ہی نہ کرتا اور نہ مجھ پر سٹھیائے جانے کا الزام عائد ہوتا۔ کاش کوئی درخت کا تنا ہوتا کہ اس میں چھپ کر بیٹھ رہتا یہ درید بن الصمہ بن بکر بن علقمہ بن جذاعہ بن غزیہ بن جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بنو بکر کا رئیس ان کا سردار اور سب سے زیادہ شریف آدمی تھا۔

مالک بن عوف کے جاسوس:

مالک نے اپنی فوج سے کہا کہ جب دشمن تمہارے سامنے آئے تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور ان پر یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنا ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس نے اپنے بعض آدمیوں کو بطور جاسوس مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یہ خوف سے کانپتے ہوئے بدحواس اس کے پاس واپس آئے۔ مالک نے پوچھا تمہاری حالت کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے نہایت ہی خوب صورت نورانی اشخاص کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے ان کو دیکھ کر ہم پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہم بدحواس ہو گئے جو تمہارے سامنے ہے مگر اس بات کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا' اور وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی:

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ جب ان کی آمد کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو حکم دیا کہ تم دشمن کی فرودگاہ میں جا کر ٹھہرو اور پھر اس کی حالت اور نیت سے مطلع ہو کر اطلاع دو۔ یہ حسب الحکم ہوازن کی فرودگاہ آئے ان کے ساتھ مقیم ہو گئے اور جب ان کو کفار کی حالت اور رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کے منصوبے اور مالک اور ہوازن کے تعلقات اور ارادوں کا حال معلوم ہو گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ساری کیفیت بیان کی۔ آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب کو بلا کر ان سے ابو حدرد رضی اللہ کی اطلاع بیان کی۔ عمرؓ نے کہا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ ابو حدردؓ نے کہا عمر اگر تم مجھے اس وقت جھٹلاتے ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں تم عرصے تک حق کو جھٹلاتے رہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے ان کی بات سنی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے عمر تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو راہِ راست بتائی۔

صفوان بن امیہ کے اسلحہ:

ابوجعفر محمد بن علیؒ بن حسینؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے مقابلہ پر جانے کا ارادہ کیا آپؐ سے کسی نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحہ ہیں۔ آپؐ نے صفوان کو جواب تک مشرک تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنے اسلحہ ہمیں مستعار دے دو تا کہ ان سے مسلح ہم کل دشمن سے لڑیں۔ صفوانؓ نے کہا محمد کیا تم ان کو غصب کرنا چاہتے ہو۔ آپؐ نے فرمایا غصب نہیں بلکہ عاریت جس کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ صفوانؓ نے کہا اس میں مضائقہ نہیں۔ بعض ارباب سیر کا خیال ہے کہ آپؐ نے صفوان سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ اسلحہ میرے پاس بار کرا کے بھیج بھی دے اس نے حسب عمل کیا۔ ابوجعفر محمد بن علیؒ کہتے ہیں کہ اسی واقعہ سے یہ سنت ہوئی کہ عاریت کی واپسی کی ضمانت کی جاتی ہے۔

مسلمانوں کی تعداد:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپؐ کے ہمراہ علاوہ ان دس ہزار صحابہؓ کے جو فتح مکہ میں شریک تھے دو ہزار اور اہل مکہ بھی ساتھ تھے۔ اس طرح آپؐ کی جماعت کی قوت بارہ ہزار نفوس تھی۔ آپؐ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو مکہ میں ان لوگوں کا جو آپ کے ساتھ نہ آ سکے۔ امیر اور نائب مقرر کر دیا اور پھر آپؐ ہوازن کے مقابلہ پر بڑھے۔

مسلمانوں پر اچانک حملہ:

جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے۔ اتار اس قدر ریسیدھا تھا کہ ہم خود بخود بلا اختیار اس میں اترتے چلے گئے یہ تڑکے کا وقت تھا۔ دشمن ہم سے قبل اس وادی میں آ کر اس کے پر پیچ وخم نشیبوں اور موڑوں میں ہماری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا اور جنگ کے لیے پوری طرح تیار مسلح اور آمادہ تھا ہم بے خبر اس میں اتر رہے تھے کہ اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاہوں سے برآمد ہو کر بیک جان ہم پر حملہ کر دیا ہم مقاومت نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کوئی کسی کو مڑ کر نہ دیکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادی کی داہنی جانب ایک سمت ہٹ کر ٹھہر گئے اور آپؐ نے سب کو للکارا کہاں جاتے ہو میرے پاس آؤ میں رسول اللہ ﷺ اور محمد بن عبداللہ یہاں موجود ہوں' مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا کہ

اونٹ پر اونٹ چڑھا جاتا تھا عجیب افراتفری تھی سب لوگ چل دیئے آپؐ کے پاس مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ اور آپؐ کے اہل بیت ٹھہرے رہے۔ مہاجرین میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور اہل بیت میں سے علیؓ بن ابی طالب' عباس بن عبدالمطلب ان کے صاحبزادے فضل بن عباس' ابوسفیان بن الحارث' ایمن بن عبید یہی ایمن بن ام ایمن ہیں اور اسامہ بن زید بن حارثہ آپؐ کے پاس رہے۔

ہوازن کا علمبردار:

ہوازن کا ایک شخص ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا جو ایک طویل نیزے کے سرے سے بندھا ہوا تھا۔ یہ ان سب کے آگے تھا۔ تمام ہوازن اس کے پیچھے تھے' جب کسی مسلمان پر اس کی دسترس ہوتی وہ اپنے نیزے سے ان پر وار کرتا اور اگر کوئی اسے نہ ملتا تو وہ اس نیزے کو اپنے پیچھے والوں کے لیے بلند کرتا اور اشارہ کرتا کہ چلے آؤ۔ وہ سب اس کی اتباع کرتے۔

کلدہ بن الحنبل:

جب ان سرکش اہل مکہ نے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اس طرح شکست کھا کر بھاگتا ہوا دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنے باطنی خباثت کو ظاہر کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ اس کے پاس ترکش میں تیر تھے۔ کلدہ بن الحنبل جو اپنے اخیافی بھائی صفوان بن امیہ بن خلف کے ساتھ جو اب تک اس مدت کی وجہ سے جو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کے اختیار کرنے کی دی تھی مشرک تھا معرکہ میں موجود تھا زور سے چلایا کیا آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا چپ رہ خدا تیری زبان قطع کر دے بخدا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ قریش کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے بجائے اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے۔

شیبہ بن عثمان:

بنو عبدالدار کے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے جس کا باپ احد میں مارا گیا تھا بیان کیا ہے کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمد کو قتل کر کے میں اپنے باپ کا بدلہ لوں گا میں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر کوئی ایسی شے نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ ہوئی۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو میری جانب سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی للکار:

عباسؓ بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کی سفید خچر کی باگ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ میں بہت ہی جسیم تھا اور میری آواز بہت بلند تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا آپؐ نے ان کو للکارا' اس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ آپؐ نے مجھ سے کہا عباس ان کو آواز دو اے معشر انصار اے اصحاب السمرہ' میں نے ان کو آواز دی اے معشر انصار اے معشر اصحاب السمرہ اس کا انہوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص اپنے اونٹ کو پلٹنا چاہتا تھا اس سے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انہوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہ اتار کر اسے اونٹ کی گردن پر ڈالا اور صرف تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ پر سے کود پڑے اور اونٹ کو چھوڑ دیا اور میری آواز پر پلٹے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ پہنچے۔ اس طرح جب آپ کے پاس تقریباً سو آدمی جمع ہو گئے انہوں نے دشمن کا مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑنے لگے' پہلے یہ للکار تھی کون انصار کا حق ادا کرے گا بعد میں یہ ہو گئی کون خزاج کا حق ادا کرے گا۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور جوانمردی سے لڑتے رہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر لڑائی کا مشاہدہ کیا اور جب آپؐ نے ان کو اس پامردی سے لڑتے ہوئے دیکھا فرمایا بے شک اب لڑائی کا حق ادا ہو رہا ہے۔

براء سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن الحارث رسول اللہ ﷺ کی خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے آلیا آپؐ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے تھے انا النبی لا کذب انا عبد المطلب۔ (میں نبی برحق ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لیے مہلک اور کوئی نہ تھا۔

ہوازن کے رئیس کا خاتمہ:

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھ آتا تھا علی بن ابی طالب اور ایک انصاری اس کی طرف بڑھے علیؓ نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹنوں کے اندر تلوار ماری جس سے وہ اپنے سرینوں پر بیٹھ گیا' اتنے میں انصاری نے خود اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں نصف ساق سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔ اب پھر مسلمانوں نے دشمن سے نہایت دلاوری سے شمشیر زنی کی اور بخدا ہزیمت یافتہ مسلمانوں میں سے ابھی لوگ واپس بھی نہ آئے تھے کہ یہاں بہت سے مشرکین قیدیوں کی مشکیں باندھی جا چکی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو جو لڑائی میں برابر ثابت قدم رہے تھے اور آپ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور اسلام لانے کے بعد مخلص مسلمان ہو گئے تھے دیکھا اور پوچھا یہ کون ہیں۔ ابوسفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہوں ابوسفیان۔

ام سلیم بنت ملحان:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو ام سلیم بنت ملحان نظر پڑی' یہ اپنے شوہر ابوطلحہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں اپنی چادر سے انہوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کو لیے ہوئے تھیں۔ ان کے ساتھ ابوطلحہ کا اونٹ تھا اور اس خوف سے کہ وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے انہوں نے اس کے سر کو قریب کر کے اس کی نکیل کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی اس کی ناک میں گھسا رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آواز دی۔ ام سلیم! انہوں نے کہا جی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان لوگوں کو جو آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اسی طرح قتل کر دیجیے جس طرح آپؐ اپنے دشمن کو قتل کریں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں آپؐ نے فرمایا ام سلیم اللہ بس ایک ہے ام سلیم کے ہاتھ میں ایک خنجر بھی تھا۔ ابوطلحہ نے پوچھا یہ کیوں لیے ہوئے ہو' انہوں نے کہا اس لیے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو اس سے میں اس کا کام تمام کر دوں۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ام سلیم کا قول آپؐ نے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوطلحہؓ نے بیس مشرکوں کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا جن کو تنہا انہوں نے قتل کیا تھا۔

جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ دشمن کی ہزیمت سے قبل جب کہ شاید جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک سیاہ چادر آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی' وہ ہمارے اور دشمن کے درمیان گری' میں نے دیکھا کہ وہ بے شمار سیاہ چیونٹیاں ہیں جو تمام وادی میں پھیل گئیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملائکہ ہیں اور اسی وقت دشمن کو ہزیمت کلی نصیب ہوئی۔

عثمان بن عبداللہ کا خاتمہ:

ہوازن کی ہزیمت کے بعد اب ثقیف سے ہٹ کر بنو مالک پر قتل کی مصیبت پڑی' ان کے ستر آدمی ان کے جھنڈے کے نیچے مارے گئے۔ ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب ابن ام حکیم بنت ابوسفیان کا دادا بھی تھا' پہلے ان کا جھنڈا ذوالخمار کے پاس تھا جب وہ مارا گیا اسے عثمان بن عبداللہ نے سنبھالا۔ اسے لیے ہوئے وہ لڑا اور مارا گیا۔ جب اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی آپؐ نے فرمایا بہت اچھا ہوا کہ اللہ نے اسے ہلاک کر دیا وہ قریش کا دشمن تھا۔

انسؓ سے مروی ہے کہ حنین میں رسول اللہ ﷺ اپنی سفید خچر دلدل پر سوار تھے۔ جنگ کے شروع میں جب مسلمان بھاگے آپؐ نے خچر سے کہا دلدل بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی آپؐ نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر اسے مشرکوں کی طرف پھینکا اور کہا حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اتنا کہتے ہی تلوار نیزے یا تیر کے چلے بغیر مشرک منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

عثمان بن عبداللہ کا نصرانی غلام:

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام غیر مختون قتل ہوا تھا ایک انصاری ثقیف کے مقتولوں کا لباس اتار رہے تھے اسی میں انہوں نے اس مقتول غلام کے کپڑے اتارے دیکھا کہ وہ غیر مختون ہے انہوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ بنو ثقیف ختنہ نہیں کراتے۔ مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ اس خوف سے کہ تمام عرب میں ہم بنو ثقیف کی بدنامی ہو جائے گی کہ ہم ختنہ نہیں کراتے میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ایسی بات منہ سے نہ نکالیں یہ ہمارا نصرانی غلام تھا اور آیئے میں آپ کو اپنے مقتولین کو برہنہ کر کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو دکھائے اور کہا کہ دیکھ لو کیا ان کی ختنہ نہیں ہوئی ہے یہ سب مختون ہیں۔

ہوازن کے اتحادیوں کا علم:

ہوازن کے دوسرے اتحادیوں کا جھنڈا قارب بن الاسود بن مسعود کے پاس تھا' جب وہ سب بھاگ گئے اس نے اس جھنڈے کو ایک جھاڑی کے سہارے کھڑا کر دیا اور وہ اس کے چچا زاد بھائی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لیے ان میں سے سوائے ان دو آدمیوں بنو غیرہ کا وہب اور بنی کنہ کے جلاح کے اور کوئی نہیں مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب جلاح کے قتل کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا کہ آج بنو ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا۔ ان کے علاوہ ابن الہنیدۃ الحارث بن اوس کا واقعہ اور ہوا۔

غزوۂ اوطاس:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مشرک بھاگ کر طائف آئے ان کے ہمراہ مالک بن عوف بھی تھا۔ بعض نے اوطاس ہی میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور بعض نخلہ کی سمت گئے اس سمت کے جانے والوں میں ثقیف کے صرف بنو غیرہ تھے رسول اللہ ﷺ کے رسالہ نے نخلہ جانے والوں کا تعاقب کیا ان کے علاوہ جو مشرک پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہوئے تھے ان کا تعاقب نہیں کیا گیا۔ اسی تعاقب میں ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امرئ القیس کے جو ابن لذعہ مشہور تھا' لذعہ اس کی ماں تھی اور اسی کی وجہ سے وہ ابن لذعہ زیادہ مشہور ہو گیا تھا۔ درید بن الصمہ کو پکڑ لیا' چونکہ وہ ایک بند کجاوے میں بیٹھا تھا' ابن لذعہ نے پہلے اسے عورت سمجھا مگر پکڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مرد ہے۔

درید بن الصمہ کا قتل:

ابن لذعہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اس پر درید بن الصمہ ایک نہایت سن رسیدہ بڈھا بیٹھا ہوا تھا ابن لذعہ جو بالکل نوعمر تھا اسے پہچانتا نہ تھا درید نے اس سے کہا کیا چاہتے ہو۔ ابن لذعہ نے کہا تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ درید نے پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں ربیعہ بن رفیع السلمی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس نے درید پر تلوار کا ہاتھ مارا' مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا درید نے کہا تیری ماں نے تجھے بہت ہی نکمی تلوار سے مسلح کیا ہے میری تلوار کجاوے کے عقب میں لٹکی ہوئی ہے اسے لے لے اور پھر وار کر نا ہڈیوں پر وار نہ کرنا دماغ پر ہاتھ مارنا میں خود لوگوں کو اسی طرح قتل کیا کرتا تھا اور میرا کام تمام کر کے اپنی ماں سے جا کر کہہ دینا کہ میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے میری زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے ہیں کہ میں نے تمہاری عورتوں کی دشمن سے مدافعت کی ہے اور ان کو بچایا ہے۔ بنو سلیم کے بیان کے مطابق خود ربیعہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کی ہدایت کے مطابق جب میں نے وار کیا وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا۔ اس کا پیڑو اور چڈے کثرت سے گھوڑے کی سواری کی وجہ سے کاغذ کی طرح صاف تھے وہاں بال نہ تھے جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس گھر واپس آئے انہوں نے بتایا کہ میں نے درید کو قتل کر دیا ہے۔ ان کی ماں نے کہا بخدا اس نے تمہاری تین ماؤں کو تین مرتبہ دشمن کے نرغے سے رہائی دلائی ہے۔

جو مشرک اوطاس کی سمت بھاگے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں فوج بھیجی۔ اس کے متعلق ابو بردہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ حنین سے آ کر رسول اللہ ﷺ نے ابو عامر کو ایک دستۂ فوج کے ساتھ اوطاس بھیجا وہاں درید بن الصمہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ ابو عامر نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام ساتھی شکست کھا کر بھاگے۔

حضرت ابو عامر کی شہادت:

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی عامر کے ساتھ اس مہم پر بھیجا تھا ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آ کر پیوست ہو گیا جو بنو جشم کے ایک شخص نے چلایا تھا۔ وہ تیر اس طرح ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے وہیں گر پڑے میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا چچا جان آپ کے یہ تیر کس نے مارا؟ انہوں نے مجھ سے کہا وہ یہ شخص ہے جو تمہارے سامنے ہے۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا اور اس کے قتل کر دینے کے ارادے سے بڑھا اور بالکل اس کے قریب پہنچ گیا مجھے دیکھ کر وہ بھاگا میں نے اس کا تعاقب کیا اور میں نے اس سے کہا بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا تم عرب نہیں ہو کہ جم کر مردانہ وار مقابلہ کرو۔ اس جملہ سے اسے غیرت آئی وہ پلٹا اب میرا اور اس کا مقابلہ شروع ہوا۔ ایک ایک وار ہمارا دونوں کا خالی گیا پھر دوسرے وار میں میں نے اس کا خاتمہ کر دیا اور ابو عامرؓ کے پاس آ کر ان سے کہا کہ تمہارے قاتل کو اللہ نے ہلاک کر دیا ہے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تیر نکال لو' میں نے اسے نکالا اس کے نکالتے ہی تمام جسم کا خون نکل گیا۔ ابو عامرؓ نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور عرض کرو کہ آپؐ میرے لیے دعائے مغفرت کریں ابو عامرؓ نے مجھے اپنی جماعت کا اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سلمہ بن درید نے ابو عامرؓ کے گھٹنے میں وہ تیر مارا تھا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی اور اسی واقعے کے متعلق اس نے یہ شعر کہے تھے:

ان تسئلوا عنی فانی سلمه ابن سمادیر لمن توسمه

أُضرب بالسیف ورؤس المسلمة

ترجمہ: ''اگر تم مجھے دریافت کرتے ہو تو میں بتاتا ہوں کہ میرا نام سلمہ ابن سمادیر ہے میں تلوار سے مسلمانوں کے سر کاٹتا ہوں''۔

سمادیر' سلمہ کی ماں کا نام تھا اسی کی طرف اس نے اپنی نسبت کی ہے۔

شکست کھا کر مالک بن عوف میدان سے فرار ہوا اور اثنائے راہ میں ایک گھاٹی میں وہ اپنے ہم قوم سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ رکا اور اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم ذرا توقف کرو تاکہ ہم میں جو کمزور ہیں وہ اس مقام سے گزر جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی آ ملیں یہ اتنی دیر وہاں ٹھہر گیا جتنی دیر میں کہ اس کی فوج کی شکست خوردہ جماعتیں جو اس کے پاس آ گئی تھیں گھاٹی سے گزر گئیں۔

شیما بنت الحارث کی گرفتاری:

بنوسعد بن بکر کے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس رسالہ کو جسے آپؐ نے دشمن کے تعاقب میں بھیجا تھا حکم دیا تھا کہ اگر بجاد پر تمہارا قابو چل جائے (یہ سعد بن بکر سے تھا) تو اسے جانے نہ دینا کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا۔ اس نے کوئی جرم کیا تھا۔ جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا وہ اسے اور اس کے اہل و عیال اور اس کی بہن شیما بنت الحارث بن عبداللہ بن عبدالعزیٰ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن کو گرفتار کر کے گھسیٹتے ہوئے لے چلے مسلمانوں نے اس عورت پر اسے تیز چلانے میں سختی کی اس نے مسلمانوں سے کہا کچھ جانتے ہو بخدا میں تمہارے صاحب کی رضاعی بہن ہوں مگر مسلمانوں نے اس وقت اس کی بات کو سچ نہ مانا اور وہ اسی طرح گھسیٹتے ہوئے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔

شیما بنت الحارث کی تعظیم و تکریم:

ابو وجزۃ یزید بن عبید العدی سے مروی ہے کہ جب شیما رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اس نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہؐ میں آپ کی بہن ہوں۔ آپؐ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے۔ اس نے کہا بچپن میں ایک مرتبہ میں آپ کو پیٹھ پر چڑھائے ہوئے تھی آپؐ نے میری پیٹھ پر زور سے کاٹ لیا تھا اس کا یہ نشان اب تک موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس نشان کو پہچانا اور اپنی چادر اس کے بیٹھنے کے لیے بچھا دی اور کہا آؤ اس پر بیٹھو اور اسے اختیار دیا اور فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں عزت اور محبت کے ساتھ تم کو رکھوں گا اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دے کر تم کو تمہارے گھر واپس کر دوں۔ شیما نے کہا بہتر یہی ہے کہ آپؐ مجھے میرے گھر بھجوا دیں۔ چنانچہ آپؐ نے اسے مال دے کر اس کے گھر بھجوا دیا۔ بنوسعد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیما کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ شیما نے مکحول کی شادی اس لونڈی سے کر دی اور بنوسعد میں اس کی نسل اب تک موجود ہے۔

جنگ حنین کے شہداء اور مال غنیمت:

جنگ حنین میں بنو ہاشم میں سے ایمن ابن عبید جو ام ایمن رسول اللہ ﷺ کی لڑکی کے بیٹے تھے شہید ہوئے۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد شہید ہوئے۔ ان کا گھوڑا جناح جنگ میں بدک گیا جس سے وہ گر

پڑے اور قتل کر دیے گئے۔ انصار میں سے سراقہ بن الحارث بن عدی بن عجلان شہید ہوئے۔ اشعریوں میں سے ابو عامر الاشعری شہید ہوئے۔

جنگ کے بعد تمام قیدی اور مال غنیمت جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ مسعود بن عمرو القاری مال غنیمت کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے یہ تمام قیدی اور مال جعرانہ میں محفوظ کر دیا گیا۔

جب شکست خوردہ ثقیف طائف آئے انہوں نے شہر کے اندر آ کر اپنی حفاظت کے لیے شہر کے دروازے بند کر لیے اور جنگ کے لیے تمام تدابیر اختیار کیں۔ عروہ بن مسعود اور عیلان بن مسلمہ جو جرش میں تھے اور دبابوں میں ضبور اور منجنیقوں کا بنانا سیکھ رہے تھے نہ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے اور نہ طائف کے محاصرہ میں۔

طائف کا محاصرہ:

عروہؓ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً رسول اللہ ﷺ طائف گئے اور وہاں آپؐ اور صحابہ نصف ماہ اہل طائف سے لڑتے رہے۔ ثقیف فصیل کے پیچھے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں ان کا ایک شخص بھی حصار سے باہر آ کر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کر لی رسول اللہ ﷺ طائف سے پلٹ آئے آپ نے صرف نصف ماہ ان کا محاصرہ رکھا واپسی میں آپؐ نے جعرانہ میں منزل کی جہاں حنین کے قیدی محبوس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے۔ آپؐ کے جعرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جو اب سب کے سب اسلام لا چکے تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؐ نے تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور اب ذوالقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپؐ مدینہ میں واپس آ گئے۔ آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس سال حج کراؤ' اسلام کی تعلیم دو اور ہدایت کی جو حج کرنے آئے اسے کامل امان دی جائے۔ اس انتظام کے بعد آپؐ مدینہ چلے آئے۔ یہاں ثقیف کے جرگے آپؐ کے پاس آئے اور انہوں نے اس شرط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آ چکا ہے انہوں نے آپ ﷺ کی بیعت کی اور وہ عہد نامہ صلح لکھا جو ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپؐ نے نخلیۃ الیمانیہ کا راستہ اختیار کیا وہاں سے قرن اور ملیح ہوتے ہوئے لیّہ کے بحرۃ الرغاء آئے۔ یہاں آپؐ نے مسجد بنوائی اور اس میں نماز پڑھی اور اسی مقام بحرۃ الرغاء میں آپؐ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنولیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ آپؐ نے قاتل کو قتل کر دیا۔ آپ لیہ میں فروکش تھے آپؐ نے مالک بن عوف کے قصر کے انہدام کا حکم دیا اور وہ ڈھا دیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپؐ ضیقہ نامی ایک راستے سے چلے اس راہ میں پہنچ کر آپؐ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا اسے ضیقہ (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ (سہل) ہے۔ اب آپ نخب آئے اور ایک بیری کے نیچے جس کا نام سادرہ تھا فروکش ہوئے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا۔ آپؐ نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ ورنہ تمہاری زراعت کو برباد کر دوں گا۔ اس نے آنے سے انکار کیا آپؐ نے اس کی زراعت کو اجڑوا دیا۔

صحابہ پر پتھروں کی بوچھاڑ:

یہاں سے بڑھ کر آپؐ طائف کی فصیل کے بالکل قریب آ گئے اور وہیں آپؐ نے اپنا پڑاؤ ڈالا' چونکہ فرودگاہ فصیل کے بالکل قریب تھی بہت سے صحابہ تیروں کا نشانہ بن گئے' تیر مسلمانوں پر کام کرتے تھے اور مسلمان شہر کے دروازہ کی بندش کی وجہ سے ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ جب کئی صاحب تیروں سے شہید ہو گئے آپؐ نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھا کر اسے اس جگہ قائم کیا جہاں اب تک طائف میں آپ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔آپؐ نے چودہ پندرہ راتیں اہل طائف کا محاصرہ رکھا۔اس موقع پر آپ کی بیویوں میں سے دو عورتیں ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ایک دوسری اور آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری کے متعلق واقدی کا بیان ہے کہ وہ زینب بنت جحشؓ تھیں۔ان دونوں کے لیے دو خیمے لگائے گئے تھے۔ان کے بیچ میں آپؐ نماز پڑھتے تھے اور جب تک آپؐ وہاں مقیم رہے اسی جگہ نماز پڑھتے رہے اسی وجہ سے جب ثقیف اسلام لے آئے ابوامیہ بن عمرو بن وہب بن معتب بن مالک نے اس جگہ مسجد بنوا دی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایک ایسا ستون ہے کہ روزانہ جب آفتاب کی روشنی اس پر پڑتی اس میں سے آواز آتی ہے۔

مسلمانوں اور بنوثقیف میں خونریز معرکہ:

رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کر لیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔فریقین نے ایک دوسرے پر تیراندازی کی۔ شدہ شدہ ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف دھکیلا گیا۔ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے سکے ان پر پھینکے۔مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے مگر پھر ثقیف نے تیروں سے ان کو نشانہ بنایا اور اس طرح انہوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔تب رسول اللہ ﷺ نے ان کے انگوروں کو قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام میں پڑ گئے۔اس اثناء میں ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے اور انہوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ثقیف نے ان کو امان دے دی۔انہوں نے قریش اور بنوکنانہ کی بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ۔کیونکہ ابوسفیان اور مغیرہ کو اندیشہ تھا کہ وہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا ان میں ایک آمنہ بنت ابی سفیان تھی جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھی جس کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا تھا اور ایک دوسری عورت تھی۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گزر گئے رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپؐ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے اسے پکڑ لیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

مسلمانوں کی مراجعت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب کہ آپؐ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کر رکھا تھا ابوبکرؓ بن ابی قحافہؓ سے کہا ابوبکرؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ ہدیۃً بھیجا گیا مگر ایک مرغے نے اپنی چونچ سے اس میں سوراخ کر دیا جس سے تمام مکھن بہہ گیا۔ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نہیں سمجھتا کہ آج آپؐ ان کے مقابلہ میں اپنے مقصد میں

کامیاب ہو سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں کہ کامیابی نہ ہوگی۔ اس کے بعد عثمانؓ بن مظعون کی بیوی خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمیہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر طائف کو آپؐ کے حکم سے فتح کر لیں تو مجھے بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور عطا کیجیے گا۔ بنو ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیور انہیں دونوں کے پاس تھا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا اور چاہے اب تک مجھے ثقیف کے بارے میں اجازت نہ ملی ہو۔ خویلہ آپؐ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر انہوں نے یہ بات عمر بن الخطابؓ سے بیان کی۔ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خویلہؓ نے یہ بات مجھ سے کہی ہے اس کی کیا اصلیت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں نے ان سے یہی کہا۔ عمرؓ نے پوچھا کیا واقعی آپ کو ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ عمرؓ نے کہا تو کیا میں لوگوں میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! چنانچہ عمرؓ نے تمام لوگوں میں کوچ کی منادی کرا دی۔

عیینہ بن حصن:

جب سب چل کھڑے ہوئے سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج الثقفی نے بلند آواز سے کہا ''مگر ہم اپنی جگہ قائم ہیں'' اس پر عیینہ بن حصن نے کہا ہاں بے شک اور عزت اور آبرو کے ساتھ' اس پر کسی مسلمان نے کہا عیینہ اللہ تجھے برباد کر دے تم مشرکوں کی اس لیے تعریف کر رہے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مقاومت کی حالانکہ تم تو رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں لڑنے آئے ہو۔ عیینہ نے کہا بخدا میں ہرگز تمہارے ساتھ ثقیف سے لڑنے نہیں آیا تھا بلکہ میرے آنے کی غرض اتنی تھی کہ اگر محمدؐ طائف فتح کر لیں تو مجھے ایک جاریہ مل جائے جس سے مجامعت کروں اور اس کے بطن سے بہادر لڑکا پیدا ہو' کیونکہ یہ قبیلہ بڑا کڑوا اور بہادر ہے۔

طائف میں صحابہؓ رسول میں سے بارہ اشخاص شہید ہوئے ان میں سات قریشی ایک بنولیث کے اور چار انصاری تھے۔

حضرت محمد ﷺ کا جعرانہ میں قیام:

طائف سے پلٹ کر آپؐ دحنا ہوتے ہوئے تمام مسلمانوں کے ساتھ جعرانہ آئے۔ آپؐ نے طائف جانے سے پہلے ہی ہوازن کے قیدیوں کو جعرانہ بھیج دیا تھا اور وہ یہیں مقید تھے اب آپؐ کے اس مرتبہ کے جعرانہ کے قیام میں ہوازن کے وفد آپ کی خدمت میں آئے۔ ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد قید تھی چھ ہزار اونٹ اور بے شمار بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں۔

اسیرانِ غزوۂ حنین:

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' یہ اب اسلام لا چکے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ والے ہیں جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپؐ پر روشن ہے آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا۔ اس کے بعد ہوازن کے خاندان بنو سعد بن بکر کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا تھا ایک شخص زہیر بن صرد نے جس کی کنیت ابوصرد تھی کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ قیدیوں کے ان احاطوں میں آپ کی پھپیاں' خالائیں اور وہ دایائیں ہیں جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر

یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر یہ مصیبت پڑتی جو آپ کی وجہ سے پڑی ہے تو ہم کو ان کے احسان اور مہربانی کی پوری امید ہوتی اور آپ تو بہتر کفیل ہیں اور پھر چند شعر پڑھے جن میں سے دو نقل کیے جاتے ہیں۔

امنن علینا یا رسول اللہ فی کرم   فانك المو ترجوہ و ندخر
امنن علی بیفة امتاتها قدر   لمهزق شملها نی دهر هاغیر

ترجمہ: ''یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپ ہی سے ہماری تمام توقعات وابستہ ہیں آپ ایسے خاندان پر احسان کریں جس کی آزادی آپ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت سخت پریشان حال اور بدبختی زدہ ہے''۔

اسیرانِ حنین کی رہائی:

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اپنے بیوی بچے تم کو زیادہ محبوب ہیں یا مال۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہماری آبرو اور ہمارے مال میں ہمیں اختیار دیا ہے آپ ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دیے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل وعیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی سفارش کے طلب گار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے اس وقت میں خود تمہارے اہل وعیال واپس دے دوں گا' اور مسلمانوں سے تمہاری سفارش کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ جب نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ چکے ہوازن کے نمائندوں نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کے مشورے کے مطابق درخواست کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں۔ مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ انصار نے کہا اور جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیے۔ اقرع بن حابس نے کہا مگر جو میرے اور بنو تمیم کے حصے میں آئیں وہ ہم نہیں دیتے۔ عیینہ بن حصن نے کہا اور جو میرے اور بنو فزارہ کے حصے میں ہوں ان کو ہم نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا اور میں اور بنو سلیم بھی اپنا حق نہیں چھوڑتے۔ اس پر خود بنو سلیم نے کہا مگر جو ہمارا ہے اسے ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں عباس نے بنو سلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ان قیدیوں میں جو شخص اپنا حصہ لینا ہی چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض میں چھ حصے مال کے دیے جائیں گے لہٰذا تم سب ان کے اہل وعیال ان کو واپس دے دو۔

ابو وجزہ یزید بن عبیدہ السعدی سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے ایک جاریہ ربط بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن بصر بن سعد بن بکر علی بن ابی طالب کو دی تھی اور ایک جاریہ زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان عثمانؓ بن عفان کو دی تھی اور ایک جاریہ عمر بن الخطاب کو دی تھی جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دے دی۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دی وہ انہوں نے مجھے دے دی میں نے اسے بنو جمح میں بھیج دیا جو میرے ننہیالی رشتہ دار تھے تاکہ وہ اسے میرے لیے سنوار دیں اور میں اس اثناء میں بیت اللہ کا طواف کر لوں اور پھر اسے ساتھ لے لوں۔ میں طواف سے فارغ ہو کر جب مسجد سے نکلا میں نے لوگوں کو تیزی سے جاتا ہوا دیکھا' میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیے ہیں۔

میں نے کہا تمہاری ایک عورت یہاں بنو جشم میں موجود ہے جاؤ اور اسے لے لو۔ وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے لیا۔

مال غنیمت میں عیینہ بن حصن کا حصہ:

عیینہ بن حصن نے ہوازن کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو اپنے قبضے میں کیا اور اسے لیتے وقت کہا کہ یہ بڑھیا نظر آ رہی ہے اسے لینا چاہیے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبیلے کے اشراف میں ہوگی اور اس کا فدیہ شاید زیادہ مل سکے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تمام قیدی چھ حصے مال کے عوض میں واپس دیے جائیں۔ عیینہ نے اس کے واپس کرنے سے انکار کیا۔ زہیر ابوصرد نے اس سے کہا کہ اسے دے ہی دو اس میں کیا رکھا ہے نہ اس کے منہ میں دانت ہیں اور نہ پیٹ میں آنت ہے نہ یہ جوان ہے نہ اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہیں نہ اسے ولادت اور بچے کی رضاعت کی قابلیت ہے اور نہ اس کے خاوند کا پتہ ہے۔ زہیر کے اس مقولہ کے بعد عیینہ نے اس عورت کو چھ حصوں کے عوض میں واپس دے دیا۔ ایک مرتبہ عیینہ کی اقرع بن حابس سے ملاقات ہوئی اقرع نے اس سے شکایت کی کہ وہ نہ کنواری نادان تھی اور نہ ادھیڑ فربہ اندام تھی کہ تم اس پر قبضہ کرتے۔

مالک بن عوف کا قبول اسلام:

ہوازن کے وفد سے رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے انہوں نے کہا کہ وہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے آپؐ نے ان سے کہا کہ مالک سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آ جائے تو میں اس کے اہل وعیال گھربار اور مال کو اسے واپس دے دوں گا اور سو اونٹ بھی دوں گا۔ مالک کو اس کی اطلاع ہوئی وہ طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔

مالک کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ثقیف کو رسول اللہ ﷺ کے اس وعدے کا علم ہو گیا وہ اسے روک لیں گے اور نہ جانے دیں گے اس لیے اس نے ایک خاص مقام پر اپنی سواری کو تیار رکھنے کا حکم دیا اور گھوڑے کو طائف میں طلب کیا۔ یہ رات کے وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور پھر اس مقام پر آیا جہاں اس نے اپنی دوسری سواری کے تیار رکھنے کا انتظام کیا تھا اور اس پر سوار ہو کر جعرانہ یا مکے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے اس کے اہل وعیال اور مال کو اسے واپس دے دیا اور سو اونٹ اور دیے وہ اسلام لے آیا اور پکا مومن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح کے قبائل ثمالہ' سلمہ اور فہم کے ان لوگوں کا جو اسلام لے آئے تھے عامل مقرر کر کے بھیج دیا یہ ان مسلمانوں کے ساتھ ثقیف سے لڑتے تھے ان کا جو گلہ باہر نکلتا تھا اس پر غارت گری کرتے تھے اس طرح انہوں نے ثقیف کو تنگ کر دیا اس پر ابومحجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی نے اس کی بدعہدی کی شکایت میں چند شعر بھی کہے۔

مال غنیمت تقسیم کرنے پر اصرار:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے وارثوں کے سپرد کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپؐ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم میں تقسیم کر دیجیے ان کی یورش نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم پر سے اتر گئی۔ آپؐ نے لوگوں سے کہا اے لوگو! میری چادر تو مجھے دے دو۔ بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا تب شاید تم

مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہ سمجھو اس کے بعد آپؐ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور آپؐ نے اس کے کوہان میں سے ایک مشت بال انگلیوں میں لیے ان کو لوگوں کو دکھا کر فرمایا! اے لوگو! بخدا تمہاری غنیمت اور اس پشم کے مٹھے میں میرا صرف پانچواں حصہ ہے وہ میں تم کو دے دیتا ہوں لہٰذا سوئی اور تاگا واپس دے دو' قیامت کے دن گھنڈی تکمے بھی اپنے مالک کے لیے رسوائی اور عذاب جہنم کا باعث ہوں گے آپ کی اس تقریر کو سن کر ایک انصاری اون کی ایک ٹکڑی آپ کے پاس لے کر آئے اور کہا میں نے یہ اپنے اونٹ کی زین کے لیے جس کی پشت پر زخم ہے اٹھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں تم کو دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ جب آپ کا ایثار اس حد تک ہے تو مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں میں نہیں لیتا اور پھر انہوں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے ڈال دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائل کے عمائد اور اشراف کو ان کی تالیف قلوب کے لیے عطاء دی۔ آپؐ نے ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیے۔ ان کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ دیے۔ حکیم بن حزام کو سو اونٹ دیے' بنو عبداللہ کے نضیر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اونٹ دیے' علاء بن حارثہ الثقفی بنو زہرہ کے حلیف کو سو اونٹ دیے۔ حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیے۔ صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیے۔ سہیل بن عمرو کو سو اونٹ اور حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو سو' عیینہ بن حصن کو سو' اقرع بن حابس التمیمی کو سو اور مالک بن عوف النصری کو سو اونٹ دیے۔ متذکرۂ بالا اصحاب کو سو سو اونٹ دیے' ان کے علاوہ قریش کے مخرمہ بن نوفل بن اہیب الزہری' عمیر بن وہب الجمحی اور بنو عامر بن لوی کے ہشام بن عمرو کو سو سے کم دیے صحیح تعداد تو معلوم نہیں مگر اتنا یقینی معلوم ہے کہ ان کی تعداد سو سے کم تھی۔ سعید بن یربوع بن عنکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس دیے' عباس بن مرداس السلمی کو چند اونٹ دیے جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے اس کی شکایت میں چند شعر کہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا جاؤ اور اس کی زبان بند کر دو۔ آپؐ نے اس بنا پر اسے اور اونٹ دے دیے اور اس طرح اس کا منہ بند ہو گیا جیسا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت جعیلؓ بن سراقہ:

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ صحابہؓ میں سے کسی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیے اور جعیل بن سراقہ الضمری کو کچھ نہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جعیل بن سراقہ' عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ایسے تمام روئے زمین کے عمائد سے بہتر ہیں مگر بات یہ ہے کہ اس عطا سے میں نے ان کی تالیفِ قلوب کی ہے کہ وہ دونوں مسلمان ہو جائیں اور جعیل بن سراقہ کے لیے میں ان کے اسلام کی نعمت کو بہتر سمجھتا ہوں اسی لیے میں نے ان کو چھوڑ دیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم پر اعتراض:

ابوالقاسم' عبداللہ بن الحارث بن نوفل کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اور تلید بن کلاب اللیثی اپنے مقام سے چل کر عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملنے گئے وہ اس وقت اپنے جوتے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے جب کہ حنین میں تمیمی نے آپؐ سے عطاء کے متعلق گفتگو کی تھی'

انہوں نے کہا ہاں! بنو تمیم کا ایک شخص ذوی الخویصرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کھڑا رہا' آپؐ اس وقت لوگوں کو عطاء دے رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آج جو کچھ آپؐ نے کیا ہے میں نے اسے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا پھر کیا دیکھا' اس نے کہا آپؐ نے عدل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو غصہ آ گیا' آپؐ نے فرمایا مرد خدا اگر میرے یہاں عدل نہیں ہے تو پھر کہاں ہوگا۔ عمر بن الخطابؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو ممکن ہے کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں اور وہ اس طرح دین میں نکتہ چینی کر سکیں اور برگشتہ ہو جائیں اور تیر کی طرح دین سے نکل جائیں جس کی واپسی پھر ممکن نہیں کیونکہ جب تیر چلے سے نکلتا ہے تو پھر وہ کہیں نشانے کے علاوہ نظر نہیں پڑتا۔

ابو جعفر محمد بن علیؓ بن حسینؓ سے بھی یہ واقعہ اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے اس قائل کا نام ذوالخویصرہ التمیمی بیان کیا ہے۔

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات ذوالخویصرہ نے اس مال کو تقسیم کے وقت کہی تھی جو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں یمن سے ارسال کیا تھا اور آپؐ نے اسے بہت سے لوگوں میں جن میں عیینہ بن حصن' اقرع اور زید الخیل بھی تھے تقسیم کیا۔

ایک کوڑے کا معاوضہ:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے جو حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوار چلا جا رہا تھا میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی سے ٹکرائی اور میرا جوتا آپ کی پنڈلی میں لگ گیا جس سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ آپؐ نے میرے پیروں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی پیچھے رہو۔ میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے مجھے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کل تمہارا جوتا میرے پاؤں پر پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمہارے پاؤں پر کوڑا مارا' اب میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں۔ چنانچہ آپؐ نے ایک کوڑے کے عوض میں اسی بھیڑیں عطاء فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادؓ:

ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور دوسرے قبائل میں وہ عطاء تقسیم کی جس کا ذکر آ چکا ہے اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا وہ اپنے دل میں اس سے سخت ملول ہوئے اور اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے یہ کہا کہ بخدا رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔ سعد بن عبادہؓ آپؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ جماعت انصار آپؐ کے اس طرز عمل سے کبیدہ خاطر ہے کہ آپؐ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے قبائل عرب میں بھی بڑے بڑے عطیے تقسیم کیے مگر قبیلہ انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا اپنا خیال کیا ہے۔ سعدؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں بھی اپنی قوم کا ہمنوا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اپنی تمام قوم کو اس احاطے میں بلا لاؤ۔ سعدؓ جا کر اپنی قوم کو اسی احاطے میں بلا لائے' دوسرے مہاجرین بھی وہاں آئے' سعدؓ نے ان کو نہ روکا وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے ان کو سعدؓ نے اندر جانے سے روک دیا۔ جب سب جمع ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار کو خطبہ:

سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی آپؐ وہاں تشریف لائے اور آپؐ نے اللہ کی شایان شان حمد وثنا کے بعد فرمایا تمہاری اس بات کا کیا مطلب ہے جس کی اطلاع مجھے ملی ہے۔ اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب میں تمہارے پاس آیا تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت کی' تم غریب تھے اللہ نے تم کو غنی کر دیا۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور فضل ہے رسول اللہ ﷺ نے پھر کہا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے کہا ہم کیا جواب دیں یا رسول اللہ ﷺ' اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے اور میں بھی تمہاری تصدیق کروں گا' تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو کہ آپؐ ہمارے پاس آئے جب کہ اوروں نے آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی' آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی۔ آپؐ اپنے گھر سے نکال دیے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی' آپؐ ضرورت مند تھے ہم نے آپ کی اعانت کی۔ اے گروہ انصار! دنیا کی ایک حقیر شے کے لیے تم مجھ سے کبیدہ خاطر ہو گئے۔ میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی ہے تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار! کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا' اگر تمام دنیا ایک راستے جاتی اور انصار دوسری راہ جاتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا' اے اللہ! تو انصار پر رحم فرما اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت مبذول کر۔ یہ سن کر تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی ڈاڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں اور انصار نے کہا کہ ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے حصے میں آئے۔ اس کے بعد آپؐ وہاں سے چلے آئے اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عتابؓ بن اسید کی نیابت:

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ آئے آپؐ نے بقیہ مال غنیمت کو محبہ میں جو مرالظہران کے قریب واقع ہے محفوظ کرا دیا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آپؐ مدینہ واپس چلے عتابؓ بن اسید کو آپؐ نے مکہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ان کے ساتھ معاذ بن جبل کو بھی مکہ میں چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو مذہب اسلام اور قرآن کی تعلیم دیں۔ بقیہ مال غنیمت آپؐ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا ذوالقعدہ میں آپؐ نے یہ عمرہ کیا تھا۔ ذوالقعدہ یا ذوالحجہ میں آپؐ مدینہ آ گئے۔ اس سال عربوں کے قدیم طریقے پر حج ہوا۔ اور مسلمانوں نے اس ۸ ہجری میں عتابؓ بن اسید کی امارت میں حج کیا۔

اہل طائف رسول اللہ ﷺ کی ان کے یہاں سے ذوالقعدہ میں مراجعت سے لے کر رمضان ۹ ہجری تک بدستور طائف میں اپنے شرک پر قائم رہے اور مخالفت پر جمے رہے۔

واقدی کہتا ہے کہ جب جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں' جو سوار تھے انہوں نے اپنے گھوڑے کا بھی ایک حصہ لیا اس سفر سے آپؐ ذوالحجہ کے ختم ہونے میں چند

راتیں باقی تھیں مدینہ آئے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ازد کے جیفر اور عمرو جلندی کے بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کے لیے روانہ کیا۔ ان دونوں نے عمرو بن العاص کو صدقے کی تحصیل کی اجازت دے دی عمروؓ نے وہاں کے دولت مندوں سے زکوٰۃ لی اور اسے وہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمرو بن العاصؓ نے وہاں کے مجوسیوں سے جزیہ لیا' یہ شہری تھے اور عرب دیہاتی تھے۔

اس سال رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت الضحاک بن سفیان الکلابیہ سے نکاح کیا۔ جب اسے آخرت اور دنیا میں اختیار دیا گیا اس نے دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ مانگی' اس لیے آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابو وجزۃ السعدی سے مروی ہے کہ اس عورت سے آپؐ نے ذوالقعدہ میں نکاح کیا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت:

اس سال ذوالحجہ میں ماریہؓ کے بطن سے ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دودھ پلانے کے لیے ام بردہ بنت المنذر بن زید بن لبید بن حداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار تھے۔ اس ولادت کے موقع پر ماریہ کی دائی سلمٰی رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ باندی تھیں۔ بچے کی ولادت کے بعد وہ گھر سے نکل کر باہر ابورافع کے پاس آئیں اور لڑکے کی ولادت کی ان کو اطلاع دی۔ ابورافع نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اس کی بشارت دی۔ آپؐ نے ان کو ایک غلام عطاء فرمایا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو جب اللہ نے آنحضور ﷺ کی صلب سے فرزند عطا فرمایا آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا۔



باب ۱۷

غزوۂ تبوک ۹ھ

بنو اسد کا وفد:

اس سال بنو اسد کا وفد اسلام لانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ قبل اس کے کہ آپ کسی کو ہمارے پاس بھیجتے ہم خود ہی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے اس قول پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ ﴾

''وہ تم پر اس بات کا احسان دھرتے ہیں کہ اسلام لے آئے' تم کہہ دو کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ''۔

اس سال ربیع الاوّل میں بلی کا وفد مدینہ آیا اور وہ رویفع بن ثابت البلوی کے پاس مہمان ہوئے اس سال لخم کے واربین کا وفد جس میں دس آدمی تھے مدینہ آیا۔

عروہؓ بن مسعود الثقفی کا قبول اسلام:

واقدی کے قول کے مطابق اس سال عروہ بن مسعود الثقفی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق محمد بن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل طائف کے مقابلے سے واپس ہوئے عروہ بن مسعود بن معتب آپؐ کے پاس آنے کے لیے آپؐ کے پیچھے چلے۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے قبل وہ آپؐ سے آملے اسلام لائے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپؐ مجھے میری قوم کے پاس اشاعت اسلام کے لیے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے آپ کو ان کی مقاومت سے جو انہوں نے محاصرے کی حالت میں آپ کے مقابلے میں ظاہر کی تھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت ہی مغرور ہیں اور اس لیے ان کی بات پر کان نہ دھریں گے۔ عروہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ اپنی جوان عورتوں سے زیادہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور واقعہ بھی یہ تھا کہ عروہ اپنی قوم میں بہت ہی محبوب اور ذی اثر آدمی تھے سب ان کی بات مانتے تھے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عروہؓ اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے لیے مدینہ سے چلے ان کو خیال تھا کہ چونکہ وہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس لیے اس بات میں ان کی مخالفت نہ ہوگی' مگر جب یہ اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اپنے کوٹھے پر سب کے سامنے برآمد ہوئے اور انہوں نے اپنے بھی مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا۔ ان کی قوم نے ہر سمت سے ان پر تیر چلائے ایک تیر ان کے لگا جس سے وہ

شہید ہو گئے۔ اس کے متعلق بنو مالک مدعی ہیں کہ یہ تیر ان کے ہم قوم بنو سالم بن مالک کے ایک شخص اوس بن عوف نے پھینکا تھا اور احلاف مدعی ہیں کہ ان کے ایک ہم قوم بنو عتاب بن مالک کے وہب بن جابر نے یہ تیر چلایا تھا۔ مرتے وقت عروہؓ سے کسی نے کہا اپنے قتل کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو میری بڑی عزت اور کرامت ہے کہ اللہ نے مجھے شہادت عطا فرمائی میرے ساتھ وہی کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہؓ کے ساتھ کیا گیا ہے جو یہاں تمہارے مقابلہ میں شہید ہوئے مجھے بھی ان کے پاس دفن کر دو۔ چنانچہ عروہؓ کو اور مسلمان شہداء کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اربابِ سیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عروہ کی مثال ان کی قوم میں وہی ہے جو ان صاحب کی جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں آیا ہے اپنی قوم میں ہوئی۔

عمرو بن امیہ اور عبد یا لیل:

اس سال رمضان میں اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ عروہؓ کے قتل کے چند ماہ بعد اہل طائف نے باہم طے کیا کہ ہم میں ان تمام عربوں سے جو ہمارے گرد آباد ہیں لڑنے کی طاقت نہیں ہے' یہ عرب پہلے سے اسلام لا کر بیعت کر چکے تھے اس کے لیے بنو علاج کا عمرو بن امیہ عرب کا مشہور زیرک اور چالاک شخص جو عبد یا لیل بن عمرو سے باہمی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر چکا تھا خود عبد یا لیل بن عمرو کے پاس گیا۔ اس کے دروازے پہنچا اور پھر کسی سے کہا کہ جا کر اطلاع کرو کہ عمرو بن امیہ ملاقات کے لیے آیا ہے باہر آؤ۔ عبد یا لیل نے فرستادہ سے کہا کیا واقعی عمرو نے تم کو بھیجا ہے اس نے کہا جی ہاں اور وہ آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں عبد یا لیل نے کہا مجھے تو کبھی اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ عمرو جیسا خود دار اور باوقار شخص کبھی خود میرے یہاں آئے گا' بہرحال عبد یا لیل نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا' عمرو نے کہا کہ معاملہ ایسا اہم درپیش ہے کہ اس کی وجہ سے قطع تعلق کو بالائے طاق رکھنا پڑا۔ محمد کی طاقت وشوکت جس قدر بڑھ گئی ہے وہ ظاہر ہے تمام عرب اسلام لا چکے ہیں' تم میں ان سب سے لڑنے کی طاقت نہیں اب اپنی حالت پر غور کر لو۔

بنو ثقیف کا وفد:

اس بات کا بنو ثقیف پر یہ اثر ہوا کہ وہ باہم مشورے کے لیے جمع ہوئے۔ کسی نے کہا دیکھو ہماری یہ حالت ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال ہر وقت خطرے میں ہے ہمارے جو مویشی چرنے کے لیے جاتے ہیں ان کو لوٹ لیا جاتا ہے جو شخص باہر جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اس پر باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ عروہؓ کی طرح کسی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مصالحت کے لیے بھیجا جائے۔ سب نے عبد یا لیل بن عمرو بن عمیر سے جو عروہ کا ہم سن تھا درخواست کی کہ تم اس کام کے لیے جاؤ' اس نے اس خوف سے کہ جب وہ ان کے پاس واپس آئے گا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہؓ کے ساتھ کیا گیا ہے اس کام پر جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میرے ساتھ اور لوگ بھی نہ بھیجے جائیں میں تنہا نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ اس کے ہمراہ احلاف کے دو شخص اور تین شخص بنو مالک کے مدینہ جائیں اس طرح اس وفد میں چھ آدمی ہوئے۔ بنو یسار کا عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد وہمان' بنو سالم میں سے اوس بن عوف' بنو الحارث میں نمیر بن خرشہ بن ربیعہ' احلاف میں سے حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرحبیل بن غیلان

بن سلمہ بن معتب عبد یا لیل کے ساتھ ہوئے جو اس جماعت کا نمائندہ اور سردار مقرر کیا گیا تھا۔ یہ ان سب لوگوں کو محض اس وجہ سے اپنے ساتھ لے گیا کہ کہیں اس کے ساتھ بھی واپسی کے بعد وہی سلوک نہ ہو جو عروہؓ کے ساتھ ہوا تھا مگر جب اس کے ہمراہ یہ پانچ شخص اور ہوں گے تو یہ لوگ واپسی کے بعد اپنے خاندان سے نبٹ لیں گے۔

حضرت مغیرہؓ اور حضرت ابوبکرؓ:

یہ وفد مدینہ روانہ ہوا' اس کے قریب پہنچ کر یہ جماعت مقام قنات میں فروکش تھی وہاں مغیرہؓ بن شعبہ سے جو اپنی باری میں حسب دستور صحابہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ چرا رہے تھے ان کی ملاقات ہوئی' ان کو دیکھتے ہی مغیرہؓ فرطِ مسرت میں اونٹوں کو چھوڑ کر اس وفد کے آنے کی بشارت دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوڑے' قبل اس کے کہ مغیرہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچتے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ان کو مل گئے۔ مغیرہؓ نے ان کو اطلاع دی کہ بنو ثقیف کا ایک وفد اسلام اور بیعت کی نیت سے آیا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جان' زمین اور املاک کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے عہد لکھوا لیں۔ ابوبکرؓ نے مغیرہؓ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تاوقتیکہ میں رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بیان نہ کر دوں تم مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں نہ جانا۔ مغیرہؓ نے یہ بات مان لی اور رک گئے' ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بنو ثقیف کے وفد کے آنے کی اطلاع دی۔ اس کے بعد مغیرہؓ اس وفد کے پاس چلے آئے اور شام کو اونٹ چرا کر ان کے ہمراہ مدینہ آئے' مغیرہؓ نے ان کو بتایا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سلام کرنا مگر انہوں نے وہی قدیم جاہلیت کا سلام آپ کو کیا' آپؐ نے ان کے قیام کے لیے مسجد نبوی کے ایک طرف خیمہ لگوا دیا۔ خالد بن سعید بن العاص نے ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تکمیل معاہدہ کے لیے سفارت کے فرائض انجام دیے۔ معاہدہ تیار ہوا خالد بن سعید ہی نے اسے اس وفد اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اپنے قلم سے لکھا جب تک کہ معاہدہ کی تکمیل نہ ہوگئی اور وہ اسلام لا کر بیعت نہ کر چکے ان کا یہ دستور رہا کہ جو کھانا ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کے یہاں سے آتا تھا اسے وہ تاوقتیکہ خالد بن سعید نہ کھائیں ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔

حضرت محمد ﷺ اور بنو ثقیف میں معاہدہ:

اس معاہدہ میں انہوں نے اس شرط کی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو منظور نہیں کیا' انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت کی درخواست کرنا شروع کی مگر آپؐ نے کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہماری مراجعت کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے' مگر رسول اللہ ﷺ نے کوئی بات نہیں مانی' اس درخواست کی وجہ جیسا کہ انہوں نے خود ظاہر کی ہے یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے سردست کوئی تعارض نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے سفہاء عورتوں اور نافہم بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں راسخ نہ ہو جائے لات کو منہدم کر کے ان کو نہ بھڑکائیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابوسفیان بن حربؓ اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لیے طائف بھیج دیا۔ اس شرط کے علاوہ بنی ثقیف نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

بتوں کے توڑنے سے میں نے تم کو معاف کیا مگر نماز کسی طرح معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔ بنوثقیف کے وفد نے کہا اگر چہ اس میں ذلت ہے مگر بہر حال ہم نماز کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص:

جب وہ اسلام لے آئے رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ تحریر کر دیا اور عثمانؓ بن ابی العاص کو جو اگر چہ ان میں سب سے کمسن تھے ان کے شرائع اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے شوق و ذوق کی وجہ سے ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابوبکرؓ نے اس بارے میں عثمان کی سفارش کی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس تمام جماعت میں یہ نوجوان احکام اسلام اور قرآن کے سیکھنے کا بہت زیادہ دلدادہ اور کوشاں مجھے نظر آیا ہے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے عثمان کو امیر مقرر کیا۔

بنوثقیف میں بت پرستی کا خاتمہ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کو واپس ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے سفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو ان کے بت لات کے توڑنے کے لیے روانہ فرمایا' یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف روانہ ہوئے طائف پہنچ کر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں۔ انہوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہاری قوم ہے تم ان کے پاس جاؤ' خود ابوسفیان ذات الہرم میں اپنی املاک میں ٹھہر گئے' مغیرہ رضی اللہ عنہ طائف میں آئے اور کدال لے کر لات کو توڑنے اس پر چڑھے اس اثناء میں ان کی قوم والے بنومعتب ان کی حفاظت کے لیے کہ مبادا عروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے' ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر گریہ و بکا کرتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

الا ابکین دفاع اسلمها الوضاع لم یحسنوا المصاع.

''ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اس کی حفاظت میں داد مردانگی نہیں دی''۔

مغیرہؓ اس پر تیر مار رہے تھے اور کہتے جاتے تھے تیرا برا ہو' اسے توڑ کر انہوں نے اس کے خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور اب ابوسفیان کو بلا بھیجا' وہ آئے لات کا تمام مال ایک جگہ جمع تھا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کو حکم دیا تھا کہ وہ لات کے خزانے سے مسعود کے بیٹے عروہ اور اسواد کا قرض ادا کریں۔ چنانچہ ابوسفیانؓ نے حسبِ عمل کر دیا۔ اس سال رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔



غزوۂ تبوک

مسلمانوں کا زمانہ عسرت:

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آ کر ذوالحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بسر فرمایا اور پھر آپؐ نے مسلمانوں کو روم سے لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی عسرت کی حالت میں تھے گرمی شدید تھی قحط سالی تھی' میوے کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیر سایہ رہنا چاہتا تھا اس لیے وہ اس زمانے میں جہاد کے لیے نہیں جانا چاہتے تھے بلکہ خواہش مند تھے کہ فصل سے متمتع ہوں اور گرمی راحت سے بسر کریں۔

جد بن قیس:

تقریباً ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو مقام کا نام ظاہر نہ کرتے بلکہ جہاں حملہ مقصود تھا اس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام بتاتے البتہ اس موقع پر آپؐ نے بعد سفر قحط سالی اور خریف کی کثرت تعداد کی وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تا کہ اس سفر کے لیے سب لوگ پوری تیاری کر لیں۔ اس خیال سے آپؐ نے لوگوں کو تیاری سفر کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ میں روم کے مقابلے پر جا رہا ہوں۔ اس لیے باوجود اس پریشان حالی کے جس میں مسلمان مبتلا تھے اور روم ایسی پرشوکت طاقت کے مقابلے پر جہاد کے لیے جاتے ہوئے دل میں پس و پیش کرتے تھے وہ آپؐ کے حکم کی وجہ سے تیاری کرنے لگے' اسی تیاری سفر کے اثناء میں ایک دن آپؐ نے بنوسلمہ کے جد بن قیس سے کہا کہو جد اس سال رومیوں سے جہاد کے لیے چلتے ہو۔ جد نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ مجھے آپؐ یہیں قیام کی اجازت دے دیں اور فتنے میں نہ ڈالیں کیونکہ بخدا میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ میں عورتوں کا نہایت ہی دلدادہ ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

جہاد سے متعلق آیت قرآنی کا نزول:

رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اچھا میں نے تم کو قیام کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے ومنهم من يقول ائذن لي و لا تفتني. (آخر آیت تک) یعنی ان کو رومی عورتوں کے فتنے میں پڑنے کے مواقع سے معاف کر دیا جائے حالانکہ یہ ان کا محض بہانہ تھا حقیقت نہ تھی بلکہ اس قول سے وہ اور اس سے بڑھ کر اس فتنے میں مبتلا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت سے انہوں نے ارادۃً پہلو تہی کی اور اپنی جان کو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں عزیز رکھا اور اسی لیے اللہ تعالیٰ اسی آیت کے سلسلے میں کہتا ہے وان جهنم من ورائه تک اور بے شک ان لوگوں کے لیے جہنم ہے جو آپؐ کے پیچھے رہ گئے۔

22

منافقین کی سرگرمیاں:

اس موقع پر کسی منافق نے لوگوں کو جہاد سے روکنے اور دین الٰہی میں شک ڈالنے اور رسول اللہ ﷺ کی بات بگاڑنے کے لیے کہا کہ تم اس گرمی میں نہ جاؤ۔ انہیں منافقوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت و قالوا لا تنفروا فی الحرقل نار جھنم اشد حرًا لو کانوا یفقھون. (اور منافقوں نے کہا تم گرمی میں نہ جاؤ' کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں) اپنے قول جزاء بما کانوا یکسبون. (اور یہ سزا ان کے اعمال کی ہے) تک نازل فرمائی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مالی امداد:

رسول اللہ ﷺ نے اب بیش از بیش سفر کی تیاری میں کوشش شروع کی آپؐ نے صحابہ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپؐ نے دولت منداصحاب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواریوں کی بہم رسائی کی ترغیب دی چنانچہ ان حضرات نے آپؐ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی۔ عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر اس قدر رقم کثیر اللہ کی راہ میں خرچ کی جو کوئی دوسرا نہ کرسکا۔

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے' یہ غریب تھے انہوں نے آپؐ سے سواری کی درخواست کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں کہ میں تم کو دوں اس لیے وہ آزردہ ہو کر روتے ہوئے آپؐ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود ان کے پاس بھی خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ تھا۔

یامین بن عمیر اور عبداللہ بن مغفل:

یامین بن عمیر بن کعب النضری اور عبداللہ بن مغفل سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب کی راستے میں ملاقات ہوئی' یہ دونوں رو رہے تھے۔ ابولیلیٰ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری مرحمت فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کر کے آپؐ کے ساتھ جہاد کے لیے جاسکیں۔ ابولیلیٰ نے ان کو ایک بارکش اونٹ دیا۔ ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا' اس کے علاوہ ابولیلیٰ نے زادِ راہ کے لیے کچھ چھوارے بھی ان کو دیے اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔

کچھ اعرابی جہاد سے معذرت خواہی کے لیے آپؐ کے پاس آئے مگر اللہ عزوجل نے ان کی معذرت قبول نہیں کی' یہ بنوغفار کے عرب تھے' ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ بھی تھے۔

جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے والے مسلمان:

رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری مکمل کر کے روانگی کا ارادہ کر لیا' بعض مسلمانوں کی نیت آپؐ کے ساتھ جانے سے بدل گئی اور وہ برآمد نہ ہوئے اگر چہ ان کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے مگر ساتھ نہ ہوئے ان میں بنوسلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب' بنوعمرو بن عوف کے مرارہ بن الربیع' بنوواقف کے ہلال بن امیہ اور بنوسالم بن عوف کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ تھے یہ سچے مسلمان تھے جن کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی سلول کا فتنہ:

مدینہ سے چل کر رسول اللہ ﷺ نے ثنیۃ الوداع پر منزل کی عبداللہ بن ابی سلول نے ثنیۃ الوداع کے زیریں میں آپؐ کے مقابل حبابہ کے کوہ ذباب پر اپنی علیحدہ چھاؤنی ڈالی' اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے کم نہ تھی۔ جب آپؐ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۃً پیچھے رہ گیا اور اس نے آپ کا ساتھ نہیں دیا اس کے ساتھ بنوعوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی۔ بنوعمرو بن عوف کا عبداللہ بن نبتل اور بنوقینقاع کا رفاعہ بن زید بن التالوت وہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریا کاری کرتے رہتے تھے' ان لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی لقد ابتغوا الفتنة من قبل و قلبوالك الامور (آخر آیت تک) ''اس سے قبل وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے تمہارے معاملات کو الٹ دیا''۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روانگی مراجعت:

رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں آپؐ کے اہل وعیال کی خبر گیری کے لیے قیام کریں اور ساتھ نہ آئیں آپؐ نے اس موقع پر بنوغفار کے سباع بن عرفطہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ علیؓ کے قیام مدینہ پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے۔ جب علی رضی اللہ عنہ کو منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انہوں نے اسلحہ لگائے اور وہ مدینہ سے چل کھڑے ہوئے اور جرف میں جہاں رسول اللہ ﷺ مقیم تھے آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ علیؓ نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ منافق کہتے ہیں آپؐ نے مجھے دوبھر سمجھا اور اس طرح مجھے مدینہ میں قیام کا حکم دے کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو صرف اپنے اہل وعیال کی نگرانی کی خاطر مدینہ میں قیام کا حکم دیا ہے تم جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال میں میری نیابت کرو۔ اے علیؓ! کیا تم اس کو اچھا نہیں سمجھے کہ تم کو میرے پاس وہ درجہ نصیب ہو جو ہارون کو موسیٰ کے پاس تھا۔ اگرچہ میرے بعد اب کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینہ چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلے گئے۔

حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ:

آپؐ کے جانے کے کئی روز بعد بنوسالم کے ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ ایک دن جب کہ نہایت شدید گرمی تھی اپنے گھر آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کی دونوں بیویاں ایک مکان میں اپنے پلنگوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنی سیج آراستہ کی ہے ٹھنڈا پانی اور کھانا اپنے خاوند کے لیے تیار کر رکھا ہے ابوخیثمہ اندر آ کر اس حجرے کے دروازے پر جس میں دونوں کے پلنگ بچھے تھے کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنی بیویوں کو اور اس تیاری کو جو انہوں نے ان کے لیے کی تھی دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو دھوپ اور لو میں سفر کر رہے ہیں اور میں یہاں اس ٹھنڈے سایہ میں جہاں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورت موجود ہے قیام کروں یہ تو انصاف نہیں ہے پھر انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ میں بخدا تمہارے کسی کے بستر پر نہیں آتا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا ہوں تم میرے لیے زادِراہ تیار کر دو' ان دونوں نے زادِراہ مہیا کر دیا۔ ابوخیثمہ نے اپنا اونٹ لیا اس پر کجاوہ رکھا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے

کے ارادے سے چل کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے کہ ابوخیثمہ آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ اثنائے راہ میں ابو خیثمہ کو عمیر بن وہب الجمحی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا رہے تھے مل گئے' اب دونوں ساتھ ہو گئے' تبوک کے قریب پہنچ کر ابوخیثمہؓ نے عمیر بن وہبؓ سے کہا میں نے ایک قصور کیا ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم ذرا پیچھے ہوتا کہ پہلے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں باریاب ہو جاؤں عمیرؓ نے ان کی بات مان لی' ابوخیثمہؓ آگے بڑھے' رسول اللہ ﷺ تبوک میں فروکش تھے جب ابوخیثمہ آپؐ کے قریب پہنچے لوگوں نے آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ کوئی شتر سوار آ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ابوخیثمہؓ ہوں گے۔ صحابہؓ نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ ابوخیثمہؓ ہیں۔ ابوخیثمہؓ نے اپنا اونٹ بٹھایا رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہو خیر ہے۔ ابوخیثمہؓ نے سارا واقعہ سنایا' آپؐ نے فرمایا اچھا کیا اور آپؐ نے ان کو دعائے خیر دی۔

حجر میں پانی نہ پینے کا حکم:

اثنائے راہ میں جب رسول اللہ ﷺ حجر آئے۔ آپ نے منزل کی' اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو فرودگاہ واپس آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ اس کنویں کا پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہو اسے اونٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج شب میں تم سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لیے فرودگاہ سے باہر نہ جائے۔ تمام صحابہؓ نے آپؐ کے حکم کی بجا آوری کی' البتہ بنوساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا' ایک صاحب قضائے حاجت کے لیے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے جو قضائے حاجت کے لیے گئے تھے اسی راہ میں ان کو مرض خناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے ان کو تیز ہوا نے اڑا کر ''طے'' کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا پٹکا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی آپؐ نے فرمایا کہ میں نے بغیر کسی کو ساتھ لیے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کر دی تھی۔ ان میں سے جو صاحب بیمار ہو گئے تھے ان کے لیے آپؐ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے اور دوسرے صاحب جو ''طے'' کے پہاڑوں میں جا گرے تھے ان کو خود بنو طے آپ کی مدینہ میں واپسی کے بعد بلا معاوضہ آپؐ کے پاس لے آئے۔

رسول اللہ ﷺ کی بارش کے لیے دعاء:

صبح کو فرودگاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا' صحابہؓ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی آپؐ نے جناب باری میں دعاء فرمائی اسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہوگئی کہ سب سیراب ہو گئے اور انہوں نے آئندہ کے لیے بھی پانی بھر لیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ عہد رسالت میں بھی لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے' انہوں نے کہا ہاں بے شک تھا' لوگ اپنے بھائی' باپ چچا اور دوسرے اعزاء کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوۂ تبوک کے سفر میں آپؐ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہ ﷺ نے پانی کے لیے اللہ کی جناب میں دعاء کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسا دیا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہو گئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ

بھی پانی بھر لیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ کم بخت اب بھی تجھے رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں کچھ شک ہے۔ اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ایک گزر جانے والی بدلی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی گمشدہ اونٹنی:

حجر سے جب آپؐ روانہ ہوئے کسی جگہ آپ کی اونٹنی کھوگئی' صحابہؓ اس کی تلاش میں نکلے اس وقت آپؐ کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب عمارہ بن حزم جو عقبی اور بدری تھے اور بنو عمرو بن حزم کے چچا تھے آپؐ کے پاس موجود تھے عمارہؓ کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں زید بن نصیب القنقاعی منافق بھی تھا۔ اونٹنی کے گم ہونے اور اس کی تلاش پر اس زید نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اپنے مقام پر کسی سے کہا محمد (ﷺ) کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تم سے آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں مگر خود اپنی اونٹنی کا پتہ ان کو معلوم نہیں' یہاں اس زید نے یہ بات کہی اور اپنے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے عمارہؓ سے جو آپؐ کے پاس تھے کہا دیکھو کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ محمد (ﷺ) نبوت کے مدعی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو آسمان کی اطلاعیں دیتا ہوں مگر خود اپنی اونٹنی کا ان کو پتہ نہیں' اے عمارہؓ بخدا میں صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ مجھے بتا دیتا ہے اللہ نے مجھے اونٹنی کا پتہ بتا دیا ہے وہ فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی مہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ قید ہوگئی ہے جاؤ اور اسے لے آؤ۔ چنانچہ وہ اس پتے پر گئے اور اونٹنی کو لے کر آئے اس کے بعد عمارہؓ اپنے مقام پر آئے اور انہوں نے کہا کہ آج یہ عجیب واقعہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ابھی مجھ سے کہی کہ کسی شخص نے آپؐ کے متعلق ایسا سوءظن بیان کیا اور اللہ نے اس سے آپ کو مطلع کر دیا اس پر اور ایک شخص نے جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور جو رسول اللہ ﷺ کے اس خبر کو بیان کرتے وقت آپؐ کے پاس موجود نہ تھا کہا بخدا قبل اس کے کہ تم ہمارے پاس آؤ زید نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کی شان میں کہی تھی عمارہ کو غصہ آ گیا انہوں نے بڑھ کر زید کی گردن پکڑی اور کہا اے اللہ کے بندو! میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا اور زید سے کہا اے دشمن خدا میری قیام گاہ سے دور رہو اور اب ہرگز میرے ساتھ نہ رہو زید کے متعلق بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بعد میں وہ تائب ہو گیا تھا' دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی موت تک منافق ہی مشہور رہا۔

حضرت ابوذرؓ:

رسول اللہ ﷺ اپنی راہ چلتے رہے' اثنائے راہ میں سے جب کوئی آپؐ کے ساتھ سے پیچھے رہ جاتا اور صحابہؓ اس کی اطلاع آپ کو دیتے آپؐ فرماتے جانے دو اگر ان کی شرکت ہمارے لیے سودمند ہے تو اللہ بہت جلد اسے تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اس کا ساتھ نہ آنا اچھا ہی ہوا کہ اس کی طرف سے اللہ نے تم کو مطمئن کر دیا۔ شدہ شدہ ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ ابوذرؓ پیچھے رہ گئے اور واقعہ یہ تھا کہ ان کا اونٹ نکما ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہا جانے دو اگر ان کی شرکت سودمند ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اللہ نے ان کی طرف سے تم کو مطمئن کر دیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشگوئی:

ابوذرؓ کا اونٹ سفر سے تھک کر اڑ گیا اور جب وہ کسی طرح نہ چل سکا تو انہوں نے اپنا سامان اس پر سے اتار کر اسے اپنی پشت

پر لادا اور پیدل رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ کسی منزل میں فروکش تھے ایک مسلمان کی نظر ابوذرؓ پر پڑی انہوں نے کہا کوئی شخص پیدل راستے پر آ رہا‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے مسلمان نے جب غور سے ان کو دیکھا تو شناخت کرلیا کہ وہ ابوذرؓ ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ابوذر آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے وہ تنہا پیدل آ رہے ہیں‘ حالت تنہائی میں ان کو موت آئے گی اور تنہا قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

حضرت ابوذرؓ کی تنہائی:

عثمانؓ نے جب ابوذر کو جلاوطن کر دیا انہوں نے ربذہ میں مستقل سکونت اختیار کرلی جب ان کا وقت آیا اس وقت ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا۔ ابوذرؓ نے مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر اور کفن پہنا کر شارع عام پر رکھ دینا جو پہلا قافلہ وہاں آئے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ ﷺ کا جنازہ ہے آپ لوگ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں‘ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوگیا ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور پھر شارع عام پر لا کر ان کو رکھ دیا‘ اسی وقت عبداللہ بن مسعود اور اہل عراق کی ایک جماعت جو عمرہ کرنے مکہ جا رہے تھے وہاں آئے اور انہوں نے اچانک ایک جنازہ راستے پر رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کچل دیتے‘ غلام نے قافلے کے پاس جا کر ان سے کہا کہ یہ ابوذر صحابی رسول اللہ ﷺ کی نعش ہے آپ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں‘ یہ سنتے ہی عبداللہ بن مسعود رونے لگے اور انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ابوذرؓ کے متعلق بالکل سچا ہوا۔ آپؐ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ تم اکیلے چل رہے ہو اکیلے مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے پھر وہ اور ان کے ساتھی اونٹوں سے اتر پڑے انہوں نے ابوذر کو دفن کر دیا۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے سب سے ابوذرؓ کا واقعہ بیان کیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ نے سفر تبوک کے اثناء میں ان کے لیے جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔

ودیعہ بن ثابت اور مخشی بن حمیر:

منافقین کی ایک جماعت جس میں عمرو بن عوف کا ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک شخص مخشی بن حمیر بنوسلمہ کا حلیف بھی تھا اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی ان میں سے کسی نے دوسرے مسلمانوں کو خوف دلانے اور برداشتہ خاطر کرنے کے لیے کہا کیا تم رومیوں سے لڑنا دوسروں کے مقابلے کی طرح سہل سمجھے ہو۔ بخدا میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ کل تم کو قید کر کے رسی سے باندھا جائے گا‘ اس پر مخشی بن حمیر نے کہا کاش مجھے موقع ملتا تو میں ضرور حکم دیتا کہ ہم میں سے ہر ایک کے سو درے مارے جائیں اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تمہارے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق قرآن نازل فرمائے گا۔ ایک طرف منافقوں نے یہ بات چیت کی ادھر رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی اس کی خبر ہوگئی آپؐ نے عمار بن یاسرؓ سے کہا کہ تم فلاں لوگوں کے پاس جاؤ انہوں نے کذب و افتراء کیا ہے تم ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کہا‘ اگر وہ بیان کرنے سے انکار کر دیں تو تم خود کہنا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔

مخشی بن حمیر کی معذرت:

عمارؓ اس جماعت کے پاس آئے اور ان سے وہ بات کہہ دی‘ اس پر وہ سب کے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

معذرت خواہی کے لیے آئے دو یعہ بن ثابت نے رسول اللہ ﷺ سے جو اپنی ناقہ پر کھڑے ہوئے تھے آپ کی خرجی پکڑ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم صرف مذاق کر رہے تھے۔ انھیں لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ. (اگر تم ان سے اصل بات دریافت کرو گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو صرف مذاق کر رہے تھے) مخشی بن حمیر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرے اور میرے باپ کے نام کی نحوست ہے جس نے مجھے روکا۔ چنانچہ اس آیت میں ان کی معافی ہوئی اور اس کے بعد سے ان کا نام عبدالرحمٰن ہوا۔ انہوں نے اللہ سے دعاء مانگی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوں اور کسی کو ان کا پتہ نہ لگے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی لاش کہیں دستیاب نہ ہوئی۔

اکیدر بن عبدالملک کی گرفتاری ورہائی:

رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے' یحنہ بن رو بہ ایلہ کا رئیس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ دے کر آپؐ سے صلح کر لی اور اہل جرباء اور اذرح بھی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے جزیہ دے کر آپؐ سے صلح کر لی' اور اس کے لیے آپؐ نے باقاعدہ معاہدہ لکھ دیا جواب تک ان کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بلا کر ان کو دومہ کے اکیدر کے مقابلہ پر روانہ کیا' اس کا اصل نام اکیدر بن عبدالملک ہے یہ بنو کندہ کا عرب دومہ کا رئیس تھا اور مذہباً نصرانی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ سے یہ بھی کہا کہ تم اسے نیل گائے کے شکار میں مصروف پاؤ گے۔ خالدؓ اس قلعے کی طرف چلے اور اس کے بالکل سامنے آ گئے' گرمی کی چاندنی رات تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ چاندنی پر تھا اتنے میں ایک نیل گائے نے قلعے کے پھاٹک پر سینگ مارے اس کی بیوی نے کہا یہ تو عجیب تماشہ ہے کیا تم نے اس سے عجیب تر بات دیکھی ہے اس نے کہا نہیں' اس کی بیوی نے کہا تو ایسے موقع کو کون ہاتھ سے جانے دے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں' چنانچہ اس گائے کے شکار کے ارادے سے اکیدر چاندنی سے نیچے آیا اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اس پر زین کسی گئی' اب اس کے اور اعزاء بھی اس کے ساتھ جن میں اس کا بھائی حسان بھی تھا شکار کے لیے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے سے برآمد ہوئے' جب یہ جماعت قلعے سے باہر آ گئی رسول اللہ ﷺ کے رسالے سے ان کا مقابلہ ہو گیا۔ جس نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا' اکیدر اس وقت دیبا کی ایک زرتار قبا پہنے تھا۔ خالدؓ نے اسے اتار کر اپنے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔

اکیدر کی قبا:

انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جب اکیدر کی قبا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی میں نے اسے دیکھا تمام صحابہؓ اسے ہاتھ لگا لگا کر بڑے تعجب سے دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اتنی سی شے پر متعجب ہو' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ مندیلیں جو اس وقت سعد بن معاذؓ جنت میں پہنے ہوئے ہیں اس قبا سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور خوش نما ہیں۔

اس کے بعد خالدؓ خود اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے آپؐ نے اس کی جان بخشی کی اور جزیے کی ادائیگی پر صلح کر کے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے قصبے کو چلا گیا۔

حضرت محمد ﷺ کا تبوک میں قیام:

رسول اللہ ﷺ بارہ تیرہ دن تبوک پر فروکش رہے آگے نہیں بڑھے اس کے بعد آپؐ مدینہ واپس روانہ ہوئے' اثنائے راہ میں وادی مشقق میں پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا تھوڑا پانی جھر کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں ایک' دو یا تین شتر سوار سیراب ہو سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں چند منافق آپؐ سے پہلے اس چشمے پر آ گئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپؐ نے دیکھا کہ ذرا سا پانی اس میں نہیں ہے آپؐ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا۔ صحابہؓ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے آپؐ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ تاوقتیکہ میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو' پھر آپؐ نے ان لوگوں پر جنہوں نے آپؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعاء کی۔ پھر آپؐ خود اس چشمے میں اترے اور آپؐ نے جھرنے کے نیچے اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا ٹپکنا شروع ہوا پھر آپؐ نے اسے اپنے ہاتھ سے کریدا اور بہت دیر تک بارگاہِ الٰہی میں دعاء فرمائی اس کے بعد نہایت زور و شور سے پانی ابل پڑا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا تمام لوگوں نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور اسے استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دور تک شاداب ہو گئی ہے۔

مسجد ضرار کا انہدام:

اس واپسی کے سفر میں رسول اللہ ﷺ نے ذی اوان میں منزل کی یہ شہر مدینہ سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بیماروں' کمزوروں' برسات اور سردی کے لیے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپؐ ہمارے یہاں آ کر اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائیں آپؐ نے فرمایا اس وقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اس لیے نہیں آ سکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا واپسی کے بعد میں تمہارے یہاں آؤں گا اور اس مسجد میں نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ جب آپ ذی اوان آئے آپؐ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع ملی۔ آپؐ نے بنو سالم بن عوف کے مالک بن الاخشم اور بنو العجلان کے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد کو جاؤ جس کے بانی ظالم ہیں اور اسے فوراً منہدم کر دو اور جلا ڈالو' یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن الاخشم کے قبیلہ بنو سالم بن عوف کے پاس آئے مالک نے معن سے کہا تم ٹھہرو میں گھر سے آگ لے آؤں' مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے وہ کھجور کی ایک شاخ لے کر آئے جسے انہوں نے آگ لگا کر روشن کر لیا اور پھر دونوں دوڑتے ہوئے مسجد کے اندر آئے اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے ان دونوں نے مسجد میں آگ لگا دی اور اس کو جلا دیا اور ڈھا دیا۔ اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انہیں کے متعلق قرآن کی یہ پوری آیت نازل ہوتی ہے وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَ كُفْرًا وَ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (اور جن لوگوں نے مسجد بنائی فساد کے لیے کفر کے لیے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے) اس کے بانی بارہ شخص تھے جو حسب ذیل ہیں:

مسجد ضرار کے بانیوں کے نام:

بنوعبید بن زید متعلقہ بنوعمرو بن عوف کا خدام بن خالد اسی کے گھر سے یہ مسجد شروع کی گئی تھی۔ بنوعبید کے خاندان امیہ بن زید کا ثعلبہ بن حاطب بنوضبیعہ بن زید کا مصب بن قشیہ' بنوعمرو بن عوف کا عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی' جاریہ بن عامر اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ' بنوضبیعہ کا نبتل بن الحارث' بنوضبیعہ کا نجرج' بنوضبیعہ کا بجاد بن عثمان' ابولبابہ بن عبداللہ کے قبیلہ بنوامیہ کا ودیعہ بن ثابت۔

کعب' مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہم سے بات کرنے کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔ منافقوں کی ایک جماعت آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آ گئی تھی خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ بغیر کسی نفاق اور اسلام میں شک کے پیچھے رہ گئے تھے وہ یہ تین صاحب کعبؓ بن مالک' مرارہؓ بن الربیع اور ہلالؓ بن امیہ رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ جو منافق آپؐ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب وہ آپؐ کے پاس آئے اور قسمیں کھانے لگے اور معذرت کرنے لگے آپؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کی معذرت قبول نہیں کی اور جب تک مذکورہ بالا تینوں مسلمانوں کو اللہ نے بذریعہ وحی معافی نہیں دے دی تمام مسلمانوں نے ان سے کلام نہیں کیا' ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ اپنے قول وَ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ تک نازل فرمائی۔

رسول اللہ ﷺ رمضان میں تبوک سے مدینہ واپس آئے' اسی ماہ میں آپ کی خدمت میں ثقیف کا وفد حاضر ہوا جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

طے کی مہم:

اس ۹ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک مہم کے ہمراہ طے کے علاقے کو بھیجا' علیؓ نے ان پر غارت گری کی' ان کے قیدی حاصل کیے' دو تلواریں جو ایک صنم کدے میں تھیں ان کو لیں ان میں ایک کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخذم تھا۔ مشہور تھا کہ یہ تلواریں حارث بن ابی شمر نے بطور نذر اس بت خانے میں چڑھائی تھیں' انھیں قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی قیدی ہوئی تھی مگر اس عدی بن حاتم کے جو واقعات ہم تک اس مذکورہ بالا واقدی کے بیان کے پہنچے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہیں ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ علیؓ نے عدی بن حاتم کی بہن کو قید کیا تھا۔

اسیرانِ بنو طے:

خود عدی بن حاتم سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رسالہ یا فرستادوں نے ہمارے علاقے میں آ کر میری پھوپھی اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے' یہ سب قیدی ایک صف میں آپؐ کے سامنے کھڑے کیے گئے میری پھوپھی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے اولاد میں سے علیحدہ ہو گئی ہوں بہت ہی بڑھیا ہوں مجھ میں خدمت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے آپؐ مجھ پر احسان کریں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہو گیا ہے' میری

پھوپھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر احسان کر کے آزاد کر دیا' آپ کے پہلو میں ایک صاحب اور تھے جو علیؓ معلوم ہوتے تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے درخواست کرو کہ وہ سواری بھی دیں۔ چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی۔ آپؐ نے اسے منظور فرمایا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میری پھپھی میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی حرکت کی جو تمہارے باپ کے عمل کے خلاف ہے۔ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ چاہے خوشی سے اور چاہے ڈرتے ہوئے دیکھو فلاں آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے مستفید ہوا' فلاں شخص آیا اور وہ بھی آپؐ سے مستفید ہوا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس وقت آپؐ کے پاس ایک عورت اور کچھ بچے یا ایک بچہ موجود تھا آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہوا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی بادشاہی نہیں ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے اور تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شے اللہ سے بڑی ہے' اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔

عدی بن حاتم کا فرار:

اسلام لانے سے پیشتر عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو عربوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ان کو برا نہ جانتا ہوگا وجہ اس کی یہ تھی کہ میں ایک شریف شخص تھا' نصرانی تھا اپنی قوم میں نہایت ہی معزز تھا' اپنا ایک خاص مسلک رکھتا تھا اور جو عزت اور تکریم میری قوم میری کرتی تھی اس سے میں ان کا رئیس تھا' اس وجہ سے جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے کراہیت محسوس کی میں نے اپنے غلام سے جو عرب تھا اور میرے اونٹ چراتا تھا کہا کہ میرے لیے سواری کے سدھے ہوئے فربہ اونٹ میرے اونٹوں میں سے انتخاب کر کے ان کو میرے قریب لا کر باندھو اور جب تم سنو کہ محمد کی فوجوں نے ہمارے علاقے پر یورش کر دی ہے اور وہ اس میں داخل ہوگئی ہیں تم مجھے آ کر اطلاع کرو' میرے غلام نے حسب عمل کیا ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا اے عدی محمدؐ کے رسالے کی یورش پر تم کیا کرنے والے تھے میں نے ان کے رسالوں کے پرچم بڑھتے ہوئے دیکھے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمد کی سپاہ ہے اب جو کرنا ہے کرو۔ میں نے اس سے کہا میرے اونٹ لے آؤ وہ لے آیا۔ میں نے ان پر اپنے اہل و عیال کو سوار کیا اور دل میں تہیہ کیا کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے پاس شام چلوں۔ میں حویشہ کے راستے روانہ ہوگیا۔

بنت حاتم کی گرفتاری:

حاتم کی بیٹی کو میں آبادی میں چھوڑ آیا شام آ کر میں نے سکونت اختیار کر لی میری روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ کے رسالے نے ہماری بستی پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی ان کے ہاتھ میں اسیر ہوگئی اور طے کے سب قیدیوں کے ساتھ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع ہو چکی تھی مسجد نبوی کے پہلو میں ایک احاطہ تھا جہاں قیدی محبوس رکھے جاتے تھے' حاتم کی بیٹی بھی سب قیدیوں کے ساتھ اس احاطے میں قید کر دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے حاتم کی بیٹی نے جو نڈر بی بی تھی بڑھ کر آپؐ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے آپؐ مجھ پر احسان کر کے رہا کر دیں۔ اللہ آپؐ پر احسان کرے گا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم آپؐ نے فرمایا وہی اللہ اور رسول سے بھاگنے والا۔ میری پھپھی نے بیان کیا کہ یہ بات کہہ کر اس روز تو آپؐ اپنی

راہ چلے گئے اور مجھے اسی احاطے میں چھوڑ گئے۔

بنت حاتم کی رہائی:

دوسرے دن پھر آپؐ میرے قریب سے گزرے میں اب آپ کی طرف سے مایوس ہو چکی تھی مگر ایک شخص نے جو آپؐ کے پیچھے تھے اشارے سے مجھ سے کہا کہ میں پھر آپؐ سے رہائی کی درخواست کروں میں نے آپؐ کے پاس جا کر عرض کیا کہ میرا باپ مر چکا ہے میرا فدیہ دینے والا دور ہے آپؐ احسان رکھ کر مجھے رہا کر دیں اللہ آپؐ پر احسان کرے گا آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے تمہاری درخواست قبول کی مگر ابھی جلدی مت کرو اور جب تک تم کو تمہاری قوم کا کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہو جس پر تم کو بھروسہ ہو تم یہیں رہو اور جب کوئی ایسا آدمی مل جائے مجھے اطلاع کرو جس شخص نے مجھ سے اشارے سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اپنی رہائی کی درخواست کروں میں نے اس کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں میں مدینہ میں مقیم رہی یہاں تک کہ بلی یا قضاعہ کا قافلہ مدینہ آیا' میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی تھی' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور میں نے کہا کہ اب میری قوم کی ایک معتمد اور مقصود کو پہنچا دینے والی جماعت آ گئی ہے آپؐ اجازت مرحمت فرمائیں آپؐ نے مجھے کپڑے دیئے سواری دی اور زادِ راہ دے کر رخصت کر دیا۔ میں شام آ گئی۔

عدی بن حاتم کی روانگی مدینہ:

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک زنانہ سواری ہماری طرف آ رہی ہے میں نے کہا یہ ضرور بنت حاتم ہے' وہی تھی جب وہ میرے پاس آ کر ٹھہری اس نے اپنی تلوار سی زبان میرے اوپر کھول دی اور کہا اے بے مروت ظالم اپنی بیوی بچوں کو تو لے کر چلا آیا اور حاتم کی بیٹی اور اس کی عزت کو تو نے رسوا ہونے کے لیے پیچھے چھوڑ دیا میں نے کہا بہن مہربانی فرما کر معاف کرو اور مجھے لعن طعن نہ کرو بے شک مجھ سے قصور ہوا آپ سچ کہتی ہیں' بہرحال وہ اونٹ سے اتر آئیں اور میرے پاس مقیم ہو گئیں چونکہ وہ بہت ہی سمجھدار بی بی تھیں ایک دن میں نے ان سے کہا فرمایئے ان صاحب کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے میری بہن نے کہا رائے یہ ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ' کیونکہ اگر وہ نبی ہیں تو ان کے پاس پہلے پہنچنے میں سعادت اور فضیلت ہے اور اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہیں تو بھی تم کو ان کے پاس جانے میں اپنی ذلت نہ سمجھنا چاہیے تم تم ہی ہو۔ میں نے کہا بے شک آپ کی رائے صائب ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور عدی بن حاتم:

میں شام سے مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپؐ مسجد میں تھے میں نے سامنے جا کر سلام کیا آپؐ نے پوچھا کون ہو۔ میں نے کہا عدیؓ بن حاتم آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے چلے اثنائے راہ میں ایک نہایت ہی سن رسیدہ عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا اور آپؐ بلاتکلف بہت دیر تک کھڑے ہوئے اس کی باتوں کو سنتے رہے' میں نے اپنے دل میں کہا کہ بخدا یہ دنیوی بادشاہ نہیں ہیں' پھر آپؐ اپنے گھر آئے آپؐ نے چمڑے کا ایک گدا اٹھایا اسے مجھے دیا اور کہا کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا میں نہیں بیٹھتا آپؐ اس پر تشریف رکھیں مگر آپؐ نے یہی اصرار کیا کہ میں اس پر بیٹھوں چنانچہ میں اس گدے پر بیٹھ گیا اور خود رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ گئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہرگز بادشاہی شان نہیں ہے' پھر آپؐ نے کہا اے عدیؓ بن حاتم کیا

تم ناپاک نہ تھے؟ میں نے کہا بے شک تھا آپؐ نے فرمایا کیا اسی حالت میں تم بازار میں اپنی قوم میں چل پھر نہیں رہے تھے۔ میں نے کہا بے شک یہی واقعہ ہے آپؐ نے فرمایا تو یہ بات تمہارے دین میں حلال نہیں ہے میں نے کہا بے شک آپؐ سچ کہتے ہیں اور اب میں نے اپنے دل میں کہا آپؐ واقعی نبی مرسل ہیں۔ آپؐ غیب کی باتوں سے واقف ہیں۔ پھر آپؐ نے کہا عدی شاید تم اس وجہ سے ہمارے دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب ہیں بخدا بہت جلد وہ اس قدر مالا مال ہو جائیں گے کہ کوئی لینے والے نہ ہوگا' اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ان کے دشمن بہت ہیں بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت بلا خوف وخطر تنہا اپنے اونٹ پر قادسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے' اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ حکومت اور شوکت اس وقت مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے خدا کی قسم عنقریب تم سنو گے کہ بابل کے سفید قصر مسلمان فتح کر لیں گے۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام:

آپ کی اس گفتگو کے بعد میں مسلمان ہو گیا' بعد میں یہ عدیؓ بن حاتم کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان مذکورہ پیشینگوئیوں میں سے دو تو پوری ہو چکیں تیسری البتہ باقی ہے مگر قسم ہے خدا کی وہ بھی پوری ہوگی۔ میں نے بابل کے قصر سفید فتح ہوتے دیکھ لیے' میں نے دیکھا کہ عورت تنہا بلا کسی خوف وخطر کے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کے لیے آتی ہے۔ خدا کی قسم ہے تیسری بات بھی ضرور ہوگی کہ مسلمان اس قدر دولت مند ہو جائیں گے کہ ان میں کوئی محتاج مال کا طلب گار نہ ملے گا۔

واقدی کہتا ہے کہ اس سال بنو تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بنو تمیم کا وفد:

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس التمیمی بن تمیم کے دوسرے اشراف کے ساتھ جن میں الاقرع بن حابسؓ' بنو سعد کا زبرقان بن بدر التمیمی' عمرو بن الاہتم خنات بن فلاں' نعیم بن زید اور بنو سعد کا قیس بن عاصم تھے۔ بنو تمیم کے ایک بہت بڑے وفد کے ساتھ جن کے ہمراہ عیینہ بن حصن بن حذیفۃ الفزاری بھی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ ان میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن مکہ کی فتح اور طائف کے محاصرے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ چکے تھے مگر اس وقت یہ بھی بنو تمیم کے ساتھ آئے۔

بنی تمیم کی شاعر و خطیب کے مقابلے کی دعوت:

یہ وفد مسجد نبوی میں آیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے پاس باہر آؤ۔ یہ بات آپ کو ناگوار گزری مگر آپؐ باہر آ گئے انہوں نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ! ہم آئے ہیں تاکہ تمہارے مقابلہ میں اپنے فخر کا اظہار کریں' تم ہمارے شاعر اور خطیب کو تقریر کرنے کی اجازت دو' آپؐ نے فرمایا اچھی بات ہے میں نے تمہارے خطیب کو اجازت دی وہ تقریر کرے۔

عطارد بن حاجب کی تقریر:

عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا: ''اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر اپنا فضل کیا جس کا وہ اہل ہے اس نے ہمیں فرمانروا بنایا ہم کو بے شمار دولت دی جسے ہم صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہیں۔ تمام اہل مشرق میں اس نے ہم کو سب سے زیادہ معزز

بنایا' ہماری تعداد بڑی کی اور ہر قسم کا ساز و سامان عطاء فرمایا تمام عالم میں ہمارا کون ہم سر ہے کیا ہم سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں ہیں اور جو ہمارے سامنے اپنی بڑائی کا مدعی ہوا ہے چاہیے کہ وہ خوبیاں گنوائے جو ہم نے بیان کی ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اور بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر ہم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنی خوبیوں کے اظہار کو طول دیں اتنا ہی کافی ہے جواب میں نے کہا اب تم کو چاہیے کہ تم اس کا جواب دو اور اپنی کوئی ایسی خوبی بیان کرو جو ہماری فضیلت سے افضل ہو''۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی جوابی تقریر:

اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنوالحارث بن خزرج کے ثابت بن قیس بن شماسؓ سے کہا کہ کھڑے ہو کر اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔ ثابتؓ نے کھڑے ہو کر کہا: ''تمام تعریفیں اس خدا کو سزاوار ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ان میں اپنا قانون نافذ کیا' اس کا علم اس کے مقام پر حاوی ہے اس نے ہر شے کو عدم محض سے اپنے فضل سے پیدا کیا اس نے اپنی قدرت سے ہم کو فرمانروا بنایا' اپنے بہترین بندے کو اس نے اپنا رسول بنایا جو اپنے نسب اور حسب کے اعتبار سے سب سے افضل اور اکرم ہیں اور سب سے بڑھ کر صادق القول ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی ان کو اپنی مخلوق کا امین مقرر کیا اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس کام کے لیے بہترین آدمی کا انتخاب کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی۔ سب سے پہلے ان کی قوم کے مہاجرین اور اعزاء نے جو باعتبار اپنی شرافت نسبی' وجاہت ذاتی اور نیک کرداری بہترین افراد عالم ہیں ان کی دعوت قبول کی اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے' ان کے بعد سب سے پہلے دوسرے لوگوں میں ان کی دعوت پر ہم انصار نے لبیک کہا اور ہم آپ پر ایمان لائے اس طرح ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں اب ہم لوگوں سے اس لیے جنگ کر رہے ہیں کہ وہ بھی اللہ پر ایمان لے آئیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا اس کی جان و مال محفوظ ہے اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ کے لیے اللہ کے لیے اس سے لڑتے رہیں گے اور کافر کا قتل کرنا ہمارے لیے بالکل سہل ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اور تمام مومنوں اور مومنات کے لیے اللہ سے معافی کا خواہاں ہوں' والسلام علیکم''۔

زبرقان بن بدر کی نظم:

اس کے بعد بنوتمیم کے وفد نے کہا اب ہمارے شاعر کو اجازت ہو وہ نظم سنائے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا: زبرقان بن بدر نے یہ قصیدہ پڑھا:

نحن الکرام فلا حیی یعاد لنا   منا الملوک و فینا تنصب البیع

ترجمہ: ''ہم شرفاء ہیں' کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کر سکتا' ہم ہی میں سے روساء ہوتے ہیں اور ہمارے یہاں بیعت کی جاتی ہے۔

وقم کسرنا من الاحیاء کلھم   عند النھاب و فضل العزیتبع

ترجمہ: ہم نے جنگ میں تمام قبائل کو زیر کیا ہے اور جو سب سے زیادہ معزز ہوتا ہے اس کی اتباع کی جاتی ہے۔

ونحن لطعم عند القحط مطعمنا   من الشواء اذا لم یونس القزع

ترجمہ: ایسے قحط میں کہ جب کہیں چولہا ہی نہیں جلتا ہم بھنے ہوئے گوشت سے اپنے سائل کی ضیافت کرتے ہیں۔

ثم نری الناس تاتینا سرائھم من کل ارضٍ ھویا ثم نصطنع

ترجمہ: ہر جگہ اور ہر قبیلے کے حاجت مند سردار ہمارے یہاں آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔

فنھر الکرم غطبا فی ارومتنا للنازلین اذا ما انزلوا شبعوا

ترجمہ: ہم اپنی بقائے عزت کے لیے اپنے یہاں آنے والوں کے لیے فربہ اونٹ ذبح کرتے ہیں تاکہ جب وہ ہمارے مہمان ہیں تو شکم سیر ہو کر کھائیں۔

فلا نزانا الی حیّ تفاخرھم الا استقادو ار کاو الراس یقتطع

ترجمہ: اسی لیے ہم جس قبیلے کے مقابلے پر اظہار فخر کرتے ہیں ان کے سر اس طرح ہمارے سامنے جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔

انا ابینا ولم یابی لنا احد انا کذالك عند الفخر ترتفع

ترجمہ: ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہمارے مطالبے کا انکار نہیں کر سکتا اور یہی بات ہے کہ اظہار فخر کے موقع پر ہم سربلند ہیں۔

فمن یقادر نافی ذاك یعرفنا فیرجع القول و الاخبار تستمع

ترجمہ: لہٰذا جو شرافت و عزت میں ہم سے بڑھ کر ہو وہ ہمیں بتائے اور اس کا جواب اور سب کو معلوم ہی ہو جائے گا''۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کے اشعار:

حسان بن ثابتؓ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ تھے آپؐ نے ان کے بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ حسانؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا قاصد میری طلبی میں آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ آپؐ نے مجھے بنوتمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے بلایا ہے۔ میں آپؐ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوا اور یہ شعر کہہ رہا تھا۔

منعنا رسول اللہ اذحل بیننا علی کل باغ من معدّ و راغم

ترجمہ: ''جب رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں آئے ہم نے عرب اور غیر عرب کے ہر سرکش کے مقابلے میں آپ کی حمایت و حفاظت کی۔

منعناہ لما حل بین بیوتنا باسیا فنا من کل عادٍ و ظالم

ترجمہ: جب آپؐ ہمارے یہاں مقیم ہوئے ہم نے اپنی تلواروں سے ہر دشمن اور ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔

ببیت حوید عزہ و ثراوہ بجابیة الجولان وسط الاعاجم

ترجمہ: ایسے شریف خاندان کے ساتھ جس کی عزت اور قدامت شہرۂ آفاق ہے۔

ھل المجد الالسود العورو الندی وجاہ الملوك واحتمال العظائم

ترجمہ: سیادت نسبی' سخاوت' شوکت اور بڑے بڑے کاموں کا کرنا یہی اصل بزرگی اور فضیلت ہے''۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کی نظم:

حسانؓ بن ثابت سے مروی ہے کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا بنو تمیم کے شاعر نے کھڑے ہو کر فخریہ اشعار پڑھے۔ میں نے اس کے قصیدے کے جواب میں اسی طرز پر قصیدہ کہہ لیا۔ جب زبرقان بن بدر اپنا قصیدہ پڑھ چکا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا حسانؓ اب تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کا جواب دو۔ حسان نے یہ قصیدہ سنایا۔

ان الذّوائب من فهر و اخرتهم قد بينوا سنة للناس تتبع

ترجمہ: ''شرفاء اور امراء بنو فہر اور ان کے دوسرے قبائل سے ہوتے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کے لیے ایک دستور بنا دیا ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔

يرضى بها كل من كانت سويرته تقوى الاله و كل الخير يصطنع

ترجمہ: اس دستور کو ہر وہ شخص جو اللہ سے ڈرتا ہے پسند کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر ایک نیک بات پر عمل کیا جاتا ہے۔

قومٌ اذا حاربوا ضرّوا عدوّهم او حاولوا لنفع فى اشياعهم نفعوا

ترجمہ: وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ اپنے دشمن سے لڑتی ہے اسے تباہ کر دیتی ہے اور جب وہ اپنوں کو نفع پہنچانا چاہتی ہے تو ان کو نفع پہنچاتی ہے۔

سجيّةٌ تلك منهم غير محدثة ان الخلائق فاعلم شرّها البدع

ترجمہ: ان کی یہ سرشت قدیم ہے جدید نہیں اور جو عادات جدید ہوتی ہیں وہ ایسی نہیں ہوتیں۔

ان كان فى الناس سباقون بعدهم فكل سبق لا دنى سبقهم تبع

ترجمہ: ان کے بعد اگر دوسروں میں کوئی بڑھنے والے ہوں تو ان کی یہ سبقت ان کی ادنیٰ سبقت۔ سے بھی کم ہوگی۔

لا يرقع الناس ما ادهت اكفهم عند الدفاع و لا يومون مارقعوا

ترجمہ: جنگ میں جو نقصان یہ پہنچا دیں پھر اس کی کوئی تلافی نہیں کر سکتا اور جس رخنے کو یہ دور کر دیں پھر اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

ان سابقوا الناس يوما فازسبقهم او وازنوا اهل مجد بالندى متعوا

ترجمہ: اگر وہ کسی سے مسابقت کرتے ہیں تو سب سے بڑھ جاتے ہیں اور جب اہل سخاوت سے سخاوت میں ان کا موازنہ کیا جاتا ہے انھیں کا وزن بھاری ہوتا ہے۔

اعفة ذكرت فى الوحى عفتهم لا يطبعون و لا يرديهم طمع

ترجمہ: وہ ایسے پاک دامن ہیں کہ کلام اللہ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ نہ وہ اپنے نفس کے تابع ہیں اور نہ طامع ہیں۔

لا ينجلون على جارٍ بفضلهم و لا يمستهم من مطمع طبع

ترجمہ: نہ وہ اپنے ہمسائے کو نفع پہنچانے میں بخل کرتے ہیں اور نہ ان کو کسی قسم کا لالچ لبھاتا ہے۔

اذا نصبنا محى لم نذب لهم كما يدب الى الوحشة الذرع

ترجمہ: جب ہم کسی سے لڑتے ہیں تو چوروں کی طرح چپ چاپ اس کے مقابلے پر نہیں جاتے جس طرح کہ شکاری اپنی کمین گاہ سے وحشی جانور کے لیے پاؤں دبا کر دوڑتا ہے بلکہ ہوشیار کر کے علی الاعلان سامنے جاتے ہیں۔

نسمو الحرب نالتنا مخالبها — یذالزعاتف من اظفارھا حشعوا

ترجمہ: جنگ میں ہم بخوشی آگے بڑھتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے نکمے اس سے ڈر جاتے ہیں۔

لا فخران ھم اصابوا من عدوھم — و ان اصیبوا فلا خورٌ و لا ھلع

ترجمہ: اگر وہ اپنے دشمن کو زیر کر لیتے ہیں تو وہ اس پر فخر نہیں کرتے اور اگر ان کو کبھی شکست ہو جاتی ہے تو اس سے وہ کبھی خائف اور پست ہمت نہیں ہوا کرتے۔

کانھم فی الرغیٰ و الموت مکتنع — اسد بحلیة فی ارساعنھا فدع

ترجمہ: وہ جنگ میں جب کہ موت پر تولے کھڑی ہوتی ہے اس قدر مطمئن ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ شیر جس کے پاؤں میں کوئی تکلیف ہو وہ اپنی جھاڑی میں اطمینان سے آہستہ آہستہ چلتا ہے۔

خذمنھم ماتوا عفوا اذا غضبوا — و لا یکن ھمك الامر الذی منعوا

ترجمہ: جب وہ جوش میں ہوں تو جو وہ دیں اسے عنایت سمجھ کر لے لو مگر جس کو وہ نہ دینا چاہیں اس کے لینے کا کبھی ارادہ ہی مت کرو۔

فان فی حربھم فاترك عداوتھم — شرا یخاض علیه السم و السلع

ترجمہ: ان کی دشمنی سے باز آ کیونکہ ان کی لڑائی میں سم قاتل ملا ہوا ہے۔

اکرم بقوم رسول الله شیعتھم — اذا تفرقت الاھواء و الشیع

ترجمہ: اس قوم کی عزت کا کیا کہنا جس کے اتحاد میں رسول اللہ ﷺ شریک ہیں جب کہ اور قوموں میں کوئی اتحاد اور اتفاق رائے نہیں ہے۔

اھدی لھم مدّحتی قلبٌ یوازره — فیما احب لسانٌ حائكٌ صنعُ

ترجمہ: میرے قلب نے ایک قادر الکلام کی زبان کی مدد سے اس مدح کا ہدیہ ان کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔

فانھم افضل الاحیاء کلھم — ان جد بالناس جدا لقول اوشمعوا

ترجمہ: یہ لوگ تمام قبائل سے ہر طرح کے افضل ہیں چاہے لوگ غور سے اس بات کا اندازہ کریں یا معمولی طور پر''۔

بنو تمیم کا قبول اسلام:

حسانؓ بن ثابت جب اپنے اشعار پڑھ چکے اقرع بن حابس نے کہا قسم ہے میرے باپ کی یہ شخص بے شک نبی برحق ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند تر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کچھ مال بطور صلہ کے دیا۔ عمرو بن الاہتم کو یہ لوگ اپنی قیام گاہ میں سواریوں کی خبر گیری کے لیے چھوڑ آئے تھے قیس بن عاصم اس سے عداوت رکھتا تھا۔ قیس نے عمرو بن الاہتم کو

ذلیل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمارا ایک نوعمر لڑکا ہمارے ساتھ ہے اسے ہم اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ اس کا حصہ بھی عطاء فرمایئے۔ چنانچہ آپؐ نے دوسروں کے مماثل اسے بھی صلہ دیا۔ جب عمرو بن الاہتم کو قیس بن عاصم کے اس قول کی اطلاع ملی وہ غضب ناک ہوا اور اس نے قیس بن عاصم کی ہجو لکھی' اسی وفد کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمِ اَکْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ. (جو بنوتمیم حجروں کے عقب سے تم کو پکارتے ہیں ان میں بیشتر ناسمجھ ہیں) یہ پہلی قرأت تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن ابی سلول نے انتقال کیا۔ یہ آخر شوال میں بیمار ہوا اور ذوالقعدہ میں مرا۔ بیس راتیں یہ بیمار رہا۔

اس سال رمضان میں حمیر کے رئیس حارث بن عبد کلال نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذی رعین کے فرمانروا نے اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو اپنے اسلام لانے کی اطلاع دی۔

روسائے حمیر کا قبول اسلام:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ واپس آئے آپ کو شاہان حمیر حارث بن کلال نعیم بن کلال اور ذی رعین' ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کا ان کے قاصد کے ذریعے وہ خط موصول ہوا جس میں انھوں نے اپنے اسلام لانے کا اقرار اور اعلان کیا تھا۔ زرعہ بن ذی یزن نے مالک بن مرۃ الرہاوی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ان رئیسوں اور خود اپنے خاندان کے مسلمان ہونے اور شرک کو ترک کرنے کی اطلاع کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا روسائے حمیر کے نام خط:

آپؐ نے اس کے جواب میں ان کو یہ خط لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے ملوک حمیر حارث بن کلال' نعیم بن کلال اور ذی رعین' ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کے نام لکھا جاتا ہے امابعد میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے حمد کرتا ہوں اور اس کے بعد اطلاع دیتا ہوں کہ میرے رومی علاقے سے واپسی کے بعد تمہارا پیامبر مدینہ میں آ کر مجھ سے ملا اس نے تمہارا پیام پہنچایا تمہاری حالت بیان کی تمہارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی اطلاع دی۔ اللہ نے تم کو اپنی ہدایت دی بشرطیکہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو' نماز پڑھو' زکوٰۃ دو' مال غنیمت میں سے اللہ اور اس کے رسول کا پانچواں حصہ نکال کر ادا کرو۔ اس کے علاوہ زمین کا لگان دو' جو زمین چشمے یا بارش سے سیراب ہو اس میں سے عشر دیا جائے اور جو ڈول سے سیراب کی جائے اس میں سے نصف عشر دو۔ چالیس اونٹوں پر ایک جوان اونٹنی اور تیس اونٹوں میں ایک جوان اونٹ دیا جائے۔ ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس میں دو بکریاں دی جائیں۔ ہر چالیس بیلوں میں ایک جوان گائے اور ہر تیس گائے بیلوں میں ایک بچھڑا یا نر یا ہر چالیس بھیڑ بکریوں میں ایک جوان بکری۔ زکوٰۃ کا یہ نصاب اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے مگر جو صرف مقررہ ادا کرے' اپنے اسلام کا اعلان کرے اور مشرکین کے مقابلوں میں مومنوں کی مدد کرے وہ مومن ہے اس کو مومنوں کے تمام حقوق حاصل ہوں گے اور اسی طرح مومنوں کی تمام ذمہ داریاں اس پر عائد

ہوں گی' اور اس وعدے کے ایفاء کے لیے میں اللہ اور اس کے رسول کی ضمانت دیتا ہوں' جو یہودی یا نصرانی اسلام لائے اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوگا اور جو شخص یہودی یا عیسائی مذہب پر قائم رہے وہ رہے اس کو تبدیل مذہب کے لیے کسی طرح بھی مجبور نہیں کیا جائے گا' البتہ اس سے جزیہ لیا جائے گا۔ جس کی مقدار ہر بالغ شخص پر چاہے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل ہے یا اس کی قیمت معافر سکے میں یا اتنی قیمت کا کپڑا' جو شخص یہ رقم اللہ کے رسول کو دے دے گا اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسولؐ پر ہے اور جو شخص جزیہ نہیں دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن سمجھا جائے گا''۔

زرعہ بن ذی یزن:

اس کے بعد اللہ کے رسول محمدؐ النبی زرعہ بن ذی یزن کو لکھتے ہیں۔ کہ جب تمہارے پاس میرے فرستادے معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبادہ' عقبہ بن نمر' مالک بن مرہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ہمراہی آئیں تم تپاک سے ان کا خیر مقدم کرنا اور اپنی رعایات زکوٰۃ اور جزیہ وصول کر کے ان کے حوالے کرنا۔ یہ تم سے خوش ہو کر واپس آئیں۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسولؐ ہوں۔ مالک بن مرۃ الرہاوی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قوم حمیر میں سب سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا ہے اور مشرکوں کو قتل کیا ہے۔ اس پر میں تم کو خیر کی بشارت دیتا ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں' تم نہ خیانت کرنا اور نہ ان کی حمایت ترک کرنا۔ رسول اللہ ﷺ تمہارے غنی اور فقیر سب کے لیے یکساں مولیٰ ہیں اور صدقہ نہ ان کے لیے جائز ہے اور نہ ان کی اولاد کے لیے وہ صرف زکوٰۃ ہے جو طہارت مال کے لیے مومن فقیر اور مسافروں کے لیے لی جاتی ہے مالک نے تمہارا پیام بخوبی پہنچا دیا میں تم کو اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں جن لوگوں کو میں نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ باعتبار اپنے علم و عمل کے میرے اچھے پیرو ہیں اس لیے تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بہراء کا وفد:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال بہراء کا وفد جس میں تیرہ آدمی تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ مقداد بن عمر کے یہاں مقیم ہوئے۔

وفد بنو بکاّ:

اس سال بنو بکاّ کا وفد آیا۔ اس سال بنو فزارہ کا وفد جس میں دس سے زیادہ آدمی تھے جن میں خارجہ بن حصن بھی تھا مدینہ آیا۔ اس سال رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی خبر مرگ کا مسلمانوں میں اعلان کیا۔ رجب ۹ھ میں اس کا انتقال ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں حج:

اس سال ابوبکر کی امارت میں حج ہوا۔ ابوبکرؓ مدینہ سے تین سو حاجیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ نے بیس جانور قربانی کے ساتھ کیے تھے۔ خود ابوبکرؓ پانچ جانور لے گئے تھے۔ اس سال عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بھی حج کیا اور ہدی لے گئے۔ ابوبکرؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ان کے عقب میں روانہ کیا۔ علیؓ عرج میں ابوبکرؓ سے مل گئے۔ علیؓ نے قربانی کے دن عقبہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورۂ براۃ پڑھ کر سنائی۔

سورۂ براۃ کا نزول:

سدی سے مروی ہے کہ جب سورہ براۃ کی تقریباً چالیس آیتیں نازل ہوئیں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ابوبکرؓ کے ذریعے حج میں سنانے کے لیے بھیجا اور ان کو اس سال امیر حج مقرر کیا۔ مدینہ سے روانہ ہو کر ابوبکرؓ ذوالحلیفہ کے قریب شجرہ آئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ نے وہ آیات ابوبکرؓ سے لے لیں۔ ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ مگر میں نے چاہا کہ اس پیام کو صرف میں پہنچاؤں یا میرا کوئی اپنا۔ ابوبکرؓ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ غار میں رہے اور تم حوض کوثر پر میرے مصاحب رہو گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک میں اس سے خوش ہوں۔ اس کے بعد ابوبکرؓ امیر الحج کی حیثیت سے مکہ روانہ ہوئے اور علیؓ سورۂ براۃ کی اطلاع دینے کے لیے مکہ آئے۔ قربانی کے دن انہوں نے اعلان کر دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ رہے اور کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے نیز جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا ہے صرف اس کی مدت تک وہ معاہدہ جائز سمجھا جائے گا اس کے بعد منسوخ سمجھا جائے گا اور یہ زمانہ کھانے اور پینے کا ہے اور اللہ تعالیٰ جنت میں مسلمان کے علاوہ کسی کو داخل نہیں کرے گا۔ علی کی اس تقریر پر مشرکوں نے کہا کہ ہم خود تمہارے اور تمہارے ابن عم کے عہد سے اپنی برأت کرتے ہیں اور اس کا جواب نیزے اور تلوار سے دیں گے۔ کہنے کو تو یہ کہہ آئے مگر وہاں سے واپس آ کر مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا' تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو تم بھی اسلام لے آؤ۔

مکہ سے مشرکین کے اخراج کا حکم:

محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کر کے مکہ بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو سورۂ براۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکہ بھیجا۔ علیؓ نے ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیا جن میں چار ماہ کی مہلت مشرکین کو دی گئی تھی کہ اس مدت میں وہ اور حرم میں رہ سکتے ہیں۔ علیؓ نے عرفہ کے دن یہ آیات ان کو سنائیں اور بیس دن ذوالحجہ کے محرم' صفر' ربیع الاوّل اور دس دن ربیع الآخر کے ان کو مہلت دی۔ اس کے علاوہ خود لوگوں کے گھروں میں اس حکم کو سنا دیا گیا۔ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے۔ اس سال صدقات فرض کیے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔ اس فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ. (ان کے اموال میں سے صدقہ لو تا کہ وہ پاک ہو جائیں) یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال:

اس سال شعبان میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ایک ام عطیہ بھی تھیں ان کو غسل دیا تھا۔ ابوطلحہؓ ان کی قبر میں اترے تھے۔

ضمام بن ثعلبہ:

اس سال ثعلبہ بن منقذ اور سعد بن ہذیم کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ

بنوسعد بن بکرؓ نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا' وہ مدینے آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اس کے پاؤں باندھے اور مسجد کے اندر آیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ ضمام بن ثعلبہ ایک بڑا وجیہ اور طاقتور آدمی تھا۔ اس کے سر پر گھنے بال تھے اور دو کاکلیں ہر دو جانب تھیں۔ اس نے آپؐ کے قریب آ کر پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا میں ہوں۔ اس نے کہا محمدؐ، آپؐ نے فرمایا ہاں۔

ضمام بن ثعلبہ کا قبول اسلام:

ضمامؓ بن ثعلبہ نے کہا اے ابن عبدالمطلب دیکھو میں تم سے چند سوالات کروں گا اور ان میں درشتی ہو گی اس سے تم کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلا تکلف جو چاہو سوال کرو' اس نے کہا میں تم کو تمہارے' تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو نبی بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے آپؐ نے فرمایا بے شک۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں تم کو تمہارے پیشرو اور تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی پرستش کریں اور ان تمام اوتاروں سے قطع تعلق کر لیں جن کی پرستش خدا کے سوا ہمارے آباء و اجداد کرتے چلے آئے' آپؐ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا میں تم کو تمہارے' تمہارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم نماز پنجگانہ پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا بے شک' اس کے بعد اب اس نے اسی طرح کا واسطہ دے کر تمام فرائض اسلام جیسے زکوٰۃ، روزے، حج اور دوسرے قوانین اسلام کے متعلق آپؐ سے سوالات کیے اور پھر اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ ان فرائض کو بجا لاؤں گا اور جن باتوں کے کرنے سے آپؐ نے ممانعت فرمائی ہے ان سے اجتناب کروں گا اس کے بعد نہ اس پر زیادتی کروں گا اور نہ کمی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کاکلوں والا اپنے اقرار میں سچا ہے تو بے شک جنت میں جائے گا۔

بنوسعد بن بکر کا قبول اسلام:

ضمام اپنے اونٹ کے پاس آیا اس نے اس کے پاؤں کھولے اور پھر سوار ہو کر مدینہ سے اپنی قوم کے پاس آیا' وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے اس کے منہ سے یہ جملہ نکلا۔ لات اور عزیٰ کا برا ہو۔ لوگوں نے کہا ضمام زبان بند کرو ورنہ برص' جذام یا جنون تجھ کو ہو جائے گا۔ اس نے کہا افسوس ہے تم پر یہ کیا کہتے ہو' بخدا یہ دونوں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ مضرت' اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے جو تم کو تمہاری ضلالت سے نجات دے گی۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ انہوں نے اوامر اور نواہی کے متعلق جو احکام مجھے دیے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ رات ہونے سے قبل وہ تمام آبادی مرد و عورت مسلمان ہو گئے۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہم نے کسی اور قوم کے وکیل کا حال نہیں سنا۔



باب ۱۸

سنۃ الوفود ۱۰ھ

اس سال ربیع الاوّل' ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن الولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ بنوالحارث بن کعب کے مقابلے پر بھیجا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی نجران میں تبلیغ اسلام:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ۱۰ ہجری کے ربیع الآخر یا جمادی الاولیٰ میں رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن الولید کو بنوالحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کے لیے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں ان کے اسلام کو تسلیم کر لینا' ان میں قیام پذیر ہونا' ان کو کتاب اللہ' اس کے نبی کی سنت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا۔ اگر وہ اسلام نہ لائیں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالدؓ مدینہ سے چل کر نجران آئے اور انھوں نے ہر سمت شتر سوار دعوت اسلام کے لیے روانہ کیے جو کہتے تھے لوگو! اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ خالدؓ وہاں ٹھہر گئے اور ان کو اسلام' کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دینے لگے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا خط:

اس کے متعلق خالدؓ نے حسب ذیل خط رسول اللہ ﷺ کو لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد النبی رسولؐ اللہ کی جانب خالدؓ بن الولید کی طرف سے لکھا جاتا ہے اے اللہ کے رسولؐ! تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ میں آپؐ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! یا رسول اللہ ﷺ' آپؐ نے مجھے بنوالحارث بن کعب کے پاس ارسال کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور اس مدت میں ان کو اسلام کی دعوت دوں اگر وہ اسلام لے آئیں میں اسے تسلیم کر کے ان کو ارکانِ اسلام' کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں۔ میں ان کے پاس آیا۔ میں نے یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم کے مطابق تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی اور شتر سواروں کے ذریعے سے یہ پیام پہنچایا کہ اے بنوالحارث اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے وہ اسلام لائے اور انھوں نے جنگ نہیں کی۔ اب میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حکم آنے تک ان لوگوں کے ساتھ مقیم ہوں اور ان کو ارکانِ اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو وسلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

رسول اللہ ﷺ کا خط بنام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد النبیؐ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے خالدؓ بن الولید کو لکھا جاتا ہے کہ تم پر سلامتی ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد! تمہارا خط تمہارے قاصد کے ہاتھ مجھے ملا جس میں تم نے بنوالحارث کی جنگ سے قبل ہی اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور مجھے معلوم

ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی اسے انہوں نے قبول کیا اور اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے کوئی اور خدا نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو۔ دوزخ سے ڈراؤ اور پھر چلے آؤ اور اپنے ساتھ ان کا ایک وفد بھی لاؤ۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بنوالحارث بن کعب کا وفد:

اس حکم کے موصول ہوتے ہی خالدؓ بن الولید رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے۔ ان کے ہمراہ بنوالحارث بن کعب کا ایک وفد بھی جس میں قیس بن الحصین بن یزید بن قنان ذوالغصہ‘ یزید بن عبدالمدان‘ یزید بن المحجل‘ عبداللہ بن قریظ الزیادی‘ شداد بن عبداللہ القنانی اور عمرو بن عبداللہ القبابی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کو دیکھ کر آپؐ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتی ہیں آپؐ سے کہا گیا کہ یہی بنوالحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے انہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم ہنکائے جاتے ہو تو آگے بڑھتے ہو۔ وہ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپؐ نے یہ بات دو تین مرتبہ کہی‘ کسی نے جواب نہیں دیا۔ چوتھی مرتبہ کہی‘ یزید بن عبدالمدان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہانکے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر خالد بن الولیدؓ نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔

عہد جاہلیت میں بنوالحارث کا عمل:

یزید بن عبدالمدان نے کہا بخدا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے یا خالدؓ کے شکر گزار نہیں ہیں۔ آپؐ نے پوچھا پھر کس کے شکر گزار ہو۔ انھوں نے کہا ہم اس اللہ کے شکر گزار ہیں جس نے آپ کی وجہ سے ہماری رہنمائی کی۔ آپؐ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو‘ اچھا یہ بتاؤ کہ عہد جاہلیت میں تم اپنے دشمنوں پر کس طرح غلبہ حاصل کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم تو کسی پر غلبہ نہیں پاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک تم اپنے مقابل پر غلبہ پاتے تھے اس کی وجہ بتاؤ۔ انھوں نے کہا چونکہ ہم غلام زادے ہیں اس وجہ سے جو کوئی ہم سے لڑتا تھا ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کرتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور ہم خود کبھی کسی پر ظلم میں ابتداء نہیں کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے قیس بن الحصین کو بنوالحارث بن کعب کا امیر مقرر کیا۔ یہ وفد اپنی قوم کے پاس بقیہ شوال یا شروع ذوالقعدہ میں چلا آیا۔ ان کی واپسی کے چار ماہ بعد ہی رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔

عمرو بن حزم الانصاری کا فرمان تقرر:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ بنوالحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنوالنجار کے عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تا کہ یہ ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں‘ سنت رسول بتائیں ارکانِ اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ اس کے متعلق آپؐ نے عمرو بن حزم کو ان کا فرمانِ تقرر لکھ کر دیا اور اس میں آپؐ نے اپنی جانب سے احکام دیئے‘ وہ فرمان یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ بیان اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے لکھا جاتا ہے ۔ اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو' یہ عہد محمد النبیؐ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے ان کو یمن بھیجتے وقت لکھا جاتا ہے ۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈریں اور جو نیک کردار ہیں میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور خیر کا حکم دیں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان سمجھائیں ۔ لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے ۔ لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں' نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں ۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس سے اس نے منع کیا ہے اسی کے لیے وہ کہتا ہے' خبردار ہو جاؤ' ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے' لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اس کے اعمال سے آگاہ کریں' دوزخ سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے متنبہ کر دیں ۔ لوگوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئیں تاکہ وہ ارکانِ دین کو اچھی طرح سمجھ لیں ۔ لوگوں کو حج کے ارکان بتائیں ان میں جو سنت ہے اور جو فرض ہے اس کی تشریح کریں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق اللہ نے جو احکام دیے ہیں ان سے لوگوں کو واقف کریں وہ لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنے سے روک دیں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ شانوں پر ڈالا جا سکے تو مضائقہ نہیں ۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گات باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے کہ ان کو شرم گاہ کھل جائے ممانعت کر دیں ۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کر دیں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال نہ ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے اور اس بات کی ممانعت کر دیں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لیے آواز نہ دیں بلکہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ایک دوسرے کی حمایت کریں اور جو اللہ کی حمایت کے لئے دعوت نہ دے بلکہ محض اپنے قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لئے دعوت دے تو اسے تلوار سے ختم کر دینا چاہیے تاکہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی دعوت قائم ہو ۔ لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنا منہ دھوئیں' کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں اور میں نے ان کو اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں تمام میں رقت قلب ظاہر کریں ۔ صبح کی نماز تڑکے پڑھیں' دوپہر کی نماز دوپہر کو زوالِ شمس کے بعد پڑھیں ۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جب کہ آفتاب کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز رات شروع ہونے پر ادا کریں اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار کریں رات کے اول حصے میں عشاء کی نماز پڑھیں جمعہ کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کے ساتھ نماز کے لیے جائیں' نماز کو جاتے وقت غسل کریں ۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کا خمس وصول کریں اور زمینوں میں سے مومنین سے بقدر عشر لگان وصول کریں ۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں اور جو ڈول سے سیراب ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں ۔ بیس اونٹوں میں چار بکریاں لی جائیں' چالیس گایوں میں ایک گائے تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا نر یا چالیس بکریوں میں ایک بکری' یہ مقدار اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوٰۃ کے لیے فرض کی گئی ہے جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کر لے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے اسے ہرگز ترک مذہب کے لیے کسی

طرح بھی مجبور نہ کیا جائے' البتہ ان کے ہر بالغ مرد و عورت پر وہ آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائے جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے نقد نہ وصول ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپؐ کے عامل تھے۔

سلامان کا وفد:

اس سال شوال میں سلامان کا وفد جس میں سات آدمی تھے حبیب السلامی کی صدارت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال رمضان میں غسان کا وفد آیا نیز اس سال رمضان میں غامد کا وفد آیا۔

بنو ازد کا وفد:

اس سال بنو ازد کا وفد جس میں بارہ تیرہ اشخاص تھے صرد بن عبداللہ کی سرکردگی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی بنو ازد کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسلام لائے اور بڑے مخلص مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان لوگوں کا جو ان کی قوم سے اسلام لے آئے امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے کنبے کے مسلمانوں کے ساتھ قبائل یمن کے مشرکوں سے جہاد کریں۔

اہل جرش سے جنگ:

صرد بن عبداللہ اس حکم کے مطابق فوج لے کر یمن چلے' جرش آئے اس زمانے میں وہ ایک قلعہ بند شہر تھا جس میں یمن کے کئی قبیلے سکونت پذیر تھے' بنو خثعم بھی ان کے پاس آ گئے تھے جب ان کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا علم ہوا یہ سب کے سب شہر کے اندر آ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ماہ کے قریب ان کا محاصرہ کیا مگر شہر والوں نے مسلمانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور ان کو اندر نہ آنے دیا۔ مجبور ہو کر صرد بن عبداللہ واپس ہوئے۔ واپسی میں وہ کشر نامی ایک پہاڑی میں تھے کہ اہل جرش کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے ہیں ان کا تعاقب کیا جائے' وہ مسلمانوں کے تعاقب کے لیے شہر سے باہر نکلے اور جب مسلمانوں کے قریب آ گئے صرد بن عبداللہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور کثیر التعداد کو تہ تیغ کر دیا۔ اس سے قبل اہل جرش نے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے دو آدمی مدینہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجے تھے۔ وہ دونوں واقعات کی دریافت اور حالات دیکھنے کے لیے ابھی مدینہ میں مقیم تھے کہ ایک دن عصر کے بعد شام کو وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے پوچھا یہ لشکر کہاں ہے ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے علاقے میں البتہ ایک پہاڑ کشر نامی موجود ہے اور اہل جرش اسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کا نام کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں جرشیوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے ذکر کی کیا وجہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت کفار وہاں ذبح کیے جا رہے ہیں۔ وہ آپؐ کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے بلکہ ابوبکرؓ یا عثمانؓ کے پاس جا بیٹھے۔ ان میں سے کسی صاحب نے ان دونوں سے کہا تم لوگ نا سمجھ ہو تمہاری حالت پر افسوس ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تمہاری قوم کے قتل کی تم کو اطلاع دی ہے تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور درخواست کرو کہ وہ اللہ سے دعاء کریں کہ تمہاری قوم سے یہ مصیبت اٹھا لی جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ درخواست آپؐ سے کی۔ آپؐ نے اللہ سے ان

کے لیے دعاء کی کہ اے خداوندا اس مصیبت کو تو ان پر سے اٹھا لے۔ اس کے بعد وہ دونوں آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آئے یہاں آ کر ان کو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ان سے کہا تھا ان کی قوم صرد بن عبداللہ کے ہاتھوں بری طرح قتل ہوئی' اب دوبارہ جرش کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دیہات کے گرد مشہور اور متعارف حدود کے اندر گھوڑوں' اونٹوں اور زراعت کے مویشیوں کے لیے ایک چراگاہ مقرر فرما دی۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور اس میں اپنے جانور چرائے تو وہ ناجائز ہے۔

قبیلہ ہمدان کا قبول اسلام:

رمضان میں اسی سال رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا۔ اس کے متعلق براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ بن ولید کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے اہل یمن کے پاس بھیجا' ان کے ساتھ جو لوگ گئے تھے ان میں میں بھی تھا۔ خالدؓ بن ولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا' تب آپؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور حکم دیا کہ خالدؓ بن ولید واپس آ جائیں' البتہ ان کے ہمراہیوں میں سے جو نہ آنا چاہے وہ یمن میں رہنے دیا جائے۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو علیؓ کے ساتھ یمن میں رہ گئے۔ ابھی ہم یمن کی سرحد میں داخل ہوئے تھے کہ ہماری اطلاع سب کو ہوگئی۔ وہ سب علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے۔ انھوں نے صبح کی نماز ہمیں پڑھائی' نماز کے بعد انھوں نے ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کیا اور سامنے بڑھ کر اللہ کی حمد وثناء کے بعد رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا۔ ایک دن میں تمام قبیلۂ ہمدان اسلام لے آیا۔ علیؓ نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی۔ خط پڑھ کر آپؐ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر بیٹھ گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو ہمدان پر سلامتی ہو اس کے بعد تمام اہل یمن یکے بعد دیگرے اسلام لے آئے۔

زبید کا وفد:

اس سال زبید کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ عمرو بن معدی کرب بنی زبید کے چند آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ آنے سے پہلے عمرو بن معدی کرب نے جب اس کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر معلوم ہوئی قیس بن مکشوح المرادی سے کہا تھا کہ آج تم اپنی قوم کے رئیس ہو۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حجاز میں قریش کے ایک شخص محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم ہمیں لے کر ان کے پاس چلو تا کہ معلوم کریں کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اگر وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات ملاقات سے معلوم ہو جائے گی ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہوا تو بھی معلوم ہو جائے گا۔ مگر قیس بن مکشوح نے اس کی تجویز مسترد کر دی اور ان کو بے وقوف ٹھہرایا۔ عمرو بن معدی کرب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ کی تصدیق کی' اور اسلام لے آیا۔ یہ بات قیس کو معلوم ہوئی وہ بہت بگڑا اور اس نے عمرو کو دھمکی دی اور اس سے سخت ناراض ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ عمرو نے میری مخالفت کی اور میری بات نہیں مانی عمرو نے اس کے جواب میں اشعار کہہ کر اپنے دل کا غبار نکالا۔ عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنو زبید میں مقیم ہو گیا۔ فروہ بن مسیک المرادی بنو زبید کا رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

فروہ بن مسیک المرادی:

اس سال ۱۰ ہجری میں عمرو بن معدی کرب سے پہلے فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ

کے پاس آ گیا تھا عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے اور ان کا دشمن ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اسلام سے کچھ ہی عرصے پیشتر مراد اور ہمدان میں ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مرادیوں کو بہت ہی بری طرح قتل کر کے بے دم کر دیا تھا۔ اس لڑائی کو رزم کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر اجدع بن مالک مراد کے مقابلے میں ہمدان کا قائد تھا اور اس نے بنو مراد کی بری گت بنائی تھی۔ اس واقعے کے متعلق قروہ نے کچھ شعر بھی کہے اور جب وہ شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے۔

قروہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپؐ نے اس سے کہا کہو قروہ جنگ رزم میں تمہاری قوم کو جو مصیبت مقدر ہوئی اس سے تم کو رنج پہنچا ہوگا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہوگا کہ اس کی قوم کو وہ مصیبت نصیب ہو جو میری قوم کو ہوئی ہے اور پھر اسے اس کا رنج نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا مگر اس سے اسلام کے بارے میں تمہاری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ آپؐ نے اسے مراد زبید اور مذحج کا عامل مقرر فرمایا اور خالد بن سعیدؓ بن العاص کو عامل صدقات مقرر کر کے اس کے ہمراہ کر دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اس خدمت پر قروہ کے ساتھ رہے۔

قروہ بن مسیک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا ہمدان سے تمہاری جو لڑائی ہوئی تھی اس سے تم کو رنج ہوا۔ میں نے کہا بے شک بخدا اس لڑائی نے میرے خاندان اور گھر کو تباہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا مگر یہ واقعہ باقی بچنے والوں کے لیے مفید ہوا۔

عبدالقیس کا وفد:

اس سال عبدالقیس کا جارود بن عمرو بن حنش بن المعلی جو نصرانی تھا عبدالقیس کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا حسنؒ سے مروی ہے کہ جارود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے اس سے گفتگو کی' اسلام پیش کیا اور اسلام کی دعوت دی اور اس کے قبول کرنے کی ترغیب دی۔ جارود نے کہا اے محمدؐ میں خود ایک مذہب کا پیرو تھا اور اب اپنے دین کو تمہارے دین کے لیے چھوڑتا ہوں' تم اس بات کی ضمانت کرو کہ میرا یہ جدید مذہب حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں! میں تمہارے لیے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ اللہ نے تم کو ایسے دین کی طرف ہدایت کی ہے جو تمہارے پہلے دین سے بہتر ہے۔ اب وہ بھی اسلام لے آیا اور اس کے تمام ہمراہی مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہاں سے لے کر ہمارے علاقے تک لوگوں کے متعدد گم شدہ جانور دستیاب ہوں گے کیا ہم ان پر سوار ہو کر چلے جائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اس کا عذاب دوزخ کی آگ ہے۔

جارود بن عمرو:

جارود آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے' یہ ایک پکے مسلمان تھے اور آخر دم تک اپنے مذہب پر خلوص نیت سے قائم رہے انہوں نے ارتداد کا واقعہ بھی دیکھا تھا۔ چنانچہ جب ان کی قوم کے دوسرے مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر منذر بن النعمان بن منذر کے ہمراہ اپنے سابقہ مذہب پر عود کر گئے یہ جارود بدستور اسلام پر قائم رہے اور اس کی دعوت بھی دی۔ انہوں نے کہا اے لوگو! میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور جو یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

منذر بن ساویٰ العبدی:

فتح مکہ سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے علاء الحضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کے پاس بھیجا تھا' وہ اسلام لے آئے اور بہت مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے مرتد ہونے سے قبل اس کا انتقال ہو گیا۔ علاء رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بحرین کے امیر کی حیثیت سے ان کے پاس تھے۔

بنو حنیفہ کا وفد:

اس سال بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ان میں مسیلمہ بن حبیب الکذاب بھی تھا۔ یہ بنو النجار کی ایک انصاری عورت کے یہاں جو حارث کی اولاد میں تھی فروکش ہوئے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمارے بعض مدینہ کے علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ بنو حنیفہ مسیلمہ کو برقع پہنائے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے' آپؐ اس وقت صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپؐ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر پتے تھے۔ جب بنو حنیفہ' مسیلمہ کو برقع اڑھائے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچے' اس نے آپؐ سے باتیں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس شاخ کو بھی جو میرے ہاتھ میں ہے مانگو تو میں اسے نہ دوں گا۔

مسیلمہ بن حبیب الکذاب:

اہل یمامہ کے بنو حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسیلمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ بنو حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا وہ مسیلمہ کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے تھے ساتھ نہ لائے تھے۔ اسلام لے آنے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لیے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بھی اسی صلے کا حکم دیا جو وہ اور اہل وفد کو دے چکے تھے اور فرمایا چونکہ وہ اپنے ہمراہیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہٰذا وہ تم سے کچھ برا نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا دعویٰ:

یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا' یمامہ آ کر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں اس کے لیے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسول اللہ ﷺ سے جب تم نے میرا ذکر کیا' یہ نہیں کہا تھا کہ وہ تم سے اپنے مرتبے میں برا نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے اس کے بعد اس نے سجعے کہنے شروع کیے اور ان سجوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے جیسے:

لقد انعم الله على الحبلى. اخرج منا نسمة تسعى. من بين صفاق و حشى.

''اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا جو دوڑتا ہے اس کے کوکھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے''۔

اپنے پیروؤں کو اس نے نماز معاف کر دی' شراب حلال کر دی' زنا کو جائز قرار دیا اور اسی قسم کی اور باتیں کیں مگر اس کے ساتھ اس بات کی بھی شہادت دی کہ محمدؐ رسول اللہ' اللہ کے نبیؐ ہیں۔ اس کی ان باتوں سے بنو حنیفہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے تالیاں بجائیں' اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

کندہ کا وفد:

اس سال اشعث بن قیس الکندی کی امارت میں کندہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے ساٹھ شتر سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ یہ اپنے بالوں میں کنگھی کر کے اور حیرہ کے جبے جن کے گریبان اور کفوں پر حریر لگا تھا پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا کیا ابھی اسلام نہیں لائے ہو انھوں نے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں آپؐ نے فرمایا تو یہ حریر اپنے گلوں میں کیوں لگایا ہے آپؐ کے اس قول پر ان سب نے حریر کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے فرزند ہیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ عباسؓ بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث کے سامنے یہ نسب بیان کرو۔

واقعہ یہ تھا کہ ربیعہ اور عباس تاجر تھے جب کسی علاقہ عرب میں جاتے اور لوگ ان کو دریافت کرتے کہ وہ کون ہیں۔ وہ اپنے اعزاز میں کہتے کہ ہم آکل المرار کی اولاد میں ہیں۔ کیونکہ کندہ بادشاہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا ہم تو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں اپنی ماں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے باپ سے انکار نہیں کرتے اس پر اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے جماعت کندہ تم نے سنا بخدا اب اگر آئندہ کوئی شخص یہ بات کہے تو میں اس کے اسی کوڑے لگواؤں گا۔

مختلف وفود کی آمد:

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال محارب کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ اس سال رہاویین کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس سال نجران سے عاقب اور سید کا وفد آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے معاہدۂ صلح لکھا۔ اس سال بنو عبس کا وفد آیا۔ اس سال حلاف کا وفد آیا اور وہ آپؐ سے حجۃ الوداع میں جا کر ملے۔ اس سال شعبان میں عدی بن حاتم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

ابو عامر الراہب کے ورثہ کا فیصلہ:

اس سال ابو عامر الراہب کا ہرقل کے پاس انتقال ہو گیا۔ کنانہ بن عبد یالیل اور علقمہ بن علاثہ نے ان کی وراثت کے متعلق جھگڑا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کنانہ بن عبد یالیل کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا وہ دونوں کاشتکار ہیں اور علقمہ سے کہا تم چرواہے ہو۔

خولان کا وفد:

اس سال خولان کا وفد جس میں دس آدمی تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے اثناء میں واقعہ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید الجذامی الضبیبی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے ایک غلام آپ کو ہدیہ کیا' اسلام لایا اور بہت ہی مخلص مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے ان کی قوم کے نام ایک خط لکھ کر دیا' جس میں آپؐ نے لکھا تھا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جواب ان کی قوم میں شامل ہوں بھیجا ہے تا کہ یہ ان کو اللہ اور اس کے رسول کے لیے دعوت دیں جو قبول کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی جماعت میں داخل ہو گیا اور جو اس سے انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جائے"۔

اس خط کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کی قوم نے رفاعہ کی دعوت کو قبول کیا اور سب مسلمان ہو گئے۔ اور پھر وہ حرہ الرجلاء آ کر وہاں سکونت پذیر ہو گئے۔

رفاعہ بن زید:

بنو جذام کے بعض صادق القول صاحبوں سے جو اس واقعے سے واقف تھے مروی ہے کہ رفاعہ بن زید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آپ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد دحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اپنا کچھ مال تجارت لیے ہوئے ان کی قوم کے علاقے میں آئے جب وہ اس کی شتار نامی ایک وادی میں مقیم تھے' بنو جزام کے خاندان ضلیع کے ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن الہنید نے دحیہؓ پر غارت گری کر کے ان کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا اس واقعے کی خبر رفاعہ کی قوم بنی الضبیب کے ان لوگوں کو پہنچی جو اسلام لا چکے تھے۔ یہ ہنید اور اس کے بیٹے کے عوص کے تعاقب میں دوڑے ان تعاقب کرنے والوں میں بنی الضبیب کا نعمان بن ابی جعال بھی تھا۔ اس جماعت نے ان دونوں کو جا لیا اور لڑائی ہونے لگی اور اس جنگ میں قرۃ ابن اشقر الضفاری الضلیعی نے اپنی نسبت فخر یہ کہا کہ میں لبنی کا بیٹا ہوں۔ اس نے نعمان بن ابی جعال کے ایک تیر مارا جوان کے گھٹنے میں جا کر لگا اس قرۃ نے پھر فخر یہ کہا' یہ تیر سنبھال میں لبنیٰ کا بیٹا ہوں۔ یہ لبنیٰ اس کی ماں یا دادی تھی۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ کا قضافض پر حملہ:

حسان بن ملہ الضبیی اس واقعے سے قبل دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی کی صحبت میں رہا تھا اور ان سے سورۂ فاتحہ پڑھی تھی۔ اس تعاقب کرنے والی جماعت نے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے ہاتھ دحیہ کا تمام مال چھین کر اسے دحیہؓ کے حوالے کر دیا۔ دحیہؓ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی یہ سرگزشت بیان کی اور آپؐ سے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے خون کا مطالبہ کیا۔ آپؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا اسی بنا پر جزام سے زید کی لڑائی ہوئی رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ کے ہمراہ ایک بڑی فوج بھیجی' اس سے پہلے جب رفاعہ بن زیدؓ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر آئے غطفان نے تمام جذام' وائل' سلامان اور سعد بن ہذیم کو اپنے علاقے سے بھیج دیا تھا اور یہ سب کے سب حرۃ الرجلاء میں فروکش تھے مگر خود رفاعہ بن زید کراع ربہ میں مقیم تھے اور ان کو اس واقعے کی کوئی اطلاع نہ تھی' ان کے ہمراہ بنو الضبیب کے چند آدمی تھے' ان کا پورا قبیلہ حرہ کی سمت میں اسی وادی پر جو مشرق رویہ بہتی ہے فروکش تھا۔ زیدؓ بن حارثہ کا لشکر اولاج کی سمت سے بڑھا اور انہوں نے حرہ کے سامنے مقام قضافض پر چھاپہ مارا' جس قدر مال اور اشخاص وہاں تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ نیز انہوں نے ہنید کو اس کے بیٹے کو بنو الاحنف کے دو آدمیوں کو اور بنو خصیب کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس واقعے کی اطلاع بنو الضبیب کو اس وقت ہوئی جب کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا لشکر فضاء مدان میں تھا۔

حسان بن ملہ:

حسان بن ملہ‘ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ پر انیف بن ملہ کے گھوڑے پر رغال پر اور ابوزید بن عمرو اپنے گھوڑے شمر پر سوار ہوکر زید بن حارثہؓ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اور جب ان کی فرودگاہ کے قریب آ گئے ابوزید نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم ذرا پیچھے رہ جاؤ اور ہمارے ساتھ نہ آؤ کیونکہ ہمیں تمہاری زبان سے اندیشہ ہے۔ انیف پلٹ کر ان سے ہٹ کر ٹھہر گیا۔ وہ دونوں زیادہ دور نہیں جانے پائے تھے کہ انیف کے گھوڑے نے زمین پر پاؤں مارنے شروع کیے اور کلیلیں کرنے لگا۔ انیف نے کہا خود میں ان دونوں کے پاس جانے کے لیے اس سے زیادہ مضطرب ہوں جتنا تو ان دونوں گھوڑوں کے پاس جانے کے لیے بے تاب ہو رہا ہے‘ اچھا چل انیف نے اس کی باگ ڈھیلی کی اور اپنے رفیقوں کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آنے کو تو آ گئے مگر مہربانی کر کے اپنی زبان کو قابو میں رکھنا اور آج ہمیں رسوا نہ کرنا اور سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سوائے حسان بن ملہ کے اور کوئی گفتگو نہیں کرے گا۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حسان بن ملہ:

عہد جاہلیت میں تمام عربوں میں ایک لفظ متداول اور متعارف چلا آتا تھا جو اس وقت بولا جاتا تھا جب کہ کوئی شخص اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا یہ لفظ ثوری تھا‘ یہ تینوں جب زیدؓ بن حارثہ کے لشکر کے سامنے آئے ان کے مقابلے کے لیے اس لشکر میں سے ایک جماعت جھپٹی مگر حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں‘ سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس پہنچا تھا وہ ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھا نیزہ اس کے ہاتھ میں اس طرح تنا ہوا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ گویا گھوڑے کے اگلے شانے میں مضبوطی سے گڑا ہوا ہے‘ اس شخص نے ان تینوں پر گھوڑا اڈالا‘ انیف نے کہا ثوری مگر حسان نے کہا چپ رہو بہرحال جب یہ زیدؓ بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں‘ زیدؓ نے کہا اچھا سورۂ فاتحہ پڑھ کر سناؤ حسان نے پڑھ دی‘ تب زیدؓ نے حکم دیا کہ تمام فوج میں منادی کر دی جائے کہ اللہ نے وہ تمام علاقہ جس سے ہم آئے ہیں ہمارے لیے حرام کر دیا ہے البتہ جو دھوکا دے گا۔

جوابی بنت ملہ:

قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی وبر بن عدی بن امیہ بن الضبیب کی بیوی بھی شریک تھی۔ زیدؓ نے حسان سے کہا کہ اپنی بہن لے لو وہ اسی قید کی حالت میں قیدیوں سے علیحدہ کر لی گئی۔ ام الفزر الضلیعیہ نے کہا کیا خوب اپنی بیٹیوں کو لیے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑے جاتے ہو‘ اس پر بنو خصیب کے کسی شخص نے کہا کیوں نہ ہو وہ بنی الضبیب ہے تمام دن وہ قیدی اسی جملے کو دہراتے رہے ایک سپاہی نے اسے سنا اور زیدؓ بن حارثہ کو جا کر خبر کی‘ زیدؓ نے حسان کی بہن کی ڈوری جس سے اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے کھلوا دی مگر اسے یہ حکم دیا کہ تم بھی اپنی رشتہ داروں میں جا کر بیٹھو اور پھر جو اللہ تمہارے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل ہوگا‘ وہ اپنے گھروں کو چلے گئے زید نے اپنی فوج کو ممانعت کر دی کہ اب کوئی اس وادی میں نہ جائے جہاں سے وہ آئے تھے چنانچہ رات تمام قیدیوں نے اپنے گھروں میں بسر کی۔

رفاعہؓ بن زید کی روانگی مدینہ:

سوید بن زید کا گلہ رات بھر چر کر واپس آیا اور جب وہ رات کا پانی پی چکے‘ ابوزید بن عمرو‘ ابوشماس بن عمر‘ سوید بن زید‘ بعجہ بن

زید' برذع بن زید' ثعلبہ بن عمرو' مخربہ بن عدی' انیف بن ملہ اور حسان بن ملہ اسی شب میں اونٹوں پر سوار ہو کر رفاعہ بن زید سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ رات بھر سفر کر کے علی الصباح رفاعہ کے پاس جو حرہ کی پشت پر حرہ لیلیٰ میں ایک کنویں پر کراع ربہ میں مقیم تھا پہنچے۔ حسان بن ملہ نے اس سے کہا کہ تم یہاں مزے سے بکریوں کا دودھ دوہ رہے ہو اور دوسری طرف جذام کی عورتوں کو زنجیروں میں کھینچا جا رہا ہے' ان کو تمہارے اس خط نے جو تم ان کے پاس لے کر آئے تھے دھوکا دیا۔ رفاعہ بن زیدؓ نے اسی وقت اپنا اونٹ طلب کیا یہ اس پر کجاوہ باندھتا جاتا تھا اور اپنے کو کہہ رہا تھا تو اب تک زندہ ہے اور لوگ تجھے زندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔ کجاوہ کس کر وہ اسی وقت ان سب کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن علی الصباح وہ امیہ بن ضفارہ کے پاس جو اس خصیبی کا بھائی تھا جو قتل کیا گیا تھا حرہ کی پشت پر سے آئے اور اب یہ پھر سب تین رات کا سفر کر کے مدینہ آئے۔ مسجد نبوی کے پاس آئے کسی شخص کی نظر ان پر پڑی اس نے ان سے کہا اپنے اونٹوں کو ابھی نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ چنانچہ یہ جماعت اونٹوں سے اتر پڑی اور وہ کھڑے ہی رہے اب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ان کو دیکھ کر آپؐ نے ہاتھ کے اشارے سے ان سے کہا لوگوں کے پیچھے سے آ جاؤ جب رفاعہ بن زیدؓ نے اپنی پٹی کھولی کسی نے کہا اے اللہ کے نبی یہ لوگ جادوگر ہیں۔ اس جملے کو اس نے دو مرتبہ کہا۔ اس پر رفاعہ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے جو آج ہمارے ساتھ بھلائی نہ کرے اس کے بعد رفاعہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کا وہ خط جو آپؐ نے اسے لکھ کر دیا تھا حوالے کیا اور کہا یہ لیجیے یا رسول اللہ ﷺ آپ کا یہ خط پرانا ہے مگر آپ کی بدعہدی جدید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے غلام اس کو سب کے سامنے پڑھو' اس نے آپ کا خط پڑھا۔ آپؐ نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ انہوں نے سارا واقعہ سنایا۔

بنو جذام کی رہائی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مگر اب میں مقتولین کے ساتھ جو قتل ہو چکے کیا کر سکتا ہوں۔ رفاعہؓ نے کہا آپؐ بہتر جانتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آپؐ کے حکم کے خلاف نہ کسی حرام کو حلال کیا ہے اور نہ کسی حلال کو حرام۔ اس پر ابوزید بن عمرو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو لوگ زندہ ہیں ان کو تو آپؐ ہماری خاطر آزاد فرما دیجیے اور جو مقتول ہو چکے وہ ہو چکے ان کی فکر نہ کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوزید نے سچی بات کہی ہے۔ اچھا علیؓ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ زیدؓ میری بات نہ مانیں گے۔ آپؐ نے فرمایا میری تلوار لو' علیؓ نے آپ کی تلوار لے لی پھر علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ثعلبہ بن عمرو کا اونٹ مکحال ان کی سواری کے لیے دے دیا' علیؓ روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو زیدؓ بن حارثہ کا پیامبر جوابی وبر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی شمر نامی پر سوار چلا آ رہا تھا ملا۔ رفاعہ بن زیدؓ وغیرہ نے اسے اونٹنی پر سے اتار لیا۔ اس نے علیؓ سے اس کی شکایت کی۔ انھوں نے کہا انھوں نے ٹھیک کیا ہے' ان کا مال تھا انھوں نے شناخت کیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے چل کر یہ سب زید بن حارثہؓ کے لشکر کے پاس جو فیفاء الفحلتین میں فروکش تھا پہنچے اور اس لشکر کے پاس جس قدر لوٹ کا مال و متاع تھا وہ سب ان سے چھین لیا۔ یہاں تک کہ اونٹوں پر عورتوں کے لیے جو گدے اور نمدے بچھائے گئے تھے وہ بھی چھین لیے۔

وفد بنو عامر بن صعصعہ:

عمرو بن قتادہؓ سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک وفد جس میں عامر بن الطفیل' اربد بن قیس بن مالک بن جعفر اور جبار بن سلمٰی بن جعفر ان کے سرغنہ اور شیاطین تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ عامر بن الطفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' وہ آپ کو دھوکے

سے شہید کرنا چاہتا تھا اس سے قبل اس کی قوم نے اس سے کہا تھا اے عامر سب لوگ اسلام لا چکے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ اس نے کہا' بخدا میں نے قسم کھائی ہے کہ تاوقتیکہ تمام عرب میری اتباع نہ کریں میں کسی حد پر نہیں رکوں گا بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اس قریشی کی اتباع کروں' اس کے بعد اس نے اربد سے کہا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور ان کو اپنی طرف باتوں میں متوجہ کروں گا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کرنا۔

عامر بن الطفیل:

یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیہ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمہاری خواہش منظور نہیں کرتا۔ مگر اس نے پھر کہا اے محمدؐ میں تم سے تخلیے میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ وہ کہتا جاتا تھا اور منتظر تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر اربد خاموش بیٹھا رہا۔ جب عامر نے اربد کی یہ کیفیت دیکھی اس نے پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں آپؐ سے تخلیہ چاہتا ہوں۔ آپؐ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ میں ہرگز تمہاری خواہش منظور نہیں کروں گا۔ اس پر اس نے کہا اچھا تو اب میں تمہارے مقابلے کے لیے سرخ گھوڑے سوار اور پیدل کی ایسی زبردست فوج لے کر آؤں گا کہ تمام مدینہ ان سے بھر جائے گا۔ اس کے اٹھ جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا میں نے تم کو جو ہدایت کی تھی اس پر تم نے کیوں عمل نہیں کیا۔ بخدا روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ ڈرپوک اور کوئی نہ ہوگا' اب میں کبھی تم سے مطلقاً خوف نہیں کروں گا۔ اربد نے کہا ذرا جلدی نہ کرو میری بات بھی سن لو۔ بخدا جب میں نے تمہاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تم میرے اور ان کے درمیان حائل نظر آئے۔ سوائے تمہارے مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

عامر اور اربد کا انجام:

یہ مدینہ سے اپنے علاقے واپس جانے لگے اثنائے راہ میں اللہ عزوجل نے عامر بن الطفیل کو طاعون میں مبتلا کر دیا۔ اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی۔ جس سے وہ بنوسلول کی ایک عورت کے گھر میں مرگیا۔ اس کے دوسرے ہمراہی اسے دفن کر کے اپنی قوم بنو عامر کے پاس آئے انھوں نے اربد سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کچھ نہیں بخدا محمدؐ نے ہمیں ایسی شے کی عبادت کے لیے دعوت دی کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو اپنے تیر سے میں اسے ہلاک کر دوں۔ اس بات کے کہنے کے ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنے اونٹ کو بیچنے کے لیے روانہ ہوا راستے میں اللہ نے بجلی سے اسے اور اس کے اونٹ کو جلا کر خاک کر دیا۔ یہ اربد بن قیس' لبید بن ربیعہ کا اخیافی بھائی تھا۔

بنو طے کا وفد:

بنو طے کا وفد اپنے رئیس زید الخیل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور مخلص مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس جس عرب کی فضیلت کا ذکر مجھ سے کیا گیا اور وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے اس سے کمتر پایا جیسا کہ اس کی تعریف کی گئی تھی۔ سوائے زید الخیل کے کہ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا ملاقات سے وہ اس سے کہیں بہتر ثابت ہوئے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے ان کا نام اب زید الخیر رکھا' جاگیر دی اور دو مقطع دیے اور اس کے لیے باقاعدہ

سند لکھ دی یہ آپؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا اگر زید مدینہ کے فلاں بخار سے بچ گئے تو بھی وہ نہ بچے۔ چنانچہ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے وہاں کے ایک چشمہ آب فروہ نامی پر آئے ان کو بخار آیا اور اسی سے وہ مرگئے' ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کے وہ فرمان جو آپؐ نے جاگیر کے لیے زید الخیر کو لکھ دیے تھے تلاش کر کے لے لیے اور ان کو آگ میں جلا دیا۔

مسیلمہ کذاب کا خط:

اس سال مسیلمہ نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا کہ میں آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مسیلمہ بن حبیب الکذاب نے رسول اللہ ﷺ کو لکھا' یہ خط مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ ﷺ کو لکھا جاتا ہے۔ ''سلام علیک' مجھے آپؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ ہمارے لیے آدھی سرزمین اور قریش کے لیے آدھی مگر قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے''۔ دو شخص اس خط کو لے کر آپؐ کے پاس آئے۔ نعیم سے مروی ہے کہ خط کو پڑھ کر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا بھی وہی خیال ہے جو مسیلمہ نے لکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پھر آپؐ نے مسیلمہ کو اس کے خط کے جواب میں لکھا۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسیلمۃ الکذاب کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام ہو اس پر جس نے راہِ راست کی اتباع کی۔ اما بعد! فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ. (زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور بے شک آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے) یہ آخر ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ مسیلمۃ الکذاب اور دوسرے مدعیانِ نبوت نے رسول اللہ ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی اور مرض الموت میں علیل ہونے کے بعد اپنی نبوت کا اعلان اور دعویٰ کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابو مویہبتہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آئے اور مسافروں کے ذریعہ تمام عرب میں آپ کی علالت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اسود نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ان دونوں کی اطلاع آپ کو مل گئی۔ آپؐ کے مرض سے افاقے کے بعد طلحہ نے بنو اسد کے علاقے میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد آپ محرم میں پھر اس مرض میں بیمار پڑ گئے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

عاملوں کا تقرر:

اس سال رسول اللہ ﷺ نے ان تمام علاقوں میں جہاں اسلام پھیل گیا تھا اپنے عامل صدقات مقرر کر کے بھیج دیے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ تمام ان شہروں پر جو اسلام کے زیرنگیں آ گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کیے۔ مہاجرؓ بن ابی امیہ بن المغیرہ کو آپؐ نے صنعاء بھیجا۔ عنسی نے جو وہاں تھا مہاجرؓ کے خلاف خروج کیا۔ آپؐ نے بنو بیاضۃ کے زیاد بن لبید الانصاری کو حضرموت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔ عدی بن حاتم کو طے اور اسد کا عامل صدقات مقرر فرمایا' مالک بن نویرہ کو بنو حنظلہ کا عامل صدقات مقرر فرمایا۔ بنو سعد کے صدقات کی وصولیابی انہی کے دو شخصوں کے تفویض کی۔ علاء بن الحضرمی کو آپؐ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تا کہ یہ وہاں کے صدقات اور جزیے کو وصول کریں۔

باب ۱۹

حجۃ الوداع ۱۰ھ

2

اس سال کے ماہ ذوالقعدہ کے شروع ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے حج کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہ کو آپؐ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔ عائشہؓ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذوالقعدہ کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے روانہ ہوئے اس وقت خود آپؐ اور تمام صحابہ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپؐ سرف پہنچے۔ آپؐ نے اپنے ہمراہ حج کے لیے ہدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔ آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کے جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں۔ میں اسی دن حائضہ ہوگئی۔ علیؓ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی انہوں نے پوچھا کیا ہوا' شاید تم کو حیض آیا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لیے نہ جاتی۔ انھوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو۔ طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کرسکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ:

رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے سوائے ان حضرات کے جو ہدی لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا آپ کی بیویوں نے بھی عمرہ کیا۔ قربانی کے دن گائے کا گوشت مجھے بھیجا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے مجھ سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔ حصبہ (کنکریاں مارنے کا دن) کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے پاس بھیجا تا کہ میں تنعیم جا کر وہاں سے عمرے کے عوض میں جو میں نہیں کرسکی تھی عمرہ کرلوں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عمرہ:

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکہ میں آ کر آپؐ سے ملے اور احرام باندھ چکے تھے علیؓ، فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اے رسول کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے۔ فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے واقعات سفر کو سنانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا جاؤ جا کر پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دوسرے اصحاب کی طرح احرام کھولو۔ علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو آپ کی طرح حج کی نیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔ علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خداوندا میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کہ تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپؐ نے پوچھا تمہارے ساتھ ہدی ہے' میں نے کہا نہیں' تب آپؐ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کرلیا اور وہ بدستور احرام سابق باندھے رہے' اور جب رسول اللہ ﷺ اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روانگی مکہ:

یزید بن طلحہ بن یزید بن اکانہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے جب علیؓ یمن سے مکہ آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے لیے بڑی عجلت کی' وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنی فوج میں اپنا نائب بنا کر چلے آئے۔ اس شخص نے یہ کیا کہ جو اعلیٰ درجے کے کپڑے جزیے میں وصول ہوئے تھے اور ساتھ تھے ان سب کو بھنڈار خانے سے نکلوا کر اپنی فوج کو پہنا دیے' جب یہ فوج مکہ کے قریب آئی علیؓ ان کو دیکھنے آئے' یہاں آ کر انہوں نے دیکھا کہ تمام فوج حلے پہنے ہوئے ہے۔ علیؓ نے اپنے نائب سے اس کے متعلق جواب طلب کیا' اس نے کہا کہ میں نے یہ حلے اس لیے ان کو پہنا دیے ہیں کہ جب یہ سب کے سامنے سے گزریں تو بھلے معلوم ہوں۔ علیؓ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں قبل اس کے کہ تم اس ہیئت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچو ان حلوں کو اتار دو' چنانچہ اس نے وہ تمام حلے فوج سے لے کر پھر توشہ خانے میں رکھوا دیے۔ یہ بات فوج کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے اس طرز عمل کا شکوہ کیا۔ ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی۔ اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ تقریر کرنے کھڑے ہوئے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''اے لوگو! تم مجھ سے علی رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ کرو۔ بخدا وہ بے شک اللہ کے لیے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے تشریف لے گئے آپؐ نے سب کو مناسک اور سنن حج بتا دیے پھر آپؐ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپؐ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا۔ آپؐ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! میری بات کو غور سے سن لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر پھر کبھی میری تم سے ملاقات نہ ہو۔ اے لوگو! قیامت تک کے لیے تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمہارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا ہے' جس کے پاس کوئی امانت ہوا سے چاہیے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو واپس کر دے۔ ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمہاری ہے وہ تم کو ملنا چاہیے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کرو' اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی ساقط ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں ان کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ شیر خوار بچہ بنولیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اس لیے سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتداء کرتا ہوں کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا کہ اس تمہاری سرزمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمہارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی' اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے ڈرتے رہو۔ اے لوگو! مہلت کفر میں ایک اور اضافہ ہے اس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں ایک سال حرام کر لیتے ہیں تاکہ اللہ نے جو زمانہ حرام قرار دیا ہے اس کی خلاف ورزی کی جائے اس لیے جو زمانہ اللہ نے حرام کیا ہے اسے وہ حلال کرتے ہیں اور جو زمانہ جنگ کے لیے

جائز قرار دیا ہے اسے حرام قرار دیں' جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے زمانہ برابر گردش میں ہے جس روز کہ اللہ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اسی دن اس نے اپنی کتاب میں بارہ مہینے مقرر کیے ہیں ان میں چار حرام ہیں تین تو مسلسل اور چوتھا رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔

اما بعد! اے لوگو! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے' ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہاری مرضی کے خلاف تمہارے گھر کوئی غیر نہ آئے اور ان پر یہ فرض ہے کہ وہ کوئی بدکاری نہ کریں' اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو ان کی خواب گاہوں میں چھوڑ دو اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار مارو اگر اس سزا سے وہ باز آ جائیں تو تم فراخ دلی کے ساتھ ان کو نان ونفقہ دو اور ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمہاری دست نگر ہیں۔ خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی فروج کو حلال کیا ہے اے لوگو! اچھی طرح میری باتوں کو سمجھ لو اور غور سے سن لو میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی راہِ راست سے نہ بھٹکو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سن لو میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا' اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کی چیز زبردستی لینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو وہ اپنی مرضی سے دے۔ اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا پیام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپؐ نے اللہ کا پیام پہنچا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خداوندا تو شاہد رہ۔

حج الاکبر:

عباد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفہ پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ربیعہ بن امیہ بن خلف آپؐ کے جملوں کو بلند آواز سے سب کو سنانے کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہ کہہ دو' اے لوگو! رسول اللہ ﷺ پوچھتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کون سا مہینہ ہے' تمام حاضرین کہتے یہ ماہ مقدس ہے' رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے قیامت تک کے لیے تم پر تمہاری جان اور مال اسی طرح حرام کر دیا جس طرح کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ پھر آپؐ نے ربیعہؓ سے کہا کہہ دو کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں اے لوگو! جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے' وہ اس جملے کو بلند آواز سے کہتے' اس کے جواب میں تمام حاضرین کہتے یہ شہر مقدس (بلد الحرام) ہے۔ رسول اللہ ﷺ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے تم پر تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ یہ شہر حرام ہے پھر آپؐ نے ربیعہ سے فرمایا کہو کہ اے لوگو! جانتے ہو کہ آج کون سا دن ہے' سب نے کہا آج حج الاکبر کا دن ہے۔ آپؐ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہہ دو کہ اللہ نے تمہاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے تم پر اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ آج کا دن متبرک اور حرام ہے۔

تعلیمی حج:

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ عرفہ میں ٹھہر کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر یہ واقع ہے موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپؐ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے۔ اسی

طرح جب آپؐ نے قربان گاہ میں قربانی کی فرمایا یہ قربان گاہ ہے اور تمام منیٰ قربان گاہ ہے۔ آپؐ نے حج پورا کیا تمام مسلمانوں کو سب مناسک حج بتا دیے اور حج کے موقعے پر مواقف رمی جمار اور بیت اللہ کے طواف میں جو فرائض ہیں وہ بتائے نیز حج میں جن باتوں کو حلال کیا گیا ہے اور جن باتوں کو حرام کیا گیا ہے وہ بتا دیں اس طرح یہ حج نہ صرف آخری حج ہوا بلکہ تعلیمی حج بھی تھا کیونکہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو حج کا موقع نہیں مل سکا۔

غزوات رسول اللہ ﷺ:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چھبیس غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ آپؐ نے ستائیس غزوات میں خود شرکت کی ہے۔ جن لوگوں نے آپؐ کے غزوات کی تعداد چھبیس بیان کی ہے انہوں نے غزوۂ خیبر اور وہاں سے جو آپؐ مدینہ واپس آئے بغیر غزوۂ وادی القریٰ کے لیے گئے تھے ایک غزوۂ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی سلسلے میں ہوئے اس لیے آپؐ اپنے مقام پر واپس آئے بغیر خیبر ہی سے وادی القریٰ چلے گئے اور جو لوگ آپ کے غزوات کی تعداد ستائیس کہتے ہیں وہ ان دونوں واقعوں کو علیحدہ علیحدہ ایک غزوہ سمجھتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ کل چھبیس غزوات ایسے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے بذات خود شرکت فرمائی ہے پہلا غزوہ جس میں آپؐ نے شرکت کی وہ غزوۂ ودان ہے اور یہی غزوۃ الابواء ہے اس کے بعد غزوۂ بواط ہے جو کوہ رضویٰ کی سمت میں پیش آیا۔ پھر غزوۃ العشیرہ ہے جو ینبوع کے شکم میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کے بعد بدر کا پہلا غزوہ ہے جس میں آپ کرز بن جابر کے تعاقب میں گئے تھے۔ اس کے بعد بدر کا وہ غزوہ ہوا جس میں قریش کے عمائد اور اشراف مارے گئے اور اسیر کیے گئے۔ اس کے بعد بنوسلیم کا غزوہ ہوا جس میں آپؐ الکدر تک پہنچے تھے جو بنوسلیم کا ایک چشمہ ہے۔ اس کے بعد بنو غزوۃ السویق ہوا جس میں آپؐ ابوسفیان کے تعاقب میں قرقرۃ الکدر تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد غزوہ غطفان ہوا جس میں آپؐ نے نجد کی طرف یورش کی تھی اور اسی کو غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد غزوہ نجران ہے یہ فرع کے اوپر حجاز میں ایک کان ہے اس کے بعد احد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد حمراء الاسد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بنوالنضیر کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد نخلستان میں ذات الرقاع کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بدر کا دوسرا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ دومۃ الجندل ہوا اس کے بعد غزوہ خندق ہوا۔ اس کے بعد بنوقریظہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد خزاعہ کے بنوالمصطلق سے غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا۔ اس میں آپ کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا اور مشرکین نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ اس کے بعد غزوہ خیبر ہوا۔ اس کے بعد آپ عمرہ کی قضاء کے لیے مکہ گئے۔ اس کے بعد فتح مکہ کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ حنین۔ اس کے بعد غزوہ طائف۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک ہوا۔ ان غزوات میں سے غزوات بدر' احد' خندق' قریظیہ' مصطلق' خیبر' فتح' حنین اور طائف ایسے ہوئے کہ ان میں خود رسول اللہ ﷺ نے لڑائی میں حصہ لیا۔

محمد بن عمر کو ابوحثمہ سے جو روایت پہنچی ہے وہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے مگر خود وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مغازی بالاتفاق معروف ہیں۔ ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ان کی تعداد ستائیس ہے صرف وقت کی تقدیم وتاخیر میں اختلاف ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ غزوات میں شرکت فرمائی' انھوں نے کہا ستائیس مرتبہ۔ اس کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انھوں نے کہا اکیس غزوات میں۔

سب سے پہلے میں غزوہ خندق میں شریک ہوا' چھ غزوات مجھ سے چھوٹ گئے اگرچہ میں خود دل سے شرکت کا متمنی تھا اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے شرکت کی اجازت مانگتا تھا مگر آپ نہ مانتے تھے البتہ غزوۂ خندق میں آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ غزوات میں خود لڑے ان میں سے نو انھوں نے وہی بیان کیے ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے غزوہ وادی القریٰ کو شمار کیا ہے۔ جس میں آپ خود لڑے اور آپ کے غلام مدعم کو تیر لگا۔ اسی طرح غابہ کے واقعے میں آپ خود لڑے اور آپ نے کئی مشرکوں کو قتل کیا اور اس واقعے میں محرز بن نضلہ قتل ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی مہمات:

ان کی تعداد میں اختلاف ہے' عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مدینہ میں تشریف لانے کے بعد سے اپنی وفات تک رسول اللہ ﷺ نے پینتیس مہمات جہاد کے لیے روانہ فرمائیں۔ آپ نے عبیدہ بن الحارث کی قیادت میں ایک مہم ثنیۃ المرۃ کے لیے احیاء کو جو حجاز میں ایک چشمہ ہے بھیجی۔ اس کے بعد آپ نے ایک مہم حمزہؓ بن عبدالمطلب کی امارت میں عیص کی سمت سے ساحل سمندر کو بھیجی۔ بعض لوگ حمزہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو عبیدہ کی مہم پر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کی مہم حجاز کے مقام خرار کو گئی۔ عبداللہ بن جحش کی مہم نخلہ کو گئی۔ زید بن حارثہ کی مہم قردۃ کو گئی جو نجد کا ایک چشمہ ہے۔ مرثد بن ابی مرثد الغنوی کی مہم رجیع کو گئی۔ منذر بن عمرو کی مہم بیئر معونہ کو گئی۔ ابوعبیدہ بن الجراح کی مہم ذوالقصہ کو جو عراق کے راستے پر ہے گئی۔ عمرؓ بن الخطاب کی مہم بنو عامر کے مقام تربہ کو گئی۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم یمن گئی۔ لیث کے خاندان کلب کے غالب بن عبداللہ الکلبی کی مہم کدید گئی جہاں انھوں نے بنوالملوح کو قتل کیا۔ علیؓ بن ابی طالب کی مہم اہل فدک کے بنوعبداللہ بن سعد کے مقابلے پر گئی۔ ابن ابی العوجاء السلمی کی مہم سلیم کے علاقے میں گئی جہاں وہ اور ان کے تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔ عکاشہ بن محصن کی مہم غمرہ گئی' ابوسلمہ بن عبدالاسد کی مہم قطن گئی جو نجد کے نواح میں بنو اسد کا ایک چشمہ تھا اس غزوہ میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ بنوالحارث کے محمد بن مسلمہ کی مہم ہوازن کے مقام قرطاء کو گئی۔ بشیر بن سعد کی مہم فدک بنومرہ کے مقابلے پر گئی۔ نیز بشیر بن سعد کی مہم یمن اور جبار کو جو خیبر کا موضع تھا گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یمن اور جبار خیبر کا علاقہ تھا۔ زیدؓ بن حارثہ کی مہم بنوسلیم کے مقام جموم گئی' نیز زیدؓ بن حارثہ کی مہم حسمیٰ کے علاقے میں جذام کے مقابلے پر گئی جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ گئی اور بنوفزارہ سے ان کا مقابلہ ہوا۔

یسیر بن رزام:

عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں دو مرتبہ خیبر کو مہم گئی' ایک مرتبہ میں یسیر بن رزام قتل کیا گیا' اس کا واقعہ یہ ہے کہ یسیر بن رزام یہودی خیبر میں تھا' یہ غطفان کو رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جن میں بنوسلمہ کے حلیف عبداللہ بن انیس بھی تھے خیبر بھیجا یہ لوگ یسیر بن رزام کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اسے ترغیب وتحریص دلائی اور کہا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو تو وہ تم کو عامل مقرر کر دیں گے اور تمہاری عزت افزائی کریں گے۔ یہ لوگ اس کو برابر سمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آنے کے لیے تیار ہو گیا اور چند یہودیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عبداللہ بن انیسؓ نے اسے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا اور خود اس کے پیچھے بیٹھے۔ مگر جب یہ لوگ قرقرۃ آئے جو خیبر سے چھ میل ہے یسیر بن رزام کا خیال پلٹ گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے پر نادم ہوا۔ اس نے تلوار لینا چاہی اس سے عبداللہ بن

انیسؓ اس کے ارادے سے واقف ہو گئے اور اس پر چڑھ بیٹھے پھر تلوار ماری جس سے اس کا پاؤں قطع ہو گیا۔ یسیر نے اونٹ ہانکنے کی لکڑی سے جس کے سرے پر تیز کیل لگی ہوئی تھی اور جو اس کے ہاتھ میں تھی عبداللہ بن انیس پر وار کیا مگر اتنے میں خود یسیر کا کام تمام ہو گیا اور اس واقعہ سے صحابہؓ رسولؐ نے اپنے ہر یہودی ساتھی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا صرف ایک یہودی اپنی سواری پر بھاگ کر بچ گیا عبداللہ بن انیسؓ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے اپنا تھوک ان کے زخم پر لگا دیا جس سے ان کی تکلیف اور کچا پن جاتا رہا۔ پھر عبداللہ بن عتیک کا غزوہ خیبر ہے جس میں انہوں نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔ واقعہ بدر اور احد کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو کعب بن الاشرف کے لیے بھیجا جسے انھوں نے قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیسؓ:

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی کے مقابلے کے لیے بھیجا جو نخلہ یا عرفہ میں رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا تھا اور عبداللہ بن انیسؓ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے متعلق خود عبداللہ بن انیسؓ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے طلب فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح الہذلی مجھ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے وہ اس وقت نخلہ یا عرفہ میں ہے تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کا حلیہ مجھ سے بیان کر دیں تا کہ میں اسے شناخت کر سکوں۔ آپؐ نے فرمایا اسے دیکھتے ہی تم کو شیطان یاد آ جائے گا اور جب تم اسے دیکھو گے تو وہ لرزہ براندام ہو گا اس سے تم اسے شناخت کر لینا۔ اب میں اپنی تلوار بغل میں دبائے ہوئے اس کے لیے نکلا اور جب اس کے قریب پہنچا تو چونکہ اب عصر کا وقت آ گیا تھا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ان کے قیام کے لیے کسی عمدہ مقام کی تلاش کر رہا تھا میری نظر اس پر پڑی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جو کیفیت اس کی بیان کی تھی کہ وہ لرزہ براندام ہو گا یہی حالت میں نے اس کی دیکھی جس سے میں نے اسے شناخت کر لیا۔ میں اس کی جانب بڑھا اور اس اندیشے سے کہ اگر میرا اور اس کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور اس میں پینتروں کا تبادلہ ہوتا رہا تو دیر لگ جائے گی اور نماز قضا ہو جائے گی اس لیے میں اس کی طرف چلتا رہا اور نماز کی نیت کر کے سر کے اشاروں سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا' اس نے للکارا کون ہو؟ میں نے کہا عرب ہوں میں نے سنا کہ تم محمدؐ کے مقابلے کے لیے فوج جمع کر رہے ہو تو میں بھی اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں یہ صحیح ہے' اب میں اس کے ہمراہ چلتا رہا' تھوڑی دور چلنے کے بعد جب مجھے موقع ملا میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور وہاں سے پلٹا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیویاں ماتم کے لیے اس پر جھکی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا عصا:

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپؐ نے فرمایا سرخرو آئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ آپؐ اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ایک عصا لا کر مجھ کو دیا اور فرمایا عبداللہ بن انیسؓ یہ عصا لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔ میں اسے لے کر سب کے سامنے آیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ عصا کہاں سے ملا۔ میں نے کہا یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطاء فرمایا ہے اور ہدایت کی ہے کہ میں اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھوں۔ لوگوں نے کہا واپس جا کر دریافت تو کرو کہ آپؐ نے یہ بات کیوں ارشاد فرمائی ہے۔ میں نے آپؐ سے آ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے یہ عصا مجھے کیوں عطا فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تا کہ قیامت کے دن میں تم کو اس سے شناخت کر سکوں کیونکہ اس روز بہت ہی کم لوگوں کے پاس عصا ہو گا۔ چنانچہ

عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ مرتے دم تک اسی طرح ان کے پاس رہا۔ مرنے کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اسے ان کے کفن میں رکھ دیا گیا اور وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد ایک مہم علاقہ شام میں مقام موتہ کو زیدؓ بن حارثہ‘ جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کی معیت میں گئی۔ اس کے بعد شام کے علاقے میں مقام ذات اسلاح کو ایک مہم کعب بن عمیر الغفاری کی قیادت میں گئی اور وہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کر دیے گئے۔

اسیران بنو العنبر:

بنو تمیم کے بنو عنبر کے مقابلے پر عیینہ بن حصن کی مہم گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن کو بنو عنبر کے مقابلے پر بھیجا عیینہ نے ان پر غارت گری کر کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اور چند قیدی گرفتار کیے۔ اس سلسلے میں عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ میں نے بنو اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا عہد کیا تھا وہ اب تک میرے ذمے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو العنبر کے قیدی ابھی آنے والے ہیں‘ ان میں سے ایک میں تم کو دے دوں گا تم آزاد کر دینا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ قیدی آپ کے پاس آئے بنو تمیم کا ایک وفد جس میں ربیعہ بن رفیع سبرہ بن عمرو‘ قعقاع بن معبد‘ وردان بن محرز‘ قیس بن عاصم‘ مالک بن عمرو‘ الاقرع بن حابس‘ حنظلہ بن درام اور فراس بن حابس تھے۔ ان قیدیوں کی رہائی کے لیے آپ کی خدمت میں آیا۔ اس واقعہ میں بنو تمیم کی عورتوں میں سے اسماء بنت مالک‘ کاس بنت اری‘ نجدہ بنت نہد‘ جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر گرفتار ہو کر آئی تھیں۔

بنو مرہ کی مہم:

کلب لیث کے غالب بن عبداللہ الکلبی بنو مرہ پر مہم لے کر گئے اور اس واقعے میں اسامہ بن زیدؓ اور ایک دوسرے انصاری نے بنو مرہ کے حلیف مرداس بن نہیک کو جو جہنیۃ کے خاندان حرقہ سے تھا قتل کر دیا اور اسی واقعے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اسامہؓ سے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے اعلان کے باوجود تم نے مرداس کو قتل کر دیا‘ اب تمہارا کفیل کون ہو سکتا ہے۔

مہم ذات السلاسل:

عمرو بن العاص کی مہم ذات السلاسل گئی۔ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھیوں کی مہم بطن اضم گئی۔ پھر ابی حدرد الاسلمی کی مہم غابہ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک مہم ساحل سمندر کو بھیجی اور یہی غزوہ الخیط ہے۔

محمد بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت:

محمد بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مہمات کی تعداد اڑتالیس ہے واقدی کہتے ہیں کہ اس سال رمضان میں جویر بن عبداللہ البجلی مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو ذی الخلصہ بھیجا جریر نے اسے منہدم کر دیا۔

اس سال مربر بن تحنس یمن کی ابناء کی جماعت کے پاس ان کو اسلام کی دعوت دینے آئے۔ یہ نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس مہمان ہوئے وہ اسلام لے آئیں۔ پھر مربر نے فیروز الدیلمی کو اسلام کی دعوت بھیجی اور وہ اسلام لے آئے‘ نیز

انھوں نے مرکبود اور ان کے بیٹے عطا کو اسلام کی دعوت دی اور وہب بن منبہ کو دعوت دی سب سے پہلے صنعاء میں عطا بن مرکبود اور وہب بن منبہ نے قرآن جمع کیا۔ اسی سال باذان اسلام لائے اور انھوں نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بھیجی۔

ابوجعفر کی روایت:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تعداد عبداللہ بن ابی بکرؓ اور دوسرے ان لوگوں کے بیان کے مطابق ہے جو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعداد چھبیس ہے' مگر ابن اسحٰق زیدؓ بن ارقم سے سن کر راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس جہاد کیے' اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج یعنی حجۃ الوداع کیا۔ ابن اسحٰق نے آپ ؐ کے اس حج کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ ؐ نے مکہ کے قیام میں ادا کیا تھا۔

ابواسحٰق کی روایت:

ابواسحٰق کہتے ہیں میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔

دوسرے سلسلے سے ابواسحٰق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن یزید الانصاری نماز استقاء کے لیے باہر گئے' انھوں نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر نزول بارش کی دعاء کی' اس روز زید بن ارقم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ جہاد کیا' انھوں نے کہا انیس مرتبہ۔ میں نے پوچھا اور تم نے کتنی مرتبہ آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی' انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے تم کس غزوے میں شریک ہوئے۔ انھوں نے کہا ذات العسیر یا عشیر میں۔ مگر واقدی کا دعویٰ ہے کہ یہ بیان ارباب سیر کے نزدیک غلط ہے۔

ایک اور سلسلے سے ابواسحٰق الہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے زیدؓ بن ارقم سے پوچھا تم نے کتنے غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی۔ انھوں نے کہا سترہ۔ میں نے پوچھا اور خود رسول اللہ ﷺ کے غزوات کتنے ہوئے۔ انھوں نے کہا انیس۔ واقدی سے مروی ہے کہ میں نے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا انھوں نے کہا ہاں یہ اہل عراق کی اسناد ہیں مگر واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے غزوۃ المریسیع میں جب کہ وہ بالکل کمسن لڑکے تھے زید بن الارقم نے شرکت کی ہے۔ اس کے بعد وہ موتہ میں عبداللہ بن رواحہؓ کے ردیف کی حیثیت سے شریک ہوئے' البتہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انھوں نے کل تین یا چار غزوات میں شرکت کی ہے۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کل اٹھارہ ہیں ان میں سے صرف آٹھ غزوات میں آپ ؐ خود لڑے ہیں۔ ان میں اوّل یہ ہیں بدر' احد' احزاب اور قریظہ' واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں زید بن ارقم اور مکحول کی بالکل غلط ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے حج:

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کیے دو ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ آپ ؐ نے عمرہ بھی کیا۔

مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ابن عمرؓ نے یہ بات بیان کی کہ حج سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کیے ہیں' اس قول کی اطلاع عائشہ ؓ کو ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں ایک عمرہ حج کے ساتھ ہوا عبداللہ بن عمرؓ ان سے بخوبی واقف ہیں۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے تھے۔ان میں ایک عمرہ وہ تھا جو آپؐ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد نبوی میں آئے۔ابن عمرؓ عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی مرتبہ عمرہ کیا تھا انھوں نے کہا چار مرتبہ'ان میں ایک عمرہ آپؐ نے رجب میں کیا تھا ہم نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ ان کی تکذیب وتردید کریں۔ہم نے عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سنی' عروہ بن الزبیرؓ نے کہا اماں جان اورام المومنین آپؐ نے ابوعبدالرحمٰن کا قول سنا' عائشہؓ نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں۔عروہؓ نے کہا وہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں' ان میں ایک آپؐ نے رجب میں کیا تھا۔عائشہؓ نے فرمایا اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے' نبی ﷺ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں میں شریک نہ رہی ہوں اور نبی ﷺ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن:

ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہیں' بعض کو آپؐ نے علیحدہ کر دیا تھا اس علیحدگی کے وجوہ اور بعض آپ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد:

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا' تیرہ کے ساتھ آپؐ نے مباشرت کی۔ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی۔اسلام سے قبل آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپؐ نے خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ سے نکاح کیا۔سب سے پہلے آپؐ نے انھیں سے نکاح کیا' آپؐ سے قبل یہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں' ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن الاضم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن لوی تھیں۔عتیق کے صلب سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عتیق کا انتقال ہو گیا' اس کے بعد ابوہالہ بن زرارہ بن نباش بن زرارہ بن حبیب بن سلامہ بن غذی بن جردہ بن اسید بن عمرو بن تمیم نے جو بنوعبدالدار بن قصی سے تھا خدیجہؓ سے شادی کی۔اس کے صلب سے خدیجہؓ کے بطن سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے' ابوہالہ مر گیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا۔اس وقت ہند بن ابی ہالہ خدیجہؓ کے آغوشِ تربیت میں تھے۔خدیجہ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کے آٹھ بچے قاسمؓ، طیبؓ، طاہرؓ، عبداللہ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیات میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا' ان کے مرنے کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے کس بیوی سے نکاح کیا اس میں اختلاف ہے۔بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپؐ نے عائشہؓ بنت ابوبکرؓ سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپؐ نے سب سے پہلے سودہؓ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر سے نکاح کیا ہے۔جس وقت رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں مباشرت کے قابل نہ تھیں البتہ سودہؓ بیوہ تھیں رسول اللہ ﷺ سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبدشمس کے نکاح میں تھیں وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال

ہو گیا' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مکہ کے قیام کے زمانے میں سودہؓ سے نکاح کیا۔ تمام علمائے سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہؓ کے ساتھ عائشہؓ سے پہلے مباشرت فرمائی ہے۔

حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خدیجہؓ کے انتقال کے بعد مکہ ہی میں عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاوقص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ آپؐ شادی کیوں نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا کس سے کروں۔ خولہ نے کہا آپ چاہیں تو کنواری سے کریں اور چاہیں تو کسی بیوہ سے کریں دونوں ممکن ہیں۔ آپؐ نے پوچھا اچھا کنواری لڑکی بتاؤ۔ خولہؓ نے کہا آپؐ اپنے محبوب ترین دوست ابوبکر کی بیٹی عائشہؓ سے کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا اور بیوہ کون۔ خولہ نے کہا سودہؓ بنت زمعہ بن قیس موجود ہیں وہ آپؐ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپؐ کے مذہب میں داخل ہو چکی ہیں' آپؐ نے فرمایا اچھا تم جا کر ان دونوں سے میرا پیام دو۔ خولہ ہمارے گھر آئیں اور انھوں نے میری ماں ام رومان سے کہا دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر مبذول فرمائی ہے۔ ام رومان نے پوچھا خیر ہے' خولہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ابوبکرؓ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے لیے مانگوں۔ ام رومان نے کہا وہ ابھی آتے ہوں گے ان کا انتظار کرو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آئے' خولہ نے ان سے کہا اے ابوبکرؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر نازل فرمائی ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کے لیے بھیجا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ عائشہؓ ان کی بھتیجی ہے کیا وہ ان کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ خولہ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر یہ بات کہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہہ دو کہ بے شک بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم تم بھائی بھائی ہیں مگر تمہاری لڑکی میرے نکاح میں آ سکتی ہے۔ خولہ نے آ کر ابوبکرؓ سے آپ کا قول بیان کیا ابوبکرؓ نے کہا اچھا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ ام رومان نے کہا واقعہ یہ ہے کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ کو مانگا تھا اور ابوبکرؓ نے آج تک وعدہ غلافی نہیں کی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ مطعم کے پاس گئے ان کی وہ بیوی بھی موجود تھی جس کے بیٹے کے لیے عائشہ کو مانگا گیا تھا۔ اس بڑھیا نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اگر ہم اپنے بیٹے کی شادی تمہاری لڑکی سے کر دیں تو غالباً تم اسے صابی بنا لو گے اور جس مذہب کو تم نے اختیار کیا ہے اس میں اسے بھی شامل کر لو گے۔ ابوبکرؓ نے مطعم سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے' اس نے کہا جو کچھ کہہ رہی ہے وہ ٹھیک ہے بے شک ہمیں یہ اندیشہ ہے۔

یہ سن کر ابوبکرؓ ان کے یہاں سے نکل آئے اور اس طرح اللہ نے ابوبکر کو ان کے وعدے کے ایفا سے بری الذمہ کر دیا جو انھوں نے اپنی لڑکی کے متعلق مطعم سے کیا تھا۔ اور گھر آ کر انھوں نے خولہ سے کہا کہ جاؤ رسول اللہ ﷺ کو بلا لاؤ۔ خولہ رسول اللہ ﷺ کو بلا لائیں۔ ابوبکرؓ نے اسی دن میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا اور اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی۔

حضرت سودہؓ بنت زمعہ:

خولہؓ نے کہا میں ابوبکرؓ کے یہاں سے سودہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا سودہؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم کو عطا کی ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا ہے۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کا پیام تم کو دوں۔ سودہؓ نے کہا مناسب ہوگا کہ تم میرے باپ سے جا کر اس کا ذکر کرو' وہ چونکہ بہت ضعیف تھا حج میں شریک نہیں ہوا تھا میں اس کے پاس گئی اور میں نے جاہلیت کی رسم کے مطابق اسے سلام کیا اور پھر کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں سودہؓ کے لیے ان کا

پیام دوں۔ اس نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے وہ شریف کفو ہیں مگر خود سودہؓ کیا کہتی ہے۔ میں نے کہا وہ اس نسبت کو پسند کرتی ہیں' اس نے کہا اچھا اسے بلا لاؤ۔ میں سودہؓ کو بلا لائی ان کے باپ نے ان سے کہا کہ یہ عورت تمہارے لیے محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیام لائی ہے اور بے شک وہ شریف کفو ہیں' کیا تم اس نسبت کو پسند کرتی ہو۔ سودہؓ نے کہا ہاں۔ ان کے باپ نے مجھ سے کہا کہ محمد کو بلا لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کو لے گئی۔ سودہؓ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سودہؓ کا نکاح کر دیا۔ جب سودہؓ کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے فارغ ہو کر گھر آیا اور اسے اس واقعے کی خبر ہوئی اس نے اظہار افسوس میں اپنے سر پر خاک ڈالی۔

اسلام لانے کے بعد یہ ہمیشہ اپنی اس حرکت پر اظہارِ ندامت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نکاح کے بعد ہم مدینہ آئے ابوبکرؓ سخ میں خزرج کے خاندان بنوالحارث کے یہاں فروکش ہوئے ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر آئے کچھ انصار اور ان کی عورتیں آپؐ کے پاس آ گئیں۔ میری ماں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے جھولے سے اتارا بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں۔ میں ڈری' میری ماں نے مجھے اندر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کمرے میں پلنگ پر تشریف فرما تھے' میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمہارے شوہر ہیں' اللہ تم کو ان کے لیے اور ان کو تمہارے لیے موجب خیر و برکت کرے۔ اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی' مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ بکری میرے لیے ذبح کی گئی' اس وقت میری عمر نو سال کی تھی۔ پھر سعد بن عبادہؓ کے یہاں سے حسب معمول رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانا آیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت:

عروہؓ نے خدیجہؓ بنتِ خویلد کی تاریخ وفات وغیرہ کے متعلق عبدالملک کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا۔ مکہ سے ہجرت کے تقریباً تین سال قبل خدیجہ کا انتقال ہوا' ان کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا۔ آپؐ نے دو مرتبہ عائشہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپؐ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں' نکاح کے وقت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپؐ نے ان سے مباشرت کی اور اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی۔

حضرت ہشام بن محمد کی روایت:

ہشام بن محمد کے سلسلۂ بیان کے مطابق خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ بنتِ ابوبکرؓ سے نکاح کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابی قحافہ کا نام عثمان ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوقحافہ کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن عامر بن عمرو بن سعد بن تیم بن مرہ ہے ہجرت سے تین سال پہلے رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے نکاح کیا اس وقت عائشہ کی عمر سات سال کی تھی۔ مدینہ آ کر آپؐ نے عائشہؓ سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی سوائے ان کے رسول اللہ ﷺ نے کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ:

اس کے بعد آپؐ نے حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن کعب سے نکاح کیا۔

آپؐ سے قبل وہ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کی بیوی تھیں' وہ مسلمان اور صحابیؓ تھے۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے صلب سے حفصہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ بنو سہم میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا۔

حضرت اُم سلمہؓ بنت ابی امیہ:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہؓ سے جن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے نکاح کیا۔ آپؐ سے قبل یہ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کی بیوی تھیں۔ یہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور اس روز یہی مسلمانوں کے بہادر ترین شہسوار تھے۔ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ ام سلمہؓ بیوہ ہو گئیں۔ ابوسلمہؓ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی نیز دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ان کی ماں برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ ام سلمہؓ کے بطن سے ابوسلمہ کے بیٹے عمر اور سلمہ اور بیٹیاں زینب اور درہ پیدا ہوئی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔ جب آپؐ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو سہو ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ میں نے عمداً نو تکبیریں کہیں ہیں' نہ میں بھولا اور نہ مجھے سہو ہوا۔ بخدا اگر میں ابوسلمہ پر ایک ہزار تکبیریں کہتا تو وہ اس کے بھی مستحق تھے۔ پھر آپ نے ان کے بیوی بچوں کی کفالت کے لیے سب کو دعوت دی اور پھر خود ہی ام سلمہؓ سے جنگ احزاب سے تین سال قبل نکاح کیا۔ نیز آپؐ نے سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی خاندان عبدالمطلب میں کر دی۔

حضرت جویریہؓ بنت الحارث:

اس کے بعد آپؐ نے مریسیع کے واقعے کے سنہ میں جویریہؓ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن مالک بن جذیمہ سے (اور یہی مصطلق بن سعد بن عمر ہے) ۵ھ میں نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ مالک بن صفوان ذوالشفر بن ابی سرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں مگر ان کے شوہر سے ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ مریسیع میں یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ان کے حصے میں مخصوص کی گئیں۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے تمام قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جسے آپؐ نے قبول فرمایا اور ان کی خاطر سب کو رہا کر دیا۔

حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان:

اس کے بعد آپؐ نے ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان بن حرب سے نکاح کیا۔ یہ عبیداللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی بیوی تھیں۔ عبیداللہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا۔ وہاں نصرانی ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو بھی تبدیل مذہب کی دعوت دی مگر انہوں نے نہ مانا اور بدستور اسلام پر قائم رہیں۔ ان کے شوہر کا اسی حالت نصرانیت میں انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں لکھا' نجاشی نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ تم میں ان کا قریب تر رشتہ دار کون ہے۔ لوگوں نے خالد بن سعید بن العاص کو بتایا۔ نجاشی نے ان سے کہا کہ تم اپنے نبیؐ سے ام حبیبہ کی شادی کر دو۔ خالد نے نکاح کر دیا۔ نجاشی نے چار سو دینار رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کو مہر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نجاشی کو لکھنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان سے ان کو مانگا اور جب عثمان نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں دے دیا۔ تب آپؐ نے ان کے متعلق

نجاشی کو لکھا اور اس نے ان کو آپ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت زینبؓ بنت جحش:

اس کے بعد آپؐ نے زینبؓ بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ زید بن حارثہ بن شراحیل رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کی بیوی تھیں۔ مگر ان سے زینبؓ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جب اللہ عز وجل نے ان کے متعلق یہ آیت و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسك علیك زوجك .(آخر آیت تک)''اور جب تم نے اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو'' اس طرح اللہ نے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ سے کی اور اس کے لیے حضرت جبریل کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ اسی لیے زینبؓ تمام ازواج نبیؐ کے مقابلے میں فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں تم سب سے اپنے ولی اور پیام دینے والے کے اعتبار سے معزز ہوں۔

حضرت صفیہؓ بنت حیی:

اس کے بعد آپؐ نے صفیہؓ بنت حیی بن اخطب بن سعید بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ سلام بن مشکم بن الحکم بن حارثہ بن الخزرج بن کعب بن الخزرج کی بیوی تھیں' اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق نے ان سے نکاح کیا۔ کنانہ کو محمد بن مسلمہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قتل کر دیا اسے گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ جنگ خیبر میں جب آپؐ نے تمام قیدیوں کا جائزہ لیا تو اپنی چادر ان پر ڈال دی اس طرح یہ خیبر کے قیدیوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لیے مخصوص ہوئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ یہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت میمونہؓ بنت الحارث:

اس کے بعد آپؐ نے میمونہؓ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال سے نکاح کیا۔ اس سے قبل یہ بنوعقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی (ثقیف) کے عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں ان کے خاوند سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ یہ عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل کی بہن تھیں۔ عمرۂ قضا کے وقت مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلبؓ نے ان کو آپؐ کے نکاح میں دیا تھا۔ مذکورہ بالا ازدواج سوائے خدیجہؓ بنت خویلد کے' آپ کی وہ ازدواج ہیں جن سے آپؐ نے نکاح کیا اور وہ آپ کی وفات کے بعد موجود رہیں۔

نشاۃؓ بنت رفاعہ:

اس کے بعد آپؐ نے بنی کلاب بن ربیعہ کی جو بنوقریظہ کے خاندان بنورفاعہ کے حلیف تھے ایک عورت سے جس کا نام نشاۃؓ بنت رفاعہ تھا نکاح کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے سناء کہا ہے اور ان کو سناء بنت اسماء بن الصلت السلمیہ بتایا ہے' بعضوں نے ان کا نام سبا بنت اسماء بن الصلت (جو بنوسلیم کے خاندان بنوحرام سے تھا) بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ قبل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس جائیں اس کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بعض راویوں نے ان کا نام سناء بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سمال بن عوف السلمی بتایا ہے۔

شنباء بنت عمر الغفاریہ:

اس کے بعد آپؐ نے شنباء بنت عمر الغفاریہ سے نکاح کیا۔ یہ قبیلہ بھی بنوقریظہ کا حلیف تھا۔ بعض ارباب سیر نے کہا ہے کہ یہ عورت خود قریظہ کی تھی' بنوقریظہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس کا نسب معلوم نہ ہو سکا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ کنانیہ تھی' جب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس گئے' وہ حائضہ ہوگئی۔ انھیں ایام میں قبل اس کے کہ وہ طاہر ہوا ابراہیم کا انتقال ہوگیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمدؐ نبی برحق ہوتے تو ان کا محبوب ترین فرزند نہ مرجاتا۔ یہ سن کر آپؐ نے اسے یہاں سے نکال دیا۔

غزیہؓ بنت جابر:

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزیہ بنت جابر متعلقہ بنوبکر بن کلاب سے نکاح کیا' آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ خوبصورت اور وجیہ ہے۔ آپؐ نے ابواسید الانصاری الساعدی کو پیام کے لیے بھیجا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کو پیام دیا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی' چونکہ کفر سے اسلام لا کر اسے بہت ہی تھوڑا زمانہ گزرا تھا اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے دل سے مشورہ نہیں کیا ہے اور میں آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی پناہ لی وہ محفوظ ہے۔ آپؐ نے اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بنوکندہ سے تھی۔

اسماءؓ بنت النعمان:

اس کے بعد آپؐ نے اسماء بنت النعمان بن الاسود بن شراحیل بن الجون بن حجر بن معاویۃ الکندی سے نکاح کیا۔ جب آپؐ اس کے پاس گئے آپؐ نے دیکھا کہ وہ مبروص ہے اس لیے آپؐ نے اس سے مقاربت نہیں کی اور مہر دے کر سامان سفر مہیا کر دیا اور اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود نعمان نے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تھا۔ جب وہ آپؐ کے پاس آئی اور آپؐ اس کے پاس گئے۔ اس نے بھی آپؐ سے اللہ کی پناہ مانگی' آپؐ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے اس نے کہا بے شک وہ میری بیٹی ہے۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کیا تم نعمان کی بیٹی نہیں ہو اس نے کہا میں ہوں۔ نعمان نے اس کی طویل تعریف کے بعد کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے اپنے تصرف میں لائیں اس کو کبھی پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوا ہے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو آپؐ نے عامریہ کے ساتھ کیا تھا' اب یہ معلوم نہیں آیا اس کے قول سے آپؐ نے اسے چھوڑ دیا یا اس کے باپ کے اس قول کی بناء پر کہ اس نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا ہے آپؐ نے اسے جدا کر دیا۔

حضرت ریحانہؓ بنت زید اور حضرت ماریہؓ قبطیہ:

اس کے علاوہ بنوقریظہ کی ریحانہ بنت زید کو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمت میں عطاء فرمایا۔ اس کے علاوہ مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہ قبطیہ کو ہدیۃً رسول اللہ ﷺ کو بھیجا جن کے بطن سے آپؐ کے صاحبزادے ابراہیم بن رسول اللہؐ پیدا ہوئے۔

یہ متذکرہ بالا رسول اللہ ﷺ کی ازدواج ہیں ان میں چھ قرشی تھیں۔

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ:

مذکورۂ بالا بیان ہشام کا ہے ان کے علاوہ جو روایت منقول ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ازدواج کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے زینبؓ بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ یہی ام المساکین ہیں جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھیں' ان کا پورا نام زینبؓ بنت خزیمہ بن

الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔ آپ سے قبل یہ عبیدہ بن الحارث کے بھائی طفیل بن الحارث بن عبدالمطلب کی بیوی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زندگی میں ان کے اور خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی آپؐ کی بیوی کا انتقال نہیں ہوا۔

حضرت شراف بنت الخلیفہ:

اس کے علاوہ آپؐ نے شرافؓ بنت الخلیفہ دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی بہن سے نکاح کیا۔

عالیہؓ بنت ظبیان:

ان کے علاوہ آپؐ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوبکر بن کلاب کی عالیہؓ سے نکاح کیا آپؐ نے اس سے تمتع کر کے پھر اسے علیحدہ کر دیا۔

قتیلہ بنت قیس:

اس کے علاوہ آپؐ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب سے نکاح کیا مگر قبل اس کے کہ آپؐ اس کے پاس جاتے آپ کا وصال ہو گیا بعد میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ اسلام سے مرتد ہو گئی۔

حضرت فاطمہؓ بنت شریح:

اس کے علاوہ آپؐ نے فاطمہؓ بنت شریح سے نکاح کیا۔ ابن الکلبی سے مروی ہے کہ اس کا اصل نام غزیہ بنت جابر ہے' یہی ام شریکؓ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے قبل ان کا ایک اور شوہر تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تھا' پہلے شوہر سے ان کا ایک بیٹا بھی شریک نامی تھا جس سے ان کی کنیت ام شریک تھی' جب آپؐ ان کے پاس گئے تو آپؐ نے ان کو بہت ضعیف العمر پایا' اس وجہ سے آپؐ نے ان کو طلاق دے دی۔ یہ اسلام لے آئی تھیں اور قریش کی عورتوں کے پاس دعوتِ اسلام کے لیے جایا کرتی تھیں۔

خولہ بنت الہذیل:

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خولہ بنت الہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن الحارث سے نکاح کیا۔ یہ بات ابن الکلبی نے ابوصالح کے واسطے سے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اور اسی سلسلے سے یہ مروی ہے کہ لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر بن الحارث بن الخزرج خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپؐ اس وقت آفتاب کی طرف پشت کیے بیٹھے تھے۔ اس نے آپؐ کے شانے پر ہاتھ مارا آپؐ نے پوچھا کون؟ اس نے کہا میں اس شخص کی اولاد ہوں جو ہوا سے مسابقت کرتا تھا۔ میں لیلیٰ بنت الخطیم ہوں اس لیے آئی ہوں کہ اپنے کو آپؐ کے لیے پیش کروں۔ آپؐ مجھے اپنی بیوی بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے تم سے نکاح کیا۔ اس نے اپنی قوم سے آ کر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا ہے۔ انہوں نے کہا تم نے یہ بری بات کی' تم بہت غیور واقع ہوئی ہو اور رسول اللہ ﷺ کی متعدد بیویاں پہلے سے موجود ہیں تم نباہ نہیں کر سکتیں جاؤ اور آپؐ سے معافی مانگ لو۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ آپؐ مجھے اس سے معاف کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میں نے معاف کر دیا۔

عمرہؓ بنت یزید:

اس سلسلۂ اسناد کے علاوہ دوسرے ذریعے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوکلاب رو داس بن کلاب کی عمرہؓ بنت یزید سے نکاح کیا۔

جن عورتوں کو نکاح کا پیام دیا

ام ہانی بنت ابی طالب:

ان عورتوں میں جن سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح نہیں کیا ام ہانی بنت ابی طالب ہیں ان کا نام ہند ہے مگر آپؐ نے ان سے پھر اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ آپؐ سے بیان کیا گیا کہ وہ صاحب اولاد ہیں۔

ضباعہؓ بنت عامر:

ان کے علاوہ آپؐ نے ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے لیے ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام بن المغیرہ کو پیام دیا انہوں نے کہا کہ میں اپنی ماں سے پوچھ کر اس کا جواب دوں گا اور پھر اپنی ماں سے آ کر بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے پیام دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا پھر تم نے اس کے جواب میں آپؐ سے کیا کہا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہے کہ میں اپنی ماں سے دریافت کر کے جواب دوں گا ضباعہ نے کہا کیا نبی ﷺ کے متعلق بھی کسی مشورے کی ضرورت ہے ابھی جاؤ اور مجھے ان کے نکاح میں دے دو۔ سلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مگر آپؐ نے اس معاملے کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا۔ کیونکہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ ضباعہؓ بہت بوڑھی ہو چکی ہیں۔

صفیہؓ بنت بشامہ اعور:

ان کے علاوہ آپؐ نے صفیہ بنت بشامہ اعور العنبری کو جو جنگ میں اسیر ہو کر آئی تھیں نکاح کا پیام دیا۔ مگر اس کے اختیار کے ساتھ کہ چاہے وہ آپ کو پسند کرے اور چاہے اپنے خاوند کو۔ اس نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں' آپؐ نے اسے اس کے گھر بھیج دیا۔

ام حبیبؓ بنت العباسؓ:

اس کے علاوہ آپؐ نے ام حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب سے نکاح کا پیام دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپ اور عباسؓ دودھ شریک بھائی بھی ہیں کیونکہ دونوں نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا۔

جمرہؓ بنت الحارث:

ان کے علاوہ آپؐ نے جمرہؓ بنت الحارث بن ابی حارثہ سے نکاح کا پیام دیا اس کے باپ نے ٹالنے کے لیے کہا کہ اس میں خرابی ہے حالانکہ اسے کچھ نہ تھا' مگر جب وہ گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی اسی وقت برص میں مبتلا ہو گئی۔

ماریہؓ بنت شمعون القبطیہ اور ریحانہؓ بنت زید القرظیہ آخر الذکر کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ بنو النضیر سے تھیں۔ ان دونوں کا تفصیلی ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے موالی:

زیدؓ بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہؓ بن زید ان کا ذکر گذر چکا ہے۔

حضرت ثوبانؓ:

ثوبانؓ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے' ان کو آپؐ نے آزاد کر دیا تھا۔ آپ کی وفات تک آپؐ کے پاس رہے پھر حمص جا رہے تھے وہاں ان کا مکان بھی ہے جو وقف ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ معاویہ کی خلافت میں ۵۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انھوں نے رملہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی نسل نہیں۔

شقران:

شقرانؓ، یہ حبشہ کے باشندے تھے۔ صالح بن عبدی ان کا نام تھا ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی سے مذکور ہے کہ شقران رسول اللہ ﷺ کو اپنے باپ کے ورثے میں ملے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ ایرانی تھے۔ اور ان کا نسب یہ ہے صالح بن حول بن مہر بوذ۔ اس آخر الذکر بیان کے مطابق ان کا پورا نسب یہ ہے: صالح بن حول بن مہر بوذ بن آذر جشنس بن مہربان بن فیران بن رستم بن فیروز بن مائی بن بہرام بن رشتھری' ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ رے کے زمیندار تھے۔

مصعب الزبیری سے منقول ہے کہ شقران عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا انھوں نے اولاد چھوڑی تھی ان میں کا آخری شخص موبا نامی مدینہ میں تھا اور اس کی بصرے میں اولاد باقی تھی۔

حضرت ابورافعؓ:

رویفع اور یہی ابورافعؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ان کا نام اسلم تھا۔ بعضوں نے ابراہیم بیان کیا ہے۔ ان کے حالات میں اختلاف ہے۔ بعض صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دے دیا تھا۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ دوسرے صاحبوں کا بیان ہے کہ یہ ابواحیحہ سعید بن العاص الاکبر کے غلام تھے جو اس کے بیٹوں کو ورثے میں ملے ان میں سے تین نے اپنے حصے تک ان کو آزاد کر دیا۔ وہ سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے' ابورافع بھی ان کے ہمراہ بدر میں شریک تھے' خالد بن سعید نے ان میں اپنے حصے کو رسول اللہ ﷺ کو دے دیا آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹے بہی کو جن کا نام رافع ہے اور اس کے بھائی عبیداللہ بن ابی رافع کو بھی آزاد کر دیا۔ یہ آخر الذکر علیؓ کے کاتب تھے۔

جب عمرو بن سعید مدینہ کا والی مقرر ہوا اس نے بہی کو طلب کر کے پوچھا کہ تمہارے آقا کون ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ اس پر عمرو بن سعید نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور پھر پوچھا تم کس کے آزاد کردہ غلام ہو۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کے عمرو بن سعید نے پھر سو کوڑے اس کے لگوائے اور پھر وہی سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا۔ اس طرح ایک وقت میں پانچ سو کوڑے لگے اور پھر اس سے وہی سوال کیا تب بہی نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں آپ کا مولیٰ ہوں اور اب اس کا چھٹکارا ہوا۔ عبدالملک نے جب عمرو بن سعید کو قتل کر دیا بہی بن ابی رافع نے اس پر دو شعر کہے۔

حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ:

سلمانؓ الفارسی۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ اصبہان کے ایک گاؤں کے باشندے تھے یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریہ رام ہرمز کے باشندے تھے۔ یہ کسی طرح بنو کلب کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ وادی القریٰ کی سمت میں کسی یہودی نے ان کو خرید لیا اور ان سے رقم معینہ کی ادائیگی پر آزادی کے لیے معاہدہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے اس رقم کی ادائیگی میں ان کی اعانت کی

اور وہ اس طرح آزاد ہو گئے۔نسابان ایران میں سے ایک صاحب نے ان کا نسب یہ بیان کیا ہے۔سلمان سابور کے پرگنے کے باشندے تھے ان کا نام مابہ بن بوذخشان بن وہ دیرہ تھا۔

حضرت سفینہؓ:

سفینہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ یہ ام سلمہؓ کے غلام تھے انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مدت العمر خدمت کریں گے۔بیان کیا گیا ہے کہ وہ حبشی تھے' ان کے اصل نام میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے مہرایان کہا ہے۔دوسروں نے رباح بیان کیا ہے۔بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی عجمی تھے اور ان کا اصل نام سبیہ بن مارقیہ ہے۔

حضرت انستہؓ ابومسرح:

انستہ' ان کی کنیت ابومسرح تھی۔ابومسروح بھی بیان کی گئی ہے یہ سراۃ کے مولدین میں سے تھے۔جب رسول اللہ ﷺ مجلس میں متمکن ہوتے تو یہ لوگوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔یہ بدر' احد اور تمام ان غزوات میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی آپؐ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی تھے ان کی ماں حبشی اور باپ پارسی تھے۔جن کا فارسی میں نام کرودی بن اشرنیدہ بن ادوہر بن مہراور بن کنکان ہے جو مجبور بن یوماست کی اولاد میں تھا۔

حضرت ابوکبشہؓ:

ابوکبشہ' ان کا نام سلیم ہے۔بیان کیا گیا ہے کہ یہ مکہ کے مولدین میں تھے۔یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دوس کے علاقے کے مولد تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر' احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور عمرؓ بن الخطاب کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حضرت ابومویہبہؓ:

ابومویہبہؓ' بیان کیا گیا ہے کہ یہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو خریدا تھا اور پھر آزاد کر دیا۔

حضرت رباح الاسودؓ:

رباح الاسودؓ' یہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

حضرت فضالہؓ:

فضالہؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے انہوں نے بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت مدعمؓ:

مدعمؓ مولیٰ رسول اللہ ﷺ یہ رفاعہ بن زید الجذامی کے غلام تھے جن کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نذر کر دیا تھا۔یہ وادی القریٰ میں ایک بے نشانہ تیر سے اسی روز جب کہ رسول اللہ ﷺ وہاں آ کر کفار کے مقابل فروکش ہوئے تھے' مارے گئے۔

حضرت ابوضمیرہؓ:

ابوضمیر' بعض ایرانی نسابوں نے کہا ہے کہ یہ بادشاہ گشتاسپ کی اولاد میں سے تھے اور ان کا نام واح بن شیرز بن بیرویس بن تاریشمہ بن ماہوش بن باکمہیر ہے۔بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ یہ کسی غزوے میں رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے تھے۔

پھر آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کے لیے وصیت لکھی۔ یہ ابوحسین بن عبداللہ بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ کے دادا تھے۔ یہ مرقوم وصیت ان کی اولاد اور خاندان والوں کے پاس تھی۔ یہ حسین بن عبداللہ مہدی کے پاس آیا اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا وہ وصیت نامہ بھی تھا مہدی نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور تین سو دینار بطور صلہ اسے دیے۔

حضرت یسارؓ:

یسارؓ، یہ نوبہ کے باشندے تھے۔ کسی غزوے میں یہ رسول اللہ ﷺ کے حصے میں آئے' آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یہ ان عرینوں کے ہاتھ سے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر غارت گری کی تھی اسی موقع میں شہید کر دیے گئے۔

حضرت مہرانؓ:

مہرانؓ۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کی ہے۔

مابور:

ان کے علاوہ ایک خصی مابور نامی بھی آپؐ کے پاس تھے جن کو مقوقس نے ان دو باندیوں کے ساتھ جن میں ایک کا نام ماریہؓ جو آپ کی نصرت میں تھیں اور دوسری کا نام سیرین تھا جن کو آپؐ نے صفوان بن المعال کی بے جا حرکت کی وجہ سے حسان بن ثابت کو دے دیا تھا اور جن کے بطن سے حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے' آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ مقوقس نے اس خصی غلام کو انہیں دونوں باندیوں کو بحفاظت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دینے کے لیے مصر سے بھیجا تھا' بیان کیا گیا ہے کہ ان کو ماریہؓ سے بدنام کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے علی کو بھیجا کہ وہ ان کو قتل کر دیں۔ جب انہوں نے علی کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ مجھے قتل کرنے آئے ہیں مابور نے اپنا ستر کھول دیا اور علی کو معلوم ہوا کہ وہ محض ناکارہ ہیں ان کے آلہ مردمی ہی نہیں ہے۔ اس لیے علیؓ نے ان کو قتل نہیں کیا۔

حضرت ابوبکرہؓ:

جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کر رکھا تھا ان کے چار غلام طائف سے نکل کر آپؐ کے پاس آ گئے۔ آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔ ان میں کے ایک ابوبکرہؓ ہیں۔

کاتبین رسولؐ:

بیان کیا گیا ہے کہ کبھی عثمانؓ بن عفان اور کبھی علیؓ بن ابی طالب' خالدؓ بن سعید ابانؓ بن سعید اور علاء بن الحضرمی آپؐ کے لیے کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابیؓ بن کعب نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ جب وہ نہ ہوتے تو زید بن ثابت یہ خدمت انجام دیتے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے پھر یہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور پھر دوبارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ان کے علاوہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور حنظلہؓ الاسیدی نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے نام:

سب سے پہلے آپؐ نے مدینہ میں بنوفزارہ کے ایک اعرابی سے گھوڑا دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اس اعرابی نے اس کا نام ضرس رکھا تھا آپؐ نے اس کا نام سکب رکھا۔ سب سے پہلے آپ نے احد میں اس پر سواری کی۔ اس روز سوائے اس گھوڑے اور ابوبردہؓ بن نیاز کے گھوڑے ملاوح کے اور کوئی گھوڑا مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔

مرتجز سے مروی ہے کہ اسی گھوڑے کے خریدنے میں خزیمہ بن ثابت گواہ تھے اور جس اعرابی سے آپؐ نے یہ گھوڑا خریدا تھا وہ بنومرہ سے تھا۔

ابی بن عباس بن سہل اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین گھوڑے تھے۔لزاز ظرب اور لخیف۔لزاز آپ کو مقوقس نے بھیجا تھا۔لخیف کو ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کو بھیجا تھا' مگر اس کے عوض میں رسول اللہ ﷺ نے بنو کلاب کے اونٹوں میں سے کچھ حصے ربیعہ کو دیے۔ظرب آپ کو فروہ بن عمرو الجذامی نے بھیجا تھا۔تمیم الداری نے آپ کو ایک گھوڑا اور د نام بھیجا۔رسول اللہ ﷺ نے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا' عمرؓ نے اسے جہاد کے لیے کسی کو دیا' مگر بعد میں عمرؓ نے دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔ بعض ارباب سیر کا بیان ہے کہ مذکورۂ بالا گھوڑوں کے علاوہ ایک گھوڑا الیعسوب نام بھی آپؐ کے پاس تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے خچروں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کی مادہ خچر دلدل کو مقوقس نے ایک اور گدھے عفیر کے ساتھ آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔اسلام میں سب سے پہلے خچر یہی دیکھی گئی' یہ آپؐ کے بعد ایک عرصے تک زندہ رہی یہاں تک کہ معاویہؓ کے عہد حکومت تک زندہ تھی۔

اس کے متعلق زہری سے مروی ہے کہ اس خچر کو فروہ بن عمر الجذامی نے آپؐ کے لیے بھیجا تھا۔زامل بن عمرو سے مروی ہے کہ فروہ بن عمرو نے فضہ نامی ایک مادہ خچر رسول اللہ ﷺ کو بھیجی وہ آپؐ نے ابوبکر کو دے دی۔اور ایک گدھا یعفور نامی بھیجا تھا' یہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی میں اثنائے راہ میں مر گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کے نام:

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی قصواء بنو الحریش کے اونٹوں میں سے تھی اسے اور اس کے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابوبکرؓ نے آٹھ سو درہم میں خریدا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے چار سو درہم میں قصواء کو ابوبکرؓ سے خرید لیا یہ مرنے تک آپؐ ہی کے پاس رہی۔اسی پر سوار ہو کر آپؐ نے ہجرت فرمائی۔جب آپؐ مدینہ آئے یہ چار سال کی تھی۔قصواء' جدعاء اور عضباء اس کے نام تھے۔ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں:

آپؐ کے پاس بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپؐ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے' انہیں پر غابہ کے واقعے میں کفار نے غارت گری کی تھی۔روزانہ شام کو دو بڑے قرابوں میں ان کا دودھ دوہا جاتا تھا' ان میں جو زیادہ دودھ دینے والیاں تھیں ان کے نام حنا' سمراء' عریس' سعدیہ' بغوم' لیسیرہ اور ریا تھے۔ام سلمہؓ کے مولیٰ بنہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی یا ام سلمہؓ نے کہا زیادہ تر دودھ ہی ہماری خوراک تھی۔ غابہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں رہا کرتی تھیں اور وہ آپؐ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں۔ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا۔ہم کو حسب ضرورت اسی کا دودھ ملتا تھا۔عائشہ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا جو بہت دودھ دیتی تھی' وہ میری اونٹنی جیسی نہ تھی حوانیہ کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا۔خود رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہم ان دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ ہماری اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا یا

زیادہ ہوتا تھا۔

عبدالسلام بن جبیرؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کئی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجدر اور جماء میں چرا کرتی تھیں' ان کا دودھ مدینہ آتا تھا۔ آپ کی ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا جو بنوعقیل کے اونٹوں میں سے سعدؓ بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجی تھی یہ بہت دودھ دینے والی تھی۔ اس کے علاوہ ریا اور شقرا دو اونٹنیاں اور تھیں جو آپؐ نے بنوعامر سے نبط کے ہاٹ میں خریدی تھیں۔ نیز بردہ' سمراء' عریس' یسیرہ اور حنا اونٹنیاں تھیں' ہر شام ان کا دودھ آپؐ کے پاس لایا جاتا تھا ان کے چرانے کے لیے آپ کا غلام یسار متعین تھا جسے کفار نے قتل کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی بکریاں:

عجوہ' زمزم' سقیا' برکہ' درسہ' اطلال اور اطراف آپ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو ابن ام ایمن چراتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی تلواریں:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں قلعیا' بتار اور حتف غنیمت میں ملی تھیں۔ اس کے بعد فلس سے آپ کو مخزم اور رسوب دو تلواریں اور ملیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے آپؐ کے پاس دو تلواریں تھیں' ان میں ایک کا نام عضب تھا۔ جس سے آپؐ بدر میں لڑے اور آپ کی تلوار ذوالفقار یہ منبہ بن الحجاج کی تھی جو آپ کو بدر میں غنیمت میں ملی۔

رسول اللہ ﷺ کی کمانیں اور نیزے:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں آپ کو ملی تھیں ایک کا روحاء تھا ایک صنوبر کی تھی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک بانس کی تھی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی زرہیں:

مروان بن ابی سعید ابن المعلی سے مروی ہے کہ بنوقینقاع کے اسلحہ میں سے رسول اللہ ﷺ کو دو زرہیں سعدیہ اور فضہ ملی تھیں۔ محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد میں میں نے رسول اللہ ﷺ پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور خیبر میں آپ پر میں نے ذات الفضول اور سعدیہ دیکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ڈھال:

مکحول بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی۔ آپ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی۔ ایک دن آپؐ نے دیکھا کہ اللہ نے اس شکل کو مٹا دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی:

ابوموسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی نام ہم سے بیان کیے' ان میں سے جو یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں: محمدؐ، احمدؐ، مقفی، حاشر، نبی، توبہ اور ملحم۔

خبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں احمدؐ ہوں' عاقب اور ماحی ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ عاقب کے معنی یہ ہیں کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو اور ماحی وہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹاتا ہے۔

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محمدؐ، احمدؐ، ماحی، عاقب اور حاشر ہوں۔ حاشر وہ ہے جس کے نشان قدم پر لوگ جمع ہوں گے اور عاقب کے معنی آخرالانبیاء کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک:

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ دراز قامت تھے اور نہ کوتاہ قامت' سر اور چہرہ بڑا تھا ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ پنڈلیاں موٹی تھیں سرخ رنگ تھا' دراز قدم تھے۔ آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم ہوتا کہ اتار سے اتر رہے ہیں آپؐ کے قبل یا بعد اس شان کا کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

علی رضی اللہ عنہ کوفے کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گات باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علیؓ سے کہا کہ آپؐ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مجھ سے بیان کیجیے۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا رنگ گورا تھا جس میں سرخی نمایاں تھی۔ نہایت سیاہ آنکھیں تھیں' بال نرم تھے' قدم جوڑ کر چلتے تھے' نرم رخسار تھے' داڑھی بہت ہی گھنی تھی۔ گردن چاندی کی صراحی معلوم ہوتی تھی ہنسلی سے لے کر ناف تک بال تھے' چال اس قدر عمدہ تھی جیسے بانس کا درخت ہوا سے جھومتا ہے' بغل یا سینے پر اور بال نہ تھے' ہاتھ پاؤں کی انگلیاں بڑی بڑی تھیں جب آپؐ چلتے تو معلوم ہوتا تھا کہ اتار پر سے اتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آ رہی ہے جب آپؐ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے' نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت نہ نکمے تھے اور نہ تنگ ظرف۔ آپؐ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتی معلوم ہوتے تھے اور آپؐ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپؐ سے پہلے یا بعد میں نے کسی کو آپؐ جیسا نہیں دیکھا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہونے پر آپؐ نبی مبعوث ہوئے دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں آپؐ نے قیام فرمایا۔ ساٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ آپؐ نہ بہت دراز قامت تھے اور نہ بالکل کوتاہ قامت' نہ بالکل گورے تھے اور نہ سیاہ' نہ آپؐ کے بال بہت گھنگروالے تھے اور نہ چھدرے۔

جریری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابوالطفیل کے ساتھ کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ انھوں نے کہا اب میرے سوا اور کوئی شخص زندہ نہیں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہو۔ میں نے پوچھا کیا آپؐ نے ان کو خود دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں! میں نے کہا فرمایئے آپ کا حلیہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا کہ آپؐ میانہ قامت' ملاحت کے ساتھ گورے تھے۔

مہر نبوت:

ابوزیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا ابوزید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی۔ میں نے اپنی انگلیوں سے مہر نبوت کو دبا کر دیکھا۔ ابوزیدؓ سے پوچھا گیا کہ مہر نبوت کیا تھی' انھوں نے کہا بالوں کا وہ گچھا جو آپؐ کے دونوں شانوں پر تھا۔

ابونضرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوسعید الخدریؓ سے مہر نبوت کو دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ وہ چند ابھرے ہوئے بال تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت وسخاوت:

انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک مرتبہ دشمن کے خطرے کی مدینہ میں شہرت ہوئی سب لوگ ندا کی طرف لپکے مگر انھوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تلوار لے کر ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مقابلے کے لیے موجود ہیں۔ اور سب سے پہلے آپؐ ہی اس ندا پر آئے ہیں۔ سب کے جمع ہونے کے آپؐ نے دو مرتبہ فرمایا اے لوگو! مت ڈرو مت ڈرو اور گھوڑے کی تعریف میں ابوطلحہ سے کہا کہ ہم نے سرعت میں اس گھوڑے کو بحر مواج پایا۔ اس سے پہلے یہ گھوڑا بہت دھیما تھا۔ آپؐ کے فرمانے کے بعد اس قدر تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ نکل سکتا تھا۔

دوسری روایت میں انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ بہادر اور سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ ایک مرتبہ مدینہ میں دشمن کے خطرے کی منادی دی گئی تمام لوگ مقابلے کے لیے نکلے مگر سب سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے مقابلے کے لیے پہنچ گئے اور گھوڑے کے متعلق آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے اسے سرعت میں دریا پایا۔

رسول اللہ ﷺ کے بال:

عبداللہ بن بسر سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کیا آپؐ کے بال سفید ہو گئے تھے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ اپنے ریش بچے پر رکھ کر بتایا کہ صرف اس قدر بال سفید ہوئے تھے۔

ابوجحیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ریش بچے کو سفید دیکھا تھا ان سے سوال کیا گیا کیا ایسا سفید جیسا کہ اس وقت آپ کا ریش بچہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ میرے بال کھچڑی ہیں۔

انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے انھوں نے کہا کہ آپؐ کے بال اس قدر سفید ہی نہ ہونے پائے تھے کہ اس کی ضرورت ہوتی۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

(دوسری روایت میں) انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا ہے؟ انھوں نے کہا کہ آپ کی داڑھی کے سرے میں صرف انیس بیس بال سفید ہوں گے اور بالوں کی سفیدی کا عیب ہی آپ کو نہیں ہوا۔ انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا بالوں کا سفید ہونا کوئی عیب ہے۔ انہوں نے کہا تم سب ہی اسے ناپسند کرتے ہو۔ البتہ ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

دوسرے سلسلے سے انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

جابرؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صرف چند بال مانگ میں سفید ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے تھے کہ جب آپ تیل لگاتے تو وہ معلوم نہ ہوتے۔

عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک بیوی آئیں اور انہوں نے آپؐ کے چند بال جن پر مہندی اور مازو کا خضاب تھا ہمیں لا کر دیے۔

ابو رشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مہندی اور مازو کا خضاب لگاتے تھے اور آپؐ کے سر کے بال اس قدر لانبے تھے کہ مونڈھوں تک آتے تھے۔

ام ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کی چار زلفیں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی علالت:

اس علالت میں آپ کی وفات ہوئی اور خود آپؐ نے اپنی وفات کی اطلاع دے دی تھی۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا ﴾

''جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور دیکھ لیا تم نے کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تب تم اللہ کی حمد کرو اور اس سے طلب مغفرت کرو' کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ کا قبول کرنے والا ہے''۔

ہم اس تعلیم کو پہلے بیان کر چکے ہیں جو حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دی۔ اس حج کو حجۃ الوداع حجۃ التمام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں۔ اس موقع پر آپؐ نے تمام مناسک حج مسلمانوں کو بتائے اور جو خطبہ آپؐ نے اس موقع پر دیا اس میں وصیت کی۔ ابھی ذوالحجہ کا مہینہ باقی تھا کہ اس حج سے فارغ ہو کر آپؐ مدینے آ گئے اور بقیہ ذوالحجہ' محرم اور صفر آپؐ مدینے میں مقیم رہے۔



باب ۲۰

حضرت محمد ﷺ کی وفات ۱۱ھ

جیش اُسامہ رضی اللہ عنہ:

اس ۱۱ ہجری میں محرم میں آپ ﷺ نے شام جانے کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا اور اس مہم پر اپنے آزاد غلام اور آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ ان کا رسالہ فلسطین کے تخوم البلقاء اور داروم پر یورش کرے۔ مسلمانوں نے اس مہم کے لیے تیاری شروع کی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانے کے لیے مہاجرین اوّلین میں سے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم تیار ہوئے۔ یہ تیاری ہو رہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ صفر کی آخری یا ربیع الاول کی ابتدائی تاریخوں میں اس مرض میں مبتلا ہوئے' جس سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض:

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابومویہبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ التمام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ آئے اور آپ ﷺ کے مدینہ آ جانے کی وجہ سے اب سب لوگوں کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی اور وہ چلے گئے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک مہم کی تیاری کا حکم دیا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اہل الزیت سے جو شام کے راستوں میں سے ایک راستے پر واقع ہے بڑھ کر علاقہ اردن پر حملہ کریں۔ اس تقرر پر منافقوں نے چہ میگوئیاں کیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اعتراض کی تردید کی اور فرمایا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس امارت کے اہل ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا ہے تو کیا ہوا' اس سے پہلے ان کے باپ کے متعلق بھی تم اس قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کے اہل تھے جیسا کہ ثابت ہوا۔

اسود اور مسیلمہ کی بغاوتیں:

اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت کی وجہ سے دور دور رسول ﷺ کی علالت کی خبر مشہور ہوگئی۔ اس وجہ سے اسود نے یمن میں اور مسیلمہ نے یمامہ میں یورش برپا کر دی ان دونوں کی بغاوت کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو جب افاقہ ہو گیا تھا طلیحہ نے بنو اسد کے علاقے میں بغاوت کر دی اس کے بعد آپ ﷺ پھر محرم میں اس مرض میں بیمار پڑے جس سے آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔

عروہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے مرض الموت میں محرم کی آخری تاریخوں میں بیمار پڑے تھے۔

اسود کا خروج:

واقدی کا بیان ہے کہ صفر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ ضحاک بن فیروز ابن الدیلمی کے باپ سے مروی ہے کہ فتنۂ ارتداد سب سے پہلے یمن میں خود رسول اللہ ﷺ کے عہد میں شروع ہوا۔ اس کا بانی ذوالخمار عبہلہ بن کعب تھا جو اسود مشہور ہے۔ حجۃ الوداع کے بعد اس نے خروج کیا تھا اور مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔

اسود کا یمن پر قبضہ:

یہ اسود ایک کاہن شعبدہ باز تھا جو عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا اور اپنی سحر بیانی سے دلوں کو مسخر کر لیتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مرز بوم کہف خبان سے خروج کیا۔ قبیلہ مذحج نے اس سے معاہدہ کر کے نجران میں ملنے کا وعدہ کیا اور پھر نجران آ کر اس پر اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو نجران سے نکال باہر کیا اور اب ان کے مکان میں اسود کو اتارا۔ اسی طرح قیس بن عبد یغوث نے فروہ بن مسیک پر جو مراد کے عامل تھے اچانک حملہ کر کے ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور خود ان کے مکان میں اقامت پذیر ہو گیا۔ عبہلہ نے نجران میں زیادہ دیر قیام نہیں کیا اور چند ہی روز میں وہ نجران سے صنعا چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس تمام واقعے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی گئی اس واقعے کی سب سے پہلی اطلاع جو رسول اللہ ﷺ کو پہنچی وہ فروع بن مسیک کی جانب سے تھی۔ مذحج کے جو لوگ اسلام پر قائم رہے وہ فروہ کے پاس احسیہ میں چلے آئے۔ چونکہ اب اسود بلا کسی مزاحم کے پورے یمن کا مالک ہو گیا تھا۔ خود اس نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

قبر کی پرستش کی مخالفت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کی مہم کی تیاری کا حکم دیا مگر وہ آپ ﷺ کی علالت اور اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی۔ منافقوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی ان چہ میگوئیوں اور ایک خواب کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ پریشان ہو کر سر کے درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے ڈنڈ پر سونے کے دو کنگن ہیں میں نے کراہت کی وجہ سے ان کو پھونک دیا اور وہ اُڑ گئے۔ اس کی تعبیر میں نے یہی لی ہے کہ اس کا اشارہ ان دونوں جھوٹے مدعیوں یمن اور یمامہ والوں کی طرف ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اُسامہ کی امارت سے ناراض ہیں بخدا اگر آج اس کے متعلق ان کو اعتراض ہے تو کیا نئی بات ہے اس سے پہلے وہ اس کے باپ کی امارت کے بارے میں ایسا ہی کر چکے ہیں حالانکہ اس کا باپ اس امارت کا قطعی اہل تھا اور یہ بھی اس امارت کے اسی طرح اہل ہیں لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں جو لوگ شریک ہیں وہ ان کے ساتھ جائیں۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اللہ نے لعنت کی ہے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر جرف آئے' یہاں چھاؤنی میں لوگوں نے باتیں بنائیں۔ اب طلیحہ نے بھی سر اٹھایا۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ تردد میں پڑ گئے۔ خود رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی جس کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہو سکا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اسی لیت ولعل میں اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو دنیا سے اُٹھا لیا۔

طلیحہ کا نبوت کا دعویٰ:

حضرمیؓ بن عامر الاسدی سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی علالت کی اطلاع ہوئی اسی کے بعد معلوم ہوا کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود نے یمن پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نے سمیرا میں اپنا مستقر بنایا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس کی بات بڑھ گئی ہے۔ اس نے اپنے بھتیجے حبال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کو سمجھوتے کی دعوت دے اور طلیحہ کی قوت سے اطلاع دے۔ حبال نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر کہا کہ میں ذی النون ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو فرشتے کا نام ہے تب اس نے کہا میں حبال ابن خویلد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے اور شہادت سے محروم کر دے۔

اسود عنسی کا قتل:

حریث بن المعلی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بنو مالک کے عامل نے طلیحہ کے خروج کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو دی تھی اور اس وقت قضاعی بن عمرو بنو الحارث کے عامل تھے۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بجائے فوج بھیجنے کے ان فتنوں کے مقابلے کے لیے اپنے پیامبر مختلف اشخاص کے پاس بھیجے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ابناء کے بعض لوگوں کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ان کو لکھا کہ وہ بنو تمیم اور قیس کے فلاں فلاں اشخاص کی اس فتنے کے مقابلے میں امداد کریں اور دوسری طرف آپ ﷺ نے بنو تمیم اور قیس کے اپنے لوگوں کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں ابناء کی مدد کریں۔ ان لوگوں نے آپ ﷺ کی تحریر پر عمل کیا اس طرح مرتدین کے تمام راستے منقطع ہو گئے' ان کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا پڑا' ان کو بند کر دیا گیا اور اب خود ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ اسود رسول اللہ ﷺ کی حیات ہی میں آپ ﷺ کی وفات سے ایک دن یا ایک شب قبل مارا گیا۔ طلیحہ' مسیلمہ اور ان جیسے دوسرے فتنہ پرداز رسول اللہ ﷺ کے قاصدوں کی کاروائیوں کی مدافعت میں اُلجھ گئے۔

مبلغین کی روانگی:

باوجود علالت کے رسول اللہ ﷺ اللہ کے کام اور اُس کے دین کی مدافعت سے غافل نہیں رہے' آپ ﷺ نے وبر بن یحنس کو فیروز' جشیش الدیلمی اور داذویہ الاصطخری کے پاس بھیجا۔ جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذی ظلیم کے پاس بھیجا۔ اقرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود اور ذی مران کے پاس بھیجا۔ فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلۃ التمیمی العمری کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے پاس بھیجا۔ صلصل بن شرجیل کو سبرۃ العنبری وکیع الدارمی۔ عمرو بن محجوب العامری اور بنو عامر کے عمرو بن الخفاجی کے پاس بھیجا۔ ضرار بن الازور الاسدی کو بنو الصیداء کے عوف الزرقانی

اسنان الاسدی الغنمی اور قضاعی الدیلمی کے پاس بھیجا۔ اور نعیم بن مسعود الاشجعی کو ابن ذی اللحیہ اور ابن مشیمصۃ الجبیری کے پاس بھیجا۔

فقہاء اہل حجاز سے مروی ہے کہ صفر کی آخری تاریخوں میں رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش کے مکان میں اپنے مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔

اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت:

ابومویہبہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ وسط شب میں آپؐ نے مجھے بلایا اور کہا ابومویہبہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کروں' تم میرے ساتھ چلو۔ میں آپؐ کے ساتھ ہوا آپؐ نے بقیع کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا اے اہل مقابر تم پر سلامتی ہو جس حالت میں تم اب ہو یہ تم کو مبارک ہو کیونکہ جو اب زندہ ہیں ان سے تم اس وجہ سے اچھے رہے کہ فتنوں کا زمانہ آ گیا ہے اور وہ اس تیزی سے آ رہے ہیں جس طرح رات کی تاریکی بڑھتی ہے اور وہ متواتر ہیں اور دوسرا پہلے سے زیادہ برا ہو گا۔ اس کے بعد آپؐ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ابومویہبہ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں زندگی جاوید اور جنت پیش کی گئی اور دوسری طرف اپنے رب کی لقاء اور جنت پیش کی گئی ہے اور ان میں سے ایک کے اختیار کا حق دیا گیا۔ میں نے اپنے رب کی لقاء اور جنت کو اختیار کیا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار آپ کیوں نہیں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں' اس میں زندگی جاوید اور پھر جنت کو اختیار فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابومویہبہ یہ ہرگز نہیں ہو گا میں نے تو اب رب کی لقاء اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی اور گھر واپس آ گئے اسی کے بعد آپؐ مرض الموت میں بیمار پڑ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے سر میں شدید درد:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بقیع سے آپؐ سیدھے میرے پاس آئے' میرے سر میں درد تھا میں اس سے کراہ رہی تھی آپؐ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا تم نہیں بلکہ تمہارے بجائے میں کہتا ہوں کہ سر پھٹا جاتا ہے پھر آپؐ نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور میں تمہارے کفن دفن کا انتظام کروں تمہاری نماز جنازہ پڑھوں اور پھر تم کو دفن کر دوں تمہارا کیا بگڑے۔ میں نے کہا میں خوب جانتی ہوں کہ جب آپؐ مجھے دفن کر کے میرے گھر آئیں گے تو اپنی کسی بیوی کے ساتھ وہیں شب باشی اختیار کریں گے۔ اس پر آپ مسکرائے مگر آپ کی تکلیف بڑھتی گئی اور اسی حالت میں آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے۔ آپؐ میمونہ کے گھر میں تھے کہ آپؐ صاحب فراش ہو گئے۔ آپؐ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر ہو' انھوں نے اس کی اجازت دی آپؐ وہاں سے اپنے خاندان کے دو شخصوں کے سہارے جن میں ایک فضل بن العباس اور دوسرے ایک اور شخص تھے اس طرح آئے کہ صرف آپ کا قدم زمین پر پڑتا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی۔ اسی طرح آپ ﷺ میرے گھر میں آ گئے۔

عبیداللہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہ کی یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کی اور پوچھا کہ یہ دوسرے شخص کون تھے۔ انھوں نے کہا وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ عائشہ کا یہ دستور تھا کہ جہاں تک ہو سکتا وہ علی کا ذکر خیر سے نہ کرتیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد آپؐ پر غشی طاری ہوگئی اور آپؐ کے مرض نے اور شدت اختیار کی۔ آپؐ نے فرمایا مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالی جائیں تاکہ میں برآمد ہو کر مسلمانوں سے کچھ کہوں۔ ہم نے آپ کو حفصہؓ بنت عمرؓ کے غسل خانے میں بٹھایا اور آپؐ کے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپؐ نے فرمایا اب بس کرو۔

حضرت محمد ﷺ کا خطبہ:

فضل بن العباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں گھر سے نکل کر آپؐ کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے سر میں سخت درد ہے اور اس کی وجہ سے آپؐ نے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ مجھ سے کہا فضل میرا ہاتھ تھامو۔ میں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپ کو سہارا دیتا ہوا چلا' آپ منبر پر آ کر بیٹھے پھر مجھ سے کہا کہ سب کو بلا لاؤ۔ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''اے لوگو! میں تمہارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے میرے ذمے بہت سے حقوق ہوں گے لہٰذا جس کی پیٹھ پر میں نے کوڑے مارے ہوں' اس کے لیے میری پیٹھ حاضر ہے وہ اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی کو میں نے برا کہا ہو میں موجود ہوں وہ مجھے برا کہہ لے۔ کینہ پروری نہ میری سرشت ہے اور نہ میری عادت' میں تم میں اس شخص کو سب سے زیادہ پسند کروں گا جو اپنا حق مجھ سے اب لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب سے بالکل پاک نفس ہو کر ملوں۔ اگرچہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ میرے اس کہنے کا تاوقتیکہ میں متعدد مرتبہ تم سے نہ کہوں کوئی اثر نہ ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

اتنا کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے نماز ظہر پڑھی اور پھر منبر پر جا بیٹھے اور تقریر کے سلسلے کو جاری کرتے ہوئے دشمنی اور کینہ پروری کے متعلق اعادۂ کلام کیا۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ پر میرے تین درہم قرض ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا فضل یہ ان کو دے دو میں نے اس کی ادائی کے لیے کہہ دیا اور وہ شخص اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اے لوگو! جس کے پاس ہمارا کچھ ہو وہ دے دے اور اس کو دنیا کی رسوائی نہ سمجھے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت معمولی بات ہے۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے تین درہم میرے ذمے ہیں میں نے وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیے۔ آپؐ نے پوچھا کیوں نہیں کیے اس نے کہا مجھے ان کی ضرورت تھی۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا فضل یہ رقم ان سے لے لو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے لوگو! تم میں جس کو اپنے متعلق کسی بداعمالی کی وجہ سے اندیشہ ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کر دے تاکہ میں اس کے لیے دعاء کر دوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں کذاب ہوں' بدکار ہوں اور ہر وقت سوتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے اس کے لیے دعاء کی اے بارِ الٰہ اسے صدق اور ایمان عطاء کر اور جب یہ چاہے اس کی نیند دور ہو جایا کرے۔ اس کے بعد ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں کذاب ہوں۔ میں منافق ہوں اور کوئی ایسی برائی نہیں جس کا ارتکاب میں نے نہ کیا ہو۔ یہ سن کر عمرؓ بن الخطاب نے کہا اے شخص تو نے اپنی رسوائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن الخطاب اس دنیا کی فضیحت آخرت کی فضیحت سے اچھی ہے۔ اے بارِ الٰہ تو اس شخص کو صدق اور ایمان عطاء فرما اور اسے نیک کردار بنا دے عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ اب تم رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرو۔ اس جملے پر

آپ ﷺ ہنس پڑے اور پھر فرمایا عمرؓ میرے ساتھ ہیں اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق اسی طرف ہوگا جدھر عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت:

ایوب بن بشر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے' منبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے جو بات آپؐ نے کی وہ یہ کیا کہ اصحابِ احد کے لیے دعاء کی۔ ان کے لیے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کو دعاء دیتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے تاثرات:

پھر آپؐ نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو حق دیا کہ وہ اس دنیا اور اپنے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرلے اور اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔ ابوبکر آپؐ کے اس جملے کا مفہوم سمجھ گئے کہ اس سے خود آپؐ مراد ہیں' وہ رونے لگے اور عرض کیا کہ آپؐ کے بدلے میں ہم اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کا فدیہ دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ خاموش رہو۔ گلی کوچوں کے ان ناکوں کو دیکھو جو مسجد میں آتے ہیں۔ ان سب کو مسدود کر دینا' البتہ ابوبکرؓ کے گھر کا راستہ بند نہ کیا جائے کیونکہ صحابہؓ میں سے کسی کے اس قدر احسانات مجھ پر نہیں ہیں جتنے ابوبکرؓ کے ہیں۔

اسی سلسلۂ کلام میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اللہ کے بندوں میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ لیکن اب جب تک کہ اللہ ہم دونوں کو پھر یک جا کرے وہ میرے مصاحب اور دینی بھائی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمات:

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپؐ نے فرمایا اس بندے نے جسے اللہ نے یہ حق دیا تھا کہ وہ تمام دنیاوی نعمتوں اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرلے۔ اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کیا۔ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ قربان کیے دیتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس بات سے ہم سب متعجب ہوئے لوگوں نے کہا کہ اس شیخ کو ذرا یہ کہو کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو عبد مختار کا پتہ بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین کے معاوضے میں فدیہ دیتے ہیں مگر حقیقت وہی تھی جو ابوبکرؓ سمجھے کہ یہ اختیار خود رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں اپنی رفاقت اور مال کے خرچ کرنے میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ میرے محسن ہیں۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اب اخوت اسلام ہے ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا اب کسی کا دروازہ مسجد میں نہ رہے سب بند کر دیے جائیں۔

حضرت محمد ﷺ کی صحابہ کے لیے دعاء:

عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہمارے نبیؐ اور ہمارے حبیبؐ نے مرنے سے ایک ماہ قبل ہی اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی۔ جب آپؐ سے مفارقت کا وقت قریب آیا ہم سب اپنی ماں عائشہؓ کے گھر میں جمع ہوئے آپؐ نے ہمیں دیکھا اور پھر غور سے دیکھا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا خوش آمدید۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ تمہاری مدد کرے' تمہاری حفاظت کرے

تمہارے مرتبے بڑھائے۔ تم کو فائدہ پہنچائے۔ تم کو توفیق دے' تمہاری اعانت کرے' تم کو سلامت رکھے' تم پر رحمت کرے۔ تم کو قبول کرے۔ میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہارے لیے اللہ کو وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تم پر چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو اس کے سپرد کرتا ہوں' میں تم کو متنبہ کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں اور اس کے ملک میں اس کے حکم سے سرمو تجاوز نہ کرنا اور ظلم نہ کرنا۔ اللہ نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ. (یہ آخرت کا گھر ان لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں نہ متبدانہ اقتدار چاہتے ہیں اور نہ فساد اور انجام کی بھلائی اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے) اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ. (کیا متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟) ہم نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے۔ آپؐ نے فرمایا فراق اب قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں۔

تجہیز و تکفین کے لیے ہدایت:

ہم نے پوچھا یا نبی اللہ آپ کو غسل کون دے۔ آپؐ نے فرمایا جو میرے سب سے زیادہ قریب کے عزیز ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کو کفن کس کپڑے کا پہنائیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہی کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جامہ یا حلہ یمانیہ کا کفن پہنانا۔ ہم نے پوچھا کہ آپؐ کی نماز جنازہ کون پڑھے۔ آپؐ نے فرمایا خاموش رہو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ہم سب رو پڑے' خود رسول اللہ ﷺ بھی روئے اور فرمایا کہ ''جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو' تو مجھے تم اسی گھر میں اپنے پلنگ پر قبر کے کنارے لٹا دینا اور تھوڑی دیر کے لیے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے جلیس اور دوست جبرئیلؑ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد میکائیلؑ پھر اسرافیلؑ اور پھر ملک الموتؑ تمام ملائکہ کے ایک انبوہ کثیر کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد پھر تم سب علیحدہ علیحدہ جماعت کر کے میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود اور سلام پڑھنا۔ اور آہ و بکا اور نوحہ وزاری کر کے مجھے ایذاء نہ دینا۔ سب سے پہلے میرے خاندان والے میری نماز پڑھیں پھر ان کی عورتیں اس کے بعد تم سب۔ میں تم سب پر سلامتی بھیجتا ہوں اور تم کو اس بات پر شاہد بناتا ہوں کہ ان تمام لوگوں پر جنہوں نے میرے دین پر میری بیعت کی ہے آج سے لے کر آخرت کے دن تک میں سلامتی بھیجتا ہوں۔ ہم نے پوچھا آپ کی قبر میں کون اترے۔ آپؐ نے فرمایا میرے گھر والے اور ان کے ساتھ بہت سے ملائکہ ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے مگر تم ان کو دیکھ نہ پاؤ گے۔

رسول اللہ ﷺ کا تحریر لکھنے کا ارادہ:

ابن عباسؓ نے کہا ایک دن جمعرات کو رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت ہوئی آپؐ نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو۔ اس پر صحابہؓ میں تنازعہ ہوا۔ حالانکہ اللہ کے نبیؐ کے پاس کسی قسم کا تنازعہ نہ ہونا چاہیے تھا۔ اسی میں بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور آپؐ پر سرسامی کیفیت طاری ہے پہلے دریافت کر لو کہ اس سے آپ کا کیا منشاء ہے۔ صحابہؓ نے اس کا مطلب دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو۔ پھر آپؐ نے جن باتوں کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ مشرکوں کو تمام جزیرۃ العرب سے

نکال دیا جائے' دوسرا یہ کہ جو وفد آئے اسے وہی صلہ دیا جائے جو میں دیا کرتا تھا تیسری بات آپؐ نے عمداً بیان نہیں کی یا خود مجھے اب یاد نہیں رہی کہ وہ کیا تھی۔

تھوڑی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث دوسرے سلسلے سے بھی ابن عباسؓ سے منقول ہے اور ایک اور سلسلے سے یہی حدیث ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کے واقعے کو دریافت کیا جاتا ہے وہ یہ تھا کہ ایک دن جمعرات کو آپ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی' یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور ان کے آنسو موتی کی لڑی کی طرح رخساروں پر سے جاری ہو گئے' پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تختی اور دوات لے آؤ یا آپؐ نے فرمایا ایک پارچہ اور دوات لے آؤ میں ایک تحریر لکھ دوں تا کہ تم پھر راہِ راست سے نہ بھٹک سکو۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ہذیان ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حضرت علیؓ سے جانشینی کے متعلق گفتگو:

ابن عباسؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اسی علالت کے اثناء میں ایک روز علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے پاس سے اٹھ کر باہر گئے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ابوالحسنؓ آج رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا آج آپ کی طبیعت ماشاء اللہ اچھی ہے۔ عباسؓ بن عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا کہہ رہے ہو کیا نہیں سمجھتے کہ تین دن کے بعد تم ڈنڈے کے محکوم بن جاؤ گے میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی مرض سے وفات پا جائیں گے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عبدالمطلب کی اولاد کے چہرے مرتے وقت کیسے ہو جاتے ہیں وہی کیفیت اب رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی ہے۔ لہٰذا تم ان کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ آپؐ کے بعد آپ کا جانشین کون ہو گا تا کہ اگر امارت ہم کو ملتی ہے تو ہم کو ابھی معلوم ہو جائے اور اگر وہ کسی اور کو کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں تا کہ اطمینان ہو جائے اور اس کی بجا آوری کی جائے۔ علیؓ نے کہا بخدا میں ہرگز یہ بات رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہیں کروں گا۔ اگر انھوں نے خود ہم کو اس سے محروم کر دیا تو پھر عمر بھر لوگ ہم کو امارت نہ دیں گے۔

دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اس کے بعد تمام سابقہ بیان نقل ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ عباسؓ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ موت رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر نمایاں ہے' کیونکہ تمام بنو عبدالمطلب کے آخری وقت کے چہروں سے میں بخوبی واقف ہوں لہٰذا اب تم ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو تا کہ اگر یہ حکومت ہم کو ملنے والی ہے تو معلوم ہو جائے اور اگر کسی اور کو وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں حکم دے جائیں اور ہمارے متعلق لوگوں کو حسن سلوک کی وصیت کر دیں' مگر اسی دن جب خوب دوپہر ہو گئی آپؐ نے وفات پائی۔

انصار کے بارے میں وصیت:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی علالت کے اثناء میں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالو تا کہ مجھے کچھ افاقہ ہو اور میں باہر آ کر کچھ بیان کروں۔ ہم نے آپؐ کے ارشاد کی بجا آوری کی' اور اس سے آپ کو افاقہ ہوا۔ آپؐ برآمد ہوئے۔ پہلے آپؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کو مخاطب کر کے تقریر کی پہلے اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت کی پھر انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور کہا اے مہاجرین تم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہو گا اور انصار کی وہی

حالت رہے گی جس پر وہ آج ہیں۔ انصار میری جائے پناہ ہیں لہٰذا ان کے نیکوں کی عزت کرنا اور ان کے بدوں سے تجاوز کرنا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ کے ایک بندے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی قربت اور دنیا میں سے ایک کو اختیار کر لے اس نے اللہ کی قربت اختیار کر لی۔ ابوبکرؓ کے سوا کوئی آپ کے مطلب کو نہ سمجھ سکا وہ سمجھ گئے کہ اس سے خود آپ کی ذات مراد ہے' وہ رو پڑے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر صبر کرو' دیکھو ابوبکرؓ کے دروازے کے علاوہ یہ جس قدر راستے لوگوں کے مکانات سے مسجد میں نکلتے ہیں بند کر دیے جائیں اور ابوبکر کا دروازہ بند نہ کیا جائے کیونکہ اپنی رفاقت میں ابوبکرؓ سے زیادہ کسی شخص کا مجھ پر احسان نہیں ہے۔ عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کی بیماری میں ہم نے آپ کو دوا پلائی۔ آپ نے منع کیا مگر ہم نے اس خیال سے کہ مریض دوا کو پسند نہیں کرتا نہ مانے' جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سوائے عباسؓ کے جو اس رائے میں شریک تھے تم سب کو دوا پلائی جائے گی۔

مرض ذات الجنب کا شبہ:

دوسرے سلسلے سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ بیمار پڑ کر اپنے گھر میں صاحب فراش ہو گئے آپ پر غشی طاری ہوئی اس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویوں میں سے ام سلمہؓ اور میمونہؓ اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں میں سے اسماء بنت عمیس اور آپ کے چچا عباسؓ موجود تھے' سب کی رائے ہوئی کہ دوا دینی چاہیے۔ عباسؓ نے کہا میں ان کو دوا پلاؤں گا۔ چنانچہ دوا دی گئی۔ اور جب آپ کو افاقہ ہوا۔ آپ نے پوچھا یہ کس نے کیا' سب نے کہا کہ آپ کے چچا عباسؓ نے۔ آپ نے ملک حبشہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہاں کی دوا ہے جو عورتیں کرتی ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا۔ عباسؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ وہ مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مجھے اس کی تکلیف سے دو چار نہ کرے گا' میرے چچا کے علاوہ یہاں جس قدر لوگ ہیں ان سب کو زبردستی دوا پلائی جائے گی' چنانچہ آپ کی اسی بددعا کی وجہ سے میمونہ کو حالت صوم میں دوا پلائی گئی۔

عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ہمیں اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ شیطانی مرض ہے اور اللہ ہرگز مجھے اس مرض میں مبتلا نہیں کرے گا۔

فقہائے اہل حجاز سے مروی ہے کہ اپنے مرض الموت میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی حالت خراب ہوئی آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ آپ کی بیویاں' صاحبزادی' خاندان والے عباسؓ بن عبدالمطلب علیؓ بن ابی طالب اور سب ہی آپ کے پاس جمع ہوئے۔ اسماء بنت عمیس نے کہا کہ ہو نہ ہو آپ کو ذات الجنب ہے' آپ کو دوا دینا چاہیے۔ دوا پلائی گئی۔ افاقے کے بعد آپ نے پوچھا کس نے مجھے دوا پلائی۔ آپ سے کہا گیا کہ اسماء بنت عمیس نے اس خیال سے کہ آپ کو ذات الجنب ہے دوا پلائی ہے آپ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ذات الجنب میں مبتلا کرے اور وہ مجھے ہرگز اس مرض کی تکلیف نہ دے گا۔

حضرت اُسامہؓ کے حق میں دعاء:

اسامہؓ بن زید سے مروی ہے کہ جب آپ کی حالت خراب ہوئی میں اور میرے تمام ساتھی اپنی چھاؤنی سے مدینہ آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت خاموش تھے بات نہیں کی جاتی تھی' آپ نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا اور پھر مجھ پر رکھا اس سے میں سمجھا کہ آپ میرے لیے دعاء کر رہے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا کرتی تھی۔ آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے بغیر اختیار دیے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں فرمایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم:

ارقم بن شراحیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آیا کسی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی تھی۔ انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر کیونکر یہ بات مشہور ہے۔ انھوں نے کہا واقعہ یہ ہوا کہ آپؐ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس پر عائشہؓ نے کہا آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلوائیے۔ حفصہؓ نے کہا آپؐ عمر رضی اللہ عنہ کو بلوائیے۔ اس طرح سب آ گئے۔ آپؐ نے فرمایا اب جاؤ اگر آئندہ ضرورت ہوگی تو بلوالوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا نماز کا وقت آ گیا ہے۔ کہا گیا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز میں امامت کریں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ رقیق القلب ہیں آپؐ اس کے لیے عمرؓ کو حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا عمرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ مگر خود عمرؓ نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں تقدیم نہیں کرتا۔ اب ابوبکرؓ ہی امامت کے لیے آگے بڑھے اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کی تکلیف ذرا کم ہوگئی' آپؐ خود نماز کے لیے برآمد ہوئے۔ ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن لی وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کا دامن کھینچ کر ان کو پھر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور آپؐ انؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں سے کلام اللہ کی قرأت ابوبکرؓ نے چھوڑی تھی اس مقام سے آپؐ نے آگے شروع کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت پر رسول اللہ ﷺ کا اصرار:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرض الموت میں بیمار پڑے آپؐ سے نماز کے لیے اجازت مانگی گئی۔ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ میں نے کہا وہ بہت رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ امامت کے لیے کھڑے ہوں گے تو ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا مگر دوبارہ آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے پھر ان کے متعلق یہی کہا اس پر آپؐ برہم ہو گئے اور فرمایا تم تو یوسف والیاں ہو اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد خود آپؐ ہی نماز کے لیے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے۔ ابوبکرؓ کے قریب پہنچے' ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے' مگر آپؐ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود آپؐ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس طرح ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکر کی اقتدا کی۔

سترہ نمازوں کی امامت:

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ انہوں نے ایک صحابی کے حوالے سے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے تین دن ہمیں نماز پڑھائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موت کا وقت جب قریب آیا میں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے ہیں اور پھر چہرے پر مسح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے بارِالٰہ موت کی تکلیف میں

تو میری مدد کر۔ ایک دوسرے سلسلے سے بھی یہ بات عائشہؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن جس روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی' آپ صبح کے وقت مسجد میں تشریف لائے' لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے پردہ اٹھایا دروازہ کھولا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے کے باہر آ کر کھڑے ہوئے۔ آپؐ کے اس طرح چست و چاق برآمد ہونے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں مگر آپؐ نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر منہمک اور متوجہ دیکھ کر آپؐ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ پھر اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پلٹ آئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپؐ بالکل اچھے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اپنے اہل و عیال کے پاس سخ چلے گئے۔

ابوبکر بن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن صبح کو رسول اللہ ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے' ابوبکرؓ نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ آپؐ کے برآمد ہونے سے سب لوگ بہت خوش ہوئے ابوبکر سمجھ گئے کہ یہ مسرت رسول اللہ ﷺ کے قدوم کی وجہ سے ہے وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے مگر آپؐ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپؐ ابوبکر کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس قدر بلند آواز سے کہ وہ بیرون مسجد تک سنائی دیتی تھی۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو! دوزخ کی آگ روشن کر دی گئی ہے' اور رات کی تاریکی کی طرح فتنے چلے آ رہے ہیں' بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بات کی ذمہ داری مجھ پر عائد کرو۔ کیونکہ میں نے تمہارے لیے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی حرام کیا ہے جو قرآن نے حرام کیا ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپؐ سے کہا یا نبیؐ اللہ آج تو آپ کی طبیعت اللہ کے فضل و کرم سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو ہمارے دل کی آرزو ہے۔ آج میرا خارجہ کی بیٹی کے یہاں جانے کا دن ہے میں اس کے پاس جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اندر چلے گئے اور ابوبکرؓ اپنی بیوی کے پاس سخ چلے گئے۔

وفات:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپؐ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اسی وقت ابوبکرؓ کے ایک عزیز قریب میرے پاس آئے' ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپؐ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کو دیا' آپؐ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپؐ بوجھل ہو رہے ہیں۔ میں نے آپؐ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے بَلِ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى فِي الْجَنَّةِ. ''اب میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں) میں نے کہا آپ کو اللہ نے اختیار دیا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقیقت میں نبی مبعوث فرمایا ہے آپؐ نے اللہ کو اختیار کیا۔ اب آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپؐ نے صبح کو میری گود میں اور میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپؐ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے

میں آپ کی وفات ہوئی۔روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا' اور پھر اٹھ کر اور عورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی۔

وفات کا دن:

ابوجعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ربیع الاوّل میں دوشنبے کو ہوئی۔مگر یہ کہ اس ماہ کے کس دوشنبے میں ہوئی اس میں البتہ اختلاف ہے۔اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاوّل کی دوسری تاریخ دوشنبے کے دن نصف النہار سے قبل رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور اسی دن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن وفات پائی اور اس کے دوسرے دن سہ شنبہ کو ٹھیک زوال آفتاب کے بعد آپؐ دفن کیے گئے۔

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ سخ میں تھے اور عمرؓ مدینہ میں موجود تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا حالانکہ آپؐ مرے نہیں ہیں بلکہ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جس طرح کہ موسیٰ بن عمران چالیس راتوں کے لیے اپنی قوم سے غائب ہو کر اللہ کے پاس چلے گئے تھے اور پھر چلے آئے حالانکہ ان کے متعلق بھی ان کی قوم والوں نے یہی کہا تھا کہ وہ مر گئے۔ بخدا رسول اللہ ﷺ ضرور واپس آئیں گے اور جو لوگ اب آپؐ کے مرنے کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آمد:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ملی۔وہ مدینہ آئے اور مسجد کی دروازے پر اونٹ سے اترے۔اس وقت عمرؓ لوگوں کے سامنے یہی تقریر کر رہے تھے' ابوبکرؓ بغیر کسی اور طرف التفات کیے سیدھے عائشہؓ کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جو اس حجرے کی ایک سمت میں چت لیٹے ہوئے تھے اور شال آپؐ پر پڑی ہوئی تھی۔ابوبکرؓ نے پاس آ کر آپ کا منہ کھولا اور پھر آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپؐ پر نثار' وہ موت جو اللہ نے آپؐ کے لیے مقدر کی تھی وہ آپ کو آ گئی اب اس کے بعد آپ کبھی نہیں مریں گے۔اس کے بعد ابوبکرؓ نے پھر آپ کا چہرہ ڈھانک دیا اور حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے۔عمرؓ اس وقت تقریر کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر:

ابوبکرؓ نے ان سے کہا' عمرؓ! اب تم خاموش رہو مگر انہوں نے نہ مانا اور برابر تقریر کرتے رہے۔ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ وہ چپ نہیں ہوتے ان کی خاموشی کا انتظار کیے بغیر وہ خود سب کے مواجہے میں آ گئے۔ان کو دیکھ کر اب تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر کا رخ چھوڑ دیا۔ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔حمد و ثناء کے بعد انہوں نے کہا' اے لوگو' خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ محمد ﷺ کی

عبادت کرتے تھے وہ سن لیں کہ محمدؐ مر گئے اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت تلاوت کی و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل. ''محمدؐ بھی ایک رسول ہیں۔ بے شک ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں''۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ گویا وہ اس آیت کے نزول سے آج ابوبکرؓ کے تلاوت کرنے سے قبل واقف ہی نہ تھے اور اسی دن سے لوگوں نے اس آیت کو ابوبکرؓ سے سن کر دیا کر لیا۔ خود عمرؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تلاوت کرنے سے قبل میں اس آیت سے واقف نہ تھا مگر اس کو سن کر میری جان نکل گئی' میں گر پڑا' مجھ سے اٹھا نہیں گیا اور اب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

سقیفہ بنوساعدہ میں انصار کا اجتماع:

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ میں نہ تھے آپ کی وفات کے تین دن بعد آئے' ان کی عدم موجودگی میں اور کسی کو آپ کا منہ کھولنے کی جرأت نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپؐ کے پیٹ کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انھوں نے آپ کا منہ کھولا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپؐ پاک جیئے اور پاک مرے۔ اور پھر باہر آ کر سب کے سامنے تقریر کی' اس میں حمد وثناء کے بعد کہا جو اللہ کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ زندہ جاوید ہے جسے کبھی موت نہیں اور جو محمد کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ محمدؐ مر گئے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. ''اور محمد (ﷺ) بھی ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے' کیا اگر وہ مر جائیں' تم اپنا منہ موڑ کر چلے جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور شکر گزاروں کو جزائے خیر دے گا'' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں مرے اور جو ایسا کہے گا میں اسے قتل کر دوں گا۔ اس اثناء میں انصار بنوساعدہ کی چوپال میں جمع ہوئے تاکہ سعد بن عبادہ کی بیعت کر لیں اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہؓ تھے انصار کے پاس آئے اور ان سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔ انصار نے کہا اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں بلکہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر رہو۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا عمرؓ اور ابوعبیدہؓ میں سے جس کو چاہو امیر بنالو میں اس پر خوش ہوں کیونکہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے درخواست کی کہ آپؐ ایک امین ہمارے ساتھ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مناسب ہے میں تمہارے ساتھ ایک ایسے امین کو بھیجتا ہوں جو واقعی امین ہے اور آپؐ نے ابوعبیدہ کو ان کے ساتھ کر دیا اس لیے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو تم سب کے لیے پسند کرتا ہے۔ اس پر عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اس شخص کو مؤخر کرے جسے رسول اللہ ﷺ نے مقدم کیا ہے یہ کہہ کر عمرؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور سب لوگوں نے ان کی بیعت کر لی' مگر اس وقت تمام انصار نے یا ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ ہم تو صرف علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کریں گے۔

زیاد بن کلیب کی روایت:

زیاد بن کلیب سے مروی ہے کہ وہاں سے عمرؓ بن الخطاب علیؓ کے مکان پر آئے وہاں طلحہؓ، زبیر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے مہاجر

موجود تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چل کر بیعت کرو' ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دوں گا۔ زبیر رضی اللہ عنہ تلوار نکال کر عمرؓ پر بڑھے مگر فرش میں پاؤں الجھ جانے کی وجہ سے گرے اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی' تب اور لوگوں نے فوراً زبیرؓ پر یورش کر کے ان کو قابو میں کر لیا۔

حمید بن عبدالرحمٰن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینہ کی کسی بستی میں تھے۔ مدینہ آ کر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا منہ کھولا اور بوسہ دیا اور کہا میرے والدین آپؐ پر نثار ہوں آپ کی زندگی اور موت دونوں کس قدر پاک ہوئیں۔ رب کعبہ کی قسم محمدؐ مر گئے۔ پھر وہ مسجد میں منبر پر آئے انھوں نے دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو دھمکا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں ہرگز نہیں مرے اور وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور آپ کی موت کی خبر بیان کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے۔ ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی' عمرؓ نے کہا چپ رہو مگر انہوں نے نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ اللہ نے خود اپنے نبیؐ سے کہا ہے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَ اِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ. ''بے شک تم مرو گے اور سب مریں گے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے'' اور اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ' اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ پڑھی اور کہا جو محمدؐ کے پرستار تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا معبود مر گیا' اور جو اللہ وحدہ لاشریک کے پرستار ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انصار کو خطاب:

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک ابوبکرؓ نے ان دونوں آیتوں کو اس موقع پر تلاوت نہیں کیا تھا ہمیں ان کے نازل ہونے کا ہی علم نہ تھا۔ اسی تقریر کے اثناء میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ دیکھو انصار بنو ساعدہ کی چوپال میں جمع ہو کر اپنے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔ اس اطلاع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ شتاب رو وہاں پہنچے۔ عمرؓ نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابوبکرؓ نے انھیں روک دیا۔ عمرؓ نے کہا بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابوبکرؓ نے انصار کو خطاب کیا اور جو جوان کے فضائل قرآن سے اور رسول اللہ ﷺ کی زبانی معلوم تھے سب بیان کیے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک تمہارے متعلق کہا ہے کہ اگر تمام دوسرے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری تو میں انصار کی راہ اختیار کروں گا۔ اے سعدؓ! تم خود جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش ہیں' نیک نیکوں کی اقتداء کریں گے اور بدکار بروں کی اقتداء کریں گے۔ سعدؓ نے کہا بے شک آپ سچے ہیں لہٰذا اب یہ ہونا چاہیے کہ ہم وزیر رہیں اور آپ لوگ امیر ہوں۔ عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ ہاتھ لاؤ۔ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ میں نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیونکہ تم میں اس منصب کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ قوت ہے' کیونکہ ان دونوں میں عمرؓ بہت قوی تھے' مگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے وہ زبردستی ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہے تھے۔ آخر کار عمرؓ نے

ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کھول لیا اور کہا کہ قبول کرو میری قوت بھی تمہاری قوت کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی اور ان سب کو بیعت کے لیے ٹھہرا لیا گیا۔ علیؓ اور زبیرؓ بیعت کرنے نہیں آئے۔ زبیرؓ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا تاوقتیکہ علیؓ کی بیعت نہ کی جائے میں تلوار نیام میں نہیں رکھوں گا اس کی اطلاع ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ہوئی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا زبیرؓ سے تلوار چھین کر پتھر پر دے مارو اور پھر عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان کو زبردستی لے کر آئے اور کہا کہ بیعت کرنا پڑے گی چاہے خوشی سے کرو چاہے بادل ناخواستہ' تب ان دونوں نے بیعت کی۔

بیعت کے متعلق ابن عباس کی روایت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف کو قرآن سناتا تھا۔ عمرؓ نے حج کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ میں منیٰ میں مقیم تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں امیرالمومنین کے پاس تھا' ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر امیرالمومنین مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کروں گا۔ اس پر امیرالمومنین نے فرمایا کہ آج شام کو میں لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا اور اس میں اس جماعت سے جو حکومت مسلمانوں سے غصب کرنا چاہتی ہے سب کو خبردار کروں گا۔ مگر میں نے امیرالمومنین سے کہا کہ حج میں تمام عوام اور غیر ذمہ دار اشخاص جمع ہوتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیشتر انھیں کی تعداد ہوتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ آج آپؓ جو تقریر کریں گے اسے وہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد نہ رکھیں گے اور اس کے اصلی مفہوم کو نقل نہ کرسکیں گے اور اس سے طرح طرح کی باتیں پیدا کر کے ان کو شائع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ مدینہ پہنچنے تک آپ اس ارادے کو ملتوی کر دیں' البتہ مدینہ پہنچ کر جو دارالہجرت اور دارالسنّت ہے اور جہاں صحابہ رسول میں سے مہاجرین اور انصار موجود ہیں آپ پورے اطمینان کے ساتھ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اور بے شک وہ لوگ آپ کی بات کو پوری طرح ذہن نشین کر کے اسے اصلی مفہوم میں بیان کریں گے۔ امیرالمومنین نے کہا اچھا مدینہ پہنچ کر سب سے پہلی تقریر میں اسی موضوع پر کروں گا۔

جانشینی کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ آئے جمعہ کا دن آیا' عبدالرحمٰن کے اس بیان کی وجہ سے میں امیرالمومنین کی تقریر سننے کے لیے دوپہر ہوتے ہی مسجد پہنچا۔ سعید بن زید مجھ سے بھی پہلے آ چکے تھے۔ میں منبر کے قریب ہی ان کے پہلو میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ زوال آفتاب کے بعد عمرؓ نماز کے لیے آئے' جب وہ سامنے آئے میں نے سعید سے کہا آج اس منبر پر امیرالمومنین ایسی بات بیان کریں گے جو اس سے پہلے انھوں نے کبھی نہیں بیان کی۔ سعید نے برہم ہو کر کہا وہ کون سی نئی بات ہے جو اب تک انھوں نے نہیں کہی۔ عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے' مؤذن نے اذان دی' اذان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے کہا کہ میں ایسی بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میرے لیے مقدر تھا جو اسے پوری طرح سمجھ کر یاد کرے اسے چاہیے کہ جہاں جہاں وہ جائے اسے بیان کر دے اور جو اسے پوری طرح ذہن نشین نہ کر سکے تو ایسے اشخاص کو میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ غلط بات میری طرف منسوب کر کے بیان کریں۔ سنو! اللہ عزوجل نے محمد کو رسول برحق مبعوث فرمایا۔ اس نے ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔

اس کتاب میں اس نے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور اس کے لیے آیت نازل فرمائی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ بخدا سنگسار کرنے کے حکم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملتی۔ اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو! اپنے باپوں سے انکار نہ کرو کیونکہ ایسا انکار کفر ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیر المومنین مر جائیں تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ یہ کہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کارروائی تھی، مگر اللہ نے اس کے نتائج بد سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو عزت ابوبکرؓ کی تھی وہ تم میں سے کسی ایک کو آج حاصل نہیں۔

سقیفہ بنو ساعدہ کا واقعہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیرؓ اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں، وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے، میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے چلو، ہم ان کے ارادے سے چلے، راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی جو بدر میں شریک ہو چکے تھے ملے، اور انہوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملہ کا اپنے درمیان فیصلہ کر لو۔ ہم نے کہا ہم تو ضرور ان سے جا کر ملیں گے۔ ہم انصار کے پاس آئے وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عبادہؓ ہیں۔ میں نے پوچھا، یہ انہوں نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے۔ انصار نے کہا، یہ بیمار ہیں۔ اب ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا، ہم انصار ہیں، ہم اللہ کی فوج ہیں اور اے گروہ مہاجرین تم ہمارے نبی کی قوم والے ہو اور تمہاری فوج کی فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ہم سے علیحدہ ہو کر حکومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے ایک تقریر سوچ رکھی تھی تاکہ ابوبکرؓ سے پہلے میں اسے کہہ دوں، کیونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے۔ میں نے چاہا کہ تقریر شروع کروں ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی خواہش رد کر دوں، اس لیے خاموش رہا۔

قریش کی امارت:

اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لیے اپنے دل میں نے سوچی تھی بلکہ انھوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہیں زیادہ باتیں کیں جو میں کہتا۔ انھوں نے کہا اے گروہ انصار ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے، کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں۔ اس کے لیے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لیے تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں، ان میں سے جس کے ہاتھ پر

چاہو بیعت کر لو میں راضی ہوں۔ ابوبکرؓ نے بیعت کے لیے میرا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس ساری تقریر میں ان کا یہ آخری حصہ مجھے ناگوار گزرا' کیونکہ بخدا میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس منصب کے لیے آگے آؤں اور پھر میری گردن ماری جائے۔ علاوہ اس کے کہ میں اس بات کو گناہ سمجھتا تھا کہ ایسی قوم کا جس میں ابوبکرؓ ہوں امیر بنوں۔

ایک انصار کی تجویز:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد انصار میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے معشر قریش! لو میں اس کا بہت اچھا تصفیہ کیے دیتا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو۔ اس تجویز پر ایک شور وغوغا بلند ہوا' جتنے منہ اتنی باتیں۔ مجھے قوم میں اختلاف کا اندیشہ ہوا۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تمہاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھا دیا میں نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی' اس کے بعد ہم سعد پر چڑھ بیٹھے۔ کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا۔ میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے۔ بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا معاملہ سب سے زیادہ اہم تھا۔ کیونکہ اگر ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کر لیتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے خلاف ان کی متابعت کرنا پڑتی اور یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فساد ہو جاتا۔

عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی کا بیان:

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جو دو انصاری مہاجرین کو سقیفہ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے بنوالعجلان کے معن بن عدی تھے۔ عویم وہ ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ. ''ان میں ایسے لوگ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ پاک ہوں اور اللہ پاک بننے والوں کو پسند کرتا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے اچھے لوگ ہیں جن کی یہ شان ہے اور ان میں عویم بن ساعدہ ہیں۔ معن بن عدی کے متعلق ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات پر لوگوں نے گریہ وبکا کیا اور وہ کہنے لگے کاش کہ ہم آپؐ سے پہلے مر جاتے تاکہ آپ کے بعد فتنوں میں مبتلا نہ ہوتے۔ معن بن عدی نے کہا بخدا میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ آپؐ سے پہلے مر جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ کی حیات میں میں نے آپ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپؐ کے مرنے کے بعد آپ کی تصدیق کروں۔ یہ ابوبکر کی خلافت میں مسیلمۃ الکذاب کے مقابلے پر یمامہ کی لڑائی میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔ زہری سے مروی ہے کہ عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کیا تم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ میں موجود تھے۔ انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کب ہوئی؟ سعیدؓ نے کہا اسی دن جس روز کہ آپ کا انتقال ہوا۔ کیونکہ صحابہ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن بھی بغیر جماعت رہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس بیعت میں کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تھی۔ سعیدؓ نے کہا سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے کسی نے نہیں کی' البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچا لیا۔ اس نے پوچھا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا تھا جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت فوراً نہ کی ہو۔ سعیدؓ نے کہا نہیں تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر اس بات کے کہ ان کو بلایا جائے خود آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

حبیب بن ابی ثابت کی روایت:

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ اپنے گھر میں تھے کسی نے آ کر کہا کہ ابوبکرؓ بیعت کے لیے مسجد میں بیٹھے ہیں وہ فوراً ملحف قمیص پہنے بغیر چادر اور ازار کے اس خوف سے کہ ان کو بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے گھر سے مسجد آئے بیعت کی اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور اب کسی کو بھیج کر انہوں نے اپنے گھر سے اور کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

رسولؐ اللہ کی میراث:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ اور عباسؓ، ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی میراث کا مطالبہ کیا اور کہا کہ فدک اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ہمیں دیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں ورثہ نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو ضرور یہ املاک آل محمد کو مل جاتیں ہاں اس کی آمدنی میں سے آپ کو بھی ملے گا۔ بخدا میں ہر بات پر عمل کروں گا جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا ہے۔

عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کی وجہ سے فاطمہؓ نے پھر مرنے تک اس معاملے کے متعلق ابوبکرؓ سے ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کر لیا' فاطمہ کا انتقال ہوا۔ علیؓ نے رات میں ان کو دفن کر دیا۔ ابوبکر کو نہ مرنے کی اطلاع کی اور نہ دفن میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہ کی وفات کے بعد اب لوگوں کا خیال علی کی طرف سے پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ ماہ فاطمہؓ اور زندہ رہیں اور پھر انھوں نے وفات پائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

معمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا کہ کیا علیؓ نے چھ مہینے تک ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ انھوں نے کہا نہیں کی' اور جب تک انہوں نے نہیں کی کسی بنو ہاشم نے نہیں کی' مگر فاطمہؓ کی وفات کے بعد جب علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں میں ان کا وہ خیال باقی نہیں رہا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں تھا وہ ابوبکرؓ سے مصالحت کے لیے جھکے اور انھوں نے ابوبکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہا آ کر ملیں کوئی اور ساتھ نہ ہو۔ چونکہ عمرؓ بہت سخت طبیعت کے آدمی تھے علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ آئیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تنہا بنو ہاشم کے پاس نہ جائیں۔ ابوبکرؓ نے کہا نہیں میں تنہا جاؤں گا مجھے اس کی توقع نہیں کہ میرے ساتھ کوئی بدسلوکی کی جائے گی۔ ابوبکر، علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تمام بنو ہاشم جمع تھے۔ علیؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی' اس میں حمد و ثناء کے بعد کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ آج تک ہم نے تمہارے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی اس کی وجہ تمہاری کسی فضیلت سے انکار یا اللہ نے جو بھلائیاں تم کو دی ہیں اس پر رشک نہ تھا بلکہ ہم اس خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے مگر تم نے زبردستی اسے ہم سے لے لیا۔ اس کے بعد علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت اور اپنے حق کو بیان کیا۔ علیؓ نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ علیؓ جب خاموش ہوئے ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کے شایانِ شان حمد و ثناء کے بعد انہوں نے کہا بخدا رسول اللہ ﷺ کے اقرباء مجھے اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہیں۔ میں نے ان املاک کے متعلق جو میرے اور تمہارے درمیان مابہ البحث تھے صرف واجبی کمی کی ہے۔ نیز میں نے رسول

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ہاں اس کی آمدنی میں سے آل محمد ﷺ کو ملتا رہے گا اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی بات کا ذکر کروں جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہو اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ علیؓ نے کہا اچھا آج شام ہم تمہاری بیعت کریں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے سب کے سامنے منبر پر تقریر کی اور بعض باتوں کی علیؓ سے معذرت کی۔ پھر علیؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ابوبکرؓ کے حق کی عظمت اور ان کی فضیلت اور اسلام میں پہلے شرکت کا اظہار اور اعتراف کیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بیعت کے بعد سب نے علیؓ سے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا اور اب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد پھر لوگوں کے دل میں علی رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوگئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی اہلیت:

ابن الجبیر سے مروی ہے کہ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا کہ یہ کیا ہوا کہ حکومت قریش کے سب سے کم تعداد قبیلے میں چلی گئی' بخدا اگر تم چاہو تو میں ایک زبردست فوج سے اس حکومت کو ابوبکرؓ سے چھین لوں۔ علیؓ نے کہا اے ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے مگر تمہاری دشمنی سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکومت کا اہل سمجھ کر ان کی بیعت کی ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ابوسفیان نے کہا ہمیں ان سے کیا سروکار یہ تو بنو عبد مناف کا حق ہے۔ کسی نے جب ان سے کہا کہ ابوبکرؓ نے تمہارے بیٹے کو ولایت دی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں اس معاملے میں قرابت کا لحاظ کیا۔

ابوسفیان کی کارروائی:

عوانہ سے مروی ہے کہ جب سب لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لیے تیار ہوئے ابوسفیان سب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا جس میں خونریزی ہو کر رہے گی' اے آل عبد مناف' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمہارے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ دونوں نکلے کہاں ہیں جن کو کمزور اور حقیر سمجھا گیا ہے یعنی علیؓ اور عباسؓ اے ابوحسنؓ تم ہاتھ کھولو میں تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ نے اس کی بات نہ مانی۔ ابوسفیان نے اس وقت کی مثال میں متلمس کے یہ شعر پڑھے:

ولن مقيم على خسف يراديه — الا الا نلان عيو الحيي والوته
هـذا على الخسف معكوسٌ برمته — و ذا يشج فلايبكى لـه اَحَدُ

ترجمہ: ''سوائے ان دو ذلیلوں' قبیلے کے گدھے اور خیمے کی میخ کے اور کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔ میخ پر جب ضرب لگائی جاتی ہے اس کا سر دبتا چلا جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا''۔

علیؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ و فساد برپا کرنے کا ہے تو نے ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے' ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔

ابومحمد القریشی نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے علیؓ اور عباسؓ سے کہا کہ تم دونوں ذلیل ہو کہ اس

موقع پر خاموش ہوا اور پھر یہ شعر اس موقع کی مثال میں پڑھے:

ان الھوان حمار الاھل یعرفه — والحر ینکره و الرسلة الاُجُد

ترجمہ: ''صرف شہری گدھا ذلت کو برداشت کر لیتا ہے مگر شریف اور جواں مرد اسے برداشت نہیں کرتا۔

و لا یقیم علی ضیم یرادیه — الّا الا ذلان عیرالحیی والوتد

ترجمہ: اور سوائے بستی کے گدھے اور میخ کے کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔

ھذا علی الخسف معکوسٌ برمته — و ذایشج فلا یبکی له احد

ترجمہ: میخ پر جب ضرب پڑتی ہے اس کا سر دب جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام:

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی۔ اس کے دوسرے دن وہ مسجد میں منبر پر بیٹھے۔ ابوبکرؓ نے ابھی تقریر شروع نہیں کی تھی کہ عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ حمد و ثناء کے بعد انھوں نے کہا: اے لوگو! کل میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ محض میرا ذاتی خیال تھا نہ اس کے متعلق کلام اللہ میں کوئی حکم ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی ہدایت کی تھی' میرا اپنا خیال یہ تھا کہ ہمارے آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ ہمارے معاملات کو سرانجام دیتے رہیں گے۔ مگر اب بھی اللہ نے اپنی اس کتاب کو جس کے ذریعے اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی تم میں باقی رکھا ہے' لہٰذا اگر تم اس پر عمل کرو گے' اللہ تم کو بھی اسی طرح ہدایت عطاء فرمائے گا جس طرح اس نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایت فرمائی۔ اب اس بات کا تصفیہ ہو چکا ہے کہ تم میں جو سب سے بہتر شخص ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مصاحب اور یار غار ہیں وہ امیر ہوں' لہٰذا تم سب اب ان کی بیعت کرو' چنانچہ اب تمام لوگوں نے سقیفے کی بیعت کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت عام طور پر کی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے تقریر کی اور حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! مجھے تمہارا حاکم بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں تمہارا بہترین فرد نہیں ہوں اگر میں نیکی کروں تو تم میری اعانت کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تاکہ میں اس کا حق اسے دلواؤں۔ انشاء اللہ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تاکہ میں اس سے حق کو ادا کراؤں۔ انشاء اللہ۔ تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہ کرے کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کرتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے' اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کروں تم پر میری اطاعت ضروری نہیں۔ اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو اللہ تم پر رحم کرے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اپنے عہد خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کسی اپنی ضرورت سے جا رہے تھے' میں بھی ان کے ساتھ تھا' ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور اس وقت ان کے ساتھ میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا' وہ اپنے دل میں کچھ باتیں کرتے جاتے تھے اور درے سے اپنے پاؤں کو مارتے جاتے تھے۔ یکایک وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا:

"اے ابن عباسؓ جانتے ہو کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کیوں وہ بات کہی تھی کہ آپ نہیں مرے زندہ ہیں۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں امیر المومنین بہتر جانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا بخدا صرف اس آیت کی وجہ سے "وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔" "اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم تمام لوگوں کے نگران رہو اور رسول تمہارے نگران رہیں" اس آیت سے میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے آخری اعمال دیکھنے تک کے لیے زندہ رہیں گے۔ اسی وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہ بات کہی تھی"۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد لوگ رسول اللہ ﷺ کے دفن کے انتظام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے متعلق بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے دوسرے دن منگل کو آپ کی تجہیز عمل میں آئی۔ اور بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے تین دن بعد تجہیز ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا غسل:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالبؓ، عباسؓ بن عبدالمطلب، فضل بن العباسؓ، قثم بن العباسؓ، اسامہ بن زیدؓ اور شقران مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ بنو عوف بن الخزرج کے اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کے غسل کا شرف حاصل ہو، یہ بدوی تھے۔ علیؓ نے ان سے کہا کہ اچھا تم بھی آؤ' چنانچہ یہ غسل میں شریک ہوئے۔ غسل کے لیے علیؓ بن ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ عباس، فضل اور قثم رضی اللہ عنہم آپ کی کروٹ بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران رضی اللہ عنہم دونوں آپؐ کے مولیٰ آپؐ پر پانی ڈالتے تھے' اور علی آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے' قمیص رسول اللہ ﷺ کے جسم پر تھی۔ اس طرح علیؓ بن ابی طالب آپؐ کے جسم کو قمیض کے اوپر سے مل رہے تھے' ان کا ہاتھ آپؐ کے جسم کو مس نہیں کرتا تھا۔ غسل دیتے وقت علیؓ بن ابی طالب کہتے جاتے کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں' آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں نیز عام طور پر میت کے جو آثار ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی بات آپؐ کے جسم سے نمایاں نہیں ہوئی۔

لباس سمیت غسل:

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا اس باب میں اختلاف رائے ہوا کہ آیا کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیا جائے جیسا کہ دوسری میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یا کپڑوں کے ساتھ آپ کو غسل دیا جائے۔ اس معاملے میں جب اختلاف ہوا تو سب پر نیم غشی کی سی حالت طاری کر دی گئی اور سب کے سر سینے تک جھک گئے پھر ایک غیر معلوم شخص نے حجرے کے کونے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ اس غیبی آواز پر سب ہوشیار ہوئے اور انھوں نے کپڑوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا۔ قمیض آپؐ کے جسم پر تھی' اس پر پانی ڈالا جاتا تھا اور اس کے اوپر ہی سے آپؐ کے جسم کو ملتے تھے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ اگر اس وقت میں چاہتی جس بات کو میں نے نہیں چاہا تو رسول اللہ ﷺ کو صرف آپ کی

بیویاں غسل دیتیں۔

علی بن الحسینؒ سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا ان میں دو صحاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ:

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبر کے متعلق یہ ہوا کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح مکہ کے رواج کے مطابق قبر کھودا کرتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے رواج کے مطابق قبر کھودتے تھے اور اس میں لحد بناتے تھے۔ عباسؓ نے دو شخصوں کو بلایا ایک سے کہا کہ ابوعبیدہؓ کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ ابوزیدؓ کے پاس جاؤ اور یہ دعاء مانگی کہ اے خداوندا! تو ہی اپنے رسولؐ کے لیے قبر کھودنے والے کو اختیار کر لے چنانچہ جو شخص ابوطلحہ کو بلانے گئے تھے ان کو ابوطلحہؓ مل گئے اور ان کو ساتھ لے آئے۔ ابوطلحہؓ نے آپ کی قبر کھودی اور اس میں لحد رکھی' اس طرح منگل کے دن جب آپ کا جنازہ تیار ہو گیا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کہاں آپ کو دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں' کسی نے کہا مناسب ہو کہ آپؐ کے جہاں اور صحابہ دفن ہیں وہیں آپ کو دفن کیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے آنحضور ﷺ سے سنا ہے کہ ہر نبی جہاں اسے موت آئی وہیں دفن کیا گیا ہے چنانچہ اب آپ کا وہ بستر جس پر آپؐ نے وفات پائی تھی اٹھایا گیا اور وہیں آپؐ کے لیے قبر کھودی گئی۔ اب تمام لوگوں نے نوبت بہ نوبت رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھی۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی' ان کے بعد بچوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی' ان نمازوں میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اس کے بعد بدھ کی شب میں آدھی رات کو آپ ﷺ سپرد خاک کر دیے گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی تدفین:

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آدھی رات کو ہمیں پھاؤڑوں کی آواز سے معلوم ہوا کہ اب رسول اللہ ﷺ دفن کیے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ علیؓ بن ابی طالب' فضل بن العباس' قثمؓ بن العباس اور آپؐ کے مولیٰ شقران رضی اللہ عنہ قبر میں اترے' اوس بن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے درخواست کی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا ہمیں بھی حق ملنا چاہیے۔ علیؓ نے ان سے کہا اچھا تم بھی اترو' اور وہ بھی قبر میں اترے۔ جب آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا اور اسے پاٹنے لگے' شقران قبر میں موجود تھے ان کے ساتھ مخمل کی چادر بھی تھی جسے رسول اللہ ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور بچھا لیا کرتے تھے۔ شقرانؓ نے یہ کہہ کر کہ اب آپؐ کے بعد تاکہ کوئی اسے استعمال نہ کر سکے میں اسے بھی آپؐ کے ساتھ دفن کیے دیتا ہوں اور انھوں نے اسے آپؐ کے ساتھ دفن کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ کا دعویٰ:

مغیرہؓ بن شعبہ مدعی تھے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے عمداً اس خیال سے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے جسم کو مس کر لوں اپنی انگوٹھی اتار کر اسے قبر میں پھینک دی اور پھر میں نے صحابہؓ سے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر

پڑی ہے اور میں قبر میں اتر کر اسے نکال لایا۔ اس طرح سب کے آخر میں میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا۔

مغیرہؓ بن شعبہ کے دعوے کی تردید:

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عمر یا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں میں نے علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ عمرہ کیا۔ وہ اپنی بہن ہانی بنت ابی طالب کے پاس ٹھہرے' عمرہ کر کے وہ گھر آئے' میں نے ان کے غسل کے لیے پانی تیار کیا' جب وہ نہا چکے چند اعرابی ان سے ملنے آئے اور انہوں نے کہا' اے ابوالحسنؓ! ہم آپؓ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ آپؓ ہمیں بتائیں۔ علیؓ نے کہا شاید مغیرہ تم سے کہتے ہوں گے کہ سب سے آخر میں وہ رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوئے ہیں انھوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے جس کو ہم آپؓ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔ علیؓ نے کہا وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ قثم بن العباسؓ سب سے آخری میں رسول اللہ ﷺ سے علیحدہ ہوئے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ شدت مرض میں رسول اللہ ﷺ ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے' کبھی اس سے اپنا منہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی اسے منہ پر سے ہٹا دیتے تھے۔ اسی حالت میں آپؐ نے کہا' اس قوم کو اللہ ہلاک کر دے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا آپ کو خود اپنی امت سے اس بات کا ڈر تھا۔

عرب میں دو دین نہ رہنے کا حکم:

دوسری روایت سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہیں۔

۱۲/ ربیع الاوّل ٹھیک اس روز جس روز کہ آپؐ مدینہ میں ہجرت کر کے آئے تھے' آپؐ نے وفات پائی۔ اس طرح آپؐ نے پورے دس سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔

رسول اللہ ﷺ کی عمر:

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر تریسٹھ سال ہوئی اس کے متعلق ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینہ میں تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابی جمرہ کے باپ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے۔

سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں آپؐ پر وحی آنا شروع ہوئی۔ دس سال آپؐ مکہ میں رہے' دس سال آپؐ مدینہ میں رہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپؐ نے مکہ میں بسر کیے اور دس سال مدینہ میں' اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض مصاحبوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض مصاحبوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپؐ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے متعلق عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ نبی مبعوث ہوئے اور ساٹھ سال کی عمر میں آپؐ نے وفات پائی۔ عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک آپؐ پر مکہ میں وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینہ میں وحی آتی رہی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مہینہ:

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر کر کے بھیجا۔ ابوبکرؓ نے تمام مسلمانوں کو مناسکِ حج بتائے۔ دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کیا۔ مدینہ واپس آ گئے اور ربیع الاوّل میں آپؐ نے وفات پائی۔

دوشنبہ کی اہمیت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے' دوشنبہ کو آپؐ کو نبوت ملی' دوشنبہ کو آپؐ نے حجر اسود اٹھایا' دوشنبہ کو آپؐ نے ہجرت کی' دوشنبہ کو آپؐ مدینہ پہنچے اور دوشنبہ کے دن آپؐ نے وفات پائی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن:

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کے باپ سے مروی ہے کہ ۱۲/ ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور بدھ کے دن آپؐ دفن کیے گئے۔ اس سلسلے میں عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب میں آپؐ کو دفن کیا گیا اور ہمیں پھاوڑوں کی آواز سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپؐ کو دفن کیا جا رہا ہے۔



تاریخ الامم والملوک

تاریخ طبری

جلد دوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

خلافتِ راشدہ حصہ دوم (۱۱ھ تا ۱۶ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم (ایم۔اے) ندوی ◉ و سید رشید احمد ارشد ایم۔اے

جس میں عہد صدیقی کا مکمل دورِ خلافت اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور ۱۶ھ کے مفصل حالات فتنۂ زکوۃ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع، جھوٹے مدعیان نبوت کی سرکوبی، مرتدوں سے جنگ فتوحاتِ عراق و شام اور جنگ یرموک کے مجاہدانہ کارناموں کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے عدل وانصاف اور نظام سلطنت کے حالات نہایت دلکش انداز میں پیش گئے ہیں۔

نفیس اکیڈیمی
اردو بازار کراچی

حسبِ ذیل ترتیب سے ہم تاریخ طبری کو گیارہ حصوں میں پیش کر رہے ہیں

تاریخ طبری (حصہ اوّل) سیرت النبی ﷺ، ولادت رسول ﷺ سے وفات رسول ﷺ تک

ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ دوم) خلافتِ راشدہ (حصہ اوّل ۱۰ھ تا ۱۶ ہجری)

ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم) خلافتِ راشدہ (حصہ دوم ۱۶ھ تا ۳۵ ہجری)

ترجمہ ☆ مولانا رشید احمد ارشد ایم اے۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ سوم کا دوم) خلافتِ علی رضی اللہ عنہ (۳۵ھ تا ۴۰ ہجری)

ترجمہ ☆ مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ چہارم) امیر معاویہؓ سے شہادت حسینؓ تک (۴۱ھ تا ۶۶ھ)

ترجمہ ☆ سید حیدر علی طباطبائی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ پنجم) اموی دورِ حکومت (۶۷ ہجری تا ۹۹ ہجری)

ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ششم) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تا مروان ثانی (۹۹ ہجری تا ۱۳۲ ہجری)

ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہفتم) عباسی دورِ حکومت (۱۳۲ھ تا ۱۷۰ھ)

ترجمہ ☆ محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ ہشتم) ہارون رشید اور اس کے جانشین (۱۷۱ھ تا ۲۳۱ھ)

ترجمہ ☆ سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ نہم) خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط (حصہ اوّل)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔

☆☆☆☆☆☆

تاریخ طبری (حصہ دہم) خلافتِ بغداد کا دورِ انحطاط (حصہ دوم)

ترجمہ ☆ علامہ عبداللہ العمادی۔



خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ طبری کا حصہ دوم خلافتِ راشدہ کے نام سے پیش خدمت ہے۔ زیر نظر حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکمل دورِ خلافت اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عہد بڑا ہی ہنگامہ خیز دور تھا۔ آپؓ ہی کے زمانے میں فتنۂ ارتداد نے سر اٹھایا' اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عرب کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ اس کے ساتھ ہی منکرین زکوٰۃ نے بھی ملک بھر میں انتشار پھیلا دیا۔ اسی زمانے میں جھوٹے مدعیانِ نبوت نے بھی اپنا دعوۂ نبوت بڑے کروفر سے پیش کیا اور عجیب وغریب الہامات کی بھرمار کر دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صرف دو سال کی قلیل مدت میں سب فتنوں پر قابو پالیا' اور ملک میں امن وامان بحال کر کے فتوحات کا آغاز کیا۔ عہد صدیقی سے ہی اسلامی فتوحات کے سنہری دور کا آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عراق میں مشغولِ جہاد تھے۔ کہ انہیں شام کے محاذ پر جانے کا حکم ملتا ہے۔ شام کا یہ سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زندگی کا غیر معمولی واقعہ ہے ایک ہفتہ کا یہ طویل صحرائی سفر آپ نے اور آپ کے رفقاء نے بغیر پانی کے طے کیا۔ علامہ طبریؒ نے مجاہدین کی مشکلات کا ذکر اس انداز سے تحریر کیا ہے کہ پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم بھی شریکِ سفر تھے۔ علامہ طبریؒ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے وفات تک کے تمام واقعات جزئیات کی حد تک اتنے خوب صورت انداز میں تحریر کیے ہیں کہ اس عہد کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی تحریر کیا گیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دور بہت مختصر ہے مگر اس مختصر دور میں بہت سے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑا کارنامہ فتنۂ ارتداد کا قلع قمع کرنا اور قرآن کریم کی تدوین ہے ان دونوں کارناموں نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا ہے۔

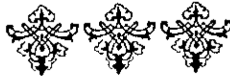
علامہ طبریؒ بہت بڑے محدث اور مفسر ہیں۔ اس لیے تبحر علمی کے ساتھ ساتھ ان کا ذہن اس غیر جانب داری کا آئینہ دار ہے جو ایک مؤرخ کے لیے ضروری ہے۔ علامہ نے روایات کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے' اور اس پر جرح اور تعدیل کا کام دوسرے اصحابِ علم کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ تاریخ طبری سے بہتر اسلامی تاریخ کا ماخذ کسی زبان میں بھی موجود نہیں۔ بعض لوگ علامہ طبری کو شیعہ کہتے ہیں۔ علامہ طبری ہرگز شیعہ نہیں تھے۔ پہلے وہ عقائد کے لحاظ سے شافعی تھے۔ بعد میں وہ خود اہل سنت والجماعت کے مجتہد عالم ہوئے اور فرقہ جریرہ کی بنیاد ڈالی۔ جو کچھ مدت تک فرقہ جریرہ کے نام سے رائج رہا اور اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے عین مطابق تھے۔

تاریخ طبری اسلام کے سنہری دور کی نہایت مفصل اور مستند تاریخ ہے۔

اس ضخیم کتاب کی طباعت و اشاعت کا کام کرنا اور وہ بھی اس زمانے میں جب کہ کاغذ نہ صرف گراں سے گراں تر ہو رہا ہے۔ بلکہ نایاب بھی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہمارے ادارے کے معاونین اور ذی علم تاجرانِ کتب کی حوصلہ افزائی کا مرہون منت ہے۔

مجھے یقین ہے کہ تاریخ کے قدر دانوں کا تعاون مجھے ہمیشہ حاصل رہے گا۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ کے تمام نایاب ماخذ یکے بعد دیگرے اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہوں گا۔

وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ



فہرست موضوعات

مُقدّمہ

از

پروفیسر شبیر حسین قریشی ایم، اے

زیر نظر کتاب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے شروع ہوتی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ دور عہد رسالتؐ کے بعد عہد اسلامی کا اہم ترین دور ہے اور اسلام دراصل مکمل ضابطہ حیات ہے اس کی تعلیمات میں نہ صرف زخمی انسانیت کے زخموں کا مداوا ہے بلکہ اس کی روح کی بالیدگی اور ارتقاء کے سامان بھی موجود ہیں۔ اسلام نے تزکیہ باطن اور تطہیر ظاہر دونوں ہی پر زور دیا ہے۔ تاکہ روح کی نشوونما کے ساتھ ساتھ جسم کی ترقی بھی ہو سکے اور یوں انسان اپنی تخلیق کے منشاء کی تکمیل کر سکے اور اپنے ارتقاء کے ذروۂ بلند پر پہنچ سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عرب کو جو مختلف قبیلوں میں منقسم تھا اور لاتعداد معبودوں کی پرستش کرتا تھا۔ ملت واحدہ کی ترکیب میں مدغم اور خدائے واحد کے دین پر عامل کر دیا اور ان منتشر انسانی گروہوں کو مرکزیت بخشی اسلام کا پیغام اخوت، مساوات اور عدل عمرانی سے عبارت ہے جب تک مسلمانوں نے اس پیغام کی ترسیل کو اپنا نصب العین بنایا اور اس پر عامل رہے۔ بحر و بر، خشک و تر اور عرب و عجم ان کے زیر نگین رہے۔ زیر نظر کتاب صدر اسلام کے انہی مسلمانوں کے کارناموں پر مشتمل ہے جنھوں نے محمدؐ اور خدائے محمدؐ کی اطاعت کی۔ ان کے پیام کو اپنا لائحہ عمل بنایا اور تسخیر کائنات کے راز ان پر کھل گئے۔ تاریخ عالم ایسی شاندار، ایسی متوازن اور ایسی مستقل و سریع تسخیر کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عہد رسالت پوری کائنات کے لیے ایک مبارک دور تھا آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشینوں کے دور کو خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس دور کی ابتداء حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے ہوئی آپ کا عہد بڑا ہنگامہ خیز تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو طوفان اٹھا وہ عالم اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ اسلام کے لیے پہلی آزمائش سقیفہ بنوساعدہ میں انصار کی وہ مجلس تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ طے ہونا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آزمائش میں پورے اترے، اس کے بعد فتنہ ارتداد کی وبا نے تقریباً سارے عرب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کے ساتھ ساتھ منکرین زکوٰۃ کا فتنہ الگ انتشار پیدا کر رہا تھا۔ رہی سہی کسر جھوٹے مدعیان نبوت نے پوری کر دی۔ ان نامساعد حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے قبائلی سرداروں نے بھی بغاوت کر دی ریاست اسلامی کا وجود خطرے میں تھا۔ بادی النظر میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسلام نعوذ باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

ذات گرامی ہی تک محدود تھا اور آپؐ کی وفات کے بعد اس کی بقاء بھی ممکن نہیں۔

حضرت محمد ﷺ کے وصال کے بعد ریاست اسلامیہ کی گوناگوں ذمہ داریوں اور امت کی قیادت کا بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کاندھوں پر پڑا۔ انھوں نے کمال بصیرت و دانائی سے کام لیتے ہوئے پہلے محبان رسول اللہ ﷺ کے زخمی دلوں پر پھایا رکھا جو آنحضرت ﷺ کے وصال سے بدحال ہو رہے تھے اور اسی وقت وہ سقیفہ بنو ساعدہ میں پہنچے اور انھوں نے اپنی خداداد فراست و تدبر سے انتہائی بگڑے ہوئے حالات پر قابو پایا مگر مشکلات کا یہیں خاتمہ نہیں ہوا بلکہ یہ تو آغاز تھا ان مصائب کا' جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دوچار ہونا تھا حالات خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے لیکن اس طوفانی دور میں حضرت ابوبکرؓ نے دامن استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی' وہ اپنے نبیؐ کے مسلک سے ایک انچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہ ہوئے حالانکہ بعض مواقع پر صحابہؓ کبار کی آراء مختلف تھیں خصوصاً جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا مسئلہ اور منکرین زکوٰۃ کا فتنہ' ایسے متنازعہ فیہ امور میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اجتہادی صلاحیتوں سے کام لیا اور پایان کار وہ سربلند رہے تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے نہ صرف غیر معمولی کامیابی حاصل کی بلکہ باغیوں کی سرکوبی کی اور مدعیان نبوت کے پندار کو بھی پاش پاش کر دیا۔ مرتدین کو دوبارہ حلقہ بگوش اسلام کیا اس طرح نہایت قلیل مدت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں اور اسلام کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

بیعتِ خلافت کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے سامنے پہلا مسئلہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا۔ چہار جانب سے بغاوت کی خبریں آ رہی تھیں خود دارالخلافہ محفوظ و مامون نظر نہیں آتا تھا۔ دمبدم مدینہ پر حملے کا خطرہ تھا۔ ان حالات میں بھی جب کہ صحابہ کبارؓ بھی اس مہم کو ملتوی کرنے پر مصر تھے آپ نے حکم رسولؐ سے سرتابی نہیں کی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کچھ دور پاپیادہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ گئے اس وقت اسامہ گھوڑے پر سوار تھے ان سے رہا نہ گیا اور انھوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا تو آپ گھوڑے پر سوار ہو جائیں یا مجھے پیادہ پا چلنے کا حکم دیں۔ علامہ طبری اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اسامہؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ یا تو آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں اس وقت پیدل اس لیے چل رہا ہوں تاکہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کر لوں''

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کرتے وقت حضرت ابوبکرؓ نے ان سے یوں خطاب فرمایا:

> ''ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو خیانت نہ کرنا۔ نفاق نہ برتنا' بدعہدی نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا' کبھی چھوٹے بچے کو' پیر مرد کو اور عورت کو قتل نہ کرنا' کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا نہ جلانا اور کسی ثمردار درخت کو قطع نہ کرنا سوائے کھانے کی ضرورت کے' بیکار کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا' تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترک دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا ایسے لوگوں سے تمہارا مواجہہ ہو گا جن کے سر کی چندیا صاف ہو گی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا' اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ اللہ نیزے کی ضرب اور طاعون سے تمہاری حفاظت کرے''۔

ان واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت اور اسلام کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے انھوں نے اپنے عہد خلافت میں کوئی ایسا کام نہیں کیا' جو اسلام کی روح کے منافی ہو انھوں نے مذہبی معاملات اور امور حکومت میں مکمل طور پر نبی کریم کی پیروی کی۔ اور آپؓ نے کسی کام میں بھی مسلک رسول کریم ﷺ سے سر مو تجاوز نہیں کیا۔

اندرونی مشکلات نے بیرونی خطرات میں بھی اضافہ کر دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے صرف دو سال میں نہ صرف اندرونی مشکلات پر قابو پا کر پورے ملک میں امن و امان قائم کیا بلکہ بیرون عرب فتوحات کا آغاز کیا۔ وقت نے آپ کو اتنی مہلت نہ دی کہ بیرونی فتوحات کی تکمیل آپؓ کے عہد میں انجام پذیر ہوتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ جن فتوحات کی تکمیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی ان کا سنگ بنیاد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا ملکی و سیاسی خدمات کے علاوہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ قرآن شریف کی تدوین ہے۔ جنگ یمامہ میں بیشتر حفاظ قرآن صحابہ کی شہادت کے بعد کاتب وحی حضرت زید بن ثابت کو تدوین قرآن کا حکم دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ مبارک کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری نے ان واقعات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے ان کی یہ کوشش بلاشبہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے انھوں نے ان واقعات کی جزئیات تک محفوظ کر کے اس عہد کی ایک مکمل تصویر پیش کر دی ہے۔ علاوہ ازیں ان کا عام انداز یہ ہے کہ ایک واقعہ کے متعلق انھیں جہاں جہاں سے بھی روایات مل سکیں انھیں بلا کم و کاست سپرد قلم کر دیا ان کی یہی اہم خصوصیت ہے اس سے یہ فائدہ ہوا کہ آنے والے دور کے مؤرخین ان روایتوں میں موازنہ کر کے صحیح واقعات تک پہنچ سکیں۔ منکرین زکوٰۃ اور مدعیان نبوت کے واقعات علامہ طبری نے نہایت مفصل اور بصراحت بیان کیے ہیں۔ انھوں نے ان واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اتنی احتیاط برتی ہے کہ اس ضمن میں اگر کوئی معمولی واقعہ بھی پیش آیا تو علامہ نے اسے بھی قلم بند کر دیا۔

علامہ بن جریر طبری نے عہد صدیقی کے نمایاں واقعات کو نہایت مفصل اور کئی کئی راویوں کے حوالے سے رقم کیا ہے لیکن ان کے ساتھ ضمنی اور معمولی واقعات بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ اسود عنسی کا ذکر کرتے ہوئے آزاد زوجہ اسود اور فیروز کی ملاقاتیں' قتل کا منصوبہ' اسود عنسی کے قتل میں آزاد کی اعانت کا اس انداز سے ذکر ہے کہ اسود عنسی کے عروج و زوال کا کوئی پہلو تاریکی میں نہیں رہتا۔ اسی طرح مرتدین و منکرین زکوٰۃ کا حال بیان کرتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قبیلوں اور ان کے افعال سے ہمیں باخبر رکھتے ہیں' صفوان' زبرقان' عدی کے قبائل کا ذکر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ علامہ طبری اس عہد کے معمولی معمولی واقعات کو بھی تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دینا چاہتے ہیں۔

مدعیان نبوت میں سب سے بڑا فتنہ گر مسیلمہ کذاب تھا اسی لیے مسیلمہ کذاب اور سجاح کا پورا پس منظر بیان کرتے وقت علامہ نمونہ کے طور پر سجاح کے الہام کے اقتباسات بھی پیش کرتے ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> ''جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں' میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو' شراب نہ پیو بلکہ اے نیک گروہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ۔ سبحان اللہ! جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح چاہنا زندگی بسر کرنا اور اللہ کی طرف جانا اگر رائی کا دانہ بھی ہو تو اس پر بھی گواہ رہے گا وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس

میں برباد ہو جائیں گے''۔

مسیلمہ کذاب اور سجاح کی نبوت کا ڈھونگ' سجاح کی مسیلمہ کذاب پر فوج کشی' ان دونوں کی خیمہ میں ملاقات سجاح اور مسیلمہ کذاب کی شادی' مسیلمہ کذاب کے قوانین' ام الہیثم بنوحنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کے حق میں دعاء کا واقعہ' اور اس کی دعاؤں کی بدولت باغوں اور زراعت کی تباہی کا ذکر بھی ملتا ہے' مسیلمہ کذاب جس انداز سے اپنے پیروؤں سے گفتگو کرتا ہے۔ علامہ موصوف نے اس کی تصویر کشی بھی کی۔ انھوں نے مسیلمہ کے بہروپ کو بہت دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے جہاں وہ سجاح کے الہامی انداز کا ذکر کرتے ہیں وہاں مسیلمہ کذاب کے الہامی انداز کو بھی پیش کرتے ہیں:

''اے مینڈک کی بیٹی! تو کس قدر صاف ہے' تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں مٹی کیچڑ میں۔ تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے''۔

ایک دوسرا الہام ملاحظہ فرمایئے:

''قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں' فصل دور کرنے والوں' دانہ نکالنے والوں' پھر چکی میں آٹا پیسنے والوں' روٹی پکانے والوں' ان کو چور کر میدہ کرنے والوں اور پھر لقمہ بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں۔ اے ساکنان بادیہ! تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں' اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو یہاں سے نکال دو''۔

علامہ طبریؒ نے ان واقعات کے جزئیات کو محفوظ کر کے انھیں جیتے جاگتے اور چلتے پھرتے کردار بنا دیئے ہیں ان میں بھرپور زندگی ملتی ہے' قاری کو نامانوس فضا نہیں ملتی' بلکہ ایک تسلسل' یگانگت اور گہرا رچاؤ ملتا ہے ان واقعات میں حسن ترتیب نے اور جان ڈال دی ہے' مثلاً جنگ یمامہ وحدیقۃ الموت کے واقعات کے بعد مجاعہ بن برارہ کی حکمت عملی اور اپنی قوم کے لیے حضرت خالدؓ سے امان حاصل کرنے کا واقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اور جہاں مجاعہ بن مرارہ کی دوراندیشی اپنی قوم کو بچانے میں نظر آتی ہے۔ وہاں سلمہ بن عمیر الحنفی کی شرارت معاہدہ کی خلاف ورزی' شرانگیزی اور اس کی خودکشی کا بھی ذکر ملتا ہے گویا فریقین کے ایسے غیر معروف افراد کا ذکر بھی علامہ طبری اپنی تاریخ میں کر جاتے ہیں جن پر عام مؤرخین توجہ نہیں دیتے۔

اہل بحرین کے ارتداد کا ذکر کرتے ہوئے اونٹوں کی گمشدگی و بازیابی اور چشمہ جاری ہونے کے معجزات ہجر کے راہب کے قبول اسلام کی وجہ اور اسی طرح مرتدین حضرموت کے متعلق حالات قلمبند کرتے ہوئے عدا کی اونٹنی پر جھگڑا' رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والی دوگانے والیوں کو سزا' فتح الیس کے بعد سفید روٹیوں پر عربوں کی حیرت کا واقعہ' کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط اور پھر جنگ یرموک میں شیر اسلام حضرت خالدؓ بن ولید اور جرجہ کی گفتگو اور جرجہ کے قبول اسلام کا واقعہ بظاہر غیر ضروری اور غیر اہم ہیں مگر یہ تسلسل وتواتر کی ایسی کڑیاں ہیں جو پورے واقعہ کو سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہیں۔

علامہ طبری بعض اوقات ایسے واقعات بھی بیان کر جاتے ہیں جو بظاہر غیر متعلق اور معمولی معلوم ہوتے ہیں جنگ یرموک کا ایک کردار قباث اپنے استاد اور اپنی ابتدائی زندگی کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

''فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینہ جا رہا تھا' میں بھی شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی

مال غنیمت ملا تھا اس سفر میں ہمارا رہبر ہم کو ایک ایسے چشمے پر لے گیا جس کی زمانہ جاہلیت میں میں نے شاگردی کی تھی اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لیے کچھ کمانا چاہیے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے' میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھا مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارت گری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب چھوڑ دیتا اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے رجز گاتا ہوا گزرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ میں ہوں اور میرے ساتھ مل جانا' اس طرح ایک عرصہ تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لیے کافی مال جمع کر دیا۔ وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا وہ میری پہلی کمائی تھی اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا''۔

یہ واقعہ غیر سیاسی سہی لیکن اس کی معاشرت کی بھرپور تصویر ہے اس سے اس دور کے معاشرہ کے اس تاریک پہلو پر روشنی پڑتی ہے کہ قبیلہ کے لوگوں کو اخلاقی طور پر اس امر سے کوئی سروکار نہ تھا کہ دولت کہاں سے آئی چونکہ وہ دولت مند تھا اسی لیے اسے اپنے قبیلہ کی سرداری کا حق پہنچتا ہے اس کے علاوہ دولت کمانے کا آسان طریقہ لوٹ مار اور غارت گری تھا اور اسی طرح یہ واقعہ اس حقیقت کا بھی انکشاف کرتا ہے کہ ذرائع آمدورفت اور رسل ورسائل کتنے غیر محفوظ تھے۔ اور اسی عہد کی سوسائٹی کتنی پستی میں پہنچ چکی تھی' اور حقیقت علامہ طبری نے اس قسم کے واقعات کو محفوظ کر کے تاریخی خاکہ میں رنگ آمیزی کی ہے۔

عہد صدیقی سے اسلامی فتوحات کا زریں دور شروع ہوا تھا حضرت خالدؓ بن ولید عراق میں مصروف جہاد تھے کہ انھیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فرمان شام کے محاذ پر جانے کا ملتا ہے۔ حیرہ سے شام کا سفر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا محیر العقول کارنامہ ہے بغیر پانی کے اتنے دور دراز صحراء کا ہفت روزہ صحرائی سفر خود معجزہ سے کم نہیں تھا۔ علامہ طبری نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے انھوں نے مجاہدین کی مشکلات اور ان مشکلات پر قابو پانے کا طریقہ بھی بالصراحت سپرد قلم کیا ہے۔

زیر نظر کتاب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آغاز خلافت سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک کے تمام واقعات جزئیات کی حد تک اتنے بہتر انداز میں پیش کیے گئے ہیں کہ اس عہد کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے علامہ طبری نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا۔

علامہ طبری نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیاسی زندگی' حلیہ' شجرہ نسب' فتوحات' فیصلے اور اس کے بعد آپ کا آخری عہد علالت' وصیت' آخری الفاظ نیز مرض الموت کے اشعار' تجہیز و تکفین' آپ کے والدین بھائی' ازواج و اولاد کے اسماء گرامی اور عہد صدیقی کے عمال' کاتب اور قاضیوں کے نام بالتفصیل تحریر کیے گئے۔

عہدِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت:

عہد صدیقی میں نظام حکومت وہی رہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا' تمام امور ملکی صحابہ کبارؓ کے مشوروں سے انجام پاتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت ابوعبیدہ، حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔

تمام ملک آٹھ صوبوں میں بٹا ہوا تھا ❶ مدینہ ❷ مکہ ❸ طائف ❹ نجران ❺ صنعاء ❻ حضرموت ❼ بحرین

8 دومۃ الجندل ل۔ آپؓ عمال کے انتخاب میں بہت محتاط رہتے تھے ان ہی لوگوں کو یہ ذمہ داری سونپی جاتی تھی جو مکتب رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ تھے اور ان کا تقرر کرتے وقت انھیں مفید پند و نصائح اور ہدایات بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ولیدؓ بن عقبہ محصل صدقات کو یہ نصیحت فرمائی:

''ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے۔ تقویٰ ان چیزوں میں سے بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگان خدا ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔ تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو لہٰذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے' پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے''۔

جب شام کی مہم پر یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا تقرر کیا تو انھیں یہ ہدایات کیں:

''اے یزیدؓ تمہاری قرابت داریاں ہیں' شاید تم ان کو اپنی امارت سے فائدہ پہنچاؤ' درحقیقت یہی سب سے بڑا خطرہ ہے جس سے میں ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمانوں کا حاکم مقرر ہو اور ان پر کسی کو بلا استحقاق محض رعایت کے طور پر افسر بنا دے تو اس پر خدا کی لعنت ہو اور خدا اس کا کوئی عذر اور فدیہ قبول نہ فرمائے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا''۔

مالی نظام:

آپؓ کے عہد میں اگرچہ ایک مکان بیت المال کے نام سے ضرور تھا مگر کوئی خزانہ نہ تھا۔ جونہی مال غنیمت آتا اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا تھا آپ کی وفات کے وقت بیت المال میں صرف ایک درہم تھا۔ ذرائع آمدنی بھی وہی تھے جو عہد رسالت میں تھے۔ یعنی زکوٰۃ، عشر' جزیہ' خمس فے اور خراج البتہ عہد رسالت کی بہ نسبت آمدنی میں اضافہ ہوا۔ اہل حیرہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم خراج دیا کرتے تھے' اس کے گرد و نواح کے ذمی بیس ہزار سالانہ خراج دیتے تھے۔ بہرکیف آپؓ کے عہد میں آمدنی میں اضافہ ہوا۔ مستقل ملک کی حیثیت صرف عرب کی تھی۔ عراق و شام کے سرحدی اضلاع مفتوح تھے اور ان سے خراج و جزیہ کی رقوم وصول ہوتی تھیں۔ آمدنی کا ایک جز و فوجی ضروریات کے لیے علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ بقیہ آمدنی مسلمانوں میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔

فوجی نظام:

آپؓ کے عہد میں کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی بوقت ضرورت مسلمان خود جمع ہو جاتے۔ البتہ یہ کیا گیا کہ مجاہدین کو قبیلوں اور دستوں میں منقسم کر کے علیحدہ علیحدہ افسروں کی ماتحتی میں دے دیا گیا۔ فوجی اخراجات کے لیے آمدنی میں سے ایک رقم الگ کر لی جاتی تھی جس سے اسلحہ اور سامانِ جنگ خریدا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لیے بعض چراگاہیں مخصوص تھیں جن میں فوج کے جانور چرا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی علاقے پر فوج بھیجتے تو حسن اخلاق اور عدل کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ ذمیوں کو جو عرب میں تھے یعنی یہود و عیسائیوں کے وہی حقوق بحال رکھے گئے جو آنحضرت ﷺ کے عہد میں انھیں عطاء کیے گئے تھے' حیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا گیا۔



باب ۱

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عہدِ خلافتِ راشدہ

واقعہ سقیفہ

انصار کا اجتماع:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ کے بعد ہمیں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا لینا چاہیے سعدؓ بیمار تھے انصار ان کو باہر لے آئے۔ جب سب جمع ہو گئے' سعدؓ نے اپنے بیٹے یا کسی بھتیجے سے کہا کہ علالت کی وجہ سے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں سب کو اپنی تقریر سنا سکوں لہٰذا جو میں کہوں تم اسے بخوبی یاد کر کے دوسروں کو سنا دینا۔ چنانچہ سعدؓ جو کہتے تھے اسے وہ شخص یاد کر لیتا تھا اور پھر بلند آواز میں تمام حاضرین کو سنا دیتا تھا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

سعدؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا اے گروہ انصار دین میں تم کو وہ اوّلیت حاصل ہے اور اسلام میں تم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کئی سال تک اپنی قوم کو اللہ رحمان کی عبادت کی دعوت دیتے رہے اور بتوں اور اللہ کے شرکاء کی عبادت سے روکتے رہے مگر سوائے معدودہ چند آدمیوں کے ان کی قوم ان پر ایمان نہیں لائی جو ایمان لائے وہ اس قدر کم تھے کہ وہ ان مظالم کے مقابلے میں جو ان کی قوم نے ان پر کر رکھے تھے اپنی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے' لہٰذا جب اللہ نے چاہا کہ وہ تم کو شرافت' عزت اور سعادت کی نعمت سے مخصوص کرے اس نے اپنے اور اپنے رسولؐ پر ایمان لانے کی نعمت سے تم کو بہرہ ور کر دیا۔ تاکہ تم ان کی ان کے صحابہؓ کی مدافعت کرو اور ان کے اور ان کے دین کے اعزاز کے لیے اس کے دشمنوں سے جہاد کرو۔ چنانچہ تم نے اپنے طرز عمل سے ایسا ہی ثابت کیا کہ ان کے دشمن کے مقابلے میں نہایت سخت ثابت ہوئے اور اس کے لیے دوسروں کے مقابلے میں دوبھر ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عربوں نے اللہ کے حکم کے سامنے خوشی سے یا بادل ناخواستہ گردنیں جھکا دیں اور دور و دراز کے لوگوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ کے لیے تمہارے ذریعے زمین کو زیرنگین کر دیا اور تمہاری تلواروں سے عرب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا اس حال میں کہ وہ تم سے بہت ہی خوش اور راضی تھے' لہٰذا اب سب کے مقابلے میں تم کو یہ حکومت اپنے قبضے میں کر لینا چاہیے کیونکہ یہ صرف تمہارا حق ہے کسی اور کا نہیں۔

سعد رضی اللہ عنہ کی اس تقریر پر تمام حاضرین نے اظہار پسندیدگی کیا اور کہا کہ تمہاری رائے بالکل درست ہے اور ہم اس سے تجاوز

نہیں کریں گے ہم تم کو امیر بناتے ہیں کیونکہ تم ہمارے مسلمہ سردار ہو اور تمام نیک مسلمانوں کی نگاہ میں مقبول ہو۔

دو امیر مقرر کرنے کی تجویز:

اس تجویز پر بحث ہونے لگی کہ آیا یہ کامیاب ہوگی یا اس کی مخالفت کی جائے گی' بعضوں نے کہا اچھا اگر مہاجرین اس سے اختلاف کریں اور یہ کہیں کہ ہم مہاجر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی صحابہ ہیں' ہم ان کے قبیلے والے ہیں اور رشتہ دار ہیں۔ اب ان کے بعد تم کو اس امارت کے متعلق ہم سے تنازع کرنے کا کیا حق ہے' ایک جماعت نے کہا اس وقت ہم یہ تجویز پیش کریں گے کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو اور اس سے کم پر ہم کسی بات کے لیے راضی نہ ہوں گے' اس تجویز کو سن کر سعدؓ نے کہا کہ یہ تجویز کمزوری کی پہلی دلیل ہے' عمر رضی اللہ عنہ کو اس جلسے کی اطلاع ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جو اندر تھے بلوایا۔ علی رضی اللہ عنہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازے کی تیاری میں مصروف تھے عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ میرے پاس باہر آیئے انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت مصروف ہوں' عمرؓ نے پھر کہلا کر بھیجا کہ ایک خاص بات پیش آ گئی ہے اس کے لیے تمہاری موجودگی نہایت ضروری ہے' ابوبکرؓ باہر آئے عمرؓ نے ان سے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ انصار بنو ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو کر سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے کم ضرر رساں جو تجویز ان کے کسی شخص نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔

دونوں شتاب روی سے انصار کے پاس چلے راستے میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مل گئے۔ وہ بھی ساتھ ہو گئے' آگے بڑھے' عاصم بن عدی اور عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہما ملے انھوں نے ان سے کہا کہ واپس جاؤ تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے' مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور انصار کے مجمع میں پہنچے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقریر کرنے کا ارادہ:

عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم انصار کے پاس پہنچے' اثنائے راہ میں اس موقع کے لیے میں نے اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون سوچا تھا کہ انصار کے سامنے اسے بیان کروں گا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے چاہا کہ تقریر کروں مگر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا ذرا صبر کرو پہلے میں کہہ لوں اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے بیان کرنا۔ مگر جو تقریر ابوبکرؓ نے کی وہ ایسی تھی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ اور اس سے بھی زیادہ اس میں ابوبکرؓ نے کہہ دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا: ''اللہ نے اپنی مخلوقات کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول اور اپنی امت کا نگراں مقرر کر کے مبعوث فرمایا تا کہ صرف اسی کی پرستش ہو اس کی وحدانیت تسلیم ہو حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور مدعی تھے کہ یہ معبود اللہ کے یہاں ان کے سفارش کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ پتھر سے تراشے یا لکڑی سے بنائے جاتے تھے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ قَالُوْا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ﴾

''اور وہ اللہ کے سوا ایسوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں ہمارے شفیع ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی صرف اس لیے پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک رسائی کے لیے ہمارا ذریعہ بنیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام عربوں کو ناگوار ہوا اور وہ اپنے آبائی دین کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے' اللہ نے آپ کی تصدیق کے لیے مہاجرین اولین کو مخصوص فرمایا وہ آپؐ پر ایمان لائے انھوں نے آپؐ کے ساتھ ہر حال میں رہنے کے لیے شرکت کی اور باوجود اپنی قوم کی ایذاء رسانی اور تکذیب کے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر وہ باوجود تمام لوگوں کے ظلم اور ان کے خلاف جتھا بندی کے اپنی قلت تعداد سے کبھی متاثر اور خائف نہیں ہوئے اس طرح وہ پہلے ہیں جنھوں نے اس زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے وہ رسول اللہ ﷺ کے ولی اور خاندان والے ہیں اور ان کے بعد اس منصب امارت کے اور سب کے مقابلے میں وہی زیادہ مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق میں سوائے ظالم کے اور کوئی ان سے تنازع نہیں کرے گا' اب رہے تم انصار کوئی شخص دین میں تمہاری فضیلت اور ابتدائی شرکت اور خدمت کا منکر نہ ہوگا اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی حمایت کے لیے تم کو اختیار کیا اور اسی لیے وہ تمہارے پاس ہجرت کر کے آئے' اس وقت بھی ان کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں رہتے ہیں' بے شک پہلے مہاجرین کے بعد تمہارے مقابلے میں ہماری نظر میں کسی اور کی منزلت نہیں ہے لہٰذا مناسب ہوگا کہ امیر ہم ہوں اور تم وزیر' ہر معاملے میں تم سے مشورہ لیا جائے گا اور بغیر تمہارے اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے''۔

انصار کی مخالفت:

اس کے جواب میں حبابؓ بن المنذر نے کہا کہ اے گروہ انصار تم اس معاملے میں کسی کی بات نہ سنو خود عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لو تمام لوگ تمہارے زیر سایہ ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جرأت نہ ہوگی اور کوئی شخص تمہاری رائے سے سرتابی نہیں کرے گا' تم عزت والے' دولت والے' طاقت اور شوکت والے' تجربہ کار دلیر اور بہادر ہو' لوگوں کی نظریں تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں تم اس باب میں اب اختلاف نہ کرو ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی' تم نے سنا ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمہارا ہو اسے بھی انہوں نے نہیں مانا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

عمرؓ نے کہا یہ ناممکن ہے دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہو سکتیں بخدا عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ تم ان پر حکومت کرو جب کہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو اس قبیلے کی حکومت تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا جس میں نبوت تھی اور اسی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اس کی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہوگا' محمد ﷺ کی حکومت اور امارت میں کون ہم سے تنازع کر سکتا ہے' اسے سب ہی نے تسلیم کیا' ان کے بعد اب ہم ان کے ولی اور خاندان والے اس کے مستحق ہیں' صرف جو گمراہ ہوگا' گنہگار ہوگا یا ورطہ ہلاکت میں گرفتار ہوگا وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ کی دھمکی:

حباب بن المنذر رضی اللہ عنہ نے کہا اے گروہ انصار، تم اس معاملے کا خود تصفیہ کرلو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ مانو یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے ان علاقوں سے خارج البلد کر دو اور تمام اموری باگ ان کے علی الرغم اپنے ہاتھ میں لے لو، کیونکہ بخدا اس امارت کے سب سے زیادہ تم ہی مستحق اور اہل ہو، تمہاری تلواروں نے ان تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے میں اس تمام کاروائی کے تصفیے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں، بخدا اگر تم چاہو تو میں ابھی کانٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے اللہ تم کو ہلاک کر دے گا۔ حبابؓ نے کہا بلکہ تم مارے جاؤ گے، ابوعبیدہؓ نے کہا اے گروہ انصار تم وہ ہو جنہوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی ہے۔ اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اول تم ہی اس میں تغیر اور تبدل کرو اور اسلام کی بات بگاڑو، بشیر بن سعد ابوالنعمانؓ بن بشیر نے کہا اے گروہ انصار مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتداء میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیاوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے، تو اللہ کا ہم پر ہر طرح کا فضل اور احسان ہے۔ سن لو، بے شک محمد ﷺ قریش تھے لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملے میں کبھی تنازع نہیں کروں گا، اللہ سے ڈرو، ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازع کرو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تجویز:

ابوبکرؓ نے کہا یہ عمرؓ اور ابوعبیدہؓ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو امیر بنالو مگر ان دونوں نے کہا کہ تمہاری موجودگی میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ تم مہاجرین میں سب سے بزرگ ہو، غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہو اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے ہو اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس لیے تمہارے ہوتے ہوئے کس کو یہ بات زیبا ہے کہ وہ اس کے لیے تقدیم کرے اور امارت قبول کرے، تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے لاؤ۔ چنانچہ جب عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے۔ بشیرؓ بن سعد نے ان سے سبقت کی اور سب سے پہلے انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، حباب بن المنذرؓ نے للکارا اے بشیر بن سعدؓ تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی کیا تم کو اپنے عزیز سعد کی امارت پر حسد ہوا، بشیرؓ نے کہا بخدا ہرگز یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ میں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ میں ان لوگوں سے اس معاملے میں تنازع کروں، جس کا اللہ نے ان کو ہر طرح سے مستحق بنایا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

جب قبیلہ اوس نے دیکھا کہ بشیرؓ بن سعد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور وہ قریش کے اس معاملے میں حامی ہیں اور خزرج سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں انھوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ جن میں اسیدؓ بن حضیر ان کے ایک نقیب بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ کے لیے بھی خزرج کو امارت مل گئی تو اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تم سے مرتبے میں بڑھ جائیں گے اور پھر کبھی وہ حکومت میں تم کو کوئی حصہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلیں چنانچہ ان سب نے کھڑے ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ

کی بیعت کر لی اس سے سعد بن عبادہؓ اور خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت حاصل کرنے کے تھے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

ابوبکر بن محمد الخزاعی سے مروی ہے کہ اس کے بعد تمام بنو اسلم جماعت کے ساتھ کہ ان کی کثرت کی وجہ سے راستے پُر ہو گئے' وہاں آئے اور انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے اسلم کو آتا ہوا دیکھا مجھے کامیابی کا یقین ہوا۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی دھمکی:

سابقہ روایت کے سلسلے سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ اب ہر طرف سے لوگ آ آ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے لگے۔ قریب تھا کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کو روند ڈالتے اس پر سعدؓ کے کسی آدمی نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو بچاؤ ان کو نہ روندو' عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے اس کو قتل کر دو اور خود ان کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تم کو روند کر ہلاک کر دوں۔ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی' عمرؓ نے کہا چھوڑ و اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا' ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ خاموش رہو اس موقع پر نرمی برتنا زیادہ سودمند ہے۔ عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کا پیچھا چھوڑ دیا۔ سعدؓ نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینے کی گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا کہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہوش وحواس جاتے رہتے اور بخدا اس وقت میں تم کو ایسی قوم کے حوالے کر دیتا جو میری بات نہیں مانتے بلکہ میں ان کی اتباع کرتا' اچھا اب مجھے یہاں سے اٹھالے چلو۔ ان کے آدمیوں نے ان کو اٹھا کر ان کے گھر میں پہنچا دیا۔ چند روز ان سے تعارض نہیں کیا گیا اس کے بعد ان سے کہلا کر بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی ہے تم بھی آ کر بیعت کرو' سعدؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں تمہارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کر دوں' اپنے نیزے کو تمہارے خون سے رنگین نہ کر لوں' اور اپنی تلوار سے جس پر میرا بس چلے وار نہ کر لوں اور اپنے خاندان اور اپنی قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے لڑ نہ لوں ہرگز بیعت نہیں کروں گا' خدا کی قسم ہے اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں تب بھی جب تک کہ میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کر لوں بیعت نہیں کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اصرار:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی عمرؓ نے ان سے کہا بغیر بیعت لیے ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ مگر بشیرؓ بن سعد نے کہا چونکہ ان کو اپنے انکار پر اصرار ہے اس لیے جب تک کہ وہ قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز تمہاری بیعت نہیں کریں گے اور تاوقتیکہ ان کی اولاد ان کے خاندان والے اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ کام نہ آ جائیں۔ وہ تنہا مقتول نہ ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ ان کو چھوڑ دو' وہ تنہا ہیں ان کے چھوڑ دینے سے تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ابوبکرؓ وعمرؓ نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیرؓ بن سعد کی رائے کو قبول کر لیا۔ اور چونکہ بیعت کے معاملے میں ان کا طرز عمل معلوم ہو چکا تھا اس لیے ان کی اس رائے کو خلوص پر مبنی سمجھا۔ اس کے بعد سے سعدؓ نہ ابوبکرؓ کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت میں شریک ہوتے' حج میں بھی مناسک کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے۔ ابوبکرؓ کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی۔

ضحاک بن خلیفہ کی روایت:

ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ امارت کے انتخاب کے موقع پر حباب بن المنذرؓ نے کھڑے ہو کر تلوار نکال لی اور کہا کہ میں ابھی اس کا تصفیہ کر دیتا ہوں' میں شیر ہوں اور شیر کی کھوہ میں ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں' عمرؓ نے اس پر حملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا' تلوار گر پڑی' عمرؓ نے اسے اٹھالیا اور پھر سعدؓ پر جھپٹے اور لوگ بھی سعدؓ پر جھپٹے اب سب نے باری باری آ کر بیعت کی سعدؓ نے بھی بیعت کی' اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی ابو بکر رضی اللہ عنہ اس سے دور رہے۔ جس وقت سعدؓ پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا' عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے وہ منافق ہے' عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کے سامنے ایک پتھر آ گیا اور ان کی ضرب سے وہ قطع ہو گیا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ اس روز سعد بن عبادہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا اے گروہ مہاجرین تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا۔ مہاجرین نے جواب دیا کہ اگر ہم نے تم کو جماعت سے علیحدگی پر مجبور کیا ہوتا اور اس کے بعد تم خود جماعت میں شامل ہو جاتے تو اس وقت تم کو اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم نے تم کو جماعت میں شریک رہنے پر مجبور کیا ہے اس میں تم کو کیا وجہ شکایت ہو سکتی ہے اس سے مفر نہیں اور اگر تم نے اطاعت اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز ابوبکرؓ نے منادی کرادی کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب جرف میں ان کے پڑاؤ کو پہنچ جائیں' نیز انھوں نے تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اس میں حمد و ثناء کے بعد کہا اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں' میں نہیں جانتا کہ آیا تم مجھ سے انہی باتوں کی توقع رکھتے ہو جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسانی سے پورا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اہل عالم کے لیے انتخاب کیا تھا' اسی لیے اس نے ان کو آفات سے محفوظ رکھا' میں صرف پیرو ہوں ہادی نہیں اگر میں راہِ راست پر گامزن رہوں تم میری اتباع کرنا اگر بھٹک جاؤں مجھے سیدھا کر دینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ذرا سا بھی حق ان کے ذمے باقی ہو' سن لو کہ میرا شیطان مجھے اغواء کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغواء میں آ جاؤں تم مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ رہے گا' تم ہر وقت موت کے سایے میں چلتے پھرتے ہو مگر اس کا وقت تم کو معلوم نہیں' بہتر یہ ہے کہ یہ زندگی معینہ نیک کاموں میں بسر ہو مگر یہ بات توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی' لہٰذا تم کو کوشش یہ کرنا چاہیے کہ قبل اس کے کہ موت عمل کے مواقع ختم کر دے تم نیک اعمال کر لو۔ بعض قوموں نے اپنی زندگی میں کچھ نہیں کیا اور وہ دوسروں کو عمل صالح کا موقع دے گئیں تم ان جیسے نہ ہو جانا' عمل صالح کے لیے پوری کوشش کرو' موت سے ڈرو' اور نجات کے طالب بنو' موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور معلوم نہیں کہ وہ اچانک کب آ جائے اس سے ڈرتے رہو' اپنے بزرگوں' اولاد اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو' زندوں کی حرص مت کرو بلکہ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔

اپنی ایک اور تقریر میں ابوبکرؓ نے حمد و ثناء کے بعد کہا' اللہ صرف ان اعمال کو قبول کرتا ہے جو صرف اس کے لیے کیے جائیں لہٰذا

تم صرف اللہ کے لیے عمل کرو اور سمجھ لو کہ جو کام تم محض اللہ کے لیے کرو گے وہ اس کی حقیقی اطاعت ہوگی' وہ حقیقی کامیابی کی طرف قدم ہوگا اور وہ اصلی متاع ہوگی جو اس دنیائے فانی میں تم آخرت باقی کے لیے مہیا کرو گے جو تمہاری ضرورت کے وقت کام آئے گی' اے اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے ان پر غور کرو کہ وہ کل کہاں تھے اور آج کہاں ہیں۔ کہاں ہیں وہ جابر فرمانروا اور کہاں ہیں وہ سورما جن کی شجاعت اور فتح مندی کی داستانیں مشہور ہیں جن سے عالم میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا۔ آج وہ خاک ہو چکے اور ان کے متعلق صرف باتیں ہی باتیں رہ گئیں اور ظاہر ہے کہ بروں کی برائیاں ہی مذکور ہیں' وہ بادشاہ کہاں گئے جنہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا وہ چل بسے اور آج کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی سزا میں ان کو برباد کر دیا۔ اور ان کی تمام لذتیں ختم ہو گئیں' وہ چل بسے ان کی برائیاں باقی رہ گئیں اور ان کی دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی ہم ان کے جانشین ہوئے اگر ہم نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات پا جائیں گے اور اگر ہم ان کی کامیاب دنیاوی زندگی سے دھوکے میں آ گئے' ہماری بھی وہی درگت ہوگی جو ان کی ہوئی۔ وہ مہ جبین آج کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے' وہ سب خاک میں مل کر خاک ہو چکے اور صرف ان کی بداعمالیوں کی حسرت ان کی دامن گیر رہتی ہے' وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے شہر بسائے اور ان کے گرد فصیلیں بنائیں اور دنیا کے عجائبات ان شہروں میں جمع کیے۔ وہ ان سب کو اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ مرے آج ان کے محل برباد ہیں اور وہ قبر کی تاریکی میں بے نام ونشان پڑے سڑ رہے ہیں۔ خود تمہاری اولاد اور تمہارے دوست اور اعزہ کہاں ہیں جن کو موت آ گئی اور اب ان کو اپنے اعمال کی جواب دہی کرنا پڑی ہوگی' سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ بلاسبب کے بھلائی کرتا ہے اور بغیر اس کی اطاعت اور حکم کی اتباع کے کوئی ضرر اس کی مخلوق سے دور نہیں ہوتا اور سمجھ لو کہ تم مقروض غلام ہو' اور بغیر اس کی اطاعت کے تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ کوئی بھلائی نہیں جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور کوئی برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا حکم:

ہشام بن عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوگئی اور خود انصار نے بھی اختلاف کے بعد ان کی بیعت کر لی' ابوبکرؓ نے کہا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم پوری ہونا چاہیے' اس وقت حالت یہ ہوگئی تھی کہ تمام عرب کے قبائل یا تو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے یا ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ بہرحال کوئی پورا قبیلہ مسلمان نہیں رہا تھا' ہر طرف نفاق پھوٹ پڑا تھا اور اب یہود اور نصاریٰ بھی للچائی ہوئی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے' اور خود مسلمانوں کی حالت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات' اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے ان بھیڑ بکریوں کی سی ہوگئی تھی جو موسم سرما کی برساتی رات میں حیران ہوگئی ہوں۔ صحابہؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ لے دے کے صرف یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں عربوں کے ارتداد کی جو حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے اس لیے اب یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس جماعت کو اپنے سے علیحدہ کریں۔ ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک شخص بھی نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے تب بھی اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو اس کے کام پر روانہ کروں گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اور اگر تمام بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے تو صرف میں تنہا آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مدینے کے گرد کے ان قبائل کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر اجازت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے جمع کیا وہ برآمد ہوئے اور اہل مدینہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے ان قبائل میں سے جن کو گھروں کو جانے کی اجازت ملی تھی اور جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی خود اپنے قبائل کی چوکیداری پر متعین کر دیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کی مخالفت:

حسن بن ابی الحسن بصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے اہل مدینہ اور حوالی مدینہ سے ایک مہم مقرر کی اس میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے اور اسامہؓ بن زید کو اس فوج کا امیر مقرر کیا یہ مہم پوری طرح خندق کو پار نہیں کر سکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی' اسامہؓ سب کے ساتھ ٹھہر گئے اور انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ تم جاؤ اور خلیفہ رسولؐ سے میری واپسی کی اجازت لے کر آ ؤ کیونکہ تمام اکابر اور بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور آپ کے اور تمام مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا اندیشہ ہے کہ کہیں مشرک اچانک سب کو قتل نہ کر دیں۔ اس مہم کے انصاریوں نے عمرؓ سے کہا کہ اگر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپسی کی اجازت نہ دیں اور جانے پر اصرار کریں تو تم ان سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے زیادہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ بھیجنے کا فیصلہ:

اسامہؓ کے حکم سے عمرؓ مدینہ آئے اور ابوبکرؓ سے آ کر اپنے آنے کی غرض بیان کی اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی درخواست سنائی۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر کتے اور بھیڑیئے تنہائی کی وجہ سے مجھے کھا لیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد نہیں کروں گا۔ عمرؓ نے کہا اور انصار نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ ان کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہؓ سے بڑا ہو۔ یہ سن کر تو ابوبکرؓ جو بیٹھے ہوئے تھے غصے سے اچھل پڑے اور بڑھ کر انھوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ کر کہا اے ابن الخطابؓ اللہ تمہاری ماں کا برا کرے کہ تم مر جاتے بھلا جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منصب پر فائز کیا ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے علیحدہ کر دوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین کو خطاب:

عمرؓ بے نیل و مرام اپنی فوج میں آئے انھوں نے پوچھا کیا کر آئے عمرؓ نے کہا اللہ تمہاری ماؤں کو تمہارا سوگوار بنائے' آگے بڑھو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تمہاری درخواست مقبول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد خود ابوبکرؓ مدینہ سے اس مہم کے پڑاؤ میں آئے اور انھوں نے اسے روانہ کیا اور خود پیادہ اس کی متابعت کی اسامہؓ اونٹ پر سوار تھے اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف' ابوبکرؓ کے گھوڑے کو آگے سے لگام پکڑے لا رہے تھے۔ اسامہؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں ابوبکرؓ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہوں گا میں اس وقت اس لیے پیدل چل رہا ہوں تا کہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر تک پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کر لوں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں چلتے چلتے جب وہ ٹھہرے انھوں نے اسامہؓ سے کہا بہتر ہوتا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو تم میرے پاس چھوڑ جاتے' اسامہؓ نے کہا بہتر ہے ان کو لے جایئے پھر ابوبکرؓ نے ساری فوج سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں ان کو اچھی طرح یاد رکھو' خیانت نہ کرنا' نفاق نہ برتنا' بدعہدی نہ کرنا' مثلہ نہ کرنا (اعضائے جسم کو قطع نہ

کرنا) کبھی چھوٹے بچے کو پیر مرد کو اور عورت کو قتل نہ کرنا' کسی کھجور کے درخت کو نہ کاٹنا اور نہ جلانا اور کسی ثمر دار درخت کو قطع نہ کرنا سوائے کھانے کی ضرورت کے' بیکار کسی بکری گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا' تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو ترکِ دنیا کر کے خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعارض نہ کرنا۔ بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اگر تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا' ایسے لوگوں سے تمہارا مواجہہ ہوگا جن کی سر کی چندیا صاف ہوگی اور اس کے گرد بالوں کی پٹیاں جمی ہوں گی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔ اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ۔ اللہ تمہاری نیزے کی ضرب اور طاعون سے حفاظت کرے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر ابوبکرؓ جوف تک آئے اور انھوں نے اسامہؓ اور ان کی مہم کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسامہؓ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو میرے پاس چھوڑ دو' اسامہؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خواہش مان لی' ابوبکرؓ نے اسامہؓ سے کہا کہ اپنی اس مہم میں تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کی پوری تکمیل کرنا' سب سے پہلے قضاعہ کے علاقے سے شروع کرنا۔ پھر آبل جانا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل میں ذرا سی کوتاہی نہ کرنا مگر اسی کے ساتھ آپؐ کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی اس کی وجہ سے عجلت نہ کرنا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا آبل پر حملہ:

اسامہؓ تیزی سے سفر کر کے ذی المروہ اور وادی آئے اور یہاں سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق قبائل قضاعہ کی طرف اپنے رسالے دوڑائے اور آبل پر چھاپہ مارا اس کارروائی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا' ان کو غنیمت ملی' اس کارروائی میں سوائے اس وقت کے جو قیام اور واپسی میں صرف ہوا چالیس دن صرف ہوئے' مذکورۂ بالا واقعے کے متعلق عطاء الخراسانی سے بھی اسی کے مثل بیان منقول ہے۔



باب ۲

مدعی نبوت اسود عنسی ۱۱ھ

اہل یمن کا قبول اسلام:

جب باذام اور تمام یمن اسلام لے آیا رسول اللہ ﷺ نے پورے یمن کی امارت پر باذام کو فائز کر دیا اور یمن کی تمام رعایا کا ان کو حاکم مقرر کر دیا۔ آپ کی تمام زندگی میں باذام اس خدمت پر قائم رہے' نہ آپ نے ان کو علیحدہ کیا نہ ان کے اقتدار میں کچھ کمی کی اور نہ کسی اور کو ان کا شریک بنایا۔ باذام کا انتقال ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے فرائض کو کئی شخصوں میں تقسیم کر دیا۔

شہر بن باذام:

عبید بن مخبر بن لوذان الانصاری السلمی سے جو خود ان اصحاب میں تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے باذام کی وفات کے بعد حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر ۱۰ھ میں یمن کے عاملوں کے ساتھ یمن بھیجا تھا مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باذام کے بعد ان کی امارت کو شہرؓ بن باذام' عامرؓ بن شہر الہمدانی' عبداللہؓ بن قیس' ابو موسیٰ اشعریؓ، خالدؓ بن سعید بن العاص' طاہر بن ابی ہالہ' یعلیٰؓ بن امیہ اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ آپؐ نے حضرموت پر زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا۔ قبائل سکاسک سکون اور ساویہ بن کندہ پر عکاشہؓ بن ثور بن اصغر الغوثی کو عامل مقرر کیا اور معاذؓ بن جبل کو یمن اور حضرموت دونوں کا معلم مقرر فرمایا۔

امارت یمن پر عاملوں کا تقرر:

قرس اللیثی سے مروی ہے کہ حجۃ الاسلام سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ روانہ ہوئے' آپؐ نے یمن کی امارت کا انتظام فرمایا اور اسے کئی اشخاص میں تقسیم کر دیا اور ہر شخص کو یمن کے خاص خاص رقبوں کا عامل نامزد کر دیا۔ اسی طرح آپؐ نے حضرموت کی امارت کا انتظام فرمایا اور اس پر تین صاحبوں کو علیحدہ علیحدہ امارت پر مقرر کیا' عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران کا والی مقرر کیا' خالدؓ بن سعید بن العاص کو بحران' رمع اور زبید کے مابین علاقے کا والی مقرر کیا' عامرؓ بن شہر کو ہمدان کا والی مقرر کیا خاص صنعاء پر ابن باذام کو والی مقرر کیا' طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریین کا' مارب پر ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو اور جند پر یعلیٰؓ بن امیہ کو والی مقرر کیا' معاذ رضی اللہ عنہ یمن اور حضرموت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے لہٰذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے' اسی طرح حضرموت پر آپؐ نے مختلف عامل مقرر کیے عکاسک اور سکون پر عکاشہؓ بن ثور کو عامل مقرر کیا اور بنو معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا مگر اس وقت یہ اپنی علالت کی وجہ سے نہ جا سکے اور پھر ابوبکرؓ نے ان کو اس خدمت پر بھیجا۔ حضرموت پر رسول اللہ ﷺ نے زیادؓ بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا' یہ زیادؓ، مہاجر رضی اللہ عنہ کا کام بھی کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی اس وقت یہی لوگ آپؐ کے یمن اور حضرموت کے عامل تھے سوائے ان کے جو اسود کے مقابلے میں شہید ہو گئے یا خود مر گئے' جیسے باذام کہ ان کی موت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کام کو کئی اصحاب کو تقسیم کر دیا جب سے باذام کے بیٹے شہر کہ جن کو اسود نے یورش کر کے شہید کر دیا۔ یہی روایت دوسرے سلسلے سے بھی مروی ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عنسی کے مقابلے میں عامر بن شہر الہمدانی نے اپنی سمت سے فوج کے ساتھ پیش

قدمی کی پھر فیروز اور داذویہ نے اپنی سمتوں سے پیش قدمی کی اس کے بعد ہی ان تمام امراء نے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے لکھا تھا آپؐ کے حکم کی تعمیل میں اسود کے مقابلے کی تیاری کی۔

اسود عنسی کا خروج:

عبید بن مخر سے مروی ہے کہ ہم جند میں تھے ہم نے وہاں کے باشندوں کا نہایت معقول انتظام کر لیا تھا اور اس کے لیے ان سے معاہدے لکھوا لیے تھے اتنے میں اسود کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ "اے لوگو! جو ہمارے ملک میں گھس آئے ہو اس علاقے کو جس پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ہمارے حوالے کر دو اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں دے جاؤ کیونکہ ہم اس کے حقدار ہیں اور تم کو کوئی حق نہیں ہے" ہم نے اس کے پیامبر سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا کہف خبان سے اس کے بعد اسود نے نجران کا رخ کیا اور اپنے خروج کے دس روز کے بعد اس نے اس پر جا کر قبضہ کر لیا' مذحج کے عوام اس کے ساتھ ہو گئے ہم اب اپنی حالت پر غور کر رہے تھے اور اپنی جماعت کو جمع کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ اسود شعوب میں آ گیا ہے۔ شہر بن باذام اس کے مقابلے پر نکل چکے تھے یہ اسود کے خروج سے بیس راتوں کے بعد کا واقعہ ہے ہم ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے کہ دیکھیں کسے شکست ہوتی ہے کہ ہمیں خبر ملی کہ اسود نے شہر کو قتل کر ڈالا اور ابناء کو شکست ہوئی اور اس نے اپنے خروج سے پچیس راتوں کے بعد صنعاء پر قبضہ کر لیا' معاذؓ نے راہ فرار اختیار کی وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جو مارب میں تھے' آئے اور دونوں یمن چھوڑ کر حضر موت میں داخل ہو گئے معاذؓ قبیلہ سکون میں ٹھہر گئے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سکاسک کے پاس اس علاقے میں جو مضور اور مفازہ جوان کے اور مارب کے درمیان تھے متصل تھا فروکش ہوئے' عمرؓ اور خالدؓ کے علاوہ اور بقیہ تمام امرائے یمن طاہر کے پاس چلے آئے البتہ وہ دونوں مدینہ پلٹ گئے۔

اہل یمن کی ہمنوائی:

طاہرؓ اس وقت صنعاء کے گرد عک کے علاقے کے وسط میں مقیم تھے' اس وقت تک حضر موت کے صحرا صہیبہ سے لے کر طائف کے علاقے سے عدن کی جانب بحرین تک علاقہ اسود کے قبضے میں آ چکا تھا۔ تمام یمن اس کے ساتھ ہو گیا تھا البتہ قبائل عک تہامہ میں اس کے مخالف تھے اس کی کیفیت ایک جہاں سوز آگ کی سی تھی کہ جدھر اس نے رخ کیا سب کو جلا دیا۔ شہر سے مقابلے کے وقت اس کے ساتھ شتر سواروں کے علاوہ سات سو شہ سوار تھے اس کے سرداران فوج میں قیس بن عبد یغوث المرادی' معاویہ بن قیس الجنبی' یزید بن محرم' یزید بن حصین الحارثی اور یزید بن افکل الازدی نامی سردار تھے' اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کی شوکت بہت بڑھ گئی' سواحل میں سے حاز عشر' شرجہ' حردہ غلافقہ' عدن اور جند پر اس کا قبضہ ہو گیا تھا' ممالک میں صنعاء سے لے کر طائف کی جانب اَحسیہ اور علیب تک کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں نے اس سے رحم کی درخواست کر کے امان حاصل کی اور مرتدین نے اس سے کفر اور اسلام سے رجعت کے وعدے پر معاملہ کر لیا' مذحج میں اس کا نائب عمرو بن معدی کرب تھا اسی طرح اس نے اپنے امورِ سلطنت کو کئی آدمیوں کو تفویض کیا تھا۔

قیس بن عبد یغوث:

چنانچہ اس کی فوج کا سپہ سالار قیس بن عبد یغوث تھا ابناء کی سرداری فیروز اور داذویہ کے سپرد تھی مگر جب اسود کی حکومت اچھی

طرح جم گئی اس نے قیس فیروز اور داذویہ کی اہانت کی اور وہ اس طرح کہ اس نے شہر کی بیوی سے جو فیروز کے چچا کی بیٹی تھی' شادی کر لی' ہم اسی پریشانی میں حضرموت میں مقیم تھے اور ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ اسود یا خود ہم پر پیش قدمی کرے گا یا ہمارے مقابلے پر فوج بھیجے گا یا خود حضرموت میں کوئی شخص اسود کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے خروج کر دے گا ہم پریشان اور حیران سرگردان تھے' معاذ رضی اللہ عنہ نے بنوبکرہ کی جو سکون کا ایک خاندان ہے رملہ نامی ایک عورت سے نکاح کیا تھا بنوبکیل اس عورت کے ننھیالی تھے اس کمر بندی رشتہ کی وجہ سے ان لوگوں نے ہم پر شفقت کی اور ہمیں اپنے یہاں ٹھہرایا' معاذ رضی اللہ عنہ اس عورت کے شیفتہ تھے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اللہ سے دعاء مانگتے تھے کہ خداوندا تو قیامت کے دن مجھے قبیلہ سکون کے ساتھ اٹھانا اور کبھی ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تھے' اسی اثناء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مراسلے ہمیں ملے جن میں ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہم اسود کے مقابلے کے لیے جملہ تدبیر سے کام نکالنے کے لیے آمادہ کریں اور ہر شخص کو جس سے ذرا سی بھلائی کی توقع تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیام پہنچا دیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ فوراً اس حکم کی تعمیل کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اب ہمیں پھر اپنی قوت کا احساس اور کامیابی کا تیقن ہوا۔

اسود اور قیس بن عبدیغوث میں کشیدگی:

جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ دبر بن یحنس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپؐ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کارروائی کریں نیز ہم آپؐ کے پیام کو ان لوگوں کو بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ ہوں اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ' ہم نے عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت دشوار ہے مگر اسی زمانے میں ہمیں خبر ملی کہ اسود اپنے سپہ سالار قیس بن عبدیغوث سے مشتبہ ہو گیا ہے ہم نے خیال کیا کہ اس صورت میں اب قیس کو خود اپنی جان کا خوف ہو گا لہٰذا اگر ہم اسے دعوت دیں تو وہ فوراً منظور کرے گا ہم نے اسے دعوت دی' پوری کیفیت سنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام اسے پہنچایا وہ اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ گویا اس کے دل کی بات تھی جو آسمان سے نازل ہوئی وہ اسود کے برتاؤ سے بہت ہی ملول اور کبیدۂ خاطر تھا اس نے فوراً ہماری بات منظور کر لی' دبر بن یحنس بھی ہمارے پاس آ گئے' ہم نے اور لوگوں سے مراسلت کی اور دعوت دی' شیطان نے اس کارروائی کی بھنک اسود کو پہنچائی۔

قیس بن عبدیغوث کی طلبی:

اس نے قیس کو طلب کر کے کہا سنتے ہو یہ فرشتہ کیا کہہ رہا ہے' قیس نے پوچھا وہ کیا' اسود نے کہا یہ کہتا ہے کہ تم نے قیس کی عزت کی اس کا درجہ بڑھایا اور جب اس نے تمہارے مزاج میں پورا دخل حاصل کر لیا اور تمہاری طرح وہ معزز اور متمکن ہو گیا وہ تمہارے دشمن سے جا ملا' تمہاری حکومت کے درپے اور بدعہدی پر کمربستہ ہو گیا' اے اسود تم فوراً اس کا سر قلم کر کے اس کا لباس اتار لو ورنہ وہ خود تمہارا سر قلم کر کے تمہارا لباس اتار لے گا۔

قیس بن عبدیغوث کی اسود کو یقین دہانی:

قیس نے اس کے جواب میں قسم کھا کر کہا یہ شیطان بالکل دروغ بیانی کر رہا ہے میرے دل میں آپ کی اس قدر عظمت اور وقعت ہے کہ میں آپ کے متعلق اپنے دل سے بھی کوئی بات نہیں کرتا' اسود نے کہا تم بھی کس قدر برے ہو کہ فرشتے کو جھٹلاتے ہو'

بیشک فرشتے نے جو بات مجھ سے کہی وہ سچ ہے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے کیے پر نادم اور تائب ہو کیونکہ تمہاری سازش کا راز آشکارا ہو گیا۔

قیس وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا اے جشیش‘ اے فیروز‘ اے داذویہ‘ اسود نے یہ بات کہی اور میں نے اس کا یہ جواب دیا اب بتاؤ کیا کریں ہم نے کہا ہم کو بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے اور کوئی بات زبان سے نہ نکالنا چاہیے۔ ہم اسی خوف وہراس کی حالت میں تھے کہ اسود نے ہمیں طلب کیا اور کہا کیا میں نے تم لوگوں کو تمہاری قوم پر شرف نہیں دیا اور اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہو‘ ہم نے کہا اس مرتبہ آپ ہمیں معاف کر دیں‘ اسود نے کہا اچھا اب دوبارہ کوئی شکایت مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ میں معاف نہیں کروں گا‘ اس طرح ہماری جان بچی حالانکہ ہم ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے مگر اب بھی وہ ہماری اور قیس کی طرف سے مشتبہ تھا اور خود ہم اس کی طرف سے خائف تھے اتنے میں ہمیں معلوم ہوا کہ عامر بن شہر‘ ذی زود‘ ذی مران‘ ذی الکلاع اور ذی ظلیم اسود کے مقابلے پر برآمد ہوئے ہیں‘ انھوں نے ہم سے مراسلت کی اور مدد کا وعدہ کیا ہم نے ان کو اس کا جواب لکھا اور خواہش کی تاوقتیکہ ہم آخری تصفیہ کر کے اطلاع نہ دیں وہ اپنی اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں‘ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے موصول ہونے کی وجہ سے اب ان کو اسود کے خلاف کارروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

اسود کے خلاف منصوبہ:

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نجران کے تمام باشندوں کو جن میں عرب اور غیر عرب سب ہی تھے اسود کے معاملے کے متعلق لکھا‘ وہ اس کے ساتھ شریک نہ ہوئے اپنے دین پر قائم رہے اور ایک جگہ سب اکٹھا ہو گئے‘ اس کا اسود پر بڑا اثر ہوا اور اسے اپنی موت نظر آنے لگی‘ مجھے ایک بات سوجھی‘ میں اس کی بیوی کے پاس گیا میں نے اس سے کہا اے بہن تم جانتی ہو کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری قوم کو کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے‘ اس نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا‘ تمہاری قوم والوں کو قتل و غارت کیا جو باقی بچے ان کی اہانت کی اور تمہاری عورتوں کی رسوائی کی کہو اس کے خلاف ہمارا ساتھ دے سکتی ہو‘ اس نے کہا ہاں کس بات میں؟ میں نے کہا اس کے اخراج میں‘ آزاد نے کہا یا اس کے قتل میں‘ میں نے کہا اچھا قتل میں سہی۔ اس نے کہا ہاں میں اس کے لیے آمادہ ہوں‘ بخدا اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ میں اسے برا سمجھتی ہوں۔ یہ نہ اللہ کے کسی حق کی حرمت کرتا ہے اور نہ کسی اللہ کی حرام کردہ شئے سے اجتناب‘ جب تمہارا ارادہ ہو مجھے اطلاع دو میں اس معاملہ کی تکمیل کی تدبیر کروں گی۔

قیس بن عبد یغوث کو قتل کرنے کی دھمکی:

اوس سے مل کر میں باہر آیا فیروز اور داذویہ میرے منتظر تھے اتنے میں قیس بھی آ گیا ہم اس کے لیے اٹھنا چاہتے تھے اور وہ ابھی ہمارے پاس آ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کسی خدمت گار نے اوس سے کہا کہ بادشاہ بلاتے ہیں وہ سید ھا مذحج اور ہمدان کے دس آدمیوں کے ساتھ اسود کے پاس چلا گیا اس جماعت کی وجہ سے اسود اس وقت اسے قتل نہ کر سکا۔ اسود نے قیس سے کہا اے عیہلہ بن کعب بن غوث یا کہا اے عبہلہ بن کعب بن غوث کیا اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے تم مجھ سے بچ سکتے ہو‘ تمہاری بدعہدی کے متعلق جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا اور تم نے جو جواب دیا وہ محض جھوٹ تھا۔ فرشتہ مجھ سے کہہ رہا تھا قیس کے ہاتھ کاٹ دو ورنہ دیکھو وہ اس طرح تمہارا سر کاٹ ڈالے گا قیس نے کہا میرے لیے یہ بات ہرگز جائز نہیں ہے کہ میں آپ کو جو اللہ کے رسول ہیں قتل کر دوں‘

آپ جو چاہیں میرے متعلق حکم دیں' آپ کو میرے متعلق جو شبہ ہو گیا ہے اس سے مجھے سخت بے اطمینانی ہے اس سے تو معاملے کا تصفیہ بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو موت کے ذریعے اس خوف سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ایک وقت کی موت روزانہ کی موتوں سے جس میں میں مبتلا ہوں بہتر ہے۔

قیس بن عبدالغوث کو معافی:

قیس کی اس تقریر سے اسود کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے کہا جاؤ' قیس ہمارے پاس آیا' اپنی سرگذشت سنائی اور رازداری کی نصیحت کی اور کہا کہ اب اپنے منصوبے پر عمل کرو اس کے بعد اسود بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمارے سامنے برآمد ہوا' ہم سب اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے' آستانے پر سو گائے' بیل اور اونٹ ذبح کے لیے موجود تھے اس نے ان کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور ان جانوروں کو اس لکیر کے پار کھڑا کر دیا اور خود وہ اس لکیر کے اس پار کھڑا ہوا اور پھر بغیر اس کے کہ ان جانوروں کو کوئی قابو میں رکھتا یا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے جاتے اس نے ایک سرے سے ان سب کو ذبح کر دیا کہ کسی نے اپنی جگہ سے جنبش نہیں کی البتہ جب وہ ذبح کر چکا اس نے ان کا پیچھا چھوڑا اور اب وہ ہاتھ پاؤں مار کر ٹھنڈے ہوئے اس سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ایسا متوحش دن مجھ پر گذرا تھا' اس کے بعد اسود نے چھرا سنبھال کر فیروز سے کہا کہو جو اطلاع مجھے تمہارے متعلق ملی ہے وہ سچ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بھی ذبح کر کے ان جانوروں کے ساتھ کر دوں فیروز نے کہا جناب والا نے ہمارے یہاں شادی کی اور ابناء میں ہماری عزت افزائی کی' اگر ہم آپ کو نبی نہ مانتے تو کیوں آپ کا ساتھ دیتے اور اب تو ہماری دین و دنیا دونوں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں ایسی حالت میں بھلا ہم کیونکر آپ کے خلاف کوئی سازش کر سکتے ہیں ہمارے متعلق اس قسم کی چغلیوں کو آپ ہرگز قبول نہ کریں ہم حسب سابق بدستور آپ کے وفاکش اور جان نثار ہیں اسود نے کہا اچھا ان جانوروں کو یہاں کے تمام لوگوں میں تقسیم کر دو' چونکہ تم سب سے واقف ہو اس لیے یہ کام تم کرو۔

اسود عنسی کی فیروز کو قتل کی دھمکی:

تمام اہل صنعاء میرے پاس جمع ہو گئے میں نے قبیلوں میں اونٹ اور خاندانوں میں بیل تقسیم کیے اور بڑی برادریوں والوں کو کئی کئی جانور دیئے اس طرح ہر سمت محلے کے لوگوں نے اپنا حصہ پا لیا اور قبل اس کے کہ وہ شخص جس کو مذبوحہ جانور دیے گئے تھے' اپنے مکان پہنچے وہ جانور اس کے مکان پہنچا دیا گیا' اس اثناء میں اسود اپنے ایک پاؤں پر کھڑا ہوا تھا اور فیروز کو لوگ بھگاتے ہوئے اس کے پاس لا رہے تھے' اسود نے فیروز کو سنانے کے لیے جسے اس نے سن بھی لیا کہا کہ کل صبح میں اسے اور اس کی جماعت کو قتل کر دوں گا کل اسے میرے پاس پیش کیا جائے اب جو اس نے مڑ کر دیکھا تو فیروز اس کے بالکل قریب آ چکا تھا اسود نے کہا چپ رہو اور پھر جو کچھ فیروز نے اس کے خلاف کیا تھا اس سے اسود نے فیروز کو اطلاع دی اور کہا کہ تم نے خوب کیا پھر اندر جاتے ہوئے فیروز کے گھوڑے پر ضرب لگائی اور وہ اندر چلا گیا فیروز نے باہر آ کر ہم سے سارا واقعہ بیان کیا' ہم نے قیس کو بلا بھیجا وہ آ گیا اب ہماری اس تمام جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ میں پھر اس کی بیوی کے پاس جاؤں اپنے منصوبے سے اسے آگاہ کروں تاکہ پھر جو اس کا خیال ہو وہ ہمیں بتائے' میں اس عورت کے پاس آیا میں نے پوچھا کہو کیا کہتی ہو' اس نے کہا کہ اسود بہت ہی چوکنا ہے اس نے اپنی حفاظت کا پورا انتظام کر رکھا ہے' محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پہرہ نہ ہو البتہ صرف یہ گھر ایسا ہے کہ اس کی پشت شارع عام کے فلاں مقام

پر ہوتی ہے لہٰذا جب رات ہو تو تم اس گھر کی دیوار میں نقب لگا کر اندر آ جاؤ کیونکہ یہاں پہرے دار نہ ہوں گے اور اس کے قتل کرنے میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی' چراغ اور اسلحہ پہلے سے یہاں موجود رہیں گے۔

آزاد زوجہ اسود کا تعاون:

میں اس عورت کے پاس سے نکلا اسود سے جو اپنے کسی مکان سے نکل رہا تھا میری مڈبھیڑ ہوگئی اس نے ڈانٹ کر مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے نیز اس نے میرے سر پر تھپڑ مارا چونکہ وہ نہایت قوی بازو تھا اس کی ضرب سے میں گر پڑا مگر اسی وقت اس کی عورت نے چیخ ماری جس سے گھبرا کر اس نے میرا پیچھا چھوڑا اور نہ وہ مجھے ختم کر دیتا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ شخص میرا چچیرا بھائی ہے۔ مجھ سے ملنے آیا تھا تم نے اس کے ساتھ اس بدسلوکی کو کر کے میری توہین اور دل آزاری کی۔ اسود نے کہا اچھا خاموش رہو تمہاری خاطر میں نے اسے معاف کیا اس طرح اس کی بیوی نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑایا۔ میں اپنے دوستوں کے پاس آیا۔ میں نے کہا بس بھاگ کر جان بچاؤ۔ یہ واقعہ ہوا ہے' ہم ابھی اسی ادھیڑ بن میں پریشان تھے کہ اس کی بیوی کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہرگز نہ جانا اور اس کا پیچھا نہ چھوڑو' تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے تاوقتیکہ اسود سے اطمینان حاصل نہیں کر لیا اس کا پیچھا نہیں چھوڑا اب وہ بالکل مطمئن ہو گیا ہے لہٰذا اپنا کام کرو' ہم نے فیروز سے کہا کہ اب تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اسے اچھی طرح اس کام کے لیے پکا کر لو میں تو اب اسود کی ممانعت کے بعد دوبارہ محل میں نہیں جا سکتا' فیروز اس کام کے لیے گئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ سمجھدار بھی تھے' اسود کی بیوی نے ان کو اس کے قتل کی راہ بتائی انھوں نے کہا مگر باہر سے پختہ دیواروں میں ہم کیسے نقب زنی کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے اندر سے نقب کے مقام کو دیوار کھود کر تیار کر لیں تا کہ پھر آسانی سے باہر سے نقب کی جا سکے' چنانچہ وہ دونوں حجرے کے اندر گئے اور وہاں انھوں نے دیوار کو اندر سے کھودا اور پھر اس کوٹھڑی کو بند کر آئے۔

اسود عنسی کا قتل:

اب فیروز اس کی بیوی کے پاس محض ایک ملنے والے کی حیثیت سے بیٹھ گئے اتنے میں اسود وہاں آ گیا اس نے اپنی بیوی کو اہانت آمیز پیرایے میں غیرت دلائی کہ تم ایک غیر محرم کے ساتھ بیٹھی ہو اس نے کہا کہ یہ اپنی قرابت اور دودھ میں شرکت کی وجہ سے میرے محرم ہیں' اسود نے فیروز کو ڈانٹا کہ نکل جا انھوں نے ہم سے آ کر ساری سرگذشت بیان کی' رات ہوئی ہم نے اپنی تجویز پر عمل کیا اس کے لیے ہم نے اپنے تمام متبعین کو پہلے سے تیار کر لیا تھا مگر ہم نے اس معاملے کے متعلق ہمدانیوں اور حمیریوں سے بھی مراسلت کا انتظار نہیں کیا اور اس کے گھر میں رات کو باہر سے نقب لگائی اور اندر پہنچے وہاں ڈھکن کے نیچے چراغ روشن تھا فیروز چونکہ ہم سب میں زیادہ بہادر اور قوی تھے ہم نے ان کو آگے رکھا اور خود ان کے پیچھے ہوئے اور کہا کہ اب جو تمہاری سمجھ میں آئے ویسا کرو' وہ آگے چلے' اسود شہ نشین میں تھا اب ہم اس کے اور پہرے والوں کے درمیان ہو گئے' جب فیروز اس شہ نشین کے دروازے پر آئے انھوں نے سنا کہ اسود بہت زوروں سے بک رہا ہے اور بڑبڑا رہا ہے اور اس کی بیوی وہاں بیٹھی ہوئی ہے' فیروز جب دروازے پر جا کر کھڑے ہوئے شیطان نے اسود کو جگا دیا اور اس کی زبان سے شیطان بولنے لگا وہ بیٹھے بیٹھے بڑبڑانے لگا اور یہ بھی کہا کہ فیروز تم یہاں کیسے۔ اس اندیشے سے کہ اگر وہ پلٹ گئے تو وہ خود بھی مارے جائیں گے اور وہ عورت بھی ماری جائے گی وہ خود فوراً اس سے گتھ

گئے۔ وہ اونٹ کا سا دراز قامت تھا فیروز نے اس کا سر پکڑ کر اسے قتل کر دیا اس کی گردن کو کچل دیا اور پھر اپنا گھٹنا اس کی پشت پر رکھ کر اسے بھی اس طرح کچلا کہ وہ تڑپ نہ سکے اس سے فارغ ہو کر وہ باہر آنے کے لیے اٹھے اس کی بیوی نے چونکہ وہ اب تک اسی خیال میں تھی کہ فیروز نے اسود کو قتل نہیں کیا ہے ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے کہاں چھوڑے جاتے ہو' فیروز نے کہا میں جاتا ہوں تا کہ اپنے رفیقوں کو اس کے قتل کی اطلاع دے دوں۔

فیروز ہمارے پاس آئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر گئے ہم اس کا سر اتارنے لگے مگر شیطان نے اسے حرکت دے دی اور وہ اس طرح تڑپا کہ کوئی اسے قابو میں نہ رکھ سکا' میں نے کہا سب اس کے سینے پر بیٹھ جاؤ دو شخص اس کے سینے پر بیٹھ گئے اس کی بیوی نے اس کے سر کے بال پکڑ لیے۔ اس کے حلقوم سے خرخراہٹ کی آواز آئی میں نے اس کے منہ پر تو بڑا چڑھا دیا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ ڈالا اس کے حلقوم سے ایسی شدید خرخراہٹ کی آواز آئی جیسے کہ کسی زبردست بیل کو ذبح کرنے کے بعد اس کے حلقوم سے آتی ہے میں نے ایسے زور کی خرخراہٹ کبھی اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اس آواز پر وہ سپاہی جو شہ نشین کے گرد پہرے پر متعین تھے دوڑ کر آئے مگر اس کی بیوی نے ان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ نبی صاحب پر اس وقت وحی آ رہی ہے یہ اسی کی آواز ہے' اسود ٹھنڈا ہو گیا' ساری رات ہم نے وہیں جاگ کر اور باتیں کرتے ہوئے گزار دی اور اب یہ سوچنے لگے کہ یہاں ہمارے (فیروز' داذویہ اور قیس) کے سوا چوتھا آدمی نہیں ہے کسی طرح اپنے آدمیوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی جائے طے پایا کہ پہلے ہم اپنا وہ شعار بلند کریں جو ہمارے اور ان کے درمیان طے پا چکا ہے اور نماز صبح کی اذان دیں۔

اسود عنسی کے قتل کا اعلان:

اس قرارداد کے مطابق طلوع صبح کے ساتھ داذویہ نے شعار معہود بلند آواز میں پکارا جس کو سن کر مسلمان اور کافر سب ہی پریشان ہو گئے۔ محل میں جس قدر پہرے دار تھے ان سب نے جمع ہو کر ہم کو گھیر لیا' اب میں نے صبح کی آذان دی' مسلمانوں کے شہ سوار محل کے پہرے داروں کے مقابلے پر آ پہنچے میں نے ان سے بلند آواز میں کہا میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور عبہلہ کذاب تھا' پھر میں نے اس کا سر سب کے سامنے ڈال دیا۔ دبرؓ نے نماز با جماعت پڑھائی دشمن نے صنعاء پر غارت گری کی میں نے اعلان کر دیا۔ کہ اے اہل صنعاء جو اجنبی تمہارے پاس آئے اسے اپنے پاس روک لو یا دشمن کا جو شخص پہلے سے کسی کے یہاں ہو وہ اسے اپنے پاس روک لے جانے نہ دے' تمام باشندوں نے ہمارے اس اعلان کی بجا آوری کی اسی طرح ہم نے تمام راہگیروں میں بھی اعلان کر دیا تھا کہ جس پر قابو پاؤ اسے پکڑ لو۔ دشمن نے غارت گری کی وہ بہت سے بچوں کو اٹھا لے گئے اور بہت سے مال و متاع کو لوٹ لے گئے اور شہر کی فصیل سے باہر نکل آئے' باہر آ کر انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ستر شہ سوار اور شتر سوار غائب ہیں' اہل شہر ان لوگوں کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر چکے تھے' ہمارے اپنے سات سو بال بچے غائب تھے۔ قیدیوں کے تبادلے کے متعلق باہمی مراسلت سے یہ طے پایا کہ ہمارے جو لوگ ان کے پاس قید ہیں وہ انھیں رہا کر دیں اور ان کے جو ہمارے پاس قید ہیں ہم ان کو رہا کر دیں اس تبادلے کی کارروائی کے بعد وہ ہمارے مقابلے میں کسی قسم کا فائدہ اٹھائے بغیر بے نیل و مرام اپنی راہ چلے گئے' اور پھر صنعاء اور نجران کے درمیان آوارہ گردی اور لوٹ مار کرنے لگے صنعاء اور جند بلا کسی خدشے کے ہمارے قبضے میں آ گئے اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھ لی۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی امارت:

اب خود ہم میں امارت کے متعلق رقابت پیدا ہوئی اور ہر شخص نے امارت کی خواہش کی اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عمال اپنے اپنے مستقروں کو آنے لگے' آخر کار ہم سب نے معاذ بن جبلؓ پر اتفاق رائے کیا اب وہی امامت کرنے لگے' ہم نے اس فتح کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی آپؐ اس وقت زندہ تھے یہ خبر تو آپ کو اسی شب ہی میں مل چکی تھی جس کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی البتہ ہمارے فرستادے آپ کی وفات کے دوسرے دن مدینے پہنچے اور ابوبکرؓ نے ہمیں جواب دیا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت:

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس شب میں اسود مارا گیا اسی وقت اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی مل گئی آپؐ نے صبح کو ہم سب کو بشارت دی کہ کل رات اسود قتل کر دیا گیا اسے ایک مبارک آدمی نے جو ایک مبارک خاندان کا فرد ہے قتل کیا ہے' ہم نے پوچھا وہ کون ہے آپؐ نے فرمایا ''فیروز' فیروز کامیاب ہوئے''۔

فیروز سے مروی ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کر دیا اور اب پھر حکومت ہمارے ہاتھ میں آ گئی' صرف یہ اور ہوا کہ ہم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا لیا ان پر سب نے اتفاق کیا اور وہ صنعاء میں سب مسلمانوں کو نماز پڑھانے لگے صرف تین دن انھوں نے نماز پڑھائی ہوگی ہم اب بالکل مطمئن تھے کہ سب شورشوں کو ہم نے مٹا دیا ہے البتہ ہمارے دشمنوں کی جو ایک جماعت ہمارے اور نجران کے درمیانی علاقے میں آوارہ گردی کر رہی تھی اس کے انتظام کی ایک فکر رہ گئی تھی کہ اتنے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی اور اس واقعے نے بالکل انقلاب ہی برپا کر دیا اور اب ہر طرف فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔

اسود عنسی کے متعلق فیروز کا بیان:

فیروزؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دبر بن یحنس الازدی رضی اللہ عنہ کو اپنے قاصد کی حیثیت سے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا وہ داذویہ الفارسی کے پاس فروکش تھے' اسود ایک کاہن تھا شیطان اس کے ساتھ تھا اور اس کا ایک تابع تھا۔ اس نے یمن میں خروج کیا' اس کے فرمانروا پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا' اس کی بیوی سے شادی کر لی اور پورے یمن پر قابض ہو گیا' باذام اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے ان کے بیٹے ان کے جانشین تھے' اسود نے ان کو قتل کر کے ان کی بیوی سے شادی کر لی داذویہ اور قیس بن مکشوح المرادی رسول اللہ ﷺ کے قاصد دبرؓ بن یحنس کے پاس جمع ہوئے تاکہ اسود کے قتل کے لیے مشورہ کریں' اسود نے تمام لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ صنعاء کے میدان میں جمع ہوئے' اس کے بعد وہ اپنے محل سے برآمد ہو کر سب کے وسط میں آ کر کھڑا ہوا' اس کے ساتھ شاہی بھالا تھا اب اس نے شاہی گھوڑا طلب کر کے اسے بھالے سے زخمی کر کے چھوڑ دیا وہ گھوڑا اسی حالت میں کہ خون اس کے جسم سے بہہ رہا تھا تمام شہر میں بھاگتا پھرا اسی طرح اس نے جان دے دی اسود میدان کے بیچ میں آ کر کھڑا ہوا اس نے ذبح کرنے کے لیے جانور طلب کیے' اور ان کو ایک خط کے ادھر کھڑا کروایا' اگرچہ ان جانوروں کی گردنیں اور سر اس خط پر تھے مگر کوئی اس سے آگے نہ بڑھا۔ اسود اپنا بھالا لے کر ان کے ذبح کے لیے بڑھا اس نے سب کو کھڑے کھڑے ذبح کر دیا اور وہ جانور خط کی اس سمت میں جدھر وہ کھڑے تھے گر پڑے اسی طرح اس نے سب جانوروں کو ذبح کر دیا' اور پھر بھالا ہاتھ میں لیے ہوئے وہ زمین پر سرنگوں ہو گیا سر اٹھا کر اس نے کہا کہ یہ فرشتہ (یعنی اس کا تابع شیطان) کہہ رہا ہے کہ ابن المکشوح مخالفوں میں سے ہے اے اسود تم اس کا سر تن سے جدا کر دو۔

فیروز کی طلبی:

دوسری مرتبہ وہ پھر زمین پر سرنگوں ہوا اور پھر سر اٹھا کر اس نے کہا کہ فرشتہ کہہ رہا ہے' کہ ابن الدیلمی تمہارا مخالف ہے اے اسود تم اس کا داہنا ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ ڈالو' جب میں نے اس کی زبان سے یہ بات سنی مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری جان کی خیر نہیں یہ مجھے بھی ان جانوروں کی طرح اپنے بھالے سے ذبح کر ڈالے گا' اس اندیشے سے اب میں اور لوگوں کے پیچھے چھپنے لگا تا کہ وہ مجھے نہ دیکھ پائے اسی طرح الٹے پاؤں میں وہاں سے نکل آیا خوف کی وجہ سے میرے قدم ڈگمگا رہے تھے' گھر کے قریب پہنچا تھا کہ اسود کے ایک آدمی نے پیچھے سے آ کر میری گردن پر مکا مارا اور کہا کہ چلو بادشاہ بلاتے ہیں تو لومڑی کی طرح چھپتا پھرتا ہے واپس چلو۔ اس واقعے سے تو میں سمجھ گیا کہ مارا جاؤں گا۔

فیروز کے قتل کا ارادہ:

اس زمانے میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم سب بلا استثناء ہر وقت خنجر اپنے پاس رکھتے تھے میں نے چپکے سے اپنے موزے میں ہاتھ ڈال کر اپنا خنجر نکال لیا اور یہ ارادہ کر کے کہ اسود کے پاس پہنچتے ہی خود میں اس پر جارحانہ حملہ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر دوں گا' میں آگے بڑھا' جب میں اس کے قریب آیا اس نے میرے چہرے کے طور برے دیکھے وہ تاڑ گیا کہ میں شر پر آمادہ ہوں اسود نے مجھ سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا' اس نے کہا کہ تم یہاں کے سب سے بڑے آدمی ہو اور یہاں کے اشراف سے سب سے زیادہ باخبر ہو لہٰذا تم ان مذبوحہ جانوروں کو اہل صنعاء میں تقسیم کر دو' میں اس کام میں مصروف ہو گیا اور اب اسود اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گیا' میں ان جانوروں کا گوشت اہل صنعاء میں تقسیم کر رہا تھا کہ اسود کا وہ فرستادہ جس نے میری گردن پر ضرب لگائی تھی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس میں سے مجھے بھی دیجیے میں نے کہا کہ ایک ٹکڑا نہیں مل سکتا تو نے ہی میری گردن پر مکا مارا تھا۔ اس جواب پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اسود سے جا کر میری شکایت کی' گوشت تقسیم کر کے میں خود اسود کے پاس آیا قریب پہنچا تھا کہ میں نے اس شخص کو سنا کہ وہ اسود سے میری شکایت کر رہا ہے اسود نے اس سے کہا ذرا ٹھہرو میں اسے بھی ذبح کیے دیتا ہوں۔ میں نے اسود سے کہا کہ آپ کے ارشاد کے بموجب میں نے تمام گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے' اس نے کہا اچھا۔ وہ اپنی راہ چل دیا اور میں اپنے گھر چلا آیا۔

فیروز اور آزاد زوجہ اسود کی گفتگو:

ہم نے بادشاہ کی بیوی کو اطلاع دی کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں کیا کریں اس نے جواب میں خود مجھے طلب کیا' میں اس کے پاس گیا۔ اس نے پہلے سے قصر کے دروازے پر اپنی چھوکری متعین کر رکھی تھی تا کہ وہ مجھے اندر لے جائے میں اندر گیا اور پھر میں اور ملکہ ایک دوسرے حجرے کے اندر گئے' اور اس میں ہم نے نقب کھودی اس سے فارغ ہو کر ہم بڑے دالان میں آ گئے اور اس حجرے کے دروازے پر پردہ لٹکوا دیا۔ میں نے ملکہ سے کہا کہ بس آج رات میں اس کا خاتمہ کر دوں گا اس نے کہا ضرور آیئے۔

آزاد زوجہ اسود عنسی کا فیروز کو پیام:

اتنے میں اچانک اسود اس گھر میں آ پہنچا' مجھے دیکھ کر اسے سخت غیرت آئی اور غصہ آ گیا اس نے میری گردن کو دبوچ کر دھکے دینا شروع کیے۔ میں کسی نہ کسی طرح اس سے اپنا بچاؤ کرتا ہوا قصر سے باہر آیا۔ اپنے دوستوں سے ملا۔ ان سے سارا ماجرا بیان

کیا اور اب مجھے یقین آ گیا کہ بات بگڑ گئی اب کچھ نہیں ہوسکتا مگر اسی اثناء میں ملکہ کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے ملکہ کا یہ پیام پہنچایا کہ اسود کی اس حرکت کی وجہ سے تم ہرگز بددل ہو کر اپنے ارادے کو نہ چھوڑ بیٹھنا' تمہارے جانے کے بعد میں نے اسود سے خوب بحث کی اور اسے قائل کر دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم تو شرافت کے مدعی ہو' اس نے کہا ہاں' میں نے کہا تو پھر میرا بھائی میرے سلام اور اپنی نیازمندی کے اظہار کے لیے میرے پاس آیا تھا اور تم نے اس کے معاوضے میں اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی گردن میں ہاتھ دے کر ذلت سے قصر سے نکال دیا۔ میں نے اس معاملے میں اس کی ایسی خبر لی کہ آخر وہ خود شرمندہ ہو کر اپنی بیہودگی پر نادم ہوا اور اس نے کہا کیا واقعی وہ تمہارے بھائی تھے' میں نے کہا جی ہاں' اس نے کہا مجھے قطعی معلوم نہ تھا لہٰذا اب آج رات تم سب اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے ضرور آؤ۔ 30

فیروز کا اسود پر حملہ:

اس پیام سے ہم مطمئن ہوئے اور ہمارے کام کے پورا ہونے کی راہ نکل آئی۔ رات ہوئی میں' داذویہ اور قیس قصر میں اپنی تیار کردہ نقب سے داخل ہوئے' میں نے قیس سے کہا کہ تم عرب کے مشہور دلاور ہو اندر جاؤ اور اسود کو قتل کر دو' قیس نے کہا میری یہ کیفیت ہے کہ ایسے خطرناک مواقع میں کانپنے لگتا ہوں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر وار کروں اور وہ کارگر نہ ہو' بہتر یہ ہے کہ فیروز تم جاؤ تم ہم میں سب سے کم عمر اور زیادہ قوی بازو بھی ہو' میں نے تلوار اپنے آدمیوں کے پاس رکھی اور اندر گیا تاکہ پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کا سر کہاں ہے۔ وہاں چراغ روشن تھا وہ مسند پر سو رہا تھا اور اس کا تمام جسم لحاف سے اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں اس کی بیوی پاس بیٹھی ہوئی تھی' اس سے پہلے یہ اسے انار کھلا رہی تھی۔ اسی حالت میں وہ سو گیا تھا' میں نے اشارے سے اس کا سر دریافت کیا اس نے اشارے ہی سے مجھے بتا دیا۔ میں بڑھ کر اس کے سرہانے جا پہنچا اور اس کے سر کو غور سے دیکھنے لگا' مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں نے اس کا سر دیکھا یا نہیں مگر اب میری نظر اس کی دونوں آنکھوں پر پڑی جن کو اس نے کھول لیا تھا اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر تم تلوار لینے کے لیے پلٹے تو یہ موقع نکل جائے گا اور پھر وہ سنبھل کر ہتھیار لے بیٹھے گا اور ان سے اپنی مدافعت کرے گا' معلوم ہوتا ہے کہ اس کے شیطان نے میری اسے اطلاع دے دی ہے اور اسے بیدار کر دیا ہے' اس کے بعد شیطان اس کی زبان سے مجھ سے بولنے لگا' اسود دیکھتا جاتا تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ میں نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑی اور پھر گردن مروڑ کر اسے توڑ ڈالا۔

اسود عنسی کا خاتمہ:

اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آنے لگا' اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہاری مخلص بہن ہوں مجھے کہاں چھوڑ چلے میں نے کہا پریشان نہ ہو میں نے اس کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے اس کی جانب سے تم کو مطمئن کر دیا ہے اب میں اپنے دوستوں سے آ کر ملا ان سے ساری سرگذشت بیان کی' انھوں نے کہا پھر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ' میں پھر اسود کی خوابگاہ میں آیا وہ بڑبڑایا میں نے اس کے منہ پر لگام لگا دی اور سر کاٹ لیا اور اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا اب ہم وہاں سے نکل کر اپنے گھر آئے' دبرؓ بن یحنس الازدی ہمارے پاس مقیم تھے' ہم صنعاء کے قلعوں میں جو سب سے بلند قلعہ تھا اس پر چڑھ گئے۔ دبرؓ بن یحنس نے اذان دی پھر ہم سب نے اعلان کیا کہ اللہ عزوجل نے جھوٹے مدعی اسود کو ہلاک کر دیا۔ سب لوگ

ہمارے پاس آئے ہم نے اس کا سران کے سامنے ڈال دیا۔

اسود عنسی کے ہمراہیوں کا فرار:

جب اسود کے ساتھیوں نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے گھوڑوں پر زین رکھ کر بھاگنے کے لیے آمادہ ہوئے اور شرارتاً یہ کیا کہ یہ لوگ جن شرفاء کے یہاں مقیم تھے بھاگتے وقت انھیں کے بچوں کو اٹھا لے گئے' میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ لوگ بچوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بھاگے جا رہے ہیں' میں نے فوراً اپنے بھائی سے جو مجھ سے نیچے شاہراہ میں اور لوگوں کے ساتھ تھے کہا دیکھو ان میں سے جس جس پر قابو پاؤ فوراً روک لو جانے نہ دو کیونکہ یہ ہمارے بچوں کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں' میری اس نصیحت پر عمل ہوا اور ہم نے ان کے ستر آدمی روک لیے اور وہ ہمارے صرف تیس لڑکوں کو لے جا سکے' شہر سے دور پہنچ کر جب انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو ستر آدمی کم پائے' وہ پھر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے آدمی چھوڑ دیجیے ہم نے کہا تم ہمارے بچوں کو چھوڑ دو چنانچہ انھوں نے ہمارے بچے واپس بھیج دیئے اور ہم نے ان کے ساتھی ان کے حوالے کر دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہؓ کو بشارت:

اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بشارت دی کہ اللہ نے اسود الکذاب العنسی کو ہلاک کر دیا اسے تمہارے ایک سچے دیندار بھائی نے قتل کیا ہے' اسود کے قتل کے بعد اب ہم پھر امن و امان میں زندگی بسر کرنے لگے اور اسلام کو غلبہ ہوا اور وہی حالت عود کر آئی جو اسود کے یمن میں آنے سے پہلے تھی' تمام امیر ایمان لائے انھوں نے رجعت کی' اور تمام لوگوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کیونکہ ان کو اسلام لائے بہت تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔

اسود کے خروج کی مدت:

ابن صخر سے مروی ہے کہ اسود کے خروج سے اس کے قتل تک تین ماہ کی مدت گزری ضحاک بن فیروز سے مروی ہے کہ کہف خبان میں اس کے خروج سے قتل ہونے تک چار ماہ گذرے تھے پہلے اس نے اپنی تحریک کو پوشیدہ رکھا' بعد میں اسے ظاہر کیا۔

عہد صدیقی کی پہلی خوشخبری:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ربیع الاوّل کے آخری حصہ میں اسامہ کی مہم روانہ کی اور اسی زمانے میں ان کو اسود کے قتل کی اطلاع ملی' اسامہؓ کے جانے کے بعد یہ پہلی فتح کی بشارت تھی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں ملی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آخری وفد:

واقدی کہتے ہیں کہ اس ۱۱ ہجری کے نصف محرم میں نخع کا وفد زرارہؓ بن عمرو کی سیادت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ آخری وفد تھا جسے آپؐ نے باریاب فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

اس سال ۳/ رمضان منگل کی رات میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتیس سال کی عمر میں انتقال ہوا یہ روایت ابان بن صالح کی ہے۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تین ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا' واقدی کہتے ہیں کہ یہ آخری بیان ہم سب کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تجہیز و تکفین:

علیؓ اور اسماءؓ بنت عمیس نے ان کو غسل دیا' عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی' ابومعشر سے مروی ہے کہ عباسؓ، علیؓ اور فضل بن العباس ان کی قبر میں اترے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال:

اس سال عبداللہ بن ابی بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم کا انتقال ہوا۔ طائف کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوالحسن کا چلایا ہوا ایک تیر ان کے لگا تھا پہلے تو زخم بھر گیا تھا' مگر پھر وہ ہرا ہو گیا اور اسی سے انھوں نے شوال میں وفات پائی۔ اسی سال اہل فارس نے یزدجرد کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اسی سال ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خارجہ بن حصن الفزاری سے مقابلہ ہوا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی:

علی بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے بموجب شام کے اس علاقے کو جہاں اسامہؓ کے باپ زیدؓ بن حارثہ شہید ہوئے تھے روانہ کر کے ابوبکرؓ مدینہ میں مقیم رہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام انھوں نے نہیں کیا۔ اس کے بعد ہی عربوں کے وفد دین اسلام سے مرتد ہو کر ابوبکرؓ کے پاس آئے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے قائل اور زکوٰۃ کے منکر تھے مگر ابوبکرؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کو رد کر دیا۔ اس کے بعد اسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ کی واپسی تک جو مدینہ سے ان کی روانگی کے چالیس دن بعد عمل میں آئی ابوبکرؓ خاموش رہے' اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ستر دن کے بعد مدینے آئے' بہرحال ان کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سنانؓ الضمری کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے برآمد ہوئے اور جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخری میں مدینے سے چل کر ذی القصہ میں فروکش ہوئے۔



باب ۳

فتنہ ارتداد و منکرین زکوٰۃ ۱۱ھ

مرتدین سے پہلی لڑائی:

اس سے قبل نوفل بن معاویہ الدیلی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کی تحصیل کے لیے بھیجا تھا' شربہ میں خارجہ بن حصن نے زبردستی اس مال کو نوفل رضی اللہ عنہ سے چھین کر اسے بنوفزارہ کو واپس کر دیا۔ نوفل رضی اللہ عنہ، اسامہ رضی اللہ عنہ کے مہم پر جانے سے قبل مدینے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدین سے پہلی لڑائی عنسی سے یمن میں ہوئی اس کے بعد یہ لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زمانی بن سیار سے غطفان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اس موقع پر پہلے مسلمانوں کو پسپائی ہوئی' ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک گھنے جنگل میں گھس کر چھپ گئے مگر پھر اللہ نے مشرکوں کو شکست دی۔

مجالد بن سعید سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے مدینے سے روانہ ہو جانے کے بعد تمام عرب کافر اور سرکش ہو گئے' قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ وہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد نہ ہو گئے ہوں۔

مدعی نبوت طلیحہ اور قبیلہ غطفان:

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد تمام عرب عام اور خاص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا' ان کی جماعت اور طاقت بہت بڑھ گئی طے اور اسد طلیحہ کے ساتھ ہوئے' اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انھوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی' ہوازن متردد تھے انھوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائی سے انکار کر دیا البتہ ثقیف اور ان کے توابع اسلام پر قائم رہے اور ان کی اقتداء میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے البتہ بنوسلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہی حال تمام قبائل عرب کا تھا۔ یمن' یمامہ اور بنو اسد کے علاقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادے اور ان اشخاص کے نمائندے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسود' مسیلمہ اور طلیحہ کی مدافعت اور مقاومت کا حکم بھیجا تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے یہ سب خط انھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور زبانی تمام حالات بیان کیے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابھی ٹھہرو اور دیکھو کہ تمہارے امراء اور دوسرے عمائد کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی اطلاع لے کر یہاں آتے ہوں گے اور واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں بلا استثناء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تمام امراء نے اپنے اپنے مستقر سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنہ ارتداد برپا ہو گیا ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے۔

باغیوں کی سرکوبی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں ذرائع سے ان سب کا مقابلہ شروع کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال کر چکے تھے کہ مراسلت شروع کی جو قاصد اب آئے تھے ان کو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے حکم سے واپس بھیج دیا مگر ان کے عقب میں اپنے دوسرے قاصد اس غرض کے لیے روانہ کیے اور

اب منتظر رہے کہ اسامہؓ واپس آئیں تو پھر خود ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوں۔ مگر اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی سے پہلے ہی عبس' اور زبیان نے ابوبکرؓ سے لڑائی شروع کر دی۔

قبیلہ کلب میں ارتداد:

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس وقت کلب اور قضاعہ پر بنو عبداللہ کے امرئ القیسؓ بن اصبغ الکلبی آپؐ کے عامل تھے' قین پر عمروؓ بن الحکم تھے اور سعد ہذیم پر معاویۃ بن غلان الوائلی عامل تھے (سری کہتے ہیں کہ وائلی نہیں دابلی تھے) ودیعۃ الکلبی اپنے قبیلہ کلب کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا امرؤ القیس اپنے دین اسلام پر قائم رہے اسی طرح زمیل بن قطبۃ القینی اپنے قبیلہ بنو قین کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور عمروؓ اپنے دین پر قائم رہے' معاویہ سعد ہذیم کے اپنے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا' ابوبکرؓ نے امرؤ القیس بن خلان کو جو سکینہ بنت حسین کے نانا تھے لکھا کہ تم اس کا انتظام کرو وہ ودیعۃ کے پاس گئے نیز ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا وہ زمیل اور معاویۃ العذری کے انتظام کے لیے کھڑے ہوئے۔

بنو قضاعہ پر اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کشی:

اسامہؓ نے قضاعہ کے علاقے کے وسط میں پہنچ کر اپنے رسالے ان میں پھیلا دیئے اور حکم دیا کہ جو لوگ اسلام پر قائم ہوں ان کو مرتدین کے مقابلے کے لیے آمادہ کر کے برآمد کریں' مگر تمام قضاعہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر دومہ میں منتقل ہو کر ودیعہ کے پاس جمع ہو گئے' اسامہؓ کے سواران کے پاس بے نیل ومرام چلے آئے اسامہؓ اپنی فوج کے ساتھ بڑھے اور انھوں نے حمقتین پر غارت گری کر کے جذام کے بنو الضبیب میں اور لخم کے بنو خلیل میں اور ان کے توابع میں کشت وخون کیا ان کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور پھر مال غنیمت کو لے کر صحیح وسالم اپنے مقام پر چلے آئے۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا زکوٰۃ کی وصولی پر اصرار:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائل اسد' غطفان اور طے طلیحہ کے ساتھ ہو گئے' بنو اسد سمیرا میں جمع ہوئے' بنو فزارہ اور ان کے قریب کے غطفان طیبہ کے جنوب میں جمع ہوئے بنو طے اپنے علاقوں کی سرحد پر جمع ہوئے' ثعلبہ بن سعد' اور ان کے قریب والے قبائل مرہ اور عبس ربذہ کے مقام ابرق میں جمع ہوئے' بنو کنانہ کے کچھ لوگ بھی ان سے آملے تھے مگر وہ علاقے ان کے بار کے متحمل نہ ہو سکے' اس لیے ان کی دو جماعتیں ہو گئیں' ایک ابرق میں مقیم رہی اور دوسری ذی القصہ چلی گئی' طلیحہ نے حبال کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا اس طرح حبال کی مہمانداری بھی اہل ذی القصہ کے جس میں وہاں کے متوطن بنو اسد اور اس موقع پر ان کی حمایت کے لیے آنے والے قبائل لیث ویل اور مدلج پر مشتمل تھی' کے ذمے ہو گئی۔ ابرق میں جو بنو مرہ تھے عوف بن فلان بن سنان ان کا سردار تھا اور حارث بن فلان بن سبیع ذوالاثغلبہ اور عبس کا سردار تھا' ان قبائل نے اپنے وفد مدینے بھیجے تھے یہ مدینے آ کر عمائد مدینہ کے یہاں فروکش ہوئے عباسؓ کے علاوہ اور سب نے ان کو اپنے یہاں مہمان بنا لیا اور ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے کر آئے اس شرط کے ساتھ کہ وہ نماز تو پڑھتے رہیں مگر زکوٰۃ نہ دیں۔ اللہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حق پر راسخ کر دیا انھوں نے کہا کہ اگر یہ زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ اس وقت (زکوٰۃ کے جانوروں کی رسیاں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والوں پر عائد تھیں) ابوبکرؓ نے ان کی بات نہ مانی۔

مدینہ پر حملے کا خطرہ:

مدینے کے قریب والے مرتدین کا وفدان کے پاس واپس آ گیا اور انھوں نے اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینے میں بہت کم آدمی ہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع ہے' ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی غافل نہ تھے انھوں نے اس وفد کے اخراج کے بعد مدینے کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کردیئے علیؓ، زبیرؓ طلحہؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کام پر مقرر کیے گئے' اس کے علاوہ ابوبکرؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں جمع ہوں اور پھران سے کہا کہ تمام ملک کافر ہو گیا ہے اور وہ تمہاری قلت تعداد کو دیکھ گئے ہیں۔ وہ ضرور دن یا رات میں تم پر حملہ آور ہوں گے' دشمن کی سب سے قریب جماعت یہاں سے صرف ایک ڈاک کی منزل پر ہے' وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کے شرائط قبول کر کے ان سے سمجھوتہ کرلیں مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی شرائط مسترد کردیں لہٰذا اب مقابلے کے لیے بالکل تیار ہو جاؤ۔

مرتدین کا مدینہ پر حملہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں گذری تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینے پر دھاوا بول دیا اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو وہ ذی حسیٰ میں چھوڑ آئے تا کہ وہ بوقت ضرورت کمک کا کام دیں' یہ غارت گر رات کے وقت مدینے کے ناکوں پر پہنچے وہاں پہلے سے فوج متعین تھی ان کے عقب میں کچھ اور لوگ تھے جو بلندی پر چڑھ رہے تھے' پہرے داروں نے ان لوگوں کو دشمن کی یورش سے آگاہ کیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع دینے کے لیے آدمی دوڑائے' ابوبکرؓ نے جواب میں یہ ہدایت کی کہ سب اپنی اپنی جگہ جمے رہیں جس پر تمام فوج نے عمل کیا' اس کے ساتھ ہی خود ابوبکرؓ ان تمام مسلمانوں کو لے کر جو مسجد میں تھے اونٹوں پر سوار ہو کر مدافعت کے لیے چلے دشمن نے پسپائی اختیار کی۔

مسلمانوں کی پسپائی:

مسلمانوں نے انھیں اونٹوں پر ایک کا تعاقب کیا اور بڑھتے ہوئے ذی حسیٰ پہنچے' وہاں مرتدین کی جماعت جو بوقت ضرورت کمک کے لیے وہاں ٹھہر گئی تھی چمڑے کے کپوں میں ہوا بھر کر اور ان میں رسیاں باندھ کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلی اور انھوں نے ان کپوں کو اپنے پیروں سے ضرب لگا کر اونٹوں کے سامنے فٹ بال کی طرح لڑھکا دیا اور چونکہ اونٹ اس سے سب سے زیادہ بدکتا ہے اس لیے مسلمانوں کے تمام اونٹ ان کپوں سے اس طرح بدک کر فرار ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے جو ان پر سوار تھے کسی طرح بھی سنبھل نہ سکے اور مدینے سے پہلے انھوں نے دم نہیں لیا۔ مسلمان اس طرح بغیر کسی جانی یا مالی نقصان اٹھائے بے نیل و مرام مدینے چلے آئے۔ حطیہ بن اوس کے بھائی خطیل بن اوس اور عبداللہ اللیثی نے جو اپنے قبیلے بنو عبد مناۃ کے ساتھ جو بنوذبیان سے تھے مرتد تھا اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے۔

مرتدین پر مسلمانوں کا حملہ:

مسلمانوں کی اس پسپائی سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا کہ مسلمان کمزور ہیں ان میں مقابلے کی طاقت نہیں' اس خام خیالی میں انھوں نے اپنے ان ساتھیوں کو جو ذی القصہ میں فروکش تھے اس واقعے کی اطلاع دی وہ اس خبر پر بھروسہ کر کے اس جماعت کے پاس آ گئے مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے ان کے متعلق کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے جس کو وہ بہر حال نافذ کر کے چھوڑتا ہے' رات بھر

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پوری فوجی ترتیب کے ساتھ مدینے سے دشمن پر غارت گری کرنے چلے وہ خود پیادہ تھے' نعمانؓ بن مقرن ان کے میمنے پر عبداللہؓ بن مقرن میسرے پر اور سویدؓ بن مقرن ساقہ فوج میں جن کے ساتھ شتر سوار بھی تھے متعین تھے' ابھی صبح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور مرتدین ایک ہی میدان میں روبرو آ گئے یہ تمام پیشقدمی اس قدر خاموشی اور احتیاط سے وقوع پذیر ہوئی کہ مرتدین کو مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ مل سکی کہ مسلمانوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا' صرف رات کے پچھلے پہر میں لڑائی ہوئی آفتاب کی کرن نے ابھی مطلع افق کو اپنے جلوہ سے منور نہیں کیا تھا کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی۔

مرتدین کا تعاقب:

مسلمانوں نے ان کے تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا اس واقعے میں حبال بری طرح مارے گئے ابوبکرؓ نے ان کا تعاقب کیا اور ذی القصہ پہنچ کر فروکش ہوئے' فتنہ ارتداد کے بعد یہ پہلی فتح تھی جو اللہ نے مسلمانوں کو دی' ابوبکرؓ نے نعمانؓ بن مقرن کو کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں متعین کر دیا اور خود مدینے چلے آئے اس شکست سے مشرکین ذلیل ہو گئے اور اب انھوں نے ظلم پر کمر باندھی' بنوذبیان اور بنوعبس نے اپنے یہاں کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا ان کی تقلید میں دوسرے قبائل نے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہ ہی کیا۔ البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس فتح سے مسلمانوں کی عزت قائم ہوئی اور ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ ان مظالم کی اطلاع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر عہد کیا کہ جن جن قبائل نے مسلمانوں پر یہ مظالم کیے ہیں وہ ان سب کو اسی بے دردی سے قتل کریں گے جیسا کہ انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے اور جس قدر مسلمان قتل کیے گئے ان سے زیادہ وہ ان کے انتقام میں مشرکوں کو قتل کریں گے۔

تین قبائل کے سرداروں کی مدینہ میں آمد:

اس کے بعد اس سلسلے میں کوئی مزید کارروائی نہیں کی گئی البتہ جب ہر قبیلے میں مسلمان زیادہ خلوص اور استقامت سے اپنے دین پر جم گئے اور اس کے برخلاف ہر قبیلے میں مشرک اپنے کام سے انحراف کرنے لگے اور مدینے میں صفوانؓ' زبرقانؓ اور عدیؓ کی جمعیتیں مسلمانوں کی حمایت کے لیے رات میں آئیں۔ پہلے صفوانؓ آئے' پھر زبرقانؓ اور پھر عدیؓ آئے۔ صفوانؓ ابتدائی رات میں مدینہ آئے' زبرقانؓ وسط شب میں اور عدیؓ آخر شب میں مدینہ پہنچے' صفوانؓ کے آنے کی بشارت سعدؓ بن ابی وقاص نے دی' زبرقان رضی اللہ عنہ کی بشارت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اور عدی کی بشارت عبداللہ بن مسعودؓ نے دی' ایک روایت یہ ہے کہ عدی کی بشارت ابوقتادہؓ نے دی تھی' جب یہ سردار مدینے میں نمودار ہوئے تو ہر جمعیت کے نمودار ہونے کے موقع پر لوگوں نے کہا کہ یہ دشمن معلوم ہوتے ہیں مگر ابوبکرؓ نے ہر موقع پر یہ کہا کہ نہیں یہ دوست ہیں حمایت کے لیے آئے ہیں نقصان کے لیے نہیں' چنانچہ جب باقاعدہ طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ جمعیتیں حمایت اسلام کے لیے آئی ہیں مسلمانوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ بڑے مبارک آدمی ہیں آپ ہمیشہ سے بشارت دیتے چلے آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ جب اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو روانہ ہوئے ساٹھ دن پورے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ذی القصہ:

اس کے کچھ ہی دن کے بعد خود اسامہؓ دو ماہ کچھ یوم باہر گذار کر اپنی مہم سے مدینہ چلے آئے' ان کے آنے کے بعد ابوبکرؓ نے

ان کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور ان سے اور ان کی فوج سے کہا کہ سردست تم بھی آرام کرلو اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی دم لینے دو۔ اب خود ابوبکرؓ مدینے سے ان لوگوں کے ساتھ جو اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں گئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ جو مدینے کے ناکوں پر متعین تھے اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم والی سواریوں پر سوار ہو کر ذی القصہ روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نہ جائیں کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ کام آ گئے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس سے آپ کا مدینے میں قیام کرنا دشمن کے حق میں زیادہ مضر ہے آپ کسی اور کو اس کام کے لیے بھیج دیں تاکہ اگر وہ کام آ جائے تو آپ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر سکیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اس بات کو ہرگز نہیں مانتا میں خود اپنی ذات سے اس فتنے کے انسداد میں تمہاری شرکت کروں گا۔

اہل الربذہ پر حملہ:

ابوبکرؓ سب انتظام کر کے ذی حسیٰ اور ذی القصہ چلے۔ نعمانؓ، عبداللہؓ اور سویدؓ اپنی اپنی جگہ تھے اسی ترتیب کے ساتھ ابوبکرؓ نے ابرق میں اہل الربذہ کو جا لیا' شدید جنگ ہوئی' اللہ نے حارث اور عوف کو شکست دی اور حطیہ زندہ گرفتار کر لیا گیا' اس واقعے سے عبس اور بنوبکر فرار ہو گئے' ابوبکرؓ نے چند روز ابرق میں قیام کیا۔

ابرق پر قبضہ:

اس سے قبل بنو ذبیان نے اس علاقے پر اپنا تصرف کر لیا تھا۔ حرام نے بنو ذبیان سے کہا کہ تم اس تمام علاقے پر قبضہ کر لو کیونکہ اللہ نے یہ ہمیں غنیمت میں دیا ہے۔ انھوں نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے قدیم دیس والوں کو خارج البلد کر دیا تھا۔ اب اس وقت جب مرتدین مغلوب ہوئے اور ان کا فتنہ خود ان کے لیے تباہ کن ثابت ہوا اور امن و امان ہوا' بنوثعلبہ اس علاقے کے قدیم متوطن پھر توطن کے لیے وہاں آئے مگر ان کو قابضوں نے اس ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا وہ ابوبکرؓ کے پاس مدینے آئے اور پوچھا کہ ہم کو کیوں اپنی زمینوں میں آباد ہونے سے روکا گیا ابوبکرؓ نے کہا تم جھوٹے ہو اس علاقے پر تمہاری ملکیت باقی نہیں رہی یہ علاقہ اب صرف میری ملک اور زیر تصرف ہے ابوبکرؓ نے ان کی درخواست نہیں مانی اور بنوثعلبہ کے برخلاف انھوں نے ابرق کو مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ بنا دیا' اس کے بعد پھر اس تمام علاقے کو اسی جنگ کی وجہ سے جو منکرین زکوٰۃ اور مسلمانوں میں ہوئی ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنا دیا اور اس طرح ان چراگاہوں کو اوروں کے لیے محصور اور ممنوع قرار دیا۔

اس جنگ میں شکست کھا کر بنوعبس اور بنو ذبیان طلیحہ سے جو سمیرا سے چل کر اس وقت بزاخہ پہنچ کر فروکش تھا جا ملے۔

بنوعبس اور بنو ذبیان کی شکست:

عبدالرحمٰن بن کعبؓ بن مالک سے مروی ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ مدینے پر ان کو اپنا نائب مقرر کر کے مرتدین کے مقابلے کے لیے چلے ربذہ آئے' یہاں بنوعبس' ذبیان اور بنوعبد مناۃ بن کنانہ کی ایک جماعت سے ان کا ابرق پر مقابلہ ہوا جنگ ہوئی اللہ نے مرتدین کو ہزیمت کامل دی' وہ بھاگ گئے۔ ابوبکرؓ مدینے چلے آئے' اس اثناء میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج بھی آرام کر کے تازہ دم ہو گئی اور مدینے کے قرب و جوار کے اور لوگ بھی آ گئے ابوبکرؓ ذی القصہ روانہ ہوئے اور وہاں سب کے ساتھ فروکش ہو گئے یہ مقام مدینے سے ڈاک کی ایک منزل مسافت پر نجد کی سمت واقع تھا۔ یہاں انھوں نے اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں

تقسیم کیا' گیارہ نشان باندھے ہر دستہ ایک امیر کی قیادت میں دیا اور سب کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے گذریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض کو وہیں اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کے لیے مقرر کر کے چھوڑ دیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اسامہؓ اور ان کی فوج نے اپنی سواریوں کو آرام دے لیا وہ تازہ دم ہوگئیں اور اسی زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے ابوبکرؓ نے مہماتی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جمعیتیں مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ نشانوں کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا' ایک نشان خالدؓ بن ولید کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے لڑیں اگر اس وقت تک وہ ان کے مقابلے پر جمارہے' ایک نشان عکرمہؓ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا گیا' ایک نشان مہاجر بن ابی امیہؓ کے تفویض ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں نیز قیس بن مکشوح اور ان دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں جو ابناء سے برسر پیکار تھے ابناء کی امداد کریں اور اس سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لیے حضرموت چلے جائیں' ایک نشان سعیدؓ بن العاص کو دیا گیا جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے اور ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ ایک نشان عمروؓ بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ' ودیعہ اور حارث کی جمعیتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ ایک نشان حذیفہ بن محصنؓ الغلفانی کو دیا اور ان کو اہل دبا کے مقابلے میں بھیجا ایک نشان عرفجہؓ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جا جمع ہو جائیں مگر جو جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔ ابوبکرؓ نے شرحبیلؓ بن حسنہ کو عکرمہؓ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا' اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے رسالے کے آزاد امیر ہو گے' ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنو سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں' ایک نشان سویدؓ بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کو جائیں' ایک نشان علاءؓ الحضرمی کو دے کر ان کو بحرین جانے کا حکم دیا۔ یہ امراء ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے' ہر سردار کی فوج اس سے جا ملی۔ ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے نام ایک پیام بھی خط کی صورت میں بھیجا۔ عبدالرحمٰن بن کعبؓ بن مالک سے جن کو ابوبکرؓ نے اس خط کی تحریر میں قحذم کے ساتھ شریک کیا تھا۔

مرتدین کے نام حضرت ابوبکرؓ کے خطوط:

مروی ہے کہ تمام مرتدین کے نام ایک ہی خط تھا جو ابوبکرؓ نے لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے:

''بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ یہ خط ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ کی جانب سے ان تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کو یہ موصول ہو چاہے وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں' سلامتی ہو ان پر جنہوں نے راہ راست کی اتباع کی ہدایت کے بعد ضلالت اور گمراہی اختیار نہیں کی' میں تمہارے سامنے اس معبود حقیقی کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے' تعریف کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ کا جو پیام وہ ہمارے لیے لائے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس سے انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں اس سے جہاد کریں گے' اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو واقعی اپنی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی جانب اس کے حکم کی دعوت دینے والا اور ایک روشن شمع بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ جو زندہ ہوں ان کو اللہ کا خوف دلائیں اور اس طرح منکرین کے برخلاف بات پکی ہو جائے۔ جس نے ان کی بات مانی اللہ نے اسے راہ راست بتا دی اور جس نے ان سے انکار کیا رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اسے اچھی طرح سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی سے یا بادل نخواستہ اسلام لے آیا' پھر اللہ نے اپنے رسول کو اپنے پاس بلا لیا مگر وہ اللہ کے حکم کو پوری طرح نافذ کر چکے تھے اور اس کی امت کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کر چکے تھے' اللہ نے ان کی موت کی صاف اطلاع خود رسول اللہ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی کتاب میں جسے اس نے نازل فرمایا ہے پہلے سے دے دی تھی۔

ان کے متعلق وہ فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (بے شک تم مرنے والے ہو اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِئْنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ. (ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو بقائے دوام نہیں دی تو کیا اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟) پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے: وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ. (محمد بھی ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور اپنے شکر گزار بندوں کو جزائے خیر دے گا) اس لیے جو لوگ محمد ﷺ کی عبادت کرتے تھے ان کو آگاہ ہو جانا چاہیے کہ محمد ﷺ مر گئے اور جو اللہ وحدہ' لاشریک کی عبادت کرتے تھے' ان کو اطمینان رکھنا چاہیے کہ اللہ ان کا نگران ہے وہ زندہ جاوید ہے نہ اسے موت ہے نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے وہ اپنی بات کا محافظ ہے اپنے دشمن سے پورا پورا انتقام لینے والا ہے۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس طرح اپنا حصہ اور نصیبہ اس سے حاصل کر سکو اور تمہارے نبی جو اللہ کا پیام تمہارے پاس لائے ہیں اس سے بہرہ ور ہو سکو اور اللہ کی ہدایت پر گامزن رہو اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور جسے اللہ معاف نہ کرے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے' جس کی اعانت اللہ نہ کرے وہ ذلیل اور ناکام رہ جاتا ہے' جس کی ہدایت اللہ نے کی وہ واقعی راہِ راست پر گامزن ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا وہ بالکل گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا. (جسے اللہ نے ہدایت دی وہ واقعی کامیاب ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا تو اس کے بعد پھر ہرگز اسے کوئی صحیح اور خیر خواہ رہبر نہیں مل سکتا) اور جب تک کوئی اس دین الٰہی کا اقرار نہ کرے نہ دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول ہوگا اور نہ آخرت میں کوئی بدلہ یا معاوضہ قبول کیا جائے گا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مرتد ہو گئے ہیں ان کو یہ جسارت اس لیے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہے اور اس کے طریقہ کار سے وہ واقف نہیں اور انھوں نے شیطان کے اغوا کو قبول کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ. بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا. (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے' جو جن تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو اب کیا تم اسے اور اس

کی جماعت کو میرے سوا اپنا مالک بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں راہ راست سے ہٹنے والوں کو یہ بہت برا معاوضہ ملا) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ. (بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ اس کی جماعت تم کو اس لیے اغوا کرتی ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ)۔

میں نے فلاں شخص کو مہاجرین' انصار اور پہلے تابعین کی جمعیت کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ تاوقتیکہ وہ اللہ کا پیام تم تک نہ پہنچا دیں نہ کسی سے جنگ کریں اور نہ کسی کو قتل کریں لہٰذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اقرار کر لے اپنے موجودہ طرز عمل سے باز آ جائے اور عمل صالح کرنے لگے اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اس پر بقاء اور قیام کے لیے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیام کو رد کر دے اس کے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض اس انکار کی وجہ سے اس سے جنگ کی جائے' ور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے ان کو جلا دیا جائے اور بری طرح قتل کر دیا جائے ان کے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنا لیا جائے۔ اسلام کے سوا کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے جو اس سے انکار کرے تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا۔

میں نے اپنے پیامبر کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس خط کو ہر مجمع میں پڑھ کر سنا دیں اور ہمارا شعار اذان ہے لہٰذا جب مسلمان اذان دیں مرتدین بھی اذان دیں تو خاموشی اختیار کی جائے اور اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً ان سے جنگ شروع کر دی جائے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کر لیں ان کے بیان کو قبول کر کے ان پر اسلام کی خدمت عائد کی جائے''۔

امرائے عساکر کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

فوجوں سے پہلے پیامبر ابوبکرؓ کے اس خط کو لے کر اپنی اپنی سمت روانہ ہوئے ان کے بعد امرائے عساکر ابوبکرؓ کے حسب ذیل فرمان کے ساتھ اپنی اپنی سمتوں کو چلے۔

''یہ فرمان ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا' ہم نے ان امراء کو اس شرط پر یہ منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہو سکے گا اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں خلوص نیت کے ساتھ پوری سعی کریں گے اور ان سے اللہ کے لیے لڑیں گے ہاں مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اسے قبول کر لیں ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے اور انکار کریں تو فوراً ان پر یورش کر دی جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں جو ان پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے' اس معاملے میں ان کو ہرگز مہلت نہ دی جائے اور جب تک یہ اغراض حاصل نہ ہو جائیں مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ لایا جائے جو شخص اللہ عزوجل کی بات کو تسلیم کر کے اس کا اقرار کر لے اس کے ایمان کو قبول کر کے تپاک کے ساتھ دین پر قیام کے لیے اس کی مدد کی جائے' ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو ایک طرف اللہ کے پیام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں۔

البتہ اگر وہ ہماری دعوت کو قبول کر لیں تو ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ان سے

حساب لے لے گا۔ اگر انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا البتہ جو علانیہ طور پر اللہ کی دعوت کو رد کر دے اسے جہاں اور جس طرح ہو سکے ذلت سے قتل کر دیا جائے اور اسلام لانے کے سوا کوئی دوسری شرط اس کی قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کر لے اسے مسلمان سمجھا جائے اور اسی طرح سلوک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ کی جائے اگر اللہ فتح دے تو مرتدین کو تلوار اور آگ سے بری طرح ہلاک کر دیا جائے اور جو مال غنیمت دستیاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی کو شرکائے جہاد میں تقسیم کر دیا جائے اور پانچواں حصہ ہمیں بھیج دیا جائے' امیر کو لازم ہے کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور ان میں کسی غیر آدمی کو تاوقتیکہ اس کی صلاحیت کا پورا علم نہ ہو جائے شامل نہ ہونے دے کیونکہ مبادا وہ دشمن کا جاسوس ہو اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ ہو جائے' سفر اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے ان کی خبر گیری کرتا رہے اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں ہمیشہ خوش خلقی اور ملائم لہجہ اختیار کرے''۔

قاسم بن محمد' بدر بن الخلیل اور ہشام بن عروہ سے مذکور ہے کہ جب عبس' ذبیان اور ان کے توابع بزاخہ میں جمع ہو گئے طلیحہ نے بنو جدیلہ اور غوث کو کہلا کر بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آ جاؤ' ان قبائل کے کچھ لوگ تو فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گئے اور دوسرے اپنی قوم والوں کو انھوں نے ہدایت کی کہ وہ بھی ان سے آ ملیں اور وہ بھی طلیحہ کے پاس آ گئے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم اور بنو طے:

قبل اس کے کہ ابوبکرؓ' خالدؓ بن الولید کو ذی القصہ سے روانہ کریں انھوں نے عدیؓ سے کہا کہ تم فوراً اپنی قوم کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ اس ہنگامے میں وہ برباد ہو جائیں' عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اور ذروہ اور غارب میں انھوں نے ان کو روک لیا' ان کے بعد ہی خالدؓ روانہ ہوئے ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ پہلے وہ اکناف پر طے سے شروع کریں اور پھر بزاخہ کا رخ کریں اور وہاں سے آخر میں بطاخ جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہو جائیں تو تاوقتیکہ ان کو جدید احکام موصول نہ ہوں وہ اور قصد نہ کریں۔ ابوبکرؓ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خیبر جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مڑ کر وہ خالدؓ سے سلمٰی کے اکناف پر آ ملیں گے' خالدؓ روانہ ہوئے بزاخہ سے انھوں نے کنائی کاٹ کر آجاء کا رخ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب تو وہ خیبر جا رہے ہیں پھر وہاں سے ان کے مقابلے پر پلٹیں گے اس خیال سے طے اپنی جگہ بیٹھے رہے طلیحہ کے پاس نہیں گئے عدیؓ بھی طے کے پاس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم ابو الفصیل کی ہرگز کبھی بیعت نہیں کریں گے' عدیؓ نے کہا کہ تمہارے مقابلے پر ایسی فوج آ رہی ہے کہ تمہارے گھر بار کو لوٹ کر برباد کر دے گی اور اس وقت تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ابوالفحل الاکبر کی کنیت سے یاد کرو گے' میری بات نہیں مانتے تو تم جانو اس شخص سے نبٹ لو' طے نے کہا اچھا تم اس حملہ آور فوج سے جا کر ملو اور اسے ہم پر یورش کرنے سے روکو تا کہ اس اثناء میں ہم اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو بزاخہ میں ہیں بلا لیں اور یہ بات اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اب جبکہ ہمارے لوگ ان کے ہاتھ میں ہیں ہم طلیحہ کی مخالفت کا اعلان کر دیں تو وہ یا تو ان سب کو قتل کر دے گا اور یا ان کو یرغمال کی حیثیت سے قید رکھے گا۔

بنو طے کی اطاعت:

عدیؓ خالدؓ کے پاس آئے جواب سخ آ چکے تھے' عدیؓ نے خالدؓ سے کہا کہ مہربانی فرما کر آپؓ مجھے تین دن کی مہلت دیں اور میری قوم کے خلاف کوئی کارروائی شروع نہ کریں پانسو جنگجو تمہارے ساتھ ہو جائیں گے جن کے ساتھ تم دشمن کا مقابلہ کرنا اور یہ بات

اس سے بہتر ہے کہ تم ابھی ان کو واصل جہنم کر دو اور اس کے لیے ان سے مصروف پیکار ہو جاؤ' خالدؓ نے ان کی تجویز مان لی۔ عدیؓ اپنی قوم کے پاس آئے اس سے پہلے وہ بزاخہ سے اپنی قوم والوں کو واپس بلانے کے لیے اپنے آدمی بھیج چکے تھے چنانچہ اب وہ دکھانے کے لیے بطور کمک اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ اگر یہ ترکیب نہ کی جاتی تو ان کی واپسی نہ ہو سکتی اور مرتدین ان کو واپس نہ جانے دیتے' ان کو مسلمان بنا کر عدیؓ نے خالدؓ کو آ کر ان کے اسلام لے آنے کی اطلاع دی۔

بنو جدیلہ کی بیعت:

اب خالدؓ نے یہاں سے جدیلہ کے مقابلے کے خیال سے التسر کی طرف کوچ کیا' عدیؓ نے ان سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرندکی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے بمنزلۂ ایک بازو کے ہیں آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ ان کو بھی راہ راست پر لے آئے' جس طرح اس نے غوث کو گمراہی سے نکال لیا خالدؓ نے ان کی بات مانی عدیؓ جدیلہ کے پاس آئے اور جب تک انھوں نے عدی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی عدیؓ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا' ان کے اسلام لے آنے کی بشارت عدیؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو آ کر دی' اور اس قبیلے کے ایک ہزار شترسوار جان دینے کے لیے مسلمانوں کے پاس آ گئے' اس طرح عدیؓ سے زیادہ بابرکت اور موجب سعادت شخص بنو طے میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی:

اس سلسلے میں ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ جب اسامہؓ اور ان کی تمام فوج مدینہ واپس آ گئی ابوبکرؓ نے مرتدین کے خلاف پیش از پیش سعی شروع کی وہ سب کے ساتھ مدینہ سے چل کر ذی القصہ جونجد کی سمت مدینہ سے ایک منزل ڈاک کی مسافت پر ہے' آئے' یہاں انھوں نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور پھر خالدؓ بن الولید کو سب کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا ثابتؓ بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کر کے خالدؓ کے ماتحت کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ اور عیینہ بن حصن کے مقابلے پر جائیں جو بنو اسد کے ایک چشمہ آب بزاخہ پر فروکش تھے اس موقع پر ابوبکرؓ نے یہ چال بھی چلی کہ ظاہر کیا کہ خود میں بھی اپنی تمام فوج کے ساتھ بہت جلد خیبر ہوتا ہوا تم سے آ ملوں گا حالانکہ تقریباً تمام فوج وہ خالدؓ کے ہمراہ کر چکے تھے مگر اس بات کو انھوں نے اس لیے ظاہر کیا تا کہ دشمن کو یہ خبر پہنچے اور وہ مرعوب رہے۔ اس انتظام کے بعد ابوبکرؓ مدینہ چلے آئے' خالدؓ اپنی راہ چل دیئے جب دشمن قریب رہ گیا۔

عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہما کی شہادت:

انھوں نے عکاشہؓ بن محصن اور بنو العجلان کے ثابتؓ بن اقرام انصار کے حلیف کو دشمن کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا' جب یہ دشمن کے قریب پہنچے طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ دیکھنے کے لیے اور دریافت حال کے لیے برآمد ہوئے' سلمہ نے تو آتے ہی ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور طلیحہ نے جب دیکھا کہ اس کا بھائی اپنے مقابل سے فارغ ہو چکا ہے اس نے اسے اپنے مقابل کے مقابلے میں مدد کے لیے پکارا کہ آؤ میری مدد کرو ورنہ یہ شخص مجھے کھا جائے گا چنانچہ اب ان دونوں نے عکاشہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا اور اپنی فرودگاہ کو پلٹ گئے اب خالدؓ اپنی فوج کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں ثابتؓ مقتول پڑے تھے کسی کو ان کی خبر نہ تھی کہ اچانک کسی اونٹ کا پاؤں ان کے جسم پر پڑ گیا ان کو مقتول دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو گئے اب پھر جو غور سے دیکھا کہ عکاشہؓ بن محصن بھی مقتول پڑے ہوئے ملے اس سے وہ اور بھی مرعوب ہوئے اور کہنے لگے مسلمانوں کے دو بڑے سردار اور بہادر امیر مارے گئے۔ اس رنگ کو دیکھ کر

اس وقت خالدؓ طے کے پاس پلٹ آئے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم کی پیشکش:

ہشام کہتے ہیں کہ خود عدیؓ بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے خالدؓ بن ولید سے کہلا کر بھیجا کہ تم میرے پاس آ کر چند روز قیام کرو میں طے کے تمام قبائل کے پاس آدمی بھیجتا ہوں اور جس قدر مسلمان اس وقت تمہارے ساتھ ہیں ان سے کہیں زیادہ فوج تمہارے پاس جمع کیے دیتا ہوں اور پھر میں خود تمہارے دشمن کے مقابلے میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی روانگی طے:

ایک انصاری سے مروی ہے کہ ثابتؓ اور عکاشہؓ کے شہید ہونے کے بعد جب خالدؓ نے دیکھا کہ ان کی فوج والوں پر اس واقعے کا بہت برا اثر پڑا ہے انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو عرب کے ایک ایسے بڑے قبیلے کے پاس لیے چلتا ہوں جن کی تعداد اور شوکت بہت زیادہ ہے اور جن کا ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا ہے' مسلمانوں نے خالدؓ سے پوچھا اس سے آپ کی مراد کون سا قبیلہ ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے' خالدؓ نے کہا طے' مسلمانوں نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں اور آپ کی رائے مناسب ہے' چنانچہ خالدؓ سب مسلمانوں کو لے کر طے میں فروکش ہو گئے۔

معرکہ بزاخہ:

مروی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ سلمیٰ کے قصبہ ارک میں فروکش ہوئے تھے مگر دوسری روایت یہ ہے کہ وہ ''آ جا'' میں فروکش ہوئے یہاں سے انھوں نے طلیحہ کے مقابلے کے لیے اپنی فوج کو مرتب کیا اور بزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ اس اثناء میں تمام بنو عامر اپنے امراء اور عوام کے ساتھ اس جھگڑے سے علیحدہ مگر قریب ہی اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ دیکھیں کس کو شکست ہوتی ہے تب کسی فریق کی شرکت کا فیصلہ کریں۔

بنو طے کا بنو قیس سے جنگ کرنے پر اصرار:

سعد بن مجاہد نے اپنی قوم کے شیوخ سے یہ بات سنی کہ ہم نے خالدؓ سے کہا ہم قیس سے نبٹ لیتے ہیں بنو اسد ہمارے حلیف ہیں ان کے مقابلے سے ہم کو معاف کر دیا جائے۔ خالدؓ نے کہا کہ قیس بھی کچھ طاقتور نہیں ہیں۔ لہٰذا دونوں قبیلوں میں سے جس کے مقابلے پر جانا چاہو بڑھو' اس پر عدیؓ نے کہا کہ اگر اسلام کو میری قوم میں سے میرے قریب تر سے قریب تر خاندان نے چھوڑا ہوتا تو میں ان سے جہاد کرتا' محض اس وجہ سے کہ بنو اسد ہمارے حلیف ہیں ہم ان سے نہ لڑیں' میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں خالدؓ نے کہا دونوں فریقوں سے جہاد کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے لہٰذا اس معاملے میں تم اپنے ساتھیوں کی مخالفت نہ کرو کسی ایک کے مقابلے پر جاؤ بہتر یہ ہے کہ اس فریق کے مقابلے پر جاؤ جس سے لڑنے کے لیے وہ زیادہ بے تاب ہیں۔

عبدالسلام بن سوید سے مروی ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے بنو اسد اور بنو فزارہ کے رسالے طے کے مقابلے میں آتے اور محض مواجہے ہونے کے بعد بغیر لڑے واپس ہو جاتے اور کہتے کہ ہم ہرگز کبھی ابوالفصیل (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی بیعت نہیں کریں گے اس کے جواب میں طے کے سوار کہتے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہاری اس طرح خبر لیں گے کہ پھر تم ان کو ابوالفحل الاکبر کہو گے۔

طلیحہ سے جنگ کا آغاز:

اب لڑائی شروع ہوئی عینیہ نے بنوفزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ طلیحہ کی جماعت میں خوب ہی دادمردانگی دی اس وقت طلیحہ اپنے اونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے بنی بنا ہوا بیٹھا تھا اور باہر میدان میں نہایت خون ریز جنگ ہو رہی تھی' جب عینیہ کو لڑائی میں تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا وہ میدان کارزار سے پلٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا جبرائیل تمہارے پاس آئے' اس نے کہا اب تک نہیں آئے عینیہ معرکے میں آ کر پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا اور جب اس کو دوبارہ جنگ کی شدت نے پریشان کر دیا وہ پھر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اب بھی جبرئیل علیہ السلام نہیں آئے اس نے کہا نہیں عینیہ نے کہا اب کب آئیں گے ہمارا تو کام تمام ہوا۔ مگر وہ پھر میدان جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور اب جب پھر اسے ناکامی ہوئی وہ طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا اب بھی جبرائیل علیہ السلام آئے اس نے کہا ہاں عینیہ نے پوچھا انھوں نے کیا بات بتائی طلیحہ نے کہا انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ لڑائی تمہارے لیے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہوگی جیسے عینیہ کے لیے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہوگا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

بنوفزارہ کا میدان جنگ سے فرار:

عینیہ نے اپنے دل میں کہا واقعی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ایک ناقابل فراموش سانحہ ثابت ہوگی اے بنوفزارہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب یہاں سے بھاگو' بخدا طلیحہ کذاب ہے تمام بنوفزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے ان کے جاتے ہی رنگ بدل گیا تمام مرتدین بھاگے طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے اس سے پہلے ہی اس نے اپنے اور اپنی بیوی نوار کے لیے دو گھوڑے سفر کے لیے سازوسامان سے درست تیار رکھے تھے۔

طلیحہ کا فرار:

جب اس کی مفرور فوج نے اسے آ کر گھیرا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے وہ لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا دوسرے پر اس نے اپنی بیوی کو سوار کیا اور اسے لے کر بھاگا اپنے ساتھیوں سے بھی اس نے کہا کہ جو میری طرح بھاگ کر جان بچا سکتا ہو وہ بھاگ جائے طلیحہ نے حوشیہ کی راہ اختیار کی اور وہاں سے شام چلا گیا اس کی جماعت بالکل پراگندہ ہوگئی بہت سے مارے گئے۔

مرتد قبائل کا قبول اسلام:

بنوعامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ یہاں سے قریب بیٹھے ہوئے جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور قبائل سلیم اور ہوازن کا بھی یہی حال تھا کہ اللہ نے بنوفزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی اور برباد کر دیا تو چھ دوسرے قبائل خود آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کو ہم نے چھوڑا تھا ہم پھر اس میں داخل ہوتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول ؐ پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مال اور جان کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ؐ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔

عہد رسالت میں طلیحہ پر حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی فوج کشی:

ابوجعفر کہتے ہیں کہ عینیہ' غطفان اور بنو طے میں سے جو لوگ مرتد ہوئے ان کے ارتداد کا واقعہ عمارہ بن فلان الاسدی کی روایت سے جو ہم تک منقول ہوا ہے یہ ہے کہ طلیحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا آپ نے ضرار ؓ بن الازور کو اس فتنے کے استیصال کے لیے ہدایات کے ساتھ اپنے بنواسد کے عاملوں کے پاس روانہ فرمایا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ

ہر مرتد کے مقابلے پر باقاعدہ کارروائی کریں' اس میں مسامحت نہ کریں انھوں نے طلیحہ کو پریشان اور خوف زدہ کر دیا' مسلمان واردات میں فروکش ہوئے اور مشرک سمیراء میں فروکش ہوئے' مسلمانوں کی جمعیت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا' برخلاف اس کے مشرک گھٹنے لگے یہاں تک کہ ضرارؓ نے خود طلیحہ پر پیش قدمی کی اور قریب تھا کہ وہ طلیحہ کو زندہ گرفتار کر لیتے مگر ایک وار کی وجہ سے جو انھوں نے کسی تیز آلے سے اس پر کیا اور اس کا کوئی اثر اس پر نہ ہوا۔ اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔ یہ بات تمام مسلمانوں میں مشہور ہوگئی کہ کسی ہتھیار کا طلیحہ پر اثر نہیں ہوتا۔ اسی اثناء میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی' اس وار کے متعلق جو ضرارؓ نے طلیحہ پر کیا تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا۔

طلیحہ کے ہمراہیوں میں اضافہ:

اس بات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی دن کی شام نہ ہونے پائی تھی کہ بہت سے لوگ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر طلیحہ سے جا ملے۔ اس کی بات خوب بن آئی اور دور دور اس کی شہرت پھیل گئی۔ ذوالخمار بن عوف الجذامی ہمارے سامنے آ کر فروکش ہوا ثمامہ بن اوس بن لام الطائی نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ جدیلہ کے پانچ سو جوانمرد ہیں اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو ہم ریگستان کے قریب قردودہ اور انسرہ میں مقیم ہیں تم ہم کو بلا لینا' اسی طرح مہال بن زید نے اس سے کہلا کر بھیجا کہ میرے ساتھ غوث کی ایک زبردست جماعت موجود ہے اگر تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو ہم فید کے قریب اکناف میں فروکش ہیں تم ہم کو بلا لینا' طے ذی الخمار بن عوف کی طرف اس لیے جھک پڑے کہ عہد جاہلیت میں اسد' غطفان اور طے کے درمیان ایک معاہدۂ دوستی تھا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے کچھ قبل غطفان اور اسد نے طے کے خلاف ایک سمجھوتہ کر کے ان کے قبائل غوث اور جدیلہ کو ان کے دیس سے نکال باہر کیا' یہ بات عوف کو ناگوار گذری اس نے غطفان سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے کہ غوث اور جدیلہ جلاوطن ہو گئے مگر عوف نے ان دونوں سے نامہ و پیام کر کے ان سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور اب وہ ان کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس کی مدد سے یہ قبیلے پھر اپنے گھروں کو واپس آ کر بس گئے مگر یہ بات غطفان کو بہت شاق ہوئی۔

بنو غطفان کی طلیحہ کی اطاعت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عینیہ بن حصن نے غطفان کے سامنے تقریر کی اور ان سے کہا کہ جب سے ہمارے اور بنو اسد کے تعلقات منقطع ہوئے ہیں میں نے غطفان کی حدود نہیں دیکھیں میں تو اب پھر ان سے اس معاہدے کی تجدید کرنا چاہتا ہوں جو نہایت قدیم زمانے سے ہمارے اور ان کے درمیان قائم تھا اور طلیحہ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں اگر ہم اپنے حلیفوں میں سے کسی نبی کی اتباع کر لیں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہم قریش کے نبی کی اتباع کریں اس کے علاوہ محمد کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے۔

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی ان سب نے بھی اس کی اتباع کی' جب تمام غطفان طلیحہ کے ساتھ ہو گیا' ضرارؓ، قضاعیؓ، سنانؓ اور دوسرے وہ لوگ جو بنو اسد میں فتنۂ ارتداد کے انسداد میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کام کر رہے تھے وہاں سے بھاگے جتنے ان کے ساتھی تھے وہ منتشر ہو گئے' پھر انھوں نے ابوبکرؓ سے آ کر سارا واقعہ سنایا اور ان کو باخبر رہنے اور حفاظت کے لیے تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا' اس سلسلے میں ضرارؓ بن الازور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ شاید ہی کسی شخص کو جنگ کی ایسی پریشان کن حالت سے مقابلہ کرنا پڑا ہو جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوا مگر اس کے باوجود ان کے استقلال میں ذرا کمی

نہ تھی چنانچہ جب ہم نے ان کو تمام واقعات سنائے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سب واقعات ان کے موافق پیش آئے ہیں۔

منکرین زکوٰۃ قبائل کی مایوسی و مراجعت:

بنو اسد' غطفان' ہوازن اور طے کے وفد ابوبکرؓ کے پاس آئے قضاعہ کے وفد سے اسامہؓ بن زید کی ملاقات ہوگئی' اسامہؓ ان کو بھی ابوبکرؓ کے پاس لے آئے یہ سب وفد مدینہ میں جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دسویں دن یہ تمام وفد مدینہ آئے اور مسلمانوں کے عمائد کے یہاں مہمان ہوئے انھوں نے یہ شرط کی کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ زکوٰۃ معاف کر دی جائے' جن لوگوں کے پاس یہ وفد فروکش تھے وہ سب ان کی اس شرط کو ماننے پر آمادہ ہو گئے تھے اور قریب تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں' عباسؓ کے سوا مسلمان عمائد میں کوئی اور ایسا نہ تھا جس کے یہاں کوئی وفد مقیم نہ ہوتا ہو' اپنی اپنی جگہ اس بات کو طے کر کے یہ سب ابوبکرؓ کے پاس آئے اور سمجھوتے کی اطلاع دی مگر ابوبکرؓ نے ان کی شرط کو نہ مانا اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ میں وہی زکوٰۃ برابر وصول کروں گا جو رسول اللہ ﷺ وصول کرتے تھے' اسے ان لوگوں نے نہ مانا ابوبکرؓ نے ان کو بے نیل و مرام واپس کر دیا اور ایک دن اور رات کی ان کو مہلت دی وہ بہت تیزی سے اپنے قبائل کو روانہ ہو گئے۔

بنو عامر کا تذبذب:

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر کے پاس بھیجا تھا' رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' عمروؓ اس وقت عمان میں تھے یہ مدینہ آ رہے تھے جب بحرین آئے انھوں نے منذرؓ بن ساویٰ کو زندگی کے آخر وقت میں پایا' منذرؓ نے عمروؓ سے کہا مجھے اپنے مال کے متعلق مشورہ دو کہ میں اسے کس کام میں خرچ کروں جس سے مجھے نفع ہو ضرر نہ ہو عمروؓ نے کہا اسے وقف کر دو تا کہ تمہارے بعد یہ صدقہ جاریہ رہے' منذرؓ نے ان کے مشورے پر عمل کیا' عمروؓ وہاں سے روانہ ہو کر بنو تمیم میں آئے وہاں سے چل کر بنو عامر کے علاقے میں آئے اور قرۃ بن ہبیرہ کے پاس فروکش ہوئے' قرۃ کی یہ حالت تھی کہ وہ متذبذب تھا کہ کس کا ساتھ دے خاص خاص اشخاص کے علاوہ تمام بنو عامر اسی کشمکش و پیچ میں تھے' یہاں سے چل کر عمروؓ مدینہ آئے قریش نے ان کو گھیر لیا اور واقعات دریافت کیے انھوں نے بیان کیا کہ دبا سے لے کر مدینہ تک فوجیں چھاؤنی ڈالے پڑی ہیں' یہ سن کر قریش متفرق ہو گئے اور مشورے کے لیے مختلف حلقوں میں تقسیم ہو گئے۔

فتنہ ارتداد کی وباء اور مسلمانوں کی پریشانی:

عمرؓ بن الخطاب عمروؓ بن العاص سے ملنے آ رہے تھے کہ ان کو کچھ لوگ نظر پڑے جو عمروؓ بن العاص کے بیان کردہ واقعات پر تبادلۂ خیال کر رہے تھے اس حلقے میں عثمانؓ' علیؓ' طلحہؓ' زبیرؓ' عبدالرحمانؓ اور سعدؓ تھے جب ان کے قریب آئے وہ خاموش ہو گئے' عمرؓ نے پوچھا کیا گفتگو تھی' انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا' عمرؓ نے کہا جو بات تم لوگوں نے مجھ سے چھپانا چاہی وہ مجھے معلوم ہے' طلحہؓ بگڑے اور کہنے لگے اے ابن الخطابؓ اب تم ہم کو غیب کی باتیں بتاتے ہو' عمرؓ نے کہا کہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر میرا خیال ہے کہ آپ حضرات یہ ہی کہتے ہوں گے کہ ہمیں عربوں سے قریش کے لیے سخت اندیشہ ہے اب عمرؓ نے قسم دے کر اب سب سے پوچھا کیا یہ بات نہ تھی انھوں نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں عمرؓ نے کہا آپ لوگوں کو اس حالت سے قطعی خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تو عربوں کے لیے آپ کی جانب سے زیادہ اندیشہ ہے جتنا کہ آپ کو ان کی جانب سے ہے۔ بخدا اگر

قریش کے قبائل کسی تنگ و تاریک غار میں جائیں تو تمام عرب ان کی متابعت میں وہاں چلے جائیں گے‘ اللہ سے ان کے معاملے میں ڈرو اور اس قدر سوئے ظن ان سے نہ رکھو۔ یہ کہہ کر عمرؓ‘ عمروؓ بن العاص سے ملنے چلے گئے اور ان سے مل کر ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔

بنو عامر کا مطالبہ:

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب عمروؓ بن العاص عمان سے مدینہ آنے لگے وہ قرۃ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر کے پاس مہمان ٹھہرے‘ بنو عامر کے تمام خاندانوں کا ایک زبردست لشکر اس کے گرد فروکش تھا‘ قرۃ نے عمروؓ کے لیے جانور ذبح کیے اور ان کی خوب خاطر مدارات کی جب وہ سفر کے لیے تیار ہوئے قرۃ نے ان سے خلوت میں گفتگو کی اور کہا کہ عرب اس بات کو کبھی بھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے تم کو لگان دیں البتہ اگر تم مطالبہ رقم سے ان کو معاف کر دو تو وہ تمہاری بات سنیں گے اور اسے مانیں گے اگر تم اس کے لیے آمادہ نہیں ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ تمہاری اتباع اور حمایت کریں عمروؓ نے اس سے کہا قرۃ کیا تم کافر ہو چکے ہو چونکہ تمام بنو عامر اس کے گرد موجود تھے اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کی متابعت کی وجہ سے اپنی دلی منشاء کو ظاہر کر دے کیونکہ وہ سب کے سب اس کی اتباع میں کافر ہو جائیں گے اور اس طرح وہ بہت بڑے شر کا باعث بن جائے گا۔ اس لیے بات کو ٹالنے کے لیے اور یہ بتانے کے لیے کہ وہ اسلام پر قائم ہے اس نے کہا اچھا ہم آپ کا مطالبہ لگان دے دیں گے‘ اس کے لیے ایک وقت مقرر کر لیا جائے جب ہم سب جمع ہو کر اس کا تصفیہ کریں‘ عمروؓ نے کہا تم عربوں سے ہم کو ڈراتے ہو اور اسی لیے تم مجلس منعقد کرنا چاہتے ہو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو بخدا اس موقع پر ہم ایک زبردست رسالے سے تم پر یورش کریں گے‘ یہ کہہ کر عمرو بن العاصؓ مسلمانوں اور ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور ان سے تمام واقعات بیان کیے۔

عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کی گرفتاری:

خالدؓ نے بنو عامر کے معاملے کا تصفیہ کر کے جب ان سے بیعت لے لی‘ انھوں نے عیینہ بن حصن اور قرہ بن ہبیرہ کو قید کر کے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا‘ یہ ابوبکرؓ کے سامنے آئے قرہ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہوں عمرو بن العاصؓ میرے اسلام کے شاہد ہیں وہ جب میرے پاس اثنائے سفر میں آئے میں نے ان کو اپنا مہمان بنایا ان کی تعظیم و تکریم کی اور ان کی حفاظت کی۔ ابوبکرؓ نے عمروؓ بن العاص کو بلا کر اس کی تصدیق چاہی‘ عمروؓ نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو کچھ قرہ نے کہا تھا وہ کہا بیان کرتے کرتے جب وہ زکوٰۃ کے متعلق اس کی گفتگو کو بیان کرنے لگے قرہ نے کہا اب بس کیجیے آگے بیان نہ کیجیے آپ پر اللہ کی رحمت ہو‘ عمروؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا میں پوری بات ابوبکرؓ سے بیان کروں گا چنانچہ انھوں نے تمام گفتگو بیان کر دی‘ ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

عیینہ بن حصن اس حالت میں کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے مدینہ آیا مدینہ کے لڑکے کھجور کی شاخوں سے اسے کونچتے تھے اے اللہ کے دشمن ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں آج تک اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا‘ ابوبکرؓ نے اسے بھی معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

عمر بن خالد کی گرفتاری:

مسلمانوں نے بنو اسد کے ایک شخص کو گرفتار کر کے عمر بن خالد کے سامنے پیش کیا‘ یہ طلیحہ کے حالات اور نبوت کے واقعات سے باخبر تھا‘ خالدؓ نے اس سے کہا کہ اس کی اور اس کی وحی کی کیفیت بیان کرو چنانچہ اس نے یہ الہام سنایا: والحمام و الیمام و الصرد

و الصوم قد ضمن قبلكم هو ام ليبلغن ملكنا العراق و الشام.

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ کی روایت:

ابو یعقوب سعید بن عبیدہ سے مروی ہے کہ جب اہل الغمر بزلفہ میں جمع ہوئے طلیحہ نے سب کے روبرو کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم ایک چکی تیار کرو جس میں رسیاں بندھی ہوں اللہ اس سے جسے چاہے گا مارے گا اور جسے چاہے اس پر لا ڈالے گا' اس کے بعد اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور کہا کہ بنو نصر بن قعین کے دو شہ سوار دو سیاہ گھوڑوں پر روانہ کرو وہ ایک جاسوس کو پکڑ کر تمہارے پاس لائیں گے' اس کے پیروؤں نے بنو قعین کے دو شہ سوار اس کام کے لیے بھیج دیئے اور پھر خود وہ اور سلمہ دیکھ بھال کے لیے برآمد ہوئے۔

بنو اسد اور بنو قیس کا قبول اسلام:

ایک انصاری سے جو بزاخہ کے واقعے میں شریک تھے مروی ہے کہ اس واقعے میں خالد رضی اللہ عنہ کو کسی شخص کے بیوی بچے بھی ہمدست نہ ہو سکے کیونکہ بنو اسد کے تمام اہل و عیال محفوظ مقامات میں رکھے گئے تھے' اس کے متعلق ابو یعقوب سے مروی ہے کہ بنو اسد کے بیوی بچے مثقب اور فلیج کے درمیان محفوظ تھے اور قیس کے اہل و عیال فلیج اور واسط کے درمیان محفوظ تھے' خالدؓ کے بڑھتے ہی انہوں نے شکست کھائی اور اپنے بیوی بچوں کی ہلاکت کے خوف سے سب اسلام لے آئے اور خالدؓ سے ان کے لیے امان کی درخواست کی اور ان کو تعاقب کرنے سے باز رکھا۔

طلیحہ کا قبول اسلام:

طلیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر نقع میں بنو کلب کے پاس فروکش ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں مقیم رہا اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے اطلاع ملی کہ تمام اسد' غطفان اور عامر مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امارت ہی میں وہ عمرہ کرنے مکے روانہ ہوا' مدینہ کے قریب سے گذرا ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ طلیحہ موجود ہے انھوں نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جانے دو اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دے دی' طلیحہ نے مکہ آ کر عمرہ ادا کیا اور پھر عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا' عمرؓ نے اس سے کہا تم عکاشہؓ اور ثابتؓ کے قاتل ہو' بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کر سکتا' طلیحہ نے کہا امیر المومنین آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت کی کرامت عطاء فرمائی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا عمرؓ نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے مکار اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے اس نے کہا اب میں بوڑھا ہو گیا اب کچھ دم نہیں رہا' ان کے پاس سے وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کو آیا اور پھر وہاں عراق جانے تک مقیم رہا۔

علقمہ بن علاثہ:

سہل اور عبداللہ سے مروی ہے کہ بنو عامر متذبذب تھے کہ اس فتنہ ارتداد میں کیا روش اختیار کریں اور وہ منتظر تھے کہ اسد اور غطفان کیا کرتے ہیں جب ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا اس وقت بنو عامر اپنے عوام اور خواص کے ساتھ علیحدہ فروکش ہو کر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے' قرۃ بن ہبیرہ بنو کعب اور ان کے متعلقین کے ساتھ اور علقمہ بن علاثہ بنو کلاب اور ان کے متعلقین کے ساتھ مورچہ زن تھے' علقمہ کا واقعہ یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں اسلام لا کر مرتد ہو گیا اور طائف کے فتح ہو جانے کے بعد

شام چلا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ بہت تیزی سے عرب واپس آیا اور بنوکعب میں اس نے مقابلے کے لیے چھاؤنی قائم کی مگر اب تک وہ متذبذب تھا کہ کیا کرے' اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہوئی انھوں نے ایک مہماتی جمعیت قعقاع رضی اللہ عنہ کی امارت میں اس کے مقابلے پر روانہ کی اور قعقاع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم جا کر علقمہ بن علاثہ پر اچانک حملہ کر دو تم اس کو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا یا قتل کر دینا' تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کپڑا پھٹ جائے تو اس کی اصلاح یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سی دیا جائے' لہٰذا اس مہم کو کامیاب بنانے میں جو تم سے ہو سکے وہ کرنا۔

علقمہ بن علاثہ کا فرار اور اطاعت:

قعقاع رضی اللہ عنہ اپنی مہم کے ساتھ چلے اور انھوں نے علقمہ پر جو ایک چشمہ آب پر مقیم تھا اچانک حملہ کر دیا علقمہ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت ایک پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اس لیے حملہ ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا' حملہ آور بھی اس کے پیچھے دوڑے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آ سکا اس کے اہل وعیال نے اطاعت قبول کر لی' اس کی بیوی' بیٹیاں دوسری عورتیں اور وہ مرد جو وہیں رہ گئے تھے بالکل بدل گئے اور انھوں نے قعقاع رضی اللہ عنہ سے اسلام کی وجہ سے اپنے آپ کو بچا لیا' قعقاع رضی اللہ عنہ ان کو ابوبکرؓ کے پاس لے آئے اس کے بیٹے اور بیوی نے کہا کہ ہم نے علقمہ کو نہیں بلایا ہم تو اپنے وطن میں مقیم تھے ہم نے اسے کوئی اطلاع نہیں بھیجی اس نے جو کچھ کیا اس کے ذمہ دار ہم کسی طرح نہیں ہیں' ابوبکرؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر خود علقمہ بھی اسلام لے آیا اور ابوبکرؓ نے اس کے اسلام کو تسلیم کر لیا۔

ابن سیرین سے بھی اسی مفہوم کا بیان نقل ہوا ہے۔

اہل بزاخہ کی اطاعت:

اہل بزاخہ کی ہزیمت کے بعد بنوعامر نے کہا کہ ہم پھر اس دین میں داخل ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے ترک کر دیا تھا خالدؓ نے ان سے بھی انھیں شرائط پر جو انھوں نے اہل بزاخہ سے جس میں اسد' غطفان اور طے شامل تھے بیعت لی تھی بیعت لے لی اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی' خالدؓ نے اسد' غطفان' ہوازن' سلیم اور طے سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے یہاں کے مسلمانوں کو جلایا تھا ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور مظالم کیے تھے ان کے حوالے کر دیں اس معاملے میں انھوں نے کسی عذر کو نہیں مانا ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو خالدؓ کے حوالے کر دیا۔ خالدؓ نے ان قبائل کے اسلام کو قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا البتہ انھوں نے قرۃ بن ہبیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ان کے اعضاء قطع کرا دیے ان کو جلایا سنگسار کیا اور بعض کو پہاڑوں سے گرا دیا' اور بعض کو کنوؤں میں ڈال کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط:

قرۃ اور دوسرے قیدیوں کو خالدؓ نے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا' اور ان کو لکھا کہ بنوعامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے بغیر جنگ کے مصالحت ہوئی میں نے ان سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم کیے تھے تاوقتیکہ میرے حوالے نہ کر

دیں میں ان سے مصالحت نہیں کروں گا' انھوں نے میری شرط مان لی اور ایسے تمام مجرموں کو میرے حوالے کر دیا میں نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر قتل کر ڈالا۔ البتہ قرۃ اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضرت خالدؓ کے نام خط:

نافع سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اس خط کے جواب میں خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا جو کچھ تم نے کیا اور جو کامیابی تم کو حاصل ہوئی۔ اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو فَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے اور نیکی کرتے ہیں) تم اللہ کے اس کام میں پوری جدوجہد کرو تساہل نہ کرنا اور جس کسی ایسے شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو' تمہارا قابو چل جائے اسے بے دریغ قتل کر کے دوسروں کے لیے باعث عبرت بنانا' اور جس شخص نے اللہ کی مخالفت کی ہو اور تم اس کو قتل کر دینے میں اسلام کی بھلائی سمجھتے ہو بے دریغ اسے قتل کر دینا۔

مجرموں کو سزائیں:

خالدؓ ایک ماہ بزاخہ میں فروکش رہے اور اس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہر طرف چھاپے مار کر ان کو گرفتار کرتے رہے' ان میں سے بعض کو انھوں نے جلا دیا۔ بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کنوؤں میں ڈال دیا' بعض کو سنگسار کر دیا' اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا کر مار ڈالا۔ قرۃ اور اس کے ساتھی گرفتار کر کے لائے گئے مگر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا گیا جو عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا کیونکہ ان کی حالت ان سے مختلف تھی اور نہ انھوں نے وہ حرکتیں کی تھیں جو عیینہ نے کی تھیں۔

ام زمل سلمیٰ بنت ام قرفہ:

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ غطفان کے شکست خوردہ اور مفرور لوگ ظفر آئے۔ یہاں ام زمل سلمیٰ' مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی جو اپنی ماں ام قرفہ بنت ربیعہ بن خلان بن بدر سے بالکل مشابہ تھی رہا کرتی تھی' ام قرفہ مالک بن حذیفہ کی بیوی تھی اور اس کے بطن سے مالک کی اولاد قرفہ' حکمہ' جراشہ' زمل' حصین' شریک' عبد' زفر' معاویہ' حملہ' قیس اور لایا پیدا ہوئی۔ ان میں سے حکمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جبکہ عیینہ بن حصن نے مدینے کے مویشیوں پر غارت گری کی' قتل کر دیا ابو قتادہؓ نے حکمہ کو قتل کیا۔

ام سلمیٰ کا خروج:

غرض کہ یہ تمام مفرور سلمیٰ کے پاس جو عزت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہو گئے اس کے پاس ام قرفہ کا اونٹ بھی تھا' یہ سب لوگ اس کے یہاں فروکش ہوئے اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت دلائی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالدؓ کے مقابلے کے لیے اکسایا اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور اب وہ پھر جنگ کے لیے دلیر ہوئے' ہر جانب سے بچھڑے بھٹکے اس کے پاس آ گئے۔ اس سے قبل ام قرفہ کی زندگی میں یہ قید ہو کر عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملی تھی' انھوں نے اسے آزاد کر دیا تھا یہ ان کے پاس عرصہ تک رہی پھر اپنی قوم میں چلی آئی ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ایک حوب کے کتوں کو بھونکائے گی' سلمیٰ نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو پورا کیا اور اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ ہوئی۔ اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اس نے ظفر سے حوب تک کے علاقے میں بارہا چکر لگائے اور ان قبائل غطفان' ہوازن سلیم' اسد اور طے کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے مفرور ہو کر بے یار و مددگار مصیبت کے دن بسر کر رہے

تھے اس کے پاس ایک اور کوشش کے لیے جمع ہو گئے۔

ام سلمٰی کا قتل:

خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اس وقت مجرموں کی گرفتاری' زکوٰۃ کی تحصیل' دعوت اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے' اس عورت کے مقابلے پر بڑھے اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا مقابلہ اب آسان کام نہیں رہا تھا' خالدؓ اس کے اور اس کی جمعیتوں کے مقابل جنگ کے لیے فروکش ہو گئے نہایت شدید اور خون ریز جنگ ہوئی وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے اونٹ پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہی تھی اس روز خاسی کے جو بنوغنم کا ایک خاندان تھا اور ہار یہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے' کامل کے کئی آدمی کام آئے یہ ہی بہت زیادہ جانبازی سے جنگ میں لڑے تھے' آخر کار خالدؓ کے شہ سواروں نے اس اونٹ پر یورش کر کے اسے ذبح اور سلمٰی کو قتل کر ڈالا۔ اس کے اونٹ کے گرد تقریباً سو آدمی مارے گئے۔ دشمن کو کامل شکست ہوئی' خالدؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس فتح کی بشارت بھیجی جو مدینے میں قرۃ کے آنے کے بیس راتوں کے بعد موصول ہوئی۔

فجاءۃ ایاس بن عبداللہ کا فریب:

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ جوا اور ناعر کا قصہ یہ ہوا کہ فجاءۃ ایاس بن عبد یالیل ایک دن ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسلحہ سے میری مدد کریں اور پھر مرتدین کی جس جماعت کے مقابلے پر چاہیں بھیج دیں' ابوبکرؓ نے اسے اسلحہ دیا اور ہدایت کر دی' مگر اس نے ان کے حکم سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ اپنے مقام سے برآمد ہو کر جوا آیا' یہاں سے اس نے بنو الشرید کے نجبہ بن ابی المیثاء کو مسلمان پر غارت گری کے لیے بھیجا' سلیم' عامر اور ہوازن کے ہر مسلمان پر غارت گری کرنے لگا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انھوں نے طریقہ بن ماجز کو حکم دیا کہ تم تیار ہو کر اس کے مقابلے پر جاؤ' نیز انھوں نے عبداللہ بن قیس الجاسی کو طریقہ کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ یہ دونوں نجبہ کے مقابلے کے لیے چلے اور تلاش کر کے اس کے قریب پہنچے اس نے ان دونوں سے کنائی کاٹنا شروع کی اور بچنا چاہا مگر انھوں نے جواء پر اسے لڑنے کے لیے مجبور ہی کر دیا' جنگ ہوئی نجبہ مارا گیا۔ فجاءۃ بھاگا مگر طریقہ نے لپک کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا جب وہ ابوبکرؓ کے پاس پہنچا انھوں نے اس کے لیے مدینے کی عید گاہ میں آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اس میں زندہ جھونک دیا۔

فجاءۃ ایاس کی عہد شکنی کی سزا:

فجاءۃ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکرؓ سے جو روایت منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنو سلیم کا ایک شخص فجاءۃ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف' ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں میں مرتدوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں' آپ سواری اور اسلحہ سے میری مدد کیجیے' ابوبکرؓ نے اس کی درخواست مان لی اسے سواری اور اسلحہ دیئے یہ وہاں سے چل کر اب مفصلات میں پہنچا وہاں جو مسلم یا مرتد اس کے سامنے آیا اس نے اس سے مال وصول کرنا شروع کیا جس نے انکار کیا اسے اس نے قتل کر دیا۔ اس کے ہمراہ بنو الشرید کا نجبہ بن ابی المیثاء بھی تھا' ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے طریقہ بن حاجز کو لکھا کہ دشمن خدا فجاء نے مجھے آ کر یہ دھوکہ دیا کہ اپنے تئیں مسلمان ظاہر کر کے مجھ سے درخواست کی کہ مرتدین سے جہاد کے لیے اس کی مدد کروں' میں نے اسے سواری

دی اور اسلحہ دیئے اب مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین سے مال وصول کر رہا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے لہٰذا تم اپنے پاس کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا زندہ گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو' طریقہ بن حاجز ان کے مقابلے پر گئے' مقابلہ ہوا مگر پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا' ایک تیر بجنہ کے لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا فجاءۃ نے جب مسلمانوں کی شجاعت' سعی اور ثابت قدمی دیکھی وہ سہم گیا اس نے طریقہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو تم بھی ابوبکرؓ کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی اس کا امیر ہوں۔ طریقہ نے کہا اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس چلو' فجاءۃ طریقہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا' جب دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے ابوبکرؓ نے طریقہ بن حاجز کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جا کر آگ سے جلا ڈالو' طریقہ اسے عیدگاہ لائے آگ جلوائی اور اس میں اسے زندہ جلا دیا۔

ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ:

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ قبیلہ سلیم بن منصور کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض اپنے امیر بنو حارثہ کے معن بن حاجز کے ساتھ جن کو ابوبکرؓ نے مقرر کیا تھا اسلام پر قائم تھے جب خالدؓ بن الولید طلیحہ کے مقابلہ پر گئے' ابوبکرؓ نے معن کو لکھا کہ بنو سلیم میں سے جو لوگ اب تک اسلام پر قائم ہوں تم ان کو لے کر خالدؓ کے ساتھ جاؤ۔ معن اپنے مستقر پر اپنے بھائی طریقہ بن حاجز کو مقرر کر کے خالدؓ کے ساتھ چلے گئے' بنو سلیم میں سے ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ خنساء کا بھائی بھی مرتد ہو گیا تھا جس کا اس نے اپنے اشعار میں بھی فخریہ اظہار کیا ہے مگر پھر یہ اسلام لے آیا اور سب کے ساتھ اس نے بھی اسلام قبول کیا۔ عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں یہ مدینہ آیا۔ مدینہ آ کر اس نے اپنی اونٹنی بنو قریظہ کے فراز میں بٹھائی پھر وہ عمرؓ کے پاس آیا جو اس وقت مساکین کو صدقہ دے رہے تھے اور اسے عرب کے فقراء میں تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا امیر المومنین مجھے عطاء دیجیے کیونکہ میں حاجت مند ہوں' عمرؓ نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزیٰ اسلمی ہوں' عمرؓ نے کہا اے دشمن خدا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا ہے۔

فرديت رمحي من كتيبة خالد   وانى لارجو بعدها ان اعمرا

ترجمہ: ''میں نے اپنے نیزے کو خالدؓ کے دستے سے سیراب کیا اور اب میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ عمر کی خبر لوں گا''۔

یہ کہہ کر عمر رضی اللہ عنہ اس کے سر پر درہ مارنے بڑھے مگر وہ بھاگ گیا اور اپنی اونٹنی کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور پھر اس نے حرہ شوران کی راہ بنو سلیم کو واپس جانے کے لیے اختیار کی۔ اور بعد میں اپنے اشعار میں عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل کی شکایت کی اور ان کی ہجو لکھی۔



باب ۴

مدعیانِ نبوت سجاح و مسیلمہ کذاب ۱۱ھ

بنوتمیم کے عاملوں کا تقرر:

بنوتمیم کا واقعہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی مگر اس سے پہلے آپؐ اپنے عاملوں کو بنوتمیم میں مقرر کر کے بھیج چکے تھے' زبرقان بن بدر' رباب' عوف اور ابناء کے عامل تھے' قیسؓ بن عاصم مقاعس اور ان کے متعلقہ خاندانوں کے عامل تھے' صفوانؓ بن صفوان اور سبرہ بن عمرو' بنوعمرو کے عامل تھے یہ بھدی پر تھے اور وہ خضم پر تھے' یہ دونوں بنوتمیم کے قبیلے ہیں۔ وکیعؓ بن مالک' اور مالکؓ بن نویرہ بنوحنظلہ کے عامل تھے' ایک بنو مالک اور دوسرا بنویربوع کا عامل تھا' صفوان کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی وہ بنوعمرو اپنے علاقے اور سبرہ کے علاقے کے صدقات کا مال لے کر ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔ سبرہ اپنی قوم میں رباب کے ہنگامے کی وجہ سے ٹھہرے رہے' قیس خاموش بیٹھے منتظر رہے کہ زبرقان کیا کرتے ہیں کیونکہ وہ قیس سے ناراض تھے جب کبھی قیس نے ان سے خوش گوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی زبرقانؓ نے ان کی کوششوں کو پارہ پارہ کر دیا ان کو کامیاب نہ ہونے دیا اس لیے اس موقع پر قیس انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں زبرقان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں تا کہ وہ ان کے مخالف روش اختیار کریں اب جب انھوں نے دیکھا کہ زبرقانؓ نے اب تک اپنے عندیہ کا اظہار نہیں کیا ہے قیس نے کہا ابن العکلیہ کا برا ہوا نہوں نے میرے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں اگر میں ابوبکرؓ کی اتباع کرتا ہوں اور ان کو صدقات کا مال لے جا کر دوں وہ اسے بنوسعد میں خرچ کر ڈالیں گے اور پھر زبرقان ان قبائل میں مجھے رسوا کریں گے اور اگر خود میں ان صدقات کو بنوسعد میں خرچ کر دوں تو وہ ابوبکرؓ کے پاس مجھے رسوا کریں گے۔

زبرقانؓ بن بدر کی وفاداری:

آخر کار سوچ سوچ کر قیس نے یہ تصفیہ کیا کہ ان صدقات کو وہ مقاعس اور ان کے دوسرے متعلقہ خاندانوں میں تقسیم کر دیں انھوں نے اس پر عمل کیا مگر زبرقانؓ نے وفاداری اختیار کی اور وہ صفوان کے پیچھے ہی رباب' عوف اور ابناء کے صدقات کا مال لے کر مدینہ آ گئے اور ایک شعر میں انھوں نے قیس کے طرز عمل پر تعریض کی' ان کے جانے کے بعد قبائل کا انتظام درہم برہم ہو گیا' ہر طرف کفر وارتداد پھیل گیا' اور ہر شخص کو اپنی پڑ گئی مگر اس کے بعد قیس اپنے فعل پر نادم ہوئے اور جب علاءؓ بن الحضرمی ان کے قریب آئے وہ اپنے علاقے کے صدقات کا مال وصول کر کے اسے ان کے پاس خود لے کر آ گئے اور خود بھی پھر ان کے ساتھ جہاد کے لیے چلے۔

اس ہنگامے میں عوف اور ابناء بطون سے الجھے رہے اور رباب مقاعس سے دست و گریباں رہے اسی طرح خضم مالک کے ساتھ اور بھدی یربوع کے ساتھ لڑتے رہے اس وقت خضم پر سبرہ بن عمرو صفوانؓ کے جانے کے بعد عامل تھے' حصین بن یار بھدی اور رباب کے عامل تھے' عبداللہ بن صفوان ضبہ کے' عصیماء بن ابیرہ' عبدمناۃ کے بنوغنم کے عوف بن البلاد بن خالد الجشمی عوف اور ابناء کے عامل تھے' بطون پر سعر بن خفاف تھے' ثمامہؓ بن اثال بنوتمیم سے ان کی امداد کو آیا کرتے تھے مگر جب یہ فتنہ رونما ہوا یہ سب کے سب اپنے اپنے خاندانوں کو چلے گئے اس سے ثمامہ بن اثال کو سخت نقصان پہنچا البتہ جب عکرمہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ثمامہ

کو جنگ پر ابھارا مگر پھر بھی وہ کچھ نہ کر سکے۔

سجاح بنت الحارث بن سوید:

تمام بنوتمیم کے علاقے کا یہ ہی حال تھا کہ ہر ایک کو اپنی پڑی تھی وہ باہم دیگر دست و گریبان تھے ان میں جو مسلمان تھے ان کا واسطہ ان لوگوں سے تھا جو اب تک متذبذب تھے۔ کہ کس کا ساتھ دیں۔ اسی حالت میں سجاح بنت الحارث جزیرے سے ان کے پاس پہنچی یہ اور اس کا خاندان بنوتغلب میں تھا' ربیعہ کے بعض خاندانوں پر ان کی سیادت تھی' اس کے ہمراہ ہذیل بن عمران بنوتغلب کے ساتھ' عقہ بن ہلال نمر کے ساتھ زیاد بن خلان ایاد کے ساتھ اور سلیل بن قیس شیبان کے ساتھ تھے' ایک طرف تو پہلے سے خود ہی ان قبائل میں خلفشار اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی دوسری طرف سے سجاح اور اس کے ہمراہی سردار اس قدر کثیر جماعت کے ساتھ ان پر چڑھ آئے یہ واقعی بڑی پریشانی کی بات تھی جس میں اب یہ سب کے سب مبتلا ہو گئے۔

سجاح کا اعلانِ نبوت:

سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان اور اس کے دادا عقفان کی اولاد بنوتغلب میں سے تھے اس نے بنوتغلب میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جزیرہ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا' ہذیل نصرانیت کو چھوڑ کر سجاح کا مرید ہو گیا یہ سردار اس کے ساتھ ابوبکرؓ سے لڑنے کے لیے آئے جب وہ حزن پہنچی اس نے مالک بن نویرہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اسے صلح کی دعوت دی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس درخواست کی وجہ سے مالک بن نویرہ اس کے مقابلے اور لڑائی سے باز رہا اور اس نے سجاح کو بنوتمیم کے قبیلوں سے لڑنے پر برانگیختہ کیا' سجاح نے کہا کہ ہاں یہ تجویز مناسب ہے لہٰذا خود تم اس پر عمل کرو میں خود بنویربوع کی عورت ہوں اگر حکومت مل گئی تو یہ انھیں کی ہو گی' اس کے بعد اس نے بنو مالک بن حنظلہ سے نامہ و پیام شروع کیا اور ان کو مصالحت اور حمایت کی دعوت دی۔ عطارد بن حاجب اور بنو مالک کے تمام سردار اپنے علاقے کو چھوڑ کر بھاگے اور اسی حالت میں وہ بنوالعنبر میں آ کر سبزہ بن عمرو کے یہاں فروکش ہوئے۔ اس معاملے میں وکیع نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اسی طرح بنویربوع کے سردار مالک کے طرز عمل سے بیزار ہو کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر بنو مازن میں حصین بنو تیار کے پاس چلے آئے۔

وکیع اور مالک کی اطاعت:

سجاح کے قاصد مصالحت اور مشارکت کی دعوت دیتے ہی مالک کے پاس آئے۔ وکیع نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ اس طرح اب وکیع' مالک' اور سجاح تینوں ایک رائے ہو گئے اور انھوں نے اب آپس میں مصالحت اور معاہدہ کر کے سب سے لڑنے کی ٹھان لی اور اب اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ ضبہ' بھدی' عوف' ابناء اور رباب میں سے کس قبیلے سے جنگ کی ابتداء کی جائے' البتہ قیس کو انہوں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اب تک متذبذب تھے اور اس لیے ان کو اس بات کی توقع تھی کہ قیس ان سے مل جائیں گے۔ اس موقع پر سجاح نے الہامی پیرایہ میں یہ جملے کہے ''سواریاں تیار رکھو' غارت گری کے لیے تیار ہو جاؤ پھر رباب پر غارت گری کر دو۔ کیونکہ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے''۔

سجاح کی پیش قدمی:

سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر احقار آ کر فروکش ہوئی اور اس نے بنوتمیم کے متعلق کہا کہ یہ حجاز کا میدان ہے' اور رباب میں اگر

کوئی آفت آ جائے تو وہ ضرور دجانی اور دہانی جا کر پناہ گزیں ہوں گے اس لیے مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی جا کر پہلے سے ان مقامات پر قبضہ کر لے چنانچہ مالک بن نویرہ نے بڑھ کر دجانی پر قبضہ کر لیا رباب کو اس کی اطلاع ہوئی ان کے تمام قبائل ضبہ اور اور عبد مناۃ سجاح کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے وکیع اور بشر کا بنو ضبہ کے بنو بکر سے مقابلہ ہوا۔ قبیلہ ثعلبہ بن سعد بن ضبہ سے عقہ اور عبد مناۃ سے ہذیل کا مقابلہ ہوا' وکیع اور بشر کی بنو ضبہ کے بنو بکر سے جنگ ہوئی جس میں ان دونوں کو شکست فاش ہوئی سماعۃ' وکیع اور قعقاع گرفتار کر لیے گئے اور ان کے بے شمار آدمی کام آ گئے' اس موقع پر قیس بن عاصم کو اپنے تردد پر ندامت ہوئی اور ان کو محسوس ہوا کہ ان کا طرز عمل مناسب نہ تھا اپنے بعض شعروں میں انہوں نے اپنی ندامت کا اعتراف کیا۔

مقتولین کی دیت:

اس کے بعد سجاح' ہذیل اور بنو بکر کا عقہ اس معاہدے سے جو سجاح اور وکیع کے مابین ہوا تھا پلٹ گئے' عقہ بشر کا ماموں تھا' سجاح نے کہا کہ رباب کے پاس جاؤ وہ تم سے صلح کر لیں گے' تمہارے قیدیوں کو رہا کر دیں گے تم ان کے مقتولوں کی دیت ادا کر دینا اور ان کے اس طرز عمل کا خوشگوار اثر دوسروں پر بھی پڑے گا چنانچہ ضبہ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور اپنے مقتولین کی دیت لے لی' حملہ آور ضبہ کے علاقے سے چلے گئے' اس واقعے کے متعلق قیس نے چند شعر کہے جس میں ضبہ کے اس طرح دب کر صلح کر لینے پر ان کی مذمت کی اور ان کو غیرت دلائی اور اپنے عندیہ کا اظہار کر دیا کوئی عمری' سعدی یا ربی سجاح کی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور نہ خود ان لوگوں نے کبھی یہ امید کی کہ ان قبائل میں سے کوئی ان کا ساتھ دے گا البتہ قیس کے متعلق ان کو توقع تھی کہ وہ ہمارا ساتھ دے گا مگر جب اس نے اپنے عندیہ کا اظہار اس موقع پر ضبہ کو غیرت دلا کر کر دیا اور اپنی روش پر ندامت کا اظہار کر دیا وہ اس کی طرف سے بھی مایوس ہو گئے۔ حنظلہ میں سے صرف وکیع اور مالک نے سجاح کی موافقت اختیار کی تھی اس معاہدے کے ساتھ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آپس میں آمد و رفت رکھیں گے' اسی بات کا اظہار اصم التیمی نے فخریہ طور پر اپنے چند شعروں میں کیا ہے۔

ہذیل کی گرفتاری:

جزیرے کے لشکر کے ساتھ سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر نباج پہنچی' اوس بن خزیمہ الہجیمی نے بنو عمرو کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی حمایت میں لڑنے آ گئے ان سب پر غارت گری کی' ہذیل گرفتار کر لیا گیا' بنو مازن کے قبیلہ بنو بز کے ناشرہ نے اس کو گرفتار کیا' عقہ کو عبدۃ الہجیمی نے گرفتار کر لیا۔ پھر دونوں فریق جنگ سے اس شرط پر باز آ گئے کہ قیدیوں کو واپس کر دیں' سجاح وغیرہ ان کے یہاں سے چلے جائیں اور ان کے علاقے سے ہو کر نہ گذریں' اس شرط کو سجاح نے مان لیا' حملہ آوروں نے ان کے قیدی رہا کر دیئے مگر ان لوگوں نے سجاح اور اس کے ساتھیوں سے شرائط صلح کے ایفاء کے لیے ضمانت لے لی تھی جسے انہوں نے پورا کر دیا مگر ہذیل کے دل میں اس مازنی کے خلاف جس نے اس کو گرفتار کیا تھا گرہ لگ گئی چنانچہ عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد اس نے ایک جمعیت اکٹھا کر کے سفار پر جہاں بنو مازن مقیم تھے غارت گری کی بنو مازن نے اس کو قتل کر دیا اور سفار میں پھینک دیا۔

سجاح کی یمامہ پر فوج کشی:

جب ہذیل اور عقہ دشمن کے پنجے سے رہائی پا کر سجاح کے پاس واپس آئے اور اہل جزیرہ کے دوسرے سردار بھی جمع ہوئے انہوں نے سجاح سے کہا کہ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے اب وہ ہماری مدد نہیں کرتے اور اس بات کے بھی روادار نہیں

رہے کہ ہم ان کے علاقے سے گذر سکیں' اسی طرح ان قبائل نے بھی ہم سے شرط کی ہے کہ ہم ان کے علاقے سے نہ گذریں لہٰذا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں' اس نے کہا یمامہ چلو اہل یمامہ کی شوکت بھی زیادہ اور مسیلمہ کی بات بڑھ چکی ہے' اس کے بعد اس نے الہامی لہجے میں کہا۔ یمامہ چلو' کبوتر کی طرح اڑتے ہوئے' یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی اس کے بعد تم پر کوئی ملامت نہیں رہے گی۔

سجاح کے لیے مسیلمہ کے تحائف:

سجاح اور اس کی جماعت بنو حنیفہ کی طرف چلی مسیلمہ کو اس کی اطلاع ہوئی' اس سے وہ پریشان ہوگیا اور ڈرا کہ اگر وہ اس وقت سجاح سے الجھ جائے گا تو ثمامہؓ حجر پر اسے زیر کرلے گا یا شرحبیلؓ بن حسنہ یا گرد کے دوسرے قبائل اسے زیر کرلیں گے اس خوف سے خود اس نے سجاح کو تحائف بھیجے اور درخواست کی کہ آپ مجھے امان دیں تاکہ میں پھر خود آپ کے پاس آؤں' سجاح کی فوجیں مختلف چشموں پر فروکش ہوگئیں اس نے مسیلمہ کو اپنے پاس بلایا اسے امان دی' مسیلمہ بنو حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ سجاح کی خدمت میں حاضر ہوا' سجاح ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھی اور بنو تغلب کے مشرب نصرانیت سے واقف تھی مسیلمہ نے اس سے کہا کہ آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہوتی اگر برابر تقسیم کی جائے لہٰذا اب قریش کا حصہ بھی اللہ نے تم کو دے دیا ہے تم اسے بخوشی قبول کرلو۔

سجاح کا مسیلمہ سے خطاب:

سجاح نے کہا یہ آدھی زمین صرف ان کا حق ہے جو اللہ کے مطیع ہیں تم اس نصف کو ان سواروں کو دے دو جو تمہارے سامنے صف بستہ ہیں اور وہ خون کے تشنہ ہیں مسیلمہ نے کہا اللہ نے جس کی بات چاہی سنی' اور جس نے خیر طلب کی اللہ نے اسے خیر عطاء کی' اور اس کی بات حسب مراد بڑھتی چلی گئی' تمہارے رب نے تم کو دیکھا تم پر سلامتی بھیجی اور وحشت کو تم سے دور کردیا اور آخرت کے دن وہ تم کو آتش دوزخ سے بچا کر حیات دوام عطاء فرمائے گا۔ نیک لوگوں کی دعائیں ہمارے لیے ہیں جو نہ شقی ہیں نہ بدکار' جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ تمہارے بزرگ رب کے لیے جو مالک ہے بادلوں کا اور بارشوں کا''۔

اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہوگئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہوگئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں' میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو' شراب نہ پیو بلکہ اے نیک گروہ تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ' سبحان اللہ جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح چاہنا زندگی بسر کرنا اور اللہ کی طرف جانا۔ اگر رائی کا دانہ بھی ہوا تو اس پر بھی کوئی گواہ رہے گا وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے' اور بہت سے لوگ اس میں برباد ہوجائیں گے۔

مسیلمہ نے اپنی جماعت کے لیے یہ قانون بنایا تھا کہ جس کا کوئی ایک لڑکا ہوا جو اس کا وارث ہوسکے اسے اس لڑکے کے مرنے تک اپنی عورت سے مباشرت نہ کرنا چاہیے'' البتہ اگر وہ مرجائے تو پھر اولاد کے خیال سے مباشرت کرسکتا ہے اور اگر پھر بیٹا ہوجائے تو علیحدگی اختیار کرلے۔ اس طرح اس نے ہر ایسے شخص کے لیے جس کا لڑکا ہو عورت سے مباشرت کو حرام کردیا ہے۔

سجاح کی مسیلمہ سے خیمہ میں ملاقات:

اس واقعے کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب سجاح مسیلمہ کے مقابل آئی اس نے مدافعت کے لیے اپنے قلعہ کا دروازہ بند

کرلیا سجاح نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے آ کر ملو' مسیلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اپنے ساتھیوں کو ہٹا دو' سجاح نے حسبہ عمل کیا مسیلمہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ملاقات کے لیے ایک خیمہ نصب کرو اور اس میں عود اور لوبان کی خوب دھونی دو تا کہ اس کی خواہش جماع میں تحریک ہو جب سجاح اس خیمے میں آ گئی مسیلمہ قلعے سے اتر آیا اور اس نے حکم دیا کہ دس آدمی یہاں پہرہ دیں اور دس اس طرف پہرہ پر کھڑے رہیں اس کے بعد مسیلمہ نے سجاح سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اس نے کہا کہیے کیا الہام ہوا ہے' سجاح نے کہا بھلا عورتیں بھی ابتداء کرتی ہیں ہاں تم کو جو الہام ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرو مسیلمہ نے کہا' کیا تم نے اپنے اس رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے حاملہ عورت کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس کی پسلیوں اور انتڑیوں کے درمیان سے ایک جاندار بچہ پیدا کیا'' سجاح نے کہا پھر کیا' مسیلمہ نے کہا مجھے الہام ہوا ہے' 'اللہ نے عورت کو فرج بتایا ہے اور مردوں کو ان کا شوہر ہم ان میں جس طرح چاہیں دخول کریں اور جب چاہیں نکال لیں تا کہ وہ ہمارے لیے اولاد جنیں''۔

سجاح اور مسیلمہ کی شادی:

سجاح نے کہا میں اعلان کرتی ہوں کہ تم نبی ہو' مسیلمہ نے کہا تو پھر شادی کے لیے تیار ہو تا کہ میں اپنی اور تمہاری قوم کے ساتھ تمام عرب پر قبضہ کرلوں۔ سجاح نے کہا ہاں میں تیار ہوں مسیلمہ نے چند فحش شعر پڑھے سجاح نے کہا میں ہر طرح تیار ہوں مسیلمہ نے کہا ہاں مجھے بھی اس کے متعلق الہام ہو چکا ہے' تین دن سجاح اس کے پاس رہی پھر اپنی قوم کے پاس آ گئی انہوں نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا وہ حق پر ہیں اس لیے میں نے ان کی اتباع کی اور ان سے شادی کرلی' انہوں نے پوچھا مسیلمہ نے تم کو کچھ مہر بھی دیا۔ اس نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تم پھر مسیلمہ کے پاس جاؤ' تمہاری جیسی عورت کے لیے یہ زیبا نہیں کہ بغیر مہر پلٹ آئے۔

سجاح کا مہر:

سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی' جب مسیلمہ نے اسے آتا ہوا دیکھا اپنا قلعہ بند کرلیا اور پوچھا کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے مہر تو دو' مسیلمہ نے پوچھا تمہارا مؤذن کون ہے اس نے کہا شبث بن ربعی' مسیلمہ نے کہا اسے میرے پاس بھیجو' شبث آیا مسیلمہ نے اس سے کہا کہ اپنے ساتھیوں میں اعلان کردو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ نے تمہارے لیے ان نمازوں میں سے جن کا محمدؐ نے حکم دیا ہے' دو نمازیں عشاء اور صبح کی معاف کردیں زبرقان بن بدر عطارد بن حاجب اور ان جیسے اور لوگ سجاح کے مصاحبوں میں تھے۔

کلبی نے بیان کیا ہے کہ بنوتمیم کے مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ صحراء کے اکثر بنوتمیم ان دو وقتوں کی نماز نہیں پڑھتے۔

یہ مہر حاصل کر کے سجاح اپنے مصاحبین زبرقان' عطارد بن حاجب' عمرو بن الاہتم' غیلان بن خرشہ اور شبث بن ربعی وغیرہ کے ساتھ وہاں چلی گئی' عطارد نے اپنے ایک شعر میں فخریہ اس بات کو لکھا ہے کہ اور تمام لوگوں کے نبی مرد ہوئے مگر ہمارا نبی عورت ہے۔

سجاح کی مراجعت جزیرہ:

مسیلمہ نے اس شرط پر سمجھوتہ کرلیا کہ وہ یمامہ کے محاصل میں سے نصف اسے دے گا' سجاح نے کہا مگر اس سال کی رقم تو میں اسی وقت لوں گی' مسیلمہ نے یہ بات مان لی اور کہا کہ اس کام کے لیے تم اپنا کوئی آدمی چھوڑ جاؤ البتہ نصف میں ابھی تم کو دیے دیتا ہوں اور بقیہ رقم بعد میں بھیج دوں گا' یہ کہہ کر وہ قلعے کے اندر آ گیا نصف رقم اس نے سجاح کو بھجوا دی جسے لے کر وہ جزیرہ چلی آئی اور

بقیہ نصف کی وصول یابی کے لیے اس نے ہذیل' عقہ اور زیاد کو مسیلمہ کے پاس چھوڑ دیا یہ لوگ اطمینان سے مقیم تھے کہ اچانک خالدؓ بن الولید ان کے قریب جا پہنچے اور یہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے۔

سجاح کا قبول اسلام:

عرصے تک سجاح بنوتغلب میں مقیم رہی یہاں تک کہ امیر معاویہؓ کا عہد آیا اور جب تمام اسلامی ممالک میں بلاشرکت ان کی حکومت قائم ہوگئی انہوں نے بنوتغلب کو جزیرے سے منتقل کر دیا حضرت علیؓ کے بعد جب عراق نے بھی معاویہؓ کی حکومت کو تسلیم کر لیا' معاویہؓ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفے میں علیؓ کے جو غالی شیعہ تھے ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر کے ان کی جگہ اپنے شام کے بصرے کے اور جزیرے کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔ انھی لوگوں کو شہروں میں نواقل کہا جاتا ہے' اسی سلسلے میں معاویہؓ نے قعقاع بن عمرو بن مالک کو کوفہ سے فلسطین کے شہر ایلیاء میں منتقل کیا اس نے یہ درخواست کی کہ ان کے خاندانی مکانات میں بنوعقفان کو سکونت پذیر کرا دیا جائے اور ان کو بنوتمیم کے ساتھ کر دیا۔ معاویہؓ نے بنوتمیم کو جزیرے سے کوفہ میں منتقل کر دیا اور ان کو قعقاع اور اس کے آبائی مکانات میں سکونت پذیر کرا دیا۔ سجاح بھی ان لوگوں کے ساتھ کوفہ آ گئی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہوگئی۔

زبرقان اور اقرع:

زبرقانؓ اور اقرعؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہمیں لکھ دیں اور ہم اس بات کی ضمانت کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ایک بھی اسلام کو ترک نہیں کرے گا' ابوبکرؓ نے ان کی درخواست مان لی اور اس کے لیے ایک تحریر بھی لکھ دی' طلحہؓ بن عبیداللہ نے اس معاملے کے لیے طرفین میں سفارت کی تھی۔ اس تصفیے پر کئی شخص گواہ بھی بنائے گئے ان میں عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر جب باقاعدہ تحریر لکھی گئی اور گواہی کے لیے وہ عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی' عمرؓ نے اس کی شرائط دیکھ کر اس پر گواہی ثبت نہیں کی اور کہا کہ میں ہرگز اس پر شاہد نہیں بنوں گا اور پھر اس تحریر کو انہوں نے پرزے پرزے کر دیا اور مٹا دیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس پر غصہ آیا وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ امیر ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ، ابوبکرؓ نے کہا امیر تو عمرؓ ہی ہیں' البتہ بیعت میری ہوئی ہے' اس جواب سے طلحہؓ خاموش ہو گئے' زبرقانؓ اور اقرع خالدؓ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے' یمامہ کی مشہور لڑائی میں بھی موجود تھے اس کے بعد اقرع جن کے ہمراہ شرحبیلؓ بھی تھے دومہ چلے گئے۔

وکیع اور سماعہ کی اطاعت:

جب سجاح جزیرہ واپس چلی گئی' مالک بن نویرہ ڈرا اور اپنی حرکت پر اسے ندامت ہوئی وہ متحیر تھا کہ اب کیا کرے' وکیع اور سماعہ کو بھی اپنے طرز عمل کی برائی کا احساس ہوا اور اب وہ پرخلوص نیت کے ساتھ دائرہ اسلام میں واپس آ گئے انھوں نے کوئی سرکشی نہیں کی زکوۃ کی رقم اپنے علاقے سے وصول کر کے اسے خالدؓ کے پاس لے کر آئے' خالدؓ نے پوچھا کہ تم نے ان مرتدین سے کیوں تعلقات قائم کیے انھوں نے کہا کہ بنوضبہ نے ہمارے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس کے خون کا بدلہ لینے کے لیے اس ہنگامے کو ہم نے مناسب موقع خیال کیا تھا اب بنوحنظلہ کے علاقے میں کوئی اور بات تو پریشان کن رہی نہ تھی البتہ مالک بن نویرہ اور جو لوگ بطاح میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے وہ باقی تھے کیونکہ مالک اب تک اپنے معاملے میں سخت متردد اور حیران تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی بطاح کی جانب پیش قدمی:

قاسم اور عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالدؓ نے کوچ کا ارادہ کیا وہ ظفر سے چلے' اسد' غطفان' طے اور ہوازن کو وہ درست کر چکے تھے' اب وہ بطاح کے ارادے سے جو حزن سے ادھر واقع ہے اور جہاں مالک بن نویرہ مقیم تھا روانہ ہوئے' مالک کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے معاملے میں سخت متردد تھا' مگر اس موقعے پر انصار نے بھی خالدؓ کے ساتھ پیش قدمی کرنے میں تردد کا اظہار کیا اور ان کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے اور انہوں نے عذر میں یہ کہا کہ خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا تھا انہوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں اور دشمن کے علاقوں کو مطیع کر لیں تو ان کے دوسرے حکم تک وہیں قیام کریں۔ مگر خالدؓ نے یہ کہا ممکن ہے کہ تم کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو مگر خلیفہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ تمام خبریں مجھے موصول ہوتی ہیں مجھے اس کے خلاف اب تک کوئی حکم نہیں موصول ہوا اور میں امیر ہوں اور جب تک مجھے ان کا کوئی صریح حکم اس کے خلاف نہ ملے اور میں دشمن کے زیر کرنے کا کوئی موقع پاؤں تو کیا اس کے لیے میں ان کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے' میں تو ہرگز ایسا نہیں کروں گا بلکہ جو موقع ہم دست ہوگا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق انھوں نے اپنے فرمان تقرر میں کوئی تصریح نہیں کی ہو تو اس موقع پر ہم کیا کریں گے' ہم جو بہتر صورت دیکھیں گے' اس پر فوراً عمل کریں گے' اب مالک بن نویرہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہر حال خود اور اپنے ہمراہی مہاجرین اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس کے مقابلے پر بڑھتا ہوں اور تم کو ساتھ آنے پر مجبور نہیں کرتا۔

انصار کا تعاون:

یہ کہہ کر خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے ان کے جانے کے بعد انصار کو اپنی مخالفت پر ندامت ہوئی اور اس کے متعلق وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے تئیں برا کہنے لگے انہوں نے کہا دیکھو اگر خالد رضی اللہ عنہ کو کامیابی ہوئی اور اس میں بھلائی ہوئی تو ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو سب مسلمانوں میں ہماری رسوائی ہو جائے گی اور وہ ہم سے اجتناب کرنے لگیں گے' ان اندیشوں کی وجہ سے اب تمام انصار بھی خالد رضی اللہ عنہ کی معیت کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے' انہوں نے اپنے ایک قاصد کو خالدؓ کے پاس دوڑایا تاکہ وہ ان کو روکے' خالدؓ انصار کے لیے رک گئے اور جب وہ آ گئے تو اب وہ سب کو لے کر بطاح آئے مگر یہاں انہوں نے کسی کو نہ پایا۔

مالک بن نویرہ کا بنو یربوع کو مشورہ:

خالدؓ جب بطاح آئے انہوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا' البتہ انہوں نے دیکھا کہ مالک نے جب اسے اپنے معاملے میں تردد ہوا اپنے تمام پیرووں کو ان کی جائدادوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور اجتماع کی ممانعت کر دی۔ اس موقع پر اس نے اپنی جماعت سے کہا اے بنو یربوع جب ہمارے امراء نے ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے ان کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام میں شرکت سے باز رکھا مگر اس فعل کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کام کو بغیر سوچے سمجھے اور مصلحت بینی کے اختیار کیا گیا ہے اور نہ اس کی رہبری کے لیے لوگ ہیں ایسی حالت میں تم اس شورش سے علیحدگی اختیار کر لو' اپنے علاقوں کو چلے جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مالک کے اس مشورے کی وجہ سے اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی کھیتیوں کی خبر گیری کے لیے چلے گئے' خود وہ اپنی فرودگاہ سے اپنے گھر چلا آیا۔

جب خالدؓ بطاح آئے انہوں نے باغیوں کی تلاش کے لیے مختلف فوجی دستے مفصلات میں روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے شعار اسلامی کی منادی کر دیں' جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقاومت کرے اسے قتل کر دیں۔

مالک بن نویرہ کی گرفتاری:

ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی مقام پر پہنچیں اذان دیں اور اقامت کہیں اگر اس مقام کے باشندے بھی اذان اور اقامت کہیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو ان پر فوراً حملہ کر کے سب کو جس طرح چاہیں بے دریغ قتل کر ڈالیں جلا دیں اور جو چاہے کریں۔ اور اگر وہ شعار اسلامی کا جواب دے دیں تو پھر ان سے زکوۃ کا اقرار لیا جائے اگر وہ مان لیں تو بہتر ہے۔ ورنہ بغیر تنبیہ کے اچانک ان پر حملہ کر کے ان کو غارت کر دیا جائے۔ انھیں دستوں میں سے ایک رسالے کا دستہ مالک بن نویرہ کو جس کے ساتھ بنوثعلبہ بن یربوع کے چند اور آدمی عاصم' عبید' عرین اور جعفر تھے گرفتار کر کے خالدؓ کے پاس لایا۔ اس دستے کے لوگوں میں جن میں ابوقتادہؓ بھی تھے ان اسیروں کے متعلق اختلاف ہو گیا' ابوقتادہؓ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے اذان دی' اقامت کہی اور نماز پڑھی اس اختلاف شہادت کی وجہ سے خالدؓ نے ان کو قید کر دیا۔

مالک اور امین کے ساتھیوں کا قتل:

اس رات اس قدر شدید سردی اور ہوا تھی کہ کوئی شے اس کی تاب نہیں لاتی تھی جب سردی اور بڑھنے لگی خالدؓ نے منادی کو حکم دیا اس نے بلند آواز سے چلا کر کہا کہ اوفئو اسرارکم (اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنوکنانہ کے محاورے میں اس لفظ کے معنی قتل کرنے کے تھے دوسروں کے محاورے میں جب ادفہ کہیں تو قتل کے معنی سمجھے جاتے' سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھ لیا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا' ضرارؓ بن الازور نے مالک کو قتل کیا۔ خالد رضی اللہ عنہ کو جو شور و غل سنائی دیا وہ اپنے خیمے سے برآمد ہوئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب کا کام تمام کر چکے تھے اب کیا ہو سکتا تھا' خالدؓ نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ بہرحال ہوتا ہے اس سے پہلے بھی لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف تھا ابوقتادہؓ نے کہا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے خالدؓ نے ابوقتادہؓ کو ڈانٹ دیا۔ وہ ناراض ہو کر ابوبکرؓ کے پاس مدینے آ گئے۔ ابوبکرؓ ان پر برہم ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آئے' عمرؓ نے ان کی سفارش کی مگر ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تک یہ پھر اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں میں معاف نہیں کروں گا ابوقتادہؓ خالدؓ کے پاس چلے آئے اور پھر خالدؓ کے ساتھ مدینے آئے' اسی زمانے میں خالدؓ نے ام تمیم منہال کی پوتی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ عرب جنگ کے اثناء میں عورتوں سے مباشرت کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اجتہادی غلطی:

عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کے ذمہ دار ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تب بھی اس قدر تو ثابت

ہے جس سے کہ ان کو قید کر دیا جائے' اس معاملے میں عمرؓ نے بہت اصرار کیا مگر چونکہ ابوبکرؓ اپنے عمال اور آدمیوں کو کبھی قید نہیں کیا کرتے تھے انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ عمرؓ اب اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تم ان کے بارے اب ہرگز کچھ مت کہو' البتہ مالک کا خون بہا ادا کر دو' ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا وہ آئے اور انہوں نے اس واقعے کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی البتہ جنگ کے اثناء میں ان کے نکاح کو برا سمجھا اور ان کو اس بات پر ڈانٹا' کیونکہ عرب اس فعل کو مذموم سمجھتے تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی برطرفی کا مطالبہ:

عروہ کے باپ سے مروی ہے کہ اس موقع پر مہم کے بعض لوگوں نے تو شہادت دی کہ جب ہم نے اذان دی' اقامت کہی اور نماز پڑھی ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا' اس وجہ سے وہ سب قتل کر دیئے گئے' مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے درخواست کی کہ ہمارے قیدی رہا کر دیئے جائیں' ابوبکرؓ نے قیدیوں کی رہائی کے لیے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا' عمرؓ نے خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ یہ نہیں ہو سکتا میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے برآمد کیا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

سوید کی روایت:

سوید سے مروی ہے کہ مالک بن نویرہ کے بہت ہی گھنے بال تھے' سپاہیوں نے ان کے سروں کو جوڑ کر ان پر دیگیں رکھ دی تھیں' مالک بن نویرہ اور جس قدر مقتول تھے آگ نے ان کے چہروں کو جھلسا دیا تھا البتہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے مالک کا چہرہ جھلنے سے محفوظ رہا' متمم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ وہ بالکل بھوکے تھے' عمرؓ نے ان کو جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے دیکھا تھا انہوں نے متمم سے پوچھا کیا جو کچھ تم نے بیان کیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوا' انہوں نے کہا بے شک جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایت:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے فوجیوں کو یہ ہدایات دی تھیں کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ اور وہاں نماز کے لیے اذان سنو خاموش رہنا اور پھر ان سے دریافت کرنا کہ انہوں نے کیوں سرکشی اختیار کی ہے اور اگر اذان سنائی نہ دے تو فوراً غارت گری کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کر دینا اور جلا دینا۔ بنو سلمہ کے ابو قتادہؓ حارث بن ربعی نے مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی اور ان کے قتل کے بعد انہوں نے عہد کیا کہ اب وہ آئندہ کبھی خالدؓ کے ہمراہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوں گے اور وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے مالک کے قبیلے پر یورش کی تو رات کی وجہ سے وہ حملہ آوروں سے خائف ہوئے اور انہوں نے اسلحہ سنبھالا' ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انہوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں ہم نے پوچھا پھر ان ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا اور تمہارے ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے' ہم نے کہا اچھا اگر جیسا تم کہتے ہو یہ ہی ہے تو ہتھیار رکھ دو' انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے ہم نے نماز پڑھی' انہوں نے نماز پڑھی' خالدؓ مالک کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کرتے تھے کہ

اس نے بار بار یہ بات کہی ''میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے صاحب نے یہ اور یہ کہا ہوگا'' خالدؓ نے کہا کیا تم ان کو اپنا صاحب نہیں سمجھتے اور پھر آگے بڑھ کر ان کی اور ان کے ساتھیوں کی گردن مار دی' عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی انہوں نے ابوبکرؓ سے ان کی شکایت کی اور پیہم اصرار سے کہا کہ دیکھئے دشمن خدا خالدؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے مسجد نبویؐ میں آئے وہ ایک زنگ آلود قبا پہنے تھے اور عمامہ باندھے تھے' جس میں متعدد تیر چبھے ہوئے تھے' جب مسجد میں آئے عمرؓ نے بڑھ کر تیروں کو ان کے سر سے کھینچ کر ان کو توڑ ڈالا اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس ہیئت سے آئے ہو' تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا' بخدا میں تم کو سنگسار کروں گا' خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ زبان سے نہیں کہا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی خیال ہے' وہ ابوبکرؓ کے پاس سیدھے چلے آئے اور سارا واقعہ سنایا اور معذرت چاہی' اس اعتراف پر ابوبکرؓ نے ان کو معاف کر دیا' ان کی خوشنودی حاصل کر کے وہ اٹھ آئے' عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے خالدؓ نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے اب آؤ کیا کہتے ہو عمر رضی اللہ عنہ تاڑ گئے کہ ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالد رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ عبد بن ازور الاسدی نے مالک کو قتل کیا تھا مگر کلبی کہتے ہیں' ضرارؓ بن الازور نے ان کو قتل کیا تھا۔



مسیلمۃ الکذاب اور اس کی قوم اہل یمامہ کے بقیہ واقعات

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کی شکست:

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہؓ بن ابی جہل کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ان کے پیچھے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا عکرمہؓ، شرحبیلؓ سے پہلے مسیلمہ کے مقابلے پر جا پہنچے تاکہ کامیابی کا سہرا ان کے سر رہے انہوں نے جاتے ہی مسیلمہ سے جنگ کی مگر اس نے ان کو شکست دی' اس واقعے کی اطلاع جب شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ملی وہ اثنائے راہ میں ٹھہر گئے' عکرمہؓ نے اپنی سرگذشت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھی ابوبکرؓ نے ان کو ڈانٹ کر لکھا کہ نہ تم مجھے اس حالت میں اپنی صورت دکھاؤ اور نہ مدینہ واپس آؤ جس سے لوگوں میں بددلی پیدا ہو تم سیدھے حذیفہؓ اور عرفجہؓ کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ ہو کر اہل عمان اور مہرہ سے لڑو اور اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں جنگ میں مصروف ہو گئے ہوں تو تم اپنی فوج کے ہمراہ بڑھتے چلے جانا' اثنائے راہ میں جہاں سے تمہارا گذر ہو وہاں کے باشندوں کو اسلام کے لیے ٹھیک کرتے جانا یہاں تک کہ تم اور مہاجرؓ بن ابی امیہ یمن اور حضر موت میں مل جاؤ' ابوبکرؓ نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ مقیم رہو' پھر انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو یمامہ روانہ کرنے سے کچھ ہی دن پہلے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب خالد رضی اللہ عنہ تمہارے پاس آئیں اور تم دونوں اللہ کے حکم سے اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا تاکہ وہاں تم اور عمروؓ بن العاص منکرین اور مخالفین کی سرکوبی کے لیے یکجا اور تیار رہو' خالدؓ جب بطاح سے ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے عرض حال اور معذرت خواہی کے بعد وہ ان سے راضی ہو گئے ابوبکرؓ نے ان کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ کی اس فوج میں جو انصار تھے' ثابتؓ بن قیس اور براءؓ بن فلان ان کے سردار تھے' ابوحذیفہؓ اور زیدؓ مہاجرین کے سردار تھے اسی طرح جتنے قبائل تھے ان میں ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ سردار تھا' خالدؓ اس فوج سے پہلے مدینہ سے چل کر بطاح میں اپنی سابقہ جمعیت کے پاس چلے آئے اور یہاں امدادی مہم کا انتظار کرنے لگے جب وہ آ گئی تو اس کے ساتھ یمامہ آئے ان کے مقابلے پر بنوحنیفہ کی تعداد اس روز بہت زیادہ تھی۔

مسیلمہ کذاب اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کی لڑائی:

منقول ہے کہ بنوحنیفہ میں اس وقت چالیس ہزار صرف جنگجو تھے' خالدؓ بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچے انہوں نے اپنے سارے رسالے کو عقہ' ہذیل اور زیاد کے مقابلے پر جو اس زرخراج کی وجہ سے جسے مسیلمہ نے سجاح کے لیے وصول کر کے ان کو دیا تھا وہاں مقیم تھے تاکہ اسے سجاح کے پاس پہنچا دیں' بھیجا۔ نیز خالدؓ نے تمیم کے بعض قبائل کو ان کے بارے لکھا' انھوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا۔ اس موقع پر شرحبیل رضی اللہ عنہ نے بھی وہی عجلت کی جو عکرمہ رضی اللہ عنہ کر چکے تھے اور خالدؓ کے آنے سے پہلے وہ مسیلمہ سے لڑ پڑے اور شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئے جب خالدؓ ان کے پاس آئے انہوں نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا کہ تم نے یہ کیا کیا' خالدؓ نے اسی اندیشے سے کہ چونکہ وہ اب یمامہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں۔ رسالے کے دستوں کے متعلق یہ اعتماد کیا تھا کہ وہ ان کے عقب سے دشمن کو ان پر یورش نہ کرنے دیں مگر انہوں نے خود لڑائی کی ابتداء کر کے نقصان اٹھایا۔

بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت:

جابر بن فلاں سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے سلیط رضی اللہ عنہ کو خالدؓ کے لیے بطور کمک کے روانہ کیا تا کہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کریں' یہ مدینہ سے چل کر جب خالدؓ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ رسالے کے جو دستے مختلف اوقات میں ان علاقوں میں گرد آوری کے لیے بھیجے گئے تھے وہ منتشر اور فرار ہو چکے ہیں حالانکہ یہ کمک ان کے قریب ہی تھی مگر لاعلمی میں ایسا ہوا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ اہل بدر میں سے کسی سے سرکاری کام لوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں اور اس طرح اپنے بہترین اعمال لے کر اس کی جناب میں باریاب ہوں کیونکہ ان ایسے مقدس اور قوموں کے دوسرے نیک افراد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سے مصائب سے محفوظ رکھتا ہے اور نعمتیں نازل فرماتا ہے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے عملی مدد لی جائے مگر عمر رضی اللہ عنہ کا خیال اس کے برعکس تھا اور وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں کو ضرور امور سلطنت میں شریک کروں گا اور ان کو میرا ہاتھ بٹانا پڑے گا۔

نہار الرحال بن عنفوہ:

اثال الحنفی سے جو ثمامہؓ بن اثال کے ساتھ ان معرکوں میں موجود تھا مروی ہے کہ مسیلمہ کی یہ کوشش تھی کہ وہ ہر شخص کو خوشامد اور دلداری سے اپنا بنا لے اس کو کچھ اس کی پرواہ نہ تھی کہ لوگ اس کی برائیوں سے آگاہ ہو جائیں۔ اس کے ہمراہ نہار الرحال بن عنفوہ بھی تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھا اس نے کلام پاک پڑھا اور امور شرعیہ میں دستگاہ حاصل کی تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اہل یمامہ کا معلم مقرر فرمایا تھا کہ یہ مسیلمہ کے دعویٰ کی تردید کرے اور اس لیے مسلمانوں کے لیے باعث تقویت ہو مگر یہ مرتد ہو کر مسیلمہ کے ساتھ ہو گیا' بنوحنیفہ پر اس کے ارتداد کا مسیلمہ کے دعوئے نبوت سے کہیں زیادہ برا اثر پڑا اس نے مسیلمہ کے لیے اس بات کی شہادت دی کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے سنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے' اس کی اس شہادت کو سب نے تسلیم کیا اس کی اطاعت قبول کی اور اس سے کہا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مراسلت کرو اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو ہم پھر ان کے مقابلے پر تمہاری اعانت کریں گے۔

نہار الرحال کا بنوحنیفہ پر اثر:

اس نہار الرحال بن عنفوہ کا ان پر اس قدر اثر تھا کہ جو بات وہ کہتا بنوحنیفہ اسے مان لیتے اور اس کی اتباع کرتے اور ہر بات تصفیے کے لیے اس کے پاس پیش کرتے' یہ ظاہری طور پر اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا تھا اور ان کا نام پکارا جاتا تھا' عبدالرحمان بن النواحہ اس کا مؤذن تھا اور مجیر بن عمیر نماز کی اقامت کہا کرتا تھا' اور مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دیتا تھا جب شہادت کے الفاظ کے ادا کرنے کا موقع آتا تو مسیلمہ مجیر کو حکم دیتا کہ بلند آواز سے اعلان کرو' وہ زیادہ بلند آواز سے مسیلمہ اور نہار کی تصدیق میں کلمات شہادت کہتا اور مسلمانوں کو گمراہ بتاتا اس طرح رفتہ رفتہ نہار کا اثر بنوحنیفہ میں بہت زیادہ ہو گیا۔

یمامہ میں مسیلمہ کا حرم:

اس نے یمامہ میں حرم بھی متعین کیا اس سے لوگوں کو روک دیا اور اس کا احترام کرنے پر مجبور کیا اس طرح وہ حرم قرار پایا' اس حرم میں احالیف کے جو بنواسید کی شاخ تھے اور جن کا وطن یمامہ تھا چند دیہات آ گئے اور یہ بھی حرم میں داخل ہو گئے احالیف میں قبائل نمارہ' نمر' حارث اور بنوجروہ تھے اب انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ان کے علاقے میں خشک سالی ہوتی وہ اہل یمامہ کی پیداوار کو لوٹ کر حرم

میں آ کر چھپ جاتے اور اگر اہل یمامہ کو ان کی غارت گری کی پہلے سے اطلاع مل جاتی اور وہ ان کا کامیاب مقابلہ کر کے ان کا تعاقب کرتے تو یہ لوگ حرم میں چلے آتے اور ان کا تعاقب کرنے والے حرم کی حرمت کی وجہ سے اس کی سرحد کے اندر قدم نہ رکھتے اور اگر یہ لوگ بے خبری میں ان پر غارت گری کرتے اور ان کی پیداوار لوٹ لے جاتے تو فہوالمراد اس قسم کی حرکتیں جب کثرت سے ہوئیں۔

اہل یمامہ کی بنو اسید کے خلاف شکایت:

اہل یمامہ نے ان کے خلاف باقاعدہ چارہ جوئی کی' مسیلمہ نے کہا اچھا میں تمہارے اور ان کے بارے میں آسمان سے وحی کے آنے کا انتظار کرتا ہوں اس کے بعد فیصلہ کروں گا پھر اس نے الہامی انداز میں ان سے کہا' قسم ہے اچانک پھیل جانے والی رات کی سیاہ بھیڑیئے اور سر بریدہ کھجور کے درخت کی' اسید نے قانون حرم کی خلاف ورزی نہیں کی'' احالیف نے کہا جناب والا کیا حرم میں غارت گری کرنا اور زراعت کو برباد کر دینا حرام نہیں ہے اس فیصلے کے بعد بنو اسید نے پھر غارتگری کی اور احالیف دوبارہ فریاد کے لیے آئے مسیلمہ نے کہا میں وحی کا منتظر ہوں اور پھر اس نے کہا ''قسم ہے سیاہ رات اور نڈر بھیڑیئے کی' اسید نے تر اور خشک کی زراعت کو برباد نہیں کیا'' احالیف نے کہا جناب والا کیا نخلستان بارآور نہ تھے جن کو انہوں نے قطع کیا ہے اور کھیتیاں تیار نہ تھیں جن کو انہوں نے برباد کر دیا۔ مسیلمہ نے کہا خاموش واپس جاؤ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

مسیلمہ کذاب کا الہامی انداز:

اسی طرح مسیلمہ اپنے پیروؤں کے سامنے بنو تمیم کے متعلق یہ الہام پڑھا کرتا تھا' بنو تمیم پاک جوان مرد ہیں ان میں کوئی برائی یا تساہل نہیں ہے ہم اپنی زندگی بھر ان کی لغزشوں کو احسان کر کے درگذر کرتے رہیں گے' ہر شخص کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے۔ اور جب ہم مر جائیں تو پھر ان کا معاملہ اللہ رحمان سے ہے' اسی طرح وہ یہ الہام پڑھا کرتا تھا' قسم ہے بکری اور اس کے رنگوں کی اور سب سے تعجب انگیز اس کا سیاہ رنگ اور اس کا دودھ ہے' سیاہ بکری سفید دودھ کس قدر عجیب بات ہے' دودھ میں پانی ملانا حرام کر دیا گیا ہے پھر کیوں تم کو شرم نہیں آتی''۔ ایک اور الہام یہ ہے۔ ''اے مینڈکی' مینڈک کی بیٹی تو کس قدر صاف پاک ہے' تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں مٹی کیچڑ میں تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو مکدر کرتی ہے'' ایک دوسرا الہام ہے ''قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں' فصل دور کرنے والوں' دانہ نکالنے والوں' پھر چکی میں آٹا پیسنے والوں' روٹی پکانے والوں ان کو چور کر ملیدہ بنانے والوں اور پھر لقمے بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں' اے ساکنان بادیہ! تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں' اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو اپنے یہاں سے نکال دو''۔

ام الہیثم اور مسیلمہ کذاب:

ایک مرتبہ بنو حنیفہ کی ایک عورت ام الہیثم مسیلمہ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں میں اب پھل نہیں آتے اور ہمارے کنوؤں میں بہت کم پانی رہ گیا ہے تم ہمارے نخلستانوں اور کنوؤں کی شادابی کے لیے دعاء کرو جس طرح محمدؐ نے اہل ہزمان کے لیے دعاء کی تھی۔ مسیلمہ نے نہار سے پوچھا۔ اس کا کیا واقعہ ہے' نہار نے کہا کہ ایک مرتبہ اہل ہزمان نے محمد ﷺ سے آ کر شکایت کی کہ ہمارے کنوؤں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور نخلستان بارآور نہیں رہے' محمدؐ نے ان کے لیے دعاء کی ان کے کنوؤں میں اس قدر پانی آیا کہ وہ ابل پڑے اور نخلستان اس قدر بارآور ہوئے کہ پھل کے بوجھ سے ان کی شاخیں اس طرح زمین سے لگ گئیں کہ پھر وہ

خود درخت کی جڑیں ہوگئیں اور ان کو قطع کرنا پڑا پھر وہ نہایت بلند' سیدھی اور سرسبز ہوگئیں۔ مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ کنوؤں کے ساتھ انہوں نے کیا ترکیب کی تھی۔ نہار نے کہا محمدؐ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا پھر اہل ہزمان کے لیے دعاء کی اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر غرارہ کیا اور پھر اس کی کلی اس ڈول میں کر دی' اسے لے کر وہ لوگ اپنے کنوؤں کے پاس آئے اور اس ڈول میں سے پانی لے کر سب کنوؤں میں ڈال دیا' پھر انہوں ان کنوؤں سے اپنے نخلستانوں کو پانی دیا۔ جس کا اثر وہ ہوا جو میں بیان کر چکا ہوں' اور پھر بھی کنوؤں کا پانی ذرا سا بھی کم نہیں ہوا۔

مسیلمہ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا' دعاء مانگی اس سے ایک چلو پانی منہ میں لے کر اس ڈول میں کلی کر دی۔ اس پانی کو ان لوگوں نے لے جا کر اپنے کنوؤں میں ڈال دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کنوؤں کا پانی اور بھی کم ہوگیا اور ان کے نخلستان خشک ہوگئے مگر یہ بات مسیلمہ کے قتل کے بعد ان پر ظاہر ہوئی۔

بنو حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کی دعاء:

ایک مرتبہ نہار نے اس سے کہا کہ تم بنی حنیفہ کے نوزائیدہ بچوں کو برکت دیا کرو' اس نے پوچھا یہ کس طرح کیا جائے' نہار نے کہا' اہل حجاز کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا وہ اسے دعائے برکت کے لیے محمد ﷺ کے پاس لاتے تھے وہ اس کی ٹھوڑی اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے مسیلمہ کے پاس بھی جو بچہ لایا جاتا وہ اس کے ساتھ یہی عمل کرتا مگر جس کی ٹھوڑی یا سر پر اس نے ہاتھ پھیرا وہ مسخ ہوگیا اور اس کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی' یہ بات اس کے پیروؤں کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئی۔

مسیلمہ کی وجہ سے باغ کی تباہی:

مسیلمہ کے مصاحبوں نے اس سے کہا کہ محمد ﷺ کی طرح تم بھی اپنے پیروؤں کے باغوں میں چلو اور نماز پڑھو' مسیلمہ یمامہ کے ایک باغ میں آیا اس نے وضو کیا نہار نے باغبان سے کہا کہ تم رحمان کا وضو لے کر اس سے اپنے باغ کو سیراب کیوں نہیں کر لیتے' اس سے تمام باغ سیراب اور شاداب ہو جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے بنو حنیفہ کے بنو مہریہ کر چکے ہیں' اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنو مہریہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کے وضو کا پانی وہ اپنے ساتھ یمامہ لے کر آیا اور اس پانی کو اس نے اپنے کنویں میں ڈال دیا' اس کی برکت سے اس کنویں کا پانی بڑھ گیا اور اس کی زمین جو پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہوتی جا رہی تھی اب اس وضو کے پانی کی برکت سے جب اسے کنویں سے سیراب کیا گیا تو وہ شاداب اور سیر حاصل ہوگئی اور ہر زمانے میں اس کی زمین زراعت سے سرسبز اور آباد پائی گئی' نہار کے کہنے سے باغ والے نے مسیلمہ کے وضو کے پانی سے اپنے باغ کو سیراب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بالکل خشک اور بنجر ہوگئی کہ اب اس میں چارہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ایک اور شخص مسیلمہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری زمین شور ہوگئی ہے آپ اس کے لیے دعاء کیجیے جیسا کہ محمدؐ نے سلمٰی کی زمین کے لیے دعاء کی تھی' مسیلمہ نے کہا نہار یہ کیا کہہ رہا ہے اور کیا واقعہ ہوا ہے اس نے کہا' ایک مرتبہ ایک سلمی جس کی زمین شور ہوگئی تھی محمدؐ کے پاس آیا محمدؐ نے اس کے لیے دعاء کی اور پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ اسے دے دیا' اس نے اس ڈول کو اپنے کنویں میں ڈال کر اسے نکال لیا اس سے وہ زمین پھر سرسبز اور قابل کاشت ہوگئی' یہ واقعہ سن کر مسیلمہ نے بھی یہ ہی کیا۔ اور جو شخص اس کے پاس دعاء کے لیے آیا تھا اس نے وہ ڈول لے جا کر اپنے کنویں میں ڈالا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زمین میں زیادہ تری بڑھ

گئی جس کی وجہ سے نہ وہ خشک ہو سکی اور نہ بار آور۔

ایک مرتبہ ایک عورت مسیلمہ کے پاس آئی اور اسے دعاء کے لیے اپنے نخلستان لے گئی' مسیلمہ نے ان کے لیے دعاء کی' جنگ عقرباء کے دن اس کے نخلستان کے تمام خوشے خشک ہو کر جھڑ گئے' یہ بات اگرچہ اس کے پیروؤں پر ظاہر ہو چکی تھی مگر بدبختی نے ان پر ایسا غلبہ کیا تھا کہ پھر بھی وہ راہِ راست پر نہ آئے۔

طلحۃ النمری اور مسیلمہ کذاب:

عمیر بن طلحۃ النمری اپنے باپ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ یمامہ آیا' اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے لوگوں نے کہا زبان بند کرو رسول اللہ کہو اس نے کہا جب تک میں اس سے ملاقات نہ کرلوں میں اسے رسول اللہ نہیں کہوں گا' اب وہ اس کے پاس آیا' اور پوچھا تم مسیلمہ ہو اس نے کہا ہاں' میرے باپ نے پوچھا تمہارے پاس کون آتا ہے اس نے کہا رحمان' میرے باپ نے پوچھا کیا وہ روشنی میں آتا ہے یا ظلمت میں' اس نے کہا ظلمت میں' میرے باپ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے ہو اور محمدؐ صادق ہیں مگر ربیعہ کے کذاب کو میں مضر کے صادق پر ترجیح دیتا ہوں' یہ مسیلمہ کے ساتھ عقرباء کی جنگ میں مارا گیا۔

مجاعہ بن مرارہ:

جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ خالدؓ قریب آ گئے ہیں اس نے عقرباء میں اپنا پڑاؤ ڈالا اپنے تمام لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آنے لگے' اسی اثناء میں مجاعہ بن مرارہ ایک جمعیت کے ساتھ برآمد ہوا تاکہ بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لے جس کے فوت ہو جانے کا اسے اندیشہ تھا اور اب ان لوگوں کے اس ہنگامے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس انتقام کے اس وقت لینے کی اسے ترغیب پیدا ہوئی' خولہ بنت جعفر کو بنو عامر نے اپنے یہاں روک لیا تھا' مجاعہ نے اسے ان کے ہاتھ سے زبردستی چھڑا لیا اور بنو تمیم نے اس کے اونٹ پکڑ لیے تھے۔

مجاعہ اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری:

خالدؓ' شرحبیلؓ بن حسنہ کے سامنے آئے اور انھوں نے شرحبیل رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا' خالدؓ نے اپنے مقدمۃ الجیش پر خالد بن فلان المخزومی کو امیر مقرر کیا اور اپنے میمنہ اور میسرہ پر زیدؓ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا' مسیلمہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ پر محکم اور رحال کو امیر مقرر کیا' خالدؓ بڑھے' شرحبیل رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے' جب یہ مسیلمہ کے پڑاؤ سے ایک رات کے فاصلے پر رہ گئے' جلیلیہ پر رات کو ایک جماعت جس کی تعداد کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بیان کی گئی ہے شب گذارنے کے لیے آئی' یہ مجاعہ اور اس کے ہمراہی تھے جو بنو عامر کے علاقے پر غارت گری کر کے اور خولہ بنت جعفر کو ان کے ہاتھ سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے واپس آئے تھے اور یہاں نیند کے غلبے سے مجبور ہو کر یمامہ کے اصل درے سے ورے شب باش تھے خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو سوتے ہوئے جا لیا' گھوڑوں کی باگیں ان کے ہاتھوں میں تھیں جن کو انھوں نے اپنے گالوں کے نیچے رکھ چھوڑا تھا ان کو اس فوج کے قریب آ جانے کا علم نہ ہو سکا تھا خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے ان کو بیدار کیا اور پوچھا کون ہو؟ انہوں نے کہا یہ مجاعہ ہے اور یہ حنیفہ ہے پھر انہوں نے پوچھا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے تم بتاؤ تم کون ہو' اس کا خالد رضی اللہ عنہ کی فوج نے کچھ جواب نہیں دیا اور ان کو حراست میں لے لیا اور خالدؓ کے وہاں آنے تک ان کو روک رکھا' جب خالد رضی اللہ عنہ آئے ان کی فوج والوں نے اس جماعت کو ان کے پاس پیش کیا۔

مجاعہ کے ہمراہیوں کا قتل:

خالدؓ نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے استقبال کے لیے آئے ہیں تاکہ ان کی گرفت سے بچ جائیں' اس خیال سے

انہوں نے پوچھا کہ تم کو ہماری خبر کب ہوئی' ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی تو کوئی اطلاع نہ تھی ہم تو یہ اپنے پاس والے بنو عامر اور بنو تمیم سے اپنا انتقام لینے آئے تھے' یہ جواب لاعلمی میں وہ دے گئے اگر خالدؓ کے سوال کو سمجھ جاتے تو ایسا نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ کی خبر سن کر ہم خود آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں' خالدؓ نے ان کے جواب کی وجہ سے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا' مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ اور سب نے قتل ہونے پر آمادگی ظاہر کی البتہ مجاعہ کے متعلق اس کے ساتھیوں نے خالدؓ سے کہا کہ تم کل جو بھلائی یا برائی کا سلوک اہل یمامہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اپنے مفاد کی خاطر مجاعہ کو زندہ چھوڑ دو' خالدؓ نے اور سب کو قتل کر دیا اور مجاعہ کو یرغمال کے طور پر اپنے پاس قید کر لیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا رحال کے متعلق بیان:

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے رحال کو بلایا' وہ ان کے پاس آیا ابوبکرؓ نے اسے ہدایات دے کر اہل یمامہ کے پاس بھیج دیا' چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دعوت پر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا اس لیے وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ سچا مومن ہے حالانکہ ایک مرتبہ کا یہ واقعہ ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں رحال بن عنفوہ بھی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' آپؐ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا دانت جو احد سے بڑا ہے' دوزخ میں جل رہا ہے' اس صحبت کے اور سب تو مر گئے تھے میں اور رحال زندہ تھے میں رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے خائف تھا کہ رحال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور اس کی نبوت کی شہادت دی اب اسلام کے لیے مسیلمہ سے بڑھ کر رحال کے مرتد ہونے سے نقصان کا اندیشہ تھا' ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے مقابلے پر بھیجا' یہ جب یمامہ کی گھاٹی پہنچے۔

مجاعہ بن مرارہ کی جان بخشی:

مجاعہ بن مرارہ بنو حنیفہ کے سردار سے جو اپنی قوم کی ایک چھوٹی سے جماعت کے ساتھ جن کی تعداد تیئیس بیان کی جاتی ہے جس میں شہ سوار اور شتر سوار دونوں تھے اور جو بنو عامر سے اپنے ایک خون کا بدلہ لینے اس ہنگامے میں نکلا تھا آمنا سامنا ہو گیا یہ ایک مقام پر شب باش تھے وہیں خالدؓ نے ان کو آلیا اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کب ہوئی' انھوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی آمد کی تو اطلاع نہیں تھی ہم تو بنو عامر سے اپنا انتقام لینے نکلے تھے' اس جواب پر خالدؓ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا' ان کو قتل کر دیا گیا البتہ مجاعہ کو خالدؓ نے زندہ چھوڑ دیا' یہاں سے خالدؓ یمامہ چلے' ان کے آنے کی خبر پا کر مسیلمہ اور بنو حنیفہ بھی مقابلے کے لیے نکلے اور عقرباء میں آ کر فروکش ہوئے اسی مقام پر جو یمامہ کی سرحد پر یمامہ کے کھیتوں اور سرسبز علاقے کے سامنے واقع تھا۔ خالدؓ نے ان پر یورش کی' شرحبیل بن مسیلمہ نے بنو حنیفہ سے کہا کہ بس آج ہی کا دن حمیت دکھانے کا ہے اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنا لی جائیں گی اور بغیر نکاح کے ان سے تمتع کیا جائے گا لہٰذا آج تم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے پوری جوانمردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی مدافعت کرو' اب عقرباء میں جنگ شروع ہوئی۔

جنگِ عقرباء:

مہاجرین صحابہ کے سردار اس جنگ میں سالمؓ مولیٰ ابی حذیفہؓ تھے' مہاجرین نے ان سے کہا ہمیں آپ کی جانب سے اپنے لیے اندیشہ معلوم ہوتا ہے انہوں نے کہا اگر میں بزدلی دکھاؤں تو میں قرآن کا برا حامل بنوں گا' یہ کیسے ہو سکتا ہے' انصار کے سردار ثابتؓ بن قیس بن شماس تھے' دوسرے قبائل عرب اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے' مجاعہ ام تمیم کے ساتھ اس کی قناۃ میں اسیری کی حالت میں موجود تھا' جنگ شروع ہوئی' مسلمان پسپا ہوئے اور بنو حنیفہ کے بعض لوگ ام تمیم کے خیمے میں در آئے۔ چاہتے تھے کہ اسے

قتل کر دیں مگر مجاعہ نے اسے بچایا اور حملہ آوروں سے کہا کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں اور یہ ایک شریف بی بی ہے اس طرح اس کے حملہ آوروں کو پلٹا دیا۔ اب مسلمانوں نے معرکے میں پلٹ کر دشمن پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ بنوحنیفہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے' محکم بن الطفیل نے ان کو آواز دی کہ اے بنوحنیفہ اس باغ میں چلے جاؤ میں تمہاری پشت بچاتا ہوں' وہ ان کی حفاظت کے لیے تھوڑی دیر مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر اللہ نے اسے عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ کے ہاتھوں قتل کر دیا' کفار باغ میں گھس گئے' وحشیؓ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا انصار کے ایک صاحب نے بھی اس پر وحشیؓ کے ساتھ ہی وار کیا تھا اس لیے وہ بھی اس کے قتل کرنے والوں میں شریک تھے۔

رحال بن عنفوہ کی زیر قیادت مقدمۃ الجیش:

محمد بن اسحٰق سے بھی جو روایت اس واقعہ کے متعلق مذکور ہوئی ہے وہ قریب قریب یہی ہے البتہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ صبح کو خالدؓ نے مجاعہ اور اس کے دوسرے گرفتار شدہ ساتھیوں کو طلب کیا اور پوچھا' اے بنوحنیفہ اس امر متنازعہ فیہ میں کیا رائے رکھتے ہو' انھوں نے کہا اس کا تصفیہ اس طرح ممکن ہے کہ ایک نبی ہم میں سے ہو اور ایک نبی تم میں سے' اس جواب پر خالدؓ نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس جماعت میں سے دو شخص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ ابھی زندہ تھے کہ ساریہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر تم کل اس بستی کے ساتھ بھلائی یا برائی جو کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس شخص یعنی مجاعہ کو زندہ رکھو' خالدؓ کے حکم سے اسے بیڑیاں پہنا دی گئیں اور انہوں نے اسے اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا اس کے بعد خالدؓ یمامہ آئے اور ایک ریت کے بڑے ٹیلے پر جہاں سے یمامہ نظر آتا تھا انہوں نے پڑاؤ ڈالا' اہل یمامہ مسیلمہ کی سرکردگی میں مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اس سے قبل ہی مسیلمہ نے رحال کو اپنے مقدمۃ الجیش کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔

رحال بن عنفوہ کا فتنہ:

اس کا پورا نام رحال بن عنفوہ بن نہشل ہے یہ بنوحنیفہ کا ایک شخص تھا' اسلام لایا تھا اور سورۂ بقرہ اس نے پڑھی تھی' یہ جب یمامہ آیا تو اس نے مسیلمہ کے حق میں یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کو بھی نبوت میں شریک کر لیا ہے خود مسیلمہ کے ادعائے نبوت سے زیادہ رحال کے اس بیان سے اہل یمامہ فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے عام مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ رحال کے طرز عمل کو دریافت کرتے تھے کہ اس کا کیا خیال ہے کیونکہ ان کو توقع تھی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے وہ یمامہ کے اس رخنے کو جو ارتداد کی شکل میں نمودار ہوا ہے مسدود کر دے گا مگر اب معاملہ برعکس ہو گیا یہی سب سے پہلے ایک دستہ فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر نمودار ہوا۔

رحال بن عنفوہ کا خاتمہ:

خالدؓ بن الولید نے جو اپنی مسند پر بیٹھے تھے اور عمائد اور اشراف ان کے پاس تھے اور فوجیں میدان مصاف میں مقابل تھیں۔ بنوحنیفہ کی سمت میں ایک روشنی دیکھی اور کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو اللہ نے خود ہی تمہارے دشمن کو سمجھ لیا اور ان کی بات بگاڑ دی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اللہ نے پھوٹ ڈال دی ہے' مجاعہ نے جو بیڑیوں میں جکڑا ہوا خالدؓ بن ولید کے عقب میں موجود تھا اس روشنی کو دیکھ کر کہا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں ہے بلکہ یہ چمک بنوحنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے لڑائی میں نکمے ہو جانے کے خوف سے انہوں نے ان کو نرم کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے اور واقعہ بھی یہی تھا' اب جنگ کے لیے مسلمان بڑھے' سب سے پہلا شخص جو ان کے مقابلے پر آیا' رحال بن عنفوہ تھا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور رحال بن عنفوہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حاضرین مجلس تم میں سے ایک شخص کی ڈاڑھ جو احد سے بڑی ہوگی قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی‘ ان لوگوں میں سے اور سب لوگ تو اپنی اپنی راہ سدھارے‘ صرف میں اور رحال بن عنفوہ زندہ رہے‘ میں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے برابر خائف تھا کہ اتنے میں میں نے رحال کے خروج کی خبر سنی تو مجھے اطمینان ہوا اور اسی کے ساتھ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔

حضرت ثابتؓ بن قیس کی شہادت:

جنگ شروع ہوئی اور عربوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو کسی دوسری جنگ میں اس قدر شدید جنگ اور مقاومت سے سابقہ نہیں پڑا تھا جس قدر اس جنگ میں پڑا‘ نہایت شدید جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی‘ بنوحنیفہ بڑھتے ہوئے مجاعہ اور خالدؓ تک جا پہنچے اور انھوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو اپنی قیام گاہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا‘ یہ لوگ ان قناتوں میں در آئے جہاں مجاعہ ام تمیمؓ کے پاس محبوس تھا‘ ایک شخص نے ام تمیمؓ پر تلوار اٹھائی‘ مجاعہ نے کہا دور رہ میں ان کا محافظ ہوں‘ یہ نہایت شریف بی بی ہیں تم مردوں سے لڑو‘ تب بھی انہوں نے قناتوں کو تلواروں سے پارہ پارہ کر دیا‘ مگر اس کے بعد ہی مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو جم کر لڑو‘ ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنی بہت بری عادت بنالی ہے۔ خداوندا! میں اپنے تئیں تیرے سامنے اہل یمامہ کے دین سے بری قرار دیتا ہوں اور جو کچھ ان مسلمانوں نے کیا ہے اس سے بھی اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں‘ یہ کہہ کر وہ نہایت بہادری سے تلوار سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

جب مسلمان اپنی قیام گاہ چھوڑ کر پسپا ہوئے زیدؓ بن الخطاب نے کہا اس کے بعد اب کہاں مقام ہو سکتا ہے‘ پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد انس بن مالکؓ کے بھائی براء بن مالکؓ اٹھے‘ ان کی یہ عادت تھی کہ جب جنگ میں شریک ہوتے تو فرط جوش سے کانپنے لگتے پھر کچھ لوگ ان پر بیٹھ جاتے تب ان کی کپکپی کم ہوتی اور وہ پائجامے ہی میں پیشاب کر دیتے‘ اس کے بعد وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوتے جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے ہزیمت کھائی ان پر یہ ہی کیفیت طاری ہوئی‘ کچھ لوگ ان پر بیٹھ گئے اور جب ان کو پیشاب آ گیا وہ شیر کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مسلمانو! میں براءؓ بن مالک ہوں میرے پاس آؤ‘ مسلمانوں کی ایک جماعت پلٹ آئی اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا اور یہ بڑھتے ہوئے محکم بن الطفیل محکم الیمامہ تک جا پہنچے‘ جب لڑائی اس کے سر پر آ پہنچی اس نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہا اے بنوحنیفہ! اب وقت آ گیا ہے کہ شریف زادیاں جبراً لونڈیاں بنالی جائیں گی اور ان سے ادنیٰ تر لوگ ان سے تمتع کریں گے لہٰذا اگر تم میں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے تو اب دکھاؤ‘ اس کے بعد وہ خود نہایت بہادری سے مسلمانوں سے لڑا‘ عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ الصدیق نے اس کے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں آ کر پیوست ہوا اور اس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

مرتدین پر مسلمانوں کی یورش:

اس کے بعد مسلمانوں نے ان پر ہر طرف سے ایسی یورش کی کہ ان کو ایک محصورہ باغ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہونا پڑا

جوان سب کے لیے ہلاکت کا مقام ثابت ہوا' اسی میں دشمن خدا مسیلمۃ الکذاب بھی تھا' براءؓ نے کہا اے مسلمانو! تم مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دو' مسلمانوں نے کہا براءؓ ہم ایسا نہیں کر سکتے مگر انہوں نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ آپ لوگ مجھے کسی طرح اس باغ کے اندر ڈال دیں' چنانچہ مسلمانوں نے ان کو کندھے پر اٹھا کر باغ کی دیوار پر چڑھایا اور وہاں سے وہ دشمن میں کود پڑے اور باغ کے دروازے سے ان کو مار بھگایا اور پھر مسلمانوں کے لیے اس دروازے کو کھول دیا۔ اب کیا تھا تمام مسلمان ایک دم باغ میں در آئے مرتدین نے ان کا بہت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر ڈالا' جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کے مولیٰ وحشی اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر اسے قتل کیا تھا۔ وحشی رضی اللہ عنہ نے اپنا بھالا اس پر پھینکا اور انصاری نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا چونکہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وار کیا تھا اس لیے بعد میں وحشی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشیؓ غلام نے قتل کیا ہے۔

عبید بن عمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں رحال' زیدؓ بن الخطاب کے مقابل موجود تھا جب معرکہ شروع ہوا' دونوں نے صف بندی کی' زیدؓ نے کہا رحال' اللہ سے ڈرو' تم نے بخدا مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دینا چاہتا ہوں اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے' مگر رحال نے نہ مانا دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا رحال مارا گیا' نیز بنوحنیفہ کے اور بہت سے ذی اثر روسا مارے گئے' اس پر ان لوگوں نے آخر دم تک مقابلے کے لیے باہم معاہدہ کیا اور ہر جماعت نے اپنی سمت میں حملہ کیا' مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے' وہ پسپا ہوئے اپنی قیام گاہ تک پسپا ہوئے اور پھر اسے بھی دشمن کے لیے چھوڑ کر اور پیچھے ہٹے' اہل یمامہ نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں' ان کو منہدم کر دیا اور اب مسلمانوں کی فرودگاہ کی لوٹ کھسوٹ میں منہمک ہوئے' مجاعہ کی انہوں نے خبر لی اور چاہتے تھے کہ ام تمیم رضی اللہ عنہا کو قتل کر دیں مگر مجاعہ نے ان کو بچالیا اور حملہ آوروں سے کہا کہ یہ بڑی نیک اور شریف بی بی ہیں ان سے تعارض نہ کرو۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اب زید رضی اللہ عنہ، خالد رضی اللہ عنہ اور ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں جان دینے کا معاہدہ کیا اور اپنے اور ساتھیوں سے بھی اس کے لیے گفتگو کی اس روز جنوب کی سمت سے آندھی چل رہی تھی جس سے غبار چھایا ہوا تھا زیدؓ نے کہا کہ میں تو اب کسی سے کوئی بات نہیں کرتا تاوقتیکہ میں دشمن کو مار نہ بھگاؤں یا اس کوشش میں شہید ہو کر اللہ کے پاس نہ پہنچوں اور اس سے اپنا واقعہ نہ بیان کر دوں' اے لوگو! دانت پیس کر دشمن پر پل پڑو اور بڑھتے چلے جاؤ' چنانچہ سب نے یہ ہی کیا اور دشمن کو پھر ان کے مقام تک دھکیل دیا بلکہ اس سے بھی عقب میں اس جنگل تک جہاں انہوں نے اپنی چھاؤنی قائم کی تھی ان کو بھگا دیا اس معرکے میں زیدؓ شہید ہو گئے' رضی اللہ عنہ۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کا حملہ:

ثابتؓ نے مسلمانوں سے کہا تم اللہ والے ہو اور وہ شیطان کے پیرو' غلبہ صرف اللہ' اس کے رسولؐ اور اللہ والوں کے لیے ہے لہٰذا اب میرے سامنے ایسی داد مردانگی دو جیسی میں تمہارے سامنے دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے سامنے سے مار بھگایا۔

حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے قرآن والو! اپنے عمل سے قرآن کو ترتیب دو اور پھر انہوں نے حملہ کر کے اپنے مقابل کے دشمنوں

کو سامنے سے ہٹا دیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے گذر گئے مگر شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اس کے بعد خالدؓ بن الولید نے حملہ کیا اور اپنے حامیوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے عقب سے دشمن کو مجھ پر یورش نہ کرنے دیں' یہ دشمن کا صفایا کرتے ہوئے خود مسیلمہ کے مقابل جا پہنچے اور اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔

حضرت سالمؓ بن عبداللہ علمبردار:

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا علم سالم بن عبداللہ کو دیا' انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مجھے کیوں دیا گیا ہے غالباً آپ لوگ یہ کہیں گے چونکہ آپ حافظ قرآن ہیں اور اس لیے آپ بھی دوسرے صاحب کی طرح آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں گے' مسلمانوں نے کہا بے شک یہ ہی وجہ ہے اب آپ جانیئے' سالمؓ نے کہا اگر میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہا تو میں برا حامل قرآن بنوں گا' ان سے پہلے مسلمانوں کا علم عبداللہؓ بن حفص بن غانم کے پاس تھا۔

حضرت زیدؓ بن الخطاب کی شہادت:

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے بنو حنیفہ سے کہا کہ تم عورتوں سے کیا سروکار رکھتے ہو تم کو چاہیے کہ مردوں سے لڑو' اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آخر دم تک لڑنے کا باہم عہد کیا مجاعہ کی اس بات کو سن کر بنو حنیفہ مسلمانوں کی فرودگاہ سے بھی آگے نکل گئے' اور مسلمان سب کے سب اپنی فرودگاہ چھوڑ کر نکل گئے' اس حالت پر صحابہؓ رسولؐ میں سے کچھ لوگوں نے گفتگو کی' زید رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہا کہ میں تو اب کچھ نہیں کہوں گا' اب یا میں فتح حاصل کروں گا یا شہادت۔ اور آپ سب بھی وہی کریں جو میں کروں' پھر انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنے تئیں بری بات کا خوگر بنالیا ہے میں بھی اب یہ ہی کر کے تم کو بتاتا ہوں۔ زیدؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس معرکے میں شہید ہو گئے۔

سالمؓ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس واقعے سے واپس آئے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا' زید رضی اللہ عنہ سے پہلے تم نے اپنی جان کیوں نہیں دے دی وہ مر جائیں اور تم زندہ رہو' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں خود تو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر میرے نفس نے تامل کیا اور اللہ نے ان کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔

سہل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کہا تم میرے سامنے کیسے آئے تم کہیں روپوش کیوں نہ ہو گئے' عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انہوں نے اللہ سے شہادت طلب کی' اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور میں نے خود کوشش کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر اللہ نے نہ مانا۔

اسلامی فوج کی قبیلہ داری صف بندی:

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس واقعے میں مہاجرین اور انصار نے اہل بادیہ کو اور اہل بادیہ نے مہاجرین اور انصار کو اپنے سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ کیا تھا' اور بعضوں نے یہ کہا کہ ہم ایسا اس لیے کر رہے ہیں کہ باہم امتیاز رہے اور میدان معرکہ سے فرار ہونے میں غیرت اور شرم آئے اور معلوم ہو سکے کہ کس کی سمت سے دشمن کی یورش ہوتی ہے' اس تجویز پر عمل ہوا' بستی والوں نے اہل بادیہ سے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے مقابلے میں شہر والوں سے جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہیں' اہل بادیہ نے ان سے کہا شہروں کے باشندے اچھے لڑنے والے نہیں ہوا کرتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جنگ کیا ہوا کرتی ہے' جب ہم آپ سے علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوں

گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دشمن کی یورش اور غلبہ کس سمت سے ہوتا ہے۔

محکم کا قتل:

اس طرح صف بندی کے بعد اب لڑائی شروع ہوئی اور جس قدر ہلاکت آفریں اور خونریز جنگ ہوئی اس کی نظیر پہلے دیکھنے میں نہیں آئی اور دونوں فریقوں اہل بادیہ اور شہر والوں نے ایسی شجاعت اور ثابت قدمی دکھائی کہ پہلے دیکھی نہیں گئی کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی' البتہ مہاجرین اور انصار کو اہل بادیہ کے مقابلے میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور اب تک جو باقی تھے وہ بھی سخت مصیبت میں تھے' عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے محکم کو جو مرتدین کے سامنے تقریر کر رہا تھا اپنے ایک بے خطا تیر سے ہلاک کر دیا اور زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رحال بن عنفوہ کو قتل کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا رجز:

بنو تمیم کے ایک شخص سے جو اس معرکے میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا مروی ہے کہ جب لڑائی نے بہت زیادہ شدت اختیار کی اور اب نوبت یہ آ گئی کہ کبھی مسلمان مغلوب ہوتے نظر آتے تھے اور کبھی مرتدین' خالدؓ نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہو کر لڑیں تا کہ ہر قبیلے کی جوان مردی اور کارگزاری' نمایاں ہو اور معلوم ہو کہ کس کی سمت سے مسلمانوں پر سخت یورش ہوتی ہے' اس تجویز کے مطابق اہل بادیہ اور شہری مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' اور ان میں بھی پھر ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوا اور وہ اپنے اپنے سرداروں کے پرچموں کے تحت معرکہ کارزار میں جم گئے اور اب سب نے دشمن کا مقابلہ شروع کیا' اہل بادیہ نے کہا کہ آج ان شہریوں کو لڑائی کا مزہ معلوم ہو گا' چنانچہ اسی جماعت کو سب سے زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا' مسیلمہ اپنی جگہ جما رہا اور دشمن کی یورش نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے' خالدؓ نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ قتل نہ ہو گا یہ طوفان فرو نہ ہو گا' بنو حنیفہ اپنے مقتولین کے قتل سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے بلکہ اسی شجاعت کے ساتھ جیسے کہ وہ پہلے لڑ رہے تھے برابر لڑتے رہے' اس کے بعد خود خالدؓ صف سے برآمد ہو کر دشمن کے مواجہہ میں کھڑے ہوئے اور انہوں نے مبارزت طلب کی اور کہا کہ میں ابن الولید العود ہوں میں عامر اور زید کا فرزند ہوں' پھر تمام مسلمانوں نے اپنا شعار یا محمداہ بلند کیا' اس واقعے میں ان کا یہی شعار تھا' اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جو شخص ان کے مقابلے پر آیا انہوں نے اسے قتل کر دیا اس وقت وہ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے:

انا ابن اشیاخ و سیفی الشخت　　　　اعظم شیء حین یاتیك النفت

ترجمہ: ''میں سرداروں کا فرزند ہوں اور میری تلوار نہایت خوں فشاں ہے' جب وہ تجھ پر پڑے''۔

جو سامنے آیا انہوں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوا اور انہوں نے دشمن کو بری طرح کچل دیا۔

مسیلمہ کذاب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

اس کے بعد مسیلمہ کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے اسے للکارا' اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر کف جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دونوں جبڑوں میں ناسور ہے اور جس بھلی بات کے کرنے کا مسیلمہ ارادہ کرتا ہے وہ شیطان اسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے لہٰذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ پر حملہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے خالد رضی اللہ عنہ اس کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے' خالد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلہ ورہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے مگر تاہم خالدؓ نے اندازہ لگایا کہ تاوقتیکہ مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے والے نہیں' انہوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی اس نے جواب دیا' خالدؓ نے چند باتیں ایسی پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کہ اچھا بتایئے اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کون سا نصف حصہ آپ ہمیں دیں گے' اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنا منہ شیطان سے مشورہ کرنے کے لیے پھیر دیتا اور وہ منع کر دیتا چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ مشورے کے لیے اپنا منہ ذرا پھیرا تھا کہ خالدؓ موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ سہم کر بھاگا اس کے ہٹتے ہی اس کے تمام توابع میدان سے فرار ہو گئے' خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار! اب کوتاہی نہ کرنا' بڑھو اور کسی کو بچ کر جانے نہ دو' مسلمان سب کے سب ان پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی۔

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تو کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کر کے ہم سے کیا کرتے تھے کیا ہوئے اس نے کہا بہرحال اب اس وقت تو تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو۔

حدیقۃ الموت:

محکم نے بنوحنیفہ کو للکارا کہ باغ میں چل کر پناہ لو' اتنے میں وحشیؓ نے مسیلمہ پر جو ایک دوسرے شخص کے سہارے کھڑا تھا اور فرط غضب سے جس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے حملہ کیا اور اپنے بھالے کو پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اب تمام مسلمان چاروں طرف سے دیواروں اور دروازوں کو پھاند کر اس باغ میں مرتدین پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کا صفایا کر دیا' اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو بعد میں حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہے اس روز دس ہزار نبرد آزما کام آئے۔

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے ثابت قدمی اور دلیری سے لڑنے کے لیے اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ترتیب قائم کی اور انہوں نے مرتدین کا جم کر مقابلہ کیا' بنوحنیفہ کو شکست ہوئی مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور مارتے مارتے حدیقۃ الموت تک اس کے تعاقب میں چلے آئے۔ اب یہاں مسیلمہ کے قتل میں اختلاف بیان ہے کہ وہ کب اور کہاں قتل ہوا' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اسی باغ میں مارا گیا ہے۔

حدیقۃ الموت کا محاصرہ:

بنوحنیفہ نے باغ میں داخل ہو کر تمام دروازے بند کر لیے' مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو محصور کر لیا' براءؓ بن مالک نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے اس دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دیں' انہوں نے براء رضی اللہ عنہ کو دیوار پر چڑھا دیا مگر وہ دشمن کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گئے اور کہا کہ مجھے اتارو اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ مجھے دیوار پر چڑھا دو' کئی بار ایسا ہوا کہ وہ چڑھے اترے' آخر کار ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اس خوف اور ہراس کا برا ہو' ایک مرتبہ آپ لوگ مجھے اور چڑھا دیں' مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اس پر چڑھتے ہی وہ دشمن کے بیچ میں کود پڑے اور دروازے پر ان کو مار کر اسے مسلمانوں کے لیے جو پہلے سے باہر آمادہ تھے کھول دیا مسلمانوں نے اس باغ میں داخل ہو کر اب خود اس کے دروازے کو دشمن پر مسدود کر دیا اور اس کی کنجی باہر پھینک دی' اس کے بعد

ایسی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہ تھی جتنے مرتد اس باغ میں پناہ گزیں تھے قتل کر ڈالے گئے' مسیلمہ کو اللہ نے اس سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا شکست کھانے پر بنوحنیفہ نے اس سے کہا تھا وہ تمہارے تمام وعدے کیا ہوئے اس نے کہا اب ان کا ذکر مت کرو اس وقت تو اپنی آبرو کی خاطر جوانمردی دکھاؤ۔

مسیلمہ کذاب کا قتل:

مروی ہے کہ کسی نے اعلان کیا کہ غلام حبشیؓ نے مسیلمہ کو قتل کر دیا ہے' خالدؓ' مجاعہ کو لے کر جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا مسیلمہ اور ان کے دوسرے سرداروں کو دکھانے میدان کارزار میں آئے' جب وہ رحال کی لاش پر آئے مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ رحال ہے۔

مجاعہ بن برارہ کی مصالحت کی پیش کش:

دوسری طرح سے مروی ہے کہ مسیلمہ سے فارغ ہو کر تمام مسلمان خالدؓ کے پاس آئے اور ان کو اس کی اطلاع دی' وہ مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے تا کہ وہ ان کو مسیلمہ کی لاش بتائیں' ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا اسی طرح گزرتے ہوئے خالدؓ' محکم بن الطفیل کی لاش پر آئے یہ ایک نہایت قدآور' وجیہہ اور شاندار آدمی تھا' خالدؓ نے اس کی صورت دیکھ کر مجاعہ سے کہا کہ یہ تمہارا سردار ہوگا' مجاعہ نے کہا ہرگز نہیں یہ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور معزز آدمی تھا' یہ یمامہ کا محکم ہے اور آگے چلے' خالدؓ مقتولین کے چہروں کو شناخت کے لیے اسے دکھاتے جاتے تھے۔ باغ میں پہنچے وہاں کے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا ان میں ایک پستہ قامت' زرد رنگ' مادہ رو شخص کی لاش نظر آئی مجاعہ نے کہا کہ یہی مسیلمہ ہے جس کے قتل سے تم کو فراغت ہوگئی' خالدؓ نے کہا کہ اسی نکمے بدقوادہ نے تم کو اس طرح نچایا' مجاعہ نے کہا ہاں بات تو یہی ہے' مگر بخدا خالدؓ یاد رکھو کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے پر آئے تھے' بہت ہی گھٹیا جلد باز تھے اور جو اصل میں ذی مرتبہ اور صاحب وقار ہیں وہ تو سب قلعوں میں سکونت پذیر ہیں' خالدؓ نے کہا یہ کیا بکتے ہو' مجاعہ نے کہا جو کہہ رہا ہوں بالکل حق ہے میری مانو آؤ میں اپنی قوم کی طرف سے تم سے صلح کر لیتا ہوں۔

اغلب بن عامر بن حنیفہ کا فرار:

بنوعامر بن حنیفہ کا ایک شخص اغلب بن عامر بن حنیفہ تھا اس کی گردن نہایت زبردست اور موٹی تھی جب مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان کو گھیر لیا وہ مردہ بن کر پڑ گیا' مسلمان مقتولین کی شناخت کرنے لگے' ابوبصیرہؓ انصاری چند اشخاص کے ساتھ اغلب کے پاس پہنچے' جب انہوں نے اسے مقتولین میں پڑا ہوا دیکھا۔ یہ سمجھے کہ اس کا کام ہی تمام ہو چکا ہے' لوگوں نے ابوبصیرہؓ سے کہا کہ تم اس بات کے مدعی ہو کہ تمہاری تلوار نہایت درجے کاٹنے والی ہے (یہ ہمیشہ اس کے مدعی تھے) تو اب ذرا اس اغلب کی گردن پر جو مرا پڑا ہے وار کر کے اپنی تلوار کی کاٹ دکھاؤ اگر اس میں تم کامیاب ہو گئے تو ہم جو کچھ تمہاری تلوار کے متعلق اب تک سنتے آئے ہیں اسے باور کر لیں گے۔

ابوبصیرہؓ تلوار نیام سے نکال کر اغلب کی طرف بڑھے' کسی کو بھی اس کے مردہ ہونے میں کوئی شک نہ تھا مگر ان کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک دم اٹھ کر بھاگا۔ ابوبصیرہؓ نے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے کہ میں ابوبصیرہؓ انصاری ہوں مگر اغلب نے اس تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ وہ ان کی گرفت سے دور ہی ہوتا گیا' جب ابوبصیرہؓ کہتے ہیں کہ میں ابوبصیرہؓ انصاری ہوں۔ اغلب جواب دیتا کہیے آپ نے اپنے کافر بھائی کی دوڑ بھی دیکھی اسی طرح وہ ان کی گرفت سے بچ کر بھاگ گیا۔

قلعوں کے محاصرہ کا اعلان:

جب خالدؓ اور ان کی سپاہ مسیلمہ کے قضیے سے فارغ ہوگئی' عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ نے ان سے کہا کہ آپ ہم سب کو لے کر بڑھیے اور ان تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیجیے خالدؓ نے کہا مگر پہلے میں چاہتا ہوں کہ رسالے کے مختلف دستے اطراف میں پھیلا دوں اور ان مرتدین کا پہلے صفایا کروں جو اب تک قلعہ گزین نہیں ہو سکے ہیں اس کے بعد دیکھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنے رسالے کو دشمن کی تلاش میں روانہ کیا اور ان دستوں نے مال' عورتیں اور بچے جن پر ان کا قابو چلا ان کو گرفتار کیا اور ان کو اپنے لشکر میں لے آئے' اب خالدؓ نے کوچ کا اعلان کیا تاکہ قلعوں کا محاصرہ کریں۔

مجاعہ نے ان سے کہا کہ آپ کے مقابلے میں یہ جلد باز ناتجربہ کار لڑنے آئے تھے' تمام قلعے نبرد آزماؤں سے پُر ہیں آؤ میں تم سے ان کے لیے صلح کرلوں۔ خالدؓ نے اس سے اس شرط پر کہ صرف جانیں معاف کر دی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ہر شئے پر وہ قبضہ کرلیں گے' صلح کرلی' مجاعہ نے کہا میں قلعہ والوں کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مل کر اس سمجھوتے پر مشورہ کر کے پھر آتا ہوں۔

مجاعہ بن مرارہ کی حکمت عملی:

مجاعہ قلعوں میں آیا یہاں سوائے عورتوں' بچوں' بہت بوڑھوں اور کمزوروں کے اور کون تھا مگر اس نے یہ کیا کہ عورتوں کو زرہیں پہنائیں اور ان سے کہا کہ میری واپسی تک تم قلعے کی فصیل پر نمودار ہو کر اپنا شعار جنگ برابر بلند کرتی رہو۔ یہ انتظام کر کے وہ خالدؓ کے پاس آیا اور کہا کہ جس شرط پر میں نے تم سے صلح کر لی تھی قلعے والے اسے نہیں مانتے اور یہ دیکھو ان میں کے بعض اپنے انکار کے لیے اظہار کے لیے فصیلوں پر نمودار ہوئے ہیں اور میں ان کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ وہ میرے قابو سے باہر ہیں۔ خالدؓ نے قلعوں کی طرف دیکھا وہ سیاہ ہو رہے تھے' اس شدید لڑائی نے خود مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا وہ تھک گئے تھے' اپنے اہل و عیال سے ملے ہوئے ان کو مدت گذر چکی تھی وہ چاہتے تھے کہ اسی فتح پر اکتفاء کر کے وطن واپس جائیں اور نیز یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر ان قلعوں میں لڑنے والے ہوئے تو معلوم نہیں کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہو کیونکہ پہلے ہی اس جنگ میں صرف مدینے کے مہاجرین اور انصار میں سے تین سو ساٹھ صحابہ شہید ہو چکے تھے۔

جنگ یمامہ کے شہدائے کرام:

نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین اور تابعین میں سے چھ سو یا زیادہ اصحاب شہید ہوئے تین سو مہاجرین میں سے اور تین سو تابعین کے علاوہ ثابتؓ بن قیس بھی شہید ہوئے' ان کا ایک مشرک نے قتل کیا' ان کا ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا تھا ثابتؓ نے اسی کو اپنے قاتل پر پھینک مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا' دوسری طرف بنو حنیفہ کے اقرباء کے میدان میں سات ہزار آدمی کام آئے تھے موت والے باغ میں سات ہزار اور تعاقب و تلاش میں بھی اسی قدر۔

مروی ہے کہ جب مجاعہ نے مصالحت کے متعلق خالدؓ سے گفتگو کی تو اس نے یہ تجویز ایسے شخص کے سامنے پیش کی تھی جسے خود لڑائی سے کافی نقصان پہنچ چکا تھا اور مسلمانوں کے اشراف میں سے بہت بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی اس وجہ سے خالدؓ نرم پڑ گئے اور انہوں نے صلح و آشتی کو پسند کر لیا اور مصالحت پر آمادگی ظاہر کر دی' مجاعہ سے اس شرط پر صلح کی کہ تمام سونا' چاندی' مویشی اور آدھے لونڈی غلام' خالدؓ کے حصے میں دے دیئے جائیں گے' اس کے بعد اس نے کہا کہ اچھا اب میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں تاکہ یہ

شرائط ان کے سامنے پیش کروں۔

حضرت خالدؓ بن ولید اور مجاعہ میں مصالحت:

مجاعہ نے قلعوں میں آ کر عورتوں سے کہا کہ اسلحہ لگا کر قلعے کی برجیوں پر نمودار ہو جاؤ' انہوں نے اس ہدایت کی تعمیل کی۔ اب مجاعہ پھر خالدؓ کے پاس آیا۔ خالدؓ پہلے ہی قلعے پر یہ مظاہرہ دیکھ چکے تھے کہ نبرد آزماؤں کی ایک بڑی مسلح جماعت اب تک قلعہ بند ہے' مجاعہؓ نے خالدؓ سے کہا کہ قلعے والے ان شرائط کو نہیں مانتے البتہ اگر آپ میری ایک اور بات مان لیں تو پھر میں ان کے پاس گفتگو کے لیے جاؤں' خالدؓ نے پوچھا کیا؟ مجاعہ نے کہا کہ آپ صرف چوتھائی لونڈی غلام لیں اور بقیہ چھوڑ دیں' خالدؓ نے کہا میں نے اسے بھی منظور کیا' مجاعہ نے کہا تو اچھا اب میں نے آپ سے قطعی مصالحت کر لی' جب وہ دونوں انعقاد صلح سے فارغ ہو گئے' قلعے کھول دیئے گئے' وہاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صرف عورتیں اور بچے ہیں کوئی مرد نہیں ہے خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم نے مجھے دھوکا دیا' مجاعہ نے کہا کہ میں مجبور تھا چونکہ یہ میری قوم کا معاملہ تھا اس وجہ سے سوائے اس کارروائی کے اور میں کیا کر سکتا تھا۔

سلمۃ بن عمیر الحنفی کی صلح نامہ سے مخالفت:

یہ بھی مروی ہے کہ اس روز دوسری مرتبہ مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو نصف لونڈی' غلام تمام نقدی' تمام مویشی اور علاقے پر صلح ہو جائے اور میں اس کے لیے باقاعدہ معاہدۂ صلح لکھ دوں خالدؓ نے ان شرائط کو منظور کر لیا' مجاعہ نے ان شرائط پر کہ تمام نقدی' مویشی' زمین' نصف لونڈی غلام اور ہر گاؤں میں سے ایک باغ جسے خالدؓ پسند کریں اور ایک مزرعہ جسے وہ پسند کریں لے لیں ان سے صلح کر لی' انعقاد صلح کے بعد خالدؓ نے مجاعہ کو قلعے والوں کے پاس شرائطِ صلح کی تکمیل کے لیے بھیجا اور کہا کہ کہہ دو کہ میں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس اثناء میں ان تمام شرائط کی عملی تکمیل ہو جائے ورنہ میں پھر دھاوا کر دوں گا اور پھر سوائے سب کو تہ تیغ کر دینے کے کوئی درخواست قبول نہیں کروں گا' مجاعہ نے قلعے والوں سے آ کر کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر کے صلح کر لو اس پر سلمۃ بن عمیر الحنفی نے کہا ان شرائط کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے' ہم دیہات والوں اور غلاموں کی جماعت کو دعوت دیتے ہیں اور دشمن سے پھر مقابلہ کریں گے' ہم خالدؓ سے معاملہ نہیں کرتے' ہمارے قلعے سنگین ہیں' خوراک وافر ہے' اور جاڑا اب قریب آ رہا ہے۔ مجاعہ نے اس سے کہا تو بہت ہی بد بخت اور منحوس ہے تجھے اس بات سے کہ میں نے حریف کو دھوکا دے کر ان شرائط کو منوایا ہے' دھوکا ہوا ہے تو ہرگز اپنی رائے میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیا اب تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس میں ذرا بھی کوئی خوبی یا محل شناسی باقی رہی ہو اور اس صلح سے میں نے تم کو اس مصیبت سے بچا لیا جس کی پیشین گوئی شرحبیل بن مسیلمہ نے کی تھی۔

صلح نامہ:

اس گفتگو کے بعد مجاعہ سات آدمیوں کے ساتھ خالدؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بہت مشکل سے میری قوم والوں نے یہ صلح قبول کی ہے لہٰذا اب اس کے لیے باقاعدہ صلح نامہ لکھ دیجیے۔ خالدؓ نے لکھا ''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر خالدؓ بن الولید نے مجاعہ بن مرارہ' مسلمہ بن عمیر اور فلاں فلاں اشخاص سے صلح کی ہے' جس قدر سونا' چاندی' بنو حنیفہ کے پاس ہے وہ سب خالد رضی اللہ عنہ کو دے دیا جائے گا' نصف لونڈی غلام ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے' تمام مویشی اور علاقہ ان کے قبضے میں دے دیا جائے گا۔ ہر گاؤں میں ایک باغ اور ایک مزرعہ ان کو دے دیا جائے گا' بشرطیکہ وہ اسلام لے آئیں اس کے بعد ان کو امان اور آزادی ہے' ان شرائط کے ایفاء کے

لیے البتہ خالدؓ بن الولید' ابوبکرؓ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری کا اقرار کیا جاتا ہے۔

بنوحنیفہ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم:

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ خالدؓ نے مجاعہ سے ان شرائط پر صلح کی' تمام سونا' چاندی' مویشی اور ہر سمت میں ایک باغ جس کو پسند کیا جائے اور نصف لونڈی غلام خالدؓ کے حوالے کر دیئے جائیں مگر بنوحنیفہ نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا' خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس میں آخری تصفیہ کر لو' سلمہ بن عمیر نے بنوحنیفہ سے کہا تم اپنی عزت و آبرو کی خاطر آخر دم تک لڑو اور کوئی شرط نہ مانو کیونکہ ہمارا قلعہ نہایت سنگین ہے' ہمارے پاس خوراک وافر ہے اور اب سردی بھی شروع ہو گئی ہے' مجاعہ نے کہا اے بنوحنیفہ میری بات مانو اور سلمہ کی بات ہرگز نہ مانو یہ شخص بہت منحوس ہے اور قبل اس کے کہ شرحبیل بن مسیلمہ کا کہا ہوا یہ قول کہ عورتوں کو زبردستی بھگا لے جایا جائے گا اور مفت میں ان سے تمتع کیا جائے گا تم پر صادق آئے تم اس صلح کو قبول کرو۔ چنانچہ بنوحنیفہ نے اس کی بات مان کر اس کے تصفیہ کو قبول کر لیا اور سلمہ کی بات کو رد کر دیا' اسی زمانے میں حضرت ابوبکرؓ نے سلمہؓ بن سلامہ بن وقش کے ہاتھ ایک خط خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا جس میں ان کو حکم دیا تھا اگر اللہ عزوجل ان کو فتح دے تو وہ بنوحنیفہ کے ان تمام مردوں کو جن کی ڈاڑھی نکل آئی ہے قتل کر دیں' مگر جب سلمہؓ خط لے کر خالدؓ کے پاس پہنچے تو اس پہلے ہی خالدؓ بنوحنیفہ سے صلح کر چکے تھے سلمہؓ نے بھی اس صلح کی توثیق کر دی۔

مسلمہ بن عمیر:

بنوحنیفہ بیعت اور اپنے سابقہ کردار سے برأت کے لیے خالدؓ کے پاس ان کے پڑاؤ میں جمع ہوئے مسلمہ بن عمیر نے مجاعہ سے کہا مجھے خالدؓ کے پاس لے چلو' میں ان سے خود ان کی بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں حالانکہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اچانک خالدؓ پر حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دے' مجاعہ نے اس کی باریابی کے لیے خالدؓ سے اجازت مانگی خالدؓ نے اجازت دے دی مسلمہ بن عمیر' خالد رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے ارادے سے تلوار ابغل میں چھپائے اندر آیا' خالدؓ نے پوچھا یہ کون ہے مجاعہ نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی تھی اور آپ نے اسے باریابی کی اجازت دی ہے۔ خالدؓ نے کہا اسے یہاں سے نکال دو' لوگوں نے اسے باہر نکال دیا اور جب اس کی جامعہ تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے تلوار برآمد ہوئی۔

مسلمہ بن عمیر کی خودکشی:

لوگوں نے اس کو بہت لعنت ملامت کی' قید کر لیا اور کہا کہ تو نے اپنی حرکت سے اپنی پوری قوم کو تباہ کرنا چاہا تھا اور تیری نیت صرف یہ تھی کہ پورا بنوحنیفہ برباد ہو جائے' ان کی آل واولاد اور عورتیں لونڈی غلام بنالی جائیں اگر خالد رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ تو ہتھیار لے کر آیا ہے وہ ضرور تجھے قتل کر دیتے اور اب بھی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر انھیں تیری اس حرکت کی اطلاع ملی تو وہ تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈی بنالیں گے نیز وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ ایک شخص کی حرکت نہیں ہے بلکہ ہماری ایک جماعت اس سازش میں شریک ہے۔ لوگوں نے اسے قید کر کے قلعے میں بند کر دیا' تمام بنوحنیفہ اپنے سابقہ کردار سے برأت اور تجدید اسلام کے لیے جمع ہوئے' مسلمہ نے ان سے کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کوئی بات تمہارے خلاف مرضی نہیں کروں گا' تم مجھے معاف کر دو مگر بنوحنیفہ نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اس کی حماقت کی وجہ سے وہ اس کے کسی عہد کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار

نہ ہوئے۔ چنانچہ ایک روز رات کو وہ قلعے سے چپکے سے نکل کر خالد رضی اللہ عنہ کی فرودگاہ کی طرف چلا' مگر پہرے والوں نے اسے شناخت کرلیا اور وہ چلائے' بنوحنیفہ بیدار ہوئے اس کے تعاقب میں دوڑے اور قلعے کی کسی فصیل میں اس کو جالیا اس نے ان پر تلوار سے حملہ کیا' انہوں نے پتھروں سے مار کر ایک کونے میں پناہ لینے کے لیے مجبور کیا اس وقت تلوار اس کے حلقوم پر تھی اس نے اپنی شہ رگیں کاٹ دیں وہ ایک کنویں میں گر پڑا اور مر گیا۔

عرض اور قریہ کی مال غنیمت:

مروی ہے کہ خالدؓ نے تمام بنوحنیفہ سے صلح کر لی تھی' سوائے ان لوگوں کے جو عرض اور قریہ میں تھے کیونکہ وہ اس وقت گرفتار کیے گئے ہیں' جب مختلف مقامات پر دوڑیں بھیجی گئیں صرف عرض اور قریہ میں جو لونڈی غلام بنوحنیفہ' قیس بن ثعلبہ اور یشکر کے خالد رضی اللہ عنہ کو ملے وہ پانچ سو تھے جو انہوں نے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بنت مجاعہ سے نکاح:

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ پھر خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دو مجاعہ نے کہا ذرا ابھی صبر کرو ورنہ امیر المومنین مجھ سے اور تم سے سخت ناراض ہو جائیں گے خالدؓ نے کہا تم اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں دے دو اس نے نکاح کر دیا اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو ایک بہت ہی خشم آگین خط لکھا کہ اے خالد رضی اللہ عنہ بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا' کہ تم عورتوں سے نکاح کر رہے ہو' حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمہارے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا' خالدؓ خط کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ اعیسر یعنی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حرکت ہے جو یہ خط امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بنی حنیفہ کا وفد:

اس سے پہلے خالد رضی اللہ عنہ بن الولید نے بنوحنیفہ کا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا تھا جب یہ وفد ان کے پاس پہنچا ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی انھوں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ ہم سے جو لغزش ہوئی وہ ایک ایسے منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ جسے نہ اللہ نے اس معاملے میں برکت دی نہ اس کے خاندان کو' ابوبکرؓ نے کہا اچھا پھر بھی یہ تو بتاؤ کہ وہ تم کو کس بات کی دعوت دیتا تھا انہوں نے کہا کہ وہ ہم سے بطور الہام یہ جملے کہا کرتا تھا ''اے مینڈک تو پاک ہے صاف ہے نہ کسی پانی پینے والے کو روکتا ہے نہ پانی کو گندا کرتا ہے آدھی زمین ہماری آدھی قریش کی مگر قریش تو ایسی قوم ہے' جو اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے''۔ ابوبکرؓ نے کہا سبحان اللہ! تم پر بہت افسوس ہے یہ تو اس قسم کا کلام ہے جسے آج تک نہ خدا نے کہا نہ پیغمبرؐ نے وہ تمھیں کہاں بہکا لے گیا تھا۔

خالدؓ بن الولید جب یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوئے جہاں وہ اس کی ایک وادی ریاض نامی میں فروکش تھے اور وہیں ان کی بنوحنیفہ سے جنگ ہوئی تھی اب وہ اس سے منتقل ہو کر یمامہ کی ایک اور وادی دبر نامی میں فروکش ہوئے۔



باب ۵

مرتدین بحرین وعمان اور یمن ۱۱ھ

اہل بحرین کا ارتداد

حضرت علاءؓ بن الحضرمی کی روانگی بحرین:

سیف سے مروی ہے کہ علاءؓ بن الحضرمی بحرین روانہ ہوئے' بحرین کا قصہ یہ ہوا' رسول اللہ ﷺ اور منذرؓ بن ساوی ایک ہی مہینے میں بیمار ہوئے' منذر کا رسول اللہ ﷺ کے بعد ہی انتقال ہو گیا ان کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے ان میں سے عبدالقیس پھر اسلام لے آئے البتہ بکر مرتد ہی رہے۔ جس شخص کی کوشش سے عبدالقیس دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے وہ جارود تھے۔

جارود بن المعلیٰ:

حسن بن الحسن سے مروی ہے کہ جارودؓ بن المعلیٰ تلاش حق میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان سے فرمایا جارود اسلام لے آؤ انہوں نے کہا کہ میں خود اپنا دین رکھتا ہوں آپؐ نے فرمایا تمہارا دین کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مہمل ہے' جارودؓ نے آپؐ سے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو جو خرابی بعد میں اسلام میں ہو' اس کی ذمہ داری آپؐ پر' آپؐ نے فرمایا اچھا جارودؓ اسلام لے آئے اور مدینے میں مقیم رہے جب وہ مسائل دین سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو اب انھوں نے گھر جانے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ سفر کے لیے کوئی سواری ہو تو دیجیے' آپؐ نے فرمایا اس وقت تو کوئی سواری نہیں ہے جارودؓ نے کہا اگر راستے میں کوئی بھٹکا ہوا جانور مل جائے' میں اسے لے لوں آپؐ نے فرمایا کہ نہیں تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ یہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا' ان کی پوری قوم مسلمان ہو گئی۔

بنو عبدالقیس کا قبول اسلام:

اسے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ان کے قبیلے نے عبدالقیس سے کہا اگر محمدؐ نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے اس کی اطلاع جارودؓ کو ہوئی انھوں نے ان سب کو جمع کیا تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا ''اے گروہ عبدالقیس! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر تم اسے جانتے ہو تو بتانا اور اگر نہ جانتے ہو تو نہ بتانا'' انہوں نے کہا جو چاہو سوال کرو جارودؓ نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے نبی دنیا میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں جارودؓ نے کہا تم ان کو صرف جانتے ہو یا تم نے ان کو دیکھا بھی ہے انہوں نے کہا کہ نہیں ہم نے ان کو دیکھا تو نہیں لیکن ہم ان کو جانتے ہیں جارودؓ نے کہا کہ پھر کیا ہوا' انہوں نے کہا وہ مر گئے جارودؓ نے کہا اسی طرح محمد ﷺ بھی انتقال فرما گئے جس طرح سابقہ انبیاء دنیا سے اٹھ گئے اور میں اعلان کرتا ہوں لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ' ان کی قوم نے کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور بے شک محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں اس طرح وہ اسلام پر ثابت قدم رہے ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی اور انہوں نے تمام بنو ربیعہ منذرؓ اور مسلمانوں کو آپس میں نپٹ لینے کے لیے چھوڑ دیا' چنانچہ منذرؓ اپنی زندگی بھر ان

سے الجھے رہے ان کے مرنے کے بعد ان کی جماعت مکاثنین میں محصور ہوگئی یہاں تک کہ ان کو علاء نے محاصرے سے آزاد کرایا۔

منذر بن ساویٰ کی وفات:

مروی ہے کہ جب خالدؓ بن الولید یمامہ کے قضیے سے فارغ ہوئے ابوبکرؓ نے علاءؓ ابن الحضرمی کو بحرین بھیجا یہ علاءؓ وہی شخص ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے منذرؓ بن ساویٰ العبدی کے پاس اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا' منذرؓ اسلام لے آئے اور علاءؓ بحرین میں رسول اللہ ﷺ کے امیر کی حیثیت سے مقیم رہے' رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تھوڑے ہی دن کے بعد منذرؓ بن ساویٰ کا بحرین میں انتقال ہوا۔

وراثت کا مسئلہ:

عمروؓ بن العاص عمان میں متعین تھے یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہیں تھے یہ مدینے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منذرؓ بن ساویٰ کے پاس آئے جو اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے عمروؓ ان سے ملنے گئے منذرؓ نے ان سے پوچھا کہ ایک مسلمان کی وفات کے وقت اس کے مال میں سے رسول اللہ ﷺ کتنا حق خود اس مرنے والے کو دلواتے ہیں عمروؓ نے ان سے کہا کہ تیسرا حصہ' منذرؓ نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے اس ثلث مال کو کس طرح خرچ کروں' عمروؓ نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیجیے اور اس طرح یہ ایک نیکی کر جائیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنے اس مال کو صدقہ کر دیجیے اور اس طرح یہ صدقہ ایک محرم شے ہوگا کہ جو آپ کے بعد ان لوگوں کے لیے جن کے لیے آپ نے یہ صدقہ کیا ہے' یہ صدقہ جاریہ رہے گا۔ منذرؓ نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنے مال کو بحیرہ[1] سائبہ[2] وصیلہ[3] اور حامی[4] کی طرح حرام کر جاؤں' بجائے اس کے میں اپنے مال کو ابھی تقسیم کیے جاتا ہوں اور جن لوگوں کے لیے میں نے وصیت کی ہے ان کو دے دیتا ہوں تاکہ اسے وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ عمروؓ ہمیشہ ان کے اس قول پر تعجب کیا کرتے تھے کہ انہوں نے کیا عمدہ بات کہی۔

بحرین میں ارتداد کی وبا:

جارودؓ بن عمروؓ بن حنش بن معلیٰ کے علاوہ تمام بنو ربیعہ اور عربوں کے ساتھ بحرین میں مرتد ہوگئے' البتہ جارودؓ اور ان کے قبیلے والے بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات اور عربوں کے مرتد ہو جانے کی اطلاع ملی انہوں نے کہا تو میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اعلان کرتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں ان تمام لوگوں کو جو اس کا اقرار نہیں کرتے کافر قرار دیتا ہوں۔

---

1. بحیرہ: عہد جاہلیت میں اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو پانچ بچے ہو جانے کے بعد اس کے کان میں سوراخ کر کے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا نہ اس سے پھر سواری لی جاتی تھی نہ اس کا دودھ دوہا جاتا تھا۔
2. سائبہ: منت کے سلسلے میں آزاد کی ہوئی اونٹنی کو کہتے ہیں۔
3. وصیلہ: وہ بکری جو ایک ساتھ نر مادہ دو بچے ایک مرتبہ جنے اور پھر اس سے استفادہ حرام ہو جاتا تھا۔
4. حامی: وہ اونٹ جو دس بچے جنوانے کے بعد آزاد کر دیا جاتا تھا اور پھر اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔

منذر بن نعمان بن منذر کی امارت:

بنو ربیعہ بحرین میں جمع ہوئے اور مرتد ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم اس علاقے کی حکومت پھر منذرؓ کے خاندان کو دیتے ہیں چنانچہ انہوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو اپنا بادشاہ بنالیا' اسے غرور یعنی فریب کہا جاتا تھا مگر جب وہ اور تمام دوسرے لوگ تلوار کے زور سے دوبارہ اسلام لائے تو خود وہ کہا کرتا تھا کہ میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔

جوانا کا محاصرہ:

عمیرؓ بن فلان العبدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بنو قیس بن ثعلبہ کے حطم بن ضبیعہ نے بکر بن وائل کے مرتدین اور دوسرے ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیشہ سے کافر تھے مرتد ہو کر خروج کر کے قطیف اور ہجر میں اپنا مستقر قائم کیا اور تمام خطے کو اس میں جس قدر زط اور سیابجہ آباد تھے ان سب کو گمراہ کر دیا' اس نے ایک مہم دارین بھیجی جو اس کے ساتھ ہو گئے تا کہ وہ عبد القیس کو اپنے اور ان کے درمیان گھیر لے کیونکہ وہ ان کے مخالف تھے اور منذرؓ اور مسلمانوں کی مدد کرتے تھے اس نے غرور بن سوید نعمان بن المنذر کے بھائی کو بلا بھیجا اور اسے جوانا بھیجا اور اس نے کہا کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا' اگر مجھے فتح ہوئی تو میں تمہیں بحرین کا بادشاہ بنا دوں گا اور تم نعمان بادشاہ حیرہ کے برابر ہو جاؤ گے' اس نے جوانا آ کر وہاں کے باشندوں کا کامل محاصرہ کر لیا محصورین کو محاصرے سے بڑی تکلیف ہوئی ان مسلمان محصورین میں مسلمانوں کے ایک بڑے بزرگ بنو ابی بکر کلاب کے عبداللہؓ بن حذف بھی تھے ان کو اور تمام محصورین کو بھوک کی ایسی تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جاتے اس موقع پر انہوں نے چند شعر بھی کہے ہیں جس میں اپنی دردناک حالت کو ابوبکرؓ اور اہل مدینہ کو مخاطب کر کے بیان کیا ہے۔

ثمامہ بن اثال:

منجاب بن راشدہ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے علاءؓ بن الحضرمی کو بحرین کے مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا بحرین آتے ہوئے جب وہ یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال بنو حنیفہ کے بنو سحیم کے مسلمانوں اور دوسرے بنو حنیفہ کے دیہاتیوں کے ہمراہ ان سے ملے یہ اب تک جنگ سے کنارہ کشی کیے ہوئے اپنے طرز عمل پر غور کر رہے تھے کہ کس کا ساتھ دیں۔

عکرمہ کی روانگی مہرہ:

علاءؓ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو پہلے عمان بھیجا اور پھر مہرہ اور شرحبیل رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم آنے تک جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو۔

مسجد اور بلی پر فوج کشی:

علاءؓ دومہ آئے یہاں وہ اور عمروؓ بن العاص بنو قضاعہ کے مرتدین پر چھاپے مارنے لگے عمروؓ بن العاص سعد اور بلی پر غارت گری کرتے تھے اور علاءؓ نے بنو کلب اور ان کے توابع سے کارروائی شروع کی۔

مقاعس اور ذیلی قبائل کی بغاوت:

راوی کہتا ہے کہ جب وہ ہمارے قریب آئے تو ہم اس علاقے کی بلند سطح پر تھے بنو رباب اور بنو عمرو بن تمیم میں سے جس جس کے پاس گھوڑا تھا وہ اس پر سوار ہو کر علاءؓ کے استقبال کے لیے آ گیا' بنو حنظلہ بھی متردد تھے کہ آیا اس ہنگامے میں شرکت کریں یا نہ

کریں' مالک بن نویرہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بطاع میں تھا وہ کبھی ہم پر حملہ کرتا اور کبھی ہم اس پر' وکیع بن مالک ایک بڑی جماعت کے ساتھ قرعاء میں تھا وہ عمروؓ پر حملہ کرتا تھا اور عمروؓ اس پر حملہ کرتے تھے قبیلہ سعد بن زید مناۃ میں دو جماعتیں ہوگئی تھیں' عوف اور ابناء نے زبرقانؓ بن بدر کی بات مانی وہ اسلام پر قائم رہے اور انہوں نے زبرقانؓ کی مرتدین کے مقابلے میں مدافعت کی البتہ مقاعس اور ذیلی قبائل نے زبرقانؓ کی بات نہ مانی اور بغاوت کا اعلان کر دیا قیس بن عاصم نے اس زکوٰۃ کے مال کو جو ان کے پاس جمع ہوگیا تھا مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل میں تقسیم کر دیا حالانکہ زبرقان نے عوف اور ابناء کے زکوٰۃ کے مال کو حکومت کے لیے وصول کیا۔ اسی طرح عوف اور ابناء مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل سے جنگ و جدال میں مصروف ہوگئے۔

قیس بن عاصم کی اطاعت:

مگر جب قیس بن عاصم کو معلوم ہوا کہ رباب اور عمرو بن تمیم سب علاءؓ سے مل گئے ہیں وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے اور زکوٰۃ کا جو مال انہوں نے بہ اختیار خود تقسیم کر دیا تھا اتنا ہی مال علاءؓ کے پاس لا کر ان کے حوالے کر دیا اور اپنی بغاوت کے ارادے سے باز آ کر وہ خود اہل بحرین سے لڑنے کے لیے ان کے ساتھ ہوگئے۔ اس موقع پر انہوں نے بہت سے شعر بھی کہے جس طرح کہ زبرقانؓ نے زکوٰۃ کے مال کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجتے ہوئے کہے تھے۔ قیس جب زکوٰۃ کا مال لے کر علاءؓ کے پاس آئے علاءؓ نے ان کی تعظیم و تکریم کی' علاءؓ کے ساتھ جہاد کے لیے قبیلۂ عمرو' سعد اور رباب میں سے اتنے ہی آدمی اور شامل ہوگئے جتنے کہ پہلے سے ان کی اصلی فوج میں تھے علاءؓ ہم کو دہنا کے راستے سے لے چلے۔

اونٹوں کی گمشدگی:

جب ہم اس کے وسط میں پہنچے جہاں سے منافات اور عزافات ان کے داہنی اور بائیں جانب تھے' اور اللہ نے چاہا کہ ہمیں اپنا ایک معجزہ دکھائے' علاءؓ نے قیام کر دیا اور سب لوگوں کو قیام کا حکم دے دیا۔ جب رات اچھی طرح چھا گئی تمام اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے نہ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اونٹ رہا نہ توشہ نہ توشہ دان نہ خیمہ' سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہوگیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے مگر ابھی وہ اپنا سامان نہ اتار سکے تھے اس وقت ہم پر جو رنج و غم طاری ہوا مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور جماعت پر کبھی طاری ہوا ہو ہم نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو آخری پیام دیئے' اتنے میں علاءؓ کے منادی نے سب کے اجتماع کا حکم دیا ہم سب علاءؓ کے پاس جمع ہوئے انہوں نے کہا میں یہ کیا پریشانی اور اضطراب آپ لوگوں میں دیکھ رہا ہوں اور آپ لوگ کیوں اس قدر متفکر ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر ہم کو مورد الزام قرار دیا جائے' ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہوگئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا' کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہوں گے۔

علاءؓ نے کہا آپ لوگ ہرگز خوفزدہ نہ ہوں' کیا آپ مسلمان نہیں ہیں' کیا آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے' کیا آپ اللہ کے مددگار نہیں ہیں سب نے کہا بے شک ہم ہیں' علاءؓ نے کہا آپ لوگوں کو بشارت ہو کیونکہ اللہ ہرگز ایسے لوگوں کا جس حال میں آپ ہیں کبھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

پانی کا چشمہ:

طلوع فجر کے ساتھ صبح کی اذان ہوئی علاءؓ نے ہمیں نماز پڑھائی بعض لوگوں نے ہم میں سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور بعض کا

اب تک سابقہ وضو باقی تھا' نماز کے بعد وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر دعاء کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعاء کے لیے بیٹھ گئے جب سورج کی روشنی افق مشرق میں ذرا نمودار ہوئی وہ صف کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے کہا کوئی ہے ایسا کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیا ہے ایک شخص اس کام کے لیے گئے اور انہوں نے واپس آ کر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے علاءؓ پھر دعاء میں مصروف ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ سراب ہے تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی اس مرتبہ خبر گیر نے آ کر کہا کہ پانی ہے علاءؓ کھڑے ہو گئے اور سب لوگ کھڑے ہو گئے اور پانی کی طرف چل کر وہاں پہنچے ہم نے پانی پیا منہ ہاتھ دھوئے' غسل کیا۔

اونٹوں کی واپسی:

ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ہمارے اونٹ ہر سمت سے دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آتے ہوئے نظر آئے وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہر شخص نے اپنی سواری کے پاس جا کر پکڑ لیا ہماری کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی ہم نے ان کو اس وقت پانی پلایا پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پلایا اور اپنے ساتھ بھی پانی کا ذخیرہ لے لیا اور پھر خوب آرام کیا اس وقت ابوہریرہؓ میرے رفیق تھے جب ہم اس مقام سے ذرا دور نکل گئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو میں نے کہا کہ میں اور تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے بہت زیادہ واقف ہوں۔

معجزہ:

ابوہریرہؓ نے کہا تم مجھے پھر اسی جگہ لے چلو میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے آیا وہاں آ کر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے نہ پانی کا کوئی نشان' میں نے ابوہریرہؓ سے کہا بخدا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آیا تب بھی میں ضرور یہی کہتا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام میں صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن لبریز تھے ابوہریرہؓ نے کہا کہ اے ابوسہم بخدا یہی وہ مقام ہے اسی لیے میں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے آیا ہوں میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں معلوم کر لوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے اسے بھی میں معلوم کر لوں گا' دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمارے بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا اس پر ابوہریرہؓ نے اللہ کی حمد کی وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے چلے اور ہجر آ کر ہم نے پڑاؤ کیا۔

علاءؓ نے جارودؓ اور ایک دوسرے صاحب کو حکم بھیجا کہ تم دونوں عبدالقیس کو لے کر حطم کے مقابلے کے لیے اس علاقے میں جو تم سے ملا ہوا ہے جا کر پڑاؤ کرو۔

حضرت علاءؓ الحضرمی کی حطم پر فوج کشی:

خود علاءؓ اپنی فوج کے ساتھ حطم کے مقابلے پر اس علاقے میں آئے جو ہجر سے ملا ہوا تھا۔ اہل دارین کے علاوہ تمام مشرکین حطم کے پاس جمع ہو گئے اسی طرح تمام مسلمان علاءؓ بن الحضرمی کے زیر علم جمع ہوئے دونوں حریفوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھود لی' اب وہ روزانہ اپنی اپنی خندق سے برآمد ہو کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور پھر اپنی خندق میں واپس ہو جاتے تھے ایک مہینے تک

جنگ کی یہی کیفیت رہی' اسی اثناء میں ایک رات مسلمانوں کو مشرکین کے پڑاؤ سے زبردست شوروغوغا سنائی دیا وہ شور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شکست خوردہ فوج میں ہوتا ہے' علاءؓ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے۔

عبداللہ بن حذف کی گرفتاری ورہائی:

عبداللہ بن حذف نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں' اس کی ماں قبیلۂ عجل کی تھیں۔ یہ اپنی فرودگاہ سے نکل کر جب دشمن کی خندق کے قریب پہنچے انہوں نے ان کو پکڑ لیا' پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ میں عجلی ہوں اور وہ پکارنے لگے اے ابجر میری مدد کرو ابجر بن بجیر ان کے پاس آیا ان کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا ہے انہوں نے کہا میں لہزموں کے ہاتھ سے نہیں مرنا چاہتا اور میں کیوں قتل کیا جاؤں جب کہ میرے گرد عجل تیم اللات' قیس اور غزہ کی فوجیں کھڑی ہیں۔ حطم اور دوسرے دور والے قبائل تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کھلونا بنائیں یا ٹھکرائیں' ابجر نے ان کو سپاہیوں سے چھڑا لیا مگر کہا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ آج رات تم اپنے ماموؤں کے لیے بہت بُرے بھانجے ہو۔ عبداللہؓ بن حذف نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو مجھے کچھ کھلاؤ میں بھوک سے مر رہا ہوں' ابجر ان کے لیے کھانا لایا عبداللہ نے کھانا کھایا اور پھر کہا کہ مجھے زادِراہ دو' سواری دو اور کچھ نقد دو تاکہ میں اپنے ننھیال چلا جاؤں۔ ابجر نے اس کے لیے ایک شخص کو حکم دیا جو شراب کے نشے میں چور تھا اس نے ان کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا' توشہ دیا اور کچھ نقد دیا۔ عبداللہ بن حذف وہاں سے چل کر مسلمانوں کی فرودگاہ میں آ گئے اور انہوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف مخمور ہے۔

مسلمانوں کا حطم پر حملہ:

مسلمانوں نے فوراً دشمن پر حملہ کر دیا اور خود اس کے پڑاؤ میں گھس کر ان کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کیا وہ بے تحاشا اپنی خندق کی طرف بھاگے بہت سے اس میں گر کر ہلاک ہو گئے جو بچے وہ اس قدر خوف زدہ ہو گئے تھے کہ یا قتل کر دیئے گئے یا گرفتار کر لیے گئے۔ مسلمانوں نے ان کی پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔ البتہ ابجر جان بچا کر بھاگ گیا' حطم کی خوف و دہشت سے یہ کیفیت تھی کہ گویا اس کے جسم میں جان ہی نہیں' وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جب کہ تمام مسلمان مشرکین کے وسط میں آ چکے تھے' اپنی بدحواسی میں حطم خود مسلمانوں میں سے فرار ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا۔ جیسے ہی اس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی' بنوعمرو بن تمیم کے عفیفؓ بن المنذر کا اس کے پاس سے گذر ہوا وہ اس وقت پکار رہا تھا کہ کیا بنوقیس بن ثعلبہ کا کوئی شخص ہے جو مجھے رکاب کے لیے ڈوری دے دے۔ اس نے یہ بات ایسی بلند آواز سے کہی کہ عفیفؓ نے اسے شناخت کر لیا اور آواز دی کہ ابوضبیعہ! حطم نے کہا کہ ہاں عفیفؓ نے کہا پاؤں دو میں اس میں ڈوری باندھے دیتا ہوں۔

حطم کا خاتمہ:

حطم نے اس کے لیے اپنا پاؤں آگے کر دیا۔ عفیف نے تلوار کے ایک وار سے ران پر سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا' اور اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ حطم نے کہا اب کیا ہے تم میرا کام ہی تمام کر دو۔ عفیفؓ نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں تیری ہڈیاں نہ چبالوں تجھے موت آئے کیونکہ اس روز رات کو عفیفؓ کے کئی بھائی جوان کے ساتھ تھے اس لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ حطم کے پاس سے اس شب میں جو مسلمان گذرتا وہ اس سے کہتا کہ کیا تم حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو یہ بات اس نے اب تک ان مسلمانوں

سے کہی تھی جو اسے پہچانتے نہ تھے اتنے میں قیسؓ بن عاصم اس کے پاس سے گذرے، حطم نے ان سے بھی یہی کہا قیسؓ بن عاصم نے اس وقت پلٹ کر اس کا کام تمام کر دیا، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اس کی ران سے اس کا پاؤں کٹا ہوا الگ ہے کہنے لگے کہ یہ تو میں نے برا کیا اگر یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں اسے ہاتھ ہی نہ لگاتا یوں ہی تڑپ تڑپ کے مرجانے کے لیے چھوڑ دیتا۔

ابجر پر قیسؓ بن عاصم کا حملہ:

مشرکین کی فرودگاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمان ان کی خندق سے برآمد ہو کر ان کے تعاقب میں چلے، قیسؓ بن عاصم ابجر کے قریب پہنچ گئے، مگر ابجر کا گھوڑا قیسؓ کے گھوڑے سے زیادہ طاقت ور تھا ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں میری گرفت سے نکل نہ جائے انہوں نے ابجر کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ مارا جس نے گھوڑے کی سرین کے پٹھے کو تو قطع کر دیا مگر رگ کو وہ قطع نہیں کر سکا اور گھوڑا کانپنے لگا۔

غرور بن سوید کا قبول اسلام:

عفیفؓ بن المنذر نے غرور بن سوید کو گرفتار کر لیا۔ رباب نے علاءؓ سے اس کی سفارش کی اس کا باپ تیم کا بھانجا تھا۔ اس کے لیے رباب نے علاءؓ سے سفارش کی علاءؓ نے کہا میں نے اسے معاف کیا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا نام غرور ہے علاءؓ نے کہا اچھا آپ ہی ہیں جس نے ان سب کو فریب دیا ہے۔ غرور نے کہا کہ اے مالک میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔ علاءؓ نے کہا اسلام لے آ وہ مسلمان ہو گیا اور ہجر ہی میں رہ گیا اس کا اصل نام ہی غرور تھا یہ اس کا لقب نہ تھا۔

مال غنیمت کی تقسیم:

عفیفؓ نے منذر بن السوید بن المنذر کو قتل کر دیا۔ صبح کو علاءؓ نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اور ایسے لوگوں کو جنہوں نے خاص طور سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی کپڑے دیئے، ان میں عفیفؓ بن المنذر، قیس بن عاصمؓ اور ثمامہ بن اثالؓ تھے۔ ثمامہ رضی اللہ عنہ کو جو کپڑے دیئے گئے تھے ان میں ایک سیاہ چوغا تھا جس پر نشان بنے ہوئے تھے حطم اس کو پہن کر بہت اتراتا تھا اس کے علاوہ علاء نے اور کپڑوں کو فروخت کر دیا۔

مرتدین کا دارین میں اجتماع:

شکست خوردہ مشرکین کا بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دارین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے، علاءؓ بن الحضرمی نے قبیلۂ بکر بن وائل کے ان لوگوں کو جو اسلام پر قائم تھے۔ ان کے متعلق حکم لکھا کہ ان کا مقابلہ کریں۔ نیز عتیبہ بن النہاس اور عامر بن عبدالاسود کو حکم بھیجا کہ تم بدستور اسلام پر قائم رہو اور ہر راستے پر مرتدین کے مقابلے کے لیے پہرے بٹھا دو نیز انہوں نے مسمع کو حکم دیا کہ وہ خود بڑھ کر مرتدین کا مقابلہ کریں۔ اور انہوں نے خصفۃ التیمی مثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی کو حکم دیا کہ وہ بھی ان مرتدین کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ وہ ان کے روکنے کے لیے راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہوئے اور مرتدین میں سے بعض نے توبہ کی اور اسلام لے آئے۔ جسے تسلیم کیا گیا۔ اور ان کو علاء کی فوج میں شامل کر دیا گیا اور بعض نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا، اور اپنے ارتداد پر اصرار کیا۔ ان کو ان کے علاقوں میں جانے سے روک دیا گیا اس لیے وہ پھر اسی راستے پر پلٹے جہاں سے وہ آئے تھے یہاں تک کہ وہ بھی کشتیوں کے ذریعے دارین پہنچ گئے۔ اس طرح اللہ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ بنی صبیعہ بن عجل کے ایک شخص

وہب نے بکر بن وائل کے مرتدین کے متعلق دو شعر بھی کہے جس میں ان کی اس حرکت پر نفرین کی گئی ہے۔

دارین پر فوج کشی:

علاءؓ بدستور مشرکین کی اس فرودگاہ میں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بکر بن وائل کے ان لوگوں کے جن کو انہوں نے خط لکھے تھے' خط جواب میں موصول ہوئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل کریں گے اور عمل کرائیں گے اور اپنے دین کی حمایت کریں گے' جیسا کہ علاءؓ چاہتے تھے اور اب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کے عقب سے کوئی بات ایسی رونما نہ ہو گی جو ان کے مخالف ہو یا جس کا برا اثر اہل بحرین میں سے کسی کو ہو۔ انہوں نے اب تمام مسلمانوں کو دارین پر پیش قدمی کی دعوت دی۔ ان کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا: اللہ نے شیاطین کے گروہوں اور جنگ سے شکست کھا کر بھگوڑوں کو تمہارے ہاتھوں تباہ کرنے کے لیے اس سمندر میں جمع کر دیا ہے' اللہ تعالیٰ خشکی میں تم کو اپنی ایسی نشانیاں دکھا چکا ہے جس سے تم سمندر میں اس کی ذات پر بھروسہ کر سکو۔ لہٰذا اپنے دشمن پر بڑھو اور سمندر پھاڑ کر ان تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سب کو ایک جا کر دیا ہے' یہ ان کو تباہ کرنے کا بہترین موقع ہے' تمام مسلمانوں نے کہا ہم اس کے لیے بخوشی تیار ہیں اور بخدا جب تک ہم زندہ ہیں وادی دہناء کے واقعہ کے بعد اب کسی خطرے سے نہیں ڈرتے۔

دارین پر حملہ:

علاءؓ اور تمام مسلمان اس فرودگاہ سے کوچ کر کے سمندر کے کنارے آئے اور سب کے سب گھوڑوں' اونٹوں' خچر اور گدھوں پر سوار ہو کر اور پیادہ سمندر میں گھس پڑے' علاءؓ نے اللہ کی جناب میں دعاء کی مسلمانوں نے بھی دعاء کی اس وقت وہ یہ دعاء مانگ رہے تھے۔ اے ارحم الراحمین' اے کریم' اے حلیم' اے احد' اے صمد' اے حی' اے محی الموتیٰ' اے حی' اے قیوم' تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے' اے ہمارے رب! تمام مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نرم ریت پر جس پر پانی چھڑکا گیا ہے چل رہے ہیں کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے۔ حالانکہ بعض موقعوں پر ساحل سے دارین تک کا سفر کشتیوں کے ذریعہ ایک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا اب وہاں مسلمانوں کا اور مرتدین کا مقابلہ ہوا نہایت ہی خونریز معرکہ ہوا جس میں وہ سب مارے گئے کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے ان کے اہل و عیال کو لونڈی و غلام بنا لیا' اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا' ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادہ کو دو ہزار درہم غنیمت میں ملے۔

مسلمانوں کو ساحل سمندر سے ان تک پہنچنے اور ان کے مقابلے میں پورا دن صرف ہو گیا' ان سے فارغ ہو کر پھر وہ جس راستے سے گئے تھے اسی راستے واپس آئے اور سمندر طے کر کے پھر کنارے پہنچ گئے' اس واقعے کو عفیفؓ بن المنذر نے اپنے دو شعروں میں بیان کیا ہے۔

منافقین کی افواہیں:

جب علاءؓ بحرین سے واپس آ گئے انہوں نے اطراف و اکناف میں اسلام کی سطوت قائم کر دی' مسلمانوں اور اسلام کی عزت کو برقرار کر دیا۔ اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دیا۔ بعض منافقوں نے بے بنیاد بڑی بڑی خبریں مشہور کیں' بعض لوگوں نے کہا یہ دیکھو مفروق اپنے خاندان شیبان تغلب اور نمر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آمادہ ہے' بعض مسلمانوں نے ان کو اس کا

یہ جواب دیا کہ اگر ایسا ہے تو ہونے دو خوف کس بات کا ہے ہماری طرف سے لہازم ان کو نبٹ لیں گے کیونکہ تمام لہازم اس وقت علاءؓ کی امداد کا تہیہ کر چکے تھے اور وہ اپنے خیال میں پورے اترے۔ عبداللہ بن حذف نے اس واقعے کا ذکر اپنے بعض شعروں میں بھی کر دیا ہے۔

حضرت ثمامہؓ بن اثال کی شہادت:

علاء بن الحضرمیؓ تمام لوگوں کو واپس لے آئے' اور سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے وہیں پر قیام کرنے کو پسند کیا' سب لوگ واپس آ گئے' ثمامہؓ بن اثال بھی واپس آ گئے' ہم جب بنو قیس بن ثعلبہ کے ایک چشمہ آب پر مقیم تھے لوگوں کی نظر ثمامہؓ پر پڑی' اور انہوں نے حطم کا چوغا اس کے جسم پر دیکھا ایک شخص کو دریافت کے لیے بھیجا اور اس سے کہا کہ جا کر ثمامہؓ سے دریافت کرو کہ یہ چوغا تم کو کہاں سے ملا اور حطم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تمہیں نے اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے' اس شخص نے آ کر ثمامہؓ سے چوغے کو پوچھا انہوں نے کہا کہ یہ مجھے مال غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تم نے حطم کو قتل کیا ہے' ثمامہؓ نے کہا کہ نہیں اگر چہ میری تمنا تھی کہ میں اس کو قتل کرتا اس شخص نے کہا کہ یہ چغہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ ثمامہ نے کہا کہ اس کا جواب تمہیں میں پہلے ہی دے چکا ہوں' اس شخص نے اپنے دوستوں سے آ کر اس گفتگو کی اطلاع کی' وہ سب کے سب ثمامہؓ کے پاس آنے کے لیے جمع ہوئے اور ان کو آ کر گھیرا انہوں نے کہا کیوں کیا ہے ان سب نے کہا کہ تم ہی حطم کے قاتل ہو' ثمامہؓ نے کہا تم جھوٹے ہو میں اس کا قاتل نہیں ہوں۔ البتہ یہ چوغا مجھے مال غنیمت میں بطور حصے کے ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے ثمامہؓ نے کہا یہ چوغا اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی قیام گاہ سے ہمدست ہوا ہے لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر ان کو قتل کر دیا۔

ہجری راہب کے قبولِ اسلام کی وجہ:

ہجر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک راہب بھی تھے جو اس روز اسلام لے آئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ تین چیزیں جن کے واقع ہونے کے بعد میں ڈرا کہ اب بھی اگر میں اسلام نہ لایا تو کہیں اللہ مجھے مسخ نہ کر دے' ریگستان میں چشمے کا جاری ہونا' سمندر کے پہنائی کا سمٹ جانا' اور وہ دعاء جس کی گونج میں نے صبح کے وقت ان کی فرودگاہ سے آتی ہوئی فضا میں سنی۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ دعاء کیا تھی۔ راہب نے کہا کہ وہ یہ دعاء ہے:

''اے اللہ! تو رحمٰن ورحیم ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو ابتداء سے ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو ہر وقت ہے' تجھ پر غفلت کبھی طاری نہیں ہوتی' تو ہی وہ زندہ ہے کہ جسے موت نہیں۔ تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے' چاہے وہ نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو' ہر روز تو ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے' تو ہر چیز کو جانتا ہے' بغیر اس کے کہ تو نے اسے سیکھا ہو''۔

اس دعاء سے مجھے معلوم ہوا کہ اگر یہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوتے اور اس کے دین پر نہ ہوتے تو فرشتے ان کی امداد کے لیے نہ بھیجے جاتے۔ اس زمانے کے بعد صحابہؓ اس واقعے کو ان ہجری راہب کی زبانی سنا کرتے تھے۔

چشمہ جاری ہونے کا معجزہ:

علاءؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حسب ذیل مراسلہ لکھا ''امابعد'' اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادی دہناء میں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ حالانکہ وہاں چشمے کے کوئی آثار نہ تھے اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے عبرت کا باعث ہے' اور یہ اس لیے کہ اس کی حمد وثناء کریں لہٰذا اللہ کی جناب میں دعاء مانگیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔

ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد کی' اس سے دعاء مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادی دہناء کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھودا جائے یا نہیں' انہوں نے اس کے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وقت اس وادی میں چشمے کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔ اے اللہ! تو بجائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم میں ان کی نیابت کر۔

بنوشیبان بن ثعلبہ کے لیے حکم:

پھر علاءؓ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خندق والوں کی شکست اور حطم کے قتل کی جس کو زید اور مسمع نے قتل کیا تھا اپنے حسب ذیل خط سے اطلاع دی ''امابعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو اور ان کی بات کو شراب سے جس کو انہوں نے دن کے وقت سے پی لیا تھا' بگاڑ دیا۔ ہم ان کی خندق کو طے کر کے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے ہم نے ان سب کو نشے میں مدہوش پایا سوائے چند کے سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اللہ نے حطم کو بھی ختم کر دیا''۔

ابوبکرؓ نے علاء رضی اللہ عنہ کو لکھا ''امابعد بنوشیبان بن ثعلبہ کے متعلق تم کو جو اطلاع ملی ہے' اگر اس کی توثیق ہو جائے اور بری خبریں شائع کرنے والے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں تو تم فوراً ان کے مقابلے پر ایک فوج روانہ کرو جو ان کا استیصال کر دے جس سے دوسروں کو بھی عبرت ہو جائے۔''

اس حکم سے نہ وہ لوگ مخالفت کے لیے جمع ہوئے اور نہ ان کی بری خبریں شائع کرنے کا کوئی برا نتیجہ ظاہر ہوا۔

سنین میں اختلاف:

ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق یمامہ' عمان اور مہرہ کی فتح اور شام کی طرف مسلمان فوجوں کا جانا یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے لیکن ابوزید کے ذریعے علمائے اہل شام اور عراق کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے' اس سے یہ معلوم ہوتا ہے مرتدین کے مقابلے میں جتنی فتوحات خالدؓ بن ولید اور دوسروں کو حاصل ہوئیں وہ سب ۱۱ ہجری میں ہوئی ہیں۔ البتہ ربیع بن بجیر تغلبی کا واقعہ ۱۳ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خالدؓ بن الولید مصیخ اور حصید میں مقیم تھے کہ اس ربیعہ نے مرتدین کی جماعت کے ساتھ علم بغاوت برپا کیا۔ خالدؓ نے اس سے لڑ کر اس کو تباہ کر دیا' اس کے لشکر کو لوٹ کر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لونڈی غلام بنا لیے اس میں ربیعہ بن بجر کی ایک لڑکی بھی گرفتار ہوئی' خالدؓ نے اسے بھی لونڈی بنا لیا' اور ان لونڈی غلاموں کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا' پھر یہ ربیعہ کی لڑکی علیؓ بن ابی طالب کو مل گئی۔



اہل عمان کا ارتداد

لقیط بن مالک الازدی:

ز دالتاج لقیط بن مالک الازدی نے جو زمانہ جاہلیت میں جلندری کی برابری کرتا تھا عمان میں نبوت کا دعویٰ کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کرلیا اور مرتد ہو گیا' اس نے جیفر اور عباد رضی اللہ عنہ کو پہاڑوں اور سمندر میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جیفر نے اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ لقیط پر فوج کشی کریں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حمیر کے حذیفہ بن محسن الغلفانی کو عمان اور ازو کے عرفجہ رضی اللہ عنہ البارقی کو مہرہ مرتدین سے لڑنے روانہ کیا' ابوبکرؓ نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ جب وہ دونوں متفق الرائے ہو جائیں تو مشترکہ طور پر لقیط سے لڑیں اور جنگ کی کارروائی عمان سے شروع کی جائے' حذیفہ اپنے عمل میں عرفجہؓ البارقی پر امیر بالادست ہوں گے اور عرفجہؓ اپنے عمل میں حذیفہؓ پر امیر بالادست ہوں گے۔

حذیفہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہما کی عمان پر فوج کشی:

یہ دونوں ساتھ ساتھ روانہ ہوئے' ابوبکرؓ نے دونوں کو ہدایت کی کہ وہ بہت تیزی سے سفر طے کر کے عمان پہنچیں' جب یہ عمان کے قریب پہنچے انہوں نے جیفر اور عباد رضی اللہ عنہما کو خط لکھے اور اپنی رائے پر عمل شروع کیا اور جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا' اس کی تعمیل کی۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ سے لڑنے کے لیے یمامہ بھیجا تھا اور ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی یمامہ بھیجا' اور ان دونوں کو بھی وہی ہدایت کی جو وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہ کو کر چکے تھے' مگر عکرمہ، شرحبیل رضی اللہ عنہما سے جلدی کر کے آگے بڑھ گئے' تاکہ فتح کا سہرا انہیں کے سر بندھے۔ مسیلمہ نے ان کو ایسی دھمکی دی کہ وہ اس کے مقابلے سے ہٹ گئے اور انہوں نے اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کو عمان پر فوج کشی کا حکم:

شرحبیل رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم میری اجازت سے یمامہ میں مقیم رہو یہاں تک کہ تم کو میرا دوسرا حکم موصول ہو اور جس شخص کے مقابلے کے لیے تم کو بھیجا ہے سردست اس کا مقابلہ نہ کرو' دوسری طرف ابوبکرؓ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا' جس میں ان کی جلد بازی پر ان کو زجر و توبیخ کی اور لکھا کہ اب تاوقتیکہ تم مرتدین کے مقابلے میں کوئی کارنمایاں نہ کر لو نہ میں تمہاری صورت دیکھوں گا اور نہ میں تمہاری کوئی بات سننا چاہتا ہوں۔ تم عمان جاؤ اور اہل عمان سے لڑو' حذیفہ اور عرفجہ رضی اللہ عنہما کو مدد دو تم میں کا ہر ایک شخص اپنے اپنے رسالے کا سردار رہے گا' البتہ جب تک تم حذیفہؓ کے علاقہ عمل میں رہو گے وہ تم سب کے افسر اعلیٰ رہیں گے' عمان کے قضیے سے فارغ ہو کر تم مہرہ جانا اور وہاں سے یمن جا کر یمن اور حضرموت کی کارروائیوں میں مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ رہنا اور اثنائے راہ میں عمان اور یمن کے درمیان جو مرتد ہوں ان کی سرکوبی کرنا' میں چاہتا ہوں کہ تم اس مہم میں ایسی نمایاں کارگزاری دکھاؤ جو میری خوشنودی کا باعث ہو۔

لقیط سے سرداروں کی علیحدگی:

اس حکم کے مطابق عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ عرفجہ رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے اور قبل اس کے کہ وہ دونوں عمان

پہنچ جائیں، عکرمہؓ ان سے جا ملے اس سے قبل ابوبکرؓ نے ان دونوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ عمان سے فارغ ہونے کے بعد وہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کریں، چاہے وہ ان کو اپنے ساتھ لے لیں یا عمان میں ٹھہرنے کا حکم دیں۔ یہ تینوں امیر عمان کے قریب ایک مقام رجام میں باہم جا ملے۔ اور انہوں نے جیفرؓ اور عبادؓ کے پاس اپنے پیام بھیج دیئے۔ دوسری طرف لقیط کو بھی اس فوج کے آنے کی اطلاع پہنچی۔ اس نے اپنی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور دبا میں آ کر پڑاؤ ڈالا جیفرؓ اور عباد رضی اللہ عنہ بھی اپنی اپنی قیام گاہوں سے برآمد ہوئے اور انہوں نے صحار میں آ کر پڑاؤ کیا اور حذیفہ، عرفجہ، عکرمہ رضی اللہ عنہم کو کہلا بھیجا کہ آپ سب ہمارے پاس آ جائیں۔ چنانچہ وہ سب ان دونوں کے پاس صحار میں ایک جا ہو گئے اور اپنے متصلہ علاقے کو مرتدین سے پاک کر دیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور مرتدین بھی اپنی بغاوت سے باز آ گئے نیز ان امرائے لقیط کے ساتھی سرداروں کو خطوط لکھے اور اس کی ابتداء انہوں نے بنو جدید کے رئیس سے کی ان کے جواب میں ان سرداروں نے بھی مسلمان امراء کو خطوط لکھے اس مراسلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سب سردار لقیط سے علیحدہ ہو گئے۔

دبا کا معرکہ:

مسلمانوں نے لقیط کی جانب پیش قدمی کی اور مقام دبا پر دونوں حریفوں کا اجتماع ہوا۔ لقیط نے اپنے تمام اہل وعیال کو جمع کر کے ان کو صفوں کے پیچھے ٹھہرا دیا تھا تاکہ وہ اپنے نبرد آزماؤں کو جنگ میں داد شجاعت دینے پر ابھاریں نیز خود لڑنے والے بھی اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے جم کر لڑیں۔ یہ مقام مصر کے علاقے میں ایک بڑی منڈی ہے، جنگ شروع ہوئی اور نہایت خونریز اور شدید ہوئی، قریب تھا کہ لقیط کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہو جائے اس حالت میں جبکہ مرتدوں کا پلہ بھاری ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی حالت کمزور ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی حمایت کے لیے زبردست امدادی فوجیں آ گئیں۔ بنو ناجیہ حریت بن راشد کی قیادت میں، اور عبدالقیس، سیحان بن صوحان کی قیادت میں آ گئے، نیز ان دونوں میلوں کے جو متفرق خاندان عمان میں سکونت پذیر تھے وہ ایک بڑی تعداد میں مدد کے لیے آ گئے اس کمک سے اللہ نے مسلمانوں کے بازو کو قوی اور مشرکین کے بازو کو کمزور کر دیا۔ مشرک شکست کھا کر میدان سے بھاگے، مسلمانوں نے دس ہزار مشرکوں کو معرکہ ہی میں قتل کر دیا اور پھر ان کا تعاقب کر کے اور خوب بے دریغ قتل کیا۔ بہت سے لونڈی غلام اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت کو امرائے اسلام نے مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور اس کا خمس (پانچواں حصہ) عرفجہؓ کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

عمان میں امن وامان:

اس معرکہ کے بعد عکرمہؓ اور حذیفہؓ نے یہ مناسب خیال کیا کہ حذیفہؓ عمان میں قیام کر کے انتظام حکومت کریں اور شورش کو فرو کریں، جو خمس ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو لونڈی غلام تھے، نیز مسلمانوں نے دبا کی پوری منڈی پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا، عرفجہ رضی اللہ عنہ خمس کو لے کر جس میں لونڈی غلام اور دوسرا مال ومتاع تھا ابوبکرؓ کے پاس آ گئے۔ حذیفہؓ عمان میں لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے ٹھہر گئے، انہوں نے عمان کے اصلی قبائل اور دوسرے ان مختلف قبائل کے خاندانوں کو جو اپنے وطن سے ترک سکونت کر کے اس علاقے میں آباد ہو گئے تھے، دعوت دی کہ اللہ نے جو فتح مسلمانوں کو دی ہے اب اس سے مستفید ہونے کے لیے وہ انتظام حکومت میں ان کی اعانت کریں، عکرمہؓ مسلمانوں کی بڑی فوج کے ساتھ دوسرے مشرکین کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھ گئے، انہوں نے مہرا سے اپنی جنگی کارروائی کی ابتداء کی۔ اسی واقعہ کا عیاذ الناجی نے اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔

اہل مہرہ واقع نجد کا ارتداد

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مہرہ پر فوج کشی:

جب عکرمہؓ، عرفجہؓ اور حذیفہؓ عمان کے مرتدین سے فارغ ہو گئے' عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ مہرہ کی سمت چلے' انہوں نے اہل عمان اور حوالی عمان سے اپنی اس مہم کے لیے مدد لی۔ یہ اپنے سابقہ مقام سے چل کر مہرہ کے قریب پہنچے' بنو ناجیہ' از دُ عبدالقیس راسب اور بنو تمیم کے بعد کی ایک بڑی جماعت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے عمان سے ان کے ساتھ ہو گئی تھی۔ اس فوج کے ساتھ عکرمہؓ نے مہرہ کے علاقے پر یورش کی' ان کے مقابلے کے لیے مشرکین کے وہاں دو گروہ تھے' ایک مہرہ کے مقام جیروت میں بنو شخراۃ کے ایک شخص شخریت کی سرکردگی میں مورچہ زن تھا' ان کی جمعیتیں اس تمام علاقے میں جیروت سے لے کر نفسدون تک کہ دونوں مہرہ کے دو صحراہیں' پھیلی ہوئی تھیں اور دوسرا گروہ نجد میں بنو محارب کے مصبح کی سرکردگی میں آمادۂ جنگ تھا اور دراصل تمام مہرہ اسی جماعت کے سردار کے قبضے میں تھا اور سوائے شخریت اور اس کی جمعیت کے سب اسی کے ماتحت تھے' مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف اور رقیب تھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا نیز ان دونوں فوجوں میں ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کامیابی کی عزت اسے حاصل ہو' مشرکین کی اس باہمی عداوت اور رقابت سے اللہ نے مسلمانوں کی بات کو قوی اور مشرکین کی بات کو کمزور کر دیا۔

معرکۂ نجد:

جب عکرمہؓ نے دیکھا کہ شخریت کے ہمراہ بہت کم جماعت ہے انہوں نے اسے ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور محض اس ابتدائی تحریک ہی پر شخریت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا' اس واقعے سے مصبح کے حوصلے پست ہو گئے' شخریت کے بعد اب عکرمہؓ نے مصبح کو کفر سے توبہ کر کے پھر اسلام لانے کی دعوت دی مگر اس نے اپنی کثرت تعداد سے دھوکہ کھایا اور چونکہ اب شخریت مسلمانوں کے ساتھ ہو گیا تھا اس سے حسد کی وجہ سے مصبح کی دشمنی اسلام اور مسلمانوں سے اور بڑھ گئی' نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا یہاں دبا سے بھی زیادہ شدید اور خون ریز جنگ ہوئی مگر اللہ نے مرتدوں کو شکست دی ان کا سردار مارا گیا' وہ بھاگے مسلمان ان پر چڑھ گئے اور انہوں نے کفار کو بے دریغ جس طرح چاہا موت کے گھاٹ اتارا اور جس قدر مال و متاع کو چاہا اس پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت میں دو ہزار تیز رفتار اونٹنیاں بھی ہمدست ہوئیں۔

مال غنیمت اور شخریت کی روانگی مدینہ:

عکرمہؓ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور پانچواں حصہ شخریت کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ باقی چار حصوں کو انہوں نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اس فتح اور کثرت سے مال غنیمت مل جانے سے عکرمہؓ اور ان کی فوج کی مادی طاقت اور سازوسامان بہت بڑھ گیا اور انہوں نے وہیں قیام کر کے اپنی خواہش کے مطابق تمام اس علاقے کے باشندوں کو پھر اسلام میں داخل کر لیا' انہوں نے نجد' ریاضۃ الروضۃ' ساحل' جزائر' مرلیبان' جیروت' ظہور الشجر' صبرات' ینعب اور ذات الخیم کے باشندوں کو توبہ کے بعد اسلام میں شریک کر لیا۔ اس کامیابی کی خوشخبری سے عکرمہؓ نے مخزوم کے بنو عابد کے سائب کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کی بشارت لے کر یہ پہلے ابوبکرؓ کے پاس پہنچے ان کے بعد شخریت خمس لے کر مدینہ آئے۔

مرتدین یمن

یمن کے عامل:

عکرمہؓ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی' اس وقت عتابؓ بن اسید اور طاہرؓ بن ابی ہالہ' مکہ اور اس کے علاقے کے عامل تھے' عتابؓ بنو کنانہ پر عامل تھے اور طاہرؓ عک پر' اور اس تقرر کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عک کی امارت ان کے دادا سعد بن عدنان کی اولاد کو ملنا چاہیے۔ طائف اور اس کے علاقے پر عثمانؓ بن ابی العاص اور مالکؓ بن عوف النصری عامل تھے۔ عثمانؓ شہری آبادی کے عامل تھے اور مالکؓ دیہاتی آبادی کے (جو زیادہ تر قبیلۂ ہوازن سے تعلق رکھتی تھی) نجران اور اس کے علاقے پر عمروؓ بن حزم اور ابوسفیان بن حرب عامل تھے۔ عمروؓ بن حزم نماز میں امامت کرتے تھے اور ابوسفیانؓ بن حرب مال گذاری وصول کرتے تھے' زمع اور زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالدؓ بن سعید بن العاص عامل تھے۔ تمام ہمدان پر عامرؓ بن شہر عامل تھے' صنعاء کے عامل فیروز الدیلمی تھے' داذویہ اور قیس بن المکشوح ان کے مددگار تھے' یعلیٰ بن امیہؓ جند کے عامل تھے' مارب کے عامل ابوموسیٰ الاشعریؓ تھے عک کے ساتھ جو اشعری تھے ان کے عامل بھی طاہرؓ بن ابی ہالہ تھے' معاذؓ بن جبل اس تمام علاقے کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان تمام عاملوں کے علاقے کا دورہ کرتے تھے اور اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

یمن کے عاملوں کے خلاف بغاوت:

خود رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اسود نے ان عمال کے خلاف بغاوت کردی' رسول اللہ ﷺ نے اپنے قاصدوں اور خطوط کے ذریعے اسود سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسود مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک رات قبل اس تمام علاقے پر حسب سابق رسول اللہ ﷺ کا تسلط اور تصرف دوبارہ قائم ہوگیا تھا۔ اگرچہ ان باغیوں کی بغاوت کا عام عربوں پر اب تک کچھ زیادہ اثر نہیں ہوسکا تھا اور وہ سب اس کے مقابلے کی تیاری کررہے تھے' مگر جب اور عربوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہوئی یمن اور دوسرے تمام علاقوں میں ایک عام بغاوت برپا ہوگئی اس سے قبل عنسی کے سواد نجران سے صنعاء تک کے تمام علاقے میں گرد آوری کر رہے تھے اور انہوں نے بے قاعدہ جنگ سے یہاں اودھم مچا رکھا تھا نہ وہ کسی امیر کے مقابلے کے لیے جاتے تھے اور نہ کوئی امیر ان کے مقابل جاتا تھا۔ عمرو بن معدی کرب' فردہ بن مسیک کے مقابل تھا اور معاویہ بن انس عنسی کی مفرور فوج کے ساتھ ادھر سے ادھر سرگرداں تھا۔

عمروؓ بن حزم اور خالدؓ بن سعید کی مراجعت مدینہ:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے عاملوں میں سے صرف عمروؓ بن حزم اور خالدؓ بن سعید مدینہ واپس آئے دوسرے عاملوں نے اپنے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے یہاں پناہ لے لی تھی' عمرو بن معدی کرب نے خالدؓ بن سعید کو راستے میں روکا اور ان کی تلوار صمصامہ چھین لی' البتہ رسول اللہ ﷺ کے فرستادے دوسرے خبر لانے والوں کے ساتھ مدینہ آئے۔ جریرؓ بن عبداللہ' اقرع بن عبداللہؓ اور وبرؓ بن یحنس واپس آ گئے' اب ابوبکرؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح تمام مرتدوں سے اپنے قاصدوں اور

تحریروں سے جہاد شروع کیا یہاں تک کہ اسامہؓ بن زیدؓ شام سے واپس آئے اس کارروائی میں تین مہینے گذر گئے اس مدت میں البتہ صرف ذی حسی اور ذی القصہ کے باشندوں کے واقعات پیش آئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روانگی ابرق:

اسامہ کی واپسی کے بعد سب سے پہلے خود ابوبکرؓ جہاد کے لیے برآمد ہوئے اور مدینہ سے ابرق آئے ابوبکرؓ نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس قبیلے کو جا کر وہ شکست دیتے ان میں سے ان مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے تھے حکم دیتے کہ وہ اپنے سے ملحقہ قبیلے کے مقابلے کے لیے ان کا ساتھ دیں چنانچہ اس طرح وہ مہاجرین' انصار اور دوسرے غیر مرتد مسلمانوں کی جمعیت کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے اس سے متصل قبیلے سے لڑے اسی طرح انہوں نے اس پوری مہم کو کامیابی سے ختم کیا اور کسی مرتد سے مرتدین کے مقابلے میں مدد نہیں لی۔

اہل تہامہ کی سرکوبی:

سب سے پہلے عتابؓ بن اسید اور عثمانؓ بن ابی العاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر یورش کر دی ہے' عتابؓ نے اس کے مقابلے میں یہ کارروائی کی کہ خالدؓ بن اسید کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہاں مدبح کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی متفرق ٹولیاں' بنومدبح کے خاندان بنوشنوق کے جندب بن سلمٰی کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلے کے لیے جمع تھیں۔ عتابؓ کے علاقے میں صرف یہی ایک جماعت ان سے برسرپیکار تھی' ابارق میں حریفوں کا مقابلہ ہوا اور خالدؓ بن اسید نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس میں بھی بنوشنوق سب سے زیادہ مارے گئے اسی واقعے کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہوگئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ناقابل التفات وحدت رہ گئے' اس واقعے نے عتابؓ کے علاقہ عمل کو فتنہ ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔

مشتوہ پر فوج کشی:

عثمانؓ بن ابی العاص نے اہل طائف کی ایک فوج عثمانؓ بن ربیعہ کی امارت میں مشتوہ روانہ کی جہاں ازد' بجیلہ اور خثعم کی جماعتیں حمیضہ بن النعمان کی سرکردگی میں مرتد ہو کر حکومت سے لڑنے کے لیے جمع تھیں۔ اس مقام پر حریفوں کا مقابلہ ہوا عثمانؓ نے ان سب جماعتوں کو ذلیل شکست دی وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگیں' حمیضہ بھی کسی غیر معلوم علاقے میں بھاگ گیا۔



اخابث عک

قبیلۂ عک کی بغاوت و سرکوبی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تہامہ میں سب سے پہلے عک اور اشعروں نے حکومت سے بغاوت کی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع ملی ان کا قبیلۂ طخار پر بغاوت کے لیے جمع ہوا' اشعرین اور خصم بند کے جو طخار پر تھے وہ بھی اس اصلی جماعت سے آ ملے' انہوں نے سمندر کے ساحل پر مقام اعلاب میں اپنا پڑاؤ ڈالا' ان کے۔ کچھ چھٹی پر گئے وہ سپاہی بھی جن کا کوئی سردار نہ تھا آ ملے' طاہرؓ بن ابی ہالہ نے ان کے اجتماع کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کی اور وہ خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے' اس غرض سے اپنی روانگی کی بھی اطلاع انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی' طاہرؓ کے ساتھ مسروق العکی بھی تھے انہوں نے اعلاب آ کر ان باغیوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ کے بعد اللہ نے باغیوں کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو ایسا بے دریغ تہ تیغ کیا کہ شاید ان میں سے کوئی بچ نہ سکا۔ ان تمام راستوں میں ان کے مقتولین کی بدبو پھیل گئی۔ اللہ نے ان باغیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو ایک شاندار فتح عطاء فرمائی۔

قبیلہ عک کے اخابث:

قبل اس کے کہ ابوبکرؓ کے پاس طاہر رضی اللہ عنہ کا فتح کی بشارت دینے والا خط پہنچے انہوں نے طاہرؓ کے ساتھ خط کے جواب میں ان کو لکھا ''مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اعلاب میں اخابث کے مقابلے پر پہنچ جانے اور مسروق اور ان کی قوم کو اپنی مدد کے لیے ساتھ لے جانے کی اطلاع دی ہے' تمہاری یہ کارروائی مناسب ہے۔ اس موقع پر ان باغیوں کو بغیر کسی رحم کے ایسی سزا دو جو دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ ان کا صفایا کر کے تم میرے آئندہ حکم کے آنے تک اعلاب ہی مقیم رہنا تاکہ ان خبیثوں کے راستے مسافروں کے لیے مامون ہو جائیں۔

ابوبکرؓ کے ان باغیوں کو اخابث لکھنے کا یہ اثر ہے کہ اب تک عک کی یہ جماعت اور دوسرے قبائل والے جو بغاوت میں ان کے شریک ہو گئے تھے اخابث کے نام سے موسوم اور یہ راستے جہاں انہوں نے جنگ کی تھی اخابث کے راستوں کے نام سے مشہور ہیں۔

لڑائی کے بعد ابوبکرؓ کے حکم کے بموجب طاہرؓ بن ابی ہالہ جن کے ساتھ مسروق قبیلہ عک کے ساتھ تھے اخابث کے راستے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دوسرے حکم کے انتظار میں فروکش رہے۔



اہل نجران کا واقعہ

اہل نجران کی تجدید معاہدہ کی درخواست:

جب اہل نجران کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی جن میں اس وقت بنوالافعی کے جو بنوالحارث سے قبل وہاں متوطن تھے چالیس ہزار جنگجو تھے انہوں نے تجدید معاہدہ کے لیے اپنا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجا یہ وفد ابوبکرؓ کے پاس آیا انہوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فرمان عبداللہ ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھا جاتا ہے میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمانِ معافی رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا تھا میں بھی اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے ان باتوں کے جن سے خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کے پیرو سکونت پذیر نہیں رہ سکتے' اس کے علاوہ وہ ان کی جان' مذہب' املاک' حاشیہ' متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر ہوں۔ ان کے پادری' راہب اور گرجا جہاں وہ بنے ہوئے ہیں اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا ہوتا رہے اور جب وہ اپنے واجبات پورے کریں تو پھر نہ ان کو خارج البلد کیا جائے نہ ان سے عشر لیا جائے نہ کسی پادری کو اس کے حلقے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کے ایفاء کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی کی ضمانت دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار رہیں' مشعر ابن عمرو اور عمرو مولیٰ ابوبکرؓ نے اس تحریر پر اپنی شہادت ثبت کی۔

جریر بن عبداللہ کو جہاد کا حکم:

ابوبکرؓ نے جریر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم اپنے عمل پر واپس جاؤ اور اپنے ان ہم قوم لوگوں کو جو اسلام پر ثابت قدم ہوں' اعانت دین کی دعوت دو۔ اور جو ان میں سے تندرست اور صاحب استطاعت ہوں ان کو جہاد کے لیے تیار کرو اور ان کے ساتھ مرتدوں سے جہاد کرو' پہلے خثعم پر دھاوا کرنا جو ذی الخلطعہ کی حمایت کے لیے برآمد ہوئے ہوں ان سے لڑنا نیز ان کا مقابلہ کرنا جو تمہارا مقابلہ کریں ان کا بالکل صفایا کر دینا نیز ان کے شرکاء کا بھی خاتمہ کرنا' اس سے فارغ ہو کر تم نجران جانا اور وہاں میرے دوسرے حکم کے آنے تک ٹھہرے رہنا۔

جریر کی مراجعت نجران:

جریرؓ اپنی خدمت پر روانہ ہوئے' جو احکام ابوبکرؓ نے ان کو دئے تھے اس کی انہوں نے پوری تعمیل کی مگر سوائے ایک چھوٹی سی جماعت کے کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اس جماعت نے مقابلہ کیا مگر وہ بری طرح قتل کر دیے گئے اور تعاقب کے بعد بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا اس قضیے سے فارغ ہو کر وہ نجران پہنچ گئے اور وہاں ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں مقیم ہو گئے۔

جبری بھرتی کا حکم:

ابوبکرؓ نے عثمانؓ بن ابی العاص کو حکم بھیجا کہ تم اہل طائف میں سے جبریہ طور پر جہاد کے لیے ایک مہم بھرتی کرو، ہر محلے میں سے ان کی استطاعت کے مطابق سپاہی لیے جائیں اور ان پر اپنے ایک خاص معتمد علیہ شخص کو امیر مقرر کرو۔ چنانچہ عثمانؓ نے ہر محلے میں سے بیس سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے بھائی کو امیر مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عتابؓ بن اسید کے نام فرمان:

ابوبکرؓ نے عتابؓ بن اسید کو لکھا کہ تم اہل مکہ اور اپنے ماتحت علاقے سے پانچ سو سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے کسی معتمد علیہ کو امیر مقرر کرو، عتابؓ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس جماعت پر خالدؓ بن اسید کو امیر مقرر کیا۔ اب ہر فوج اور ان کے امیر جہاد پر جانے کے لیے تیار اور پابہ رکاب ہو گئے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ان کو حکم ملے اور مہاجران کے پاس آئیں تو وہ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں۔



اہل یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد

قیس بن عبد یغوث کا ارتداد:

جن لوگوں نے دوسری مرتبہ ارتداد کیا ان میں قیس بن عبد یغوث بن مکشوح تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہل یمن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی' قیس نے مرتد ہو کر فیروز' داذویہ اور جشیش کے قتل کی کوشش کی' ابوبکرؓ نے مران کے رئیس عمیر کو' رود کے رئیس سعید کو' کلاع کے رئیس سمیفع کو' ظلیم کے رئیس حوشب کو اور ذی نیاق کے رئیس شہر کو خط لکھے جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اللہ کی حکومت کو قائم رکھیں اور لوگوں کا انتظام کرتے رہیں' اور یہ کہ میں تمہاری مدد کے لیے فوج بھی بھیجوں گا۔ ان سب سرداروں کے نام ان کے خط کا مضمون یہ تھا کہ تم ابناء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرو' مرتدوں کو گھیر لو' میں نے فیروز کو یمن کا والی مقرر کیا ہے تم ان کے حکم کی تعمیل کرو اور ان کا ساتھ دو۔

ذی الکلاع کو ورغلانے کی کوشش:

عروہ بن غزیۃ الدثینی سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انہوں نے فیروز کو یمن کا امیر مقرر کیا۔ حالانکہ اس سے قبل وہ داذویہ جشیش اور قیس اس فتنے سے الگ تھلگ تھے نیز یمن کے دوسرے عمائد کو لکھا کہ وہ ارتداد کے فرو کرنے میں ان کی اعانت کریں' قیس کو جب اس کی اطلاع ہوئی اس نے ذی الکلاع اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ اس وقت جماعت ابناء تمہارے علاقوں میں منتشر حالت میں ہے وہ تم میں گھوم پھر رہے ہیں اگر اس وقت ان کو چھوڑ دیا جائے گا تو وہ ہمیشہ تمہارے سر پر سوار رہیں گے۔ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے سرداروں کو قتل کردوں اور ان کو اپنے علاقے سے خارج البلد کردوں' مگر ذی الکلاع نے اس کی تجویز کو منظور نہیں کیا اور نہ اس نے ابناء کی حمایت کی بلکہ وہ فریقین سے علیحدہ ہو گئے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ اس معاملے میں ہمارے اغراض شریک نہیں ہیں ہم کوئی دخل نہیں دیتے تم ان کے رقیب اور وہ تمہارے' تم آپس میں نبٹ لو۔

قیس اور لحجی جماعت:

اس جواب پر اب خود قیس نے ابناء کے قتل کی ٹھان لی۔ ان کے سرداروں کے قتل اور ان کے اخراج کی سازش میں منہمک ہو گیا۔ اس نے ان مفرور اور شکست خوردہ لحجی جماعت سے جو گوریلے کی طرح اس تمام علاقے میں پھرتی تھی اور صرف انھیں کا مقابلہ کرتی تھی' ساز باز کی اور لکھا کہ تم جلد سے جلد میرے پاس آ جاؤ تا کہ ہم تم ایک غرض مشترکہ کے لیے کارروائی کریں اور وہ یہ کہ یمن سے ابناء کا ہمیشہ کے لیے اخراج کر دیں' اس جماعت کے سرداروں نے قیس کو لکھا کہ ہمیں تمہاری تجویز سے اتفاق ہے اور ہم بہت جلد اس غرض کے لیے تمہارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اہل صنعاء کو ان کی کسی پیش قدمی کی اطلاع نہ ہو سکی کہ خبر ملی کہ وہ شہر کے پاس پہنچ گئے ہیں قیس بظاہر اس خبر وحشت اثر کو سن کر متاثر منہ بنائے فیروز اور داذویہ کے پاس آیا اور تا کہ ان کو اس کی نیت پر شبہہ نہ ہو اور وہ اس سازش میں اسے ملوث نہ سمجھیں ان سے آوارہ گرد شورشیوں کی روک تھام کے لیے مشورہ کرنے لگا' وہ لوگ بھی قیس کی نیک نیتی پر بھروسہ کر کے سوچنے لگے کہ اس فتنے کو کیونکر روکا جائے۔

سازش کا انکشاف:

اس کے بعد قیس نے ان سرداروں کو دعوت دی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں' پہلے اس نے داذویہ کو دعوت دی' پھر فیروز کو اور پھر جشیش کو' داذویہ اپنے گھر سے چل کر قیس کے یہاں آئے ان کے اندر آتے ہی قیس نے ان کو قتل کر دیا' اب فیروز اپنے گھر سے اس کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اس کے قریب پہنچے تھے کہ انہوں نے سنا کہ دو عورتیں دو کوٹھوں پر کھڑی ہوئی کچھ باتیں کر رہی ہیں ایک نے کہا افسوس ہے یہ بھی داذویہ کی طرح مارے گئے۔ فیروز نے ان کی گفتگو سن لی اور وہ الٹے پاؤں اس بہانے سے پلٹ گئے تاکہ دیکھیں کہ جو لوگ دشمن کی نگرانی کے لیے متعین کیے گئے ہیں وہ اپنی جگہوں پر موجود ہیں یا نہیں۔

فیروز کا فرار:

قیس کو اطلاع دی گئی کہ فیروز واپس چلے گئے' وہ اپنی فوج کو لے کر ان کی گرفت کے لیے دوڑا' فیروز نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ دی جشیش مل گئے اور اب وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر جبل خولان کی طرف چلے جہاں فیروز کے ننھیالی رشتہ دار رہتے تھے۔ یہ دونوں تعاقب کرنے والے دشمن کے رسالوں کے آگے بڑھ کر پہلے پہاڑ پہنچ گئے تھے وہاں گھوڑوں سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس وقت وہ دونوں سادے جوتے پہنے ہوئے تھے جن کی وجہ سے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے ان کے پاؤں لہولہان ہو گئے' غرضیکہ کسی طرح سے وہ خولان کے پاس پہنچ گئے اور فیروز اپنے ننھیالی میں محفوظ ہو گئے انھوں نے اس موقع پر قسم کھائی کہ اب آئندہ وہ کبھی معمولی سادہ جوتا استعمال نہیں کریں گے ان کے تعاقب میں جو سوار آئے تھے وہ بے نیل و مرام قیس کے پاس چلے آئے۔

قیس نے صنعاء میں بغاوت برپا کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور نیز اس نے اطراف و جوانب کے علاقے سے ٹیکس وصول کیا مگر اب بھی وہ مذبذب تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے یا اسود کا' اسی اثناء میں اسود کے سوار بھی اس کے پاس آ چکے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بغاوتِ صنعاء کی اطلاع:

جب فیروز بنو خولان اپنے ماموؤں کی حفاظت میں محفوظ ہو گئے اور کچھ اور لوگ بھی ان کے پاس جمع ہوئے انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی پوری سرگذشت لکھی۔ دوسری طرف قیس نے طنزاً فیروز کے متعلق کہا کہ خولان کی' فیروز کی اور قرار کی جو ان کی اعانت کے لیے اس کے پاس آ گئے ہیں میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔

ابوبکرؓ نے جن جن قبائل کے سرداروں کو خط لکھے تھے ان کے عوام اکثر و بیشتر قیس کے پاس آ گئے۔ البتہ ان کے رؤسا اب تک اس یورش سے علیحدہ تھے۔

ابناء کی جلاوطنی:

اب قیس نے ابناء کا رخ کیا ان کے تین ٹکڑے کیے ایک وہ جو صنعاء میں مقیم رہے' قیس نے ان کو اور ان کے بیوی بچوں کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے وہ جو بھاگ کر فیروز سے جا ملے تھے۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں جلاوطن کرنے کے لیے عدن بھیجا تاکہ یہ وہاں سے سمندر کے ذریعے اپنے اصل وطن بھیج دیئے جائیں' دوسری جماعت کو اس نے خشکی کی راہ جلاوطن کیا اس طرح دیلمی کے اہل و عیال خشک کی راہ اور داذویہ کے سمندر کی راہ سے جلاوطن کیے گئے۔

ابناء کی اہانت:

جب فیروز کو معلوم ہوا کہ عام اہل یمن قیس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس نے ابناء کے اہل و عیال کو سفر میں لوٹے جانے کے لیے پرخطر راستوں سے جلاوطن کر دیا ہے' نیز اس نے ان کے ماموؤں اور ابناء کی توہین کی ہے اور وہ ان کو بہت ہی حقیر سمجھتا ہے' انہوں نے کئی شعروں میں اپنے کارہائے نمایاں کو فخریہ بیان کیا ہے اور موجودہ حالات پر اپنے غم و غصے کا اظہار ہے۔

فیروز کی بنو عقیل اور قبیلہ عک سے مدد کی درخواست:

اب فیروز نے تنہا قیس کے مقابلے کی ٹھان لی۔ انہوں نے بنو عقیل بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے پاس اپنا پیامبر اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں کی پناہ میں دیتا ہوں اور آپ سے مدد مانگتا ہوں آپ میری اس موجودہ مصیبت میں دستگیری کریں اور جو لوگ ابناء کے اہل و عیال کو جلاوطن کرنے لیے جا رہے ہیں ان سے ان کو رہائی دلائیں' نیز فیروز نے عک کے پاس بھی اسی درخواست کے لیے اپنا قاصد بھیجا' اس درخواست پر بنو عقیل احلاف کے ایک شخص معاویہ کی قیادت میں برآمد ہوئے انہوں نے قیس کے ان سواروں کو جو ابناء کے اہل و عیال کو لیے جا رہے تھے اثنائے راہ میں ٹوکا اور روکا نیز انہوں نے ان کی گرفت سے ابناء کے اہل و عیال کو چھڑا لیا اور ان کے لے جانے والوں کو قتل کر دیا' اور فیروز کے صنعاء واپس آنے تک ان کو وہیں دیہات میں مقیم کرا دیا۔ اسی طرح قبیلہ عک نے مسروق کی قیادت میں یورش کر کے ابناء کے اور اہل و عیال کو ان کے جلاوطن کرنے والوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور ان کو فیروز کے صنعاء واپس آنے تک دیہات میں مقیم کرا دیا۔

قیس کی شکست و فرار:

بنو عقیل اور عک نے فیروز کی مدد کے لیے جو امدادی بھیج دیئے' جب یہ امدادی جماعتیں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گئیں وہ ان سب کو لے کر قیس کے مقابلے کے لیے بڑھے صنعاء کے سامنے دونوں میں شدید لڑائی ہوئی اللہ نے قیس' اس کی قوم اور دوسرے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ سب کے ساتھ فرار ہو کر پھر اس مقام میں آ گیا جہاں وہ ان سب آوارہ گرد جماعتوں کے ساتھ اس غدارانہ یورش سے پہلے عنسی کے قتل کے بعد حیران اور سرگردان رہا کرتا تھا' یہ جماعتیں پھر صنعاء اور نجران کے درمیان میں پھرنے لگیں۔ اس سے پہلے عمرو بن معدی کرب جو عنسی کا حامی تھا۔ فروہ بن مسیک کے مقابل تھا۔

یوم الرزم:

فروہ مسیک کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے متعلق اس نے شعر بھی کہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں اس سے کیں ان میں یہ بھی کہا تھا کہ کہو فروہؓ جنگ رزم میں جو ہلاکت کی مصیبت تمہاری قوم کو برداشت کرنا پڑی اس سے تم خوش ہوئے یا رنجیدہ؟ فروہؓ نے کہا جس شخص کو اپنی قوم کی ایسی تباہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا جیسا مجھے یوم الرزم میں اپنی قوم کو ہلاک ہوتے دیکھنا پڑا وہ ضرور اس سے متاثر اور رنجیدہ ہوگا۔ یہ لڑائی فروہؓ کے قبیلے اور ہمدان کے درمیان یغوث نامی ایک بت کے متعلق ہوئی تھی جو ایک مدت ایک قبیلے کے پاس رہتا تھا اور دوسری میں دوسرے قبیلے کے پاس' چنانچہ جب قبیلہ مراد کی نوبت آئی انہوں نے چاہا کہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنے یہاں رکھ لیں اس پر بنو ہمدان نے لڑ کر ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس موقع پر الاجدع ابو مسروق ان کا رئیس تھا۔

فروہ کا بنو مراد پر تقرر:

اس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اسلام لانے سے تو ان کی عزت بڑھ ہی گئی' فروہؓ نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے لیے باعث خوشی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے بنو مراد کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کر دیا نیز ان لوگوں کا بھی جو بنو مراد کے یہاں فروکش ہوں یا ان کے علاقے میں مقیم ہوں ان کو تحصیلدار بنا دیا۔

عمرو بن معدی کرب کا ارتداد:

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی قوم سعد العشیرہ سے جدا ہو کر بنو زبید اور ان کے حلیفوں میں متوطن ہو گیا تھا انہیں کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آیا اور وہیں مقیم تھا جب عنسی مرتد ہوا اور قبیلہ مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تو فروہؓ تو چندان لوگوں کے ساتھ جو اسلام پر بدستور قائم تھے اس شورش سے الگ تھلگ ہو گئے البتہ عمرو بھی دوسروں کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ عنسی نے اسے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تا کہ وہ فروہؓ کے مقابل رہے' یہ فروہؓ کے سامنے تھا مگر دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلے سے اپنے اس تعلق کی وجہ سے جو ان کو براہ سے تھا بچتے رہتے تھے البتہ اشعار کی جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں ایک دوسرے پر طنز و تعریض کرتا رہتا۔ اسی حالت میں اطلاع ملی کہ عکرمہؓ ابین پہنچ گئے ہیں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی ابین میں آمد:

عکرمہؓ مہرہ سے چل کر یمن کے علاقے میں ابین پہنچے ان کے ساتھ ایک بڑی زبردست جمعیت جس میں مہرہ کے بہت سے لوگ تھے نیز سعد بن زید' ازد' ناجیہ' عبدالقیس بنو مالک بن کنانہ کے حذبان اور عتبہ کے عمرو بن جندب تھے' ساتھ تھی' عکرمہؓ نے قبیلہ نخع کو ان کے بھگوڑوں کو سزا دینے کے بعد اکٹھا کیا اور پوچھا تمہارا طرز عمل اس شورش میں کیسا رہا۔ انہوں نے کہا ایام جاہلیت میں بھی ہم ایک ایسے دین پر قائم تھے کہ ہم پر وہ پھبتیاں جو عرب ایک دوسرے پر کسا کرتے تھے عائد نہیں کی گئیں' چہ جائیکہ اب تو ہم اس دین پر قائم ہیں جس کی خوبی سے ہم خوب واقف ہو چکے ہیں اور جس کی محبت ہمارے قلوب میں جاگزین ہو چکی ہے۔

قیس بن عبد یغوث اور عمرو بن معدی کرب میں کشیدگی:

عکرمہؓ نے جب اور لوگوں سے ان کے طرز عمل کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان صحیح ہے ان کے عوام بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے البتہ ان کے خواص میں جو مرتد ہو گئے تھے وہ بھاگ گئے تھے' اس طرح نخع اور حمیر کو انہوں نے ارتداد کے الزام سے بری قرار دیا اور اب وہ ان کو جمع کرنے کے لیے وہیں مقیم ہو گئے قیس بن عبد یغوث نے عمرو بن معدی کرب پر یہ الزام لگایا کہ تمہاری غفلت سے عکرمہؓ یمن میں در آئے۔ اس وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے اب ایک دوسرے پر لعن طعن شروع کیا' عمرو نے قیس پر یہ الزام لگایا کہ تم نے ابناء کے ساتھ بد عہدی کی اور داذویہ کو دھوکے سے بلا کر قتل کر دیا اور فیروز کے مقابلے سے دم دبا کر بھاگے۔ ان عیوب اور الزامات کو اس نے اپنے شعروں میں بیان کیا۔ قیس نے بھی ترکی بترکی اس کا جواب اسی انداز میں اپنے شعروں میں دیا۔

طاہر اور مسروق کو صنعاء جانے کا حکم:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طاہر ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ اور مسروق کو لکھا کہ تم صنعاء جاؤ اور ابناء کی مدد کرو یہ دونوں امیر اپنے اپنے مقام سے

چل کر صنعاء پہنچے۔ نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ثور بن اصغر کو لکھا کہ تم عربوں اور اہل تہامہ کے دوسرے ان لوگوں کو جو تمہاری دعوت قبول کریں، جمع کر کے اپنی جگہ میرے دوسرے حکم کے موصول ہونے تک جنگ کے لیے تیار ہو کر مقیم رہو۔

عمرو بن معدی کرب اور خالدؓ بن اسید کی لڑائی:

عمرو بن معدی کرب کے پہلے مرتد ہونے کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ خالدؓ بن سعید کے ہمراہ تھا' عمرو ان کے خلاف ہو کر اسود سے جاملا۔ خالدؓ بن سعید اس کے مقابلے پر بڑھے اور پاس پہنچ گئے' دونوں میں مقابلہ ہوا ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا' خالدؓ کا وار اس کے کاندھے پر پڑا جس سے تلوار کا پرتلہ کٹ گیا' تلوار گر پڑی اور وار کاندھے تک سرایت کر گیا۔ عمرو نے بھی ان پر وار کیا مگر بے سود' خالدؓ بن سعید چاہتے تھے کہ دوسرا وار کریں مگر عمرو فوراً گھوڑے سے کود کر پہاڑ پر بھاگ کر چڑھ گیا۔ خالدؓ نے اس کے تمام سامان' گھوڑے اور صمصامہ نام تلوار پر قبضہ کر لیا اوروں کے ساتھ عمرو بھی اب روپوش ہو گیا تھا۔ سعیدؓ بن العاص الاکبر کی تمام املاک سعید بن العاص الاصغر کو وراثت میں ملیں اور جب یہ کوفے کے والی مقرر ہوئے عمرو بن معدی کرب نے اپنی لڑکی ان کو پیش کی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا بلکہ سعید خود عمرو کے مکان اس سے ملنے گئے اور یمن میں جو جو تلواریں خالد رضی اللہ عنہ کو ملی تھیں وہ ساتھ لے گئے اور اس سے کہا کہ ان میں تمہاری تلوار صمصامہ کون سی ہے عمرو نے کہا یہ ہے' سعیدؓ نے کہا اٹھا لو میں نے تم کو دے دی' عمرو نے اسے اٹھا لیا' اپنے خچر کی باگ ہاتھ میں لی اور اس کی زین پر تلوار کا ہاتھ مارا تلوار زین اور نمدے کو کاٹتی ہوئی خچر کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے بعد عمرو نے اسے پھر سعید رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور کہا کہ اگر یہ میری ملک ہوتی اور آپ میرے گھر مجھ سے ملنے آئے ہوتے' میں وہ خود آپ کو دے دیتا اور اب جب کہ وہ گر چکی ہے میں اسے نہیں لیتا۔

قیس اور عمرو بن معدی کرب کی گرفتاری:

مرتدین کی سرزنش کے لیے سب سے آخر میں جو امیر ابوبکرؓ کے پاس سے گئے وہ مہاجرؓ بن ابی امیہ تھے' انہوں نے مکہ کی راہ اختیار کی' مکے آئے وہاں سے خالدؓ بن اسید ان کے ساتھ ہو گئے' طائف آئے یہاں سے عبدالرحمان بن ابی العاص ان کے ہمراہ ہوئے' آگے بڑھے۔ جریرؓ بن عبداللہ کے مقابل آئے ان کو ساتھ لیا جب عبداللہ بن ثورؓ کے پاس آئے وہ خود ان کے ساتھ ہو گئے نجران پہنچے فروہ بن مسیک ان کے ساتھ ہوئے اب عمرو بن معدی کرب نے قیس کا ساتھ چھوڑا اور وہ خود بغیر امان حاصل کیے مہاجرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا مہاجرؓ نے اسے اور قیس دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر ان کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھا بلکہ خود ان دونوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

مفرور باغیوں کی تلاش:

جب نجران سے مہاجرؓ مفرور اور روپوش باغی جماعتوں کی تلاش اور سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور سواروں نے ان کو ہر طرف سے آلیا انہوں نے امان کی درخواست کی مگر مہاجرؓ نے ان کی درخواست نہ مانی اس پر ان کی دو جماعتیں ہو گئیں ایک سے انہوں نے عجیب پر مقابلہ کیا اور سب کا صفایا کر دیا دوسری کو ان کے رسالے نے جو عبداللہ کی قیادت میں تھا طریق اخابث میں جالیا اور اس کا قلع قمع کر دیا۔ متفرق بھٹکے بھاگے ہر راہ اور ہر سمت قتل کیے گئے۔

قیس بن عبدیغوث کو معافی:

قیس اور عمرو بن معدی کرب ابوبکرؓ کے پاس لائے گئے ابوبکرؓ نے قیس سے کہا اے قیس تم نے اللہ کے بندوں پر یورش کر کے ان کو قتل کیا ہے' اور تم مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتدین کے جتھے میں شریک ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا منشاء تھا کہ اگر کوئی اس کا کھلا ہوا جرم مل جائے تو اسے قتل کر دیں' مگر قیس نے دازویہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور بات یہ تھی کہ یہ حرکت بہت ہی خفیہ طور پر سرانجام دی گئی تھی' قیس کے خلاف کوئی صاف شہادت ہمدست نہ ہو سکی تھی اس وجہ سے ابوبکرؓ اس کے قتل سے باز رہے۔

عمرو بن معدی کرب کو رہائی:

عمرو بن معدی کرب سے انہوں نے کہا کیا تم کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ کل تم کو شکست ہوئی تم نے راہ فرار اختیار کی اور آج تم کو قید کر کے یہاں لایا گیا کاش تم اسلام کی خدمت کرتے اللہ تم کو بڑی عزت دیتا۔ اتنا کہہ کر اسے بھی رہا کر دیا اور ان دونوں کو اجازت دے دی کہ اپنے گھر چلے جائیں' عمرو نے کہا اب تو میں امیر المومنین کی نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور اب کبھی اپنے سابقہ کردار کا اعادہ نہیں کروں گا۔

مفرور سرکشوں کی سرکوبی:

مہاجرؓ عجیب سے چل کر صنعاء آئے انہوں نے حکم دیا کہ تمام مفروروں کی تلاش اور تعاقب کر کے سرکوبی کی جائے چنانچہ مسلمانوں نے جس پر قابو پایا انہوں نے اسے بے دریغ بری طرح قتل کر دیا' کسی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا البتہ سرکشوں کے علاوہ جن لوگوں نے توبہ کی اور ان کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ان کے جرم کی نوعیت شدید نہیں ہے اور ان کی اصلاح کی بھی امید کی جا سکتی ہے ان کو معاف کیا گیا۔ صنعاء پہنچ کر مہاجرؓ نے اپنے صنعاء پہنچنے اور اثنائے راہ کی ساری سرگذشت کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔



باب ٦

مرتدین حضرموت ۱۱ھ

زیاد بن لبید عامل حضرموت:

رسول اللہ ﷺ کا جب وصال ہوا تو حضرموت کے علاقوں پر آپؐ کے عامل خاص حضرموت پر زیادؓ بن لبید تھے' سکاسک اور سکون پر عکاشہؓ بن محصن تھے' اور کندہ کے عامل مہاجرؓ مقرر کیے گئے تھے مگر وہ ابھی اپنی خدمت پر جانہ سکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اس لیے ابوبکرؓ نے اب ان کو حکم دیا کہ پہلے وہ یمن کے مرتدین سے جا کر لڑیں' ان کا قلع قمع کرنے کے بعد اپنی خدمت کا جا کر جائزہ حاصل کریں۔

مہاجرؓ بن امیہ کا امارت کندہ پر تقرر:

ام سلمہؓ اور مہاجرؓ بن امیہ سے مروی ہے کہ مہاجرؓ غزوۂ تبوک سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے تھے' جب رسول اللہ ﷺ اس غزوے سے واپس آئے تو آپؐ ان سے ناراض تھے اسی زمانے میں ایک روز ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کا سر دھلا رہی تھیں انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کا کیا نفع جب آپؐ میرے بھائی سے ناراض ہیں' رسول اللہ ﷺ ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے انہوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا وہ مہاجر رضی اللہ عنہ کو بلا لایا' مہاجرؓ مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی خطا معاف فرما دی ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان کو کندہ کا عامل مقرر فرمایا' مگر وہ بیمار ہو گئے اپنی خدمت پر جانہ سکے اس لیے انہوں نے زیاد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ میری خدمت کو بھی انجام دیں' اس کے بعد وہ شفایاب ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان کے تقرر کو بحال رکھا اور حکم دیا کہ پہلے تم یمن جاؤ اور وہاں نجران سے لے کر یمن کے آخری حدود تک جو باغی ہوں ان کا استیصال کرو اور پھر اپنی خدمت کا جا کر جائزہ لینا اس کے انتظار کی وجہ سے زیادؓ اور عکاشہؓ نے اب تک کندہ کے مقابلے میں کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔

اہل کندہ کا ارتداد:

اسود العنسی کی تحریک کو قبول کرنے کی وجہ سے کندہ مرتد ہو گئے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اِن کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی' ارتداد سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب وہ اور حضرموت کا سارا علاقہ اسلام لے آیا ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ حضرموت میں بعض لوگوں کا صدقہ کندہ میں جمع کیا جائے اور بعض اہل کندہ کا صدقہ حضرموت میں جمع ہو' اسی طرح اہل حضرموت کے بعض کا صدقہ سکون میں جمع ہو اور بعض اہل سکون کا صدقہ حضرموت میں جمع ہوا کرے اس پر بنو ولیعہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اونٹ نہیں ہیں اگر آپؐ مناسب خیال فرمائیں تو آپؐ ان کو حکم دیں کہ وہ صدقے کا مال ہمارے پاس لے آیا کریں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اگر ایسا کر سکتے ہو تو کرنا ان لوگوں نے کہا ہم اس پر غور کریں گے۔ اگر بنو ولیعہ کے پاس جانور نہ ہوں گے تو ہم صدقے کا مال خود پہنچا دیا کریں گے۔

حضرمیوں کا صدقات پہنچانے سے انکار:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب صدقات کے وصول کرنے کا وقت آیا' زیادؓ نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا وہ آئے'

بنو ولیعہ نے حضرمیوں سے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا صدقات کو ہمارے پاس پہنچا دو' انہوں نے کہا کہ تمہارے پاس بار برداری موجود ہے اپنے جانور لے آؤ اور صدقات لے جاؤ' انہوں نے بنو ولیعہ کو برا بھلا کہا' انہوں نے زیاد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور حضرمیوں کی جانب داری کا الزام لگایا حضرمیوں نے خود صدقات پہنچانے سے انکار کر دیا اور کندی اپنے مطالبے پر مصر رہے' یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اب ان کا طرز عمل مذبذب ہو گیا ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دوسرا پیچھے ہٹاتے تھے' زیادؓ نے اس وقت تو مہاجرؓ کے انتظار میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

مہاجرؓ بن امیہ کی روانگی حضرموت:

جب مہاجرؓ صنعاء آ گئے اور یہاں سے انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی پوری کارروائی کی اطلاع لکھ بھیجی وہ ان کے دوسرے حکم کے آنے تک صنعاء میں مقیم ہو گئے' پھر ابوبکرؓ نے ان کو اور عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ تم دونوں حضرموت جاؤ' زیاد رضی اللہ عنہ کو ان کی خدمت پر بحال رکھا جائے' مکے سے لے کر یمن تک کے درمیانی علاقے کے جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں' ان کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت دے دینا البتہ جو خود اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہونا چاہے اسے ساتھ لے لینا' نیز زیاد رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے عبیدہؓ بن سعد کو بھی بھیج دیا جائے' مہاجرؓ نے امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری کی' وہ خود صنعاء سے اور عکرمہؓ ابین سے حضرموت روانہ ہوئے' مآرب پر دونوں ملے۔ اور پھر وہاں سے؟ کی راہ بڑھ کر حضرموت میں در آئے ایک نے اسود کے مقابل پڑاؤ کیا اور دوسرے نے وائل کے مقابل۔

عداء کی اونٹنی پر جھگڑا:

جب کندی زیادؓ سے خفا ہو کر چلے گئے اور انہوں نے اپنی بات پر اصرار کیا اور حضرمیوں نے اپنی بات پر' بنو عمرو بن معاویہ کے صدقات کی وصول یابی خود زیادؓ نے اپنے ذمے لی وہ ان کے پاس جو ریاض میں مقیم تھے' آئے سب سے پہلے ان کا ایک لڑکا شیطان بن حجر نظر آیا' زیادؓ نے اس کے گلے سے صدقہ حاصل کیا' اس میں کی ایک جوان اونٹنی جس کے اب تک بچہ نہیں ہوا تھا ان کو پسند آئی' انہوں نے آگ منگوائی اور اس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا۔ یہ اونٹنی شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی تھی جس پر صدقہ واجب نہ تھا اور خود اس کے بھائی کو اسے برآمد کرتے وقت شبہہ گذرا تھا مگر پھر اس نے یہ خیال کر کے کہ یہ وہ نہیں ہے اسے حوالے کر دیا۔ عداء نے کہا یہ تو میری اونٹنی شذرہ ہے اور اسی نام سے اسے آواز دی' شیطان نے کہا میرا بھائی سچ کہہ رہا ہے یہ انھیں کی اونٹنی ہے میں نے شذرہ کو صدقے میں نہیں دیا میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی دوسری اونٹنی ہے آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں دوسری لے لیں' یہ میری ملک نہیں ہے۔ زیادؓ نے خیال کیا کہ یہ لڑکا جھوٹا بہانہ بنا رہا ہے انہوں نے اس سے کہا تو اسلام سے برگشتہ ہو کر کافر ہو گیا ہے' اس بات سے ایک فتنہ برپا ہو گیا اور دونوں کو غصہ آ گیا زیادؓ نے کہا چونکہ اب اس پر زکوٰۃ کا نشان داغ دیا گیا ہے لہٰذا اب یہ کسی طرح تم کو واپس نہیں مل سکتی یہ اللہ کے حق میں وصول کی گئی ہے اس کی واپسی کی کوئی صورت ممکن نہیں اس کی واپسی کے مطالبے سے باز آؤ کہیں یہ تمہارے لیے اسی طرح منحوس بات نہ ہو جیسے بسوس اونٹنی اپنے قبیلے والوں کے لیے ثابت ہوئی۔ اس پر عداء نے ریاض میں جو آل عمر تھے ان کو اپنی حمایت اور مدد کے لیے پکارا اور کہا کہ تمہاری موجودگی میں مجھ پر یہ ظلم اور زیادتی ہو وہ قبیلہ ذلیل ہے جس کے

گھر میں ایسا ظلم کیا جائے۔ اے ابوالسمیط میری مدد کرو۔

ابوالسمیط حارثہ کی مداخلت:

اس آواز پر ابوالسمیط حارثہ بن سراقہ بن معدی کرب اپنے گھر سے نکل کر زیادؓ بن لبید کے پاس آیا جو کھڑے ہوئے تھے' اس نے زیادؓ سے کہا کہ آپ اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں جوان اونٹ لے لیں اس میں کوئی ہرج معلوم نہیں ہوتا جب کہ اونٹ کے عوض میں اونٹ دیا جائے مگر زیادؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اب یہ نہیں ہوسکتا۔ ابوالسمیط نے کہا اگر تم یہودی ہو تو بے شک یہ نہیں ہوسکتا مگر اب تو ہوسکتا ہے' اس کے بعد اس نے اونٹنی کی طرف پلٹ کر اس کی ڈوری کاٹ ڈالی اور اس کے پہلو پر ضرب لگائی جس سے بدک کر وہ کھڑی ہوگئی' ابوالسمیط اسے بچانے کے لیے اس کے سامنے کھڑا ہوگیا' زیادؓ نے حضرموت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ انہوں نے ابوالسمیط کو جھٹکا دے کر پٹک دیا اور اس کی اور اس کے ساتھیوں کی مشکیں باندھ دیں' اور بطور یرغمال ان کو نظر بند کر لیا۔ اور اس اونٹنی کو پھر پکڑ کر حسب سابق اس کے گلے میں ڈوری باندھ دی۔

اہل ریاض کی جنگ کی تیاری:

اب اہل ریاض نے ایک شور وغوغا برپا کیا انہوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا' معاویہ کے بیٹے حارثہ کی مدد کے لیے آمادہ ہوئے اور اب انہوں نے اپنے اصلی مسلک کا اظہار کر دیا۔ اسی طرح سکون اور حضرموت زیاد رضی اللہ عنہ کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے۔ دونوں حریفوں کے دو زبردست لشکر ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے مگر نہ بنو معاویہ نے اپنے ان ہم قوم لوگوں کی وجہ سے جو زیادؓ کے پاس قید تھے جنگ کی ابتداء کی اور نہ زیاد رضی اللہ عنہ کی فوج کو ان کے خلاف کسی کارروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا اس حالت تعطل کو مٹانے کے لیے زیادؓ نے اپنے دشمنوں سے کہلا کر بھیجا کہ ہتھیار رکھ دو' ورنہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ ہم ہرگز اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے آدمیوں کو رہا نہ کر دو' اس کا جواب زیادؓ نے یہ دیا کہ ان قیدیوں کو ہرگز رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم متفرق نہ ہو جاؤ' اور تم نہایت ہی ادنیٰ درجے کے ذلیل اور خبیث لوگ ہو تم حضرموت کے باشندے اور سکون کے ہمسایہ ہو تمہارے لیے یہ ہرگز زیبا نہیں تھا کہ تم حضرموت کے علاقے میں اور اپنے موالی کے سامنے یہ متمردانہ روش اختیار کرتے۔

زیاد کا اہل ریاض پر حملہ:

سکون نے زیادؓ سے کہا کہ یہ لوگ یوں تو باز آنے والے نہیں تم خود ان پر پیش قدمی کر کے حملہ کر دو' چنانچہ ایک رات زیادؓ نے خود ان پر یورش کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ بہت ہی سراسیمگی میں ہر طرف بھاگ نکلے' ان کے فرار کے بعد زیادؓ نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اپنے اصلی مقام طفر میں واپس چلے آئے۔

اہل ریاض کی یورش:

جب یہ قیدی رہا ہو کر اپنے لوگوں میں آئے انہوں نے حکومت سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دوسرے سے اس کے لیے عہد لیا اور انہوں نے کہا کہ اس علاقے کی حالت ہمارے یا ہمارے حریفوں کے لیے اس وقت تک خوش آئند نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس پر کسی ایک کا بلاشرکت غیرے تصرف کامل نہ ہو' اب سب نے جمع ہو کر چھاؤنی ڈالی اور سب میں منادی کر دی کہ کوئی زکوٰۃ نہ دے'

زیادؓ نے سردست ان کا پیچھا چھوڑ دیا' نہ زیادؓ ان پر بڑھے اور نہ وہ زیادؓ پر البتہ زیادؓ نے حصین بن نمیر کو قاصد کی حیثیت سے ان سے گفتگو کرنے بھیجا' حصین کی ایک طرف اہل ریاض اور دوسری طرف زیادؓ، سکون اور حضرموت کے درمیان متعدد بار آنے جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔ یہ اہل ریاض کی دوسری یورش تھی۔ اس کے بعد وہ چند روز خاموش رہے پھر عمرو بن معاویہ کے بیٹے اپنی مختلف گڑھیوں اور محصورہ علاقوں میں جا کر مقابلے کے لیے قیام پذیر ہوئے۔ حمد' مخوس' رمشرح' الضبعہ اور ان کی بہن عمردہ ایک ایک گڑھی میں جا کر مقیم ہوئے یہ لوگ یعنی عمرو بن معاویہ کے بیٹے اس علاقے کے رؤسا تھے۔ اسی طرح حارث بن معاویہ کے بیٹے اپنی اپنی گڑھیوں میں جا کر فروکش ہوئے' اشعث بن قیس اور سمط بن الاسود بھی ایک ایک گڑھی میں مقیم ہو گئے۔ اس طرح تمام معاویہ کی اولاد نے اس بات پر اتحاد و اتفاق کیا کہ زکوۃ نہ دی جائے اور سب اسلام سے مرتد ہو جائیں۔

شرحبیلؓ بن السمط کی مخالفت:

البتہ شرحبیل رضی اللہ عنہ بن السمط اور ان کے بیٹے نے بنو معاویہ کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ بخدا شریف قوموں کے لیے ترک مذہب کرنا بہت برا ہے' اعلیٰ درجے کے شرفاء کا تو یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو اپنے مسلک کے متعلق شبہ بھی پیدا ہو' تب بھی وہ بدنامی کے خوف سے اس مسلک کو ترک کر کے اس سے زیادہ صاف مسلک کو اختیار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں چہ جائیکہ ایک نہایت عمدہ مذہب اور حق کو چھوڑ کر باطل اور برے کی طرف عود کیا جائے' اے خداوندا! ہم دونوں اس معاملے میں اپنی قوم سے موافقت نہیں کرتے اور آج تک انہوں نے اس بارے میں اونٹنی والے دن اور دوسرے موقع پر حکومت کے خلاف جو اجتماع کیا اس پر اظہار ندامت کرتے ہیں۔

شرحبیلؓ بن السمط کا شب خون مارنے کا مشورہ:

اس کے بعد شرحبیلؓ بن السمط اور ان کے بیٹے سمط دونوں زیادؓ بن لبید کے پاس چلے آئے اور ان کی جماعت میں شامل ہو گئے' ابن صالح اور امرؤالقیس بن عالیس بھی زیادؓ کے پاس آئے اور انہوں نے زیادؓ سے کہا کہ آپ دشمن پر شب خون ماریں کیونکہ مسکاسک' سکون اور حضرموت کے بعض لوگ اپنی جماعتوں سے بھاگے ہوئے اشخاص ان باغیوں کی جماعت میں جا کر مل گئے ہیں تا کہ جب ہم ان پر حملہ کریں تو ان کی وجہ سے خود ہماری جماعت میں پھوٹ پڑ جائے اگر آپ ہماری رائے پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ اسی طرح خود ہماری جماعت کے لوگ جستہ جستہ ہمیں چھوڑ کر ان کی جماعت میں جا کر شامل ہو جائیں گے۔ انہیں لوگوں کے ان میں مل جانے کی وجہ سے ہمارے دشمن کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ میدان میں جولانی کر رہا ہے اور امید باندھے ہے کہ ہماری جماعت کے اور لوگ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

زیادؓ بن لبید کا مرتدین پر شب خون:

زیادؓ نے کہا کہ اچھی بات ہے اسی مشورے پر عمل کیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنی فوج کو جمع کر کے دشمن پر رات کے وقت ان کی گڑھیوں میں شب خون مارا اور دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤں کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں نے ان لوگوں کو جن کی نیت سے وہ آئے تھے شناخت کر لیا اور بنو عمرو بن معاویہ پر جو دشمن کے قوت بازو تھے پل پڑے انہوں نے مشرح' مخوص' حمد' الضبعہ

اوران کی بہن عمروہ کو قتل کر دیا اس طرح اللہ کی لعنت ان پر پڑ گئی نیز مسلمانوں نے ان کے اور بہت سے پیروؤں کو قتل کیا جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے مگر اس واقعے سے بنو عمرو بن معاویہ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہ بھی کوئی نمایاں کام نہ کر سکے' زیادؓ قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر پلٹے اور ایسے راستے سے جو ان کو اشعث اور بنو الحارث بن معاویہ کے پڑاؤ پر پہنچاتا چلے۔ جب ان کے قریب آئے بنو عمرو بن معاویہ کی گرفتار شدہ عورتوں نے بنو الحارث کو دہائی دی اور پکارا' اشعث ہم تمہاری خالائیں ہیں جو اس طرح اسیر کر کے لے جائی جا رہی ہیں۔ اشعث نے بنو الحارث کو اپنے ساتھ لے کر فوراً اس آواز پر یورش کی' اور ان کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا یہ ان کی تیسری یورش تھی۔

مہاجرؓ بن امیہ کی کندہ پر فوج کشی:

مگر اب اشعث نے محسوس کیا کہ جب زیادؓ اور ان کی فوج کو اس واقعے کا علم ہو گا' وہ بنو الحارث بن معاویہ اور بنو عمرو بن معاویہ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے اس نے ان دونوں خاندانوں کو اور اطراف کے قبائل سکاسک اور خصائص میں سے جو لوگ اس کے ہم نوا ہو سکے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس واقعے کی وجہ سے حضر موت کے اکثر قبائل علانیہ متمرد ہو گئے مگر زیادؓ کے ہمراہی ان کی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور کندہ اپنی بات پر اڑے رہے' جب نوبت یہاں تک پہنچی تو زیادؓ اور دوسرے لوگوں نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر واقعات سے مطلع کیا۔ مہاجر رضی اللہ عنہ کو یہ خطوط اس وقت ملے جب وہ صحرائے صہید کو جو مآرب اور حضر موت کے درمیان واقع ہے طے کر رہے تھے انہوں نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو لشکر پر اپنا نائب بنایا اور خود تیز رفتار لوگوں کو ساتھ لے کر بعجلت ممکنہ زیادؓ کے پاس پہنچے اور کندہ پر حملہ آور ہوئے اشعث ان کا امیر تھا زرقان کی گڑھی پر معرکہ آرائی ہوئی' کندہ کو شکست ہوئی' ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور انہوں نے بھاگ کر نجیر میں پناہ لی' وہ اس قلعے کو تعمیر و ترمیم کر کے پہلے ہی مستحکم کر چکے تھے۔

کندہ کی بستیوں پر مسلمانوں کی یورش:

مہاجرؓ نے بڑھ کر نجیر کا محاصرہ کر لیا' اس قلعے میں کندہ کے ساتھ سکاسک' سکون اور حضر موت کے کچھ باغی افراد بھی تھے' نجیر کو تین راستے جاتے تھے' ان میں سے ایک کو زیادؓ نے' دوسرے کو مہاجرؓ نے روک لیا۔ تیسرے سے دشمن کی آمد و رفت جاری تھی مگر جب عکرمہ رضی اللہ عنہ آ گئے تو ان کو تیسرے راستے پر مقرر کر دیا۔ جب دشمن کے لیے تمام راستے مسدود ہو گئے تو مہاجرؓ نے اپنے رسالہ کو کندہ کی آبادیوں پر یورش کرنے اور ان کو پامال کرنے کا حکم دیا' ان میں سے ایک دستے کے افسر یزید بن قنان تھے' انہوں نے بنو ہند سے لے کر برہوت تک تمام بستیوں میں قتل کا بازار گرم کر دیا۔ اسی طرح مہاجرؓ نے ساحل کی طرف خالد مخزومی اور ربیعہ حضرمی کو بھیجا انہوں نے اہل محا اور دوسرے قبائل کو قتل کیا۔

مہاجرؓ اور اہل کندہ کی جنگ:

کندہ کو جو اس وقت قلعے میں محصور تھے اپنی بستیوں کی بربادی کی اطلاع ملی تو وہ کہنے لگے اس ذلت اور بے بسی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اٹھو اپنی پیشانی کے بال کاٹو اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دو یہاں تک کہ خدا کے فضل سے تم کامیاب ہو جاؤ' یقین واثق ہے کہ خدا تمہیں ان ظالموں پر فتح دے گا۔ چنانچہ سب نے پیشانیوں کے بال کاٹ ڈالے اور ایک ایک نے جان لڑا دینے اور ایک دوسرے کی امداد سے گریز نہ کرنے کا عہد کیا' صبح ہوئی تو یہ لوگ قلعے سے نکل کر نجیر کے میدان میں اسلامی لشکر پر حملہ آور ہوئے'

بڑے زور کی لڑائی ہوئی' مقتولین کی لاشوں سے تین راستے اور ان کے اطراف پٹ گئے کندہ کو اس طرح شکست ہوئی' ان کے بے شمار آدمی مارے گئے۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ کی نجیر میں آمد:

ایک قول یہ ہے کہ عکرمہ مہاجر رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے اس وقت پہنچے جب کہ مہاجرؓ دشمن کا استیصال کر چکے تھے' اس لیے زیادؓ اور مہاجرؓ نے اپنے رفقاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تمہارے یہ بھائی تمہاری امداد کے لیے آئے ہیں اگرچہ تم پہلے ہی فتح یاب ہو چکے ہو مگر مناسب یہ ہے کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شریک کرو' یہ رائے سب نے منظور کی' اپنی فوج کے ساتھ سب کو سمجھا بجھا کر ان کو بھی حصہ دیا گیا' خمس اور قیدی مہاجرؓ نے دربار خلافت کو روانہ کیے ایک شخص فتح کی بشارت دینے کے لیے روانہ ہوا جو قیدیوں اور مال غنیمت سے آگے نکل گیا' یہ لوگ راستے میں جہاں سے گزرتے وہاں مسلمانوں کو اس کی فتح کی خوش خبری اور تمام واقعات سناتے جاتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اہل کندہ کے متعلق فرمان:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مغیرہؓ بن شعبہ کے ذریعے مہاجر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم بھیجا تھا کہ جب تم کو میرا خط ملے اور تم کو اس وقت تک فتح نہ ہوئی ہو تو جب تمہیں دشمن پر فتح حاصل ہو تو اگر بزور شمشیر مغلوب کیے گئے ہو تو تم ان کے جنگجو مردوں کو قتل کر دینا اور ان کے اہل و عیال کو قید کر لینا یا اب وہ میرے تصفیے پر ہتھیار رکھ دیں تو اس کی اجازت دو' اور اگر اس خط کے پہنچنے سے قبل مصالحت ہو چکی ہے تو اب یہ کیا جائے کہ وہ جلاوطن کر دیئے جائیں کیونکہ ان کی اس بغاوت اور شورش کے بعد میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ ان کو ان کے مکانوں میں رہنے دیا جائے تا کہ یہ کچھ تو اپنی بدکرداری کا خمیازہ بھگتیں اور ان کو معلوم ہو کہ جو حرکت انہوں نے کی ہے وہ بہت نازیبا ہے۔

اشعث کی عکرمہؓ سے امان طلبی:

ادھر جب نجیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے اور وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو ان پر دہشت طاری ہوگئی' ان کو اور ان کے سرداروں کو اپنی موت نظر آنے لگی اس لیے انہوں نے یہ تیسری صورت اختیار کی کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کی آمد تک صبر کریں اور ان کے آنے کے بعد جلا وطنی قبول کر کے صلح کر لیں' اس وجہ سے اشعث فوراً عکرمہؓ کے پاس پہنچ کر ان سے امان کا طالب ہوا ان کے سوا کسی اور سے امان ملنے کی اس کو توقع بھی نہ تھی' وجہ یہ تھی کہ اسماء بنت نعمان عکرمہؓ کے نکاح میں تھی۔ جس زمانے میں عکرمہؓ جند میں مہاجرؓ کی آمد کے منتظر تھے انہوں نے اس کو نکاح کا پیام دیا تھا اور اس فتنے سے قبل ہی اسماء کے باپ نے اس کو عکرمہؓ کے پاس پہنچا دیا عکرمہؓ اشعث کو لے کر مہاجرؓ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس کو اور اس کے علاوہ نو افراد کو مع ان کے متعلقین کے اس شرط پر امان عطا کی جائے کہ یہ قلعے کا دروازہ کھول دیں' مہاجرؓ نے یہ درخواست قبول کی اور اشعث کو حکم دیا کہ جا کر امان کا وثیقہ لکھ لائے اور ہماری مہر ثبت کرالے۔

اشعث کی اطاعت:

ایک روایت یہ ہے کہ اشعث نے مہاجرؓ کے پاس حاضر ہو کر اپنی جان و مال اپنے متعلقین اور دوسرے نو اعزا کے لیے اس

شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ قلعے کا دروازہ کھول کر اپنی قوم کو مسلمانوں کے حوالے کر دے گا' مہاجرؓ نے حکم دیا کہ جاؤ اور اپنی حسب خواہش فہرست لکھ کر پیش کرو۔ اشعث ۔ نے اپنے اہل وعیال اور چچا کی اولاد اور ان کے متعلقین کے نام تو لکھ دیئے مگر دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے خود اپنا نام لکھنا بھول گیا' اور مہاجرؓ کے پاس آ کر اس پر مہر ثبت کرالی اور چلا آیا اور اس طرح جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے وہ سب چھوڑ دیئے گئے۔

بجیر کے محصورین کا انجام:

ایک روایت یہ ہے کہ جب اشعث سب کے نام لکھ کر آخر میں اپنا نام لکھنا چاہتا تھا۔ تو جحدم چھری لے کر اس پر جھپٹا اور اس نے کہا کہ میرا نام لکھو ورنہ میں ابھی تمہارا کام تمام کرتا ہوں' مجبوراً اس نے جحدم کا نام لکھ دیا اور خود کو چھوڑ دیا۔

قلعے کا دروازہ کھلتے ہی مسلمانوں نے دشمن کو بے بس کر کے ایک ایک کی گردن ماری اور جنگجو لوگوں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا' بجیر اور اس کی خندق میں جو عورتیں گرفتار ہوئیں ان کی تعداد ایک ہزار تھی مال غنیمت اور قیدیوں پر نگران کار مقرر کر دیئے گئے اس کام کی انجام دہی میں کثیر بھی شریک تھے۔

اشعث کی گرفتاری:

اس فتح کے بعد مہاجرؓ نے اشعث اور دوسرے امان پانے والوں کو طلب کیا' جن جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے ان کو معافی دی۔ مگر اس میں اشعث کا نام درج نہ تھا یہ دیکھ کر مہاجرؓ بہت خوش ہوئے اور کہا اے اشعث' اے دشمن خدا' شکر ہے کہ تیرا مقدر تجھ سے برگشتہ ہو گیا' میری تمنا تھی کہ خدا تجھ کو ذلیل کرے یہ کہہ کر مہاجرؓ نے اس کی مشکیں کسوا دیں اور قتل کا ارادہ کیا' مگر عکرمہؓ نے کہا ذرا توقف فرمایئے اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیجیے۔ اس کے معاملے میں وہی کوئی تصفیہ فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ گفتگوئے مصالحت خود اس کے ذریعے سے ہوئی ہے اگر اس فہرست میں یہ اپنا نام لکھنا بھول گیا ہے تو اس سے امان باطل نہیں ہو سکتی' مہاجرؓ نے کہا اگرچہ اس کا معاملہ بالکل ظاہر ہے مگر میں تمہارے مشورے پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہوں اس لیے مہاجرؓ نے اس وقت اسے قتل نہیں کیا بلکہ اور قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ راستے بھر مسلمان اور خود اس کی قوم کے قیدی اس کو لعنت ملامت کرتے رہے اور اس کی ہم قوم عورتیں اس کو دوزخ کا کندہ اور غدار کہتی رہیں۔

مہاجرؓ کے پاس جب مغیرہؓ پہنچے تو منشائے الٰہی کا یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دشمنوں کی لاشیں خون میں لتھڑی پڑی ہیں' قیدی گرفتار ہو چکے ہیں اور جانوروں پر سوار کر کے ان کو مدینہ روانہ کیا جا چکا ہے۔

اشعث کی جان بخشی کی درخواست:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع ملی' اسیران جنگ خدمت میں پیش ہوئے۔ آپؓ نے اشعث کو طلب کیا اور فرمایا تو بنو ولیعہ کے فریب میں آ گیا' مگر وہ تیرے فریب میں نہیں آئے کیونکہ جانتے تھے کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے وہ خود ہلاک ہوئے اور تجھے بھی تباہ کیا۔ تجھے اس کا بھی خوف نہ ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کچھ نہ کچھ تجھے پہنچی ہوتی تب بھی میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ اشعث نے کہا مجھے کیا معلوم آپ اپنی رائے کو خود جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں سے اپنے دس آدمیوں کی جان بخشی کا تصفیہ خود میں نے کرایا ہے' میرا قتل کیسے جائز ہو سکتا ہے' آپ نے فرمایا کیا حق

انتخاب تم کو دیا گیا تھا' اس نے کہا جی ہاں! آپ نے کہا جب تم تحریر لکھ کر لائے تو کیا سپہ سالار اسلام نے اس پر مہر ثبت کر دی؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ تحریر پر جب مہر ہو گئی تو وہ انہیں لوگوں کے لیے سند ہو سکتی ہے جن کے نام اس میں درج ہیں اور تیری مصالحت کنندہ کی حیثیت اس سے قبل تک تھی۔

اشعث کی جاں بخشی:

جب اشعث کو خوف ہوا کہ اب جان گئی اس نے عرض کیا آپ مجھ سے آئندہ کسی بھلائی کی توقع کر سکتے ہیں تو براہ کرم ان قیدیوں کو آزاد کر دیجیے میرا قصور معاف فرمایئے اور میرا اسلام قبول کر لیجیے' اور میرے ساتھ وہی سلوک روا رکھیے جو مجھ جیسوں کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں اور میری زوجہ کو میرے حوالے فرمایئے۔ اس واقعے سے قبل جب اشعث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس نے ام فروہؓ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہا کو پیام نکاح دیا تھا۔ ابو قحافہؓ نے اپنی لڑکی اس کی زوجیت میں دے دی تھی اور رخصت کو اشعث کی دوبارہ آمد پر اٹھا رکھا تھا۔ اس عرصے میں رسول اللہ ﷺ وفات فرما گئے اور اشعث کے اعمال آپ سن چکے ہیں اس لیے اسے اندیشہ ہوا کہ اس کی بیوی اس کے حوالے نہ کی جائے گی' اس لیے اس نے عرض کیا کہ آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے علاقے والوں میں اسلام کا بہترین خادم ثابت ہوں گا' یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اس کی جاں بخشی فرما دی' اس کا اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی اس کے حوالے کر دی' اور فرمایا جاؤ آئندہ مجھے تمہارے متعلق بہتر اطلاعات ملنی چاہئیں آپ نے تمام قیدیوں کو بھی آزاد فرما دیا اور وہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے خمس مال غنیمت لوگوں کو تقسیم فرما دیا اور بقیہ چار خمس فوج نے آپس میں تقسیم کر لیے۔

اشعث کی ام فروہؓ بنت ابی قحافہؓ سے شادی:

ایک بیان یہ ہے کہ جب اشعث حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا' اور آپ نے اس کی بدکرداریوں پر اس کو متنبہ فرما کر پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس نے عرض کیا مجھ پر کرم کیجیے' میرے طوق و سلاسل کھلوا دیجیے اور اپنی بہن سے میری شادی کر دیجیے' کیونکہ میں تائب ہوں اور اسلام لاتا ہوں' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اچھا منظور' اور ام فروہؓ بنت ابی قحافہ رضی اللہ عنہا کو اس کے نکاح میں دے دیا' اس کے بعد اشعث فتح عراق تک مدینے میں قیام پذیر رہا۔

عرب اسیروں کی رہائی:

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ بڑی نازیبا بات ہے کہ عرب عرب کی غلامی میں قید رہیں' حالانکہ خدا نے اپنے فضل سے مملکت اسلامی کو کافی وسیع اور عجمیوں کو ہمارے زیر فرمان کر دیا ہے آپ نے دور جاہلیت اور دور اسلام کے تمام عرب قیدیوں کے لیے سب کے مشورے سے چھ اونٹ اور سات اونٹ کا فدیہ مقرر فرما دیا مگر ام ولد کو فدیے سے معاف رکھا۔ نیز قبیلہ حنیفہ اور کندہ کے لیے قدرے تخفیف فرما دی کیونکہ ان کے اکثر مرد قتل ہو چکے تھے' اہل ''دبا'' اور دوسرے تہی دستوں کو بھی آپ نے فدیے سے مستثنیٰ فرما دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنی اپنی عورتوں کو گھر گھر تلاش کرتے پھرنے لگے' اس طرح اشعث کو بنو نہد اور بنو غطیف میں دو عورتیں ملیں' ہوا یہ کہ اشعث ان قبائل میں پہنچ کر پوچھنے لگا۔ ''کوے اور گدھ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا اس سے تیرا کیا مطلب ہے اس نے کہا نجیر کی جنگ میں گدھ' کوے بھیڑیئے اور کتے ہماری عورتوں کو اچک لے گئے تھے' بنو غطیف نے کہا کوا تو یہ ہے!

اشعث نے کہا اس کو تمہارے یہاں کیا حیثیت حاصل ہے؟ بنو غطیف نے کہا کہ وہ ہماری حفاظت میں ہے اشعث نے کہا بہت اچھا اور چلا گیا۔

بنت نعمان بن جون:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا اور آپ نے اعلان فرما دیا کہ آج سے کوئی عربی کسی کی ملک میں نہ رہے تو مہاجرؓ نے اس عورت کے معاملے میں غور کیا جس کا باپ نعمان بن جون تھا۔ اس عورت کا قصہ یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا' اور اس کی خوبی یہ بتلائی تھی کہ آج تک یہ بیمار نہیں ہوئی۔ پہلے تو آپؐ نے اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی مگر یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کو یہاں سے ہٹاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور یہ کبھی بیمار ہوتی۔

بنت نعمان کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے:

مہاجرؓ نے عکرمہؓ سے پوچھا تم نے اس سے کب شادی کی تھی عکرمہؓ نے کہا یہ میرے پاس جند میں لائی گئی تھی' مآرب کے سفر میں میرے ساتھ تھی پھر میں اس کو چھاؤنی میں لے آیا۔ بعض نے عکرمہ رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ اس کو چھوڑ دو' یہ رغبت کے قابل نہیں ہے اور بعض نے کہا مت چھوڑو' مہاجرؓ نے اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر استفسار کیا تو آپ نے جواب میں یہ واقعہ لکھا کہ اس کا باپ نعمان بن جون اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا اور اس کو آپؐ کے لیے آراستہ کیا تھا آپؐ نے فرمایا اسے یہاں لاؤ' جب وہ لے کر آیا تو اس نے کہا اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ آج تک اسے کسی قسم کا مرض نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی خیر ہوتی تو ضرور کبھی بیمار ہوتی چونکہ آپؐ نے اس عورت کو پسند نہیں کیا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اسے پسند نہ کرو اور چھوڑ دو۔

عرب قیدیوں کا زرفدیہ:

عمرؓ نے جب تمام قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔ تو ان عورتوں میں سے جو قریش میں رہ گئیں چند کے نام یہ ہیں۔ بشریٰ بنت قیس جو سعدؓ بن مالک کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا عمر پیدا ہوا' زرعہ بنت شرح جو عبداللہؓ بن عباسؓ کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا علی پیدا ہوا۔

امارت یمن پر مہاجر بن امیہ کا تقرر:

حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم یمن اور حضرموت میں سے کسی ایک ملک کی حکومت پسند کر سکتے ہو' انہوں نے یمن کو پسند کیا۔ اس طرح یمن پر دو حاکم مقرر ہوئے' فیروز اور مہاجرؓ اور حضرموت پر دو مقرر ہوئے عبیدۃ بن سعد کندہ اور سکاسک پر اور زیادؓ بن لبید حضرموت پر' جس علاقے میں ارتداد ہوا تھا اس کے حکام کے نام حضرت ابوبکرؓ نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ حکومت میں صرف انہیں اشخاص کو شریک کریں جن کا دامن ارتداد کے داغ سے پاک رہا ہو' آپ سب اسی پر عمل کریں اور اسی کو دوسروں کے لیے مثال بنائیں۔ فوج میں جو لوگ واپسی کے خواہاں ہوں ان کو واپسی کی اجازت دی جائے' اور دشمن سے جہاد کرنے میں کسی مرتد سے ہرگز مدد نہ لی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا:

مہاجرؓ کے سامنے دو گانے والی عورتوں کے مقدمات پیش ہوئے' ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیوں کے اشعار گائے تھے' مہاجرؓ نے اس کی سزا میں اس کا ایک ہاتھ قطع کرا دیا اور سامنے کے دو دانت تڑوا دیئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیوں کے اشعار گانے بجانے والی عورت کو جو سزا تم نے دی ہے مجھے اس کا حال معلوم ہوا' اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں تمہیں اس کو قتل کرنے کا حکم دیتا' کیونکہ حد انبیاءؑ اور لوگوں کی حدود کے مثل نہیں ہے پس اگر کسی مسلمان سے یہ گستاخی سرزد ہو تو وہ مرتد ہے' اور ذمی اس کا ارتکاب کرے تو وہ باغی محارب ہے اور جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے تھے اس کے متعلق امیر المومنین نے مہاجر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کو ہاتھ کاٹنے اور دو دانت توڑنے کی سزا دی ہے' اگر وہ عورت مدعی اسلام تھی اس کو تادیب اور تنبیہ کرنا کافی تھا نہ کہ اس کے اعضاء کاٹنا' اور اگر ذمی تھی تو بخدا اس کے جس جرم سے تم نے اب تک درگذر کیا وہ اس سے کہیں زیادہ بڑا تھا' اگر میں اس قسم کی باتوں پر تمہاری گرفت کروں تو ممکن ہے کوئی ناگوار صورت پیش آ جائے' لہٰذا بہتر یہ ہے کہ ایسا طرز عمل اختیار کرو جس میں امن رہے کبھی کسی کو قطع اعضاء کی سزا نہ دو کیونکہ یہ گناہ ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے' البتہ قصاص کی صورت میں اور بات ہے۔

۱۱ھ کے متفرق واقعات:

۱۱ھ میں مزید واقعات یہ پیش آئے کہ حضرت معاذؓ بن جبل یمن سے واپس آئے' اور حضرت ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی مقرر کیا جس منصب کو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آخر عمر تک انجام دیتے رہے اس سال معتبر روایت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عتابؓ بن اسید کو امیر حج مقرر کیا تھا مگر دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوفؓ نے بحیثیت امیر کے خلیفہ وقت کے حکم سے لوگوں کو حج کرایا۔



باب ۷

فتوحات عراق ۱۲ھ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم:

خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ' اور ہندی سرحد سے جو ابلہ کے نام سے مشہور ہے آغاز کرو' اور باشندگان فارس اور وہاں کی دوسری اقوام کی تالیف قلوب کرو' بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو کوفے کی طرف جہاں کے حاکم مثنیٰ بن حارثہ تھے جانے کا حکم دیا تھا اور خالدؓ محرم ۱۲ھ میں بصرے سے ہوتے ہوئے جس کا رئیس قطبہ سدوسی تھا کوفے پہنچے۔

مگر واقدی کہتے ہیں کہ خالدؓ کے اس سفر کے متعلق مختلف اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے' اور کوئی کہتا ہے کہ پہلے یمامہ سے مدینے واپس آئے اور پھر کوفے کے راستے سے عراق کا سفر کر کے حیرہ پہنچے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ابن صلوبا کو امان نامہ:

صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو عراق جانے کا حکم بھیجا' خالدؓ عراق روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر سواد کی بستیوں بانقیا' باروسما اور الیس میں اترے یہاں کے باشندوں نے خالدؓ سے صلح کر لی' آپ سے یہ مصالحت ابن صلوبا نے کی تھی' یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے' خالدؓ نے ان لوگوں سے جزیہ لینا قبول کر لیا اور حسب ذیل تحریر ان کو لکھ دی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وثیقہ خالد بن الولید کی طرف سے ابن صلوبا سوادی باشندہ ساحل فرات کے حق میں لکھا جاتا ہے چونکہ تم نے جزیہ دے کر جان بچائی ہے اس لیے تم کو خدا کی امان دی جاتی ہے تم نے جزیے کی یہ رقم ایک ہزار درہم اپنی طرف سے اور اپنے خراج دہندوں اور جزیرے اور بانقیا' باروسما کے باشندوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ میں اس کو قبول کرتا ہوں' میرے ساتھ کے تمام مسلمان اس تصفیے پر تم سے خوش ہیں۔ آج سے تم کو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے''۔

ہشام بن ولید نے اس عہد نامے پر اپنی گواہی کے دستخط کیے۔

قبیصہ بن ایاس کی جزیہ پر مصالحت:

یہاں سے فارغ ہو کر خالدؓ اپنی افواج کو لیے ہوئے حیرہ پہنچے وہاں کے شرفاء قبیصہ بن ایاس کی سرکردگی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ خالدؓ نے اس کو اور اس کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہا۔ میں تم کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں' اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ گے' نفع نقصان میں تم اور وہ برابر ہوں گے' اسلام لانا نہیں چاہتے تو جزیہ دینا قبول کرو۔ اگر جزیے سے بھی انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمہارے سر پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو زندگی سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہے۔ ہم تم سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ

خدا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

عراق کا پہلا جزیہ:

یہ سن کر قبیصہ بن ایاس نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے مذہب پر قائم رہ کر جزیہ دینا قبول کرتے ہیں' چنانچہ خالدؓ نے ان لوگوں سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کر لی' یہ رقم اور ابن صلوبا کی بستیوں کی رقم عراق کا سب سے پہلا جزیہ ہے۔

ہشام ابن الکلبی کی روایت یہ ہے کہ جس وقت خالدؓ یمامہ میں ٹھہرے ہوئے تھے' حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم شام چلے جاؤ اور عراق سے گذرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرو' چنانچہ خالدؓ یمامہ سے روانہ ہو کر بناج میں فروکش ہوئے۔

مثنیٰ بن حارثہ:

ایک راوی کا یہ بیان ہے کہ حارثہ شیبانی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے' اور درخواست کی کہ مجھے میری قوم کا امیر مقرر کر دیجیے تو میں اپنے پڑوس کے اہل فارس سے جہاد کروں گا اور آپ کی طرف سے تنہا ان سے نمٹ لوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی۔ مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے وطن واپس آ کر اپنی قوم کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور اس کو لے کر وہ کبھی کسکر کے ایک حصے پر اور کبھی زیریں فرات پر حملے کرتے۔

مثنیٰ کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا حکم:

خالدؓ بناج آئے تو اس وقت مثنیٰ بن حارثہ خفان میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے' خالدؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط بھی بھیج دیا۔ جس میں آپ نے مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ خالد رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرو یہ حکم ملتے ہی مثنیٰ فوراً خالدؓ سے جا ملے مگر بنو عجل کا یہ خیال ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ ہمارے خاندان کا ایک شخص جہاد کے لیے نکلا تھا اس کا نام مذعور بن عدی تھا' مذعور اور مثنیٰ میں کسی بات پر بگڑ گئی۔ دونوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر واقعات کی اطلاع دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عجلی کو حکم دیا کہ خالدؓ کے ساتھ شام کو چلے جاؤ اور مثنیٰ کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔ اس کے بعد عجلی مصر چلے گئے جہاں انہوں نے بڑے مناصب اور اعزازات حاصل کیے۔ ان کا محل آج تک مصر میں مشہور ہے۔

جابان اور مثنیٰ کی لڑائی:

خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے' الیس کا رئیس جابان آپ کا مزاحم ہوا' آپ نے مثنیٰ بن حارثہ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ مثنیٰ اس سے لڑے اور اس کو شکست دی' جابان کے بڑے بڑے سردار ندی کے کنارے مارے گئے۔ اس واقعہ کی وجہ سے وہ ندی خون کی ندی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس کے بعد الیس کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کر لی۔

خالدؓ آگے چل کر حیرہ کے قریب آئے' آزاذبہ کی فوجیں مقابلے کے لیے نکلیں' آزاذبہ کسریٰ کی ان تمام فوجی چوکیوں کا افسر تھا جو کسریٰ کے دارالسلطنت سے لے کر عرب تک پھیلی ہوئی تھیں' ندیوں کے سنگم پر طرفین کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا' خدا نے دشمن کو شکست دی۔

حضرت خالدؓ اور عبدالمسیح کی گفتگو:

یہ دیکھ کر اہل حیرہ خالدؓ کے استقبال کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ عبدالمسیح بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھے۔ خالدؓ نے عبد

المسیح سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے باپ کی پشت میں سے' خالدؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے نکلے ہو' اس نے جواب دیا اپنی ماں کے پیٹ میں سے' خالدؓ نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ بتاؤ کہ تم کس چیز پر ہو؟ اس نے کہا ہم زمین پر ہیں۔ خالدؓ نے کہا ارے میاں تم کس شے میں ہو' اس نے کہا میں اپنے کپڑوں میں ہوں۔ خالدؓ نے کہا تم کچھ عقل سے بھی کام لیتے ہو۔ عبدالمسیح نے کہا ہاں عقل سے بھی کام لیتا ہوں اور قید سے بھی' خالدؓ نے کہا میں تم سے سوال کر رہا ہوں' اس نے کہا اور میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ خالدؓ نے پوچھا تم صلح کے خواہاں ہو یا جنگ کے؟ اس نے کہا ہم صلح چاہتے ہیں آپ نے کہا تو پھر ان قلعوں سے تمہاری کیا منشاء ہے' اس نے کہا یہ قلعے ہم نے اس لیے بنائے ہیں' کہ کوئی بیوقوف آئے تو ہم اسے قید کر لیں اور کوئی سمجھ دار آئے تو وہ ان سے بچ کر چلا جائے۔

اہل حیرہ سے جزیہ پر مصالحت:

خالدؓ نے اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ میں تم کو خدا کی' اس کی عبادت کی اور اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں' اگر یہ قبول ہے تو ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہیں' اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو' یہ بھی نہیں۔ تو یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم لایا ہوں جو موت کو اتنا ہی محبوب رکھتی ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کو' انہوں نے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے' خالدؓ نے ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کر لی' یہ سب سے پہلا جزیہ تھا جو عراق سے مدینے کو روانہ کیا گیا اس کے بعد خالدؓ بانقیا پہنچے' وہاں بصبہری بن صلوبا نے آپ سے ایک ہزار درہم اور عباء بطور جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی' خالدؓ نے ان لوگوں کو ایک تحریر لکھ دی۔

اہل حیرہ سے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ خالدؓ کے لیے جاسوسی کی خدمت انجام دیں گے جس کو انہوں نے قبول کیا۔

اہل مدائن کے نام حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط:

شعبی کی روایت ہے کہ بنو بقیلہ نے مجھ کو وہ تحریر دکھلائی ہے جو خالدؓ نے اہل مدائن کے نام لکھی تھی جو حسب ذیل ہے: ''خالدؓ بن الولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام' سلام ہے ان پر جو ہدایت اختیار کرتے ہیں۔ امابعد! شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہاری شوکت کا خاتمہ کر دیا' تمہارا ملک سلب کر لیا' تمہارے مکر کو ناکام کر دیا' جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے' ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے وہی مسلم ہے' اس کے حقوق اور ہمارے حقوق برابر ہیں' اس خط کے پہنچتے ہی میرے پاس یرغمال بھیجو اور میری طرف سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا اطمینان حاصل کر لو ورنہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں ایک ایسی قوم کو بھیجوں گا جو موت کی ایسی ہی عاشق ہے جتنا کہ تم زندگی کے''۔

خالد رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھ کر اہل فارس کو بے حد تعجب ہوا یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے۔

شعبی کی روایت:

شعبی کی دوسری روایت ہے کہ جب خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے۔ اب عراق میں گھس جاؤ اور عیاضؓ سے جاملو اور عیاض بن غنم کو جو اس وقت بناج اور حجاز کے درمیان کسی جگہ تھے یہ لکھا کہ تم وہاں سے روانہ ہو کر مصیخ پہنچو۔ اور مصیخ سے شروع ہو کر بالائے عراق سے عراق میں داخل ہو جاؤ اور خالدؓ سے جاملو اس

کے بعد جو لوگ واپسی چاہتے ہوں ان کو اس کی اجازت دو بالجبر کسی کو فتوحات میں شریک نہ کرو۔

جہاد میں مرتدین کی شمولیت کی مخالفت :

خالدؓ اور عیاضؓ کے پاس خلیفہ کا یہ حکم پہنچا اس کی تعمیل میں انہوں نے لوگوں کو واپسی کی اجازت دے دی' مدینے اور اس کے اطراف کے سب لوگ واپس ہو گئے اور خالدؓ اور عیاض رضی اللہ عنہما کو تنہا چھوڑ گئے اس لیے ان دونوں نے ابوبکرؓ سے امداد طلب کی۔ آپؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تمیمی کو بھیج دیا۔ اس پر کسی نے کہا آپ نے اس شخص کی مدد جس کو اس کی فوج چھوڑ آئی ہے صرف ایک شخص سے کرتے ہیں' حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جس فوج میں ایسا بہادر موجود ہو گا وہ کبھی شکست نہیں پا سکتی۔ آپ نے عیاض رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے عبد بن عوف کو بھیجا اور دونوں سرداروں کو لکھا کہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی جہاد میں لے لو جو مرتدین سے لڑ چکے ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام پر ثابت قدم رہے ہیں مگر مرتدین میں سے کوئی شخص جہاد میں تمہارے ساتھ اس وقت تک شریک نہ ہو جب تک کہ میں اس کے متعلق حکم نہ دوں۔ اس لیے ان لڑائیوں میں کوئی مرتد شریک نہ ہو سکا۔

ابلہ میں اسلامی افواج کا اجتماع :

جب خالدؓ کے نام عراق کی امارت کا حکم پہنچا تو انہوں نے حرملہ' سلمیٰ' مثنیٰ اور مذعور کو حکم بھیجا کہ مجھ سے آ ملو اور اپنی فوجوں کو ابلہ پہنچنے کا حکم دو' اس کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا کہ عراق پہنچ کر ہند (سندھ) کی نو آباد چھاؤنی سے آغاز کرنا اور وہ مقام اس وقت ابلہ ہی تھا جو کسی واقعے کی یادگار میں اس نام سے موسوم ہوا تھا۔

خالدؓ نے اپنے جائے قیام سے لے کر عراق تک ربیعہ اور مضر کے قبائل میں سے کوئی آٹھ ہزار کا لشکر جمع کیا دو ہزار سپاہی ان کے پاس پہلے سے تھے یہ سب مل کر دس ہزار ہو گئے' ان کے علاوہ آٹھ ہزار ان چار امرائے عرب یعنی مثنیٰ' مذعور' سلمیٰ اور حرملہ کی فوجیں تھیں' اس طرح خالدؓ نے ہرمز کے مقابلے کے لیے یہ اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مدائن پر حملہ کا حکم :

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو عراق کی لڑائی کا امیر بناتے ہوئے لکھا تھا کہ تم زیریں جانب سے عراق میں داخل ہونا' اور عیاض رضی اللہ عنہ کو امیر بناتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ تم بالائی جانب سے عراق میں داخل ہونا' اس کے بعد تم دونوں حیرہ کی طرف جھپٹنا جو تم میں سے حیرہ پہلے پہنچ جائے وہی اپنے ساتھی کا افسر بالا دست قرار پائے گا۔ نیز یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم دونوں حیرہ پہنچ جاؤ اور اہل فارس کی چوکیوں کا خاتمہ کر لو اور یہ اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہو گا تو تم میں سے ایک مجاہدین کی امداد کے لیے محفوظ دستے کی حیثیت سے حیرہ میں ٹھہرے اور دوسرا اپنے اور خدا کے دشمن اہل فارس پر اور ان کے دارالسلطنت ان کی عزت کے مرکز یعنی مدائن پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ہرمز کے نام خط :

خالدؓ نے ہرمز کو جو اس وقت سرحدی افواج کا افسر اعلیٰ تھا قبل اس کے کہ وہ آزاذبہ ابی الزیادہ کے ساتھ ان کے مقابلے کے لیے یمامہ سے جہاں وہ دونوں مقیم تھے روانہ ہو' یہ خط لکھا تھا:

''اما بعد! اسلام قبول کر و تم سلامت رہو گے' یا اپنی اور اپنی قوم کے لیے حفاظت کی ضمانت حاصل کر لو اور جزیہ دینے کا

اقرار کرو ورنہ اس کے بعد جو نتائج ہوں گے ان کے لیے تم بجز اپنے کسی اور کو ملامت نہیں کر سکتے' کیونکہ میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی پسند کرتی ہے جیسا کہ تم حیات کو''۔

مغیرہ بن عتبہ قاضی کوفہ کا بیان یہ ہے کہ خالدؓ نے یمامہ سے عراق کو کوچ کرتے وقت اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور سب کو ایک ساتھ آگے نہیں بڑھایا تھا بلکہ مثنیٰ کو اپنے سے دو روز قبل روانہ کیا' ان کے رہنما ظفر تھے۔ ان کے بعد عدیؓ بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو ایک ایک دن کے فصل سے روانہ کیا' ان کے رہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے۔ سب کے بعد خالدؓ خود روانہ ہوئے ان کے رہنما رافع تھے' ان سب سے حفیر پر ملنے اور جمع ہونے کا وعدہ کیا تا کہ وہاں سے ایک دم اپنے دشمن سے ٹکرائیں' یہ فرج الہند اہل فارس کی بڑی زبردست اور معرکے کی چھاؤنی تھی۔ یہاں کا سپہ سالار ایک طرف خشکی میں عربوں سے نبرد آزما ہوتا تھا اور دوسری طرف سمندر میں اہل ہند سے' اس وقت خالدؓ کے ساتھ مہلب بن عقبہ اور عبدالرحمٰن بن سیاہ الاحمری بھی تھے' الحمرا الحمی کی طرف منسوب ہو کر حمرائے سیاہ کہلاتا ہے۔

ہرمز کی پیش قدمی:

جب خالد رضی اللہ عنہ کا خط ہرمز کے پاس پہنچا اس نے شیریٰ بن کسریٰ اور اردشیر بن شیریٰ کو اس کی اطلاع دی' اور اپنی فوجیں جمع کیں' اور ایک تیز رو دستے کو لے کر فوراً خالد رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے کوظم پہنچا۔ اور اپنی فوج کو آگے بڑھایا' مگر یہاں آ کر اس کو معلوم ہوا کہ خالد رضی اللہ عنہ کا راستہ اس طرف سے نہیں ہے اور اطلاع یہ ملی کہ مسلمانوں کا لشکر حفیر پر جمع ہو رہا ہے اس لیے پلٹ کر حفیر کی طرف جھپٹا' وہاں پہنچتے ہی اپنی افواج کی صف آرائی کی' محفوظ فوج کے لیے ان دو شہزادوں کو مقرر کیا جن کا سلسلہ نسب اردشیر اور شیریٰ کے واسطوں سے اردشیر اکبر تک پہنچتا تھا۔ ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا نام انوشجان تھا۔

جنگ سلاسل:

اس لڑائی میں استقلال کے خیال سے ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ لیا تھا' اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ تم لوگ دشمن کے لیے خود ہی اپنے کو پابجولاں کرتے ہو' ایسا نہ کرو' یہ بدفالی ہے اس کا انہوں نے یہ جواب دیا کہ تمہارے متعلق تو ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہو۔

جب خالد رضی اللہ عنہ کو ہرمز کے حفیر پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنی فوج کو کاظمہ کی طرف پلٹایا' ہرمز کو اس کا پتا چل گیا وہ فوراً کاظمہ پہنچ کر ایک کھلے میدان میں فروکش ہوا' اس سرحد کے امراء میں ہرمز عربوں کا بدترین پڑوسی تھا' تمام عرب اس سے جلے ہوئے تھے خباثت میں اس کو ضرب المثل بنا رکھا تھا۔ ان کا قول تھا کہ فلاں شخص ہرمز سے بڑھ کر خبیث ہے اور ہرمز سے زیادہ کافر ہے۔

ایرانیوں کا پانی پر قبضہ:

ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا تھا' پانی پر ان کا قبضہ تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ آئے تو ان کو ایسے مقام پر اترنا پڑا' جہاں پانی نہیں تھا' لوگوں نے آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے اپنے نقیب سے اس امر کا اعلان کرایا کہ سب لوگ اتر پڑیں اور سامان نیچے اتار لیں' اور دشمن سے پانی چھین لینے کی کوشش کریں کیونکہ بخدا پانی پر ایسی جماعت کا قبضہ ہو جائے گا جو لڑائی میں زیادہ صابر رہے گی اور شرافت کا ثبوت دے گی۔ یہ سنتے ہی سامان اتار لیا گیا' سوار فوج اپنی جگہ کھڑی رہی' پیدل فوج نے پیش قدمی کی اور دشمن

پر حملہ آور ہوئی' دونوں طرف کے آدمی مارے جانے لگے' اتنے میں خدا نے ایک بدلی بھیجی' جس نے برس کر مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے ڈبرے بھر دیئے مسلمانوں کو اس تائید غیبی سے بڑی تقویت پہنچی اور دن ابھی پورے طور سے نہ چڑھا تھا کہ ہرمز خاک و خون میں لتھڑا ہوا پڑا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ہرمز کا مقابلہ:

مقطع بن الہیثم کی روایت سے مذکورۂ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے مگر بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ہرمز نے پہلے چند لوگوں کو خالدؓ پر دھوکہ سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر کے بھیجا' اس سازش کے بعد ہرمز میدان میں نکلا اس موقع پر کبھی ایک شخص اور کبھی دوسرا للکارتا ''کہاں ہیں خالدؓ''، ہرمز اپنے سواروں سے بات طے کر ہی چکا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سے اتر پڑے' ہرمز بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور خالد رضی اللہ عنہ کو مقابلے کی دعوت دی۔ خالدؓ چل کر آگے آئے دونوں کا مقابلہ ہوا۔ دونوں طرف سے وار ہونے لگے خالدؓ نے ہرمز کو پچھاڑ دیا' ہرمز کے حامی جھپٹے اور اصول جنگ کے خلاف خالد رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے لگے۔ مگر خالدؓ نے اس کے باوجود ہرمز کا کام تمام کر دیا' قعقاع بن عمرو ہرمز کے حامیوں پر حملہ آور ہوئے اور خالدؓ کے ساتھ مل کر ان سب کو سلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی' مسلمان رات تک ان کا تعاقب کر کے ان کو مارتے رہے' خالدؓ نے مال غنیمت جمع کرایا اس میں اونٹ کے ایک بار کے برابر زنجیریں بھی ہاتھ آئیں۔ ان کا وزن ایک ہزار رطل تھا۔ اسی لیے یہ لڑائی ذات السلاسل (زنجیروں والی) کے نام سے موسوم ہے۔ اس لڑائی میں قباذ اور انوشجان جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

خاندانی اعزاز کی ٹوپی:

شعبی کا بیان ہے کہ اہل فارس کی ٹوپیاں اس خاندانی اعزاز کے مطابق ہوتی تھیں۔ جو ان کو اپنے خاندان میں حاصل ہوتا تھا' جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ جاتا تھا اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی اور ہرمز بھی اس اعزاز میں اعلیٰ درجہ حاصل کر چکا تھا اور اس کی ٹوپی بھی ایک لاکھ کی تھی اور جواہرات سے مرصع تھی' حضرت ابوبکرؓ نے یہ ٹوپی خالد رضی اللہ عنہ کو عنایت فرما دی اور اہل فارس میں کمال شرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص ان کے چوٹی کے سات مشہور خاندانوں میں سے ہو۔

ایرانیوں کی شکست و فرار:

حنظلہ بن زیاد کی روایت ہے کہ جب دشمن کا تعاقب کرنے والی فوجیں واپس آ گئیں اور یہ معلوم ہو گیا کہ قباذ اور انوشجان بھاگ گئے ہیں تو خالدؓ نے اپنی فوجوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو کر بصرے میں اس مقام پر منزل کی جہاں اب بڑا پل ہے' خالدؓ نے فتح کی خوشخبری' بقیہ مال غنیمت اور ایک ہاتھی مدینہ کو روانہ کر دیا اور سب طرف اسلامی لشکر کی فتح کا اعلان کر دیا۔

مدینہ میں ہاتھی کی نمائش:

جب زر بن کلیب مال غنیمت اور ہاتھی کو لے کر مدینہ پہنچے تو لوگوں کے دیکھنے کے لیے اس کو سارے شہر میں گشت کرایا گیا' بوڑھی بوڑھی عورتیں اس ہاتھی کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں اور کہنے لگیں کیا یہ واقعی کوئی خدا کی مخلوق ہے' وہ سمجھیں کہ یہ کوئی بناوٹی چیز ہے۔ اس ہاتھی کو ابوبکرؓ نے زر کے ساتھ خالدؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

مثنیٰ کا ایرانیوں کا تعاقب:

بصرے میں اس مقام پر پہنچ کر جہاں اب بڑا پل واقع ہے' خالد رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ کو دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا اور معقل بن مقرن مزنی کو ابلہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر مال غنیمت جمع کر لیں اور قیدیوں کو گرفتار کر لیں' چنانچہ معقلؓ وہاں سے روانہ ہو کر ابلہ پہنچے اور مال غنیمت اور قیدی جمع کر لیے۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ ابلہ کی فتح کا یہ قصہ عام اہل سیر اور صحیح تاریخی کتب کی روایت کے خلاف ہے' کیونکہ ابلہ کی فتح عمرؓ کے عہد میں ۱۴ھ میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے' ہم انشاء اللہ اسی سنہ کے واقعات میں ابلہ کے حالات اور اس کی فتح کا قصہ بیان کریں گے۔

عورت کے قلعہ کا محاصرہ:

مثنیٰ روانہ ہو کر عورت کی نہر پر پہنچے اور اس قلعے کے پاس آئے' جس میں وہ عورت مقیم تھی۔ مثنیٰ نے اس جگہ معنی بن حارثہ کو چھوڑا۔ انہوں نے اس عورت کو اس کے محل میں محصور کر لیا اور خود مثنیٰ نے آگے بڑھ کر اس کے شوہر کو گھیر لیا۔ اور اس سے اور اس کی فوج سے جبراً ہتھیار رکھوا لیے اور سب کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اطلاع عورت کو ملی تو اس نے مثنیٰ سے صلح کر لی اور اسلام قبول کر لیا' اس کے بعد معنیٰ نے اس سے نکاح کر لیا۔

کاشت کاروں کی بحالی:

خالدؓ اور ان کے تمام افسروں نے ان فتوحات کے دوران میں کاشت کار طبقے سے کوئی تعرض نہیں کیا' کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کو ایسی ہی ہدایات دی گئی تھیں۔ البتہ ان جنگجو لوگوں کی اولاد کو جو اہل عجم کی خدمات ملکی انجام دیتے تھے گرفتار کر لیا۔ کاشت کاروں میں سے جو مقابلے پر نہیں آئے ان کو بحالہ رہنے دیا اور ان کو ذمی بنا لیا' جنگ ذات السلاسل اور مثنیٰ میں سوار کو ایک ہزار درہم کا حصہ دیا گیا تھا اور پیدل کو اس کا ثلث۔



جنگِ مذار

قارن کی مذار میں آمد:

یہ واقعہ صفر ۱۲ھ میں پیش آیا تھا اس روز لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ تھا صفر کا مہینہ آ گیا ہے' اس میں ہر ظالم سرکش قتل ہوگا' جہاں دریاؤں کا سنگم ہے۔ سیف کہتے ہیں کہ مختلف راویوں کا بیان ہے کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو خالدؓ کے خط اور ان کے یمامہ میں آنے کی اطلاع دی تو اس نے قارن کو ہرمز کی امداد کے لیے بھیجا مگر جب قارن ہرمز کی مدد کے لیے مدائن سے مذار پہنچا تو اس کو ہرمز کی شکست یابی کی اطلاع ملی اور شکست خوردہ لوگ اس سے آ کر ملے' یہاں ان لوگوں نے عہد و پیمان کیے۔

شکست خوردہ سپاہ کا مذار میں اجتماع:

فارس اور ہواز کے بھاگنے والوں نے سواد اور جبل کے بھاگنے والوں سے کہا اگر آج تم متفرق ہو گئے تو پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اس لیے ایک دم واپسی کے لیے اکٹھے ہو جاؤ اس میں اپنے بادشاہ کی مدد ہے' اور یہ قارن ہمارے ساتھ ہے ممکن ہے خدا ہماری قسمت کو بدل دے' دشمن پر قابو حاصل ہو جائے اور ہم اپنے نقصانات کی تلافی کر لیں' چنانچہ یہ سب لوگ جمع ہو گئے مذار میں ایک لشکر تیار ہو گیا' قارن نے محفوظ دستے پر قباذ اور انوشجان کو مقرر کیا' دشمن کی اس تیاری کی اطلاع مثنیٰ اور معنی نے خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجی' خالدؓ نے قارن کی اطلاع پاتے ہی مال غنیمت انھیں مجاہدوں پر تقسیم کر دیا جن کو خدا نے دیا تھا اور خمس میں سے مزید صلے عطاء کیے اور باقی مال غنیمت اور فتح کی خوشخبری ولید بن عقبہ کے ذریعے سے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ دشمنوں کی افواج مغیث اور مغاث ندیوں پر جمع ہو رہی ہیں' عرب ہر نہر کو ثنیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جنگ مذار:

خالدؓ روانہ ہو کر مذار میں قارن کی فوجوں کے مقابلے پر آئے' اپنی افواج کی صف آرائی کی۔ دونوں طرف سے مقابلہ ہوا' دونوں حریف نہایت غیظ و غضب سے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے' قارن مبارزت کے لیے میدان میں نکلا ادھر سے خالدؓ اور ابیض رکبان یعنی معقل بن الاعشی مقابلے کے لیے بڑھے دونوں قارن کی طرف لپکے مگر معقل نے خالدؓ سے پہلے قارن کو جا لیا اور قتل کر دیا' اور عاصم نے انوشجان کو اور عدیؓ نے قباذ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قارن اپنے شرف و اعزاز میں بدرجہ کمال پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کسی ایسے ذی مرتبہ ایرانی سردار کو قتل نہیں کیا جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ چکا ہو۔ اس جنگ میں اہل فارس بہت بڑی تعداد میں مارے گئے اور جو لوگ پسپا ہوئے وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگے' مسلمان ندیوں کی وجہ سے ان کا تعاقب نہ کر سکے۔ خالدؓ نے مذار میں قیام کیا اور ہر مقتول کا سامان خواہ وہ کسی قیمت کا ہو اسی مجاہد کو عطاء کیا جس نے اس کو قتل کیا تھا اور مال غنیمت کے خمس میں سے ان لوگوں کو صلے عطاء کیے جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' باقی مال غنیمت ایک وفد کے ہمراہ بنو عدی بن کعب کے سعید بن نعمان کی سرکردگی میں مدینہ روانہ کر دیا۔

ایرانی مقتولین کی تعداد:

ابن عثمان کا بیان ہے کہ مذار کی رات کو تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے' یہ ان کے علاوہ ہیں جو دریا میں غرق ہوئے اور اگر یہ دریا مانع نہ ہوتے تو ان میں سے ایک بھی نہ بچتا پھر بھی جو لوگ بچ کر بھاگے ہیں وہ بہت پراگندہ حال اور اپنا سب چھوڑ کر بھاگے۔

جنگ مذار میں سوار کے حصہ میں اضافہ:

شعبی کا بیان ہے کہ عراق کی مہم میں خالد رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلا مقابلہ ہرمز سے کواظم میں ہوا تھا' اس کے بعد خالدؓ دوآبہ فرات میں دجلے کے کنارے فروکش ہوئے وہاں کوئی تکلیف دہ بات پیش نہیں آئی اور ان کو ہر طرح کا آرام ملا' دجلے کے کنارے سے وہ ثنیٰ پہنچے' ہرمز کے مقابلے کے بعد جتنے واقعات پیش آتے گئے وہ پہلے واقعات سے زیادہ شدید ثابت ہوئے۔ ان سب کے بعد خالدؓ دومۃ الجندل میں آئے' واقعہ ذات السلاسل کے مقابلے میں ثنیٰ کے معرکہ میں سوار کا حصہ اور بڑھ گیا' ثنیٰ میں قیام کر کے خالدؓ نے جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا۔

کاشتکاروں کی دعوت اسلام:

کاشتکاروں سے اور جن لوگوں نے دعوت اسلام کے بعد خراج دینا قبول کیا ان سے کوئی تعارض نہیں کیا ان سب پر بالجبر قابو پایا گیا تھا لیکن جب ان سے جزیے کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا اور وہ سب ذمی بنا لیے گئے' ان کی زمین ان کے قبضے میں رہنے دی گئی لیکن یہ عمل درآمد اس وقت تک کے لیے رکھا گیا جب تک کہ زمین تقسیم نہ ہو' اس کے بعد یہ عمل باقی نہ رہے گا۔ قیدیوں میں یہ لوگ بھی تھے' حبیب ابوالحسن یعنی حسن بصری کے باپ نصرانی تھے' عثمان کے غلام مافنہ اور مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام ابوزیا بھی تھے۔ خالدؓ نے فوج کا افسر سعید بن نعمان کو اور جزیے کا افسر سویدؓ بن مقرن مزنی کو مقرر کیا تھا اور مزنی کو حکم دیا تھا کہ تم حفیر جاؤ اور اپنے عہدہ دار مقرر کرو اور لگان وصول کرو' اور خود خالدؓ دشمن کے مقابلے کے لیے فروکش ہوئے اور اس کی نقل و حرکت کی جستجو کرنے لگے۔



جنگِ دلجہ

اس کے بعد صفر ۱۲ھ میں دلجہ کا واقعہ پیش آیا' دلجہ کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ ہے جب خالد رضی اللہ عنہ ثنیٰ کی لڑائی سے فراغت پا چکے اور اس کی اطلاع اردشیر کو پہنچی تو اس نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اندرزغر کو بھیجا یہ شخص فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا۔

اندرزغر (اندرزگر) کی فوج کشی:

اور دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ جب اردشیر کو قارن اور اہل مذار کے قتل کی خبر ہوئی تو اس نے اندرزغر کو روانہ کیا۔ اندرزغر فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا اگرچہ یہ شخص نہ تو مدائن میں پیدا ہوا اور نہ وہاں تربیت پائی مگر رتبے میں اہل فارس کا ہمسر تھا' اس کے پیچھے اردشیر نے بہمن جاذویہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اندرزغر کے راستے سے کترا کر جانا۔ اس سے قبل اندرزغر خراسان کی سرحدی چھاؤنی پر مقرر تھا' اندرزغر مدائن سے چل کر کسکر آیا اور وہاں سے دلجہ کی طرف بڑھا' اس کے پیچھے بہمن جاذویہ چلا۔ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور وسط سواد میں سے گذرا' اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور کسکر کے درمیانی علاقے کے عرب اور دوسرے ایرانی زمیندار مل گئے' انہوں نے دلجہ میں اس کے پڑاؤ کے پہلو میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اندرزغر اپنی حسب خواہش اتنی فوجیں جمع ہو جانے سے پھولے نہ سمایا' اس نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی دلجہ کی جانب پیش قدمی:

خالدؓ اس وقت ثنیٰ میں مقیم تھے' جب ان کو اندرزغر کی تیاریوں اور دلجہ میں آنے کی اطلاع ملی' انہوں نے اپنی افواج کو روانگی کا حکم دے دیا' سویدؓ بن مقرن کو اپنے پیچھے چھوڑا اور تاکید کر دی کہ حفیر سے نہ ہٹیں' پھر ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو زیرین دجلہ پر پیچھے چھوڑ آئے تھے ان کو حکم دیا کہ دشمن سے ہر وقت چوکنے رہیں' غفلت اور فریب میں مبتلا نہ ہوں' اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر دلجہ کی طرف پیش قدمی کی اور اندرزغر' اس کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابل آ کر اترے' بڑے گھمسان کا رن پڑا' یہ معرکہ ثنیٰ کے معرکہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔

جنگِ دلجہ:

ابوعثمان راوی ہیں کہ اندرزغر سے خالد رضی اللہ عنہ کا مقابلہ دلجہ میں صفر کے مہینے میں ہوا تھا' بڑی سخت لڑائی ہوئی' ہر دو فریق کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا' خالدؓ اپنے گھاٹ میں متعین دستوں کے آگے برآمد ہونے میں تاخیر محسوس کرنے لگے' کیونکہ آپ نے اپنی فوج کے دونوں طرف کمین کے دستے مقرر کیے تھے جن میں ایک کے افسر بسر بن ابی رہم اور دوسرے کے افسر سعید بن مرۃ حسم العجلی تھے' آخر کار کمین کے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے' عجمیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں' مگر خالدؓ نے سامنے سے اور کمین کے دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ ایک کو ایک کے قتل کی خبر نہ رہی' اندرزغر ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ اور پیاس کی تکلیف سے مر گیا۔

فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس فتح کے بعد خالدؓ نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی' جس میں مسلمانوں کو بلاد عجم کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ عرب کے ملک میں کیا رکھا ہے' کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہاں مٹی کے تودوں کی طرح کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں' خدا کی قسم اگر جہاد اور خدا کے نام کی تبلیغ ہم پر فرض بھی نہ ہوتی' بلکہ صرف طلب معاش کی ہم کو ضرورت ہوتی تب بھی میں تم کو مشورہ دیتا کہ ان شاداب علاقوں کے لیے لڑو اور ان کے مالک بن جاؤ اور بھوک اور قلتِ غذا کا تحفہ ان کاہلوں کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری جدوجہد میں شریک ہونے سے جی چراتے ہیں۔

کاشتکاروں سے حسن سلوک:

کاشتکاروں کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ نے وہی سلوک کیا جو ان کا اصول تھا ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا' صرف جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا اور عام باشندگان ملک کو جزیہ دینے اور ذمی بن جانے کی دعوت دی جس کو ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

بکر بن وائل کے نصرانیوں کا قتل:

شعبی بیان کرتے ہیں کہ دلجہ کی لڑائی میں خالد رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے ایرانی کو مقابلے کے لیے دعوت دی تھی جو قوت میں ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھا اور جب خالد رضی اللہ عنہ اس کو قتل کر کے فارغ ہو گئے تو اس کا تکیہ بنا کر بیٹھ گئے' اور وہیں اپنا کھانا طلب کیا' اس جنگ میں بکر بن وائل کے اور لوگوں کے علاوہ ایک لڑکا جابر بن بجیر کا اور ایک لڑکا عبدالاسود کا بھی قتل ہوا۔



جنگِ اُلیس

عرب نصرانیوں کا ایرانیوں سے اتحاد:

مغیرہ بن عتیبہ کی روایت ہے کہ جب خالدؓ نے بکر بن وائل کے ان نصرانیوں کو قتل کر دیا۔ جنہوں نے اہل فارس کی امداد کی تھی تو ان کے ہم قوم نصرانی انتقام لینے پر تل گئے' انہوں نے عجمیوں کو اور عجمیوں نے ان کو خطوط لکھے اور الیس کے مقام پر سب جمع ہو گئے ان کا امیر عبدالاسود العجلی مقرر ہوا۔ بنو عجل کے مسلمان عتیبہ بن نہاس' سعید بن مرہ' فرات بن حیان' مثنیٰ بن لاحق اور مذعور بن عدد ان نصرانیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

بہمن جاذویہ:

اس وقت بہمن جاذویہ قیسا ثا میں مقیم تھا' اہل فارس کے ہاں ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا تھا اور دربار شاہی کے لیے ہر دن کا ایک جدا ایڈی کانگ مقرر تھا' بہمن کے دن کا ایڈی کانگ بہمن جاذویہ تھا۔ اردشیر نے بہمن جاذویہ کو حکم دیا کہ تم اپنے لشکر کو لے کر اُلیس[1] پہنچو اور وہاں فارس اور نصاریٰ عرب کی جماعتوں سے جا ملو۔

جابان کی روانگی:

بہمن جاذویہ نے اپنے آگے جابان کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں میں جنگ کا جوش پیدا کرو مگر میرے آنے تک دشمن سے لڑائی شروع نہ کرنا ہاں وہ خود پہل کرے تو تم بھی لڑائی شروع کر دو' جابان الیس کی طرف روانہ ہوا اور بہمن جاذویہ اردشیر کے پاس گیا تاکہ اس سے مشورہ کرے اور مزید ہدایات حاصل کرے مگر یہاں آ کر دیکھا کہ اردشیر بیمار پڑا ہے اس لیے بہمن جاذویہ تو اس کی تیمارداری میں لگ گیا اور جابان تنہا محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو کر ماہ صفر میں الیس پہنچا۔

عرب نصرانیوں کا الیس میں اجتماع:

جابان الیس آیا تو اس کے پاس ان چوکیوں کی فوجیں جو عرب کے مقابلے میں متعین تھیں' بنو عجل کے نصرانی عربوں میں سے عبدالاسود' تیم الاب' ضبیعہ اور حیرہ کے خالص عرب' یہ سب جمع ہو گئے اور ایک نصرانی جابر بن بجیر عبدالاسود سے مل گیا۔

خالد رضی اللہ عنہ کو عبدالاسود' جابر' زہیر اور ان کے ساتھ اور گروہوں کے اکٹھا ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے مقابلے کی تیاری کی' آپ کو معلوم نہ تھا کہ جابان بھی قریب آ گیا ہے' خالدؓ صرف ان عربوں اور نصرانیوں سے لڑنے کے ارادے سے آئے تھے مگر اُلیس میں جابان سے سامنا ہو گیا۔

جابان کے مشورہ کی مخالفت:

اس موقع پر عجمیوں نے جابان سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے' آیا پہلے ہم ان کی خبر لیں یا لوگوں کو کھانا کھلا دیں' ہمارا خیال تو یہی ہے کہ کھانے سے فارغ ہو جائیں اور پھر دشمن کا خاتمہ کریں۔ جابان نے کہا کہ اگر سستی دشمن کی طرف سے ہو اور وہ تم سے کوئی

---

[1] اُلیس دریائے فرات کے ساحل پر واقع ہے۔

تعرض نہ کریں تو تم بھی خاموش رہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر جلد حملہ کریں گے اور تم کو کھانا کھانے کا موقع نہ دیں گے ان لوگوں نے جابان کا کہنا نہ مانا' دستر خوان بچھائے' کھانا چنا گیا' اور سب کو بلا کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

مالک بن قیس کا خاتمہ:

36 خالدؓ دشمن کے مقابل پہنچ کر ٹھہر گئے' سامان اتارنے کا حکم دیا' اس کام سے فراغت ہوئی تو دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے' خالدؓ نے خود اپنی پشت کی حفاظت کے لیے محافظ دستے مقرر کیے اور دشمن کی صف کی طرف بڑھے اور للکارے' ابجر کہاں ہے' عبدالاسود کہاں ہے' مالک بن قیس کہاں ہے' یہ شخص جذرہ میں سے تھا' اور سب تو خاموش رہے' مگر مالک میدان میں نکلا' خالدؓ نے اس سے کہا اے بدکار عورت کے بیٹے اور سب دبک گئے تجھ کو میرے مقابل آنے کی کیسے جرأت ہوئی؟ تجھ میں کیا رکھا ہے یہ کہہ کر اس کو آپ نے ایک وار میں ختم کر دیا۔ اور عجمیوں کو قبل اس کے کہ وہ کچھ کھائیں' دستر خوان پر سے اٹھا دیا۔

کھانے میں زہر ملانے کا مشورہ:

جابان نے اپنے لوگوں سے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ کھانا شروع نہ کرو بخدا مجھے کسی سپہ سالار سے ایسی دہشت نہیں ہوئی ہے جیسی کہ آج اس لڑائی میں ہو رہی ہے' وہ لوگ اگر چہ کھانا کھا نہیں سکتے تھے مگر اپنی بہادری جتانے کے لیے کہنے لگے اچھا کھانا ملتوی رکھو ان سے فارغ ہو کر کھا لیں گے' جابان نے کہا مگر میرا گمان یہ ہے کہ تم نے یہ کھانا دشمن کے لیے رکھ چھوڑا ہے تم نہیں سمجھتے اب میری بات مانو اس میں زہر ملا دو اگر تم کامیاب ہوئے تو یہ کوئی نقصان نہیں ہے اور ناکامیاب ہوئے تو تم کچھ کام کر چکے ہو گے جس سے دشمن مصیبت میں مبتلا ہو گا مگر ان لوگوں نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کر کے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

جنگِ اُلیس:

جابان نے میمنے اور میسرے پر عبدالاسود اور ابجر کو مقرر کیا' خالدؓ نے اپنی افواج کی صف آرائی اسی اصول کے مطابق کی جیسا کہ اس سے قبل کی لڑائیوں میں کر چکے تھے' بڑے زور وشور سے لڑائی ہونے لگی' مشرکین کو جاذویہ کے آنے کی توقع بندھی تھی اس لئے خوب جم کر بڑی شدت سے لڑے' مسلمانوں کو صرف اس بات کی آس تھی کہ علم الٰہی میں ہمارے لئے ضرور کوئی بھلائی ہے وہ لڑے اور خوب لڑے' خالدؓ نے کہا الٰہی اگر تو نے ہم کو ان پر فتح عنایت فرمائی تو میں تیرے نام کی یہ نذر مانتا ہوں کہ ان میں سے جس کسی پر ہم کو قابو حاصل ہو گا اس کو زندہ نہ رکھوں گا اور ان کے خون سے ایک نہر جاری کروں گا۔

خون کی نہر:

خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطاء فرمائی اور ان کے دشمن کو مغلوب کر دیا' خالدؓ نے اعلان کر دیا' قید کرو قید کرو' بجز اس کے جو تمہارا مزاحم ہو کسی کو قتل نہ کرو' اسلامی فوجیں قیدیوں کو گرفتار کر کے ہانکتی ہوئی لانے لگیں اور خالدؓ نے کچھ لوگوں کو متعین کر دیا کہ ان کی گردنیں اڑا کر ان کا خون نہر میں بہا دیں یہ عمل ایک رات اور ایک دن تک ہوتا رہا' اگلے اور اس کے بعد دوسرے روز نہرین تک اور اُلیس کے چاروں طرف اتنے ہی فاصلے سے دشمن کو پکڑ پکڑ کر لاتے گئے اور قتل کرتے گئے' قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان جیسے اور لوگوں نے خالدؓ سے کہا اگر روئے زمین کے تمام انسانوں کو بھی آپ قتل کر دیں گے تو ان کا خون نہیں بہے گا کیونکہ خون میں زیادہ رقت نہیں ہوتی اسی لیے اس کا سیلان رک جاتا ہے اور نہ زمین اس کو چوستی ہے' بہتر یہ ہے کہ آپ اس پر پانی بہا دیں آپ کی قسم پوری ہو جائے گی۔

خالدؓ نے نہر کا پانی روک دیا تھا۔ جب آپ نے نہر میں دوبارہ پانی جاری کرایا تو خالص سرخ خون بہتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس واقعہ کی وجہ سے یہ نہر آج تک خون کی نہر کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ زمین جب حضرت آدمؑ کے بیٹے کا خون چوس چکی تو اس کو اور خون چوسنے کی اللہ کی جانب سے ممانعت کر دی گئی۔ اور خون کو بھی بہنے سے روک دیا گیا مگر اس قدر کہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو۔

ایرانیوں کی شکست وفرار:

جب دشمن ہزیمت اٹھا چکا اور اس کی فوج پراگندہ ہوگئی اور مسلمان ان کے تعاقب سے فارغ ہو کر واپس آ گئے اور دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور خالد رضی اللہ عنہ کھانے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو کہا یہ میں تم کو عطاء کرتا ہوں یہ تمہارا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تیار کھانے پر قبضہ فرماتے تھے تو اس کو اپنی فوج کو بخش دیتے تھے۔

سفید روٹیوں پر مسلمانوں کی حیرت:

چنانچہ مسلمان رات کا کھانا کھانے کے لیے اسی دسترخوان پر بیٹھ گئے' جن لوگوں نے وہ شاداب علاقے اور وہ سفید روٹیاں نہیں دیکھی تھیں وہ پوچھنے لگے یہ سفید کپڑے کے ٹکڑے کیسے ہیں' جو جانتے تھے انہوں نے مذاق میں کہا تم رقیق العیش کو جانتے ہو' انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں' انہوں نے کہا یہ وہی ہے اسی واقعے کی وجہ سے روٹیوں کو رقاق کہنے لگے حالانکہ اس سے پہلے عرب ان کو قری کہتے تھے۔

خالدؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روٹیاں' شوربا اور بھنا ہوا گوشت اور جو کچھ وہ کھا گئے تھے بخش دیا تھا سوائے اس کے کہ جو کسی نے رکھ لیا تھا۔

نہر کی پن چکیاں:

مغیرہ کا بیان ہے کہ اس نہر پر پن چکیاں لگی ہوئی تھیں جو سرخ پانی سے چل رہی تھیں ان میں تین روز تک اٹھارہ ہزار یا اس سے زیادہ آدمیوں کے لیے آٹا پستا رہا۔

جندل عجلی کو انعام:

اس فتح کی اطلاع خالدؓ نے بنو عجل کے ایک شخص جندل نامی کے ذریعے روانہ کی تھی۔ یہ بہت پختہ کار اور مضبوط آدمی تھے' انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ کر اُلیس کی فتح کی خوشخبری مال غنیمت کی مقدار' قیدیوں کی تعداد' خمس میں جو چیزیں حاصل ہوئی تھیں اور جن لوگوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' ان سب کی تفصیل بہت عمدگی سے بیان کی' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی پختہ کاری اور فتح کی خبر سنانے کا یہ انداز بہت پسند آیا آپ نے ان سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے عرض کیا میرا نام جندل ہے آپ نے فرمایا واہ رے بلندال (بلندل عربی میں پتھر کو کہتے ہیں) آپ نے ان کو اس مال غنیمت میں سے ایک لونڈی بطور انعام عطاء فرمائی جس سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔

جنگ اُلیس میں ایرانی مقتولین کی تعداد:

اُلیس کی جنگ میں دشمنوں کے ستر ہزار آدمی کام آئے جو سب کے سب امغیشیا کے تھے' عبیداللہ بن سعد کے چچا کا بیان ہے کہ میں نے حیرہ بن امغیشیا کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا وہ منیشیا ہے میں نے سیف سے دریافت کیا انہوں نے کہا اس کے دونوں نام ہیں۔

امغیشیا کی فتح

امغیشیا پر قبضہ:

امغیشیا کو خدا نے صفر کے مہینے میں جنگ کے بغیر ہی فتح کرا دیا تھا' ابوعثمان اور مغیرہ کا بیان ہے کہ جب خالدؓ الیس کی فتح سے فارغ ہو گئے تو امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے اور سواد میں منتشر ہو گئے' اس روز سے سکرات سواد کے علاقے میں شامل ہو گیا' خالدؓ نے امغیشیا اور اس کے قرب و جوار کے تمام مکانات منہدم کرا دیئے' امغیشیا حیرہ کے برابر کا شہر تھا' فرات بادقلی اس کے پاس سے گذرتا تھا' الیس اس مقام کی فوجی چوکی تھی اس میں مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے قبل کبھی ہاتھ نہ آیا تھا' فرات العجلی کہتے ہیں کہ ذات السلاسل سے لے کر امغیشیا کے واقعے تک مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا جتنا کہ امغیشیا میں حاصل ہوا۔ علاوہ ان انعامات کے جو کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کو عطاء ہوئے۔ اس جنگ میں سوار کو پندرہ درہم حصہ دیا گیا تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تعریف:

حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا تھا ''اے گروہ قریش! تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس کی گوی میں گھس کر اس کو مغلوب کر دیا' عورتیں خالدؓ جیسا بہادر پیدا نہیں کر سکتیں''۔



جنگ مقر اور فرات بادقلی

آزاذبہ کی جنگی تیاری:

مغیرہ سے مروی ہے کہ آزاذبہ کا خاندان کسریٰ کے عہد سے آج تک حیرہ کی امارت پر فائز تھا' یہ امراء بادشاہ کی بلا اجازت ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے تھے' آزاذبہ کا اعزاز نصف درجے تک پہنچ چکا تھا اس کی ٹوپی کی قیمت پچاس ہزار تھی' جب خالدؓ نے امغیشیا کو تباہ کر دیا اور اس سے باشندے سکرات میں جو دیہات کے زمینداروں کی ملک تھا آ گئے' آزاذبہ نے محسوس کیا کہ اب میری خیر نہیں ہے' اس لیے اس نے خالدؓ کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ فرات کا پانی روک دو۔

معرکہ مقر:

جب خالدؓ امغیشیا سے روانہ ہوئے اور پیدل فوج مع سامان اور مال غنیمت کے کشتیوں میں سوار کرا دی گئی تو یہ دیکھ کر خالد کو بڑی پریشانی لاحق ہوئی کہ کشتیاں پایاب ہو گئی ہیں اس کی وجہ سے سب پر خوف طاری ہو گیا' ملاحوں نے کہا کہ اہل فارس نے نہروں کو کھول دیا ہے تمام پانی دوسرے راستوں سے بہا جا رہا ہے جب تک نہریں بند نہ ہو گی' ہمارے پاس پانی نہیں آ سکتا' یہ سنتے ہی خالدؓ فوراً سواروں کا ایک دستہ لے کر آزاذبہ کے لڑکے کی طرف بڑھے' فم عتیق پر اس کے ایک رسالے سے اچانک مڈبھیڑ ہو گئی وہ لوگ اس وقت خالد رضی اللہ عنہ کی یورش سے بالکل بے فکر تھے۔ طرفین میں لڑائی ہوئی اور خالدؓ نے اِن سب کا مقر میں خاتمہ کر دیا اور قبل اس کے کہ آزاذبہ کے بیٹے کو مقر کے حالات کا علم ہو' خالدؓ نے فرات بادقلی کے دہانے پر بڑھ کر اس کے لشکر پر حملہ کیا اور ان سب کو قتل کر دیا اس کے بعد آپ نے نہروں کو بند کر دیا جس سے فرات میں حسبِ دستور پانی جاری ہو گیا۔

آزاذبہ کا فرار:

خالدؓ فرات بادقلی کے دھانے پر ابن آزاذبہ کا کام تمام کر چکے تو انہوں نے اپنے تمام سرداروں کو طلب کیا اور حیرہ کا قصد کیا' ان کا ارادہ تھا کہ خورنق اور نجف کے درمیان کہیں پڑاؤ کریں' خالد رضی اللہ عنہ خورنق پہنچے' مگر آزاذبہ بغیر لڑے ہوئے فرات کو عبور کر کے بھاگ گیا' اِس کے بھاگنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اردشیر مر گیا ہے اور خود اس کا لڑکا جنگ میں مارا جا چکا ہے' اس وقت آزاذبہ کا لشکر غربین اور قصر ابیض کے درمیان مقیم تھا۔



حیرہ کی فتح

حیرہ کا محاصرہ:

خورنق میں خالدؓ کے تمام افسران سے آ کر مل گئے تو آپ نے اپنے لشکر سے نکل کر غربین اور قصر ابیض کے درمیان اس جگہ پڑاؤ کیا' جہاں آزاذبہ کی فوج مقیم تھی اہل حیرہ قلعہ بند تھے' خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک رسالے کو حیرہ میں داخل کر دیا اور ہر محل پر اپنا ایک ایک افسر متعین کر دیا کہ محل والوں کا محاصرہ کرلو اور ان سے لڑو' چنانچہ ضرارؓ بن ازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا اس میں ایاس بن قبیصہ طائی تھا' اور ضرارؓ بن الخطاب نے قصر عدیسین کا محاصرہ کیا اس میں عدی بن عدی المقتول تھا اور ضرار بن مقرن المزنی نے جو اپنے دس بھائیوں میں سے ایک تھے قصر بنو مازن کا محاصرہ کیا اس میں ابن اکال تھا اور مثنیٰ نے قصر بن بقیلہ کا محاصرہ کیا اس میں عمرو بن عبدالمسیح تھا' ان سرداروں نے ان سب لوگوں کو دعوت اسلام دی ایک روز کی مہلت دی مگر اہل حیرہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اپنی بات پر اڑے رہے' اس پر مسلمانوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی۔

اہل حیرہ کو ایک دن کی مہلت:

بنو کنانہ کے ایک شخص کی روایت یہ ہے کہ خالدؓ نے اپنے افسروں کو حکم دیا تھا کہ دعوت اسلام سے آغاز کرو' اگر وہ لوگ اس کو قبول کرلیں تو فبہا ورنہ ان کو ایک روز کی مہلت دو مگر ان کے حیلوں حوالوں پر کان نہ دھرنا ورنہ اندیشہ ہے کہ تمہیں نقصان پہنچانے کی ترکیبیں نکال لیں بلکہ ان سے لڑو اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں تردد میں مبتلا نہ کرو۔

قصر ابیض پر حملہ:

ان افسروں میں پہلے شخص جنہوں نے ایک روز کی مہلت دے کر دشمن پر حملہ کیا' ضرارؓ بن ازور تھے وہ قصر ابیض والوں سے لڑنے کے لیے متعین تھے' جب' صبح ہوئی اور انہوں نے اہل قصر کو اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو ان کو ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے قبول کرنے کی دعوت دی' اسلام' جزیہ اور مقابلہ' انہوں نے مقابلے کو انتخاب کیا اور اوپر سے چلائے' اب تم پر غلے برستے ہیں' ضرارؓ نے اپنے لوگوں سے کہا تم ان کی زد سے ذرا ہٹ جاؤ' دیکھیں ان کی بکواس کی کیا اصلیت ہے' ضرارؓ نے یہ کہا ہی تھا کہ اتنے میں قصر کی چوٹی آدمیوں سے بھر گئی ان سب کے ہاتھوں میں غلیلیں تھیں وہ مسلمانوں پر مٹی کے غلے برسانے لگے' ضرارؓ نے کہا تم ان پر تیر برساؤ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تیر برسائے جس سے تمام دیواروں کی چوٹیاں خالی ہوگئیں اس کے بعد ہر ایک نے اپنے پاس کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا' اس صبح کو ہر ایک افسر نے اپنے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور تمام مکانات اور کیسے فتح کر لیے گئے اور بیشمار آدمی مارے گئے' تمام پادری اور راہب چلا اٹھے کہ اے محلات والو! ہمارے قتل کا باعث تم ہو' محلات والے چلائے کہ اے اہل عرب ہم ان تین چیزوں میں سے ایک کو قبول کرتے ہیں' ہمیں چھوڑ دو اور ہمارے قتل سے باز آ جاؤ' اور ہم کو خالدؓ کے پاس پہنچا دو۔

حیرہ کے نمائندے:

اس لیے ایاس بن قبیصہ اور اس کا بھائی' ضرارؓ بن ازور کے پاس آئے اور عدی بن عدی اور زید بن عدی' ضرارؓ بن خطاب

کے پاس آئے' یہ عدی الاوسط وہ ہے جو جنگ ذی قار میں مارا گیا تھا اور اس کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا تھا اور عمرو بن عبدالمسیح 'ضرار بن مقرن کے پاس اور ابن اکال' مثنیٰ بن حارثہ کے پاس آئے تھے۔ ان افسروں نے ان لوگوں کو خالدؓ کے پاس روانہ کر دیا اور خود اپنے اپنے مقاموں پر جمے رہے۔

عمرو بن عبدالمسیح:

مغیرہ کا بیان ہے کہ صلح کی خواہش سب سے پہلے عمرو بن عبدالمسیح بن قیس بن الحارث نے کی تھی یہ حارث بقیلہ کے نام سے مشہور تھا بقیلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ وہ لوگوں کے سامنے دو سبز چادریں پہن کر آیا' لوگوں نے کہا حارث تم تو بقیلہ خضراء یعنی سبزی معلوم ہوتے ہو' عمرو بن عبدالمسیح کے بعد اور لوگ بھی صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اسلامی فوج کے افسروں نے ان لوگوں کے وفود کو اپنے ایک ایک معتمد علیہ شخص کی معیت میں خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا تا کہ آپ ان سے صلح کے معاملے میں گفتگو کر لیں۔

عدی کا وفد:

خالدؓ نے ہر اہل قصر کو الگ الگ باریاب کیا' سب سے پہلے آپ عدی کے وفد سے ملے اور ان سے کہا تم لوگ کون ہو' اگر تم عرب ہو تو عربوں سے کیوں عداوت رکھتے ہو؟ اور اگر عجمی ہو تو عدل و انصاف سے تمہیں کیوں دشمنی ہے۔ عدی نے جواب دیا کہ ہم عرب عاربہ ہیں اور دوسرے لوگ متعرب یعنی بنے ہوئے عرب ہیں' خالدؓ نے کہا کہ اگر تمہارا قول درست ہے تو تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور ہماری حکومت کو کیوں ناپسند کرتے ہو' عدی نے کہا کہ ہمارے قول کی صحت کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بجز عربی زبان کے اور کوئی زبان نہیں بولتے' خالدؓ نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

عدی کے وفد کی جزیہ پر مصالحت:

اس کے بعد خالدؓ نے کہا تین چیزوں میں سے تم ایک کو اختیار کرو' یا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں ہمارے تمہارے حقوق ایک ہو جائیں گے پھر خواہ تم یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤ یا اپنے وطن میں مقیم رہو' یا جزیہ دینا قبول کرو یا مقابلہ اور لڑائی' کیونکہ خدا کی قسم میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کی اس سے زیادہ فریفتہ ہے جتنا کہ تم زندگی کے' ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے ہیں خالدؓ نے کہا' کم بختو! تم پر افسوس ہے' کفر گمراہی کا ایک میدان ہے' احمق ترین عرب وہ ہے جو اس میدان میں بھٹکتا پھرتا ہو۔ اس کو دو رہنما ملیں ایک عربی مگر وہ اس کو چھوڑ دے اور دوسرا عجمی اور اس سے رہنمائی چاہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحائف:

ان لوگوں نے خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار پر مصالحت کر لی اور دوسرے وفود نے بھی ان کی تقلید کی اور خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ خالدؓ نے ہذیل کاہلی کے ذریعے سے فتح کی خوشخبری اور وہ تحائف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے' حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جزیے میں محسوب کر کے قبول کر لیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیے میں شامل ہیں تو خیر ورنہ تم ان کو جزیے میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کر کے اپنی فوج کی تقویت کے لیے کام میں لاؤ۔

عمرو بن عبدالمسیح کی ذہانت:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے معاملات کے طے کرانے میں عمرو بن عبدالمسیح کو آگے آگے رکھتے تھے۔ خالدؓ نے

اس سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے عمرو بن عبدالمسیح نے کہا' سینکڑوں سال' خالدؓ نے پوچھا اس مدت میں تو نے عجیب ترین بات کیا دیکھی اس نے کہا میں نے دمشق سے حیرہ تک مسلسل آبادیاں دیکھیں اور دیکھا' کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی ہے اور روٹی کے سوا اس کو کوئی اور توشہ نہیں دیا جاتا۔ خالدؓ مسکرائے اور فرمایا اے عمرو' بڑھاپے سے تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی بخدا تو بہک گیا ہے' اس کے بعد آپ نے اہل حیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ بڑے خبیث' دھوکہ باز اور مکار ہو پھر کیا بات ہے کہ تم اپنے معاملات کو ایک ایسے دماغ چلے بڈھے کے ذریعے طے کراتے ہو جسے یہ تک معلوم نہیں کہ کہاں سے آیا ہے' عمرو نے تجاہل کرتے ہوئے چاہا کہ کوئی ایسی بات دکھائے جس سے ان کو اس کی عقل اور اس کے قول کی سچائی کا ثبوت مل جائے اس نے کہا' اے امیر آپ کے حق کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں' آپ نے پوچھا ہاں بتاؤ کہاں سے آئے ہو' اس نے کہا قریب کی جگہ بتاؤں یا دور کی' آپ نے کہا جو تمہارا دل چاہے اس نے کہا اپنی ماں کے پیٹ سے' آپ نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو اس نے کہا اپنے سامنے' آپ نے پوچھا اپنے سامنے کا کیا مطلب؟ اس نے کہا' آخرت' آپ نے پوچھا تیرا آغاز کہاں سے ہے' اس نے کہا باپ کی پیٹھ سے' آپ نے پوچھا تو کس چیز میں ہے اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں' آپ نے پوچھا کہ تو کچھ عقل سے بھی کام لیتا ہے اس نے کہا ہاں بخدا اور گرفت بھی کرتا ہوں۔

اس کی یہ باتیں سن کر خالد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ بڈھا بڑا اکٹ کھنا ہے اور اس کے ہم وطن تو اس کو پہلے ہی جانتے تھے' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا زمین اس شخص کو قتل کرتی ہے جو اس سے ناواقف ہے اور وہ شخص زمین کو قتل کرتا ہے جو اس سے بخوبی واقف ہے اور ہم اس سرزمین سے بخوبی واقف ہیں اس پر عمرو نے کہا' اے امیر چیونٹی اپنے گھر کے حال سے واقف ہوتی ہے نہ کہ اونٹ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زہر خورانی کا واقعہ:

ابن بقیلہ کے ساتھ اس کا خادم بھی تھا اس کی کمر میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی' خالدؓ نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر الٹ کر پوچھا اے عمرو' یہ کیا ہے اس نے کہا خدا کی امانت کی قسم یہ زہر قاتل ہے' آپ نے پوچھا یہ ساتھ لیے کیوں پھرتے ہو اس نے کہا مجھے اندیشہ تھا کہ شاید تم لوگ ہمارے ساتھ کوئی توہین آمیز سلوک کرو میں تو مرنے کے قریب ہوں' مگر اپنی قوم اور اہل وطن کی توہین کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں' خالدؓ نے کہا کہ کوئی متنفس اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا اور یہ دعا پڑھی' اس اللہ کے نام سے جس کے نام بہترین ہیں' جو زمین و آسمان کا رب ہے جس کے نام کی برکت سے ہم کو کوئی بیماری مضرت نہیں پہنچا سکتی' جو رحمٰن ہے اور رحیم ہے یہ دیکھ کر لوگ جھپٹے کہ آپ کو روکیں مگر آپ نے جلدی سے وہ زہر منہ میں ڈال لیا اور نگل گئے' عمرو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور کہا اے عربو! بخدا تم جس چیز کو چاہو اس کے مالک بن سکتے ہو۔

عمرو اہل حیرہ کے پاس پہنچا ان سے کہا کہ اقبال کی کھلی نشانی جیسی میں نے آج دیکھی ہے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کی حوالگی کی شرط:

خالدؓ نے صلح کی قرارداد کے لیے اہل حیرہ سے یہ شرط لگائی کہ کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی جائے' یہ مطالبہ ان کو سخت گراں گذرا مگر کرامہ نے کہا تم گھبراؤ نہیں' مجھے حوالے کر دو میں فدیہ دے کر آ جاؤں گی' وہ لوگ مان گئے۔

اہل حیرہ سے معاہدہ:

خالدؓ نے اہل حیرہ کو حسب ذیل معاہدہ لکھ کر دیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید نے عدی کے دونوں بیٹوں عدی اور عمر سے اور عمرو بن عبدالمسیح سے اور ایاس بن قبیصہ سے اور حیری بن اکال سے کیا ہے یہ لوگ اہل حیرہ کے نقیب ہیں انہوں نے ان لوگوں کو اس معاہدے کی تکمیل کے لیے مجاز گردانا ہے اور وہ اس معاہدے پر رضا مند ہیں' معاہدہ اس امر پر ہے کہ اہل حیرہ سے اور ان کے پادریوں اور راہبوں سے سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم جزیہ وصول کیا جائے گا مگر غیر مستطیع تارک الدنیا راہب اس سے مستثنیٰ ہوں گے اس کے معاوضے میں ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اور جب تک ہم حفاظت نہ کریں جزیہ نہ لیا جائے گا' اگر ان لوگوں نے اپنے کسی قول یا فعل سے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے''۔

المرقوم ماہ ربیع الاوّل ۱۲ھ

یہ تحریر اہل حیرہ کے حوالے کر دی گئی تھی مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور چاک کر ڈالا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔

حیرہ کی فتح:

جب مثنیٰ نے حیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے پر تصفیہ چاہا مگر مثنیٰ نے اس کو منظور نہیں کیا اور ان پر دوسری شرط عائد کی' اس کے بعد جب مثنیٰ بعض مقامات پر مغلوب ہو گئے تو ان لوگوں نے پھر وہی حرکت کی اور لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے' باغیوں کی اعانت اور معاہدے کی توہین کی اور اس کو چاک کر دیا' پھر جب اس کو سعد نے فتح کیا تو ان لوگوں نے پھر سابقہ معاہدوں پر تصفیہ چاہا سعد نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو' مگر وہ لوگ پیش کرنے سے قاصر رہے اس لیے سعد نے ان پر خراج عائد کیا اور ان کی مالی استطاعت کی تحقیقات کرنے کے بعد علاوہ موتیوں کے چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جریر بن عبداللہ:

جریر بن عبداللہ ان لوگوں میں سے تھے جو خالد بن سعید بن العاصی کے ہمراہ شام گئے تھے' وہاں انہوں نے خالدؓ سے ابوبکرؓ کے پاس جانے اور ان سے اپنی قوم کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت چاہی' تاکہ اپنی قوم کے افراد کو جو ادھر ادھر عرب میں منتشر اور غلام بنے ہوئے تھے آزاد کرا کے جمع کر لیں اور ان کے امیر بن جائیں۔ خالدؓ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی' یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو نبی کریم ﷺ کا وعدہ یاد دلایا اور اس کے متعلق شہادت پیش کی اور درخواست کی کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے' ان کے اس مطالبے پر ابوبکرؓ بہت برہم ہوئے اور فرمایا تم ہماری مصروفیت اور حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم ان مسلمانوں کی مدد کرنے میں مشغول ہیں جو روم و فارس جیسے دو شیروں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر تم چاہتے ہو کہ ہم ایسے کام میں لگ جائیں جو اس سے زیادہ خدا اور رسولؐ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے' مجھے چھوڑو اور خالدؓ بن الولید کے پاس چلے جاؤ تاکہ میں دیکھوں خدا ان دونوں لڑائیوں کا کیا انجام دکھاتا ہے' چنانچہ جریر خالدؓ کے پاس چلے گئے' اس وقت خالدؓ حیرہ میں تھے اس وجہ سے اس سے قبل

جریر خالدؓ کے ساتھ عراق اور فتنہ ارتداد کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے البتہ حیرہ کے بعد کی تمام لڑائیوں میں انہوں نے حصہ لیا ہے۔

کرامہ بنت عبدالمسیح:

جمیل طائی کے والد کا بیان ہے کہ جب کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی گئی تو میں نے عدی بن حاتم سے کہا' بڑے تعجب کی بات ہے کہ شویل نے اس بڑھاپے میں کرامہ بنت عبدالمسیح کو طلب کیا ہے' عدی نے کہا وہ مدت سے اس پر فریفتہ تھے اور کہتے تھے کہ جب میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان بلاد کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں اور آپ نے ان میں حیرہ کا بھی ذکر فرمایا کیونکہ اس کے محلات کے کنگرے کتے کے دانتوں کی شکل کے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس لیے دکھایا گیا ہے کہ وہ عنقریب فتح ہو جائے گا اس وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرامہ کی درخواست کی تھی۔

کرامہ بنت عبدالمسیح کا زر فدیہ:

شعبی روایت کرتے ہیں کہ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو حیرہ کی فتح کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے سنا تھا تو میں نے آپ سے کرامہ کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ جب حیرہ جبراً فتح ہوگا وہ تمہاری ہے اور اس پر شویل نے شہادت بھی پیش کی چنانچہ خالدؓ نے اہل حیرہ سے اسی شرط پر مصالحت کی اور کرامہ شویل کو دے دی یہ بات کرامہ کے خاندان اور اہل وطن کو سخت گراں گذری اور اس میں ان کے لیے ان کو بڑا خطرہ محسوس ہوا' کرامہ نے کہا خطرے کی کوئی بات نہیں ہے' تم صبر سے کام لو' جس عورت کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اس کے متعلق تمہیں کیا خوف ہے' معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص احمق ہے اس نے مجھے جوانی میں دیکھا ہوگا اور سمجھتا ہے کہ جوانی ہمیشہ قائم رہتی ہے چنانچہ ان لوگوں نے کرامہ کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا اور خالدؓ نے اس کو شویل کے حوالے کر دیا' کرامہ نے شویل سے کہا کہ میں بڑھیا تمہارے کس کام کی ہوں' بہتر ہے کہ مجھ سے فدیہ لے لو' شویل نے کہا مگر رقم متعین کرنے کا اختیار مجھے ہوگا کرامہ نے کہا' ہاں تمہیں اختیار ہے جتنی چاہو مقرر کرو' شویل نے کہا میں اپنی ماں کی اولاد نہیں ہوں اگر تجھ سے ایک ہزار درہم سے کم لوں' کرامہ نے شویل کو دھوکہ دینے کے لیے کہا او ہو یہ تو بہت ہے' اس کے بعد وہ رقم لا کر شویل کو دے دی اور اپنے گھر واپس گئی۔

شویل کی ہزار سے اوپر عدد سے لاعلمی:

لوگوں کو معلوم ہوا تو سب شویل کو برا بھلا کہنے لگے انہوں نے کہا کہ میں سمجھا تھا کہ ہزار سے اوپر کوئی عدد نہیں ہے لوگوں نے کہا نہیں تم جا کر ان سے جھگڑو' شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا میری مراد انتہائی عدد تھی مگر لوگ کہتے ہیں کہ عدد ہزار سے اوپر بھی ہوتا ہے' خالدؓ نے کہا تم کچھ چاہتے تھے اور اللہ نے کچھ چاہا' ہم اس پر عمل کریں گے جو ظاہر ہے' تم جانو تمہاری نیت جانے خواہ تم صادق ہو' یا کاذب' ہم اس تصفیے میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی نماز فتح:

حیرہ فتح ہو گیا تو خالدؓ نے نماز فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعات ایک سلام سے ادا کیں اس سے فارغ ہو کر آئے تو کہا جنگ موتہ میں جب میں لڑا تھا اس وقت میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں' میں نے اہل فارس سے زیادہ بہادر کوئی قوم نہیں دیکھی اور ان میں

بھی اہل اُلیس کو سب سے بڑھ کر پایا' ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ مذکور ہے مگر اس میں رکعات کی تعداد نہیں ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی یمنی تلوار:

قیس بن ابی حازم جریر کے ساتھ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے ان کا بیان ہے کہ ہم خالدؓ کے پاس حیرہ پہنچے اس وقت خالدؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے جس کو انہوں نے اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا' تنہا نماز پڑھ رہے تھے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں مگر ان کے بعد ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ ایسی چڑھی کہ آج تک کام دے رہی ہے۔

صلوبا بن نسطونا کی مصالحت کی پیشکش:

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اہل حیرہ کی خالدؓ سے مصالحت ہو گئی۔ اس وقت صلوبا بن نسطونا جو دیرناطف کے پادری کا منیب تھا خالدؓ کے پاس ان کے لشکر میں حاضر ہوا اور آپ سے بانقیا اور باسما کے قصبات کے متعلق مصالحت کر لی اور وہ ان دونوں قصبوں اور ان کی ان تمام اراضی کے لگان کا ذمہ دار ہو گیا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھیں' اس نے اپنی ذات' اپنے خاندان اور اپنی قوم کی طرف سے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کسریٰ کے موتی اس رقم کے علاوہ تھے' یہ جزیہ فی کس چار درہم کے حساب سے عائد کیا گیا تھا اس معاہدے کی باضابطہ تحریر لکھی گئی اور اس پر طرفین کے دستخط ثبت ہو گئے اور یہ جتا دیا گیا کہ اگر کبھی اہل فارس نے بغاوت کی تو اس کے بعد یہ معاہدہ کالعدم ہو گا۔

معاہدہ کی تحریر:

اس معاہدے کی تحریر میں مجالد بھی شریک تھے وہ معاہدہ حسب ذیل ہے: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن الولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لیے لکھا جاتا ہے میں تم سے جزیہ قبول کرتا ہوں اور اس کے معاوضے میں تمہاری دونوں بستیوں بانقیا اور باسما کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں' اس جزیے کی رقم دس ہزار دینار ہے موتی اس کے علاوہ ہیں یہ رقم ہر مستطیع اور جز معاش سے اس کی حیثیت کے مطابق سالانہ وصول کی جائے گی' اور تم کو اپنی قوم کا نقیب مقرر کیا جاتا ہے' جس کو تمہاری قوم قبول کرتی ہے میں اور میرے ساتھ کے سب مسلمان اس معاہدے پر رضامند ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں' اسی طرح تمہاری قوم بھی رضامند ہے آج سے تم ہماری ذمہ داری اور حفاظت میں داخل ہو' ہم تمہاری حفاظت کریں گے تو جزیے کے حقدار ہوں گے ورنہ نہیں' '' اس معاہدہ پر ہشام بن الولید' قعقاع بن عمرو' جریر بن عبداللہ حمیری' حنظلہ بن ربیع نے گواہی کے دستخط کیے اور یہ ماہ صفر ۱۲ھ میں لکھا گیا۔

حیرہ کے نواحی زمیندار:

مغیرہ کہتے ہیں کہ حیرہ کے اطراف کے زمیندار اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اہل حیرہ خالدؓ کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں چنانچہ جب اہل حیرہ اور خالدؓ کے درمیان معاہدات طے پا گئے اور وہ خالدؓ کے مطیع ہو گئے تو ملطاطین کے زمیندار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان آنے والوں میں ایک تو زاذ بن بہیش سریا کی ندی کا زمیندار تھا اور دوسرا صلوبا بن نسطونا بن بصبہری تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ صلوبا بن بصبہری تھا اور نسطونا تیسرا زمیندار تھا چنانچہ ان لوگوں نے خالدؓ سے غلالیج سے لے کر ہرمز جرد تک کے علاقے کے لیے بیس لاکھ کی رقم پر مصالحت کر لی اور عبیداللہ کی روایت میں دس لاکھ رقم مذکور ہے' اور قرار پایا کہ آل کسریٰ کی تمام

املاک مسلمانوں کی ملک ہیں اور جولوگ اپنا وطن چھوڑ کر ان کے ساتھ چل دیئے ہیں وہ اس مصالحت سے خارج ہیں۔

زاذ بن بہیش اور صلوبا بن نسطونا سے معاہدہ:

خالدؓ نے اپنے پڑاؤ میں اپنا خیمہ نصب کرایا اور ان لوگوں کے لیے یہ معاہدہ لکھا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریر خالدؓ بن الولید کی طرف سے زاذ بن بہیش اور صلوبا بن نسطونا کے لیے لکھی جاتی ہے ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور تم پر جزیہ عائد کیا جاتا ہے تم بھقیا ذ الاسفل اور اوسط کے باشندوں کے نقیب اور ان کے ضامن ہو اور عبیداللہ کی روایت میں ہے کہ تم ان لوگوں کی جنگ کے جن کے تم نقیب قرار دیئے گئے ہو' ذمہ دار ہو' اس جزیے کی مقدار بیس لاکھ ہے جو تم میں کے صاحب مقدرت لوگوں سے سالانہ وصول کی جائے گی مگر بانقیا اور باسما کا محاصل اس رقم سے الگ ہے میں نے مسلمانوں نے' تم نے نیز بھقیا ذ اسفل اور بھقیا ذ اوسط کے باشندوں نے ان شرائط کو تسلیم کیا ہے مگر آل کسریٰ اور جو لوگ ان کے ساتھ چلے گئے ہیں ان کی املاک کا اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر گواہی کے دستخط ہشام بن الولید' قعقاع بن عمرو' جریر بن عبداللہ الحمیری' بشیر بن عبیداللہ بن الخصاصیہ اور حنظلہ بن الربیع نے کیے تھے اور یہ معاہدہ ماہ صفر ۱۲ھ میں تحریر کیا گیا تھا۔

عاملوں اور فوجی افسروں کا تقرر:

اس کے بعد خالدؓ نے صوبہ داروں اور فوجی چوکیوں کے افسروں کا تقرر کیا' چنانچہ فلالیج کے بالائی علاقے پر عبداللہ بن وثیمہ النصری کو بھیجا تاکہ وہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کریں اور جزیہ وصول کرتے رہیں' اور بانقیا اور باسما پر جریر بن عبداللہ کو مامور کیا' اور نہرین پر بشیر بن الخصاصیہ کو مامور کیا انہوں نے بانبورا میں کویفہ کو اپنا مستقر بنایا اور بستر کی طرف سوید بن مقرن کو بھیجا' انہوں نے عقر میں قیام کیا جو آج تک عقر سوید کے نام سے مشہور ہے مگر سوید مقری دوسری جگہ ہے وہ ان کے نام سے موسوم نہیں ہے' اور روذمستان کی طرف اط بن ابی اط کو بھیجا انہوں نے نہر کو اپنا مستقر بنایا' آج تک یہ نہر' نہر اط کہلاتی ہے یہ اط بنوسعد بن زید منات میں کے ایک شخص تھے' یہ مذکورۂ بالا اصحاب خالدؓ کے زمانے میں عہدہ داران خراج تھے اور سرحدی چوکیوں پر جو اس وقت سیب کے مقام پر تھیں' ضرار بن الازور' ضرار بن الخطاب' مثنیٰ بن حارثہ' ضرار بن مقرن' قعقاع بن عمرو' بسر بن ابی رہم اور عتیبہ بن النہاس کو متعین کیا تھا یہ لوگ سیب کے مقام پر پہنچ کر اپنی مملکت کے عرض میں قیام پذیر ہو گئے یہ سب خالدؓ کی طرف سے فوجی چوکیوں کے عہدہ دار تھے خالدؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ دشمن پر یورش کرتے رہو اور اس کو چین نہ لینے دو' یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے اپنی سرحد سے آگے دجلہ کے کنارے تک تمام علاقہ دشمنوں سے چھین لیا تھا۔

حضرت خالدؓ کے قاصد:

جب خالدؓ سواد کا ایک حصہ فتح کر چکے تو آپ نے اہل حیرہ میں سے ایک شخص کو بلا کر اس کے ہاتھ اہل فارس کے پاس ایک خط بھیجا وہ لوگ اس وقت مدائن میں تھے اور اردشیر کے انتقال کی وجہ سے ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور جنگ کے معاملے کو ایک دوسرے پر ڈال رہے تھے انہوں نے صرف اتنا کیا تھا کہ بہمن جاذویہ کو بھر سیر بھیج دیا تھا۔ وہ گویا ان کا مقدمۃ الجیش تھا' بہمن جاذویہ اور اس جیسے اور چند سردار تھے نیز خالدؓ نے ایک شخص کو صلوبا کے پاس سے بلایا تھا' ان میں سے ایک حیری اور دوسرا نبطی تھا۔ خالدؓ نے ان دونوں کو ایک خط دیا۔ ان میں سے ایک خط خواص کے نام تھا اور دوسرا عوام کے نام۔ خالدؓ نے اہل حیرہ کے قاصد سے پوچھا

تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا مرہ۔ آپ نے کہا یہ خط لو اور اس کو اہل فارس کے پاس پہنچا دو' خدا سے امید ہے کہ یا تو وہ ان کے عیش کو تلخ کر دے گا یا وہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے' یا ہم سے مصالحت کر لیں گے اور صلوبا کے قاصد سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام ہزقیل ہے۔ خالدؓ نے کہا یہ خط لو اور کہا۔ آلٰہی ان دشمنوں کو زہق یعنی ضیق میں مبتلا کر دے۔ ان خطوط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا ملوک فارس کے نام خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خالد بن الولید کی طرف سے ملوک فارس کے نام امابعد: شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہارا انظام ابتر کر دیا' جس نے تمہاری مکاری ناکام کر دی جس نے تم میں اختلافات پیدا کر دیئے اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اس میں تمہارا نقصان تھا لہٰذا تم ہماری حکومت کو قبول کر لو' ہم تم کو اور تمہاری سرزمین کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ تمہارے علی الرغم تم ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو گے جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتی ہے جتنا کہ تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔ اور دوسرا خط حسب ذیل تھا:

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا خط بنام سرداران فارس:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خالدؓ بن الولید کی طرف سے سرداران فارس کے نام امابعد! تم لوگ اسلام قبول کر لو' سلامت رہو گے یا جزیہ ادا کرو۔ اور ہمارے ذمی بن جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کے۔

خراج کی وصولی:

یہ خراج پچاس دن میں خالدؓ کے پاس لا کر داخل کر دیا گیا تھا اس عرصے میں وہ لوگ جو اس خراج کے ضامن تھے اور بازاروں کے چودھری' خالدؓ کے پاس بطور یرغمال رکے رہے یہ رقم خالدؓ نے مسلمانوں کو دے دی جس کو انہوں نے اپنی ضروریات میں صرف کیا۔

اہل فارس میں اختلاف:

اس زمانے میں اردشیر کے مرنے کی وجہ سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو رہا تھا اگرچہ خالدؓ سے لڑنے کے متعلق سب متفق الرائے تھے مگر لڑائی کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے ایک سال تک ان کی تو یہ کیفیت رہی اور مسلمان دجلہ تک ملک پر قبضہ کرتے چلے گئے اور حیرہ سے لے کر دجلہ تک اہل فارس کا مطلق اثر نہ رہا اور نہ اس علاقے کے لوگ ذمی بنے صرف وہ لوگ ذمی بنے جنہوں نے خالدؓ سے نامہ و پیام کر کے تحریریں لکھا لی تھیں' باقی اہل سواد میں سے کچھ تو جلاوطن تھے اور کچھ قلعہ بند تھے اور کچھ حرب و پیکار میں مصروف تھے۔

عمال خراج کی وصولی کی رسید:

عمال خراج سے بھی تحریریں حاصل کی گئی تھیں انھوں نے سب کے لیے ایک ہی مضمون کی رسید لکھ دی جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فلاں فلاں لوگوں کے لیے جزیے کی رسید ہے جس کا تصفیہ ان سے ہمارے سپہ سالار خالدؓ نے کیا ہے' میں نے یہ طے شدہ رقم تم سے وصول کر لی ہے' خالدؓ اور مسلمان تمہارے حقوق کی حفاظت کے لیے اس شخص سے جنگ کریں گے

جو اس صلح کے خلاف عمل کرے گا مگر یہ حفاظت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ تم جزیہ ادا کرتے رہو گے اور معاہدے کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو گے امان اور صلح کا برقرار رکھنا تمہارے ہاتھ ہے' ہم وہی سلوک کریں گے جیسا کہ تمہارا طرز عمل ہوگا اس پر انھیں صحابیوں نے دستخط کیے جن کو خالدؓ نے گواہ بنایا تھا جو حسب ذیل ہیں۔ ہشام' قعقاع' جابر بن طارق' جریر' بشیر' حنظلہ' ازداد' حجاج بن ذی العنق' ملک بن زید۔

اہل حیرہ کے معاہدہ کی تحریر:

عبد خیر کی روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ حیرہ سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔

ہم نے جس جزیے پر معاہدہ کیا ہے اس کی رقم خدا کے نیک بندے خالد رضی اللہ عنہ کو اور خدا کے نیک بندوں' مسلمانوں کو اس معاوضے میں ادا کی ہے کہ یہ لوگ اوران کا امیر ہم کو مسلمانوں کی اور دوسرے لوگوں کی ظلم و زیادتی سے بچائے گا۔

ایک دوسری روایت میں روانا ہونے کے بجائے فارغ ہونے کے الفاظ ہیں اور باقی بیان اسی طرح ہے۔

ایران کے شاہی خاندان میں ناچاقی:

خالدؓ نے اپنے ان دونوں قاصدوں کو جن کا اس سے قبل ذکر آ چکا ہے یہ حکم دیا تھا کہ میرے پاس ان خطوں کا جواب لے کر آ ؤ' اس عرصے میں خالدؓ شام کو جانے سے قبل ایک سال تک حیرہ میں مقیم رہے اور اس کے بالائی اور اطراف کے علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس نے بجز اس کے کہ بھر سیر پر مدافعت کی اور بادشاہ بناتے اور معزول کرتے رہے اور کچھ نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ شیری بن کسریٰ نے کسریٰ بن قباذ کے خاندان کے ہر شخص کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا' شیری اور اس کے بیٹے اردشیر کے بعد اہل فارس اٹھے اور انہوں نے کسریٰ بن قباذ سے لے کر بہرام گور تک کی تمام اولاد کو قتل کر دیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا جس کو بالاتفاق بادشاہ بنا سکیں۔

حضرت عیاض بن غنم کی علالت:

شعبی کا بیان ہے کہ حیرہ کی فتح کے بعد سے شام کو جانے تک ایک سال سے زیادہ عرصے تک خالدؓ ان علاقوں کے انتظامات میں مصروف رہے جو عیاض کے نامزد تھے' خالدؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھ کو حکم نہ دیا ہوتا تو میں عیاض کے کاموں میں مصروف نہ ہوتا' دومہ میں عیاض کا سر زخمی ہو گیا تھا' فتح فارس سے قبل کا سارا سال عورتوں کے سال کی طرح بالکل بیکاری میں گزرا اور خلیفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی منظم افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ملک میں نہ گھسنا اور اہل فارس کا ایک لشکر العین میں تھا دوسرا انبار میں تھا' تیسرا فراض میں تھا۔

جب خالد رضی اللہ عنہ کا خط اہل مدائن کے پاس پہنچا تو آل کسریٰ کی عورتوں نے مشورہ کر کے جب تک آل کسریٰ کسی ایک شخص کو بالاتفاق بادشاہ تسلیم کریں' فرخ زاد کو نگران کار سلطنت مقرر کر دیا۔

حضرت خالدؓ اور حضرت عیاض کو احکامات:

مغیرہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم زیرین عراق سے عراق میں داخل ہو اور عیاض کو حکم دیا تھا کہ تم بالائی عراق سے عراق میں داخل ہو تم میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے گا وہ حیرہ کا حاکم ہوگا اور جب تم دونوں خدا کے

حکم سے حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور عرب اور فارس کے درمیان کی چوکیوں کو توڑ ڈالو اور تمہیں اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو اس وقت تم میں ایک حیرہ میں قیام کرے اور دوسرا دشمن کے علاقے میں گھس کر اس کے ملک پر بزور شمشیر قبضہ کرتا چلا جائے' اللہ سے ہر وقت مدد چاہتے رہو' اس سے ڈرتے رہو' آخرت کے معاملے کو دنیا پر ترجیح دو تمہیں دونوں مل جائیں گی' دنیا کو کبھی ترجیح نہ دینا ورنہ دونوں ہاتھ سے جاتی رہیں گی جن چیزوں سے خدا نے ڈرایا ہے ان سے ڈرتے رہو' گناہوں سے بچتے رہو توبہ میں جلدی کرنا' گناہوں پر اصرار نہ کرنا اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔

سرحدات میں فوجی چوکیوں کا قیام:

چنانچہ خالدؓ اس حکم کے مطابق حیرہ پہنچ گئے اور فلالیج سے لے کر سواد اسفل تک کا تمام علاقہ ان کے زیر حکومت آ گیا اس لیے انہوں نے اسی روز سواد حیرہ کو جریر بن عبداللہ الحمیری اور بشیر بن الخصاصیہ اور خالدؓ بن ابوالشمہ اور ابن ذی العنق اور اُطؓ اور سوید اور ضرار میں تقسیم کر دیا اور سواد الابلہ کو سوید بن مقرن اور حسلکہ الحبطی اور حصین بن ابی الحر اور ربیعہ بن عسل میں تقسیم کر دیا اور سرحدات پر فوجی چوکیاں قائم کیں اور حیرہ پر قعقاع کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود خالدؓ عیاض کی امداد اور ان کے اور اپنے درمیان کے حصے فتح کرنے کے لیے عیاض کے علاقے کی طرف گئے' چنانچہ پہلے فلوجہ پہنچے وہاں سے کربلا گئے اس کی چوکی پر عاصم بن عمرو تھے اور خالدؓ کے مقدمے پر خالد الافرح بن حابس تھے کیونکہ مثنیٰ اس وقت مدائن کی کسی چھاؤنی پر متعین تھے۔

حضرت خالدؓ سے عبداللہ بن وثیمہ کی شکایت:

اس طرح یہ لوگ خالد رضی اللہ عنہ کی حیرہ سے روانگی سے قبل اور اس کے بعد جب وہ عیاض کی مدد کے لیے گئے اہل فارس سے دست و گریباں رہتے اور دجلہ کے کنارے کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ کربلا میں خالد رضی اللہ عنہ کا چند روز قیام ہوا اس وقت عبداللہ بن وثیمہ نے ان سے مکھیوں کی شکایت کی' خالدؓ نے کہا ذرا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام چوکیاں جن کے متعلق عیاض کو حکم دیا گیا تھا دشمنوں سے خالی کرا لوں تا کہ ہم ان میں عربوں کو متعین کر سکیں اور مسلمانوں کے لشکر کو دشمن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا خطرہ نہ رہے اور عربوں کی آمد و رفت ہم تک باطمینان ہو سکے خلیفہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے اور ان کی رائے امت کی فلاح و بہبود کی مترادف ہوتی ہے۔



انبار اور کلوازی کے واقعات

انبار پر فوج کشی:

خالد رضی اللہ عنہ کا لشکر حیرہ سے سابقہ ترتیب کے ساتھ نکلا' مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس متعین تھے جب اقرع اس منزل پر ٹھہرے جس کے بعد انبار پہنچ جاتے۔ تو وہاں لوگوں کی اونٹنیوں کے بچے پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ اونٹنیوں کے بچے ان کے ساتھ تھے مگر جب روانگی کا اعلان ہوا تو انہوں نے یہ ترکیب نکالی کہ ان بچوں کو جن میں چلنے کی قوت نہ تھی اونٹوں پر لاد دیا اور ان کی ماؤں کو ہانک کر چلایا اسی طرح ان کو لادے لادے انبار پہنچے اہل انبار قلعہ بند ہو گئے تھے اور انہوں نے قلعے کے اطراف خندق کھود لی تھی اور اپنے قلعے میں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

انبار کا محاصرہ:

ان کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شیرزاذ تھا وہ اپنے زمانے میں بڑا عقلمند' معزز اور عرب وعجم میں ہر دلعزیز عجمی تھا' انبار کے عربوں نے فصیل پر سے چلا کر کہا آج کی صبح انبار کے حق میں بہت بری ہے اونٹوں پر اونٹوں کے بچے لدے ہوئے ہیں جن کو اونٹنیاں دودھ پلاتی ہیں' شیرزاد نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے اس کو ان کی بات کا مطلب سمجھایا' شیرزاد نے کہا کہ یہ لوگ جان کی بازی لگا کر آئے ہیں اور جو لوگ اس طرح آتے ہیں ان پر اپنے عہد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے' میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر خالدؓ یہاں سے کسی اور طرف نہ گئے تو میں ان سے صلح کر لوں گا۔

جنگ ذات العیون:

اتنے میں خالدؓ اپنے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے یہاں پہنچ گئے آپ نے خندق کے اطراف ایک چکر لگایا اور جنگ شروع کر دی ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی جنگ کا موقع ان کو نظر آتا یا سن پاتے تو ان سے ضبط نہ ہوتا تھا' خالدؓ اپنے تیراندازوں کے پاس گئے اور ان کو ہدایت کی اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اصول جنگ سے بالکل ناآشنا ہیں تم لوگ صرف ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور اس کے سوا کہیں اور نہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد اور کئی باڑھیں چلائیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز تقریباً ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اسی لیے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے موسوم ہوگئی' دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہل انبار کی آنکھیں جاتی رہیں شیرزاذ نے اس کا مطلب پوچھا جب اس کو مطلب سمجھایا گیا تو اس نے کہا بس کرو' بس کرو اور خالدؓ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی مگر شرائط ایسی پیش کیں جن کو خالدؓ نے منظور نہیں کیا اور اس کے قاصدوں کو واپس کر دیا۔

مذبوحہ جانوروں کا پل:

اس کے بعد خالدؓ اپنی فوج کے کچھ جانور لے کر خندق پر ایسے مقام پر آئے جہاں وہ بہت تنگ تھی اور ان کو ذبح کر کر کے اس میں ڈال دیا جس سے وہ بھر گئی اور ان مذبوحہ جانوروں سے ایک پل بن گیا اب مسلمان اور مشرکین خندق میں اکٹھے ہو گئے' آخر کار دشمنوں کو قلعے کی طرف پسپا ہونا پڑا' شیرزاذ نے پھر خالدؓ سے صلح کے لیے مراسلت کی اور درخواست کی کہ مجھ کو سواروں کے ایک دستے

کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ کچھ نہ ہوگا یہاں سے نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے' خالدؓ نے اس کو منظور کیا۔

شیرزاذ کی روانگی:

چنانچہ جب شیرزاذ یہاں سے جان سلامت لے کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاذ کو بہت سخت سست کہا شیرزاذ نے کہا کہ میں وہاں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے کورے تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے میں نے سنا کہ مسلمان ہماری طرف پختہ ارادے سے آ رہے ہیں اور ان کی عادت یہ ہے کہ جب ایک دفعہ ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کی تکمیل کو اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا۔ تو قلعے کی فصیل پر کے اور نیچے کے ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔

اہل انبار کی عربی زبان سے واقفیت:

جب خالد رضی اللہ عنہ کو اور سب مسلمانوں کو انبار میں اطمینان حاصل ہو گیا اور اہل انبار بھی بے خوف ہو کر باہر آ گئے تو خالدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں اور عربی ہی سیکھتے ہیں۔ خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں اور ہم یہاں ان عربوں کے پاس آ کر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب بخت نصر کے عہد میں جب اس نے عربوں کو شکست دی تھی یہاں آ کر آباد ہوئے تھے اور پھر وہیں رہ پڑے۔ خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا ایاد سے سیکھا ہے۔

اہل بوازیج اور اہل بانقیا کی ثابت قدمی:

اس کے بعد انبار کے اطراف کے لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر لی جس کی ابتداء اہل بوازیج نے کی' اور اہل کلوزی نے خالدؓ کے پاس قاصد بھیجا تا کہ آپ ان کے لیے صلح نامہ لکھ دیں چنانچہ خالدؓ نے ان کو ایک تحریر لکھ دی' اس وقت سے وہ لوگ دجلہ کے اس پار خالدؓ کے پشت پناہ بن گئے' مگر بعد میں اہل انبار اور اس کے اطراف کے لوگوں نے مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدات توڑ دیئے' البتہ اہل بانقیا اور ان کی طرح اہل بوازیج اپنے معاہدات پر ثابت قدم رہے۔

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ واقعہ عیون سے قبل اہل سواد میں سے بنوصلوبا جو اہل حیرہ ہیں اور کلوازی اور فرات کی چند بستیوں کے سوا کسی سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہوئی تھی' پھر جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو ان کو زیر کر کے ذمی بنا لیا گیا۔

اہل سواد سے خراج پر مصالحت:

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا سواد جبراً فتح ہوا تھا انہوں نے کہا ہاں بلکہ تمام ملک جبراً فتح ہوا تھا۔ بجز چند قلعوں اور گڑھیوں کے' کیونکہ ان میں سے بعض نے خالدؓ سے مصالحت کر لی تھی اور بعض بالجبر زیر کیے گئے' پھر میں نے پوچھا کیا بھاگنے سے پہلے اہل سواد خود کو ذمی سمجھتے تھے' شعبی نے کہا نہیں بلکہ بعد میں ان کو دعوت دی گئی اور وہ خراج دینے پر رضا مند ہو گئے' تب وہ ذمی بنے۔



فتح عین التمر

مہران بن بہرام چوبین:

جب خالد انبار سے فراغت پا چکے اور وہ مکمل طور پر ان کے قبضے میں آ گیا تو اس پر انہوں نے زبرقان بن بدر کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کے ارادے سے روانہ ہوئے' عین التمر میں اس وقت مہران بن بہرام چوبین عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقیم تھا نیز عقہ بن ابی عقہ بھی وہاں تھا اور اس کے ساتھ نمبر' تغلب' ایاد وغیرہ قبائل عرب کی بہت بڑی جماعت تھی' جب ان لوگوں کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو عقہ نے مہران سے کہا عربوں سے لڑنے کا ڈھنگ عرب خوب جانتے ہیں تم کچھ نہ کرو' خالدؓ سے ہم نمٹ لیں گے مہران نے کہا بخدا تم ٹھیک کہتے ہو' عربوں کے ساتھ لڑنے میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسا کہ ہم عجمیوں کے ساتھ لڑنے میں ماہر ہیں' یہ کہہ کر مہران نے عقہ کو دھوکا دیا اور خود کو جنگ کی مصیبت سے بچا لیا اور کہا جاؤ تم ان سے لڑو اگر ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کے لیے موجود ہیں۔

مہران کی ایک چال:

جب عقہ خالدؓ کے مقابلے کے لیے چلا گیا تو عجمیوں نے مہران سے کہا کہ تم نے اس کتے سے یہ بات کیوں کہی مہران نے کہا تم میری بات میں دخل نہ دو میں نے جو ارادہ کیا ہے اس میں تمہارا فائدہ ہے اور ان کا نقصان ہے۔ کیونکہ اس وقت تمہارے مقابلے کے لیے ایک ایسا شخص آ رہا ہے جس نے تمہارے سلاطین کو قتل کر دیا اور تمہاری شوکت وسطوت کا خاتمہ کر دیا' اگر یہ عرب خالدؓ کے مقابلے میں فتح یاب ہو گئے تو اس میں تمہارا نفع ہے اور اگر دوسری بات پیش آئی تو دشمن تمہارے مقابلے میں اپنی طاقت کھو کر آئے گا ہم اس وقت طاقت ور ہوں گے اور وہ کمزور ہوگا۔

عقہ بن ابی عقہ کی گرفتاری:

عقہ نے خالد رضی اللہ عنہ کا راستہ جا روکا تھا اس کے میمنے پر بنو عبید بن سعد بن زہیر کا ایک شخص بجیر بن فلان تھا اور میسرے پر ہذیل بن عمران تھا' عقہ اور مہران کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی' اور عقہ کرخ کے راستے پر بطور بدرقے کے ٹھہرا ہوا تھا' جب خالد رضی اللہ عنہ آئے تو عقہ اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ خالدؓ نے آتے ہی اپنی فوج کو مرتب کیا اور اپنے بازوؤں سے کہا میں حملہ کرتا ہوں تم دشمن کو ہماری طرف نہ آنے دینا اور اپنے پیچھے چند محافظ متعین کیے اور حملہ کر دیا' عقہ ابھی اپنی فوج کی صفیں ہی درست کر رہا تھا کہ خالدؓ نے اس کو جا لیا اور قید کر لیا' اس کی صفیں بغیر لڑائی کے پسپا ہو گئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بکثرت قید ہوئے' بجیر اور ہذیل بھاگ گئے' مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

قلعہ عین التمر پر قبضہ:

مہران کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر قلعے سے فرار ہو گیا اور جب عقہ کے ساتھ کے عربی اور عجمی لوگ بھاگ کر قلعے کی طرف آئے تو وہ لوگ اس میں گھس گھس کر جان بچانے لگے' خالدؓ اپنی افواج لے کر قلعے کے پاس فروکش ہوئے ان کے ساتھ

عقہ اور عمرو بن صعق قید میں تھے یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ خالدؓ اور عرب لیٹروں کی طرح ہوں گے مگر جب دیکھا کہ وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے' تو امان کے طلب گار ہوئے' خالدؓ نے کہا نہیں تم کو ہمارے فیصلے پر ہتھیار ڈالنے ہوں گے' چاروناران کو ماننا پڑا جب ان لوگوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو خالدؓ نے ان کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا چنانچہ وہ سب گرفتار ہو گئے۔

عقہ اور عمرو بن صعق کا قتل:

اب خالدؓ نے عقہ کے متعلق جو دشمنوں کا بدرقہ تھا قتل کا حکم صادر کیا تاکہ تمام قیدی زندگی سے مایوس ہو جائیں' چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی' جب قیدیوں نے اس کی لاش پل پر پڑی ہوئی دیکھی تو سب اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اس کے بعد خالدؓ نے عمرو بن صعق کو طلب کیا اور اس کی گردن اڑا دی اس کے بعد تمام قلعے والوں کی گردنیں ماردی گئیں اور ان سب لوگوں کو جو قلعے کو گھیرے ہوئے تھے خالدؓ نے گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا اور قلعے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

کنیسہ کے چالیس لڑکے:

اس قلعے میں خالدؓ نے ایک کنیسہ دیکھا اس میں چالیس لڑکے انجیل کی تعلیم پاتے تھے' کنیسہ کا دروازہ بند تھا آپ نے دروازے کو توڑ دیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم اس کنیسہ کے لیے وقف ہیں' خالدؓ نے ان سب کو ان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔ جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے' ان لڑکوں میں سے بعض لوگ حسب ذیل ہیں' ابوعمرہ جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ شاعر کے دادا ہیں۔ سیرین ابومحمد بن سیرین' حریث' علاثہ ابوعمرہ شرحبیل بن حسنہ کو دیئے گئے۔ حریث بنوعباد کے ایک شخص کو دیئے گئے' علاثہ معنی کو دیئے گئے۔ حمران عثمان کو دیئے گئے' انہی لوگوں میں سے عمیر اور ابوقیس ہیں شام کے قدیم موالیوں میں صرف وہی ایسے ہیں جو اپنے اصلی نسب پر قائم رہے اور نصیر بنویشکر کی طرف ابوعمرہ بنومرہ کی طرف منسوب ہوئے تھے اور ان میں کے ایک صاحب ابن اخت التمر تھے۔

فتح عین التمر:

خالدؓ کے فرستادے ولید بن عقبہ مال غنیمت لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ولید کو عیاض کی مدد کے لیے ان کے پاس بھیج دیا جب ولید عیاض کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ عیاض نے دشمن کو گھیر رکھا ہے اور دشمن نے عیاض کو گھیر رکھا ہے اور عیاض کا راستہ بھی مسدود کر دیا ہے۔ ولید نے عیاض سے کہا کہ بعض اوقات فوج کی کثرت تعداد کے مقابلے میں ایک عقل کی بات زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ خالدؓ کے پاس قاصد بھیجئے اور ان سے مدد طلب کیجیے عیاض نے ایسا ہی کیا جب ان کا قاصد طلب امداد کے لیے خالدؓ کے پاس پہنچا تو اس وقت عین التمر فتح ہو چکا تھا خالدؓ نے عیاض کو فوراً جواب لکھا کہ میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں:

کبث قلیلاً فاتك الحلائب .... یحلف اسادًا علیها القاشب .... کتائبٌ تبیعا کتائب.

''ذرا ٹھہرو تمہارے پاس ابھی اونٹنیاں آنے والی ہیں کہ جن پر کالے اور زہریلے ناگ سوار ہیں' فوج کے دستے ہیں جن کے پیچھے اور دستے ہیں''۔

دومۃ الجندل کا واقعہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی دومۃ الجندل:

خالد نے عین التمر سے فارغ ہو کر اس پر عویم بن الکاہل کو چھوڑا اور خود اپنی فوج کو اس ترتیب کے ساتھ جو عین میں تھی لے کر روانہ ہوئے۔ اہل دومہ کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے بہراء‘ کلب‘ غسان‘ تنوخ اور ضجاعم کے قبیلوں سے جماعتیں طلب کیں‘ سب سے پہلے ان کے پاس ودیعہ کلب اور بہراء کے لوگوں کو لے کر آیا اس کا معاون ابن دبرہ بن رومانس تھا اور ابن الحدرجان ضجاعم کو لایا‘ ابن الایہم غسان اور تنوخ کی جماعتوں کو لایا‘ یہ سب مل کر عیاض کو اور عیاض ان کو پریشان کرتے رہے۔

اکیدر بن عبدالملک کا قتل:

ان لوگوں کی فوج کے دو سردار تھے ایک اکیدر بن عبدالملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ‘ جب ان کو خالد رضی اللہ عنہ کی آمد کی اطلاع ملی تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اکیدر نے کہا کہ میں خالد رضی اللہ عنہ کو خوب جانتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص اقبال مند نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی جنگ میں تیز ہے‘ جو قوم خالدؓ سے مقابلہ کرتی ہے خواہ وہ تعداد میں کتنی ہی ہو ضرور شکست پاتی ہے تم لوگ میرے مشورے پر عمل کرو اور مسلمانوں سے صلح کر لو مگر ان لوگوں نے اکیدر کی بات نہیں مانی‘ اکیدر نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے‘ میں خالدؓ کے ساتھ لڑنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا اس کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کو ہو گئی انہوں نے اس کا راستہ روکنے کے لیے عاصم بن عمرو کو بھیجا عاصم نے اکیدر کو جا پکڑا‘ اس نے کہا تم مجھے اپنے امیر کے پاس لے چلو جب وہ خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کی گردن مروادی اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

اہل دومہ سے لڑائی:

خالد رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر دومہ پہنچے اہل دومہ کے سردار حسب ذیل تھے‘ جودی بن ربیعہ وزیعۃ الکلبی‘ ابن رومانس الکلبی‘ ابن الایہم اور ابن الحدرجان خالدؓ نے دومہ کو اپنی اور عیاض کی فوج کے بیچ میں لے لیا‘ نصرانی عرب جو اہل دومہ کی امداد کے لیے آئے تھے وہ قلعے کے اطراف پڑے ہوئے تھے کیونکہ قلعے میں ان کی گنجائش نہیں تھی جب خالدؓ باطمینان صف آرائی کر چکے جودی قلعے سے نکل کر ودیعہ سے آملا‘ دونوں نے مل کر خالدؓ پر حملہ کیا‘ اور ابن الحدرجان اور ابن الایہم عیاض پر حملہ آور ہوئے‘ طرفین میں شدت کی جنگ ہوئی مگر آخر میں خدا نے جودی اور ودیعہ کو خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی اور عیاض نے اپنے مقابل والوں کو شکست دی اب مسلمان دشمنوں پر چڑھ دوڑے۔

جودی اور ودیعہ کی گرفتاری وقتل:

خالدؓ نے جودی کو اور اقرع بن حابس نے ودیعہ کو گرفتار کر لیا باقی لوگ قلعے کی طرف پسپا ہوئے مگر قلعے میں کافی گنجائش نہیں تھی جب قلعہ بھر گیا تو اندر والوں نے بہت سے لوگوں کو باہر چھوڑ کر قلعے کا دروازہ بند کر لیا جس کی وجہ سے باہر کے لوگ حیران پریشان پھرنے لگے عاصم بن عمرو نے کہا اے بنوتمیم اپنے حلیف کلب کی مدد کرو اور ان کو پناہ دو کیونکہ تمہیں ان کی امداد کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا یہ سن کر بنوتمیم نے ان کی مدد کی اس روز صرف اس وجہ سے کہ عاصم نے بنوتمیم کو اشارہ کر دیا تھا کلب والوں کی جان بچ

گئی۔ خالدؓ نے قلعے کی طرف پسپا ہونے والوں کا پیچھا کیا اور اتنے آدمی قتل کئے کہ ان کی لاشوں سے قلعے کا دروازہ مسدود ہو گیا' پھر جودی کو بلا کر اس کی گردن ماری اور تمام قیدیوں کو قتل کر دیا۔

بنوکلب کو امان:

صرف کلب کے قیدی بچ گئے کیونکہ عاصم اور اقرع اور بنوتمیم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو امان دی ہے خالدؓ نے ان سے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کے کاموں کو ضائع کرتے ہو' عاصم نے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کی عافیت پر حسد نہ کریں' شیطان ان کو نہیں ورغلائے گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا دومہ میں قیام:

پھر خالدؓ قلعے کے دروازے پر پہنچے اور اس کے ایسے پیچھے پڑے کہ اس کو توڑ کر دم لیا' مسلمان قلعے میں گھس گئے' لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور نوعمروں کو لونڈی غلام بنا کر نیلام کیا گیا' جودی کی لڑکی کو جو بہت حسین و جمیل تھی خالدؓ نے خرید ا' خالدؓ دومہ میں ٹھہر گئے اور اقرع کو انبار واپس بھیج دیا۔

حیرہ دومہ سے صرف ایک رات کی مسافت پر تھا جب خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو اقرع نے اہل حیرہ کو خالدؓ کے استقبال کے لیے باجے بجانے کا حکم دیا' چنانچہ یہ لوگ خالد رضی اللہ عنہ کو باجے بجاتے ہوئے آبادی میں لائے اس موقع پر لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے جلدی نکل چلو یہ شر کی جگہ ہے۔

عجمیوں کی جزیرہ کے نصرانیوں سے ساز باز:

جس وقت خالدؓ دومہ میں مقیم تھے اس وقت عجمی ان کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے عقہ کے انتقام کے جوش میں جزیرہ کے عربوں نے ان عجمیوں سے خط و کتابت اور ساز باز کر لی تھی' بغداد سے زرمہر اور اس کے ساتھ روزبہ انبار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں نے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا' زبرقان نے جو انبار پر تھے اس کی اطلاع قعقاع کو دی' قعقاع اس وقت حیرہ پر خالدؓ کے نائب تھے' قعقاع نے اعبد بن فدکی سعدی کو روانہ کیا اور ان کو حصید پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن الجعد کو خنافس بھیجا اور دونوں کو ہدایت کی کہ اگر تمہیں آگے بڑھنے کا موقع ملے تو آگے بڑھ جانا۔

مسلمانوں کی ناکہ بندی:

یہ دونوں سردار وہاں پہنچ کر درمیان میں ایسے مقام پر ٹھہرے کہ حصید اور خنافس کا ریف سے تعلق منقطع ہو گیا اور ان کے راستے مسدود ہو گئے' زرمہرہ اور روزبہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ربیعہ کے ان لوگوں کا جن سے ان کے نامہ و پیام اور وعدے وعید ہو چکے تھے' انتظار کر رہے تھے۔ ادھر خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے' خالدؓ مدائن پر چڑھائی کرنے کا عزم کر چکے تھے مگر یہاں پہنچ کر جب ان کو ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے خلاف کام کرنا اور خود کو مورد الزام بنانا مناسب نہ سمجھا اور فوراً قعقاع بن عمرو اور ابن ابی لیلیٰ کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لیے بھیج دیا' قعقاع اور ابن ابی لیلیٰ خالدؓ سے پہلے عین پہنچ گئے' خالدؓ کے پاس امرا القیس الکلبی کا خط آیا کہ ابن الہذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روزبہ اور زرمہر کے پاس جا رہے ہیں۔

اسلامی فوجی دستوں کی روانگی:

یہ معلوم ہوتے ہی خالدؓ نے حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے' خالدؓ کے مقدمۃ الجیش کے افسر اقرع بن حابس تھے' خالدؓ نے خنافس جانے کے لیے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابی لیلیٰ گئے تھے عین میں آ کر خالدؓ ان دونوں سے مل گئے' یہاں آ کر خالدؓ نے قعقاع کو امیر فوج بنایا اور ان کو حصید روانہ کیا اور ابولیلیٰ کو خنافس بھیجا اور حکم دیا کہ دشمنوں اور ان کے بھڑکانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کرو اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کر دو مگر وہاں پہنچ کر انہوں نے توقف سے کام لیا۔

حصید کی تسخیر

قعقاع کا حصید پر حملہ:

قعقاع نے جب دیکھا کہ زرمہر' روزبہ جنبش تک نہیں کرتے تو حصید کی طرف بڑھے' اس طرف کی عربی اور عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا' جب روزبہ نے دیکھا کہ قعقاع اس کے قصد سے آ رہے ہیں تو اس نے زرمہر سے امداد طلب کی' زرمہر نے اپنی فوج پر مہوزان کو اپنا نائب مقرر کیا اور بذاتِ خود روزبہ کی مدد کے لیے آیا' حصید پر طرفین کا مقابلہ ہوا' بڑی شدت کی جنگ ہوئی اللہ نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا' قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا' روزبہ بھی مارا گیا' اس کو عصمہ بن عبداللہ نے جو بنوضبہ میں سے حارث بن طریف کی اولاد میں سے تھے قتل کیا' عصمہ بررہ میں سے تھے' جس قبیلے کے تمام افراد نے ہجرت کی تھی وہ بررہ کہلاتا تھا اور جس قبیلے کے ایک حصے نے ہجرت کی تھی وہ خیرہ کہلاتا تھا اس طرح مسلمان مہاجرین بعض خیرہ تھے اور بعض بررہ' اس جنگ میں کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا' حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جا کر جمع ہوئے۔

ابولیلیٰ کی خنافس پر فوج کشی:

ابولیلیٰ فدکی اپنی اور کمک کی فوجوں کو لے کر خنافس کی طرف گئے۔ حصید کے بھاگے ہوئے مہوزان کے پاس پہنچے تھے مہوزان کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا۔ وہاں کا افسر ہذیل بن عمران تھا۔ خنافس کی فتح کے لیے ابولیلیٰ کو کچھ دشواری پیش نہیں آئی۔ ان تمام فتوحات کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

مصیخ بنوالبرشاء پر یورش:

خالد رضی اللہ عنہ کو حصید کی فتح اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ایک خط لکھا جس میں قعقاع' عبد اور عروہ سے ایک رات اور ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا۔ مصیخ حوران اور قلت کے درمیان واقع ہے' خالدؓ عین سے مصیخ روانہ ہوئے' انہوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا اور اونٹ پر خود سوار ہوئے جناب بردان میں منزلیں کرتے ہوئے حتی پہنچے اور مقررہ رات کو طے شدہ وقت آتے ہی خالدؓ اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک دم سے یورش کر دی اور ہذیل' اس کی فوج اور تمام پناہ گزینوں پر جو سب پڑے سو رہے تھے' تین طرف سے حملہ کیا ہذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا مگر اور تمام لوگ قتل ہو گئے لاشوں سے میدان اس طرح پٹ گیا گویا بکریاں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔

حرقوص بن نعمان:

حرقوص بن نعمان نے ان لوگوں سے دانش مندانہ بات کہی تھی اور ان کو مخلصانہ مشورہ دے کر مسلمانوں سے ڈرایا تھا' مگر انہوں نے اس کا کہا نہیں مانا' اس یورش سے قبل حرقوص نے چند اشعار کہے تھے جن کا ایک مصرعہ یہ ہے۔ الا سقیانی قبل خیال ابی بکر۔ مجھے ابوبکرؓ کے سواروں کی آمد سے پہلے شراب سے سیراب کر دو۔ اس رات کو حرقوص بن ہلال کی ایک عورت ام تغلب سے شادی رچانے میں مشغول تھا اس شب خون میں وہ عورت اور عبادہ بن بشر اور امراء القیس بن بشر اور قیس بن بشر مارے گئے۔ یہ سب بنو ہلال میں سے ثوریہ کی اولاد تھے۔

جریر اور لبید کا خون بہا:

مصیخ کی لڑائی میں جریر بن عبداللہ کے ہاتھ سے قبیلہ نمر کا ایک شخص عبدالعزیٰ بن ابی رہم بن قرداش بھی مارا گیا وہ اوس منات نمری کا بھائی تھا' اس کے اور لبید بن جریر کے پاس ان کے اسلام لانے کے متعلق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عطاء کیا ہوا ایک صداقت نامہ موجود تھا' حضرت ابوبکرؓ نے اس کا نام عبدالعزیٰ بدل کر عبداللہ رکھا تھا۔ ابوبکرؓ کے پاس حملے کی رات کا اس کا یہ قول بھی پہنچا تھا سبحانك اللهم رب محمد. اے خدا! اے محمدؐ کے رب تیری ذات پاک ہے' اسی لیے آپ نے جریر اور لبید کا خون بہا ادا کیا' یہ دونوں معرکہ جنگ میں قتل ہوئے تھے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حرب کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے لہٰذا ہم پر ان کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی' ان کی اولاد کی پرورش کا آپ نے مناسب انتظام کر دیا تھا' مالک بن نویرہ اور ان دونوں کے قتل کی وجہ سے عمرؓ خالد رضی اللہ عنہ کو موردِ الزام قرار دیتے تھے' لیکن ابوبکرؓ اس کے جواب میں یہ کہتے تھے کہ جو مسلمان دشمنوں کے ملک میں ان کے ساتھ سکونت پذیر ہوں گے ان کے لیے یہ صورت پیش آنا ممکن ہے۔

حرقوص بن نعمان کا قتل:

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ جس رات کو ہم نے اہل مصیخ پر یورش کی تھی ایک شخص حرقوص بن نعمان نامی قبیلہ نمر کا تھا اس کی بیوی اور لڑکے اور لڑکیاں وہاں اس کے گرد جمع تھے درمیان میں شراب کا ایک کونڈا رکھا تھا وہ سب اس پر جھکے ہوئے تھے اور کہتے تھے اس وقت رات کی ان پچھلی گھڑیوں میں شراب کون پیے حرقوص نے کہا ارے پی لو' یہ آخری پینا ہے' مجھے امید نہیں کہ پھر کبھی تم شراب پی سکو گے' دیکھو خالد العین میں ہے اور اس کی فوج حصید میں اس کو ہمارا یہاں جمع ہونا معلوم ہو گیا ہے اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

الا فاشربوا من قبل قاصمة الظهر لبيد انتفاخ القوم بالعكر الاثر

و قبل منايانا المصيبة بالقدر لحين لعمر لايزيد و لا يحعرى

ترجمہ: "پی لو قبل اس کے کہ ہماری موت کی وہ گھڑی آئے جو خدا کی قسم ٹل نہیں سکتی اور قبل اس کے کہ ہماری قوم کے لاشے پھولے ہوئے' کمر کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی اور مٹی میں ملے ہوئے زمین پر پڑی ہوں' حرقوص اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار نے بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا' اتفاق کی بات کہ اس کا سر اسی شراب کے کونڈے میں گرا۔ اس کے لڑکے قتل کر دیے گئے اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔

الثنی اور الزمیل کا واقعہ

ربیعہ بن بجیر پر شب خون:

عقہ کے انتقام کے جوش میں ربیعہ بن بجیر اپنی فوج کو لے کر الثنی اور البشر میں اترا' اس نے روز بہ' زرمہر اور ہذیل سے بھی آ ملنے کا وعدہ لے لیا تھا' ادھر خالدؓ نے مصیخ کے معرکے کو سر کر کے قعقاع اور ابولیلیٰ کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور ایک رات مقرر کر کے طے کیا کہ ہم سب مصیخ کی طرح یہاں بھی تین مختلف سمتوں سے دشمن پر یورش کریں گے' اس کے بعد خالد رضی اللہ عنہ مصیخ سے چل کر حوران پھر انق پھر الحماۃ پہنچے یہ مقام آج کل قبیلہ کلب کی ایک شاخ بنو جنادہ بن زہیر کے قبضے میں ہے الحماۃ سے بڑھ کر الزمیل آئے' اس کا نام البشر بھی ہے اور الثنی اسی سے ملحق ہے' یہ دونوں مقام آج کل رصافہ کا شرقی حصہ ہیں۔ الثنی سے خالدؓ نے اپنی مہم کا آغاز کیا یہاں ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے ان تینوں نے رات کے وقت تین طرف سے ربیعہ کی فوج پر اور ان لوگوں پر جو بڑی شان سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے تھے' شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر کہیں خبر بھی نہ دے سکا' ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بیت المال کا خمس نعمان بن عوف بن نعمان شیبانی کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور باقی مال غنیمت اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں' ان میں سے بنت ربیعہ بن بجیر تغلبی کو حضرت علیؓ نے خریدا تھا جن سے آپ کے یہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

ہذیل اور عتاب پر شب خون:

ہذیل نے بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلان کے پاس پناہ لی' عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بشر میں فروکش تھا۔ اس سے پہلے کہ اس تک ربیعہ کے خاتمے کی خبر پہنچے خالدؓ نے اس پر بھی تین طرف سے شب خون مارا' اس معرکہ میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خالدؓ نے ایک قسم کھائی تھی کہ تغلب کو ان کے گھر میں گھس کر اچانک ختم کروں گا' یہ قسم اس وقت پوری ہوگئی' خالدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس صباح بن فلان المزنی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا اس خمس میں حسب ذیل عورتیں بھی تھیں' موذن النمری کی لڑکی' لیلیٰ بنت خالد' ریحانہ بنت الہذیل بن ہبیرہ۔

الرضاب پر قبضہ:

خالدؓ البشر سے الرضاب کی طرف مڑے وہاں کا افسر ہلال بن عقبہ تھا اس کی فوج کو جب خالدؓ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس سے منحرف ہوگئی' مجبوراً ہلال وہاں سے کھسک گیا الرضاب کو لینے میں مسلمانوں کو کوئی دقت پیش نہیں آئی۔



جنگِ فراض

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی روانگی فراض:

تغلب کو اچانک ختم کر کے اور رضاب پر قبضہ کر کے خالدؓ الفراض پہنچے' الفراض پر شام' عراق اور جزیرے کے راستے آ کر ملتے تھے۔ یہاں خالدؓ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے' اس سفر میں خالد رضی اللہ عنہ کو بہت سی لڑائیاں پے در پے پیش آئیں' شعراء نے جس قدر رجزیہ نظمیں ان لڑائیوں کے متعلق کہی ہیں ان سے قبل کی کسی لڑائی کے متعلق نہیں کہی تھیں۔

رومیوں اور ایرانیوں کی متحدہ فوج:

فراض میں مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل روم کی رگ جمعیت جوش میں آ گئی اور وہ بہت غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے اپنے قریب کی اہل فارس کی فوجی چوکیوں سے نیز قبائل تغلب' ایاد اور نمر سے امداد طلب کی' ان سب نے رومیوں کو مدد دی اس کے بعد یہ لوگ خالدؓ سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے' جب دریائے فرات بیچ میں رہ گیا تو انہوں نے خالدؓ سے کہا کہ دریا کو عبور کر کے یا تم اس طرف آ ؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں' خالدؓ نے کہا تم ہی عبور کر کے اس پار آ جاؤ' انہوں نے کہا اچھا تم سامنے سے ہٹو' ہم عبور کر کے آتے ہیں' خالدؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا البتہ یہاں سے ذرا نیچے جا کر پار ہو سکتے ہو۔

جنگِ فراض:

یہ واقعہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۲ھ کا ہے' رومیوں اور فارسیوں میں اس پر اختلاف ہوا ان میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ ہم کو اپنے ہی ملک میں رہ کر لڑنا چاہیے کیونکہ یہ شخص اپنے دین کی حمایت کے لیے لڑ رہا ہے وہ بڑا دانشمند اور صاحب علم ہے' بخدا وہ کامیاب ہوگا اور ہم لوگ ناکام ہو کر ذلت اٹھائیں گے مگر اس رائے پر ان لوگوں نے عمل نہیں کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کی فوج سے نیچے جا کر دریا کو عبور کیا جب سب لوگ پار ہو گئے تو اہل روم نے اہل فارس سے کہا کہ اب الگ الگ ہو جاؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اچھا یا برا نتیجہ کس کے سر ہے چنانچہ یہ لوگ الگ الگ ہو گئے۔ اس کے بعد معرکہ شروع ہوا بہت دیر تک شدید خونریزی ہوتی رہی بالآخر اللہ نے ان کو شکست دی' خالدؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان کا پیچھا کرو اور ان کو دم نہ لینے دو' چنانچہ ایک ایک رسالدار اپنے دستے کے تیروں سے دشمن کے بڑے بڑے گروہ کو گھیرتا تھا اور اس کے بعد تلوار کے گھاٹ اتارتا تھا' فراض کی لڑائی میں عین میدان جنگ میں اور پھر تعاقب میں ایک لاکھ آدمی کام آئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا فراض میں قیام:

اس جنگ سے فارغ ہو کر خالدؓ نے فراض میں دس روز تک قیام کیا اور ۲۵ ذی قعدہ ۱۲ھ کو اپنی فوج کو عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں حیرہ واپس جانے کی اجازت دی اور ساقہ کے دستے پر شجرہ بن الاغر کو متعین کیا اور خود بظاہر ساقہ میں شریک ہوئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی فریضہ حج کی ادائیگی:

۲۵ ذی قعدہ کو خالدؓ چپکے سے حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ تھے' خالدؓ شہروں اور بستیوں کو

چھوڑتے ہوئے سیدھے مکہ کی سمت چل کر پہنچے' یہ راستہ اہل جزیرہ کے راستوں میں سے ایک تھا اس قدر عجیب اور دشوار گزار راستہ کہ کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسی طرح فوج سے ان کی غیر حاضری بہت تھوڑے عرصے رہی ابھی فوج کا آخری حصہ حیرہ میں نہ پہنچا تھا کہ خالدؓ حج سے فارغ ہو کر اپنے بنائے ہوئے ساقہ سے آملے اور اس کے ساتھ حیرہ میں داخل ہوئے۔ خالدؓ اور ان کے رفیق سر منڈائے ہوئے تھے' ساقہ کے ان چند لوگوں کے سوا جو خالدؓ کے ساتھ تھے اور کسی کو خالدؓ کے حج کی مطلق خبر نہیں ہوئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی بعد میں اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالدؓ پر عتاب کیا اور عتاب یہ کیا کہ ان کو شام بھیج دیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو شام کی مہم پر جانے کا حکم:

خالد رضی اللہ عنہ کا یہ سفر حج تمام شہروں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کو ہوا تھا یہ راستہ اس طرح گیا ہے کہ فراض سے ماء العنبری کو پھر ثقب کو پھر ذات عرق کو اور وہاں سے مشرق کی طرف مڑ کر عرفات پہنچا دیتا ہے۔ یہ راستہ الصد کے نام سے موسوم ہے' حج سے فارغ ہو کر خالدؓ حیرہ جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم ملا کہ حیرہ سے دور اور شام سے قریب ہوتے چلے جاؤ ابوبکرؓ نے اپنے خط میں خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ تم یہاں سے روانہ ہو کر یرموک میں مسلمانوں کی جماعت سے مل جاؤ کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں' اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ کبھی تم سے سرزد نہ ہو۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچا لاتے ہو' اے ابوسلیمان میں تم کو تمہارے خلوص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں' اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا تمہارے دل میں فخر نہ ہونا چاہیے کیونکہ فخر کا انجام خسارہ اور رسوائی ہے' اور نہ اپنے کسی فعل پر نازاں ہونا کیونکہ فضل و کرم کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی اعمال کا صلہ دیتا ہے' ہثیم البکائی راوی ہیں کہ کوفے کے وہ لوگ جوان جنگوں میں نبرد آزما رہ چکے تھے جب معاویہ کو اپنے ساتھ کوئی زیادتی کرتے دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل کے شہسوار ہیں' وہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر فراض کی جنگ تک کی جنگوں کو اس شان سے بیان کرتے تھے کہ گویا ان سے قبل اور بعد کی لڑائیاں بالکل ہیچ تھیں۔

عجمی باندیاں اور غلام:

علی بن محمد کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ خالدؓ ابناء پہنچے' اہل ابناء نے جلاوطنی پر خالدؓ سے صلح کر لی مگر بعد میں ان لوگوں نے کچھ رقم پیش کی' جس کو خالدؓ نے قبول کر لیا اور ان کو ان کے وطن میں برقرار رکھا' اس کے بعد خالدؓ نے بغداد کے بازار پر العال کی منڈی کی طرف سے چڑھائی کی اور اس کے لیے مثنیٰ کو بھیجا' مثنیٰ نے اس بازار پر حملہ کیا اس میں قضاعہ اور بکر کے لوگ جمع تھے اس بازار کا تمام مال' مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا' اس کے بعد خالدؓ عین التمر پہنچے اور اس کو بالجبر فتح کیا جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور باقی افراد کو لونڈی غلام بنایا اور ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا یہ سب سے پہلے لونڈی غلام تھے جو عجم سے مدینے آئے۔ پھر خالدؓ دومۃ الجندل گئے' وہاں اکیدر کو قتل کیا اور اس کی لڑکی جودی کو لونڈی بنایا اس کے بعد واپس آ کر حیرہ میں قیام کیا' یہ سب واقعات ۱۲ھ کے ہیں۔

۱۲ھ کے متفرق واقعات:

اسی سنہ میں عمرؓ نے عاتکہ بنت زید سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں ابومرثد الغنوی فوت ہوئے۔ اسی سنہ میں ماہ ذوالحجہ میں

ابوالعاصی بن الربیع فوت ہوئے اور انہوں نے زبیر کو وصیت کی اور حضرت علیؓ نے ان کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

امیر حج کے بارے میں اختلاف:

اس امر میں کہ اس سال امیر حج کون تھے ارباب سیر کا اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ اس سال کے امیر حج ابوبکرؓ تھے' اس کی تائید ابن ماجدہ السہمی کے اس بیان سے ہوئی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا اور میں اپنے گھر کے ایک غلام سے سختی سے پیش آیا تھا اس نے اپنے دانتوں سے میرا کان پکڑ لیا اور اس میں کاٹ کھایا یا اس کے برعکس واقعہ پیش آیا۔ غرض کہ ہمارا قضیہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا' آپ نے فرمایا ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کریں اگر زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے تو قصاص لیں' جب ہم عمرؓ کے سامنے پیش کیے گئے تو انہوں نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم یہ زخم تو ہڈی تک پہنچ گیا ہے۔ بلاؤ حجام کو اور حجام کا نام لیتے ہی حضرت عمرؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا ہے خدا سے امید ہے کہ وہ ان کے لیے باعث برکت ثابت ہوگا مگر میں نے ان کو اس بات سے روک دیا ہے کہ وہ اس کو حجام یا قصاب یا سنار بنائیں چنانچہ عمرؓ نے اس غلام سے قصاص لیا۔

ابودجزہ یزید کی روایت:

ابودجزہ یزید اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ابوبکرؓ نے ۱۲ھ میں حج کیا تھا' اور عثمانؓ بن عفان کو اپنے بجائے مدینہ پر نائب مقرر کیا تھا۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ۱۲ھ میں امیر حج عمرؓ تھے' اس کی تائید ابن اسحاق کی روایت سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کوئی حج نہیں کیا بلکہ ۱۲ھ کے حج کے لیے آپ نے عمرؓ یا عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا۔



باب ۸

فتوحات شام ۱۳ھ

مسلمانوں کی شام پر فوج کشی:

اس سال ابوبکرؓ نے مکہ سے مدینہ واپس آ کر شام کو فوجیں روانہ کی تھیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۱۲ھ کے حج سے واپس آ کر ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں بھیجنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمرو بن العاصی کو فلسطین کی جانب روانہ کیا انہوں نے معرقہ کا راستہ اختیار کیا جو ایلہ پر سے گزرتا ہے اور یزید بن سفیان' ابوعبیدہ بن الجراح اور شرحبیل کو جن سے آخر الذکر ایک امدادی دستے کے افسر تھے' یہ حکم دیا تھا کہ تم شام کے بالائی علاقہ بلقا پر گزرتے ہوئے تبوکیہ چلے جاؤ' اور علی بن محمد کی روایت اس طرح سے ہے کہ اس کے بعد ابتدائے ۱۳ھ میں ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں روانہ کیں' سب سے پہلے شخص جن کو آپ نے علم دے کر امیر بنایا' خالد بن سعید ہیں مگر قبل اس کے کہ وہ روانہ ہوں ان کو معزول کر کے یزید بن سفیان کو امیر بنا دیا' شام کو روانہ ہونے والے امراء میں یزید سب سے پہلے امیر ہیں۔ یہ لوگ سات ہزار مجاہدین کو لے کر شام گئے تھے۔

خالدؓ بن سعید کی معزولی:

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو اس لیے معزول کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب خالدؓ بن سعید یمن سے واپس آئے تو انہوں نے دو ماہ تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ کہتے تھے کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا اور اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپؐ نے معزول نہیں فرمایا یہ خالد علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ بن عفان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے بنوعبد مناف حکومت پر غیروں نے قبضہ کر لیا اور تم چین سے بیٹھے رہے ابوبکرؓ نے تو خالد کی ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کی مگر عمرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہوگئی' جب ابوبکرؓ نے شام کو مہم کے لیے لشکر تیار کیا' تو سب سے پہلے اس کے ایک چوتھائی حصے پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا مگر عمرؓ نے اس کو ناپسند کیا اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ایسے شخص کو امیر بناتے ہیں جس کے یہ اقوال اور افعال ہیں اور اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بار بار ٹوکتے رہے آخر کار ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

خالدؓ بن سعید کے ریشمی لباس پر اعتراض:

خالد بن سعید یمن سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینہ واپس آئے وہ اس وقت دیباج کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ اسی لباس میں خالد بن سعید' عمرؓ اور علیؓ بن ابی طالب سے ملے عمرؓ نے اپنے پاس والوں سے چلا کر کہا ان کا جبہ پھاڑ دو کیا یہ ریشم پہنتے ہیں حالانکہ بحالت امن مردوں کے لیے اس کا پہننا ممنوع ہے' لوگوں نے یہ سنتے ہی ان کے جبے کو پاش پاش کر دیا۔

خالد بن سعید کی مخالفت:

خالد بن سعید نے کہا اے ابوالحسن' اے بنومناف کیا تم حکومت کے معاملے میں مغلوب ہو گئے ہو' علیؓ نے کہا اس کو تم غلبہ سمجھتے ہو یا خلافت' خالد نے کہا اے بنوعبد مناف اہل کے لیے تم سے زیادہ مستحق کون ہو سکتا ہے' عمرؓ نے خالد سے کہا خدا تیرا منہ توڑ دے' جھوٹے تیرے دماغ میں ایسی ہی باتیں سماتی رہیں گی' مگر یاد رکھ کہ اس کا خمیازہ تجھے بھگتنا پڑے گا۔

خالد بن سعید کا تیم کے امدادی دستہ پر تقرر:

عمرؓ نے اس تمام گفتگو کا تذکرہ ابوبکرؓ سے کیا۔ ابوبکرؓ نے جب مرتدین کی سرکوبی کے لیے افسران فوج منتخب کیے اور ان کو علم دیئے تو ان میں سے ایک خالد بن سعید بھی تھے' مگر عمرؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تو ناکارہ اور کم عقل ہے' اس نے ایسی بے تکی باتیں زبان سے نکالی ہیں کہ جن سے ہمیشہ فتنے برپا رہیں گے اور اس کو اپنی ان باتوں پر گھمنڈ اور اصرار بھی ہے آپ اس سے کوئی کام نہ لیں' مگر ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی رائے سے ذرا متاثر نہ ہوئے اور خالد کو تیما میں امدادی دستے پر متعین کر دیا۔ عمرؓ کے مشورے پر آپ کبھی عمل کرتے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

خالد بن سعید کو تیما میں قیام کا حکم:

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو تیماء جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں اور جب تک میرے احکام نہ ملیں جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

خالد بن سعید کی ثلث کی جانب پیش قدمی:

خالدؓ بن سعید تیماء پہنچ کر مقیم ہو گئے اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آ ملیں' رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر ہوئی تو انہوں نے اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں چنانچہ بہرا' کلب' سلیح' تنوخ' لخم' جذام اور غسان کے قبیلوں کی فوجیں زیزاء کے قریب مقام ثلث میں جمع ہو گئیں' خالد نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا ابوبکرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم پیش قدمی کرو ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کرو' خالد یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے مگر جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے۔

باہان پادری اور خالد بن سعید کی لڑائی:

خالد دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے اکثر لوگ جو خالد کے پاس جمع ہو گئے تھے' مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع خالد نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دی ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ خالد اپنی فوج اور تیماء کے ملے ہوئے لوگوں کو لے کر اس مقام پر فروکش ہوئے جو آبل' زیزاء اور قسطل کے درمیان واقع ہے یہاں ان کے مقابلے پر ایک رومی پادری باہان نامی آیا۔ خالدؓ نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور اس کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے کر آپ سے مزید کمک طلب کی۔

جیش البدال:

اس وقت ابوبکرؓ کے پاس یمن اور مکہ اور یمن کے درمیان کے ذوالکلاع وغیرہ قبائل کے رضا کار آئے ہوئے تھے' نیز عکرمہ جن کے ساتھ تہامہ' عمان' بحرین اور السرو کے لوگ تھے جو جنگ میں کامیاب ہو کر واپس آئے تھے ان سب کے متعلق ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امرائے صدقات کو لکھا کہ تمہارے پاس کے جو لوگ تبدیلی کے خواہاں ہوں ان کو بدل دو اور ان کے بجائے ان تازہ دم سپاہیوں کو

متعین کر دو' چنانچہ وہاں کے سب لوگ تبدیل ہو گئے' اسی لیے اس فوج کا نام جیش البدال پڑ گیا' یہ فوجیں خالد بن سعید کی کمک کے لیے ان کے پاس پہنچیں' اس کے بعد بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو شام کی جنگ کے لیے ابھارنے لگے اور اس کے لیے آپ نے سخت مشقت برداشت کی۔

عمرؓ بن العاص کا امارت عمان پر تقرر:

عمرو بن العاص کے عمان جانے سے قبل ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ہذیم' عذرہ اور اس کے ملحقات جذام اور عدس وغیرہ قبائل کے صدقات کی وصولی کے لیے مامور کیا تھا جب عمرو عمان کو روانہ ہوئے تو اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عمان سے واپس آؤ گے تو اس عہدے پر تمہیں کو بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کو پورا کیا اور ان کو عامل بنا کر بھیج دیا۔

عمرؓ بن العاص کو جہاد شام میں شرکت کی دعوت:

جب جنگ شام چھڑی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اس میں شرکت کی ترغیب دینے لگے تو عمرو بن العاص کو آپ نے ایک خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو جس عہدے پر مامور فرمایا تھا اور تمہارے عمان جانے سے قبل تم سے اس کا دوبارہ وعدہ فرمایا تھا میں نے آنحضرتؐ کے وعدے کی تکمیل کے لیے تم کو اس عہدے پر بھیج دیا' اس طرح تمہارا تقرر دومرتبہ عمل میں آیا ہے۔ اے ابوعبداللہ! میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہترین ہے سوائے اس کے کہ تمہیں یہی کام پسند ہو جواب انجام دے رہے ہو تو تمہاری مرضی۔

اس کے جواب میں عمرو بن العاص نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلاتے اور جمع کرتے ہیں پس آپ ان میں سے ایسا تیر انتخاب کیجیے جو نہایت سخت زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اور اس کو اس طرف چلا دیجیے جس طرف آپ کو کوئی وقت پیش آ رہی ہو۔

ولید بن عقبہ کی جہاد کے لیے طلبی:

اس مضمون کا خط ابوبکرؓ نے ولید بن عقبہ کو لکھا تھا' مگر انہوں نے اس کے جواب میں اپنی خدمات جہاد کے لیے پیش کر دیں۔ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ کو لکھا تھا۔ ولید قضاعہ کے نصف حصے کے صدقات کی تحصیل کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

جب ان دونوں کو آپ نے ان عہدوں پر مامور کر کے روانہ کیا تھا تو ان کی مشایعت میں کچھ دور تشریف لے گئے تھے اور دونوں کو ایک ساتھ یہ نصیحت فرمائی تھی۔ ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب و من یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ و یعظم لہ اجرا۔ (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا' جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے' تقویٰ ان چیزوں میں بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگانِ خدا ایک دوسرے

کو کرتے ہیں۔تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جارہے ہو' لہٰذا جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت' کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا ناقابل عفو جرم ہے' پس تمہاری طرف سے سستی اور سہل انگاری ہرگز نہ ہونی چاہیے۔

عمرو بن العاص اور خالد بن سعید کو احکامات:

ابوبکرؓ نے ان دونوں کو تحریری حکم بھیجا تھا کہ تم اپنے علاقوں میں اپنی طرف سے تحصیلداروں کا تقرر کرو اور اپنے اطراف کے لوگوں کو دعوت جہاد دو۔ چنانچہ عمرو نے بالائی قضاعہ پر عمرو بن فلان العذری کو تحصیلدار مقرر کیا تھا اور ولید نے مضافات قضاعہ پر جو دومہ سے متصل ہے۔ امراء القیس کو تحصیلدار مقرر کیا تھا' نیز عمرو اور ولید نے لوگوں کو شرکت جہاد کی ترغیب دی جس کی وجہ سے بے شمار آدمی ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یہ دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے احکام کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جہاد پر خطبہ:

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں حمد وثنا اور صلوٰۃ وسلام کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو' ہر چیز کا ایک بلند معیار ہے جو شخص اس معیار کو حاصل کر لیتا ہے پس وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے' جو شخص صرف اللہ کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کے ہر کام کو پورا کرتا ہے کوشش اور قصد تمہارا فرض ہے۔ قصد مؤثر ترین حربہ ہے۔ یاد رکھو جس کے دل میں ایمان نہیں اس کے پاس دین بھی نہیں' قرآن کریم میں جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا ثواب آیا ہے' مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کر دے یہ وہ تجارت ہے کہ جس کی طرف اللہ نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس کو رسوائی سے بچنے اور دارین کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

رضا کار مجاہدین کے دستوں کی روانگی:

اس طرح جو رضا کار مجاہدین جمع ہوئے ان میں سے بعض کو آپ نے عمرو کی ماتحتی میں دیا اور عمرو کو فلسطین کا امیر مقرر کر کے ایک خاص راستے جانے کی ہدایت کی۔ اور بعض کو ولید کی ماتحتی میں دیا اور ان کو اردن جانے کے لیے لکھا ان کے علاوہ اور رضا کاروں کے ایک بہت بڑے لشکر پر یزید بن سفیان کو امیر بنایا ان کے لشکر میں مکہ کے لوگوں میں سے سہیل بن عمرو اور ان جیسے اور ذی مرتبہ لوگ بھی شریک تھے' اور ایک اور جماعت کا امیر ابوعبیدہ بن الجراح کو بنایا اور ان کو حمص پر متعین کیا جب یہ فوج روانہ ہوئی تو یزید بن ابی سفیان اور ابوعبیدہ لوگوں کے بیچ میں پیدل چل رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کی مشایعت فرما رہے تھے اور ان کو ضروری ہدایات دیتے جاتے تھے۔

خالدؓ بن سعید کی پیش قدمی:

جب ولید محاذ پر پہنچے تو خالدؓ بن سعید کو ان کی بروقت آمد سے امداد ملی نیز مسلمانوں کی وہ فوج بھی آ گئی جس کو ابوبکرؓ نے خالد بن سعید کی امداد کے لیے بھیجا تھا اور وہ جیش البدال کے نام سے موسوم ہوئی تھی خالد رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی آمد سے اطمینان ہو گیا اور ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اور امراء بھی فوجیں لے کر یہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔ اس لیے خالد بن سعید نے اس طمع میں کہ اس جنگ کی کامیابی کا سہرا میرے سر بندھے' دوسرے امراء کی آمد سے پہلے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا اور اپنی پشت خالی چھوڑ دی باہان اپنے دستے

کے ساتھ ان کے سامنے سے ہٹ کر دمشق کی طرف پسپا ہو گیا' خالد دشمن کی فوج میں آگے تک گھستے گئے مرج الصفر تک جو واقوصہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے' اس وقت ان کے ہمراہ ذوالکلاع عکرمہ اور ولید بھی تھے۔

باہان کا محاصرہ:

خالد کے مرج الصفر میں پہنچتے ہی باہان کی فوجی چوکیوں نے ایک ساتھ مل کر ان کو محصور کر لیا اور ان کے راستے روک لیے' خالد کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اس کے بعد باہان نے پیش قدمی کی ایک جگہ خالد کے لڑکے سعید بن خالد کو کچھ لوگوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پالیا' باہان نے ان سب کو ختم کر دیا خالد کو اس کی خبر ہوئی تو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ وہاں سے بھاگے ان کے ساتھ کے بعض اور لوگ بھی جن کو موقع ہاتھ آیا گھوڑوں اور اونٹوں پر فرار ہو کر اپنے لشکر سے منقطع ہو گئے' اس ہزیمت نے ذی المرۃ تک خالد کا پیچھا نہ چھوڑا مگر عکرمہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے' انہوں نے باہان اور اس کی فوج کو خالد کا تعاقب کرنے سے باز رکھا' اس وقت عکرمہ کا قیام شام کے متصل کسی مقام پر تھا۔

شرحبیل کی مدینہ میں آمد:

اسی اثناء میں شرحبیل خالد بن الولید کے پاس سے قاصد بن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تھے انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی ترغیب دی ابوبکرؓ نے ان کو ولید کی جگہ مقرر کر دیا اور مدینہ کے باہر تک ان کو نصیحتیں کرتے ہوئے اور سمجھاتے تشریف لائے۔ شرحبیل خالد بن سعید کے پاس پہنچے تو ان کی فوج کا بیشتر حصہ شرحبیل کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کے پاس اور لوگ جمع ہو گئے آپ نے معاویہ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو یزید سے مل جانے کا حکم دیا۔ معاویہ روانہ ہو کر یزید سے جا ملے جب معاویہ کا گذر خالد کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی معاویہ کے ساتھ ہو گیا۔

جہاد شام کے لیے مختلف فوجی دستے:

عروہ راوی ہیں کہ عمرؓ ابوبکرؓ سے خالد بن الولیدؓ اور خالدؓ بن سعید کے بارے میں کہتے رہتے تھے مگر آپ نے خالدؓ بن الولید کے متعلق ان کی رائے نہیں مانی اور کہا کہ وہ ایک تلوار ہے جس کو خدا نے کفار کے سروں پر کھینچا ہے میں اس کو نیام میں نہیں رکھوں گا اور خالد بن سعید کے متعلق جب کہ ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کی بات مان گئے' شام کی جنگ کے لیے عمرو تو معرقہ کے راستے سے گئے تھے اور ابوعبیدہ اپنے مقررہ راستے سے' اسی طرح یزید تبوکیہ کی طرف سے اور شرحبیل اپنے مقررہ راستے سے' ابوبکرؓ نے ان سب امراء کے لیے شام کے الگ الگ شہر مخصوص کر دیئے تھے اور اس خیال سے کہ رومی ان کو جنگ میں بہت مشغول کر لیں گے یہ حکم دینا مناسب سمجھا کہ جو لوگ بالائی علاقے پر متعین کیے گئے ہیں وہ اطراف سے جائیں اور جو اطراف پر متعین کیے گئے ہیں وہ بالائی علاقے سے گذریں اور جنگ میں اپنی اپنی آزاد رائے پر عمل کریں تا کہ ان میں خود اعتمادی پیدا ہو اور معاملات کو ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑ بیٹھیں' چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی عمل کیا۔

خالد بن سعید کو معافی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خالد بن سعید کے شکست کھانے اور ذی المرہ میں آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالد کو لکھا کہ تم اب وہیں رہو' خدا کی قسم تمہیں مہمات میں آگے بڑھنا آتا ہے مگر بزدل اور معرکوں سے جان بچا کر بھاگنے والے ہو تم کو مہمات کو پایہ تکمیل کو

پہنچانا اور مشکلات میں صبر وضبط سے کام لینا نہیں آتا۔ بعد میں جب خالد کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انہوں نے ابوبکرؓ سے معافی طلب کی' اس وقت انطل نے کہا تم میدان جنگ میں بڑے بزدل ہو' جب خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس سے اٹھ کر گئے تو آپ نے کہا کہ خالد بن سعید کو عمرؓ اور علیؓ خوب جانتے تھے اگر میں ان کا کہنا مانتا تو خالد سے ڈرتا اور احتراز کرتا۔

ہرقل کی غیر معمولی جنگی تیاری:

امرائے اسلام اپنی فوجوں کو لے کر شام پہنچے عکرمہ ان کے پشت پناہ بنے' رومیوں کو اس کی اطلاع ہوئی انہوں نے ہرقل کو لکھا ہرقل خود چل کر حمص آیا اور رومیوں کے لیے بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی صف آرائی کی' چونکہ اس کے پاس فوج کافی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی اس لیے اس نے مسلمان امراء کے مقابلے کے لیے الگ الگ امیر مقرر کیے عمرو کے مقابلے پر اپنے حقیقی بھائی تذارق کو بھیجا اس کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی اور اس کے پیچھے ایک افسر کو ساقہ متعین کیا' اس کو بالائی فلسطین میں ثنیہ جلق پر متعین کیا' اور یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر جرجہ بن توذرا کو صف آرا کیا اور شرحبیل بن حسنہ کے مقابلے پر دراقص کو بھیجا اور فیقار بن نسطور کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابوعبید کے مقابلے پر بھیجا۔

یرموک میں جمع ہونے کا فیصلہ:

دشمن کی یہ عظیم الشان تیاری دیکھ کر مسلمانوں پر ہیبت طاری ہوگئی کیونکہ ان کی پوری فوج عکرمہ کے چھ ہزار چھوڑ کر صرف اکیس ہزار تھی سب نے گھبرا کر عمرو کے پاس خطوط اور قاصد دوڑائے اور پوچھا کہ بتلایئے اب کیا چارہ کار ہے عمرو نے ان سب کو قاصدوں کے ذریعے یہ کہلا بھیجا کہ اب بہترین صورت یہ ہے کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ کیونکہ جمع ہونے کے بعد باوجود قلت تعداد کے تمہارا مغلوب کرنا کھیل نہیں ہے مگر تم متفرق رہے تو یاد رکھو تم سے ایک متنفس ایسا باقی نہ رہے گا جو کسی آگے والے کے کام آ سکے' کیونکہ ہم میں سے ہر ایک بڑی بڑی فوجیں مسلط کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ طے یہ ہوا کہ یرموک پر سب جمع ہو جائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہدایت:

جو مضمون عمرو کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا وہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی بھیجا گیا تھا ابوبکرؓ کے پاس سے بھی ان لوگوں کو وہی ہدایت آئی' جس کا مشورہ عمرو نے دیا تھا کہ جمع ہو کر ایک لشکر بن جاؤ اور اپنی فوجوں کو مشرکوں کی فوجوں سے بھڑا دو' تم اللہ کے ساتھی ہو اللہ اس کا مددگار ہے جو اللہ کا مددگار ہے' اللہ اس کو ذلیل کرتا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے' تم جیسے لوگ قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے دس ہزار بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اگر گناہوں کے طرفدار بن کر اٹھیں گے تو وہ دس ہزار سے ضرور مغلوب ہو جائیں گے۔ لہٰذا تم گناہوں سے محترز رہو اور یرموک میں مل کر کام کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ' تم میں سے ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ نماز ادا کرے۔

رومیوں کا واقوصہ میں اجتماع:

ہرقل کو مسلمانوں کے یرموک پر جمع ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پادریوں کو لکھا کہ تم رومیوں کے پاس جمع ہو جاؤ اور ان کو ایسے مقام پر فروکش کرو جس میں کافی گنجائش اور وسعت ہو اور بھاگنے والوں کے لیے راستہ تنگ ہو۔ تمہاری فوج کا سپہ سالار تذارق کو مقرر کیا جاتا ہے۔ مقدمے پر جرجہ اور میمنے اور میسرے پر باہان اور دراقص متعین کیے جائیں اور امیر حرب فیقار کو بنایا جائے

میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ باہان تمہارے عقب میں تمہاری مدد کے لیے موجود ہے' چنانچہ پادریوں نے ہرقل کے احکام کی تعمیل کی واقوصہ میں اپنی فوجوں کو فروکش کیا' واقوصہ یرموک کے کنارے پر واقع ہے' اس وادی نے ان کو خندق کا کام دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ناقابل تسخیر گھاٹی بن گیا' باہان کی اور اس کے رفیقوں کی خواہش یہ تھی کہ رومیوں کے دل سے مسلمانوں کی دہشت نکل جائے اور وہ ان کو ہوا سمجھنا چھوڑ دیں۔ 38

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جہاد شام میں شرکت:

مسلمان اپنی جائے اجتماع سے اٹھ کر رومیوں کے بالکل سامنے ان کو راستے پر ٹھہر گئے' رومیوں کے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا' یہ دیکھ کر عمرو بول اٹھے' مسلمانو! مبارک ہو بخدا رومی محصور ہو گئے اب ان سے کچھ بن آنا مشکل ہے' مسلمان رومیوں کے سامنے ان کا راستہ روکے ہوئے صفر ۱۳ھ سے ربیع الاول ربیع الثانی تک پڑے رہے اور ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ خود ان تک پہنچ سکے کیونکہ رومیوں کے پیچھے واقوصہ کی گھاٹی تھی اور سامنے خندق تھی' مسلمان جب کبھی ان پر بڑھتے پسپا کر دیئے جاتے۔ ربیع الاول یوں ہی ختم ہو گیا۔ ماہ صفر میں مسلمانوں نے یہاں کے واقعات کی اطلاع ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی تھی اور ان سے کمک طلب کی تھی' ابوبکرؓ نے خالدؓ بن الولید کو لکھا کہ تم امداد کے لیے پہنچو اور عراق پر مثنیٰ کو اپنا نائب مقرر کر جاؤ۔ چنانچہ خالد ربیع الآخر میں اسلامی لشکر سے جا ملے۔

حضرت خالدؓ اور باہان کی جنگ:

سیف کا بیان ہے کہ جب مسلمان یرموک پہنچے تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امداد کے لیے لکھا' ابوبکرؓ نے کہا کہ اس مہم کے لیے خالد کی ضرورت ہے' خالد اس وقت عراق کے والی تھے ابوبکرؓ نے خالد کو تاکید لکھا کہ شام روانہ ہو جاؤ اور جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ خالدؓ فی الفور شام پہنچے' ادھر باہان رومیوں کی مدد کے لیے آیا اس نے اپنی فوج کے آگے آگے آفتاب پرستوں' راہبوں اور پادریوں کو متعین کیا تھا کہ یہ لوگ فوج کو جنگ کے لیے بھڑکائیں اور ان کے دلوں میں جوش پیدا کریں' اتفاق سے خالدؓ اور باہان کی آمد بیک وقت ہوئی باہان جنگ کے لیے اس انداز سے بڑھا گویا میدان اس کا ہے' خالدؓ باہان سے نپٹنے لگے اور دوسرے امراء اپنے مقابلے کے رومیوں سے لڑنے لگے' باہان نے شکست کھائی اور اس کے بعد اور رومیوں نے بھی یکے بعد دیگرے ہزیمت اٹھائی اور اپنی خندق میں گھس گئے' رومیوں نے تو باہان کی آمد کو نیک فال تصور کیا تھا اور مسلمانوں کو خالدؓ کے آنے سے خوشی ہوئی تھی' مسلمان خوب جوش سے لڑے اور مشرکین بھی زور شور سے لڑے۔

رومی سپاہ کی تعداد:

مشرکین کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی ان میں سے اسی ہزار کے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور چالیس ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے' تاکہ جان دینے کے سوا بھاگنے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آئے اور چالیس ہزار نے خود کو اپنے عماموں سے باندھ لیا تھا' اسی ہزار سوار اور اسی ہزار پیدل تھے اور مسلمان ستائیس ہزار تو پہلے سے موجود تھے اور نو ہزار خالدؓ کے ساتھ آئے تھے جس سے ان کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار ہو گئی تھی جمادی الاولیٰ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے اور جمادی الاخری کے وسط میں اس فتح سے دس روز قبل انتقال فرما گئے۔

38

جنگِ یرموک

حضرت خالد رضی اللہ عنہ امرائے اسلام کو مشورہ:

ابوبکرؓ نے شام کے امیروں کے لیے جدا جدا شہر نامزد کیے تھے' ابوعبیدہؓ بن عبداللہ بن الجراح کے لیے حمص' یزید بن ابی سفیان کے لیے دمشق' شرحبیل بن حسنہ کے لیے اردن اور عمرو بن العاصی اور علقمہ بن مجزر کے لیے فلسطین کا تعین کیا تھا مگر علقمہ اس جنگ سے فراغت پانے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ جب مسلمان شام کے قریب پہنچے تو دشمنوں کا ٹڈی دل دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے' اسلیے سب کی یہ رائے قرار پائی کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مسلمانوں کی پوری فوج کو دشمن کی پوری فوج سے بھڑا دیا جائے خالدؓ یہ دیکھ کر کہ مسلمان امراء الگ الگ آزادرائی سے اپنی فوجوں کو لڑا رہے ہیں' ان سے کہا اے سردارو! کیا آپ ایسا مشورہ ماننے کے لیے تیار ہیں جس سے امید ہے کہ خدا دین کو سربلند کرے گا اور آپ کے مراتب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

خالدؓ اور عبادہ کا بیان ہے کہ شام میں ان چاروں امراء کے ساتھ ستائیس ہزار کا لشکر پہنچا' تین ہزار سپاہی خالد بن سعید کے پاس کے بھاگے ہوئے تھے جن کا امیر ابوبکرؓ نے معاویہ اور شرحبیل کو بنایا تھا اور دس ہزار عراق کی کمک کے تھے جو خالد بن الولید کے ساتھ آئے تھے' علاوہ ازیں چھ ہزار وہ تھے جو خالد بن سعید کے بعد عکرمہ کے ساتھ جمے اور پشت پناہ بنے رہے تھے' اس طرح مسلمانوں کا پورا لشکر چھیالیس ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

خودمختار مسلم امراء:

خالد کے آنے تک یہ سب امراء اپنی فوجوں کے لڑانے میں کسی ایک امیر کے تابع نہیں تھے' یرموک میں ابوعبیدہ کا لشکر عمرو بن العاصی کے پڑوس میں تھا پڑوس میں تھا اور شرحبیل کا لشکر یزید بن ابی سفیان کے لشکر کے پڑوس میں مقیم تھا' کبھی کبھی ابوعبیدہ عمرو کے ساتھ اور شرحبیل یزید کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے' مگر عمرو اور یزید ابوعبیدہ اور شرحبیل کے ساتھ کبھی نہیں پڑھتے تھے' خالدؓ نے آ کر یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے لشکر کو علیحدہ ٹھہرایا اور اہل عراق کے ساتھ نماز پڑھی۔

رومیوں کی کمک:

اس وقت مسلمان رومیوں کی کمک دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے' اور رومی باہان اور اس کی فوجوں کے آنے سے خوش تھے۔

اب طرفین میں لڑائی ہوئی' رومیوں کو خدا نے شکست دی وہ اور ان کی امدادی فوج مجبوراً پسپا ہو کر خندق تک ہٹ گئی' واقوصہ ان خندقوں کی آخری حد تھی' ایک مہینے تک یہ لوگ اپنی خندقوں میں گھسے رہے' راہب' پادری اور آفتاب پرست ان کو ابھارتے اور کہتے کہ اگر آج تم نہ بڑھے تو نصرانیت کا خاتمہ ہے' اس سے رومیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا اور وہ ایسی شدید لڑائی کے لیے میدان جنگ کی طرف بڑھے جس کی نظیر بعد کی لڑائیوں میں نہیں ملتی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا امراء سے خطاب:

مسلمانوں کو رومیوں کے میدان کی طرف آنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آزادانہ لڑنے کا ارادہ کیا' مگر خالد نے سب

امراء کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد حسب ذیل تقریر کی:

آج کا دن خدا کے اہم ترین دنوں میں سے ہے آج کسی کو فخر اور خود رائی نہ کرنی چاہیے خلوص نیت سے جہاد کرو عمل صرف خدا کے لیے کرو، آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے ایک مرتب اور منظم لشکر سے تمہارا آزادی اور انتشار کے ساتھ لڑنا کسی طرح جائز اور موزوں نہیں اگر ان کو جو تم سے دور ہیں یہاں کی کیفیت کا ایسا ہی علم ہو جیسا کہ تم کو حاصل ہے تو وہ بھی تم کو اس طرح لڑنے کی ہرگز اجازت نہ دیں گے، جس امر میں تمہیں کوئی خاص حکم نہیں ملا ہے اس کو ایک ایسی رائے کے ساتھ انجام دو گویا وہ تمہارے والی اور اس کے خیر خواہوں کا حکم ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی رائے:

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے، خالدؓ نے کہا' ابوبکرؓ نے ہم لوگوں کو یہ خیال کر کے بھیجا تھا کہ ہم اس مہم کو بآسانی سر کر لیں گے' اگر ان کو یہاں کے واقعات اور حالات کا علم ہوتا تو وہ تم کو متفرق رکھنے کے بجائے اکٹھا رکھتے' مسلمانوں کے لیے یہ موقع اس سے پہلے کے مواقع کی بہ نسبت بہت سخت ہے اور مشرکین کو چونکہ کافی مدد مل گئی ہے اس لیے ان کے حق میں ساز گار ہے' میں دیکھتا ہوں کہ دنیا نے تم کو متفرق کر دیا ہے۔ اللہ اکبر تم میں سے ہر ایک شخص الگ الگ شہر کے لیے نامزد کر دیا گیا ہے' اگر تم ان سرداروں میں سے کسی ایک کے مطیع ہو جاؤ تو اس سے نہ تمہارے مراتب میں فرق آئے گا اور نہ اس کو کوئی بڑائی حاصل ہو گی کسی ایک کو اپنا امیر تسلیم کر لینے سے خدا اور خلیفہ رسول کے نزدیک تمہارا درجہ کم نہ ہو گا۔ دیکھو دشمن کی تیاری کتنی عظیم الشان ہے اگر آج ہم نے ان کو خندق میں دھکیل دیا تو پھر ہمیشہ دھکیلتے رہیں گے اور اس کے برعکس اگر آج انہوں نے ہمیں شکست دے دی تو آئندہ ہمارے پنپنے کا کوئی امکان نہیں' ہونا یہ چاہیے کہ امارت کے عہدے کو باری باری کر دیا جائے آج ہم میں سے ایک شخص امیر ہو کل دوسرا اور پرسوں تیسرا' یہاں تک کہ آپ سب کو امیر بننے کا موقع مل جائے اور آج کا امیر مجھے بنا دو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق:

چنانچہ سب نے خالد رضی اللہ عنہ کو امیر تسلیم کر لیا۔ یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ رومیوں کو آج کی یورش بھی اور دنوں کی طرح کی ہے اور ابھی یہ چپقلش اور طول کھینچے گی' مگر اب کی دفعہ رومیوں کی صف آرائی ایسی باضابطہ تھی کہ اس کی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی تھی اس کے مقابلے میں خالدؓ نے اپنے لشکر کو جس طریقے سے مرتب کیا وہ عربوں کے لیے بالکل نیا تھا۔

اسلامی سپاہ کی نئی ترتیب:

خالدؓ نے اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں تقسیم کر دیا جن کی تعداد چھتیس تا چالیس بیان کی جاتی ہے۔ خالدؓ نے کہا تمہارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ اپنی کثرت پر اترایا ہوا ہے ایسی ترتیب کہ ہمارا لشکر دشمن کو بظاہر زیادہ نظر آئے' صرف یہ ہے کہ اس کے بہت سے دستے بنا دیئے جائیں۔ چنانچہ خالدؓ نے قلب کے متعدد دستے بنائے اور ان پر ابوعبیدہ کو متعین کیا اور میمنے کے متعدد دستے بنا کر ان پر شرحبیل کو متعین کیا' میسرے کے کئی دستے بنائے اور ان پر یزید بن ابی سفیان کو متعین کیا' عراق کی فوجوں کے ایک دستے پر قعقاع بن عمرو تھے' ایک دستے پر مذعور بن عدی' اور ایک دستے پر عیاض بن غنم ایک دستے پر ہاشم بن عتبہ' ایک دستے پر زیاد بن حنظلہ' اور خالد بن سعید ایک دستے میں تھے اور خالد بن سعید کے بھاگے ہوئے لوگوں کے ایک دستے پر وحید بن خلیفہ' اور ایک

دستے پر امراؤ القیس' ایک دستے پر یزید بن تحنس' ایک دستے پر ابوعبیدہ' ایک دستے پر عکرمہ' ایک دستے پر سہیل' ایک دستے پر عبدالرحمٰن بن خالد' ان کی عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی' ایک دستے پر حبیب بن مسلمہ' ایک دستے پر صفوان بن امیہ' ایک دستے پر سعید بن خالد' ایک دستے پر ابوالاعور بن سفیان' ایک دستے پر ابن ذی الخمار' اور میمنے کے ایک دستے پر عمارہ بن مخشی بن خویلد' ایک دستے پر شرحبیل ان کے ساتھ خالد بن سعید بھی تھے' ایک دستے پر عبداللہ بن قیس' ایک دستے پر عمرو بن عبسہ' ایک دستے پر سمط الاسود' ایک دستے پر ذوالکلاع' ایک اور پر معاویہ بن خدیج' ایک دستے پر جب بن عمرو بن حممہ' ایک دستے پر عمرو بن فلان' ایک دستے پر لقیط بن عبدالقیس بن بجرہ جو بنوفزارہ میں کے بنوظفر کے حلیف تھے اور میسرے میں ایک دستے پر یزید بن ابی سفیان' ایک دستے پر زبیر' ایک دستے پر خوشب ذوظلیم ایک دستے پر قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن بن صعصعہ جو قبیلہ ہوازن سے تھے اور بنی نجار کے حلیف تھے' ایک دستے پر عصمہ بن عبداللہ جو بنونجار کے حلیف اور بنواسد میں سے ایک دستے پر ضرار بن الازور' ایک دستے پر مسروق بن فلان' ایک دستے پر عتبہ بن ربیعہ بن بہز جو بنی عصمہ کے حلیف تھے' ایک دستے پر جاریہ بن عبداللہ الاشجعی جو بنی سلمہ کے حلیف تھے ایک دستے پر قباث تھے اور لشکر کے قاضی ابوالدرداءؓ تھے اور قصہ گو ابوسفیان بن حرب تھے اور بدرقے کے افسر قباث بن اشیم' اور سامان کے افسر عبداللہ بن مسعود تھے۔

نیز ایک روایت میں یہ ہے کہ اس لشکر کے قاری مقداد تھے' بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ سنت جاری فرما دی تھی کہ مقابلے کے وقت جہاد کی سورت یعنی سورۂ انفال تلاوت کی جائے بعد میں مسلمانوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا۔

ایک ہزار صحابہ کی شرکت:

عبادہ اور خالد کا بیان ہے کہ یرموک کی جنگ میں ایک ہزار صحابہ رسول اللہ ﷺ شریک تھے اور ان میں ایک سو وہ صحابہ تھے جن کو شرکت بدر کی سعادت حاصل ہو چکی تھی' ابوسفیان کچھ دور چلتے پھر دستوں کے سامنے ٹھہر جاتے اور یہ کہتے' اللہ اللہ تم حامیان عرب اور انصار اسلام ہو اور وہ حامیان روم اور انصار شرک ہیں' الٰہی یہ جنگ صرف تیرے نام کے لیے ہے' اے خدا اپنے بندوں پر اپنی مدد نازل فرما۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا زخمی گھوڑا:

ایک شخص نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا او ہو رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا او ہو رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں! اس کے بعد آپ نے کہا فوجیں نصرت سے کثیر اور ناکامی سے قلیل ہوتی ہیں نہ کہ آدمیوں کی تعداد سے' اے کاش! میرے کمیت کا پاؤں اچھا ہوتا پھر چاہے دشمن تعداد میں دوگنے ہوتے' خالد رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا پاؤں چلتے چلتے زخمی ہو گیا تھا۔

جنگ کا آغاز:

تمام انتظامات سے فارغ ہو کر خالدؓ نے عکرمہؓ اور قعقاع کو جو قلب کے دونوں بازوؤں پر متعین تھے جنگ کے شروع کرنے کا حکم دیا' چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے رجزیہ اشعار پڑھ کر جنگ کو شروع کر دیا۔ جنگ کی آگ بھڑک گئی' لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور سواروں پر سوار حملے کرنے لگے۔

مدینہ کا قاصد:

یہاں یہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں مدینہ سے برید آیا' سواروں نے اس کو گھیر لیا اور پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے کہا کچھ نہیں خیریت ہے' تمہاری امداد کے لیے فوجیں آ رہی ہیں' مگر اصل واقعہ یہ تھا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہؓ کی امارت کا حکم لایا تھا' لوگوں نے برید کو خالدؓ کے پاس پہنچایا' اس نے خالد رضی اللہ عنہ کو چپکے سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی اور فوج کے لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اس سے بھی خالد رضی اللہ عنہ کو باخبر کر دیا' خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے بہت اچھا کیا' تم ٹھہرو' اور اس کے ہاتھ سے خط لے کر اپنے ترکش میں ڈال لیا' کیونکہ خالد رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ اگر خبر لشکر کو معلوم ہوگئی تو ان میں ابتری پھیل جائے گی' محمیہ بن زنیم خالدؓ کے پاس کھڑے ہوگئے مدینہ کے قاصد یہی تھے۔

حضرت خالدؓ اور جرجہ:

جرجہ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوگیا اور آواز دی' خالدؓ اپنی فوج سے نکل کر میرے پاس آئیں' خالدؓ بڑھ کر اس کے پاس پہنچے اور اپنی جگہ ابوعبیدہ کو کھڑا کر گئے' جرجہ نے خالد رضی اللہ عنہ کو دونوں صفوں کے درمیان ٹھہرا لیا' دونوں اتنے قریب ہوگئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں کیونکہ دونوں نے ایک دوسرے کو امان دے دی تھی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار کے متعلق سوال:

جرجہ نے کہا اے خالدؓ سچ کہنا' جھوٹ نہ بولنا' شریف جھوٹا نہیں ہوتا' اور نہ مجھے دھوکا دینا' کیونکہ کریم النفس انسان ایسے شخص کو دھوکہ نہیں دیتا جو خدا کا واسطہ دے کر آتا ہے' کیا اللہ نے تمہارے نبیؐ پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے اور انہوں نے وہ تلوار تم کو دے دی ہے کہ تم جس قوم پر اس کو کھینچتے ہو وہ شکست ہی پاتی ہے خالدؓ نے کہا ایسا تو نہیں ہے جرجہ نے پوچھا پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے۔

سیف اللہ کا لقب:

خالدؓ نے کہا اللہ نے ہم میں اپنے ایک نبی کو مبعوث کیا۔ اس نے ہم کو دعوت دی پہلے تو ہم میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اس سے الگ الگ رہے' مگر کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے پیرو ہوگئے اور بعض اس سے دور رہے اور اس کو جھٹلایا' میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اس کی تکذیب کی' اس سے دور رہے اور اس سے لڑے' مگر پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہم کو ہدایت دی' ہم نے اس کی پیروی کی' پھر اس پیغمبرؐ خدا نے مجھ کو فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے آپؐ نے میرے لیے نصرت کی دعا فرمائی ہے' یہی وجہ ہے کہ میں سیف اللہ مشہور ہوں اور مشرکوں کے لیے سب سے زیادہ سخت مسلمان ہوں' جرجہ نے کہا بے شک تم مجھ سے سچ سچ کہہ رہے ہو۔

جرجہ کو دعوت اسلام:

جرجہ نے پھر کہا اے خالدؓ بتلاؤ تم مجھے کن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہو خالدؓ نے کہا میں تم کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں' اور اقرار کرو کہ محمدؐ جو کچھ لائے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے' جرجہ نے کہا اور جو شخص تمہاری اس بات کو نہ مانے' خالدؓ نے کہا وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کے جان و مال کی

حفاظت کریں گے' جرجہ نے کہا اگر کوئی جزیہ بھی نہ دے' خالدؓ نے کہا ہم اس کو اعلانِ جنگ دیں گے اور اس کے بعد اس سے لڑیں گے' جرجہ نے کہا اچھا جو شخص تمہاری اس دعوت کو آج قبول کر لے اس کا درجہ کیا ہوگا' خالدؓ نے کہا' خدا تعالیٰ نے ہم پر جو فرائض عائد کیے ان کے لحاظ سے اعلیٰ' ادنیٰ اور اول' آخر سب مساوی اور ہم مرتبہ ہیں۔

جرجہ کے اسلام سے متعلق سوالات:

جرجہ نے کہا اے خالدؓ! جو شخص آج تمہارے مذہب میں داخل ہوتا ہے کیا اس کو وہی اجر و ثواب ملے گا جو تم کو ملے گا خالدؓ نے کہا ہاں بلکہ ہم سے زیادہ' اس نے کہا وہ تمہارے برابر کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ تم اس سے سبقت رکھتے ہو' خالدؓ نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اسلام میں اس وقت داخل ہوئے تھے اور اپنے نبی ﷺ سے ہم نے اس وقت بیعت کی تھی جب کہ وہ ہم میں بقید حیات تھے۔ آسمان پر سے آپؐ پر خبریں آتی تھیں آپؐ ہم کو کتابوں کی خبریں سناتے تھے اور اللہ کی نشانیاں دکھاتے تھے' ہماری طرح جس شخص نے یہ چیزیں دیکھی اور سنی ہیں اس کا تو فرض تھا کہ وہ اسلام قبول کر کے آپؐ سے بیعت کر لے مگر تم نے وہ عجیب باتیں اور وہ خدائی نشانیاں کہاں دیکھیں یا سنی ہیں جن کا ہم کو موقع ملا ہے' اس لیے تم میں سے جو شخص صداقت اور خلوص نیت سے اس دین میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا۔

جرجہ کا قبول اسلام:

جرجہ نے کہا خالد رضی اللہ عنہ قسمیہ کہو کہ تم نے مجھ سے یہ سب باتیں سچ کہی ہیں' تم نے مجھے دھوکہ تو نہیں دیا اور نہ میرا دل خوش کرنا چاہا' خالدؓ نے کہا بخدا میں نے تم سے سچ کہا ہے' مجھے تمہارا یا تم میں سے کسی کا ذرا خوف نہیں ہے' خدا گواہ ہے کہ میں نے تمہارے سوالات کا جواب ٹھیک ٹھیک دیا ہے' جرجہ نے کہا میں آپ کی صداقت کو تسلیم کرتا ہوں' پھر اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور خالدؓ کے ساتھ چلا آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ مجھے اسلام کی تعلیم دیجیے خالدؓ جرجہ کو اپنے ہمراہ اپنے خیمے میں لائے' اس کے اوپر مشکیزہ اونڈیل کر آپ نے اس کو غسل کرایا اس کے بعد جرجہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

جرجہ کی شہادت:

جرجہ کو خالدؓ کے ساتھ پلٹتے دیکھ کر رومیوں نے حملہ کر دیا وہ سمجھے کہ جرجہ حملہ کرتا ہوا جا رہا ہے رومیوں نے اس حملے سے مسلمانوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا مگر مددگار دستے جن کے افسر عکرمہؓ اور حارث بن ہشام تھے اپنی جگہ جمے رہے' اس کے بعد خالدؓ اور ان کے ساتھ جرجہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس آئے' اس وقت رومی مسلمانوں کی فوج میں گھسے ہوئے تھے' خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا جس سے ان کے قدم جم گئے اور رومی اپنی جگہوں کو واپس ہو گئے' خالدؓ رومیوں پر چڑھ دوڑے' تلواروں پر تلواریں چلنے لگیں یہاں تک کہ دن چڑھنے سے لے کر غروب آفتاب تک خالدؓ اور جرجہ دشمنوں کی گردنیں اڑاتے رہے آخر کار جرجہ شہید ہو گئے' جرجہ نے بجز ان دو رکعت کے جو انہوں نے اسلام لانے کے وقت پڑھی تھی اور کوئی نماز سجدے کے ساتھ ادا نہیں کی' ظہر اور عصر کی نمازیں سب نے اشاروں سے ادا کی تھیں۔

رومیوں کی پسپائی:

رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے' خالدؓ ان کے قلب میں سواروں اور پیدلوں کے بیچ میں گھس گئے۔ دشمنوں کا یہ میدان لڑنے کے

لیے تو کافی وسیع تھا مگر بھاگنے کے لیے اس کا راستہ تنگ تھا' خالدؓ آگے بڑھ آئے تو دشمن کے سواروں کو بھاگنے کا راستہ مل گیا اور وہ بھاگ گئے اور اپنی پیدل فوج کو میدان جنگ میں چھوڑ گئے' ان بھاگنے والوں کو ان کے گھوڑے جنگل میں ادھر ادھر بھگائے لیے پھرنے لگے' اس وقت مسلمانوں نے نماز میں دیر کر دی چنانچہ فتح حاصل ہونے کے بعد نماز ادا کی۔

واقوصہ کی گھاٹی:

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ رومی سوار بھاگنا چاہتے ہیں ان کو راستہ دے دیا اور مزاحم نہیں ہوئے یہ لوگ بھاگ کر مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے۔ پھر خالدؓ اور مسلمان پیدلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو کاٹ کاٹ کر یہ حالت کر دی گویا کہ ایک عظیم الشان دیوار تھی جو منہدم ہو گئی' رومی اپنی خندق میں گھس گئے۔ خالدؓ وہاں بھی پہنچے' وہاں سے جان بچا کر رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی کی طرف رخ کیا جن لوگوں کے پاس میں بیڑیاں اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں وہ اس گھاٹی میں دھڑا دھڑ گرنے لگے بلکہ ان میں سے جو لڑنے کے لیے جم کر کھڑے رہنا چاہتے ان کو وہ لے مرتا جس کے دل پر دہشت طاری ہوتی تھی' ایک ایک کے گرنے سے دس دس کی جان پر آ بنتی تھی' ذرا دو آدمی جھکتے اور ان کے ساتھ باقی لوگ بے بس ہو جاتے' ایک لاکھ بیس ہزار رومی واقوصہ کی گھاٹی کی نذر ہوئے ان میں سے اسی ہزار پا بجولاں تھے' اور چالیس ہزار کھلے ہوئے' یہ تعداد ان سواروں اور پیدلوں کے علاوہ ہے جو معرکہ میں قتل ہوئے' اس جنگ کے مال غنیمت میں سے ہر سوار کو پندرہ سو کا حصہ دیا گیا تھا۔

رومی سرداروں کا قتل:

فیقاء اور بعض دوسرے معزز رومی سرداروں نے مارے شرم اور غیرت کے اپنی ٹوپیوں سے اپنے منہ چھپا لیے اور بیٹھ گئے اور کہا آج اگر ہم نصرانیت کی حمایت کرنے اور یوم مسرت دیکھنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم اس ذلت اور بدبختی کے دن کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے' چنانچہ ان لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

خالدؓ خندق میں داخل ہونے کے بعد تذارق کے خیمے میں جا ٹھہرے اور صبح تک اسی میں قیام کیا آپ کے سوار اس خیمے کو گھیرے رہے اور لوگ صبح تک قتل و غارت میں مصروف رہے۔

چار سو مسلمانوں کی شہادت پر بیعت:

اسی روز عکرمہ بن ابی جہلؓ نے جوش میں آ کر کہا' میں وہ شخص ہوں جس نے ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی ہے' کیا آج کی لڑائی میں تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا' اس کے بعد عکرمہؓ نے بلند آواز سے کہا آؤ موت کے لیے کون بیعت کرتا ہے' یہ سنتے ہی حارث بن ہشام اور ضرار بن الازور اور ان کے علاوہ چار سو ذی مرتبہ مسلمانوں اور شہ سواروں نے عکرمہؓ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی' انہوں نے خالدؓ کے خیمے کے سامنے قتل کا بازار گرم کر دیا جب لڑتے لڑتے یہ لوگ زخموں سے چور ہو گئے تو میدان سے اٹھا کر لائے گئے ان میں سے اکثر مجاہد شہید ہو گئے کچھ لوگ تندرست ہوئے جن میں سے ایک ضرار بن الازور ہیں۔

عکرمہؓ بن ابی جہل کی شہادت:

جب صبح ہوئی تو لوگ عکرمہؓ کو زخمی حالت میں خالدؓ کے پاس لائے۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنی ران پر رکھا' اس کے بعد اسی حالت میں عکرمہؓ کے بیٹے عمرو کو لائے' خالدؓ نے ان کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا' خالدؓ ان دونوں جانباز باپ بیٹے کے منہ سے خون پونچھتے جاتے

اوران کے حلق میں پانی کے قطرے ٹپکاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ابن الحنتہ نے غلط کہا تھا کہ ہم لوگ حصول شہادت سے گریز کریں گے۔

جنگ یرموک میں مسلم خواتین کی شرکت:

ابوامامہ اور عبادہ بن الصامت جنگ یرموک میں شریک تھا' ابوسامہ کا بیان ہے کہ یرموک کے معرکے میں مسلمان عورتیں بھی لڑی تھیں' چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی جویریہ تھیں ایک جماعت کے ساتھ نکل کر لڑی تھیں یہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں' ایک شدید لڑائی کے بعد شہید ہوگئیں' اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا تھا جس کو ابوحثمہ نے ان کی آنکھ سے نکالا تھا۔

اشتر کے متعلق ارطاۃ کی روایت:

ارطاۃ بن جہیش کی روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں اشتر موجود تھے یہ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے' اس روز رومیوں کی صف میں سے ایک شخص نکل کر آیا اور اس نے للکارا کون مقابلے پر آتا ہے یہ سن کر اشتر اس کے مقابلے کے لیے نکلے' دونوں نے ایک دوسرے پر وار چلائے' اشتر نے کہا یہ لے' اور میں ایادی جوان ہوں' رومی نے کہا کہ خدا نے تجھ جیسے میری قوم میں بکثرت پیدا کیے ہیں' اگر تو میری قوم سے نہ ہوتا تو میں رومیوں کے لیے تجھ کو ختم کر دیتا مگر اب میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

زخمی مسلمان اور شہداء کی تعداد:

جنگ یرموک میں تین ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے ان میں یہ لوگ بھی تھے' عکرمہ' عمرو بن عکرمہ' سلمہ بن ہشام' عمرو بن سعید' ابان بن سعید' خالد بن سعید یہ تندرست ہو گئے تھے پھر معلوم نہیں' ان کا کہاں انتقال ہوا ہے' اور جندب بن عمرو بن حمہ دوسی اور طفیل بن عمرؓ اور ضرار بن الازور یہ تندرست ہو کر زندہ رہے اور طلیب بن عمیر بن وہب جو بنوعبد بن قصیٰ سے تھے۔ اور ہبار بن سفیان اور ہشام بن العاصی۔

عمرؓ بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خالدؓ شام کو اہل یرموک کی امداد کے لیے جا رہے تھے تو ان کو رومی علاقے کا ایک عرب ملا' اس نے کہا اے خالدؓ! رومیوں کی تعداد دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اس لیے اگر ہم اپنے مددگاروں میں واپس چلے جائیں تو بہتر ہے' خالدؓ نے کہا کیا تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے' خدا کی قسم! میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے گھوڑے کا پاؤں تندرست ہو اور رومی اپنی تعداد سے دو چند ہوں' چنانچہ خدا نے رومیوں کو باوجود کثرت تعداد کے خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا اعلان:

ارطاۃ بن جہیش کہتے ہیں کہ اس روز خالدؓ نے یہ کہا' تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ پر موت کا حکم جاری کر دیا' وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے' اور تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا دیا وہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ناپسند تھے مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔

ہرقل کا مشورہ:

خالدؓ بن سعید کی شکست یابی سے پہلے ہرقل حج کے لیے بیت المقدس گیا ہوا تھا ابھی وہ وہاں مقیم تھا کہ اس کو مسلمانوں کے لشکر کے قریب آنے کی اطلاع ملی' اس نے رومی سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میری رائے میں تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو بلکہ مصالحت کر

لو' کیونکہ خدا کی قسم اگر شام کی نصف آمدنی کو ان کو دے دو اور نصف تم رکھو اور اس کے معاوضے میں روم کے تمام پہاڑ تمہارے قبضے میں رہ جائیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگ روم کے پہاڑوں میں تمہارے حصہ دار بن جائیں' ہرقل کی یہ بات سن کر اس کی بھائی اور داماد نے بہت ناک چڑھائی اور دوسرے حاضرین نے اس کی رائے کو ناپسند کیا۔

ہرقل کا جنگ نہ کرنے پر اصرار:

ہرقل نے یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ اس کے مشورے کے مخالف اور اس پر معترض ہیں اپنے بھائی کو مقابلے کے لیے بھیجا اور افسران فوج کا تعین کیا اور مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے کے لیے الگ لشکر روانہ کیا' اور جب مسلمانوں کے لشکر سب ایک جگہ جمع ہو گئے تو اس نے بھی اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ سب ایک وسیع اور مستحکم مقام پر پڑاؤ ڈالیں' اس لیے وہ لوگ واقوصہ میں ٹھہرے' اور خود ہرقل بیت المقدس سے حمص میں آ گیا' یہاں آ کر جب اس کو یہ اطلاع ملی کہ خالدؓ نے سویٰ پر پہنچ کر پہلے اس کے خاندان اور املاک کا خاتمہ کر دیا ہے پھر بصریٰ جا کر اس کو بھی فتح کر لیا ہے اور اس کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے تو اس نے اپنے اہل دربار سے کہا دیکھا' میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم ان لوگوں سے نہ لڑو' تم میں اس قوم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے' ان کا دین ایک نیا دین ہے جوان کے صبر و ثبات کو تقویت پہنچاتا رہتا ہے ان کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔

اہل دربار کی مخالفت:

اہل دربار نے ہرقل کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ آپ کو چاہیے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے جنگ کریں' لوگوں کو بزدل نہ بنائیں اور جو آپ کا فریضہ ہے اس کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریں' ہرقل نے کہا' میری خواہش اور کیا ہو سکتی ہے میں بھی تو تمہارے مذہب کی ترقی کا دل سے شیدا ہوں۔

مسلمانوں کا وفد اور رومی سپہ سالار:

جب اسلامی فوجیں یرموک پہنچیں تو مسلمانوں نے رومیوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے سپہ سالار سے ملنا اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ہمیں اس کا موقع دو اس کی اطلاع رومی سپہ سالار کو کی گئی' اس نے مسلمانوں کے وفد کو آنے کی اجازت دی' اس وفد کے ارکان حسب ذیل حضرات تھے' ابوعبیدہ' یزید بن ابوسفیان' حارث بن ہشام' ضرار بن الازور اور ابو جندل بن سہیل' اس روز بادشاہ کے بھائی کے لشکر کے بیچ میں تیس ریشمی خیمے نصب کیے گئے تھے اور ان پر تیس دیبا کے پردے آویزاں کیے گئے تھے' جب مسلمانوں کا وفد ان آراستہ خیموں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے اندر قدم رکھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے مذہب میں ریشم کا استعمال حرام ہے تمہارے سپہ سالار کو چاہیے کہ ہم سے ملنے کے لیے باہر آئے' مجبوراً اس کو باہر کے فرش پر آنا پڑا' اس واقعے کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا' یہ پہلی ذلت ہے' مگر شام' اے کاش! شام برباد نہ ہو' افسوس رومی منحوس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے' رومیوں اور مسلمانوں کی مصالحت کی گفتگو ناکام رہی' ابوعبیدہ اور ان کے رفقاء واپس آ گئے اور رومیوں کو دھمکی دے کر آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

تذارق کی گرفتاری و قتل:

شام کے لوگوں اور بوڑھوں کا بیان ہے کہ جس روز خالدؓ امیر لشکر بنے اسی رات کو اللہ نے رومیوں کو شکست دی' مسلمان گھاٹی

کی چٹانوں پر چڑھ دوڑے اور لشکر کے مال پر قابض ہو گئے اس جنگ میں رومیوں کے بڑے بڑے ذی مرتبت لوگ بڑے بڑے سردار اور شہ سوار قتل ہوئے' ہرقل کا بھائی تذارق بھی گرفتار اور قتل ہوا' اس ہزیمت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی وہ اس وقت حمص سے اس طرف مقیم تھا' وہ فوراً وہاں سے چل دیا اور حمص کو اپنے اور اپنی فوج کے درمیان کرلیا اور دمشق کی طرح یہاں بھی ایک شخص کو امیر بنا کر حمص میں چھوڑ گیا' شکست دینے کے بعد مسلمان سواروں کے دستوں نے رومیوں کا دور تک تعاقب کیا' جب منصب امارت ابوعبیدہؓ کو ملا تو انہوں نے کوچ کا حکم دیا' مسلمان رومیوں کا پیچھا کرتے ہوئے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مرج الصفر میں اپنی فوج کو ٹھہرایا۔

ابوامامہ کی طلایہ گردی کی مہم:

ابوامامہ کہتے ہیں کہ مرج الصفر میں پہنچ کر مجھ کو طلایہ گردی کے لیے روانہ کیا گیا میرے ساتھ دو سوار اور تھے' میں غوطہ پہنچا اور اس کے مکانوں اور درختوں کے درمیان پھر کر حالات معلوم کرتا رہا' میرے ایک رفیق نے کہا' جہاں تک کا تم کو حکم دیا گیا تھا وہاں تک پہنچ چکے ہو اب واپس چلو اور ہماری جانیں نہ گنواؤ' میں نے اس سے کہا اچھا تم صبح تک یا میری واپسی تک یہیں ٹھہرو اور میں آگے چلا یہاں تک کہ شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا وہاں مجھے ایک شخص بھی باہر پھرتا ہوا نظر نہیں آیا' میں نے اپنے گھوڑے کی لگام نکالی اور توبرا اس کے منہ میں لٹکا دیا اور اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اس کے بعد اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ جب دروازہ کھولنے کے لیے کنجی کو حرکت دی گئی اس وقت میں بیدار ہوا' میں اٹھا' صبح کی نماز ادا کی' پھر گھوڑے پر سوار ہوا' اس کے بعد دربان پر نیزے سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کیا اور وہاں سے جلدی سے واپس ہو گیا' اندر کے لوگ مجھے پکڑنے کے لیے نکلے مگر اس ڈر سے کہ مبادا میرا کوئی ساتھی کمین میں بیٹھا ہو' مجھ سے الگ الگ رہے' اتنی دیر میں میں اپنے اس رفیق کے پاس پہنچ گیا جس کو وہاں کھڑا کر آیا تھا' جب ان لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا ہاں اس کا کمین وہ ہے' اب وہ اپنے کمین کے پاس پہنچ گیا' پھر وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اس کے بعد میں اور میرا ساتھی چل کر اپنے پہلے ساتھی کے پاس پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گئے۔

ابوعبیدہؓ نے ارادہ کرلیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور ان کا حکم آنے تک یہاں سے نہیں ہلوں گا چنانچہ جب حکم آ گیا تو وہاں انہوں نے کوچ کیا اور دمشق پر آ کر اترے اور یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو فوج کا ایک دستہ دے کر چھوڑ آئے۔

قباث کا اپنے استاد کے متعلق بیان:

قباث کہتے ہیں کہ فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینہ جا رہا تھا' میں بھی شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی مال غنیمت ملا تھا' اس سفر میں ہمارا رہبر ہم کو ایک ایسے شخص کے چشمے پر لے گیا جس کی زمانہ جاہلیت میں میں نے شاگردی کی تھی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لیے کچھ کمانا چاہیے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے' میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھا مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارت گری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب چھوڑ دیتا اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے یہ رجز گاتا ہوا گزرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ

ہیں ہوں اور میرے ساتھ مل جانا' اس طرح ایک عرصہ تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لیے کافی مال جمع کر دیا۔ وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا وہ میری پہلی کمائی تھی اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میرا شمار ہونے لگا۔

قباث کی استاد سے ملاقات:

جب ہمارا رہبر ہم کو اس چشمے پر لایا تو میں نے اس جگہ کو پہچان لیا۔ میں نے لوگوں سے اس شخص کا مکان دریافت کیا' انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اس کے بعد مجھے اس کا پتا مل گیا میں اس کے لڑکوں کے پاس پہنچا جو میرے بعد پیدا ہوئے ہوں گے ان سے میں نے اپنا واقعہ بیان کیا' لڑکوں نے کہا کہ آپ کل صبح کو آئیے کیونکہ صبح کے وقت اس کی حالت ذرا اس قابل ہوتی ہے کہ آپ اس سے مل سکیں' چنانچہ میں صبح کو اس کے پاس گیا' اس کے لڑکوں نے اس کو اس کی کھول سے باہر نکالا اور مجھ سے ملاقات کرانے کے لیے اس کو بٹھایا' دیر تک میں اس کو پچھلے واقعات یاد دلاتا رہا' آخر اس کو یاد آ گیا اور شوق سے سننے لگا اور سن سن کر مزے لے لے کر جھومنے لگا اور مجھ سے کہتا رہا اور سناؤ' ہم دونوں دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے لڑکوں کو اب ہمارا بیٹھنا گراں گزرنے لگا۔ اس لیے انہوں نے اس کو کسی ایسی چیز سے جس سے وہ ڈرنے لگا تھا ڈرایا' تاکہ وہ اپنے غار میں گھس جائے یہ بات اس کی عقل میں آ گئی اور مجھ سے کہا کہ اس زمانے میں میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا' میں نے کہا بے شک اس کے بعد میں نے اس کو اس کے سب گھر والوں کو کچھ دے کر ان کے ساتھ کچھ سلوک کیا اور پھر چلا آیا۔

مروان بن حکم کا قباث سے استفسار:

مروان بن الحکم نے قباث سے سوال کیا تم بڑے ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قباث نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں مگر میں آپؐ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ مروان نے پوچھا تمہیں سب سے زیادہ پرانی کیا بات یاد ہے قباث نے کہا کہ ہاتھی کی لیدڑیاں ایک سال تک' پھر پوچھا تم نے عجیب ترین چیز کیا دیکھی ہے قباث نے کہا قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص دیکھا ہے جب میں جوان ہو گیا اور کچھ کمانے کا خیال ہوا تو مجھ کو ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کے ساتھ رہ کر میں لوٹ مار کیا کروں' مجھے لوگوں نے اس کا پتہ دیا' اور وہی قصہ مروان کو سنایا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔

یزید بن ابی سفیان کی روانگی تبوکیہ:

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب اسلامی فوج روانہ ہوئی اس وقت ابوبکرؓ یزید بن ابی سفیان کو نصیحتیں کرتے ہوئے مدینہ سے باہر تک آئے تھے' یزید گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے۔ نصیحتوں سے فارغ ہو کر آپ نے یزید سے کہا' السلام علیکم' اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں' یہ کہہ کر ابوبکرؓ واپس ہو گئے اور یزید روانہ ہو کر تبوکیہ پہنچے۔ ان کے پیچھے شرحبیل بن حسنہ گئے اور ان کی امداد کے لیے چوتھائی فوج کے افسر ہو کر ابوعبیدہ بن الجراح روانہ ہوئے ان تینوں نے ایک ہی راستہ اختیار کیا تھا ان کے بعد عمرو بن العاص روانہ ہوئے وہ عمر العربات میں جا کر اترے ان کے مقابلے پر رومیوں کی ستر ہزار فوج فلسطین کے بالائی علاقے میں شنیہ جلق میں آ کر ٹھہری اس کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا' عمرو بن العاص نے فوراً ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رومیوں کی عظیم الشان تیاری سے مطلع کیا اور امداد طلب کی' اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ خالد بن سعید بن العاصی جو اس وقت علاقہ شام میں مرج الصفر میں تھے پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ رومی دیہاتیوں نے ان کو گھیر کر قتل کر دیا۔

شرحبیل بن حسنہ کی روانگی:

مگر علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ یزید بن ابی سفیان کی شام کو روانگی کے کئی روز بعد ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو روانہ کیا تھا۔ اور وہ شرحبیل بن عبداللہ ابن المطاع بن عمرو قبیلہ کندہ یا بقول بعض ازد سے تھے وہ سات ہزار فوج لے کر گئے تھے۔ ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سات ہزار فوج لے کر گئے۔ یزید نے بلقاء میں قیام کیا اور شرحبیل نے اردن میں اور بعض کا قول ہے کہ بصریٰ میں' اور ابوعبیدہ بابیہ میں ٹھہرے پھر ان سب کی امداد کے لیے ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور وہ عمر العربات میں جا کر مقیم ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے' لوگ مدینہ میں آتے تھے اور آپ ان کو شام کی طرف بھیجتے رہتے تھے' ان میں سے بعض لوگ ابوعبیدہ کی فوج میں شریک ہو جاتے اور بعض یزید کی فوج میں' اس کا ان کو اختیار تھا۔

علاقہ شام کی پہلی صلح:

سب سے پہلی صلح جو علاقہ شام میں ہوئی وہ مآب کی تھی' مآب کوئی شہر نہیں تھا بلکہ ایک خیموں کی بستی تھی بلقاء سے اس کا تعلق تھا اس پر سے ابوعبیدہ کا گزر ہوا تھا۔ پہلے تو وہاں کے لوگوں نے ابوعبیدہ سے جنگ کی مگر پھر صلح کے خواستگار ہوئے۔ چنانچہ ابوعبیدہ نے ان سے صلح کر لی۔

مرج الصفر کا واقعہ:

رومی فلسطین کے علاقے میں عربہ پر بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئے' یزید نے ان کے مقابلے پر ابوامامہ الباہلی کو بھیجا انہوں نے رومیوں کی اس جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا' کہتے ہیں کہ سریہ اسامہ کے بعد شام میں پہلی جنگ عربہ پر ہوئی تھی' اس کے بعد رومی الدشنہ پہنچے اس کو الداثن بھی کہتے ہیں ابوامامہ الباہلی نے وہاں ان کو شکست دی اور ان کے ایک پادری کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرج الصفر کا واقعہ پیش آیا جس میں اور نجار چار ہزار دیہاتیوں کو لے کر خالدؓ پر حملہ آور ہوا جس سے خالدؓ اور کچھ مسلمان شہید ہو گئے' ایک روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس ہے کہ اس لڑائی میں خالدؓ کے ایک لڑکے شہید ہوئے تھے اور خالدؓ یہ خبر سن کر میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی فتوحات:

اس کے بعد ابوبکرؓ نے شام کے جملہ امراء پر خالد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ خالدؓ حیرہ سے ربیع الآخر ۱۳ ہجری میں آٹھ سو یا بقول بعض پانچ سو کی جمعیت لے کر روانہ ہوئے اور حیرہ پر اپنے بجائے مثنیٰ بن الحارثہ کو چھوڑ گئے' صندوداء میں خالد رضی اللہ عنہ کا دشمن سے مقابلہ ہوا' خالدؓ ان پر فتح یاب ہوئے وہاں آپ نے ابن حرام انصاری کو چھوڑا' اس کے بعد مصیخ اور حصید پر ایک جماعت سے مقابلہ ہوا' اس کا سردار ربیعہ بن بجیر تغلبی تھا خالدؓ نے ان کو بھی شکست دی اور لونڈی غلام بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا' پھر قراقر ہوتے ہوئے سوئی پہنچے اور اہل سوئی پر چھاپہ مار کر ان کا مال لوٹ لیا اور جرقوص بن النعمان البہرانی کو قتل کر دیا' پھر آپ اُرک آئے۔ یہاں کے لوگوں نے آپ سے صلح کر لی اس کے بعد تدمر آئے' یہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے بعد میں انہوں نے صلح کر لی پھر آپ القریتین پہنچے وہاں والوں سے لڑائی ہوئی خالدؓ فتح یاب ہوئے اور مال غنیمت حاصل کیا اس کے بعد آپ حوارین آئے' وہاں والوں سے بھی جنگ ہوئی جس میں آپ نے ان کو شکست دی' لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا پھر آپ قصم آئے وہاں بنو مشجع نے جو قضاعہ سے تھے

آپ سے صلح کر لی' وہاں سے چل کر آپ مرج راہط آئے اور قبیلہ غسان پر ٹھیک ان کی فصح کی عید (ایسٹر) کے دن ان پر چھاپہ مارا ان کے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈیاں بنایا پھر آپ نے بسر بن ارطاۃ اور حبیب بن مسلمہ کو غوطہ کی طرف بھیجا یہ دونوں ایک کنیسہ پر پہنچے اور اس میں کے سب مرد عورت گرفتار کر لیے اور بچوں کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت خالدؓ کے نام تنبیہ آمیز فرمان:

اسی اثناء میں خالدؓ کے پاس جب وہ حج کر کے حیرہ کو واپس ہو رہے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا کہ تم یہاں سے یرموک جا کر مسلمانوں کی فوج کے پاس پہنچو کیونکہ اب تک وہ دشمنوں کو اور دشمن ان کو دق کر رہے ہیں' اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ نہ ہونی چاہیے' یہ محض خدا کا فضل ہے کہ تمہاری طرح دشمن پر کوئی اور شخص قابو نہیں پاتا اور نہ تمہاری طرح کوئی شخص دشمن کے نرغے سے صحیح سلامت نکالتا ہے' میں تم کو تمہاری حسن نیت اور کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں' تم اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا' مگر تمہارے دل میں خود پسندی پیدا نہ ہونی چاہیے یہ خسارے اور رسوائی کا باعث ہوتی ہے' اور نہ تمہیں اپنے کسی عمل پر نازاں ہونا چاہیے' کیونکہ لطف و عنایت وہ کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں اعمال کی جزا ہے۔

عراق کی جنگوں کی اہمیت:

ہثیم البکائی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ میں سے جو لوگ ان لڑائیوں میں کام کر چکے تھے جب ان کو معاویہ کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوتی تو وہ معاویہ کو دھمکاتے تھے اور کہتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ذات السلاسل والے ہیں' یہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر الفراض تک کی لڑائیوں کے مقابلے میں بعد کی لڑائیوں کا تذکرہ بہت حقارت سے کرتے تھے۔

ابنؓ خالد بن سعید کی شہادت:

جب ابوبکرؓ نے خالد بن الولید کو عراق بھیجا تھا اسی وقت خالد بن سعید بن العاصی کو شام روانہ کیا تھا اور دونوں کو ایک طرح کی ہدایات دی تھیں' خالد بن سعید شام پہنچے وہاں انہوں نے دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہے' یہ دیکھ کر رومیوں کے دل میں خالد رضی اللہ عنہ کی ہیبت پیدا ہوگئی اور ان کے مقابلے سے ہٹ گئے' اس موقع پر خالدؓ نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے مطابق صبر سے کام نہیں لیا بلکہ دشمن کی طرف بڑھ گئے رومیوں نے سامنے سے ہٹ کر خالد رضی اللہ عنہ کو راستہ دیتے دیتے صفر میں پہنچا دیا اور جب خالدؓ وہاں پہنچ کر بے فکر ہو گئے تو رومی ان کی طرف بڑھے اتفاق سے ان کو خالدؓ کے ایک لڑکے جو بارش سے بچ کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے مل گئے' رومیوں نے ان کو اور ان کے چند رفیقوں کو قتل کر دیا' اس کی اطلاع خالد رضی اللہ عنہ کو ہوئی' خالدؓ وہاں سے نکل کر بھاگے تاکہ صحرا میں کہیں ٹھہریں' اس کے بعد رومی یرموک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا' رومیوں نے کہا خدا کی قسم' ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایسا پریشان کریں گے کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے سواروں کا بھیجنا بھول جائیں' خالدؓ بن سعید نے ان واقعات سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا۔

رومی حملوں کا استیصال:

ابوبکرؓ نے عمرو بن العاص کو لکھا وہ اس وقت قضاعہ میں تھے کہ یرموک پہنچ جاؤ انہوں نے اس کی تعمیل کی نیز ابوبکرؓ نے ابوعبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان کو بھی روانہ کیا' ان دونوں کو آپ نے غارت گری کا حکم دیا اور یہ ہدایت کہ جب تک عقب محفوظ نہ

ہو دشمن کے علاقے میں آگے نہ بڑھنا' شرحبیل بن حسنہ خالدؓ کے پاس سے کسی فتح کی خوشخبری لے کر آئے تھے' ابوبکرؓ نے ان کو بھی ایک فوج دے کر شام کو روانہ کر دیا' ان فوجوں کے ہر امیر کے لیے ابوبکرؓ نے الگ الگ علاقے نامزد کر دیئے تھے' جب یہ لوگ یرموک پہنچے اور رومیوں نے ان کا اجتماع دیکھا تو اپنی کرتوت پر بہت نادم ہوئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دھمکیاں دینا بھول گئے' کچھ عرصے تک رومی اور مسلمان ایک دوسرے کو پریشان اور دق کرتے رہے مگر بعد میں رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی میں قیام کیا۔

ابوبکرؓ نے کہا میں خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں رومیوں کے دماغ سے شیطانی وسوسے نکال دوں گا۔ اور آپ نے خالد رضی اللہ عنہ کو وہ خط لکھا جو اس کے قبل مذکور ہو چکا ہے اور یہ حکم دیا کہ عراق پر مثنیٰ بن الحارثہ کو نصف فوجیں دے کر اپنا نائب بنا جاؤ اور جب خدا تعالیٰ شام کو مسلمانوں کے لیے فتح کرا دے تم عراق کی حکومت پر واپس آ جانا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا رومیوں کے عقب میں پہنچنے کا فیصلہ:

خالد رضی اللہ عنہ نے ان مجاہدوں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے انعامات دینے کے بعد باقی خمس عمر بن سعید انصاری کے ذریعے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا اور اپنے شام کو روانہ ہونے کی اطلاع بھی دے دی۔ اور رہبروں کو ساتھ لے کر حیرہ سے رومہ کی طرف چلے پھر صحرا میں قراقر تک گئے اس کے بعد کہا یہاں سے مجھ کو ایسا راستہ ملنا چاہیے جس سے میں رومیوں کے عقب میں پہنچوں کیونکہ اگر میں ان کے سامنے سے گیا تو وہ مجھ کو روک لیں گے' اور مسلمانوں کی امداد نہ کرنے دیں گے۔ رہبروں نے کہا ایسا راستہ صرف ایک ہے مگر وہ فوجوں کے گزرنے کے قابل نہیں ہے البتہ تنہا ایک سوار جا سکتا ہے۔ آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا نہ کریں مگر خالدؓ اسی راستے سے جانے پر اڑ گئے' کوئی رہبری پر آمادہ نہ ہوتا تھا' آخر کار رافع بن عمیر ڈرتے ڈرتے رہنمائی پر تیار ہوئے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب:

خالدؓ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور کہا تم میں اختلاف اور ضعف ایمان پیدا نہ ہونا چاہیے' یاد رکھو خدا کی طرف سے مدد بقدر نیت آتی ہے اور اجر بقدر خلوص ملتا ہے' مسلمان کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی دشواری میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے' اس کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ اللہ نے کامیابی اور بہتری تمہارے لیے جمع کر دی ہے لہٰذا تم جو چاہتے ہو کرو' ہم تمہارے ساتھ ہیں سب نے اپنے دلوں میں وہی نیت' خلوص اور جذبہ پیدا کر لیا جو خالدؓ کے دل میں موجزن تھا۔

مجاہدین کی سویٰ کو روانگی:

وہ لوگ خالدؓ کے حکم سے پانچ دن کے لیے سیراب ہو گئے آپ نے ہر سوار کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کو جتنا پانی پیئے پلا دو نیز ہر قائد نے یہ کیا کہ بقدر ضرورت بڑی بڑی اونٹنیوں کو پہلے پیاسا کیا اور پھر ان کو خوب پانی پلا لیا اور پھر پلایا' اس کے بعد ان کے کان خوب مضبوطی سے باندھ کر بند کر دیئے اور ان کی دمیں کھول دیں پھر یہ لوگ سوار ہو کر قراقر سے سویٰ کی طرف روانہ ہوئے' سویٰ کا دوسری طرف کا علاقہ شام سے متصل تھا' ایک دن سفر کرنے کے لیے دس اونٹنیوں کے پیٹ چاک کیے اور ان کے معدوں میں سے جو کچھ دودھ پانی نکلا' اس سب کو آمیز کر کے گھوڑوں کو پلا دیا اور اپنے ہونٹ بھی پانی سے تر کر لیے چار دن تک اسی ترکیب سے سفر کیا' محرز بن حریش المحاربی نے خالدؓ سے کہا آپ صبح کے تارے کو اپنی دائیں ابرو کی سیدھ میں رکھ کر چلتے رہیں وہ آپ کو سویٰ پہنچا دے گا

چنانچہ یہ ترکیب سب سے بہتر رہنما ثابت ہوئی۔

پانی کی تلاش:

سویٰ پہنچ کر خالد رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گرمی کی شدت سے مسلمان پست ہمت نہ ہو جائیں آپ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے' رافع نے کہا عمدہ خبر ہے آپ نے سیرابی کو پا لیا اب آپ پانی پر ہیں یہ کہہ کر رافع نے لوگوں کی ہمت بڑھائی حالانکہ وہ خود متحیر تھے اور ان کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں' رافع نے کہا لوگو دیکھو یہاں کہیں دو پستان نما ٹیلے تلاش کرو' لوگوں نے وہ ٹیلے پائے اور کہا وہ ٹیلے تو یہ ہیں' رافع ان کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا دائیں طرف اور بائیں طرف ایک جھاڑی تلاش کرو جو آدمی کے سرین کی مانند ہے' لوگوں نے ڈھونڈا تو اس کی جڑ ملی' انہوں نے کہا یہاں جڑ تو موجود ہے مگر جھاڑی کا کہیں پتہ نہیں' رافع نے کہا یہاں جس جگہ تم چاہو کھودو' الوانہوں نے کھودا تو ایک جگہ سے پانی رس رس کر نکلنے لگا' رافع نے کہا اے امیر میں اس پانی پر تیس سال کے بعد آیا ہوں' بچپن میں صرف ایک مرتبہ یہاں اپنے والد کے ساتھ آیا تھا جب مسلمان پانی پی کر تازہ دم ہو گئے تو انہوں نے دشمنوں پر چھاپہ مارا' ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج ان تک رسائی پا سکے گی۔

مجاہدین کا مصیخ پر حملہ:

ظفر بن دہی کہتے ہیں کہ خالدؓ نے ہم لوگوں کو ساتھ لے کر سویٰ سے روانہ ہو کر قبیلہ بہراء کی بستی مصیخ پر چھاپہ مارا تھا یہ مقام قصوانی کے علاقے میں ایک چشمہ ہے' جب صبح کے وقت خالدؓ نے مصیخ اور النمر پر چھاپہ مارا' اس وقت وہ لوگ بالکل بے خبر تھے ایک جگہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی' شراب کا دورہ چل رہا تھا اور ساقی یہ راگ الاپ رہا تھا الاصبحانی قبل جیش ابوبکر. دوستو! مجھ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کی آمد سے پہلے صبح کی شراب پلا کر مست کر دو۔ ظفر کہتے ہیں کہ میں نے اس ساقی کی گردن اڑا دی اور اس کا خون اس کی شراب میں مل گیا۔

سویٰ پر فوج کشی:

قبیلۂ غسان کو خالد رضی اللہ عنہ کی سویٰ پر چڑھائی اور اس کی بربادی نیز مصیخ بہراء پر غارت گری اور اس کی تباہی کا علم ہوا تو وہ لوگ مرج راہط میں جمع ہو گئے' خالد رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا' ادھر خالدؓ رومیوں کی سرحدی چوکیوں اور فوجوں کو جو عراق سے ملحق تھیں پیچھے چھوڑ کر ان کے اور یرموک کے درمیانی علاقے میں آ گئے تھے اس لیے آپ نے ان پر چڑھائی کر دی' آپ بہراء کے لونڈی غلاموں کو لے کر سویٰ واپس آ گئے تھے۔ اب وہاں سے چل کر راستے میں ''رمانتین علمین'' میں اترے اس کے بعد اکشب میں اترے وہاں سے دمشق کی طرف چل کر مرج الصفر میں پہنچے' یہاں غسانیوں سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی ان کا سردار حارث بن ایہم تھا خالدؓ نے ان کے لشکر اور اہل وعیال کا خاتمہ کر دیا مرج میں آپ نے کئی روز قیام کیا۔ یہاں سے مال غنیمت کا خمس بلال بن الحارث المزنی کے ذریعے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا' مرج سے روانہ ہو کر خالدؓ قناۃ بصریٰ پہنچے' مرج علاقہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ اور ان کی عراقی فوجوں کے ہاتھوں سے فتح ہوا تھا اس کے بعد آپ واقوصہ میں اپنی نو ہزار کی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کی فوجوں میں جا ملے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی جانشینی:

سیف سے مروی ہے کہ جب خالدؓ حج سے واپس آئے' ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط ملا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ نصف

تمہارے مقابلے کے لیے اہل فارس کے اراذل وانفار کی فوج بھیج رہا ہوں' یہ لوگ مرغیاں اور خنزیر پالنے والے ہیں میں تمہیں انھی لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کراؤں گا۔

مثنیٰ کا شہر براز کو جواب:

مثنیٰ نے اس خط کا یہ جواب دیا' یہ خط مثنیٰ کی طرف سے شہر براز کے نام لکھا جاتا ہے' تم دو حال سے خالی نہیں یا تو جو تم نے لکھا ہے' وہی تمہارا اصلی منشاء ہے تو اس میں تمہارے لیے برائی اور ہمارے لیے بھلائی ہے' یا جھوٹے ہو' مگر یاد رکھو کہ اگر بادشاہ جھوٹا ہوتا ہے تو وہ سب سے زیادہ مستوجب سزا اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے تمہارے خط کے مفہوم سے ہم نے پتہ چلا لیا ہے کہ تم ان کمینوں اور نفروں سے کام لینے پر مجبور ہو گئے ہو' لہٰذا ہم اس خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے تمہارے کید و مکر کو بکریاں اور مرغیاں پالنے والوں تک پہنچا دیا۔ مثنیٰ کا یہ جواب پڑھ کر اہل فارس حواس باختہ ہو گئے اور کہنے لگے' شہر براز ایک منحوس اور ذلیل مقام کی پیداوار ہے' (وہ میسان میں رہا کرتا تھا' بعض مقامات کا قیام اپنے باشندوں کے لیے باعث اہانت ہوتا ہے) انہوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تحریر سے دشمن کو ہم پر جری بنا دیا ہے' آئندہ جب کبھی آپ کسی کو خط لکھیں تو اس کے متعلق ہم سے مشورہ کر لیا کریں۔

جنگ بابل:

بابل پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے راستے کے قریبی کنڈ کے پاس شدت کی لڑائی ہوئی مثنیٰ اور ان کے ساتھ چند اور لوگوں نے ہاتھی پر حملہ کیا' ہاتھی مسلمانوں کی صفوں اور دستوں میں گھس کر انتشار پیدا کر رہا تھا' یہ لوگ اس کے مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ اہل فارس نے شکست کھائی' مسلمان ان کا تعاقب کرتے اور مارتے مارتے ان کی فوجی چوکیوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور پھر انہی چوکیوں میں آ کر مقیم ہو گئے' تعاقب کرنے والے دستے دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے مدائن تک پہنچ گئے۔

ہرمز کی شکست:

یہاں تو ہرمز جاذویہ کو شکست ہوئی اور ادھر شہر براز کا انتقال ہو گیا' جس سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا سواد کا وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور برس سے اس طرف واقع تھا مثنیٰ اور مسلمانوں کے قبضے میں رہ گیا۔

آزرمیدخت کی جانشینی:

اس کے بعد اہل فارس نے اتفاق کر کے شہر براز کے بعد کسریٰ کی لڑکی دخت زنان کو تخت نشین کیا مگر اس سے انتظام سلطنت نہ سنبھل سکا اس لیے اس کو معزول کر کے سابور بن شہر براز کو بادشاہ بنایا' اس کا مدار المہام فرخ زاد بن بندوان بنا اور اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کو میرے نکاح میں دے دو' سابور نے فرخ زاد کی درخواست منظور کی اور آزرمیدخت کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا' اس پر آزرمیدخت بہت غضب ناک ہوئی اور کہا اے ابن عم کیا تم میرا نکاح میرے غلام سے کرتے ہو' اس نے کہا تمہیں ایسی بات کہنے سے شرمانا چاہیے آئندہ کبھی نہ کہنا' وہ تمہارا شوہر ہے' آزرمیدخت نے سیاوخش کو بلایا وہ بڑا قاتل عجمی تھا اور اس سے اپنے معاملے کی خطرناک صورت حال بیان کی اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو اب اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیجیے اور اس کو اپنے پاس آنے کے لیے کہلا بھیجئے۔ میں اس سے نبٹ لوں گا چنانچہ آزرمیدخت نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا بھیجا ادھر سیاوخش تیار ہو گیا جب شب عروسی آئی اور فرخ زاد اندر داخل ہوا' سیاوخش نے بڑھ کر اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے ساتھ

والوں کو بھی قتل کر دیا' اس سے فارغ ہو کر آزرمیدخت کو سابور کے پاس لے گیا وہ سابور کے پاس اندر پہنچی تو یہ لوگ بھی گھس گئے اور انہوں نے سابور کو قتل کر دیا' اس کے بعد آزرمیدخت تخت پر بٹھائی گئی۔

مثنیٰ کی روانگی مدینہ:

اہل فارس ان داخلی امور میں مصروف رہے اور مسلمانوں کے پاس' ابوبکرؓ کے پاس سے اطلاعات وصول ہونے میں تاخیر ہو رہی تھی اس لیے مثنیٰ نے فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب بنایا اور ان کی چوکی پر سعید بن المرۃ العجلی کو مقرر کیا اور خود ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ محاذ جنگ اور مسلمانوں اور کافروں کے حالات سے ان کو باخبر کر دیں اور مزید اعانت کے لیے ان سے یہ درخواست کریں کہ مرتد ہونے والے لوگوں میں سے جن کی ندامت اور توبہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور وہ جنگی خدمات ادا کرنے کے خواہاں ہیں' ان کو شرکت جہاد کی اجازت عطاء فرمائی جائے نیز اس سے بھی ان کو مطلع کر دیں کہ مہاجرین کی امداد اور اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے وہ لوگ سب سے زیادہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وصیت:

مثنیٰ مدینہ پہنچے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیمار پایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت اسی وقت سے شروع ہو چکی تھی جس وقت کہ خالدؓ شام کو روانہ ہوئے' اسی علالت میں چند ماہ بعد ابوبکرؓ انتقال فرما گئے تھے' جب مثنیٰ مدینہ پہنچے تو اس وقت ان کا مزاج ذرا سنبھل گیا تھا اور انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا تھا' مثنیٰ نے آپ کو واقعات سے مطلع کیا' آپ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کو بلاؤ' عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے آپ نے ان سے کہا اے عمرؓ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا' آج دوشنبہ کا دن ہے' میں تو توقع کرتا ہوں کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے قبل لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا' اور اگر مجھے رات تک دیر لگے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مثنیٰ کے ساتھ کر دینا' میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم ہو تم کو دین کے احکام اور اوامر خداوندی کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رہنے دے' تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لیے وہ عظیم ترین حادثہ تھا بخدا اگر میں اس وقت خدا اور رسولؐ کے احکام کی تعمیل میں ذرا تاخیر جائز رکھتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا' ہم کو سزا دیتا اور مدینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے' جب خدا شام کو وہاں کے امراء کے لیے فتح کرا دے تو خالد رضی اللہ عنہ کی فوجوں کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ لوگ عراق کے لیے اہل اور کامیاب عہدہ دار ہیں اور وہاں کے طریق سیاست سے بخوبی آشنا اور بڑے جری ہیں۔

وصیت کی تعمیل:

رات آتے ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا' عمرؓ نے رات ہی کو ان کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی عمر رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ کے لیے فوج بھرتی کی' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کے لیے خالد رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسند کروں گا اس لیے انہوں نے ان کی فوج کی واپسی کا حکم دیا مگر خود ان کا ذکر چھوڑ دیا۔

اہل فارس کے داخلی مسائل:

آزرمیدخت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ہوگئی' سواد کا نصف حصہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قلمرو میں آچکا تھا اس کے بعد آپ کا

انتقال ہوا تھا اور اہل فارس اپنے داخلی امور میں ایسے مصروف تھے کہ ابوبکرؓ کے زمانہ حکومت سے لے کر عمرؓ کے برسر حکومت آنے اور مثنیٰ کے ابوعبیدہ کی معیت میں عراق کو واپس ہونے تک مسلمانوں کو علاقہ سواد سے بے دخل کرنے کا ان کو ذرا موقع نہ ملا' اس زمانے میں عراقی فوجوں کا مستقر حیرہ تھا۔ اور فوجی چوکیاں سیب میں تھیں' ان کی لوٹ مار دجلہ کے کنارے تک پہنچ رہی تھی' دریائے دجلہ عرب وعجم کے درمیان حائل تھا ابوبکرؓ کے دور حکومت کے حالات از ابتداء تا انتہاء بیان کیے جا چکے ہیں۔

معرکہ عین التمر :

ابواسحاق کی روایت میں مذکورہ بالا واقعات کا تذکرہ اس طرح ہے کہ خالدؓ حیرہ میں تھے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تمہارے پاس جو جنگ کی قوت رکھنے والے لوگ موجود ہوں ان کو لے کر اہل شام کی امداد کے لیے چلے جاؤ اور ضعیف وکمزور افراد پر انہیں میں سے کسی کو افسر بنا کر چھوڑ جاؤ۔ جب خالد رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو انہوں نے کہا کہ یہ اعیسر بن ام شملہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ کا کام ہے عراق کو میرے ہاتھوں فتح ہوتا دیکھ کر ان کو حسد ہوا' چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ قوی لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور کمزوروں اور عورتوں کو مدینہ یعنی مدینہ رسول اللہ ﷺ بھیج دیا' اور عمیرؓ بن سعد انصاری کو ان کا افسر بنا دیا' اور ربیعہ اور عراق کے دوسرے نومسلموں پر مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کو اپنا نائب مقرر کیا' خالدؓ نے یہاں سے روانہ ہو کر عین التمر والوں پر چھاپہ مارا جس میں ان کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے اس کے ایک قلعے کو جس میں کسریٰ نے جنگجو لوگوں کو متعین کر رکھا تھا محصور کر لیا' جب انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تو ان کو قتل کر دیا عین التمر میں اور اس قلعے میں بہت سے لونڈی غلام ہاتھ آئے خالدؓ نے ان سب کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں' ابوعمرہ شبان کے غلام انہی کا نام ابوعبدالاعلیٰ بن ابی عمرہ ہے اور ابوعبید معلّی کے غلام جو بنوزریق میں کے انصاری ہیں' اور ابوعبداللہ زہرہ کے غلام' اور خیر' ابوداؤد دوانصاری کے غلام جو بنو مازن بن نجار سے تھے' اور یسار' محمد بن اسحاق کے دادا' وہ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کے غلام تھے اور افلح ابوایوب انصاری کے غلام جو بنو مالک بن نجار میں سے ایک تھے' اور حمران بن امان' حضرت عثمان بن عفان کے غلام۔

رہبر رافع بن عمیرہ طائی :

خالدؓ نے عین التمر میں بلال بن عقہ بن بشیر النمری کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا' وہاں سے روانہ ہو کر ان کا ارادہ تھا کہ قراقر ہوتے ہوئے جو قبیلہ کلب کا چشمہ تھا' سویٰ پہنچیں پر قبیلہ بہراء کا چشمہ تھا یہ پانچ رات کی مسافت تھی' مگر خالدؓ راستہ نہ پا سکے' آپ نے رہبر کو طلب کیا لوگوں نے رافع بن عمیرہ طائی کا نام لیا۔ خالدؓ نے ان سے کہا تم فوج کو لے چلو رافع نے کہا کہ آپ اتنی فوج اور سازو سامان کے ساتھ اس راستے سے نہیں گزر سکتے وہ راستہ تو ایسا ہے کہ اکیلا سوار بھی اس سے ڈرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو کر گذرتا ہے' پوری پانچ رات کا سفر ہے' راستہ بھٹک جانے کے خوف کے سوا پانی کا کہیں نام نہیں ہے' خالدؓ نے کہا ان باتوں کو چھوڑو مجھے یہی کرنا ہے خلیفہ نے اشد ضروری حکم دیا ہے لہٰذا تم اپنی کہو رافع نے کہا تو پھر آپ حکم دے دیجیے کہ لوگ بہت سا پانی ساتھ لے لیں اور جس جس سے ہو سکے وہ اپنی اونٹنی کو پانی پلا کر اس کا کان باندھ دے۔ کیونکہ یہ سفر خطرات سے پر ہے ہاں خدا مدد فرمائے تو کوئی بات نہیں' نیز مجھے آپ بیس اونٹنیاں بڑی بڑی موٹی تازی اور عمر رسیدہ دیجیے۔

سفر کے لیے پانی کا ذخیرہ:

خالدؓ نے رافع کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنیاں دے دیں' رافع نے پہلے ان کو خوب پیاسا کیا یہاں تک کہ وہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئیں اس کے بعد ان کو خوب پانی پلایا جب اونٹنیوں نے اچھی طرح پانی سے پیٹ بھر لیے تو ان کے ہونٹ کاٹ کر باندھ دیئے تا کہ جگالی نہ کر سکیں' اس کے بعد رافع نے ان کی دمیں کھول دیں اور خالدؓ سے کہا چلئے خالدؓ اپنے لشکر اور سامان کو ساتھ لیے ہوئے اس کے ہمراہ تیزی سے روانہ ہوئے' جہاں کہیں منزل کرتے ان میں سے چار اونٹنیوں کے پیٹ چاک کرتے اور جو کچھ ان کے معدہ میں سے نکلتا وہ گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور اپنے ساتھ کے پانی سے لوگ اپنی تشنگی دور کرتے۔

صحراء میں پانی کا چشمہ:

جب اس صحرائے لق ودق کے سفر کا آخری دن آیا تو خالدؓ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے' رافع کی آنکھیں چوندھیائی ہوئی تھیں رافع نے کہا آپ گھبرایئے نہیں' اب آپ انشاء اللہ پانی پر پہنچ جاتے ہیں' جب دوٹیلوں کے پاس پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا دیکھو یہاں کوئی جھاڑی آدمی کے سرین کی مانند نظر آتی ہے انہوں نے کہا یہاں ہم کو کوئی جھاڑی نظر نہیں آتی' رافع نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ افسوس اب میں بھی ہلاک ہوا اور تم بھی برباد ہوئے' جس طرح ہو سکے اس کو ڈھونڈ نکالو' لوگوں نے پھر تلاش کیا اب کی بار وہ مل گئی مگر کسی نے اس کو کاٹ دیا تھا صرف اس کا تنا باقی رہ گیا تھا' جب وہ جھاڑی مل گئی تو مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور رافع نے بھی تکبیر کہی' رافع نے کہا اس کی جڑ میں سے مٹی کھودو' لوگوں نے مٹی کھودی اور اس میں سے ایک چشمہ نکال لیا' جس سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا اس کے بعد خالدؓ قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے چلے' رافع نے کہا خدا کی قسم میں اس چشمے پر عمر بھر میں صرف ایک دفعہ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں آیا تھا۔

قبیلہ بہراء پر شب خون:

جب خالدؓ سویٰ پہنچ گئے تو وہاں جاتے ہی صبح ہونے سے ذرا قبل اس کے باشندوں پر شب خون مارا یہ لوگ قبیلہ بہراء کے تھے' ان میں کی ایک جماعت شراب نوشی کا لطف اٹھا رہی تھی درمیان میں شراب کا کونڈا رکھا تھا اور مطرب یہ اشعار گا رہا تھا۔

الا علّلا فی قبل جیش ابی بکر	لعل منایانا قریبٌ و ما ندری
الا علّلا فی بالزّجاج و کررا	علی کمیت اللون صافیة تجری
الا علّلا فی من سلافة قهوة	تسلی هموم النفس من جید الخمر
اظن خیول المسلمین و خالدًا	ستطرقكم قبل الصباح من البشر
فهل لكم فی السیر قبل قتالكم	وقبل خروج المعصراتِ من الحذر

ترجمہ: ''دوستو! مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فوج کے آنے سے پہلے پلا دو' شاید ہماری موت قریب آ گئی ہے جس سے ہم بے خبر ہیں تم مجھے بلور کے جام میں شراب ارغوانی پلا دو اور پھر پلا دو' ہاں ایسی نفیس شراب پلا دو جس سے سارے رنج وغم دور ہو جائیں' میں سمجھتا ہوں کہ صبح نہ ہونے پائے گی کہ بشر کی طرف سے خالدؓ اور اس کی فوج تم پر چھاپہ مارے گی لہٰذا اگر قتل وغارت سے پہلے اور کنواریوں کے بے پردہ ہونے سے پہلے تم یہاں سے بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ مطرب اس حملے میں قتل ہو گیا اور اس کا خون اس شراب کے کونڈے میں مل گیا۔

فتح بصریٰ:

سویٰ سے روانہ ہو کر خالدؓ نے مرج راہط میں غسان پر چھاپہ مارا' وہاں سے بڑھ کر قناۃ بصریٰ پہنچے' وہاں ابوعبیدہؓ بن الجراح' شرحبیلؓ بن حسنہ' اور یزیدؓ بن ابوسفیان پہلے سے موجود تھے ان سب نے مل کر قناۃ بصریٰ کو محصور کر لیا' مجبوراً بصریٰ والوں نے جزیہ پر صلح کر لی اور خدا نے بصریٰ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرمادی۔ شام کے علاقے کا یہ پہلا شہر ہے جو ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوا۔ اس کے بعد یہ سب امراء عمرو بن العاص کی امداد کے لیے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے' عمرو اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقے میں عربات میں مقیم تھے۔ رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ جلق چھوڑ کر اجنادین میں پہنچے' ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔

جنگ اجنادین:

اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بیت جبرین کے درمیان ایک شہر ہے عمروؓ بن العاصی کو جب ابوعبیدہؓ بن الجراح' شرحبیلؓ بن حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ ان کے ساتھ مل گئے اور سب نے اجنادین پر جمع ہو کر رومیوں کے سامنے صف آرائی کی۔

عروہؓ بن زبیر کی روایت یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالاران میں کا ایک شخص قبقلار نامی تھا' ہرقل قسطنطنیہ جاتے وقت اس کو شام کے امراء پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور تذارق اپنے ساتھ کی رومی فوجوں کو لے کر اس کے پاس آ گیا تھا' مگر علمائے شام کا خیال یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار تذارق تھا واللہ اعلم۔

ابن ہزارف کی جاسوسی:

جب طرفین کے لشکر قریب ہو گئے قبقلار نے ایک عربی شخص کو بلایا جس کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قبیلہ قضا کے تزید بن حبدان کے خاندان سے تھا جس کا نام ابن ہزارف تھا' قبقلار نے اس سے کہا تم ان لوگوں میں جا کر ایک دن رات ٹھہرو اس کے بعد آ کر مجھے ان کے حالات سے باخبر کرو' وہ شخص عربوں کی فوج میں داخل ہو گیا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا' وہ ایک رات اور ایک دن وہاں مقیم رہا۔ پھر قبقلار کے پاس واپس آیا اس نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا وہ لوگ رات کو راہب ہیں اور دن کو شہ سوار ہیں ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو وہ اس کو سنگسار کرتے ہیں۔

قبقلار نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم یہ باتیں سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین کے اندر سما جاؤں' اے کاش خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے ان سے چھٹکارا دلا دے نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔

قبقلار کا خاتمہ:

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے' اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھ کر

قبقلار پریشان ہو گیا اس نے رومیوں سے کہا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو انہوں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا آج کا دن بڑا منحوس ہے۔ میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا ہے' چنانچہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا' اجنادین کی جنگ ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳ھ کو واقع ہوئی تھی۔

جنگ اجنادین کے شہدائے کرام:

اس لڑائی میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی تھی' ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں مسلمہ بن ہشام بن مغیرہ' ہبار بن الاسود بن عبدالاسود' نعیم بن عبداللہ النحام' ہشام بن العاصی بن وائل' ان کے علاوہ قریش کے اور لوگ بھی قتل ہوئے تھے مگر ان میں کسی انصاری کا نام نہیں لیا جاتا۔

محاصرہ دمشق:

اسی سال ابوبکرؓ نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الاخری کو وفات پائی' شام کی جنگ کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ خالد دمشق آئے ان کے مقابلے کے لیے بصریٰ کے رئیس نے فوجیں جمع کیں' خالدؓ اور ابوعبیدہؓ اس کی طرف پہنچے' اور نجار سے مقابلہ ہوا' مسلمان فتح یاب ہوئے اور دشمنوں نے شکست کھائی اور وہ اپنے قلعے میں گھس گئے۔ اس کے بعد صلح کے خواستگار ہوئے' خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی کہ فی کس سالانہ ایک دینار اور ایک جریب گیہوں ادا کیا جائے اس کے بعد دشمن پھر مسلمانوں سے آمادہ جنگ ہوئے' اجنادین پر ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳ھ شنبہ کے دن طرفین کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو خدا نے شکست دی۔ ہرقل کا نائب بھی مارا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے کچھ بہادر شہید ہوئے پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آیا اور واقوصہ پر مقابلہ ہوا' میدان میں شدت کی جنگ ہو رہی تھی طرفین کے آدمی مارے جا رہے تھے کہ اسی اثنا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم پہنچا' یہ ماہ رجب کا واقعہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت:

مگر ایک بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۲ جمادی الاخری بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے' آپ کی وفات کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے چاول میں یا دلیے میں زہر دے دیا تھا' آپ کے ساتھ کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھا انہوں نے لقمہ لیا مگر پھر رک گئے اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے زہر ملا ہوا کھانا کھا لیا ہے' اس زہر کا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے' چنانچہ آپ ایک سال کے بعد انتقال فرما گئے' آپ پندرہ روز بیمار رہے کسی نے آپ سے کہا آپ طبیب کو بلا لیتے تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ چکا ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا ہے' آپ نے کہا اس نے یہ کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں' کرتا ہوں' اسی روز مکے میں عتاب بن اسید فوت ہوئے ان دونوں کو ایک ساتھ زہر دیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات:

لیکن اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی علالت کا باعث یہ ہوا ہے' ۷ جمادی الاخری دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کیا۔ اس روز خوب سردی تھی اس وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک رہا۔ یہاں تک کہ آپ نماز کے لیے بھی باہر آنے کے قابل نہ رہے' آپؓ نے حکم دے دیا تھا کہ عمرؓ نماز پڑھاتے رہیں' لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے تھے مگر روز بروز آپ کی

طبیعت خراب ہوتی گئی' اس زمانے میں ابوبکرؓ اس مکان میں مقیم تھے جوان کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا تھا اور جواب عثمانؓ بن عفان کے مکان کے سامنے واقع ہے' علالت کے زمانے میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری عثمان رضی اللہ عنہ کرتے رہے' ابوبکرؓ نے سہ شنبہ کی شام کو بتاریخ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو انتقال فرمایا' آپ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔

زمانہ خلافت:

ابومعشر کہا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت دو سال چار مہینے مگر چار دن کم رہا ہے لیکن اس پر سب راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر تک پہنچ گئے تھے' ابوبکرؓ واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی عمر رسول اللہ ﷺ کی عمر کے برابر کر لی۔ چنانچہ آپؓ کی وفات رسول اللہ ﷺ کے سن کو پہنچ کر ہوئی ہے۔

جریر کہتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی آپ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے' ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے' اور جریر کی دوسری روایت یہ کہ معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس جہان سے اٹھائے گئے' اس وقت آپ تریسٹھ سال کے تھے' عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے اور ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے بیس روز اور بقول بعض دس روز تھا۔



حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت اسماء بنت عمیس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے مغرب اور عشاء کے درمیان انتقال کیا' اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھ کو غسل دینا' میں نے کہا کہ یہ کام میں کیسے کرسکوں گی تو آپ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پانی ڈال کر تمہاری مدد کریں گے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ الصدیق نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کو ان کی بیوی اسماء غسل دیں اور ان سے کام نہ چل سکے تو میرے لڑکے محمد ان کی مدد کریں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت صرف تین سال کے تھے۔

پرانے کپڑوں کا کفن:

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں' آپ نے کہا کہ تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھو لو' وہ دونوں کپڑے دریدہ تھے اور ایک کپڑا میرے لیے خرید لو' میں نے کہا ابا جان ہم لوگ تو خوشحال ہیں' آپ نے کہا' اے بیٹی! مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہونے والوں کے لیے مناسب ہیں۔

وفات کا وقت:

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے غروب آفتاب کے بعد عشاء کے وقت منگل کی رات کو وفات پائی اور وہ رات ہی کے وقت دفن کر دیئے گئے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں قبر:

ابوبکرؓ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے تھے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا گیا تھا۔ آپ کے جنازے کی نماز عمرؓ نے مسجد نبوی میں پڑھائی تھی اور قبر میں عمر' عثمان' طلحہ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اترے تھے عبداللہ نے بھی اترنا چاہا مگر عمرؓ نے ان سے کہا اب تمہاری ضرورت نہیں ہے' ابوبکرؓ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے لیے قبر کھودی گئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ مبارک کے قریب اور ان کی لحد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد سے ملحق رکھا گیا' پھر اس میں دفن کیے گئے۔ عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں کے برابر اور عمر رضی اللہ عنہ کا سر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کوکھ کے برابر رکھا گیا تھا۔

قاسم بن محمد کی روایت:

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان ذرا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبریں کھول کر دکھایئے چنانچہ آپؓ نے میرے لیے حجرہ کھولا' اس میں تین قبریں تھیں نہ بہت اٹھی ہوئی نہ زمین سے ملی ہوئی' ان پر سرخ

میدان کی ریتی پڑی ہوئی تھی' میں نے دیکھا کہ ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پہلے ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر حضور کے سر مبارک کے پاس ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کی قبر ابوبکرؓ کے سر کے پاس ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی تھی اور اس پر پانی چھڑکا گیا تھا اور عائشہؓ نے اس پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا تھا۔

نوحہ کی ممانعت:

سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا' اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور ان کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے آپ نے ان کو ابوبکرؓ پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر ان عورتوں نے باز آنے سے انکار کر دیا' عمرؓ نے ہشام بن الولید کو حکم دیا کہ تم اندر جا کر ابوقحافہ کی بیٹی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ' جب عائشہؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو ہشام کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تو بولیں ہشام میں تمہیں اپنے مکان میں داخل ہونے کی ممانعت کرتی ہوں' عمرؓ نے ہشام سے کہا اندر جاؤ۔ میں تم کو اجازت دیتا ہوں' ہشامؓ اندر گھس گئے اور ام فروہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہن کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پکڑ لائے عمرؓ نے درہ اٹھا کر ان کے کئی بار رسید کیا درے کی آواز سن کر نوحہ کرنے والیاں سب بھاگ گئیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشعار:

علی بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں یہ اشعار پڑھے تھے۔

و کل ذی ابل موروث ۔۔۔ و کل ذی سلب مسلوب

و کل ذی عیبة یؤب ۔۔۔ و غائب الموت لا یئوب

ترجمہ: ''ہر دولت مند کا مال میراث میں بٹ جائے گا اور ہر سامان والے سے اس کا سامان چھن جائے گا' ہر غائب ہونے والا واپس آ جاتا ہے مگر مر کر غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا''۔

حضرت ابوبکرؓ کے آخری الفاظ:

آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے رب توفنی مسلمًا و الحقنی بالصالحین. ''بارالہا! مجھ کو بحالت اسلام موت دے اور مجھ کو صالحین کے پاس پہنچا دے''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک:

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہؓ اپنے کجاوے میں بیٹھی تھیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کسی کو ابوبکرؓ کے مشابہ نہیں دیکھا' ہم نے عرض کیا آپ ہم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کیجیے' عائشہؓ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ گورے' دبلے' کلے پچکے ہوئے اور جھکے ہوئے آدمی تھے ان سے ازار نہیں سنبھلتی تھی بلکہ کمر پر سے سرک سرک جاتی تھی چہرہ پر گوشت نہیں تھا آنکھیں اندر دھنستی ہوئی پیشانی اٹھی ہوئی اور بھنویں صاف تھیں۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رنگ گورا زردی مائل تھا آپ خوش قامت' نحیف اور جھکے ہوئے تھے' نازک مزاج اور فیاض تھے' ناک ستوان رخسار پتلے اور آنکھیں اندر کو تھیں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی اور رانیں صاف تھیں' مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا' اس وقت آپ کے والد مکے میں زندہ تھے۔ جب ان کو ابوبکرؓ کے انتقال کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے کہا افسوس' بہت بڑا سانحہ ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب:

اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ تھا' اور عتیق ان کو ان کی فیاضی کی وجہ سے کہتے تھے' اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ان کو عتیق اس لیے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تھا' انت عتیق من النار. ''تم عذاب دوزخ سے آزاد ہو''۔ اور عائشہؓ سے یہ روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عتیق کیوں کہلاتے تھے' عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا ھذا عتیق اللہ من النار. ''ان کو اللہ نے عذابِ دوزخ سے آزاد فرمایا ہے'' ابوبکرؓ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابوقحافہ تھی' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا شجرۂ نسب عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک' اور آپ کی والدہ کا شجرہ یہ ہے ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

حضرت ابوبکرؓ کے والدین:

واقدی کا قول یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ ابن ابی قحافہ اور ان کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور آپ کی والدہ ام الخیر تھیں اور ان کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بھائی:

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر تھا اور عمارہ بن غزیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام دریافت کیا تو انہوں نے کہا عتیق' یہ تین بھائی ابوقحافہ کے بیٹے تھے' عتیق' معتق اور عتیق۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد کے اسمائے گرامی:

علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا تھا' واقدی اور کلبی بھی اس روایت سے متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ قتیلہ کا شجرہ یہ ہے۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی' قتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئیں' نیز زمانہ جاہلیت میں آپ نے ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ سے نکاح کیا تھا' اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں' ان کے بطن سے آپ کے یہاں عبدالرحمان اور عائشہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی یہ چاروں اولادیں جوان دو بیویوں سے پیدا ہوئیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں اور زمانہ اسلام میں آپ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا تھا ابوبکرؓ سے پہلے وہ جعفر بن ابی طالب کے پاس تھیں اسماء کا شجرہ یہ ہے اسماء بنت عمیس بن معد بن تیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران مین عفرس بن حلف بن افتل اور افتل ہی کا نام خثعم ہے' اسماء سے آپ کے یہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے' نیز آپ نے زمانہ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر سے جو بنوالحارث بن خزرج سے تھیں نکاح کیا تھا جب ابوبکرؓ نے وفات پائی اس وقت حبیبہ حاملہ تھیں' آپ کی وفات کے بعد ان سے آپ کے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئیں ان کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

عہد صدیقی کے عمال' کاتب اور قاضی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہدہ قضاۃ پر تقرر:

مسمر سے روایت ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ابوعبیدہؓ نے کہا کہ میں آپ کی طرف سے محکمہ مال کی خدمات انجام دوں گا اور عمرؓ نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمات انجام دوں گا' عمرؓ دو سال تک انتظار کرتے رہے اس عرصے میں کوئی دو آدمی بھی آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر نہیں آئے اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں عمر رضی اللہ عنہ کو قاضی بنا دیا تھا' عمرؓ ایک سال منتظر رہے' اس عرصے میں ایک شخص بھی آپ کے پاس اپنا قضیہ لے کر نہیں آیا۔

ابوبکرؓ کے کاتب زید بن ثابت تھے اور خبریں عثمانؓ بن عفان لکھتے تھے اور کبھی جو شخص موجود ہوتا اس سے لکھا لیتے تھے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے اسمائے گرامی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکہ کے عامل عتاب بن اسید تھے' طائف کے عامل عثمان بن ابی العاصی تھے' صنعاء کے عامل مہاجر بن امیہ تھے' حضر موت کے عامل زیاد بن لبید تھے' خولان کے عامل یعلیٰ بن امیہ تھے' زبید اور رمع کے عامل ابوموسیٰ اشعری تھے' جند کے عامل معاذ بن جبل تھے' بحرین کے عامل العلاء بن الحضرمی تھے' اور عبداللہ بن ثور کو جو بنی غوث میں کے ایک شخص تھے آپ نے جرش کی طرف بھیجا تھا اور عیاض بن غنم فہری کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا اور شام میں ابوعبیدہ' شرحبیل بن حسنہ' یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاصی مامور تھے یہ سب ایک ایک لشکر کے امیر تھے اور ان سب کے امیر خالدؓ بن الولید تھے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ سخی' نرم مزاج اور انساب عرب کے ماہر تھے اور حیان صائغ کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ کی مہر پر نعم القادر اللہ کندہ تھا' کہتے ہیں کہ ابوقحافہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہے انہوں نے ستانویں سال کی عمر میں محرم ۱۴ھ میں مکے میں وفات پائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بابت حضرت عبدالرحمٰن سے مشورہ:

ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت کے زمانے میں عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا' کہتے ہیں کہ جب آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا تھا۔ چنانچہ واقدی کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان سے کہا بتلاؤ عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے' عبدالرحمٰن نے کہا اے خلیفہ رسولؐ وہ اوروں کی بہ نسبت آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں مگر ان کے مزاج میں ذرا شدت ہے ابوبکرؓ نے کہا یہ شدت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے جب حکومت خود ان کے تفویض ہوگی تو اس قسم کی اکثر باتیں چھوڑ دیں گے' اے ابومحمد میں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں غضب ناک ہوتا تھا تو عمرؓ مجھ کو اس پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو وہ مجھ کو اس پر سختی کرنے کا مشورہ دیتے' اے ابومحمد یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا' عبدالرحمٰن نے کہا بہت اچھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے :

اس کے بعد ابوبکرؓ نے کو عثمان بن عفان کو بلایا اور ان سے کہا اے ابوعبداللہ مجھے بتلاؤ کہ عمر رضی اللہ عنہ کیسے ہیں عثمانؓ نے کہا آپ ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں ابوبکرؓ نے کہا' ہاں اے ابوعبداللہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے پھر آپ نے کہا بار الٰہا! میں عمرؓ کے باطن کو ان کے ظاہر سے بہتر سمجھتا ہوں' ہم میں ان جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں ہے' پھر ابوبکرؓ نے کہا' اے ابوعبداللہ! اللہ تم پر رحم فرمائے ان باتوں کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا' عثمانؓ نے کہا بہت اچھا' اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے معلوم نہیں' ممکن ہے' عمرؓ اس کو قبول نہ کریں' ان کے لیے تو یہی بہتر ہے کہ وہ تمہاری حکومت کا بار اپنے سر نہ لیں' میری خواہش تو یہ تھی کہ میں تم لوگوں کے اس معاملے میں بے تعلق رہتا اور اپنے پیشرو کے طریقے کو اختیار کرتا' اے ابوعبداللہ! میں نے جس کام کے لیے تمہیں بلایا ہے اور عمرؓ کے متعلق جو کچھ تم سے کہا ہے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عوام سے خطاب :

ابوالسفر کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے گوشے سے جھانکا' اسماء بنت عمیس جن کے ہاتھ گودے ہوئے تھے آپ کو پکڑے ہوئے تھیں آپ نے کہا لوگو! میں جس شخص کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو' کیونکہ میں نے اس کے متعلق غور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے کسی قرابتدار کو انتخاب کیا ہے' میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تمہارا خلیفہ بنایا ہے تم ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو' یہ سن کر سب نے کہا ہم بسر و چشم منظور کرتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کریں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمرؓ بن الخطاب بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے' اور وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تمہاری خیرخواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی' اس وقت عمرؓ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ شدید کہتے تھے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس میں عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا حکم درج تھا۔

جانشینی کے متعلق وصیت نامہ :

محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو تخلیے میں بلایا اور ان سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عہد نامہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے امابعد! اس کے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور بے خبر ہوگئے اس لیے عثمانؓ نے یہ لکھ دیا امابعد! میں تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں' میں نے حق المقدور تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے' پھر ابوبکرؓ ہوش میں آ گئے آپ نے عثمانؓ سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے۔ عثمانؓ نے پڑھ کر سنایا' ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تمہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس غشی میں میری روح پرواز کر گئی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا' ابوبکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کے بعد ابوبکرؓ نے اس مضمون کو وہیں تک برقرار رکھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اظہارِ خفگی :

عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں ان کے پاس گئے اور ان کو کچھ غمگین سا پایا عبدالرحمٰن نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تندرستی کے ساتھ صبح کی ہے' ابوبکرؓ نے کہا کیا تم اس بات کو دیکھ رہے ہو؟ عبدالرحمٰنؓ نے کہا ہاں! ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت ایک ایسے شخص کے حوالے کی ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر

ہے مگر اس سے تم سب کی ناکیں پھول گئیں' ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب خود اس کو مل جائے' اب تم لوگوں نے دنیا کو آتے دیکھ لیا ہے' دنیا جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے گدے استعمال کرو گے اور اذری اون پر لیٹے ہوئے تمہیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہے' دنیا داری میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمہاری گردن اڑا دی جائے' تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو' اے راہ مستقیم دکھانے والے بلا شبہہ وہ یا تو صبح کی روشنی کے مانند ہے یا ڈبونے والے سمندر کی مانند ہے' عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیر المومنین اس قدر جوش میں نہ آیئے اس سے آپ نڈھال ہوئے جاتے ہیں' لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف کہنے والا ہے' تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند اور منشاء کے ساتھ ہے' ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر خواہی چاہتے ہیں' آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں' اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش:

ابوبکرؓ نے کہا کہ ہاں میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے' مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں مگر کاش نہ کرتا' اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش ان کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کر لیتا۔

تین چیزیں نہ کرنے کی خواہش:

وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا' یہ ہیں۔ کہ کاش میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لیے اس کا دروازہ بند کرتے' اور کاش میں الفجاءۃ سلمی کو نہ جلاتا' بلکہ یا تو اس کو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا' اور کاش بنوسقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک کے گلے میں ڈال دیتا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اشارہ عمرؓ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا' دونوں میں سے ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

تین چیزیں کرنے کی تمنا:

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا' کیونکہ بعد میں میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے' اور کاش جب میں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمان فتح یاب ہوتے تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا' یا مددگار بن جاتا' اور کاش جب میں نے خالدؓ بن الولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمرؓ بن الخطاب کو عراق کی طرف بھیج دیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔

تین باتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کی آرزو:

اور کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہیے تاکہ پھر کسی کو نزاع کا موقع نہ رہتا' اور کاش میں آپ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لیے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے اور کاش میں آپ سے بھتیجی اور پھوپھی کی میراث کے متعلق دریافت

کر لیتا' کیونکہ میرے دل میں اس کے متعلق کچھ بے اطمینانی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سخ میں رہائش:

ابوبکرؓ امیر المومنین ہونے سے قبل تجارت کرتے تھے اور اس وقت ان کا مکان سخ میں تھا مگر پھر مدینہ میں منتقل ہو گئے تھے' عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میرے والد سخ میں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے' حبیبہ کا شجرہ یہ ہے حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنو الحارث بن الخزرج سے تھے' ابوبکرؓ نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں سے ایک حجرہ بنایا تھا' ابھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بنانے پائے تھے کہ مدینہ میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے' بیعت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سخ ہی میں مقیم رہے' اور ہر روز صبح کو مدینہ پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے' ان کے جسم پر ایک تہمد اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی' آپ مدینے پہنچ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر سخ کو واپس چلے جاتے' جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمرؓ نماز پڑھاتے اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک سخ میں رہتے سر اور داڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آ کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سادہ زندگی:

ابوبکر رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ آدمی تھے آپ ہر روز صبح کو بازار جاتے خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا کبھی آپ خود اس کو چرانے کے لیے لے جاتے اور کبھی آپ کا یہ کام کوئی اور شخص کر دیتا تھا' آپ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے' چنانچہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو قبیلے کی ایک بچی نے کہا کہ اب ہمارے گھر کی بکریاں نہیں دوہی جائیں گی اس کی یہ بات ابوبکرؓ نے سن لی آپ نے کہا ہاں بخدا میں تمہاری بکریاں ضرور دوہوں گا' اور مجھے امید ہے کہ اس منصب سے میری سابقہ عادات میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا' چنانچہ خلیفہ ہو کر بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ قبیلے کی بکریوں کا دودھ نکالتے رہے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ قبیلے کی بچی سے پوچھتے کہ اگر تم چاہتی ہو تمہاری بکریاں میں چرا لاؤں یا تم کہو تو ان کو کھول کر چھوڑ دوں' لڑکی کبھی کہتی آپ ان کو چرا لائیے اور کبھی کہتی ان کو چھوڑ دیجیے۔ چنانچہ جیسا وہ کہتی آپ اس کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتے' سخ کے قیام کے زمانے میں چھ مہینے تک آپ کا یہی طرز عمل رہا۔

مدینہ میں قیام:

پھر آپ مدینہ اٹھ آئے اور وہیں قیام کر لیا آپ نے فرائض خلافت اور اپنے مسئلہ معاش پر غور کیا اور کہا بخدا لوگوں کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ تجارت نہیں ہو سکتی' اس خدمت کے لیے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے ادھر میرے اہل و عیال کے لیے بھی کچھ ضروری ہے اس لیے آپ نے تجارت ترک کر دی۔ اور بیت المال سے اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے لوگوں نے آپ کے ذاتی مصارف کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی تھی۔

بیت المال کی رقم کی واپسی:

جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا' بیت المال کا جو کچھ سامان ہمارے پاس ہو سب واپس کر دو۔ کیونکہ

میں اس مال میں سے اپنے ذمے کچھ رکھنا نہیں چاہتا' میری وہ زمین جو فلاں مقام پر واقع ہے وہ اس رقم کے معاوضے میں دے دو جو آج تک میں نے بیت المال سے لی ہے چنانچہ وہ زمین' ایک اونٹنی' ایک قلعی گر غلام اور کچھ غلہ جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی یہ سب چیزیں عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی گئیں' عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں مبتلا کر دیا ہے۔

بیت المال کی رقم:

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ حساب لگاؤ کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے بیت المال کی کتنی رقم خرچ کی ہے جو کچھ میزان نکلے اس کو میری جائداد سے وصول کر لو چنانچہ حساب لگایا گیا تو پورے زمانہ خلافت کی رقم آٹھ ہزار درہم نکلی۔

طلحہؓ بن عبید اللہ کے اعتراض کا جواب:

اسماءؓ بنت عمیس کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہوگا تو وہ نہ جانے کیا کیفیت ہوگی' آپ خدا کے سامنے جا رہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق باز پرس کرے گا' ابوبکر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ نے کہا مجھے بٹھا دو' لوگوں نے آپ کو بٹھا دیا آپ نے طلحہ سے کہا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو' تم مجھے خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں کہوں گا میں نے تیری مخلوق پر ان میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔



باب ۹

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ:

گزشتہ صفحات میں ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے' ابوبکر رضی اللہ عنہ کے وفات پانے اور عمرؓ کے ان کی نماز جنازہ پڑھانے اور صبح ہونے سے قبل رات ہی کو ان کی تدفین عمل میں آنے کے واقعات بیان کر چکے ہیں' اس رات کے ختم ہوتے ہی صبح کو عمرؓ نے جو سب سے پہلا کام کیا اس کے متعلق شداد کی روایت یہ ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور کہا میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں تم لوگ ان پر آمین کہو اسی طرح مری کا بیان ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے جو سب سے پہلی گفتگو کی وہ یہ تھی کہ عربوں کی مثال ایسی ہے جیسے نکیل میں بندھا ہوا اونٹ جو اپنے قائد کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے لہٰذا قائد کا فرض ہے کہ سوچ سمجھ کر اس کی قیادت کرے' اور میں قسم ہے رب کعبہ کی ان کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے نام فرمان:

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے سب سے پہلا خط ابوعبیدہؓ کو لکھا جس میں ان کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کیا اور لکھا کہ میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے' جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست پر لگایا' اور ظلمت سے نکال کر نور میں داخل کیا' میں تم کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ' تم غنیمت کی حرص میں آ کر مسلمانوں کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرنا اور نہ کسی اجنبی مقام میں وہاں کے حالات اور نتائج سے بے خبر ہو کر ان کو ٹھہرانا' جب تم کسی جماعت کو جنگ کے لیے بھیجو تو معقول تعداد کے بغیر نہ بھیجنا' مسلمانوں کو ہلاکت میں ہرگز مبتلا نہ کرنا' خدا نے تمہارا معاملہ میرے ہاتھ میں اور میرا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے دنیا کی محبت سے اپنی آنکھیں بند کر لو اور اپنے دل کو اس سے بے نیاز کر لو' خبردار اگلے لوگوں کی طرح ہلاکت میں مت ڈالو ان کے بچھڑنے کے میدان تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا تقرر:

جو لوگ شام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع لے کر گئے تھے ان کے نام یہ ہیں' شداد بن اوس بن ثابت انصاری' محمیہ بن جزء اور یرفا' انہوں نے مسلمانوں کے فتح یاب ہونے تک اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اس وقت مسلمان یاقوصہ کی گھاٹی پر رومی دشمنوں سے برسرپیکار تھے یہ رجب کا واقعہ ہے' اس کے بعد ان لوگوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات پانے کی اطلاع دی اور بتلایا کہ عمرؓ نے آپ کو شام کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور تمام امراء کو آپ کا ماتحت بنایا ہے اور خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا ہے۔

جنگ فحل:

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب مسلمان اجنادین کے معرکہ سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے فحل کی طرف جو علاقہ اردن میں واقع ہے چلے گئے کیونکہ رومی بھاگ کر وہاں جمع ہو گئے تھے' مسلمان بدستور اپنے امراء کے ماتحت تھے خالدؓ مقدمۃ الجیش پر تھے' رومیوں نے بیسان پر پہنچ کر اس کی نہروں کے بند توڑ دیئے' وہاں کی زمین شور تھی جس سے تمام زمین دلدل بن گئی' بیسان فلسطین اور

اردن کے درمیان واقع ہے' جب مسلمان وہاں پہنچے تو وہ رومیوں کی کارستانی سے لاعلم تھے' ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور انہیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی' مگر خدا نے ان کو وہاں سے سلامتی سے نکال دیا' بیسان کا نام اس زحمت کی وجہ سے جو مسلمانوں کو وہاں اٹھانی پڑی ذات الروغہ (دلدل والی جگہ) پڑ گیا' اس کے بعد مسلمان رومیوں کے پاس پہنچے وہ اس وقت فحل میں تھے' طرفین میں جنگ ہوئی' رومیوں نے شکست کھائی' مسلمان فحل میں داخل ہو گئے اور بھاگے ہوئے رومی دمشق پہنچ گئے۔ فحل کا واقعہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ بعد ذوالقعدہ ۱۳ھ میں پیش آیا تھا اس سال کے امیر حج عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے۔ 4

فتح دمشق:

فحل کے بعد مسلمان دمشق کی طرف متوجہ ہوئے' مقدمۃ الجیش پر خالدؓ بن الولید تھے رومی دمشق میں ایک شخص باہان نامی کے پاس جمع ہو گئے تھے' عمرؓ نے خالدؓ بن الولید کو معزول کر کے ابوعبیدہؓ کو سپہ سالار مقرر کر دیا تھا' دمشق کے اطراف مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی' اس جنگ میں خدا نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا' رومی دمشق میں گھس گئے اور اس کے دروازے بند کر لیے' مسلمانوں نے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے رہے' رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کی امارت کا فرمان:

عمرؓ کے پاس سے ابوعبیدہؓ کے نام ان کی امارت اور خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کا حکم پہنچا تو انہوں نے شرم کی وجہ سے وہ خط خالد رضی اللہ عنہ کو نہیں دکھلایا جب دمشق خالدؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا صلح نامہ انھیں کے نام سے لکھا جا چکا تب ابوعبیدہؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو اس خط کے مضمون سے مطلع کیا جب اہل دمشق نے صلح کر لی تو باہان جس نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی ہرقل کے پاس چلا گیا' دمشق رجب ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا' اس کے بعد ابوعبیدہؓ نے اپنی امارت اور خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کو ظاہر کر دیا' مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ پہلے ایک شہر عین فحل میں ہوا تھا' عین فحل فلسطین اور اردن کے درمیان واقع ہے وہاں بڑے زور کا معرکہ ہوا تھا اس کے بعد رومی دمشق میں پہنچے تھے۔

مگر خالدؓ اور عبادہؓ کی روایت میں یہ ہے کہ جب برید مدینہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہؓ کی امارت کا حکم لے کر مسلمانوں کے پاس یرموک پہنچا اس وقت مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہو رہی تھی اس کے بعد راوی نے تمام واقعہ یرموک کا بیان کیا ہے اور دمشق کا واقعہ اس طرح بیان نہیں کیا جس طرح کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے میں اس روایت کا کچھ حصہ بعد میں ذکر کروں گا۔

خالدؓ بن سعید اور ولیدؓ بن عقبہ کو معافی:

خلیفہ ہونے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ' خالدؓ بن سعید اور ولید بن عقبہ سے خوش ہو گئے۔ ان دونوں کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی' ابوبکرؓ نے جنگ سے بھاگنے کی پاداش میں ان دونوں کو مدینہ میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی اور ان کو شام واپس کر دیا تھا' اور ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ اب میں تم کو اچھی طرح آزمانا چاہتا ہوں' جاؤ ہمارے جس امیر کے ساتھ تم چاہتے ہو مل جاؤ' چنانچہ یہ دونوں فوج میں آ کر شریک ہو گئے تھے اور انہوں نے سخت معرکوں میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔

دمشق کا واقعہ سیف کی روایت کے مطابق

حضرت خالدؓ بن ولید کی معزولی:

خالدؓ اور عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب خدا نے یرموک کی فوجوں کو شکست دے دی اور واقوصہ کے لوگ تتر بتر ہو گئے اور مال غنیمت اور انعامات تقسیم ہو چکے اور خمس اور وفود بھیجے جا چکے' تب ابوعبیدہؓ نے اس اندیشے سے کہ مبادا مرتدین یرموک پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں اور ہماری رسد کے راستے بند کر دیں' یرموک پر بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا اور خود صفر کے ارادے سے آگے بڑھے' ابوعبیدہؓ بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا چاہتے تھے ان کو معلوم نہیں تھا کہ رومی کہیں جمنا چاہتے ہیں یا منتشر ہونا چاہتے ہیں اتنے میں ان کے پاس اطلاع آئی کہ رومی فحل پر جمع ہو رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ اہل دمشق کی مدد کے لیے حمص سے کمک آ رہی ہے' اس وقت ابوعبیدہ متردد ہوئے کہ آغاز دمشق سے کریں یا فحل سے' جو علاقہ اردن کا ایک شہر ہے اس لیے انہوں نے اس بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ کر ہدایت طلب کی اور جواب کے انتظار میں صفر میں ٹھہر گئے' عمرؓ نے یرموک کی فتح کی اطلاع کے بعد جملہ امراء کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا مگر خالد رضی اللہ عنہ کو ابوعبیدہؓ کے ماتحت کر دیا اور عمرو کو جنگ کے اثرات فلسطین پہنچنے تک مسلمانوں کی امداد کے لیے مقرر کر دیا اور لکھ دیا کہ جب جنگ فلسطین میں ہونے لگے تو عمرو وہاں کے سپہ سالار ہوں گے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی معزولی کی وجہ:

لوگوں کا خیال ہے کہ عمرؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کی کسی گفتگو کی وجہ سے معزول کر دیا تھا ابوبکرؓ کے پورے زمانہ خلافت میں عمرؓ خالدؓ سے ناراض رہے اور ان کے اعمال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ انہوں نے ابن نویرہ کو قتل کر دیا تھا اور نیز ان سے جنگ میں بعض بے ضابطگیاں سرزد ہوئی تھیں' چنانچہ خلیفہ ہوتے ہی جو بات سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلی وہ خالدؓ کے معزول کرنے کے متعلق تھی آپ نے کہا کہ میرے زمانے میں خالد رضی اللہ عنہ کبھی کسی ذمہ دار عہدے پر نہیں رہیں گے۔

تکذیب نفس کی شرط:

عمرؓ نے ابوعبیدہؓ کو خط لکھا کہ اگر خالدؓ اپنے نفس کی تکذیب یعنی اپنے قصور کا وہ اعتراف کرتے ہیں تو وہ علی حالہ سپہ سالار رہیں اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو تم ان کی جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہو اس کے بعد تم ان کے سر سے ان کی دستار اتار لینا اور ان کا تمام مال ان سے نصفا نصف سے تقسیم کرا لینا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بہن سے مشورہ:

جب ابوعبیدہؓ نے خالدؓ سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالد رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں اپنی بہن سے اس معاملے میں مشورہ کرتا ہوں' ابوعبیدہؓ نے ان کو مہلت دے دی' خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گئے وہ حارث بن ہشام کی بیوی تھیں' خالدؓ نے ان سے اس معاملے کا ذکر کیا' فاطمہ نے کہا' بخدا عمر رضی اللہ عنہ تمہیں کبھی پسند نہیں کریں گے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اعتراف قصور کرو اور پھر وہ تمہیں معزول کر دیں' خالدؓ نے یہ رائے سن کر اپنی بہن کا سر چوم لیا اور کہا بے شک تم سچ کہتی ہو' چنانچہ خالدؓ نے معزول ہونا قبول کیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوئے۔

حضرت خالدؓ کے مال کی تقسیم:

ابوبکرؓ کے غلام بلال ابوعبیدہؓ کے پاس پہنچے اور کہا تم کو خالدؓ کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے' ابوعبیدہؓ نے کہا مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے' کہ ان کا عمامہ اتارلوں اور ان کے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کرلوں' چنانچہ ابوعبیدہؓ نے خالد رضی اللہ عنہ کا تمام مال تقسیم کرلیا آخر میں ان کی جوتی کا جوڑا رہ گیا ابوعبیدہؓ نے کہا یہ صرف ان ہی کے کام کا ہے' خالدؓ نے کہا ہاں! مگر میں امیر المؤمنین کی نافرمانی نہیں کرسکتا تم کو جیسا حکم ملا ہے ویسا ہی کرو' اس پر ابوعبیدہؓ نے ایک جوتا لے لیا اور ایک خالد رضی اللہ عنہ کو دے دیا' معزول ہونے کے بعد خالد رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مدینے آ گئے۔

حضرت خالدؓ کے اثاثے کی خریداری:

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جب عمر خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے تو ان سے کہا کرتے اے خالدؓ! خدا کا مال جو تم دبائے بیٹھے ہو اس کو نکالو' خالدؓ کہتے' بخدا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے' اور جب عمرؓ نے ان کا زیادہ پیچھا کیا تو خالدؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے تمہاری سلطنت میں سے جو کچھ لیا ہے اس کی قیمت چالیس ہزار درہم بھی نہیں ہے' عمرؓ نے کہا میں تمہارا تمام اثاثہ چالیس ہزار درہم میں تم سے خریدتا ہوں خالدؓ نے کہا مجھے منظور ہے' عمرؓ نے کہا میں نے تم سے لے لیا' خالدؓ کے پاس سوائے گھر کے سامان اور چند غلاموں کے اور کچھ نہ نکلا' اس کی قیمت کا حساب لگایا گیا' تو اسی ہزار درہم ہوئی' عمرؓ نے وہ سب مال ان سے لے لیا اور ان کو چالیس ہزار درہم دے دیئے' کسی نے عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین! اگر آپ خالد رضی اللہ عنہ کا سامان ان کو واپس دے دیں تو مناسب ہے عمرؓ نے کہا بخدا میں مسلمانوں کا تاجر ہوں ہرگز واپس نہیں کروں گا مگر خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کا دل ان کی طرف سے صاف ہوگیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

جب عمرؓ کے پاس ابوعبیدہؓ کا خط یہ دریافت کرنے کے لیے آیا کہ حملہ کس مقام پر پہلے کیا جائے تو عمرؓ نے اس کا یہ جواب دیا' اما بعد! تم کو چاہیے کہ پہلے دمشق پر حملہ کرو کیونکہ دمشق شام کا قلعہ اور دشمنوں کا دارالحکومت ہے' اور فحل والوں کے مقابلے میں اپنا دستہ چھوڑ کر ان کو الجھائے رکھو تاکہ وہ لوگ تمہاری طرف توجہ نہ کرسکیں' اسی طرح اہل فلسطین اور اہل حمص کو بھی مصروف کردو' اگر یہ مقامات دمشق سے پہلے فتح ہوگئے تو تمہاری مراد برآئے گی اور اگر خدا نے دمشق کو ان سے پہلے فتح کرادیا تو اس کی حفاظت کے لیے ایک امیر کو چھوڑ دینا اور باقی امراء اور تم جاکر فحل پر حملہ کرنا' جب فحل فتح ہوجائے تو تم اور خالد رضی اللہ عنہ حمص کی طرف مڑ جانا اور شرحبیل اور عمرو کو اردن اور فلسطین میں چھوڑ دینا اور ہر شہر اور ہر فوج کے امراء تاحکم ثانی اپنی اپنی خدمات پر برقرار رہیں گے۔

فحل کا محاصرہ:

ابوعبیدہ نے فحل کی طرف دس قائد روانہ کیے ابوالاعور السلمی' عبا عمرو بن یزید بن عامر الجرشی' عامر بن حمثہ' عمرو بن کلیب جو یحصب کے قبیلے کے تھے۔ عمارہ بن الصعق بن کعب' صیفتی بن علبہ بن شامل' عمرو بن الحبیب بن عمرو مبدہ بن عامر بن خثعمہ' بشیر بن عصمہ' عمارہ بن مخش' یہ سب لوگ قائد تھے اور ان میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں پانچ پانچ قائد اور تھے' سرداری کے لیے جہاں تک ہو سکتا صحابہ ہی میں سے لوگ منتخب ہوتے تھے' یہ سب لوگ صفر سے روانہ ہو کر فحل کے قریب ٹھہر گئے' مگر جب رومیوں کو مسلمانوں کی فوجوں کے متعلق اطلاع ملی' کہ وہ ان کے ارادے سے آ رہی ہیں تو رومیوں نے فحل کے اطراف کی ندیوں کے بند توڑ دیئے جس سے تمام زمین میں پانی پھیل گیا اور وہ دلدل بن گئی' اس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی اور اسی ہزار شہ سواران کے حملے سے محفوظ رہ گئے مسلمانوں نے شام کے شہروں میں سب سے پہلے فحل کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا۔

حمص کا محاصرہ:

ابوعبیدہؓ نے ذوالکلاع کو دمشق اور حمص کے درمیان متعین کیا تا کہ وہ وہاں پشت پناہی کا کام انجام دیں اور علقمہ بن حکیم اور مسروق کو دمشق اور فلسطین کے درمیان متعین کیا، ان کے امیر یزید تھے، یزید ابوعبیدہ کے ساتھ مرج سے روانہ ہوئے تھے، اور مقدمے پر خالدؓ بن الولید کو مامور کیا تھا خالدؓ کے دونوں بازوؤں پر عمرو اور ابوعبیدہ تھے، سواروں کے افسر عیاض اور پیدل کے افسر شرحبیل تھے، مسلمانوں نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی، اہل دمشق کا سردار نسطاس بن نسطوس تھا، مسلمانوں نے اہل دمشق کا محاصرہ کرلیا اور دمشق کے اطراف فروکش ہوگئے، ایک طرف ابوعبیدہ تھے، ایک طرف عمرو تھے، ایک طرف یزید تھے ہرقل اس زمانے میں حمص میں ٹھہرا ہوا تھا حمص کا شہر اس کے اور مسلمانوں کے درمیان واقع تھا مسلمانوں نے دمشق کا ستر دن تک سخت محاصرہ کئے رکھا جس میں حملوں، تیراندازیوں اور منجنیقوں سے دشمن کو خوب پریشان کرتے رہے وہ لوگ شہر میں پناہ گزیں تھے اور امداد کی آس لگائے بیٹھے تھے، ہرقل ان سے قریب ہی تھا، اس سے انہوں نے مدد طلب کی، مگر ذوالکلاع دمشق سے ایک رات کے فاصلے پر اسلامی لشکر اور حمص کے درمیان گویا حمص پر حملہ آور ہونے کے لیے مقیم تھے، جب ہرقل کی فوجیں اہل دمشق کی امداد کے لئے آئیں تو ذوالکلاع کے شہ سواروں نے ان پر حملہ کردیا اور ان کو امداد سے روک دیا مجبوراً وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور ذوالکلاع کے مقابلے کے لئے ٹھہر گئے اور اہل دمشق اسی حالت میں گرفتار رہے۔

اہل دمشق کا جشن:

جب اہل دمشق کو یقین ہوگیا کہ ان کو امداد نہیں پہنچ سکتی تو ان میں کمزوری اور بزدلی پیدا ہوگئی اور انہوں نے مزید جدوجہد ترک کردی اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا' رومی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی یہ یورش اس سے قبل کی لوٹ مار کے مانند ہے جب سردی زیادہ ہو جائے گی تو یہ لوگ خود ہی یہاں سے بھاگ جائیں گے' مگر سردی شروع ہوگئی تب بھی مسلمان واپس نہ ہوئے' اسی عرصے میں اہل دمشق کے پادری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا' اس خوشی میں اس نے سب لوگوں کی دعوت کی' رومیوں نے خوب کھایا اور پیا' یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی اپنی متعینہ جگہ کی نگرانی سے بالکل بے خبر ہوگئے' مسلمانوں میں خالدؓ کے سوا اور سب لوگ رومیوں کی اس حالت سے ناواقف تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:

خالد رضی اللہ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ نہ خود سوتے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے' ان کو رومیوں کی سب باتوں کا علم رہتا' ان کی آنکھیں بہت تیز تھیں وہ اپنی سمت میں ہمیشہ مصروف رہتے چنانچہ آپ نے کچھ رسیاں اور ڈوریاں سیڑھیوں اور کمندوں کی شکل کی تیار کیں' اور اس دعوت کے روز شام ہوتے ہی خالدؓ اور ان کے سپاہیوں نے پیش قدمی کی' سب سے آگے خود خالدؓ اور قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی اور ان جیسے اور چند اصحاب روانہ ہوئے اور اپنے لوگوں کو یہ ہدایت کر گئے کہ جب شہر پناہ سے تم لوگ ہماری تکبیروں کی آوازیں سنو تو فوراً ہماری طرف چڑھ آؤ اور دروازے پر حملہ کردو۔

شہر پناہ پر چڑھائی:

جب خالدؓ اور ان کے رفیق اپنے قریب کے دروازے کے پاس پہنچ گئے تو ان لوگوں نے وہ ڈوریاں شہر پناہ کے کنگروں پر پھینک دیں' اس وقت ان کی کمروں' پر وہ مشکیں بندھی ہوئی تھیں جن کے ذریعے سے انہوں نے خندق کو تیر کر پار کیا تھا' جب ڈوریاں ان کنگروں

میں بخوبی اٹک گئیں تو قعقاع اور مذعور ان کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے اور ان دونوں نے باقی تمام رسیاں اور ڈوریاں اوپر کنگروں سے باندھ دیں۔

دربانوں کا قتل:

شہر پناہ کے جس حصے پر مسلمانوں نے یورش کی تھی وہ نہایت مستحکم اور ناقابل مرور تھا خالدؓ کے تمام ساتھی کچھ اوپر چڑھ گئے اور کچھ دروازے پر پہنچ گئے جب فصیل پر سب لوگ باطمینان چڑھ گئے تو خالدؓ نے اسی مقام پر دوسرے چڑھنے والوں کی حفاظت کے لیے کچھ محافظ چھوڑ دیئے اور خود اپنی جماعت کو لے کر نیچے اترے اور اوپر والوں کو تکبیر کہنے کا حکم دیا' ان کی تکبیروں کی آوازیں سنتے ہی کچھ مسلمان دروازے کی طرف دوڑے اور کچھ ان رسیوں کی طرف جھپٹ پڑے اور چھلانگیں مارتے ہوئے اوپر چڑھ گئے' خالدؓ نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کو وہیں سلا دیا اس کے بعد دروازے پر پہنچ کر دربانوں کا خاتمہ کر دیا۔

اہل دمشق کی بدحواسی:

اہل شہر اور دوسرے تمام لوگوں پر پریشانی اور بدحواسی کی کیفیت طاری ہوگئی وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر پہنچے ان کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہے' مسلمان ہر طرف اپنے اپنے پاس والوں کو تہ تیغ کر رہے تھے' خالدؓ اور ان کے رفیقوں نے دروازے کی زنجیروں کو تلواریں مار مار کر کاٹ دیا اور دروازے کو اسلامی لشکر کے لیے کھول دیا' مسلمان اندر گھس گئے خالدؓ کے دروازے کے پاس ایک بھی جنگجو ایسا نہ رہا جس کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔

اہل دمشق سے مصالحت:

جب خالد رضی اللہ عنہ کو اس حملے میں خاطر خواہ کامیابی ہوگئی اور وہ اپنی طرف کے دروازے پر بالجبر قابض ہو گئے تو اس طرف کے دشمن بھاگ بھاگ کر دوسرے دروازوں کی طرف پناہ لینے کے لیے دوڑے' ان دروازوں کی طرف کے دشمنوں کو مسلمانوں نے نصف نصف تقسیم پر مصالحت کی دعوت دی تھی مگر اس تجویز کو انہوں نے مسترد کر دیا تھا اور دفاع پر اڑے رہے تھے مگر جب خالدؓ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا تو وہ لوگ فوراً اپنی طرف کے مسلمانوں سے صلح کے خواستگار ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ رومیوں نے اندر سے دروازے کھول دیئے اور مسلمانوں سے کہا جلد اندر آؤ اور ہم کو اس دروازے کے حملہ آوروں سے بچاؤ' اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان تمام دروازوں کی طرف کے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور خالدؓ اپنے دروازے سے بالجبر فتح کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے خالدؓ اور دوسرے اسلامی امراء وسط شہر میں اس طرح ایک دوسرے سے ملے کہ ایک جماعت قتل اور غارت گری میں مصروف تھی اور دوسری جماعت صلح اور امن دہی کے ساتھ داخل ہو رہی تھی مگر جب صلح ہوگئی تو مسلمانوں نے خالد رضی اللہ عنہ کی طرف کے حصے کو بھی صلح کے حکم میں شامل کر دیا۔

دمشق کے مال غنیمت کی تقسیم:

دمشق کی مصالحت زرنقد اور زمینوں کی تقسیم پر اور فی کس سالانہ ایک دینار پر منعقد ہوئی تھی مقتولین کا سامان مسلمانوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا' خالدؓ کے سپاہیوں کو بھی اتنا ہی حصہ ملا جتنا کہ دوسرے امراء کے سپاہیوں کو دیا گیا تھا' ملک کا باقی حصہ بھی اسی صلح میں شامل تھا۔ چنانچہ زمین پر فی جریب ایک جریب پیداوار کا محصول لگایا گیا تھا' مگر شاہی خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کا تمام مملوک سامان مال غنیمت کا قرار دیا گیا' مال غنیمت میں سے ذوالکلاع اور ان کی فوج' ابوالاعور اور ان کی فوج' بشیر اور ان کی فوج کو بھی حصے دیئے گئے تھے۔ اس فتح کی خوشخبری فوراً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔

عراقی فوج کی مراجعتِ عراق:

ابوعبیدہؓ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا حکم آیا کہ عراق کی فوجوں کو عراق واپس بھیج دو اور ان کو حکم دو کہ وہ سعد بن مالک سے جا کر مل جائیں' اس لیے ابوعبیدہؓ نے عراق کی فوج کا امیر ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیا اس فوج کے مقدمے کے افسر قعقاع بن عمرو تھے میمنے اور میسرے کے افسر عمرو بن مالک الزہری اور ربعی بن عامر تھے' دمشق کے بعد یہ لوگ سعد کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ ہاشم عراق کی فوجوں کو لے کر عراق کو گئے' اور دوسرے قائدین فحل کی طرف روانہ ہوئے' ہاشم کے ساتھ دس ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا ان میں سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان کے بجائے اور لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا تھا' ان ہی میں سے قیس اور اشتر ہیں' ایلیا کی طرف علقمہ اور مسروق گئے اور اس کے راستے پر فروکش ہو گئے۔ یزید بن ابی سفیان یمن کے قائدین کے ساتھ دمشق میں ٹھہرے ان میں سے بعض لوگوں کے یہ نام ہیں۔ عمرو بن شمر بن غزیہ' سہم بن المسافر بن ہزمہ' مشافع بن عبداللہ بن مشافع۔

دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابی سفیان نے دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تدمر روانہ کیا اور ابوالزمیراء القشیری کو بثینہ اور حوران کی طرف روانہ کیا مگر ان مقامات کے لوگوں نے ان دونوں سرداروں سے دمشق کی صلح کی شرائط پر صلح کر لی اور ان مفتوحہ علاقوں کے انتظامات ان ہی دونوں سرداروں کو تفویض کر دیے گئے۔

فحل کا واقعہ:

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ھ میں عمل میں آئی تھی اور فحل کا واقعہ دمشق سے پہلے پیش آیا تھا اور فحل کے بھاگے ہوئے لوگ دمشق کی طرف چلے گئے تھے اور مسلمانوں نے اسی طرف ان کا تعاقب کیا تھا' محمد بن اسحاق کا خیال ہے کہ فحل کا واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ میں ہوا۔

فتح دمشق کے سنین میں اختلاف:

واقدی بھی ابن اسحاق کے قول کے مطابق یہی رائے رکھتے ہیں کہ دمشق ۱۴ھ میں فتح ہوا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا تھا اور یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں پیش آیا تھا۔ یرموک کے بعد ہرقل ماہ شعبان میں انطاکیہ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا تھا اور یرموک کے بعد پھر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر ہم سیف کی روایت اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ یرموک کا واقعہ ۱۳ھ میں ہوا تھا اور یرموک ہی میں مدینے کا قاصد مسلمانوں کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع لے کر اس روز شام کے وقت پہنچا تھا جب کہ رومی شکست کھا چکے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یرموک سے فارغ ہو کر دمشق چلے جانا' اور یہ کہ فحل کا واقعہ دمشق کے بعد ہوا تھا اور اس کے بعد کی لڑائیاں جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوئی ہیں وہ ہرقل کے قسطنطنیہ جانے سے قبل پیش آئی ہیں' ہم ان لڑائیوں کو انشاء اللہ ان کے موقعوں پر بیان کریں گے۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ ثقفی:

اس سال یعنی ۱۳ھ میں عمرؓ نے ابوعبیدؓ ابن مسعود ثقفی کو عراق کی طرف روانہ کیا تھا اور وہ بقول واقدی اس سال شہید ہو گئے تھے' مگر ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یوم الجسر جو جسر ابی عبید ثقفی کے نام سے مشہور ہے ۱۴ھ میں ہوا تھا۔

فحل کے واقعات سیف کی روایت کے مطابق

فحل کی اہمیت:

اب ہم فحل کے واقعات بیان کرتے ہیں اس روایت میں شام کو فوجوں کی فتوحات اور بعض امور کے متعلق نامناسب اختلافات موجود ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ واقعات ایک دوسرے سے قریب قریب زمانے میں واقع ہوئے ہیں' ابن اسحاق کے بیان اور اس کی تفصیلات کو ہم گذشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں مگر سری بروایت سیف یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے دمشق کو فتح کر کے یزید بن ابی سفیان کو مع ان کی فوج کے دستے کے دمشق میں چھوڑ دیا اور سب لوگ فحل کی طرف روانہ ہو گئے' مسلمانوں کے سپہ سالار شرحبیل رضی اللہ عنہ بن حسنہ تھے' انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ کو مقدمے پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو بازوں پر ضرار رضی اللہ عنہ بن الازور کو سواروں پر اور عیاض رضی اللہ عنہ کو پیدلوں پر مامور کیا تھا' ان لوگوں نے ہرقل کی طرف بڑھنا نامناسب خیال کیا کیونکہ اسی ہزار رومی ان کے عقب میں موجود تھے اور یہ معلوم تھا کہ فحل کی فوجیں رومیوں کے لیے سپر کا کام دے رہی ہیں اور انھیں سے رومیوں کی توقعات وابستہ ہیں اگر یہ معرکہ سر ہو گیا تو سارا شام مسلمانوں کے زیر اقتدار آ جائے گا۔

طبریہ کا محاصرہ:

جب مسلمان ابوالاعور کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو طبریہ کی طرف آگے بڑھایا' طبریہ پہنچ کر مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور باقی تمام لشکر نے فحل پر جو علاقہ اردن میں واقع ہے پڑاؤ ڈالا' ابوالاعور فحل کی طرف آئے تو وہاں کے لوگ پسپا ہو کر بیسان چلے گئے۔ شرحبیل رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں کو لے کر فحل میں مقیم ہوئے' رومیوں نے بیسان میں قیام کیا' مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان وہ پانی اور دلدلیں حائل تھیں' جن کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے۔

ذات الروغہ:

مسلمانوں نے محاذ جنگ کی اطلاعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیں' خلیفہ کے پاس سے جواب آنے تک ان لوگوں کا ارادہ ٹھہرے رہنے اور فحل پر حملہ نہ کرنے کا تھا' نیز اس وقت دشمن پر پیش قدمی کرنا ممکن بھی نہیں تھا کیونکہ سامنے کیچڑ اور دلدلیں موجود تھیں' عرب اس جنگ کو فحل' ذات الروغہ اور بیسان کے ناموں سے موسوم کرتے تھے' یہاں کے قیام کے زمانے میں مسلمانوں کو علاقہ اردن کی نفیس ترین پیداوار سے مشرکین سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع ملا' ان کا سلسلہ رسد برابر قائم تھا اور بہت فارغ البالی سی گزر رہی تھی اس وجہ سے دشمنوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بالکل بے خبر بنے ہوئے ہیں۔

سقلار بن مخراق کا اسلامی سپاہ پر اچانک حملہ:

رومیوں کا سپہ سالار سقلار بن مخراق تھا ان کو توقع تھی کہ ہم لوگ مسلمانوں کو اچانک' جا لیں گے' چنانچہ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مگر مسلمان بے خبر نہ تھے وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے' شرحبیل رضی اللہ عنہ رات دن صف آرائی میں مصروف رہتے تھے' جب مشرکوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو انہوں نے مشرکین کو ایک دم اپنی تلواروں اور نیزوں پر رکھ لیا اور ان کو ذرا مہلت نہ

لینے دی، فحل میں یہ معرکہ اس زور وشور سے پیش آیا کہ اس سے قبل اس شدت کی جنگ کبھی نہیں ہوئی تھی، رات بھر اور اگلے روز رات تک میدان کارزار گرم رہا۔ دشمنوں کی آنکھوں میں دینا اندھیری ہوگئی وہ سخت حیران و پریشان تھے، انہوں نے شکست فاش کھائی اور ان کا سپہ سالار سقلار بن مخراق اور دوسرے بڑے بڑے سردار جن میں سے ایک نسطور بھی تھا، قتل ہوئے مسلمانوں کو نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی۔

رومیوں کا فرار وقتل:

مسلمانوں نے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کیا وہ سمجھتے تھے کہ دشمن ابھی تک مدافعت کے لئے جمنا چاہتا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ سخت حیران و پریشان اور اپنے ٹھکانے سے بالکل ناآشنا ہیں، شکست اور پریشانی نے ان کو دلدل اور کیچڑ میں دھکیل دیا، مسلمانوں کی فوج کے آگے کے دستوں نے جو دشمن سے قریب تھے ان کا تعاقب کیا، رومی دلدل میں دھنس دھنس گئے ان کی یہ کیفیت ہوگئی کہ کوئی ان کو چھوتا تو وہ روک نہیں سکتے تھے مسلمانوں نے ان کو اپنے نیزوں سے کچوکے دیئے، دشمنوں کو ہزیمت تو فحل میں ہوئی اور دلدل میں قتل ہوئے، اس روز اسی ہزار رومی قتل ہوئے تھے بہت تھوڑے لوگ جان بچا کر بھاگ سکے تھے۔

حضرت خالدؓ کی مراجعت حمص:

مسلمان اس دلدل کو بہت ناپسند کررہے تھے مگر خدا نے اسی دلدل کو اپنی قدرت سے دشمنوں کیلئے مصیبت اور مسلمانوں کے حق میں کارآمد اور مفید بنا دیا تاکہ مسلمانوں کو بصیرت حاصل ہو اور ان کی جدوجہد میں ترقی ہو جائے، مال غنیمت تقسیم کردیا گیا، اس کے علاوہ ابوعبیدہؓ اور خالدؓ فحل سے حمص کو واپس ہو گئے، اور سمیر بن کعب کو اپنے ہمراہ لے کر ذوالکلاع اور ان کی فوج کے پاس پہنچے اور شرحبیل اور ان کی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

محاصرہ بیسان:

جب شرحبیل فحل کی جنگ سے فراغت پاچکے وہ اپنی فوج اور عمرو کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے اور ان کا محاصرہ کرلیا اس وقت ابوالاعور اور چند اور سردار طبریہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑے تھے۔ اردن کے علاقوں میں دمشق کے واقعات اور فحل اور دلدلوں میں رومیوں اور سقلار کے انجام کی کیفیت پھیل چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ شرحبیل اور ان کے ساتھ عمرو بن العاصی اور حارث بن ہشام اپنی افواج کو لئے ہوئے بیسان کے ارادے سے جارہے ہیں اس لیے ہر جگہ کے لوگ قلعہ گیر ہو گئے، شرحبیل نے بیسان پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا جو چند روز تک جاری رہا مگر بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کے لیے باہر نکلے مسلمان ان سے لڑے اور ان کا خاتمہ کردیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دمشق کی شرائط پر منظور کرلیا۔

اہل طبریہ کی اطاعت:

جب اہل طبریہ کو اطلاع پہنچی تو انہوں نے ابوالاعور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو شرحبیل کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ ابوالاعور نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بیسان سے دمشق کی شرائط پر مصالحت ہوگئی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور اس کے مضافات کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے نصف مسلمانوں کے لیے خالی کردیئے جائیں اور

باقی نصف میں خود رومی سکونت اختیار کریں اور فی کس سالانہ ایک دینار اور فی جریب زمین سے ایک جریب گیہوں یا جو یا جس چیز کی کاشت کریں' ادا کی جائے۔ اس کے بعد مسلمان قائدین اور ان کی فوجیں آبادی میں مقیم ہوگئیں اور اردن کی صلح پایہ تکمیل کو پہنچ گئی' اور تمام امدادی دستے اردن کے علاقے میں مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے اور فتح کی بشارت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

جنگ فارس کے لیے بیعت:

محمد بن عبداللہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جس رات کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی' عمرؓ نے نماز فجر سے قبل سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ لوگوں کو مثنیٰ بن الحارثہ شیبانی کے ساتھ اہل فارس کی لڑائی پر آمادہ کیا اور جب صبح ہوئی تو لوگوں سے بیعت لی اور پھر جنگ فارس کے لیے مدعو کیا' لوگ بیعت کے لیے لگاتار آتے رہے' تین روز میں بیعت سے فراغت ہوگئی آپ لوگوں کو ہر روز جنگ فارس کے لیے ابھارتے تھے مگر کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کیونکہ اہل فارس کے تسلط اور شوکت اور مختلف اقوام پر ان کی حکمرانی کی وجہ سے عربوں کے دلوں پر ان کا بہت زیادہ رعب چھایا ہوا تھا وہ ان کی طرف رخ کرتے ہوئے گھبراتے تھے' چوتھے دن پھر عمرؓ نے لوگوں کو جنگ عراق کی دعوت دی' چنانچہ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی وہ ابوعبید بن مسعود اور سعد بن عبید انصاری فزارہ کے حلیف تھے یہ جنگ جسر میں بھاگ گئے تھے' اس لغزش کے بعد ان کے سامنے اور کئی سمتیں شرکت جہاد کے لیے پیش کی گئیں مگر انہوں نے عراق کے سوا اور کہیں جانا پسند نہیں کیا۔ وہ کہتے تھے کہ میں عراق کی جنگ سے بھاگ کر خدا کی ناراضگی میں گرفتار رہا ہوں اور مجھے اس کی ذات سے امید ہے کہ وہیں کی جنگ میں وہ مجھ سے اپنی خفگی کو دور کرے گا' اس کے بعد مسلمانوں نے اس جنگ کے لیے اپنی خدمات مسلسل پیش کرنی شروع کر دیں۔

مثنیٰ بن حارثہ کی تقریر:

قاسم بن محمد راوی ہیں کہ اس موقع پر مثنیٰ بن حارثہ نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے کہا اے لوگو! تم عراق کی جنگ کو کوئی بہت بڑا معرکہ نہ سمجھو کیونکہ ہم نے فارس کے شاداب علاقوں پر قبضہ جما لیا ہے اور سواد کے بہترین نصف پر ہم غالب ہو گئے ہیں اور تقسیم کر کے ہم ان سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں اور ہمارے پیشرو افراد کو ان پر جرأت حاصل ہوگئی ہے' خدا کی ذات سے امید ہے کہ آئندہ بھی ہمیں ایسی ہی کامیابی حاصل ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عوام کو خطاب:

عمرؓ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ حجاز میں تمہاری بود و باش کی صرف یہی صورت ہے۔ کہ تم چارے کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے رہو اس کے سوا یہاں کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ کہاں ہیں وعدۂ الٰہی پر غربت اختیار کرنے والے اور وطن ترک کرنے والے' تم اس ملک میں جاؤ جس کے وارث بنانے کا خدا نے تم سے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے کیونکہ وہ قرآن میں فرماتا ہے: ليظهره على الدين كله. ''تاکہ تمام مذاہب پر اسلام کو غالب کر دیا جائے''۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اس کے مددگاروں کو عزت دینا چاہتا ہے اور ان کو دوسری قوموں کے ملک و دولت کا والی بنانا چاہتا ہے۔ خدا کے نیک اور صالح بندے کہاں ہیں۔

ابوعبید ثقفی کی جہاد کے لیے پیش کش:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کو سن کر سب سے پہلے ابوعبید بن مسعود نے اپنی خدمات پیش کیں' ان کے بعد سعد بن عبید یا سلیط بن قیس نے اپنے آپ کو پیش کیا' جب فوج جمع ہوگئی تو لوگوں نے خلیفہ کو رائے دی کہ اس فوج پر مہاجرین یا انصار میں سے کسی سابق الاسلام شخص کو امیر بنائیے مگر آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو جو فوقیت عطا فرمائی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے دشمن کے مقابلے میں سبقت اور سرعت دکھلائی تھی مگر جب کہ تم بزدل بن گئے ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہو تو امارت کے لیے وہی شخص زیادہ بہتر ہے جس نے تم سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور دعوتِ جنگ پر لبیک کہی ہے بخدا میں ایسے ہی شخص کو اس فوج کا امیر بناؤں گا جس نے سب سے پہلے اپنا نام جہاد کے لیے پیش کیا ہے۔

ابوعبید ثقفی کی امارت:

اس کے بعد آپ نے ابوعبید' سلیط اور سعید کو طلب کیا اور دونوں آخر الذکر سے فرمایا کہ اگر تم ابوعبید پر سبقت کرتے تو میں تم کو امیر بناتا اور شرف قدامت کے ساتھ یہ منصب بھی تم کو حاصل ہوتا' چنانچہ آپ نے ابوعبید کو امیر لشکر بنایا اور ان کو ہدایت کی کہ صحابہ رسولؐ کے مشوروں کو ماننا اور ہر معاملے میں ان کو شریک رکھنا تاوقتیکہ صورت حال بالکل آشکارا نہ ہو کبھی جلد بازی نہ کرنا کیونکہ یہ جنگ ہے اور جنگ کے لیے وہی شخص موزوں ہوتا ہے جو جلد باز نہ ہو اور موقع اور محل کو خوب سمجھتا ہو۔

سلیط بن قیس کو امیر نہ بنانے کی وجہ:

ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ عمرؓ نے ابوعبیدہ سے فرمایا تھا کہ میں نے سلیط کو صرف اس لیے امیر نہیں بنایا ہے کہ ان کے مزاج میں جلد بازی ہے' جنگ کے معاملات میں جلد بازی واضح صورت حال کے سوا مضرت رساں ہوتی ہے اگر وہ جلد باز نہ ہوتے تو میں انہی کو امیر بناتا مگر جنگ کے لیے وہ شخص زیادہ بہتر ہوتا ہے جو تامل اور سوچ بچار کے بعد کام کرے۔

ابوعبید ثقفی کی کفارہ ادا کرنے کی خواہش:

شعبی کی روایت ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ ۱۳ھ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ابوبکرؓ نے ان کے ہمراہ ایک فوج روانہ کی' اس فوج کی بھرتی کے لیے آپ نے تین روز تک لوگوں کو دعوت دی مگر کوئی آمادہ نہ ہوا آخر میں ابوعبید اور ان کے بعد سعد بن عبید تیار ہوئے' ابوعبیدہ نے کہا کہ اس معرکہ کے لیے میں حاضر ہوں' اور سعد نے کہا کہ اس معرکہ کے لیے میں حاضر ہوں' سعد سے اس سے قبل ایک لغزش سرزد ہوگئی تھی اور وہ اس کا کفارہ چاہتے تھے' سلیط کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے عمرؓ سے کہا کہ اس فوج پر اس شخص کو امیر بنائیے جس کو شرف صحبت حاصل ہو' عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بزرگی حاصل ہے وہ اس لیے ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے جلد تیار ہو جاتے ہیں اور یہ لوگ جہاد سے کترانے والوں کے مقابلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں چونکہ یہ حضرات اپنا کام کر چکے ہیں اور اب سست پڑ گئے لہٰذا ان کے مقابلے میں وہ لوگ اولیٰ تر ہوں گے جو بھاری ہوں یا ہلکے جہاد کے لیے دوڑے چلے جاتے ہیں واللہ! میں اسی شخص کو امیر مقرر کروں گا جو سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہوا ہے چنانچہ آپ نے ابوعبید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنایا اور

فوج کی قیادت کے متعلق ان کو مناسب ہدایات دیں۔

یعلیٰ بن امیہ کی روانگی یمن:

سالم کی روایت ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو فوج جنگ کے لیے روانہ کی وہ ابوعبید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں تھی ان کے بعد یعلیٰ بن امیہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ اہل نجران کو جلا وطن کر دیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں اور ابوبکرؓ نے اپنی علالت کے زمانے میں اس کی وصیت فرمائی تھی' عمرؓ نے یعلیٰ بن امیہ سے فرمایا تھا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ' ان کو ان کے دین کے بارے میں پریشان نہ کرو بلکہ ان کو مہلت دو ان میں سے جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہیں' ان کو جلا وطن کر دو اور جو لوگ اسلام قبول کر لیں ان کو ان کے وطن میں مقیم رہنے دو اور جلا وطنی کے بعد اس سرزمین کو ان کے وجود سے بالکل صاف کر دو اور ان سے کہہ دو کہ تم کو دوسرے شہروں میں جانے کا اختیار ہے اور ان کو بتلا دو کہ ہم تم کو اس لیے جلا وطن کر رہے ہیں کہ خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو مذہب باقی نہ رکھے جائیں اس لیے جو شخص اپنے مذہب پر رہنا چاہتا ہے وہ یہاں سے نکل جائے چونکہ وہ لوگ ہمارے ذمی ہیں اور خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہم پر ان کا حق واجب ہے اس لیے ہم زمین کے عوض ان کو زمین عطاء کریں گے۔



نمارق کا واقعہ

شعبی سے روایت ہے کہ ابوعبید کی روانگی کے وقت ان کے ساتھ سعد بن عبید اور بنو عدی بن النجار کے سلیط بن قیس اور بنوشیبان کے خاندان بنو ہند کے ایک شخص مثنیٰ بن حارثہ بھی تھے۔

بوران (پوران دخت) کی تخت نشینی:

بوران کسریٰ کی لڑکی تھی مدائن میں جب اختلافات رونما ہوئے تو رفع نزاع کے لیے بوران کو تخت نشین کر دیا گیا' جس وقت فرخ زاد بن البند وان قتل ہوا اور رستم نے آ کر آزرمی دخت کو قتل کیا تو اس وقت سے یزدجرد کے تخت نشین کیے جانے تک بوران ہی حکمران رہی۔

ابوعبید رضی اللہ عنہ کی آمد کے زمانے میں بوران ہی برسر حکومت تھی اور رستم وزیر جنگ تھا' بوران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیے اور تحفے روانہ کیے تھے کیونکہ اس میں اور شیریٰ میں مخالفت تھی مگر بعد میں بوران اس کی مطیع ہوگئی اور شیریٰ رئیس اور بوران حاکم عدل قرار پائی۔

آزرمی دخت کی معزولی:

زیاد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب سیاؤخش نے فرخ زاد بن البند وان کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت ملکہ بن بیٹھی تو اہل فارس میں اختلافات رونما ہو گئے اور مدینے سے مثنیٰ کی واپسی تک وہ لوگ مسلمانوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکے' بوران نے رستم کو حالات سے مطلع کیا اور اس کو جلد آنے کے لیے لکھا' رستم اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا' وہ فوراً اپنی فوجوں کو لے کر مدائن روانہ ہوا' راستہ میں جہاں کہیں آزرمی دخت کی فوجیں ملتی رہیں ان کو شکست دیتا ہوا مدائن پہنچا' مدائن میں طرفین میں جنگ ہوئی سیاؤخش شکست یاب ہوا' اور وہ اور آزرمی دخت محصور ہوگئی اور اس کو مغلوب کر لیا گیا۔ رستم نے سیاؤخش کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت کی آنکھیں نکال ڈالیں' اس کے بعد بوران ملکہ بن گئی اس نے رستم کو اہل فارس کے انتظام کے لیے مدعو کیا اور اس سے شکایت کی کہ اہل فارس میں بہت ضعف پیدا ہو گیا ہے ان کی قوت میں زوال رونما ہو رہا ہے اس لیے مناسب یہ ہے کہ تم دس سال تک تخت نشین رہو' اس کے بعد اگر آل کسریٰ میں سے کوئی لڑکا مل گیا تو وہ بادشاہ ہو گا ورنہ اس خاندان کی لڑکیاں تخت نشین ہوتی رہیں گی۔

رستم کا سپہ سالاری پر تقرر:

رستم نے کہا میں آپ کا فرماں بردار اور مطیع ہوں اور اس کے صلے میں کسی معاوضے اور انعام کا طالب نہیں ہوں اگر آپ لوگ مجھے کوئی شرف و اعزاز عطا فرمانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے شایانِ شان ہے' میں آپ کا تیر اور آپ کا تابع فرمان ہوں' بوران نے رستم سے کہا تم کل صبح میرے پاس آؤ' اگلے روز رستم بوران کی خدمت میں حاضر ہوا' بوران نے ایرانی سرداروں کو طلب کیا اور رستم کے لیے ایک فرمان اس مضمون کا تحریر کیا کہ تم ہماری خواہش سے جنگ فارس کے امیر اعلیٰ قرار دیے جاتے ہو' خدائے عزوجل

کے سوا کوئی تم پر حاکم بالا دست نہیں ہے ہم لوگ تمہارے احکام کو تسلیم کریں گے' تمہارا ہر وہ حکم جو ملک کی حفاظت اور اہل ایران کو افتراق سے بچانے کی غرض سے ہوگا جائز ہوگا' اس کے بعد بوران نے رستم کے سر پر تاج رکھا اور اہل ایران کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کرو' چنانچہ ابوعبید کی آمد کے وقت اہل ایران رستم کے زیر فرمان تھے۔

ترغیب جہاد:

سب سے پہلا کام جو عمرؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رات ہی کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کو جہاد پر جانے کی ترغیب دی مگر بغیر اس کے کہ کوئی شخص آمادہ ہو سب لوگ منتشر ہو گئے' چوتھے روز پھر آپ نے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اس روز سب سے پہلے ابوعبید آمادہ ہوئے اس کے بعد اور لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہوئے' اس فوج میں حضرت عمرؓ نے مدینے اور اس کے اطراف کے تقریباً ایک ہزار آدمی بھرتی کیے اور ان پر ابوعبید کو امیر بنایا' اس پر بعض لوگ معترض ہوئے اور کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو امیر بنایئے عمرؓ نے کہا کہ اے صحابہ رسولؐ! بخدا یہ کبھی نہیں ہوگا' میں تم کو دعوتِ جہاد دیتا ہوں مگر تم سست بن جاتے ہو اور دوسرے لوگ اس کو قبول کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں تم کو ان پر امیر بناؤں۔ تم کو جو فضیلت حاصل تھی وہ اس لیے تھی کہ تم جہاد کے لیے سب سے پہلے پیش قدمی کرتے تھے' مگر جب تم سست پڑ گئے تو اوروں کو تم پر فضیلت حاصل ہوگئی اس لیے میں تم پر اس شخص کو امیر بناؤں جو تم سے پہلے جہاد کی دعوت قبول کرے گا' مثنیٰ نے روانگی میں جلدی کی تو عمرؓ نے کہا ذرا ٹھہرو' تاکہ تمہارے رفیق تمہارے ساتھ ہی روانہ ہوں۔

عمرؓ نے اپنی بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے ابوعبید کے لشکر کو روانہ کیا اور ان کے بعد اہل نجران کی فوج بھیجی' اور پھر ان لوگوں کو دعوتِ جہاد دی جو فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے تھے وہ لوگ بڑی سرعت کے ساتھ ہر سمت سے آ کر جمع ہو گئے' عمرؓ نے ان کو شام اور عراق کی جنگوں پر بھیج دیا۔

عہد فاروقی کی پہلی نوید فتح:

حضرت عمرؓ نے اہل یرموک کو لکھا کہ تمہارے سپہ سالار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مقرر کیے جاتے ہیں اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم فوج کے امیر مقرر کیے جاتے ہو' اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس مہم میں کامیاب کر دے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس کر دینا اور دوسرے امدادی دستوں کے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو بھی واپس کر دینا۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے جس فتح کی اطلاع ہوئی وہ یرموک کی فتح تھی' یہ فتح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات سے بیس روز بعد ہوئی تھی' جنگ یرموک کے امدادی دستوں میں عمرؓ کے عہد خلافت میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے' یہ اہل عراق کے ساتھ واپس آ گئے تھے یہ اہل عراق میں سے نہیں تھے اور جہاد میں اس وقت شریک ہوئے تھے جب کہ عمرؓ نے اہل ارتداد کو شرکتِ جہاد کی اجازت دے دی تھی۔

مثنیٰ کا حیرہ میں قیام:

شہر براز کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں کی طرف زیادہ التفات نہ کر سکے کچھ عرصے کے لیے شاہ زنان ملکہ بن گئی پھر سب نے بالاتفاق سابور بن شہر براز بن اردشیر بن شہریار کو بادشاہ تسلیم کر لیا مگر آزرمی دخت نے بغاوت کر کے سابور اور فرخ زاد کو قتل کر دیا اور خود ملکہ بن گئی' رستم بن فرخ زاد اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا بوران نے رستم کو تمام واقعات سے مطلع

کیا' مثنیٰ مدینے روانہ ہو کر دس روز میں حیرہ پہنچ گئے اور ایک مہینے کے بعد ابو عبید بھی آ کر ان کے ساتھ ہو گئے' مثنیٰ نے حیرہ میں پندرہ روز قیام کیا۔

جابان کی روانگی:

رستم نے سواد کے دہقانوں کو لکھا کہ تم لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاؤ اس نے تمام منڈیوں میں وہاں کے باشندوں کو برانگیختہ کرنے کے لیے ایک ایک آدمی بھیجا' چنانچہ اس غرض کے لیے جابان کو بھقباذ الاسفل کی طرف بھیجا اور نرسی کو کسکر کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں سے ملنے کے لیے ایک دن مقرر کر دیا اور ایک لشکر مثنیٰ سے پہلے لڑنے کے لیے بھیج دیا۔ مثنیٰ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنی چوکیوں کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور خطرے کے لیے چوکنے ہو گئے۔

جابان کا نمارق میں قیام:

جابان تیزی سے بڑھا اور نمارق میں فروکش ہوا' یہ لوگ حملے کی ٹھان چکے تھے' نرسی بڑھ کر زندورد میں اترا' اور منڈیوں کی آئی ہوئی فوجیں فرات کے بالائی حصے سے چل کر زیرین فرات آ گئیں' مثنیٰ اپنی ایک جماعت کو لے کر خفان میں اترنے کے ارادے سے نکلے تاکہ ان کے عقب میں دشمن کوئی ایسی کارروائی نہ کر سکے جو ان کے حق میں مضر ہو' اس عرصے میں ابو عبید بھی ان کے پاس آ گئے' فوج کے سپہ سالار ابو عبید تھے' ابو عبید نے اپنے ساتھیوں کے جمع ہونے تک خفان میں قیام کیا' ادھر جابان کے پاس بھی بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔

جنگ نمارق:

جب ابو عبید کے پاس فوجیں اور سواریاں جمع ہو گئیں تو انہوں نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی' مثنیٰ کو سواروں پر مامور کیا اور میمنے پر والق بن جیدارہ کو اور میسرے پر عمرو بن الہیثم بن الصلت بن حبیب السلمی کو مامور کیا' جابان کے میمنے اور میسرے پر جشنس ماہ اور مردانشاہ تھے' اسلامی لشکر نے نمارق میں جابان پر حملہ کیا بڑی شدت کی جنگ ہوئی خدا نے اہل فارس کو شکست دی' جابان گرفتار ہوا اس کو مطر بن فضہ التیمی نے گرفتار کیا تھا اور مردانشاہ بھی گرفتار ہوا' اس کو اکتل بن حسماخ العکلی نے گرفتار کیا تھا۔

جابان کی گرفتاری و رہائی:

اکتل نے تو مردانشاہ کی گردن ماردی' مگر مطر بن فضہ کا قصہ یہ ہوا کہ جابان نے ان کو دھوکا دے دیا اور وہ ان کو کچھ دے کر بھاگ گیا' مگر مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا ابو عبید کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ شخص بادشاہ ہے۔ انہوں نے ابو عبید کو مشورہ دیا کہ اس کو قتل کر دو' مگر ابو عبید نے کہا کہ میں اس کو قتل کرتے ہوئے خدا سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان اس کو پناہ دے چکا ہے اور تمام مسلمان محبت اور امداد میں ایک جسم کی مانند ہیں جو بات ان میں سے کسی ایک پر واجب ہوتی ہے' وہ سب پر واجب ہوتی ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بادشاہ ہے' ابو عبید نے کہا' ہوا کرے میں بدعہدی ہرگز نہیں کروں گا' چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رستم کی طمع وحب جاہ:

ابو عمران جعفی کی روایت ہے کہ اہل فارس نے رستم کو دس سال کے لیے امیر جنگ اور بادشاہ مقرر کیا تھا وہ بڑا منجم اور ستارہ شناس تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ تم کو اس کام کے لیے کس چیز نے آمادہ کر دیا حالانکہ حالات کی نزاکت سے تم بخوبی واقف ہو' رستم

نے کہا کہ طمع اور حب جاہ نے' رستم نے اہل سواد سے مراسلت کی اور ان کے پاس سرداروں کو بھیجا' ان سرداروں نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا' رستم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ اس جنگ کے لیے جو سردار پہلے مستعد ہوگا وہی سپہ سالار فوج ہوگا۔ چنانچہ جابان پہلا سردار تھا جو جنگ کے لیے آمادہ ہوا' دوسرے لوگ اس کے بعد تیار ہوئے۔

جابان کا زر فدیہ:

مسلمانوں کی جماعتیں حیرہ میں مثنیٰ سے جا ملیں اور مثنیٰ وہاں سے چل کر ابوعبید کی آمد تک حفان میں قیام پذیر رہے' ابوعبید مثنیٰ کے بالا دست افسر تھے' جابان نمارق میں فروکش ہوا۔ ابوعبید جابان سے لڑنے کے لیے نمارق پہنچے' وہاں طرفین کا مقابلہ ہوا' اہل فارس کو خدا نے شکست دی اور کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا' ابی نے اور مطر بن فضہ نے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے ایک شخص کو زیورات زیب تن کیے ہوئے دیکھا' دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو زندہ گرفتار کر لیا مگر دیکھا تو وہ بالکل بوڑھا آدمی تھا ابی کو تو اس کی طرف کچھ رغبت نہ رہی مگر مطر اس کے فدیے کے خواہاں تھے' بالآخر یہ طے ہوا کہ اس کے اسلحہ ابی کے ہیں اور قید کا فدیہ مطر کا ہے' جب جابان نے دیکھا کہ اب معاملہ تنہا مطر سے متعلق رہ گیا ہے تو اس نے مطر سے کہا کہ تم عرب لوگ بڑے وفا شعار ہوتے ہو' کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ مجھے امن دے دو اور میں تم کو اس کے عوض میں دو نو عمر اور چست و چالاک اور ایسے ایسے لڑکے دے دوں' مطر نے کہا مجھے منظور ہے۔

ابوعبید ثقفی کی پابندی عہد:

جابان نے کہا کہ تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو تا کہ اس کے سامنے یہ بات طے پا جائے چنانچہ مطر' جابان کو ابوعبید کے سامنے لے گئے اور ان کے سامنے ان دونوں کا معاملہ طے ہو گیا اور ابوعبید نے اس کو جائز رکھا یہ دیکھ کر ابی اور قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ اٹھے' ابی نے کہا کہ اس کو میں نے گرفتار کیا تھا اور اس کو ابھی امان نہیں دی گئی ہے' دوسرے لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ شاہ جابان ہے اس معرکہ میں یہی ہمارا حریف تھا' ابوعبید نے کہا کہ اے گروہ ربیعہ! تم مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو' کیا یہ مناسب ہے کہ تم میں سے ایک شخص اس کو امان دے اور میں اس کو قتل کر دوں میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اس کے بعد ابوعبید نے مال غنیمت تقسیم کر دیا' اس غنیمت میں عطر بہت بڑی مقدار میں ہاتھ آیا تھا اور خمس غنیمت قاسم کے ذریعے سے مدینے روانہ کر دیا۔

نرسی کا باغ نرسیان:

نمارق میں شکست کھانے کے بعد ایرانی کسکر کی طرف گئے تا کہ نرسی کے پاس پناہ لیں' نرسی کسریٰ کا خالہ زاد بھائی تھا۔ اور کسکر نرسی کی جاگیر تھی اور نرسیان اس کا خاص باغ تھا اس باغ کے پھل وغیرہ نرسی کے خاندان کے سوا اور کسی کو میسر نہ آتے تھے اور نہ کسی کو وہاں کچھ بولنے کی اجازت تھی' شاہ فارس بھی ان کی مہربانی کی بدولت کبھی اس کا پھل کھا سکتا تھا' اور اس بات کی عوام میں کافی شہرت تھی کہ اس باغ کا پھل بالکل محفوظ ہے۔

نرسی کو فوج کشی کا حکم:

رستم اور بوران نے نرسی سے کہا کہ جاؤ اپنی جاگیر کو اپنے اور ہمارے دشمن سے بچاؤ اور مرد بنو' جب نمارق میں ایرانیوں کو شکست ہو گئی تو وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ نرسی کی طرف روانہ ہوئے نرسی اس وقت اپنے لشکر میں مقیم تھا' ابوعبیدؓ نے اپنی فوج کو کوچ

کرنے کا حکم دیا اور سواروں سے کہا کہ تم لوگ دشمنوں کا تعاقب کرو یا ان کو نرسی کے لشکر میں گھسا دو یا نمارق سے لے کر بارق اور درتا تک ان کو ہلاک کرتے چلے جاؤ۔

جنگ کسکر:

ابوعبید نمارق سے نرسی سے مقابلہ کرنے کے لیے کسکر کو روانہ ہوئے' اس وقت نرسی کسکر کے زیریں حصے میں مقیم تھا' ابوعبید کی فوج کی ترتیب وہی تھی جو جابان سے مقابلہ کرنے کے وقت تھی' نرسی کے میمنے اور میسرے پر اس کے دو ماموں زاد بھائی بندویہ اور تیرویہ بسطام کے بیٹے تھے یہ دونوں کسریٰ کے بھی ماموں زاد بھائی ہوتے تھے' باشندگان باروسما' نہر جوبر اور الزوابی بھی نرسی کی فوج میں موجود تھے' بوران اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے جالینوس کو نرسی کی امداد کے لیے جانے کا حکم دیا' نرسی اور باشندگان کسکر اور باروسما اور نہر جوبر اور الزاب کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو یہ امید ہوئی کہ جنگ سے پہلے جالینوس ان تک پہنچ جائے گا مگر ابوعبید نے اس کا موقع نہ آنے دیا اور تیزی سے بڑھ کر کسکر کے زیرین علاقے میں جو سقاطیہ کے نام سے مشہور تھا۔ دشمن پر حملہ کر دیا' ایک چٹیل میدان میں بڑی شدت کا معرکہ ہوا' خدا نے اہل فارس کو شکست دی' نرسی بھاگ گیا اور اس کی فوج اور ملک پر مسلمانوں کو تسلط حاصل ہو گیا۔

کسکر کا تاراج:

ابوعبید نے دشمن کے پڑاؤ کے اطراف کسکر کا تمام علاقہ برباد کر دیا اور مال غنیمت جمع کر لیا' کھانے کے بے شمار ذخیرے ہاتھ آئے' ابوعبید نے اپنے قریب کے عربوں کو بلا لیا اور انہوں نے جتنا چاہا لے گئے' نرسی کے تمام خزانوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔ مگر مسلمانوں کو سب سے زیادہ خوشی باغ نرسیان کو حاصل کرکے ہوئی' کیونکہ نرسی اس کی بڑی حفاظت کرتا تھا اور اس کے ذریعے سے سلاطین فارس کو اپنا دوست بناتا رہتا تھا' مسلمانوں نے اس باغ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور اس کے پھل کاشتکاروں تک کو کھلائے اور اس کا خمس عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کیا اور آپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیزیں کھانے کے لیے عطا فرمائی ہیں جن کی سلاطین فارس حفاظت کرتے تھے' ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ان چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں اور ہم پر خدا کے فضل و انعام کو دیکھیں۔

باروسما الزوابی اور نہر جوبر پر فوج کشی:

ابوعبید نے وہیں قیام کیا اور مثنیٰ کو باروسما کی طرف' والق کو الزوابی کی طرف اور عاصم کو نہر جوبر کی طرف بھیجا' ان سرداروں نے ان مقامات کی جمعیتوں کو شکست دی اور ان علاقوں کو برباد کیا اور بکثرت لونڈی غلام بنائے' چنانچہ مثنیٰ نے زندرد اور بسربسی کے باشندوں کو گرفتار او ربے خانماں کیا ابوزعبل زندرد کے اسیروں میں سے تھے' عاصم نے نہر جوبر میں اہل بیتق کو گرفتار کیا تھا اور والق نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا ان میں سے ایک ابوالصلت تھے۔

اہل باروسما و نہر جوبر سے مصالحت:

فروخ اور فرونداذ مثنیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی یہ خواہش تھی کہ جزیہ ادا کرکے ذمی بن جائیں اور اراضی پر ان کا قبضہ باقی رہے' مثنیٰ نے ان دونوں کو ابوعبید کی خدمت میں بھیج دیا' ان دونوں میں سے ایک شخص باروسما کی طرف سے اور دوسرا نہر جوبر کی طرف سے آیا تھا' چنانچہ ان دونوں نے فی کس سالانہ چار دینار ادا کرنا منظور کیا' فروخ نے باروسما کی طرف سے اور فرونداذ

نے نہر جوبر کی طرف سے معاہدہ کیا' الزوابی اور کسکر کے لیے بھی یہی شرح قرار پائی اور یہ دونوں شخص تو لون کی طرف سے فی الفور ادائے رقم کے ضامن ہو گئے چنانچہ سب نے جلد جلد رقمیں ادا کر کے صلح کو مکمل کر لیا۔

جالینوس کی روانگی:

4 فروخ اور فرونداذ ابوعبید کی خدمت میں بہت سے برتن لائے' جن میں فارس کے قسم قسم کے لذیذ کھانے اور حلوے تھے اور عرض کیا کہ یہ دعوت ہم نے آپ کے اعزاز میں ترتیب دی ہے' ابوعبید نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح ہماری فوج کی دعوت بھی کی ہے تو انہوں نے کہا ابھی ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے مگر عنقریب ہم فوج کی دعوت بھی کریں گے' مگر واقعہ یہ تھا کہ وہ لوگ جالینوس کی کمک پہنچنے کی توقع کر رہے تھے۔ ابوعبید نے کہا کہ جو دعوت فوج کے لیے کافی نہیں ہے ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ابوعبیدہؓ نے وہ کھانے واپس کر دیئے اور وہاں سے باروسما کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ابوعبیدہ کو جالینوس کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔

ایرانیوں کی دعوت پر پیش کش:

نصر بن السری الضبی کی روایت یہ ہے کہ فروخ اور فرونداذ کی طرح اندرزغر بن الخوکبذ بھی ابوعبید کی خدمت میں کھانے اور حلوے تیار کر کے لایا تھا' ابوعبید نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ہماری فوج کے اعزاز میں بھی ایسی ہی دعوت کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں' ابوعبید نے وہ دعوت مسترد کر دی' اور کہا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں' ابوعبید بہت برا شخص ہوگا اگر وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو خون بہانے میں اس کے ساتھ ہیں کوئی چیز اپنی ذات خاص کے لیے حاصل کرے' واللہ! ابوعبید ان چیزوں میں سے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی ہیں وہی چیز کھا سکتا ہے جو سب مسلمان کھائیں گے۔

ایرانیوں کی دعوت کے متعلق ابن اسحٰق کی روایت:

ابن اسحٰق کی روایت میں بھی عمر رضی اللہ عنہ کا مثنیٰ اور ابوعبید بن مسعود کو عراق بھیجنا اور ان کا کفار سے جنگ کرنا مذکور ہے مگر اس روایت میں یہ ہے کہ جب جالینوس کو شکست ہو گئی' اور ابوعبید باروسما کے علاقے میں داخل ہو کر وہاں کی ایک بستی میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع ہو گئے تو انہوں نے ابوعبید کے لیے کھانے تیار کیے اور ابوعبید کے پاس لے کر آئے ابوعبید نے کہا کہ میں دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی چیز نہ کھاؤں گا' ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کھائیے کیونکہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو اس کی جائے قیام میں ایسا بلکہ اس سے بہتر کھانا پہنچا دیا جائے گا۔ چنانچہ ابوعبید نے وہ کھانا تناول کیا اور جب فوج کے لوگ ابوعبید کے پاس واپس آئے تو ابوعبید نے ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا چنانچہ انہوں نے اپنی دعوت کا ذکر کیا۔

جالینوس کی شکست وفرار:

جابان اور نرسی نے بوران کو اپنی کمک کے لیے لکھا تو بوران نے ان کی امداد کے لیے جالینوس کو حکم دیا کہ تم جابان کی فوج میں شریک ہو جاؤ اور پہلے نرسی کے پاس پہنچو اس کے بعد ابوعبید سے لڑو مگر قبل اس کے کہ جالینوس ایرانیوں کی مدد کے لیے پہنچے' ابوعبید نے جلدی سے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ اس لیے جالینوس مقام باقسیاثا میں جو باروسما کے علاقے میں تھا ٹھہر گیا' ابوعبید مسلمانوں کی فوج کو سابقہ ترتیب کے ساتھ لے کر اس کے مقابلے کے لیے بڑھے' باقسیاثا میں طرفین کا مقابلہ ہوا' مسلمانوں نے دشمنوں کو

شکست دی جالینوس بھاگ گیا اور وہاں کا تمام علاقہ ابوعبید کے قبضے میں آ گیا۔

کہتے ہیں کہ اسی علاقے کے دہقانی لوگ جو جالینوس کی آس لگائے بیٹھے تھے جب انہوں نے اپنی جان و مال کو خطرے میں دیکھا تو ابوعبید اور ان کی ساری فوج کے لیے کھانے تیار کر کے لائے تھے۔

اسلامی سپاہ کی دعوت:

نضر اور مجالد کا بیان ہے کہ ابوعبید نے ان لوگوں سے کہا تھا کیا میں تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ میں وہی چیز کھا سکتا ہوں جو میری تمام فوج کے لیے کافی ہوگی' دہقانوں نے کہا کہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو یہ کھانا اس کی قیام گاہ میں اتنی مقدار میں بھیج دیا گیا جس سے وہ سیر ہو جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جب دہقانی ابوعبید کے پاس سے چلے گئے تو ابوعبید نے اپنی فوج کے لوگوں سے اہل ملک کی دعوت کے متعلق دریافت کیا' انہوں نے ابوعبید کو اپنی دعوت کی اطلاع دی' ان دہقانوں نے شروع میں اس لیے ناکافی انتظام کیا تھا کہ ایک تو ان کو اہل فارس کے کامیاب ہونے کی امید تھی دوسرے وہ ان سے ڈرتے تھے۔

ابوعبید اور اہل فارس کی دعوت:

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب ابوعبید کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے فوج کی بھی دعوت کی ہے تو ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور ان لوگوں کو کھانا کھانے کے لیے بلایا جو اکثر ابوعبید کے ساتھ ہم طعام ہوتے تھے' مگر چونکہ ان کے پاس اہل فارس کی دعوت کے لذیذ کھانے آ چکے تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چیزیں ابوعبید کے پاس بھی بھیجی گئی ہیں اس لیے انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو ابوعبید ہر روز کی طرح آج بھی اپنے موٹے جھوٹے کھانے پر بلا رہے ہیں ان کو گوارا نہ ہوا کہ ان لذیذ کھانوں کو چھوڑ کر ابوعبید کے دسترخوان پر جائیں اس لیے انہوں نے قاصد سے کہا کہ تم ہماری طرف سے امیر سے کہہ دو کہ دہقانوں کی لائی ہوئی مزے دار چیزوں کے ہوتے ہوئے اور کسی کھانے کی ہم کو رغبت نہیں ہے۔ ابوعبید نے پھر کہلا بھیجا کہ یہاں اہل عجم کے بہت سے کھانے موجود ہیں میں تم لوگوں کو اس لیے بلاتا ہوں تاکہ تم مقابلہ کر سکو کہ ان کھانوں میں اور تمہارے کھانوں میں کیا فرق ہے' ہمارے پاس بھنا گوشت' ترکاری اور پسندے ہیں۔

ابوعبید نے یہاں سے فارغ ہو کر کوچ کر دیا' مثنیٰ کو آگے روانہ کیا' اور اپنے لشکر کو باقاعدہ ترتیب کے ساتھ لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ابوعبید کو نصیحت:

جس وقت عمرؓ نے ابوعبید رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا تھا تو ان سے یہ کہا تھا کہ تم مکر' فریب' خیانت اور ظلم کی سرزمین میں جا رہے ہو اور تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جس میں بدی کرنے کی جسارت پیدا ہو گئی ہے اور وہ اس کو سیکھ گئی ہے اور بھلائی کو بھول بیٹھی اور اس سے قطعاً ناواقف ہو گئی ہے اس لیے تم بہت چوکنے رہنا اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا' اپنا راز ہرگز آشکارا نہ کرنا' کیونکہ رازداری برتنے والا شخص جب تک راز کو محفوظ رکھتا ہے گویا وہ قلعے میں محفوظ ہے' اس کو کوئی ناگوار صورت پیش نہیں آ سکتی اور جب اس کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ خطرے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

بہمن جاذویہ کو فوج کشی کا حکم:

اس کو واقعہ قس یعنی قس الناطف اور حسبر اور المروحہ بھی کہتے ہیں جب جالینوس اور اس کی بھاگی ہوئی فوجیں رستم کے پاس

پہنچیں تو رستم نے لوگوں سے دریافت کیا کہ عربوں کے لیے زیادہ سخت آدمی کون ہے' انہوں نے کہا بہمن جاذویہ' چنانچہ رستم نے بہمن اور اس کی فوج کو عربوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ بہت سے دیو پیکر ہاتھی بھی تھے اور جالینوس کو بھی بہمن کے ساتھ واپس روانہ کیا اور کہا کہ جالنوس کو اپنے آگے رکھو' اگر اس سے پھر پہلے جیسی حرکت سرزد ہو تو اس کی گردن مار دینا۔

درفش کاویانی کا علم:

بہمن جاذویہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوا' درفش کاویانی جو ایرانیوں کے نزدیک فتح کا نشان اور کسریٰ کا علم تھا اس کے ہمراہ تھا یہ علم چیتے کی کھال کا بنا ہوا آٹھ ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لانبا تھا۔

جنگ حسبر:

ابوعبید آگے بڑھ کر مقام المروحہ میں جو البرج اور العاقول کی جگہ پر واقع تھا' فروکش ہوئے' بہمن جاذویہ نے ابوعبید کے پاس یہ پیام بھیجا کہ یا تو دریائے فرات کو عبور کر کے تم لوگ اس پار آ جاؤ یا ہم کو اپنی طرف عبور کر کے آنے کی اجازت دو' سرداران فوج نے ابوعبید سے کہا کہ ہم اس پار جانے کے خلاف ہیں لہٰذا تم ایرانیوں سے کہہ دو کہ وہ خود عبور کر کے اس طرف آ جائیں۔ اس رائے پر سلیط کو سب سے زیادہ اصرار تھا مگر ابوعبید جوش میں آ گئے اور کسی کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ وہ ہم سے زیادہ موت کے لیے جری نہیں ہو سکتے' ہم خود عبور کر کے ادھر جائیں گے' چنانچہ مسلمان ایرانیوں کی طرف پہنچ گئے مگر وہ لوگ جس جگہ مقیم تھے وہ بہت تنگ اور چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی تمام دن طرفین میں شدت کی جنگ ہوتی رہی' اس وقت ابوعبید کے ساتھ صرف دس پانچ آدمی تھے۔

ابوعبید ثقفی کی شہادت:

جب شام ہو گئی اور بنو ثقیف کے ایک شخص کو فتح میں دیر ہوتی نظر آنے لگی تو اس نے چند لوگوں کو جمع کیا' انہوں نے تلواروں سے مصافحے کیے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے' ابوعبید نے ہاتھی پر حملہ کیا مگر ہاتھی نے ابوعبید کے پاؤں کو روند ڈالا' مسلمانوں کی تلواریں بڑی پھرتی سے اہل فارس پر چل رہی تھیں تقریباً چھ ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور توقع تھی کہ اب ایرانی شکست یاب ہوتے ہیں' مگر جب ابوعبید ہاتھی کے پاؤں سے روندے گئے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ انہوں نے منہ پھیرا اور بغیر پیچھے دیکھے بھاگتے چلے گئے اور ایرانی ان کو دباتے ہوئے بڑھنے لگے' مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر بنو ثقیف سے ایک شخص نے پل کی طرف دوڑ کر اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں مسلمان جن پر پیچھے سے دشمن کی تلواریں برس رہی تھیں' پسپا ہوتے ہوئے جب فرات کے پاس پہنچے تو وہاں پل ہی نہ تھا اکثر لوگ دریا میں گر کر ڈوبنے لگے۔ اس روز مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا' کوئی چار ہزار آدمی مقتول اور غرق ہوئے۔

مثنیٰ کی مدافعت:

اس موقع پر مثنیٰ' عاصم الکلج الضبی اور مذعور دیوار آہن کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں جم کر کھڑے ہو گئے اور ان کو روکے رکھا یہاں تک کہ جب پل بندھ گیا اور باقی ماندہ فوج پار ہو گئی' تب مثنیٰ اور ان کے رفیق عبور کر کے اس طرف آئے' اور المروحہ میں قیام کیا' مثنیٰ زخمی ہو گئے تھے' مثنیٰ کے ساتھ الکلج' مذعور اور عاصم نے بھی لوگوں کی مدافعت کی تھی' اکثر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جدھر ان کا منہ اٹھا بھاگ گئے اور اپنی ناکامی اور رسوائی کی وجہ سے بے حد شرمندہ تھے۔

اس فوج کے بعض لوگ مدینہ میں آ کر روپوش ہو گئے' عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ''اے خدا کے بندو! میری

طرف سے ہر مسلمان آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں۔ خدا ابوعبید پر رحم فرمائے کاش وہ خیف میں پناہ گزیں ہو جاتے یا جنگ نہ کرتے اور ہمارے پاس آ جاتے تو ہم لوگ ان کے لیے رفیق ہوتے''۔

اہل مدائن کا رستم سے فسخ معاہدہ:

جس وقت اہل فارس مسلمانوں کے تعاقب میں دریا سے پار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے ان کو یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں لوگ رستم کے خلاف ہو گئے ہیں اور اس سے جو عہد و پیمان کیے تھے وہ توڑ دیئے ہیں ان میں دو فریق ہو گئے تھے ایک فہلوج جو رستم کے موافق تھے اور دوسرے اہل فارس وہ فیروزان کے طرف دار تھے۔

جنگ حسبر کی مدینہ میں اطلاع:

واقعہ یرموک اور حسبر کے درمیان چالیس دن کا فصل تھا' مدینہ میں یرموک کی اطلاع جویر بن عبداللہ الحمیر ی لائے تھے اور حسبر کی اطلاع عبداللہ بن زید الانصاری لائے تھے۔ یہ وہ عبداللہ نہیں ہیں جنہوں نے خواب دیکھا تھا' جب عبداللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے تھے آپ نے پکار کر پوچھا عبداللہ کیا خبر ہے؟ عبداللہ نے کہا آپ کے پاس یقینی خبر آئی ہے' پھر عبداللہ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت عمرؓ کے کان میں چپکے سے شکست کی خبر سنائی' یرموک کا واقعہ جمادی الاخری کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا اور حسبر کا واقعہ شعبان کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا۔

بہمن جاذویہ کے دیو پیکر ہاتھی:

سیف کی روایت ہے کہ رستم نے ابوعبید کے مقابلے کے لیے بہمن جاذویہ کو مامور کیا تھا' یہ شخص دربار ایران کا ایک حاجب تھا' رستم نے جالینوس کو اس کے ہمراہ جنگ پر واپس بھیج دیا تھا' بہمن کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے ان میں ایک سفید ہاتھی اس پر ایک کھجور کا درخت بندھا ہوا تھا' بہمن جاذویہ اپنی ٹڈی دل فوج کو لے کر آگے بڑھا' ابوعبید بابل تک اس کے سامنے بڑھے مگر بابل پہنچ کر مڑ گئے اور فرات کو اپنے اور دشمن کے درمیان کر لیا اور مروحہ میں پڑاؤ ڈالا۔

سلیط کی فرات عبور کرنے کی مخالفت:

ایرانیوں نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو تم لوگ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم عبور کر کے آتے ہیں' ابوعبید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی فرات کو پار کر کے اس طرف جاؤں گا اور بہمن کی کرتوت کا پول کھولوں گا' مگر سلیط بن قیس اور دوسرے سرداروں نے ابوعبید کو قسم دے کر کہا کہ اس سے پہلے عربوں کا ایرانیوں کے اتنے بڑے لشکر سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ہے' اس دفعہ ایرانیوں کا بچہ بچہ جمع ہو کر ہمارے مقابلہ پر آ گیا ہے' تم جس مقام میں اب فروکش ہو اس میں ہمارے لیے نقل وحرکت اور جولانی کرنے اور دشمن پر حملہ آور ہونے اور پلٹنے کی کافی گنجائش ہے' ابوعبید نے کہا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا' سلیط! بخدا تم لوگ بزدل ہو گئے ہو۔

اہل فارس کا بزدلی کا طعنہ:

ذوالحاجب یعنی بہمن اور ابوعبید کے درمیان پیام رسانی کرنے والا قاصد مردان شاہ الخصی تھا اس نے مسلمانوں سے کہا کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے ڈرپوک ہیں اس بات کو سن کر ابوعبید جوش میں آ گئے اور اہل رائے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور سلیط کو بزدل قرار دیا' سلیط نے کہا کہ میں واللہ! تم سے زیادہ جری ہوں مگر ہم نے تم کو ایک عقل کی بات بتائی ہے تم نہیں مانتے ہو

تو نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اسلامی سپاہ کا عبور فرات:

اغر العجلی کا بیان ہے کہ ذوالحاجب جب فرات کے کنارے قس الناطف میں مقیم ہوا تھا اور ابوعبید فرات کے دوسرے کنارے پر مروحہ میں ٹھہرے تھے ذوالحاجب نے یہ پیام بھیجا کہ تم دریا پار ہو کر ہماری طرف آ جاؤ یا ہم تمہاری طرف آ جائیں' ابوعبید نے کہا کہ ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں' ابن صلوبا نے فریقین کے لیے ایک پل بنا دیا تھا۔

دومہ زوجہ ابوعبید کا خواب:

جنگ سے قبل ابوعبید کی زوجہ دومہ نے جو اس وقت مروحہ میں موجود تھیں' ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں شراب لے کر اترا ہے' جس کو ابوعبید اور جبر نے اور ان کے خاندان کے اور چند لوگوں نے پیا ہے' دومہ نے یہ خواب اپنے شوہر ابوعبید سے بیان کیا' ابوعبید نے کہا کہ اس کی تعبیر شہادت ہے' اس کے بعد ابوعبید نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار ہوں گے اور جبر قتل ہو جائیں تو فلاں شخص سپہ سالار رہوں گے یہاں تک کہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے شراب پی تھی ان کو ابوعبید نے ترتیب وار امیر مقرر کر دیا اور پھر کہا کہ اگر ابوالقاسم بھی شہید ہو جائیں تو مثنیٰ تمہارے امیر ہوں گے۔

ہاتھیوں کا حملہ:

ابوعبید اپنی فوجوں کو لے کر دریا کے اس پار چلے گئے مگر وہاں جگہ بہت تنگ تھی طرفین میں جنگ کی آگ بھڑک گئی' ایرانیوں کی فوج میں ہاتھیوں پر کھجور کے درخت بندھے ہوئے تھے' گھوڑوں پر لانبی آہنی جھولیں پڑی ہوئی تھیں' اور ان کے شہ سواروں کے جسموں پر بالوں کے کپڑے تھے' یہ نامانوس کیفیت دیکھ کر عربی گھوڑے گھبرا گئے مسلمان دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ مگر ان کے گھوڑے ادھر رخ نہیں کرتے تھے جب ایرانی ہاتھیوں اور ان کے گھنٹوں کی جھنکار کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو ان کی صفیں برہم ہو جاتی تھیں' گھوڑے بھاگنے لگتے اور سواروں پر ایرانیوں کے تیر برسنے لگتے تھے' مسلمان بہت تکلیف محسوس کرنے لگے وہ بڑھ کر دشمنوں پر وار ہی نہ کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر ابوعبیدہ اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سے کود کر پا پیادہ ہو گئے اور آگے بڑھ کر دشمنوں پر تلواریں برسانے لگے مگر ہاتھیوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جس جماعت پر حملہ کرتے اس کو پسپا ہونا پڑتا۔

ابوعبید ثقفی کا سفید ہاتھی پر حملہ:

ابوعبید نے چلا کر اپنے آدمیوں سے کہا کہ ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر ڈالو اور سواروں کو الٹ دو' خود ابوعبید سفید ہاتھی پر جھپٹے اور اس کے پیٹ کی رسی کو پکڑ کر لٹک گئے اور اس کو کاٹ ڈالا جو لوگ ہاتھی پر سوار تھے وہ سب اوندھے ہو کر نیچے آ رہے' ابوعبید کے اور رفیقوں نے دوسرے تمام ہاتھیوں کی رسیاں کاٹ کر ہودے الٹ دیئے اور ان کے سواروں کو تہ تیغ کر دیا سفید ہاتھی نے ابوعبید پر حملہ کیا ابوعبید نے اس کی سونڈ پر اچٹتا ہوا وار کیا مگر ہاتھی نے اس کو اپنے پیر پر روک لیا ابوعبید اس پر حملہ کرتے رہے مگر ہاتھی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو گرا دیا اور اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔

سات مسلمان علمبرداروں کی شہادت:

لوگوں نے ابوعبید کو ہاتھی کے نیچے دیکھا تو ان کے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی' علم کو اس شخص نے اپنے ہاتھ میں لے لیا جس کو

ابوعبید نے اپنے بعد نامزد کیا تھا اور اس نے ہاتھی پر حملہ کر کے اس کو ہٹا دیا اور ابوعبید کو کھینچ کر مسلمانوں کے پاس کر دیا مسلمانوں نے ابوعبید کی لاش اٹھا لی اور امیر نے پھر ہاتھی پر حملہ کیا مگر ابوعبید کی طرح ان کا وار بھی ہاتھی نے اپنے پیر پر لے لیا اور ان کو گرا کر اپنے پاؤں میں روندڈالا' اس طرح ثقیف کے ساتھ آدمی یکے بعد دیگرے علم لیتے رہے لڑتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔

مثنیٰ کی علمبرداری:

آخر میں علم مثنیٰ نے اپنے ہاتھ میں لیا مگر اس وقت لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی تھی' یہ دیکھ کر عبداللہ بن مرثد ثقفی نے دوڑ کر پل کی رسیاں کاٹ ڈالیں اور کہا کہ اے لوگو! تم بھی اپنے امیروں کی طرح لڑ کر جان دے دو' یا فتح حاصل کرو' مشرکوں نے مسلمانوں کا پل تک تعاقب کیا' مسلمان خوفزدہ ہو کر فرات میں کودنے لگے جو لوگ جم نہ سکے وہ ڈوبے اور جو ہمت کر کے ٹھہر گئے' ان پر دشمنوں نے تیزی سے حملہ کیا۔

عبداللہ بن مرثد کی حماقت پر سزا:

مثنیٰ اور چند شہسوار مسلمانوں کو بچانے کے لیے سینہ سپر بن کر دشمن کی مدافعت کرنے لگے مثنیٰ نے لوگوں کو پکار کر کہا اے لوگو! ہم تمہاری حفاظت کر رہے ہیں گھبراؤ مت اطمینان سے دریا کو عبور کرو جب تک تم پار نہ ہو جاؤ گے ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے' تم ڈوب ڈوب کر اپنی جانیں ضائع نہ کرو لوگوں نے دریا کے پاس آ کر دیکھا تو پل ٹوٹا ہوا تھا اور عبداللہ بن مرثد کھڑے ہوئے لوگوں کو پار ہونے سے منع کر رہے تھے' لوگ عبداللہ کو پکڑ کر مثنیٰ کے پاس لے گئے' مثنیٰ نے ان کو مارا اور پوچھا کہ تم نے ایسا بے موقع کام کیوں کیا' عبداللہ نے کہا تا کہ لوگ لڑیں۔

شکستہ پل کی تعمیر:

جو لوگ پار ہو چکے تھے' مثنیٰ نے ان کو پکار کر کہا کسی کو پل باندھنے کے لیے لاؤ وہ لوگ چند دیہاتیوں کو لائے انہوں نے کشتیوں کو باندھ کر پل کو درست کیا' اس کے بعد مسلمان دریا سے پار ہوئے' سلیط بن قیس آخری شخص تھے جو پل کے پاس شہید ہوئے' سب کے بعد مثنیٰ جو مدافعت کر رہے تھے دریا سے پار ہوئے مگر مثنیٰ کا لشکر تتر بتر ہو رہا تھا' ذوالحاجب ان کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن وہ اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا' جب مثنیٰ بھی عبور کر کے اس پر آ گئے تو اہل مدینہ مثنیٰ کا ساتھ چھوڑ کر مدینے کو چلے گئے اور بعض لوگ مدینے میں بھی نہیں گئے بلکہ صحرائی علاقوں میں چلے گئے۔ اور مثنیٰ کے ساتھ گنتی کے چند آدمی رہ گئے۔

شہدائے حسبر کی تعداد:

ابوعثمان النہدی کا بیان ہے کہ حسبر کی لڑائی میں تقریباً چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے تھے اور دو ہزار بھاگ گئے تھے صرف تین ہزار باقی بچے تھے' اسی اثناء میں ذوالحاجب کو اطلاع ملی کہ دارالسلطنت ایران میں اختلاف رونما ہو گیا ہے یہ سنتے ہی وہ اپنی فوج کو لے کر واپس ہو گیا ایرانیوں کی واپسی کا باعث یہی واقعہ ہوا تھا اس جنگ میں مثنیٰ بہت زخمی ہو گئے تھے نیزے کے حملے سے زرہ کی کڑیاں ان کے جسم میں گھس گئی تھیں۔

مجاہدین جنگ حسبر کی روپوشی:

جب اہل مدینہ مدینے پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں جا کر اطلاع دی کہ اس شکست کے بعد بہت سے لوگ مارے شرم کے دوسرے حصوں میں چلے گئے ہیں تو اس بات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بے حد ملال ہوا اور آپ ان لوگوں پر ترس کھانے لگے اور خدا

سے دعا کی کہ الٰہی ہر مسلمان میری طرف سے آزاد ہے' میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں جو شخص دشمن کے مقابلے پر جائے اور وہاں اس کو کوئی ناگوار صورت پیش آئے تو میں اس کا رفیق ہوں' مثنیٰ نے اس لڑائی کے حالات عبداللہ بن زید کے ذریعے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیئے تھے اور وہ سب سے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

ابوعبید کے شہید ہونے کی بشارت:

محمد بن اسحاق نے بھی ابوعبید اور ذوالحاجب کی جنگ کے واقعات کو اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح سیف کی مذکورۂ بالا روایت میں ہے مگر انہوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید کی ماں دومہ نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک برتن میں جنت کی شراب ہے اس شراب میں سے ابوعبید اور جبر بن ابی عبید اور ان کے گھر کے اور چند لوگوں نے شراب پی ہے۔

مثنیٰ کا الیس میں قیام:

نیز اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ابوعبیدؓ نے ہاتھیوں کے حملوں کو دیکھا تو پوچھا کیا اس جانور کے قتل کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں جب اس کی سونڈ کو کاٹ دیا جاتا ہے تو یہ جانور مر جاتا ہے' یہ سن کر ابوعبیدؓ نے ہاتھی پر حملہ کیا اور اس کی سونڈ کو کاٹ دیا مگر ہاتھی ابوعبید کے اوپر بیٹھ گیا اور ان کو مار ڈالا' اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایرانی واپس ہو گئے اور مثنیٰ نے الیس میں قیام کیا' لوگ ان کے پاس سے منتشر ہو کر مدینے چلے گئے' چنانچہ عبداللہ بن زید بن الحصین پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے مدینہ پہنچ کر وہاں اس لڑائی کے واقعات کی لوگوں کو اطلاع دی۔

قاصد عبداللہ بن زید:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت عبداللہ بن زید مدینہ میں آئے اور وہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے میرے حجرے کے سامنے سے گزرے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو پکار کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے عبداللہ بن زید تمہارے پاس کیا ہے' عبداللہ نے کہا' امیر المومنین آپ کے پاس خبر لایا ہوں' چنانچہ عبداللہ بن زید نے عمرؓ کے پاس پہنچ کر لڑائی کی خبر سنائی' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جس نے کسی جنگ کا مشاہدہ کیا ہو عبداللہ سے زیادہ بہتر طور پر واقعات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے نہیں سنا ہے۔

مجاہدین حسر کا اظہار ندامت:

جب لڑائی سے بھاگے ہوئے لوگ مدینے میں آئے اور حضرت عمرؓ نے ان میں سے مہاجرین وانصار کو اپنے بھاگنے پر گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا اے مسلمانو! تم گریہ وزاری مت کرو میں تمہارا رفیق ہوں' تم تو میری طرف واپس آئے ہو۔ قاری معاذ بھی جو بنونجار میں سے تھے اس جنگ میں شریک ہو کر فرار ہوئے تھے' معاذ جب کبھی اس آیت کو پڑھتے تھے تو رو دیا کرتے تھے:

﴿ و من یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء بغضب من اللہ و ما واہ جھنم و بئس المصیر ﴾

''جو شخص اس روز دشمن کے مقابلے سے پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ لڑنے کے لیے پلٹنا چاہتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف واپس ہونا چاہتا ہو تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ برا ٹھکانا ہے''۔

حضرت عمرؓ ان سے فرمایا کرتے اے معاذ تم مت روؤ' میں تمہاری جماعت ہوں تم میری طرف واپس آئے ہو۔

اُلیس صغریٰ کے واقعات

جابان اور مروان شاہ کی گرفتاری وقتل:

جابان اور مروان شاہ مل کر مسلمانوں کا راستہ روکنے کے لیے نکلے ان کا خیال تھا کہ مسلمان عنقریب منتشر ہو جائیں گے ان کو اہل فارس کے اس اختلاف کا حال معلوم نہ تھا جس کی ذوالحاجب کو اطلاع ملی تھی۔ چنانچہ اہل فارس منتشر ہو گئے اور ذوالحاجب بھی ان کے بعد چلا گیا' مگر مثنیٰ کو جابان اور مروان شاہ کی کارستانیوں کا حال معلوم ہو گیا تھا اس لیے مثنیٰ نے عاصم بن عمرو کو فوج پر اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ لے کر ان دونوں کی خبر لینے کے لیے روانہ ہوئے' جابان اور مروان شاہ نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں اس لیے دونوں مثنیٰ کے مقابلے پر آ گئے مثنیٰ نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور الیس کے باشندوں نے ان دونوں کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے مثنیٰ کے حوالے کر دیا۔ مثنیٰ نے اس کے صلے میں ان سے معاہدۂ صلح کر کے ان کو ذمی بنا لیا' اور جابان اور مروان شاہ کو سامنے طلب کر کے کہا کہ تم ہی نے ہمارے امیر کو دھوکا دیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا تھا اور ان کو بھڑکایا تھا۔ یہ کہہ کر مثنیٰ نے ان دونوں کی اور تمام قیدیوں کی گردنیں ماردیں اور اس کے بعد اپنے لشکر میں واپس آ گئے' ابومحجن الیس سے بھاگ گئے تھے اس لیے وہ مثنیٰ کے ہمراہ واپس نہیں آئے۔

جریر بن عبداللہ کی حضرت عمرؓ سے درخواست:

مقام سویٰ سے جریر بن عبداللہ' حنظلہ بن الربیع اور چند اور لوگوں نے خالدؓ سے مدینے جانے کی اجازت طلب کی تھی خالدؓ نے ان کو اجازت دے دی تھی' یہ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جریر نے آپ سے اپنا مقصد بیان کیا تھا' ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ اب جب کہ ہم اس پریشانی میں گرفتار ہیں؟ آپ نے جریر کی درخواست کو آئندہ پر اٹھا رکھا تھا۔ اس لیے جب عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے جریر سے ثبوت طلب کیا' جریر نے ثبوت پیش کر دیا اس پر عمرؓ نے تمام ملک عرب میں اپنے عمال خراج کو لکھ بھیجا کہ جو شخص زمانہ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب رہ چکا ہو اور عہد اسلام میں اسی نسبت پر قائم ہو اور عام لوگ اس بات کو جانتے ہوں تو ہر ایسے شخص کو جریر کے پاس بھیج دو' جریر نے ان لوگوں کو مکہ اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہو جانے کا حکم دیا تھا۔

جریر کو محاذ عراق پر جانے کا حکم:

جب جریر کا مقصد پورا ہو گیا اور بجیلہ کے لوگ ان کے تحت کر دیئے گئے اور وہ سب لوگ جریر کے حکم کے مطابق مکہ' مدینہ اور عراق کے وسط میں ایک مقام پر جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا کہ تم مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق چلے جاؤ' مگر جریر نے کہا کہ ہم شام جانا چاہتے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں عراق جاؤ کیونکہ شام کی فوجیں دشمنوں پر قابو پا چکی ہیں' مگر جریر نے پھر بھی انکار کیا بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو مجبور کیا اور جب اہل بجیلہ جریر کی قیادت میں مقام معین کو روانہ کر دیئے گئے تو حضرت عمرؓ نے تلافی جبر اور جریر کی خیر خواہی کے لیے یہ حکم دیا کہ اس جہاد میں جو مال غنیمت تم لوگوں کو حاصل ہو اس کے خمس کا چوتھائی جریر اور ان کی فوج اور ان

قبائل کا ہے جو بعد میں جریر کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔

جریر کی روانگی عراق:

حضرت عمرؓ نے جریر کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ مدینہ کو ہوتے ہوئے جانا چنانچہ وہ لوگ پہلے مدینہ آئے اس کے بعد مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق کو روانہ ہوئے' ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عصمہ بن عبداللہ کو جو بنوعبد بن الحارث الضبی سے تھے' قبیلہ ضبہ کے لوگوں کا امیر بنا کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ فرمایا نیز آپ نے اہل ارتداد کو بھی فوجی خدمت کے لیے طلب فرمایا تھا چنانچہ شعبان تک جو جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی گئیں آپ ان کو فوراً مثنیٰ کی طرف روانہ کرتے رہے۔

جنگِ بویب کے واقعات

مہران ہمدانی:

واقعہ جسر کے بعد مثنیٰ نے عراق میں اپنے قرب و جوار کے بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کے لیے طلب کر لیا اس کی وجہ سے مثنیٰ کے پاس ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا' جاسوسوں کے ذریعے سے رستم اور فیرزان کو مثنیٰ کی تیاری اور مزید امداد کے انتظار کی خبر ہوگئی' ان دونوں نے اسی وقت باتفاق رائے مہران ہمدانی کو مثنیٰ کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیا اور خود آئندہ کے واقعات پر غور کرنے لگے' مہران اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوا' رستم اور فیرزان نے اس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تھا' اس وقت مثنیٰ اپنے تمام مددگار عرب قبائل کے ساتھ قادسیہ اور خفان کے درمیان مرج السباخ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑے تھے ان کو مہران کی آمد اور بشیر اور کنانہ کے متعلق اطلاعات ملیں' بشیران دنوں حیرہ میں تھا اس لیے مثنیٰ فرات باوقلی میں گھس گئے اور جریر اور ان کے رفیقوں کو جو ان کی کمک کے لیے آ رہے تھے یہ پیام بھیجا کہ اس وقت ہم کو ایسی مشکل کا سامنا ہے کہ ہم تمہارے بغیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو پہنچو' اور بویب میں آ کر ہم سے ملو۔

جریر کی بویب میں آمد:

عصمہ اور دوسرے قائد بھی جریر کی طرح مثنیٰ کی کمک کو آ رہے تھے جریر نے ان سب کو اسی قسم کا پیام بھیجا' اور یہ کہہ کر جوف کے راستے سے آؤ' اس لیے وہ لوگ قادسیہ اور جوف کے راستے سے روانہ ہوئے اور مثنیٰ وسط سواد کے راستے سے چل کر النہرین پر اور پھر خورنق پر نمودار ہوئے' عصمہ اور ان کی راہ سے آنے والے لوگ نجف پر نمودار ہوئے' اور جریر اور ان کی راہ سے آنے والے جوف پر نمودار ہوئے اس طرح یہ سب لوگ مثنیٰ کے پاس بویب میں پہنچ گئے' اور مہران ان کے بالمقابل فرات کے دوسری طرف فروکش ہوا' مسلمانوں کا لشکر بویب میں اس مقام پر ٹھہرا تھا جہاں آج کل کوفہ ہے' مسلمانوں کے سپہ سالار مثنیٰ تھے اور ان کا مقابلہ مہران اور اس کے لشکر سے تھا۔

مثنیٰ نے باشندگان سواد میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قطعہ زمین کو جس میں مہران اور اس کی فوج مقیم ہے کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا بسوسیا' مثنیٰ نے کہا کہ ناکام ہوا مہران اور ہلاک ہوا' کیونکہ وہ ایسے مقام میں ٹھہرا ہے جس کا نام بسوس ہے۔

مہران کا ملطاط میں قیام:

مہران نے مثنیٰ کو لکھا کہ تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں' مثنیٰ نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہی عبور کر کے ادھر آ جاؤ' اس لیے مہران فرات کے کنارے مقام ملطاط میں آ کر فروکش ہو گیا' مثنیٰ نے پھر اس سوادی شخص سے پوچھا کہ جہاں مہران اور اس کی فوج اتری ہے اس کا کیا نام ہے اس نے کہا کہ اس جگہ کو شومیا کہتے ہیں۔

حملہ سے پہلے روزہ کشائی:

یہ زمانہ رمضان شریف کا تھا۔ مثنیٰ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ سب لوگ تیار ہو گئے' مثنیٰ نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی کہ میمنے اور میسرے پر مذعور اور النسیر کو مامور کیا اور سواروں پر عاصم کو اور پیشرو دستوں پر عصمہ کو مامور کیا' دونوں فریقوں نے اپنی صفیں درست کر لیں' مثنیٰ نے اپنی فوج میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی' اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ روزے سے ہو چونکہ روزہ آدمی کو کمزور اور نڈھال کرتا ہے اس لیے میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تم لوگ روزہ افطار کر لو اور کھانا کھا کر دشمن سے لڑنے کے لیے مضبوط ہو جاؤ' سب نے کہا مناسب ہے' چنانچہ سب نے روزے افطار کر لیے۔

ایک حسبری مجاہد کی بے تابی:

مثنیٰ نے ایک شخص کو دیکھا جو صف میں سے آگے نکل کر جنگ کے لیے کودنا چاہتا تھا' مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ان لوگوں سے ہے جو حسبر کی لڑائی میں بھاگ گئے تھے' یہ شخص اپنی جان دینا چاہتا ہے' مثنیٰ نے اس کو نیزے سے دبایا اور کہا کہ تم اپنی جگہ جمے رہو' جب تمہارے پاس کوئی حریف آئے اس وقت اپنے رفیق کو اس کے حملے سے بچانا' بے کار اپنی جان نہ دو' اس شخص نے کہا کہ میں اسی قابل ہوں' اس کے بعد وہ صف میں اپنی جگہ جم گیا۔

بنو بجیلہ کے مال غنیمت میں خمس کی چوتھائی کا اضافہ:

شعبی کی روایت ہے کہ جب بجیلہ کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ہماری طرف سے ہو کر گزرنا' چنانچہ بجیلہ کے سرداروں کا ایک وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عوام کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے' آپ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کس سمت کو زیادہ پسند کرتے ہو' انہوں نے عرض کیا شام کو کیونکہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کا ملک ہے' آپ نے فرمایا نہیں' عراق' کیونکہ شام میں تمہاری ضرورت نہیں ہے وہاں کام چل رہا ہے حضرت عمرؓ ان کو عراق جانے کے لیے فرماتے رہے اور وہ وہاں جانے سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان کو مجبور کیا اور مال غنیمت میں سے علاوہ ان کے حصے کے خمس کا چوتھائی ان کے لیے مزید مقرر فرمایا۔

قبیلہ بجیلہ کی عرفجہ سے خفگی:

قبیلہ بجیلہ کے جو لوگ جدیلہ میں مقیم تھے ان پر حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو امیر مقرر کیا اور جریر بنو عامر وغیرہ کے امیر تھے اس سے قبل حضرت ابوبکرؓ نے عرفجہ کو اہل عمان سے لڑنے والی فوجوں کا امیر مقرر کیا تھا' مگر انہوں نے سمندر میں جہاد کیا اس لیے آپ نے ان کو واپس طلب کر لیا' حضرت عمرؓ نے ان کو بجیلہ کے بڑے حصے کا افسر مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ان کی اطاعت کرو اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ تم جریرؓ کی اطاعت کرو۔

جریرؓ نے بجیلہ سے کہا کیا تم لوگ اس بات کے لیے تیار ہو؟ حالانکہ ہم لوگ اس شخص کی وجہ سے نشانِ ملامت بن چکے ہیں' بجیلہ کے لوگ ایک عورت کے معاملے کی وجہ سے عرفجہ سے ناراض تھے۔

قبیلۂ بجیلہ کا عرفجہ کی قیادت قبول کرنے سے انکار:

بجیلہ کے لوگ جمع ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ عرفجہ کی قیادت سے ہم کو معاف رکھیے' آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہجرت کرنے اور اسلام لانے میں تم سے مقدم ہے اور آزمائش اور خلوص میں تم سے بالاتر ہے میں اس کی قیادت سے تم کو معاف نہیں کر سکتا' انہوں نے کہا کہ آپ ہم میں سے کسی شخص کو ہمارا امیر بنا دیجیے' مگر جو شخص ہماری برادری سے خارج ہو گیا ہے اس کو ہم پر امیر نہ بنائیے' حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ یہ لوگ عرفجہ کے نسب سے انکار کر رہے ہیں اس لیے آپ نے فرمایا دیکھو تم کیا بات کہہ رہے ہو' انہوں نے کہا کہ ہم وہی بات کہہ رہے ہیں جو آپ سن رہے ہیں۔

قبیلۂ بجیلہ کی جریر کی قیادت میں روانگی:

حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ لوگ درخواست کر رہے ہیں کہ میں ان کو تمہاری قیادت سے معاف رکھوں اور کہتے ہیں کہ تم ان کی برادری سے نہیں ہو' بتاؤ تم اس کے جواب میں کیا کہتے ہو' عرفجہ نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں مجھ کو اس بات سے کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے کہ میں ان کی برادری سے ہوں میں تو قبیلہ ازد کی شاخ بارق سے ہوں جو تعداد میں بے شمار ہے' اور جن کا نسب بے داغ ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ازد بہت عمدہ قبیلہ ہے جو ہر اچھے اور برے کام میں حصہ دار ہے عرفجہ نے کہا کہ میرا واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں برائی زور پکڑ گئی' ہمارا ایک ہی گھر تھا ہم میں خون خرابے ہو گئے اور بعض لوگوں نے بعض کو قتل کر دیا' میں نے خوف کی وجہ سے اپنے قبیلے کے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان لوگوں میں رہ کر قیادت اور سرداری کرنے لگا' مگر ایک واقعے کی وجہ سے جو میرے اور ان کے دھقانوں کے درمیان پیش آیا تھا یہ لوگ مجھ سے ناراض ہو گئے مجھ سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے میرے احسانات کو یک لخت فراموش کر دیا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ تم کو ناپسند کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں بہتر ہے کہ تم ان سے جدا ہو جاؤ' حضرت عمرؓ نے ان کے بجائے جریر کو ان کا امیر بنا دیا اور آپ نے جریر اور بجیلہ کو یہ یقین دلایا کہ آپ عرفجہ کو شام بھیج رہے ہیں' اس کا یہ اثر ہوا کہ جریر نے عراق کو جانا پسند کیا۔ جریر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ ہوئے' اور ذاقار میں قیام کیا اور وہاں سے چل کر الجل پہنچے۔

مجاہدین کا بویب میں اجتماع:

مثنیٰ اس وقت مرج السباخ میں مقیم تھے ان کو بشیر نے جو حیرہ میں تھے یہ اطلاع دی کہ عجمیوں نے مہران کو آپ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا ہے' اور مہران حیرہ کے ارادے سے مدائن سے چل چکا ہے' یہ معلوم ہوتے ہی مثنیٰ نے جریر اور عصمہ کو جلد آنے کے لیے لکھا' حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ کسی دریا اور پل کو اس وقت تک عبور نہ کرنا جب تک کہ تم فتح مند نہ ہو جاؤ۔ بالآخر مسلمان بویب میں جمع ہو گئے اور دونوں لشکر بویب کے مشرقی ساحل پر اکٹھے ہوئے' بویب ایرانیوں کے عہد میں جبکہ سیلاب آتے تھے فرات کی ترائی تھا اور اس کا پانی الجوف میں گرتا تھا' مسلمان موضع دارالرزق میں اور مشرکین موضع السکون میں ٹھہرے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کو عراق جانے کی ہدایت:

مجالد اور عطیہ کی روایت ہے کہ کنانہ اور ازد کے تقریباً سات مجاہدین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کون سی سمت پسند ہے انہوں نے کہا شام' کیوں کہ شام ہمارے اباؤ اجداد کا مسکن ہے' عمرؓ نے فرمایا کہ وہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے عراق جاؤ عراق' اس ملک کو چھوڑو جس کی تعداد اور شان وشوکت خدا نے کم کر دی ہے' اس قوم سے جہاد کرنے کے لیے بڑھو جس نے معیشت کے تمام دروازوں پر قبضہ کر رکھا ہے' خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس میں سے تم کو بھی حصہ دے گا اور تم بھی دوسروں کی طرح وسائل معاش سے بہرہ مند ہو گے۔

غالب بن عبداللہ اور عرفجہ البارقی کی روانگی:

غالب بن فلان اللیثی اور عرفجہ البارقی نے اپنی اپنی قوموں کو مخاطب کیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو! امیر المومنین کی رائے مناسب ہے تم ان کی منشا اور حکم پر چلو' اس بات پر حضرت عمرؓ نے ان کو دعا دی اور غالب بن عبداللہ کو کنانہ پر امیر مقرر کیا اور ان کو روانہ کر دیا اور ازد پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر بنایا' چونکہ ان میں کے اکثر لوگ قبیلہ بارق کے تھے ان لوگوں کو اس کی بڑی مسرت ہوئی کہ عرفجہ ان کے پاس آ گئے۔ یہ دونوں سردار اپنی قوم کو لے کر مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

مثنیٰ کے لیے مزید کمک:

ہلال بن علفہ التیمی قبیلہ رباب کے ان لوگوں کو لے کر جو ان کے پاس جمع ہو گئے تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہلال کو ان کا امیر مقرر کر کے عراق کو روانہ کر دیا' وہ مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے' اسی طرح ابن المثنیٰ الجشمی یعنی جشم سعد' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو بنو سعد کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کے پاس بھیج دیا' عبداللہ بن ذی السہمین قبیلہ خثعم کے لوگوں کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو خثعم کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کی طرف روانہ کر دیا' ربعی بھی حنظلہ کے چند لوگوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے آپ نے ان کو بھی ان لوگوں کا سردار بنا کر مثنیٰ کے پاس بھیج دیا' ربعی کے بعد ان کے بیٹے شبث بن ربعی سردار بنائے گئے' بنو عمرو کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے دو دستے کیے ایک پر ابن الہوبر کو اور دوسرے پر المنذر بن حسان کو امیر مقرر فرمایا اور قرط بن جماع عبدالقیس کے لوگوں کو لے کر آئے آپ نے ان کو بھی اسی طرح امیر بنا کر روانہ کر دیا۔

مہران کو محاذ پر بھیجنے کا فیصلہ:

فیروزان اور رستم کے متفقہ رائے یہ ہوئی کہ مثنیٰ سے لڑنے کے لیے مہران کو روانہ کیا جائے انہوں نے بوران سے اس کی اجازت طلب کی' جب ان دونوں کو کوئی کام درپیش ہوتا تو بوران کے پردے کے پاس چلے جاتے تھے اور اس سے گفتگو کیا کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے بوران کو مثنیٰ کے لشکر کی تعداد سے باخبر کیا اور اپنی رائے پیش کی' عربوں کی قوت کے بڑھنے سے پہلے اہل فارس ان کے مقابلے پر بڑی فوجیں نہیں بھیجتے تھے' بوران نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ اہل فارس پہلے کی طرح عربوں کے مقابلے پر کیوں نہیں جاتے؟ اور تم پہلے بادشاہوں کی طرح اب فوجیں کیوں نہیں بھیجتے؟ فیروزان اور رستم نے جواب دیا کہ پہلے ہمارے دشمن ہم سے مرعوب تھے اور اب ہم ان سے مرعوب ہیں' بوران ان دونوں کے بیان کیے ہوئے حالات سے باخبر ہوئی اور

اس نے اس معاملے میں ان سے اتفاق رائے کیا۔

مہران کی دریائے فرات عبور کرنے کی پیش کش:

مہران اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور فرات سے ذراہٹ کر فروکش ہوا' مثنیٰ اور ان کی فوجیں فرات کے کنارے پر مقیم تھیں' دونوں فوجوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا' انس بن ہلال النمری قبیلہ نمر کے کچھ نصرانی لوگوں اور سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر مثنیٰ کی مدد کے لیے آیا' اسی طرح ابن مہروی الفہر التغلبی بن تغلب کے نصرانیوں کو لے کر اور عبداللہ بن کلیب بن خالد کچھ سواروں کو لے کر مثنیٰ کے پاس آیا جب ان لوگوں نے عربوں کو عجمیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے لڑیں گے' مہران نے مسلمانوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں مسلمانوں نے کہا کہ تم ہی ہماری طرف آ جاؤ' اس لیے وہ لوگ بسوسیا سے روانہ ہو کر شومیا میں آ گئے یہ وہ مقام تھا جہاں اب دارالرزق ہے۔

ایرانی سپاہ کی صف آرائی:

محضر کا بیان ہے کہ جب عجمیوں کو عبور کرنے کی اجازت دے دی گئی تو وہ لوگ شومیا میں جہاں اب دارالرزق واقع ہے۔ فروکش ہوئے اور انہوں نے وہاں اپنے لشکر کی صف آرائی کی اور تین صفیں بنا کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئے' ہر صف کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے' ہاتھیوں کے آگے پیدل فوج تھی اس وقت ان کی فوج میں بہت شور و شغب مچا ہوا تھا' مثنیٰ نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ آوازیں جو تم سن رہے ہو بزدلی ظاہر کر رہی ہیں تم لوگ بالکل چپ چاپ رہو اور مشورے بھی خفیف آواز میں کرو۔ ایرانی مسلمانوں کے قریب آ گئے وہ لوگ بنوسلیم کی طرف سے جہاں آج کل موضع نہر بنوسلیم ہے آئے اور آتے ہی مسلمانوں سے بھڑ گئے' مسلمانوں کی صفیں اس مقام سے لے کر جہاں اب نہر بنوسلیم ہے اس کے پیچھے تک پھیلی ہوئی تھیں۔

مجاہدین کی صف آرائی:

مثنیٰ کے میمنے اور میسرے پر بشیر اور بسر بن ابی وہم تھے اور سواروں پر معنیٰ اور امدادی دستوں پر مذعور تھے اور مہران کے میمنے اور میسرے پر حیرہ کا رئیس ابن آزاذبہ اور مردان شاہ تھا' مثنیٰ نے اپنی فوج کی صفوں میں گھوم کر لوگوں کو مناسب ہدایات دیں وہ اس وقت اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے چونکہ وہ گھوڑا بہت عمدہ اور شریف نسل کا تھا اس لیے اس کو شموس کہتے تھے' مثنیٰ اس پر سوار ہو کر لڑا کرتے تھے اور صرف لڑنے کے لیے اس پر سوار ہوتے تھے اس کے سوا کبھی اس کو کام میں نہ لاتے تھے' مثنیٰ ایک ایک دستے کے علم کے سامنے جاتے اور اس دستے کو لڑائی کے لیے برانگیختہ کرتے اور احکام دیتے' اور بہترین اسلوب سے ان کے دلوں میں جوش پیدا کرتے تھے' اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ مجھ کو امید ہے کہ تمہاری طرف سے آج عربوں پر کوئی مصیبت نہ آئے گی' بخدا جو بات مجھ کو اپنے لیے محبوب ہے وہی تم سب کے لیے محبوب ہے اور واقعہ یہ ہے کہ مثنیٰ نے اپنے قول اور فعل سے اس دعوے کو سچ کر دکھایا تھا' وہ ہر خوشگوار یا ناگوار امر میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے' مثنیٰ نے کبھی ایسا موقع نہیں آنے دیا کہ کوئی شخص ان کے قول اور فعل پر نکتہ چینی کر سکتا۔

حملہ سے قبل تین تکبیریں:

اس کے بعد مثنیٰ نے کہا کہ میں تین تکبیریں کہوں گا تم ان پر تیار ہو جانا اور چوتھی تکبیر سنتے ہی دشمن پر حملہ کر دینا' جب مثنیٰ نے

پہلی تکبیر کہی تو اہل فارس نے جلدی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس لیے مسلمانوں نے بھی جلدی کی اور پہلی تکبیر پر طرفین کے لوگ آپس میں بھڑ گئے' مثنیٰ نے دیکھا کہ اس کی وجہ سے بعض صفوں میں خلل پیدا ہو گیا ہے اس لیے ان کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ امیر تم لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ آج مسلمانوں کو رسوا نہ کرو' انہوں نے کہا بہت اچھا' اور سنبھل گئے' اس سے قبل ان لوگوں نے دیکھا تھا کہ مثنیٰ ان حرکتوں کی وجہ سے ان کی طرف بار بار دیکھتے تھے مگر اب وہ اتنے مستعد اور باضابطہ بن گئے تھے کہ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے رہے تھے اور لوگوں سے انجام نہیں پاتے تھے اور اب وہ مثنیٰ کو نگاہیں پھیر پھیر کر دیکھتے کہ مثنیٰ خوشی سے ہنس رہے ہیں' یہ لوگ قبیلہ بنو عجل کے تھے۔

جنگ بویب:

جب لڑائی طول پکڑ گئی اور بہت سخت ہو گئی تو مثنیٰ نے انس بن ہلال کے پاس جا کر کہا کہ اے انس! اگرچہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو مگر بہادر عرب ہو' جب تم مجھ کو مہران پر حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی میرے ساتھ حملہ کرنا' اور یہی بات مثنیٰ نے ابن مردی الفہر سے کہی ان دونوں نے اس بات کو منظور کیا' مثنیٰ نے مہران پر حملہ کر کے اس کو سامنے سے ہٹا دیا اور اس کے میمنے میں گھس گئے اور ان کے ساتھی مشرکین کو لپٹ پڑے اور دونوں طرف کی قلب کی فوجیں ایک جگہ جمع ہو گئیں' آسمان پر غبار کا بادل چھا گیا' بازوؤں کی فوجیں خون ریزی میں مصروف تھیں نہ مشرکین اپنے امیر کی امداد کے لیے جا سکتے تھے نہ مسلمان' اس روز مسعود اور مسلمانوں کے دوسرے کئی قائد شہید ہو گئے' مسعود نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر تم ہم کو شہید ہوتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے کام سے دست کش نہ ہونا کیونکہ لشکر ہٹتا ہے اور پھر واپس ہوتا ہے' اپنی صفوں میں ثابت قدم رہنا اور اپنے قریب والوں کے کام آتے رہنا' مسلمانوں کے قلب نے مشرکین کے قلب کے چھکے چھڑا دیئے' ایک تغلبی نصرانی لڑکے نے مہران کو قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا' مثنیٰ نے مہران کے اسلحہ اس لڑکے کے رسالے کے افسر کو دے دیا' اس وقت یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی مشرک اسلامی فوج میں شریک ہو کر کسی کو قتل کرتا تو اس کے مقتول کا اسلحہ قاتل کے دستے کے قائد کو دیا جاتا تھا' اور لڑکے کے دو قائد تھے ایک جریر دوسرے ابن الہوبر' چنانچہ مہران کا اسلحہ ان دونوں نے تقسیم کر لیا۔

مہران کا قتل:

محضر بن ثعلبہ کا بیان ہے کہ بنو تغلب کے چند نوجوان گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے' اور جب مسلمانوں اور ایرانیوں میں جنگ شروع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم عربوں کے ساتھ ہو کر عجمیوں سے لڑیں گے ان میں سے ایک نوجوان نے مہران کو قتل کر دیا' مہران اس روز ایک کمیت گھوڑے پر سوار تھا جس کے جسم پر زرہ نما جھول پڑی ہوئی تھی اور اس کی پیشانی اور دم پر پیتل کے زرد چاند لگے ہوئے تھے وہ نوجوان اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ان الفاظ میں اپنے نسبی فخر کا اظہار کرنے لگا انا الغلام التغلبی انا قتلت المرزبان. میں تغلبی جوان ہوں' میں نے ایرانی رئیس کو قتل کیا ہے' اس کے بعد جریر اور ابن الہوبر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر آئے اور بطور تعظیم اس نوجوان کا پاؤں پکڑا اور اس کو گھوڑے سے اتارا۔

مہران کا اسلحہ:

سعید بن المرزبان کی روایت ہے کہ جریر اور منذر مہران کے سامان میں شریک تھے' اس کے اسلحہ کے بارے میں ان دونوں

میں اختلاف ہوا دونوں نے اپنے قضیے کو مثنیٰ کے پاس پیش کیا' مثنیٰ نے اس کے اسلحہ ان دونوں میں بانٹ دیئے نیز اس کا پٹکا اور کنگن بھی دونوں میں تقسیم کر دیا اس لڑائی میں مسلمانوں نے مشرکین کے قلب کو بالکل برباد کر دیا تھا۔

ابوروق کہتے ہیں کہ بخدا ہم بویب میں جاتے تھے تو موضع سکون اور بنوسلیم کے درمیان سفید ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے تھے جن میں لوگوں کی کھوپڑیاں اور جوڑ چمکتے ہوئے نظر آتے تھے ان کو دیکھنے سے ہم کو عبرت ہوتی تھی' ان کھوپڑیوں کا اندازہ ایک لاکھ تک کیا جاتا تھا اور وہ عرصے تک نمایاں رہیں بالآخر ان کو گھروں کے دفن کرنے والے حادثاتِ زمانہ نے دفن کر دیا۔

مشرکین کی پسپائی:

کہتے ہیں کہ جب غبار بلند ہوا تو مثنیٰ ٹھہر گئے' مگر جب غبار دور ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ مشرکین کا قلب فنا ہو گیا ہے اور بازوؤں کے دستوں نے ایک دوسرے کو ہلا ڈالا ہے مگر یہ دیکھ کر کہ مثنیٰ نے دشمن کے قلب کو پسپا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ہے مسلمانوں کے میمنے اور میسرے کے دستے دشمنوں پر اور شیر دل ہو گئے اور انہوں نے عجمیوں کے منہ پھیر دیئے مثنیٰ اور قلب کے لوگ ان کے لیے نصرت کی دعائیں کرنے لگے' مثنیٰ نے ان کے پاس ایک جوش دلانے والے کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مثنیٰ کہتے ہیں کہ ایسے کارہائے نمایاں تمہیں جیسے بہادروں سے انجام پذیر ہوتے ہیں تم اللہ کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا' آخر کار ان لوگوں نے دشمنوں کو شکست دی' مثنیٰ فوراً پل کی طرف گئے اور ان کا راستہ روک لیا اس کی وجہ سے عجمی فرات کے بالائی اور زیریں کنارے پر پراگندہ ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کو اپنی تلواروں سے کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ عرب وعجم کی کسی لڑائی کی بوسیدہ ہڈیاں اتنے عرصے تک باقی نہیں رہی تھیں جیسی کہ اس جنگ کی باقی رہی ہیں۔

مسعود بن حارثہ اور انس بن ہلال کی شہادت:

مسعود بن حارثہ کی لاش میدان جنگ میں سے اٹھا کر لائی گئی وہ شکست سے پہلے ہی بچھڑ گئے تھے اس وجہ سے ان کے لوگوں میں کمزوری پیدا ہونے لگی' یہ دیکھ کر مسعود نے جو اس وقت زخموں سے چور تھے کہا اے بکر بن وائل کے بہادرو! اپنے جھنڈے کو بلند کرو اللہ تم کو بلندی عطا کرے گا' میرے گر جانے سے تم کو ہراساں نہ ہونا چاہیے' اس روز انس بن ہلال النمری نے بھی بڑے زور سے جنگ کی تھی یہاں تک کہ اپنی جان دے دی' مثنیٰ نے انس اور مسعود کی لاشیں ایک ساتھ دکھائی تھیں' قرط بن جماع العبدی بھی بڑے زور شور سے لڑے تھے متعدد نیزے اور تلواریں ان کے ہاتھ میں ٹوٹیں انہوں نے شہر براز کو جو ایران کا بڑا دہقان تھا اور مہران کے سواروں کا افسر تھا قتل کیا۔

شہر براز کا قتل:

جنگ ختم ہونے کے بعد مثنیٰ سب لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھے' مثنیٰ لوگوں سے اور لوگ مثنیٰ سے اپنے اپنے واقعات بیان کرنے لگے جو شخص آتا مثنیٰ اس سے دریافت کرتے کہو تم کو کیا واقعات پیش آئے' قرط بن جماع نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تو مجھے اس میں مشک کی خوشبو آئی میں نے خیال کیا کہ وہ مہران ہے اور میں چاہتا تھا کہ وہی ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سواروں کا افسر اعلیٰ شہر براز ہے یہ معلوم ہوتے ہی میرے دل میں اس کی کچھ حقیقت نہ رہی۔

مثنیٰ نے کہا کہ میں زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں عربوں اور عجمیوں سے لڑا ہوں' بخدا زمانہ جاہلیت میں میرے نزدیک سو

عجمی ہزار عربوں پر بھاری تھے اور اب یہ حالت ہے کہ سو عرب ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں' خدا نے عجمیوں کی شجاعت ختم کر دی اور ان کی مکاریوں کے تار و پود بکھیر دیئے تم کو ان کی شان و شوکت' کثرت تعداد' بڑی کمانوں اور لانبے تیروں سے مرعوب نہ ہونا چاہیے' جب ان پر یک لخت حملہ ہوتا ہے تو ان کو مویشیوں کی طرح ہر طرف ہانکا جا سکتا ہے۔

ربعی کے تیسرے حملہ میں مشرکین کی پسپائی:

ربعی نے اپنا واقعہ مثنیٰ سے یوں بیان کیا کہ جنگ اور اس کی شدت کو ایک حالت پر قائم دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن تم پر بشدت حملہ آور ہو رہے ہیں تم اپنی ڈھالوں پر ان کے وار روکو' اگر ان کے ایسے دو حملوں پر تم ثابت قدم رہے تو میرا ذمہ ہے کہ تیسرے میں تم کو فتح ہو جائے گی' ان لوگوں نے میرے مشورے پر عمل کیا' اور خدا کی قسم اللہ نے مجھ کو میری ذمہ داری سے عہدہ برآ کر دیا۔

ابن ذی السہمیں کا خدا کے وعدے پر یقین:

ابن ذی السہمیں نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ میں نے اپنے سپہ سالار کو رعب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی آیات پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ ان کے نزدیک بہت بہتر چیز ہے تم اپنے جھنڈوں کو لے کر ان کی اقتداء کرو تم میں جو پیدل ہیں سواروں کو ان کی حمایت کرنی چاہیے اس کے بعد تم حملہ کرو خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا' چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہی ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔

جنگ حسبر کا انتقام:

عرفجہ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ہم لوگ دشمنوں کے لشکر میں فرات تک گھستے چلے گئے اس وقت میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ خدا کرے یہ لوگ غرق ہو جائیں تا کہ حسبر کی مصیبت کا بدلہ اتر جائے مگر جب وہ لوگ دبتے دبتے بہت تنگ ہو گئے تو ہم پر پلٹ پڑے' ہم بہت زور و شور سے لڑے یہاں تک کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ خدارا تم اپنے جھنڈے کو ذرا پیچھے کر لو' میں نے کہا کہ میں تو اس کو آگے ہی بڑھاؤں گا' میں نے دشمن کے حامیوں پر حملہ کیا وہ فرات کی طرف واپس پلٹے مگر ایک بھی فرات تک زندہ نہ پہنچ سکا۔

یوم الاعشار:

ربعی بن عامر کہتے ہیں کہ بویب کی جنگ میں میں اپنے والد کے ساتھ تھا' بویب کو یوم الاعشار (دہائیوں کا دن) بھی کہتے ہیں' کیونکہ شمار کرنے سے سو آدمی ایسے نکلے جنھوں نے اس معرکہ میں دس دس آدمی قتل کیے تھے' عروہ بن زید شہ سوار نو والے تھے بنو کنانہ کے غالب نو والے تھے اور عرفجہ ازدی بھی نو والے تھے اس مقام سے لے کر جہاں آج کل السکون ہے دریائے فرات کے کنارے بویب شرقیہ کے سرے تک مشرکین تہ تیغ ہوئے تھے' کیونکہ عین شکست کے وقت مثنیٰ جلدی سے پل کے پاس پہنچ گئے اور ان کے لیے پل کا راستہ روک دیا اس وجہ سے وہ لوگ دائیں بائیں بھاگنے لگے مسلمان رات تک اور پھر اگلے دن رات تک دشمنوں کا تعاقب کرتے رہے۔

مثنیٰ نے بعد میں پل کا راستہ روکنے پر اظہار ندامت کیا اور کہا کہ میں نے پل کی طرف بڑھ کر اور اس کو توڑ کر بے بس دشمنوں

کو تنگ کر دیا تھا خدا نے ہم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا' میں آیندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کروں گا لوگو تم بھی ایسا کبھی نہ کرنا اور میری تقلید نہ کرنا' جس جماعت میں مدافعت کی قوت موجود ہو اس کو کبھی تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

تلواروں اور نیزوں پر مسعود اور خالد کا جنازہ:

جو مسلمان اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے' ان میں سے بعض ذی رتبہ لوگ انتقال کر گئے ان میں سے ایک خالد بن ہلال اور دوسرے مسعود بن حارثہ تھے' مثنیٰ نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے جنازوں کو نیزوں اور تلواروں پر اٹھایا' مثنیٰ کو ان کی جدائی کا بے حد قلق ہوا' انہوں نے کہا کہ واللہ! میرا غم اس خیال سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بویب کے معرکہ میں شریک ہوئے اور انہوں نے بڑے صبر و استقلال سے پیش قدمی کی' نہ گھبرائے نہ منہ موڑا اور شہادت نے ان کے گناہوں کا کفارہ کر دیا۔

قوادس کی دلیر عورتیں:

بویب کی فتح کے بعد مثنیٰ' عصمہ اور جریر کو مہران کی ضیافت کی بکریاں' آٹا اور گائیں کافی مقدار میں ہاتھ آئیں' چنانچہ اس میں سے کچھ تو قوادس کو جہاں مدینے کے مجاہد اپنے اہل و عیال کو چھوڑ آئے تھے' بھیج دیا گیا اور کچھ حیرہ کو جہاں اس سے قبل کی لڑائیوں کے مجاہدین کے خاندان قیام پذیر تھے بھیج دیا گیا' قوادس کو لے جانے والوں کا رہبر عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ تھا جب یہ لوگ قریب پہنچے تو وہاں کی عورتیں ان سواروں کو دیکھ کر چلانے لگیں اور ان کو لٹیرے سمجھیں اور اپنے بچوں کو بچانے کے لیے پتھر اور ڈنڈے لے کر کھڑی ہو گئیں' یہ دیکھ کر عمرو نے کہا کہ اس لشکر کی عورتوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے ان کو فتح کی خوشخبری سناؤ' وہ سامان دینے کے بعد لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ فتح کے ابتدائی ثمرات ہیں' سامان لانے والی فوج کے افسر نسیر تھے' قوادس پہنچ کر نسیر وہاں والوں کی حفاظت کے لیے وہیں ٹھہر گئے اور عمرو بن عبدالمسیح حیرہ واپس آ گیا۔

جریر بن عبداللہ اور جسری مجاہدین کا تعاقب:

مثنیٰ نے فتح کے روز دریافت کیا کہ سیب تک دشمنوں کا تعاقب کون کرتا ہے' جریر بن عبداللہ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے بجیلہ کے لوگو! تم اور اس معرکہ کے تمام مجاہدین سبقت' فضیلت اور آزمائش میں برابر ہیں مگر مال غنیمت کے خمس میں جو مزید حصہ تم کو ملنے والا ہے کسی اور کو نہیں ملے گا' امیر المومنین کے حکم سے خمس کا چوتھائی حصہ تمہارا ہے' لہٰذا اس کے جواب میں دشمن کا تعاقب کرنے میں کوئی اور تم پر سبقت نہ لے جائے اور نہ کوئی دشمن کے حق میں تم سے زیادہ سخت ثابت ہو' کیونکہ تم کو دو بھلائیوں میں سے ایک کے حاصل ہونے کی توقع ہے شہادت اور جنت یا غنیمت اور جنت۔

مثنیٰ نے حسبر کے شکست خوردہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر جو جان دینے پر تلے ہوئے تھے کہا' کہاں ہے وہ شخص اور اس کے ساتھی جو کل صفوں سے نکلے جا رہے تھے بڑھو اور ان دشمنوں کا سیب تک تعاقب کرو اور ان سے اپنے غصے کی بھڑاس نکال لو فھو خیرلکم و اعظم اجرا و استغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ (تمہارے لیے یہی بہتر اور باعث اجر ہے' خدا سے مغفرت کی درخواست کرو' اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے)۔

خمس میں قبیلۂ بجیلہ کا حد:

مثنیٰ کے اعلان پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا شخص وہ اور اس کے ساتھی تھے جو کل مسلمانوں کی صف سے نکل کر اور دشمنوں

میں جا کر جان دینا چاہتے تھے' وہ مستعدی سے کودے اور جھپٹے' مثنیٰ نے ان لوگوں کے لیے پل بندھوایا اور ان کو دشمنوں کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور ان کے پیچھے بجیلہ اور دوسرے شہ سوار بھی جھپٹے' یہ لوگ دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے سیب تک پہنچ گئے' مثنیٰ کے لشکر میں جتنے حسبری تھے وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اس خدمت کے لیے نکل پڑے تھے' اس مہم میں ان کو ہر طرح کا بہت سا مال غنیمت' لونڈی غلام اور گائیں ہاتھ آئیں۔ مثنیٰ نے ان کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہر قبیلے کے ان بہادروں کو جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے مزید انعامات دیئے۔ اسی طرح خمس کا چوتھائی قبیلہ بجیلہ کو برابر برابر تقسیم کر دیا اور باقی تین چوتھائی عکرمہ کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

فتح ساباط:

اہل فارس کے دلوں میں خدا نے مسلمانوں کا رعب ڈال دیا تھا' چنانچہ تعاقب میں جانے والی فوج کے قائدین اور عاصم' عکرمہ اور جریر نے مثنیٰ کو یہ لکھا کہ اللہ نے ہم کو سلامتی عطا فرمائی' ہمارے کام کو ہلکا کر دیا اور جس مقصد کے لیے آپ نے ہم کو یہاں بھیجا تھا اس کو پورا کر دیا ہے' اگر آپ ہم کو پیش قدمی کی اجازت دیتے ہیں تو دشمنوں کو زیر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے' مثنیٰ نے ان کو پیش قدمی کی اجازت دے دی' اس لیے وہ لوگ غارت گری کرتے ہوئے ساباط تک پہنچ گئے' اہل ساباط قلعہ بند ہو گئے اس کے قرب و جوار کے دیہات مجاہدین نے لوٹ لیے' ساباط کے قلعہ بند لوگوں نے مسلمانوں پر تیراندازی کی قلعے میں سب سے پہلے تین قائد عصمہ' عاصم اور جریر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے اور سب لوگ گھس گئے' ساباط کو فتح کر کے یہ مجاہدین مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے۔

سواد کے علاقے کا تاراج:

عطیہ ابن الحارث کی روایت ہے کہ جب مہران ہلاک ہو گیا تو مسلمانوں کو سواد کے تمام علاقے پر ان کی فرودگاہ سے لے کر دجلہ تک دست برد کرنے کا پورا موقع مل گیا' اور انہوں نے بے خوف ہو کر لوٹ مچا دی' کیونکہ عجمیوں کی فوجی چوکیاں ٹوٹ گئی تھیں اور ان کی فوجیں بھاگ کر ساباط میں پناہ گزین ہو گئی تھیں۔ انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ دجلہ کے اس پار تک کا علاقہ چھوڑ دیں۔

بویب کی لڑائی رمضان ۱۳ھ میں واقع ہوئی تھی اس میں مہران اور اس کی فوج قتل ہوئی بویب کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک تمام میدان ہڈیوں سے پٹ گیا تھا یہ ہڈیاں مدتوں سامان عبرت بنی رہیں یہاں تک کہ فتنوں کے دنوں میں مٹی میں دب گئیں۔ جہاں کسی نے ذرا سی مٹی ہٹائی' کوئی نہ کوئی ہڈی نظر آئی' سکون' مرہبہ اور بنوسلیم کے درمیان سب جگہ یہی کیفیت تھی یہ علاقے شاہانِ فارس کے زمانے میں دریائے فرات کی ترائی کا جنگل تھا' اور اس کا پانی جوف میں گرتا تھا۔

جریر اور عرفجہ کے متعلق ابن اسحاق کی روایت:

مگر ابن اسحاق کی روایت میں جریر اور عرفجہ کا قصہ اور مثنیٰ کی جنگ کا حال سیف کی روایت سے مختلف ہے' ابن اسحاق کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حسبر کی شکست کا حال معلوم ہوا اور وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ آپ کے پاس واپس آئے تو اس وقت جریر بن عبداللہ البجلی اور عرفجہ بن ہرثمہ یمن کے سواروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرفجہ جو قبیلہ ازد سے تھے ان دنوں بجیلہ کے حلیف اور ان کے سردار تھے' ان لوگوں سے حضرت عمرؓ نے گفتگو کی اور فرمایا کہ عراق میں حسبر جو تمہارے بھائیوں کو مصیبت پیش آئی ہے اس کا حال تم کو معلوم ہے اس لیے تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ' میں تمہارے قبیلے کے ان سب لوگوں کو جو قبائل

عرب میں منتشر ہیں جمع کر کے تمہارے پاس بھیج دوں گا' انہوں نے کہا اے امیر المومنین! ہم تعمیل حکم کے لیے حاضر ہیں' چنانچہ حضرت عمرؓ نے قیس' کبعہ' سمہ اور عرنیہ کو جو قبائل بن عامر بن صعصعہ میں تھے نکال کر جمع کیا اور ان پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ بات جریر بن عبداللہ البجلی کو ناگوار گزری' انہوں نے بجیلہ کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے متعلق امیر المومنین سے عرض کرو' انہوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو امیر مقرر فرماتے ہیں جو ہمارے قبیلے کا نہیں ہے' آپ نے عرفجہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرفجہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ درست کہتے ہیں میں ان کے قبیلے کا نہیں ہوں' میں قبیلہ ازد کا ہوں زمانہ جاہلیت میں ہم سے اپنی قوم میں ایک خون سرزد ہو گیا تھا اس لیے ہم بجیلہ میں مل گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان لوگوں میں سر برآوردہ ہو گئے' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر واقعہ یہ ہے تو تم اپنی جگہ پر رہو اور جس طرح یہ لوگ تم سے گریز کرتے ہیں تم بھی ان سے گریز کرو عرفجہ نے کہا کہ مجھ سے تو یہ نہ ہو گا البتہ ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔

مہران کے اسلحہ کی تقسیم:

حضرت عمرؓ نے بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کر دیا عرفجہ کے بجائے جریر ان کو لے کر کوفے کی طرف گئے' بجیلہ کے سب لوگوں کو جو جریر کے ہم قوم تھے۔ جریر کی ماتحتی میں دے دیا گیا' جب جریر مثنیٰ کے قریب سے گزرے تو مثنیٰ نے ان کو لکھا کہ میرے پاس آ ؤ کیونکہ تم میری کمک کے لیے بھیجے گئے ہو' جریر نے جواب دیا کہ جب تک امیر المومنین کا حکم نہ ہو میں ایسا نہیں کر سکتا' تم بھی امیر ہو اور میں بھی امیر ہوں' اس کے بعد جریر' حسبر کی طرف گئے وہاں مہران بن باذان سے ان کا مقابلہ ہوا' مہران جو ایک بڑا ایرانی سردار تھا' نخیلہ کے قریب پل سے گزر کر جریر کی طرف آیا' طرفین میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی' منذر بن حسان بن ضرار الضبی نے مہران پر شدید حملہ کیا اور اس کو نیزے سے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اور جریر نے ایک دم بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا' اس کے اسلحہ کے متعلق ان دونوں میں اختلاف ہوا مگر بعد میں اس طرح صلح ہو گئی کہ جریر نے ہتھیار لے لیے اور منذر بن حسان نے کمر پٹکا لیا۔

ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب مہران کا جریر سے مقابلہ ہوا تو مہران نے ازراہ فخر یہ شعر پڑھا:

ان تسئلوا عنی فانی مھران انا لمن و انکرنی ابن باذان

ترجمہ: ''اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں مہران ہوں اور جو شخص میرا منکر ہے میں اس کو باخبر کرتا ہوں کہ میں باذان کا بیٹا ہوں''۔

میں مہران کے اس دعوے کو غلط سمجھتا تھا مگر بعد میں ایک معتبر ذی علم شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عربی نژاد تھا اس نے یمن میں اپنے باپ کے ساتھ رہ کر جب کہ وہ کسریٰ کا عامل تھا۔ تربیت پائی تھی اس روایت کے معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کے قول کو غلط نہیں سمجھا۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روانگی عراق:

مثنیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جریر کی شکایت لکھی تھی آپ نے اس کے جواب میں مثنیٰ کو لکھا کہ میں تم کو ایک ایسے شخص پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے کیسے امیر مقرر کر سکتا ہوں' عمرؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں چھ ہزار کا لشکر عراق کو روانہ کیا اور مثنیٰ اور جریر بن عبداللہ کو لکھا کہ تم دونوں سعد کے ساتھ مل جاؤ' آپ نے سعد کو ان دونوں پر امیر بنا دیا تھا' سعد مدینہ سے روانہ ہو کر

شراف میں فروکش ہوئے اور مثنیٰ اور جریر بھی ان کے پاس پہنچ گئے' سعد نے سردی کا زمانہ اسی جگہ بسر کیا اس عرصے میں ان کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے اور مثنیٰ بن حارثہ کا انتقال ہو گیا ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

فوجی چوکیوں کا قیام:

مثنیٰ نے سواد کے علاقے میں لوٹ مچا دی اور حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کیا' جریر کو میسان کی طرف اور ہلال بن علفہ التیمی کو دشت میسان کی طرف روانہ کیا اور فوجی چوکیوں کو عصمہ بن فلان الکلجی الضبی' عرفجہ البارقی وغیرہ جیسے مسلمان قائدین کے ذریعے سے مضبوط کیا اور اپنی مہم کو شروع کیا اور انبار کی بستیوں میں سے ایک بستی الیس میں اترے' یہ غزوات غزوات انبار آخرہ اور غزوات اُلیس آخرہ کے ناموں سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

خنافس پر حملہ کا مشورہ:

دس آدمیوں نے جن میں سے ایک جری اور دوسرا انباری تھا مثنیٰ پر بہت زور دیا کہ وہ منڈیوں پر حملہ کریں' جری کی رائے بغداد پر اور انباری کی خنافس پر حملہ کرنے کی تھی' مثنیٰ نے پوچھا کہ ان میں سے کون سی جگہ پہلے آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں مقامات میں کئی روز کی مسافت ہے' مثنیٰ نے کہا کہ کون سی جگہ جلدی آتی ہے' انہوں نے کہا خنافس کی منڈی' اس منڈی میں بکثرت لوگ آتے ہیں' اور ربیعہ اور قضاعہ کے لوگ ان کی حفاظت کے لیے پہرہ دیتے ہیں' مثنیٰ نے اس منڈی کی تیاری کر دی اور جب انہوں نے اندازہ کیا کہ اب ٹھیک بازار کے دن وہاں پہنچ جائیں گے تو سوار ہو کر خنافس پہنچے اور اس کو لوٹ لیا' وہاں سواروں کے دو دستے تھے ایک ربیعہ کا دوسرا قضاعہ کا' قضاعہ کا سردار رومانس بن دبرو تھا اور ربیعہ کا سردار السلیل بن قیس تھا یہ لوگ وہاں کے محافظ تھے' مثنیٰ نے بازار کو لوٹ لیا اور محافظوں کو زیر کر لیا اور اسی روز صبح سویرے انبار کے دہقانوں کے پاس پہنچے وہ لوگ قلعہ گیر ہو گئے مگر جب انہوں نے مثنیٰ کو پہچانا تو ان کے پاس آئے اور ان کے لیے توشہ اور ان کے گھوڑوں کے لیے چارہ وغیرہ مہیا کیا اور بغداد جانے کے لیے رہنما بھی ساتھ کیے' مثنیٰ نے بغداد کا رخ کیا اور ٹھیک صبح کے وقت وہاں پہنچ کر چھاپہ مارا۔

سواد کے علاقہ میں فوج کشی:

جب مثنیٰ انبار میں تھے اس وقت مسلمان مجاہدین سواد کے کل علاقے میں فوج کشی اور غارت گری کر رہے تھے ان کی ترک تازیاں زیرین کسکر سے لے کر زیرین فرات تک اور جسور مثقب سے لے کر عین التمر تک اور اس کے قریب کی زمینوں الفلالیج اور العال تک جاری تھیں۔

خنافس کی منڈی:

مذکورہ بالا واقعے کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ حیرہ کے ایک شخص نے مثنیٰ سے کہا کہ آپ کو ایک ایسی بستی کا پتہ دیتے ہیں' جہاں مدائن کسریٰ اور سواد کے تاجر جمع ہوتے ہیں وہ لوگ وہاں سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں۔ ان کے پاس اس قدر مال ہوتا ہے کہ گویا وہ جگہ بیت المال ہے انہی دنوں میں ان کا بازار لگتا ہے' اگر آپ بے خبری کے عالم میں ان پر چھاپہ مار سکتے ہیں تو اس قدر مال ہاتھ آئے گا کہ مسلمان دولت مند ہو جائیں گے اور آپ ہمیشہ کے لیے دشمنوں سے زیادہ قوی ہو جائیں گے۔

خنافس پر اچانک چھاپہ مارنے کی تجویز:

مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس مقام اور مدائن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ پورا ایک دن یا اس سے کم مثنیٰ نے کہا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں، انھوں نے کہا کہ اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ صحراء کے راستے سے خنافس پہنچ جائیں کیونکہ انبار کے لوگ وہاں جانے والے ہیں اگر انہوں نے خنافس کے لوگوں کو آپ کی اطلاع کر دی تو وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں گے' وہاں سے آپ انبار کی طرف مڑ جائیں اور وہاں کے دہقانوں کو رہنما بنا کر راتوں رات یلغار کرتے ہوئے وہاں پہنچ جایئے اور صبح کے وقت غارت گری کیجیے۔

رئیس انبار کا تعاون:

مثنیٰ اُلیس سے روانہ ہوئے اور خنافس پہنچے وہاں سے مڑ کر انبار کی طرف لوٹے' وہاں کے رئیس کو خطرہ محسوس ہوا تو وہ قلعہ بند ہو گیا' رات کا وقت ہونے کی وجہ سے اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب اس نے مثنیٰ کو پہچانا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' مثنیٰ نے اس کو کچھ طمع دلائی کچھ ڈرایا تاکہ وہ رازداری برتے اور اس سے کہا کہ میں غارت گری کرنا چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ایسے رہبر کر دو جو مجھ کو بغداد کی طرف لے چلیں' وہاں سے میں مدائن پر حملہ کروں گا' اس نے کہا میں آپ کے ساتھ آتا ہوں' مثنیٰ نے کہا کہ تمہاری ضرورت نہیں ہے تم میرے ساتھ ایسے آدمی کر دو جو تم سے بہتر طور پر رہبری کر سکیں' انبار کے رئیس نے مثنیٰ کے لیے کھانوں کا توشہ اور گھوڑوں کے لیے چارہ مہیا کر دیا اور چند رہنما ساتھ کر دیئے۔

خنافس کی منڈی پر چھاپہ:

مثنیٰ روانہ ہوئے اور جب آدھا راستہ طے کر چکے تو مثنیٰ نے پوچھا کہ اب وہ بستی کتنی دور ہے' رہنماؤں نے کہا کہ چار پانچ فرسخ دور ہے' مثنیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے حفاظت کے لیے کون آمادہ ہے بعض لوگوں نے اپنے آپ کو حفاظت کے لیے پیش کیا' مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم لوگ بہت ہوشیاری سے پہرا دو اور وہیں قیام کیا اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو کھانا کھاؤ' وضو کرو اور تیار رہو اور طلایہ گرد جماعتوں کو اطراف میں بھیج دیا انہوں نے ہر طرف سے لوگوں کو روک دیا تاکہ کسی قسم کی خبریں نہ جانے پائیں جب سب کاموں سے فراغت ہوگئی تو آخر شب میں مثنیٰ روانہ ہوگئے اور صبح ہوتے ہی ان کی منڈی میں پہنچ گئے اور تیغ زنی شروع کر دی بہت لوگ قتل ہوئے اور جس قدر مال لے سکے لیا' مثنیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ صرف سونا اور چاندی لوٗ اور ہر شخص اتنا سامان لے جتنا کہ وہ اپنی سواری پر لاد سکتا ہو' بازار کے سب لوگ بھاگ گئے' سونا' چاندی اور نفیس ترین سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

مثنیٰ کی مراجعت پر اعتراض:

اس کے بعد مثنیٰ نہر السلحسین کی طرف جو انبار میں واقع ہے' پلٹے' وہاں پہنچ کر انہوں نے قیام کیا اور لوگوں میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے یہ کہا لوگو! یہاں ٹھہر جاؤ اپنی ضروریات پوری کر لو اور سفر کے لیے تیار ہو جاؤ' اللہ کی حمد و ثناء کرو' اس سے عافیت کی درخواست کرو اور اس کے بعد یہاں سے تیزی سے نکل چلو' سب نے اس حکم کی تعمیل کی' مثنیٰ نے بعض لوگوں کو یہ کانا پھوسی کرتے ہوئے سنا کہ ایسی کیا جلدی ہے ابھی تو دشمن ہمارے تعاقب میں نہیں نکلا ہے۔

مثنیٰ کا مجاہدین کو خطاب:

یہ سن کر مثنیٰ نے ان سے کہا تتناجوا بالبر و التقوی و لا تتناجوا بالاثم والعدوان. (نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو گناہ اور زیادتی کی سرگوشیاں مت کرو) پہلے معاملات کو غور سے دیکھو ان کا اندازہ کرو اور پھر لب کشائی کرو تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابھی کوئی مخبر دشمنوں کے شہر میں نہیں پہنچا ہے اور اگر کوئی پہنچ گیا ہے تو ان پر ہمارا ایسا رعب طاری ہوا ہوگا کہ وہ ہمارے تعاقب کی جرأت نہیں کر سکتے' غارت گری کی دہشتیں صبح سے شام تک پھیل جاتی ہیں اگر ان کے حمایتیوں نے تمہارا تعاقب کیا بھی تو وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نفیس ترین گھوڑوں پر سوار ہیں کہ دم کے دم میں اپنے لشکر اور اپنی جماعت میں پہنچ سکتے ہیں' اور اگر انہوں نے ہم کو آ لیا تو میں ان سے دو چیزوں کے لیے لڑوں گا' طلب اجر اور امید کامیابی' تم اللہ پر بھروسا رکھو اور اس سے حسن ظن رکھو اس نے ہم کو اکثر موقعوں پر نصرت عطا کی ہے حالانکہ تمہارے دشمن تم سے زیادہ تیار تھے' میں اپنے طرز عمل اور واپسی کے متعلق اصل وجہ سے تم کو مطلع کرتا ہوں' خلیفہ رسولؐ ابوبکرؓ نے ہم کو وصیت کی ہے کہ ہم لوگ آگے زیادہ نہ بڑھیں' مگر غارت گریوں میں جلد پلٹ کر حملہ کریں' اور دوسری جنگوں سے جلد فارغ ہو کر جلد واپس ہوں۔

مثنیٰ کا انبار میں استقبال:

مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر رہبروں کی معیت میں صحراء اور نہروں کو قطع کرتے ہوئے انبار پہنچے' انبار کے دہقانوں نے مثنیٰ کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا اور بسلامت واپسی پر مبارک باد دی' مثنیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی تو ہم تمہارے ساتھ تمہاری خواہش کے مطابق حسن سلوک کریں گے۔

مثنیٰ کا الکباث پر حملہ:

مثنیٰ نے بغداد سے انبار واپس آ کر المضارب العجلی اور زید کو الکباث روانہ کیا' الکباث کا رئیس فارس العتاب التغلبی تھا۔ ان کے پیچھے خود مثنیٰ نکلے' دونوں سردار الکباث پہنچ گئے' الکباث کے باشندے آبادی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہاں کے تمام باشندے بنو تغلب سے تھے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ اور پچھلے لوگوں کو جا پکڑا' فارس العتاب ان کی حمایت کر رہا تھا' کچھ دیر تو اس نے ان کی حفاظت وحمایت کی' مگر پھر بھاگ گیا ان میں سے بکثرت لوگ تہ تیغ ہوئے' وہاں سے مثنیٰ اپنے لشکر میں انبار واپس آ گئے' مثنیٰ کی عدم موجودگی میں ان کے نائب فرات بن حیان تھے۔

اہل صفین کی فراری:

مثنیٰ نے انبار واپس آ کر فرات بن حیان اور عتیبہ بن النہاس کو روانہ کیا اور ان کو صفین میں بنو تغلب اور النمر پر غارت گری کرنے کا حکم دیا اپنے لشکر پر عمرو بن ابی سلمیٰ الہجیمی کو اپنا نائب بنا کر ان دونوں کے پیچھے گئے' صفین کے قریب پہنچ کر مثنیٰ' فرات اور عتیبہ الگ الگ ہو گئے' صفین کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور فرات کو پار کر کے جزیرے کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

سامان رسد کا خاتمہ:

اس مہم میں مثنیٰ اور ان کے رفیقوں کے پاس سامان رسد ختم ہو گیا' اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ چند ضروری جانوروں کو چھوڑ کر باقی تمام سواری کے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے' اور ان کے سم' ہڈیاں اور کھالیں تک کھا گئے' پھر ان کو اہل دبا اور حوران کا ایک قافلہ مل

گیا' دیہاتیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور ان کے سواری کے جانور جو فاضل تھے لے لیے۔ اس لوٹ میں بنو تغلب کے تین چوکیدار بھی ہاتھ آئے تھے۔ مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم میری رہبری کرو' ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر تم مجھ کو جان و مال کی امان دیتے ہو۔ تو میں تم کو بنو تغلب کے ایک خاندان تک پہنچا دیتا ہوں جن کے پاس سے میں آج ہی صبح کو آ رہا ہوں۔

بنو تغلب پر اچانک حملہ:

مثنیٰ نے اس کو امان دے دی' اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دن بھر چلنے کے بعد جب رات ہوگئی تو اچانک ان لوگوں کے سروں پر پہنچ گئے' چوپائے پانی پی کر واپس ہو رہے تھے' لوگ اپنے گھروں کے صحنوں میں بے فکر بیٹھے تھے کہ مثنیٰ نے غارت گری کی۔ جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور جو کچھ سامان ہاتھ آیا لاد کر لے آئے۔

بعد میں پتہ چلا کہ یہ لوگ ذی الرویحلہ تھے' فوج میں جتنے مسلمان قبیلہ ربیعہ کے تھے' انہوں نے اپنے مال غنیمت سے لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا' زمانہ جاہلیت میں بھی جب کہ عربوں میں لونڈی غلام بنانے کا رواج تھا۔ ربیعہ کے لوگ کسی کو لونڈی غلام نہیں بناتے تھے۔

معرکہ تکریت:

مثنیٰ کو خبر ملی کہ دشمنوں کے بیشتر لوگ چارے کی خاطر دجلہ کے کنارے پر موجود ہیں۔ اس لیے مثنیٰ ان کی طرف روانہ ہوئے' بویب کے بعد کی ان تمام جنگوں میں مثنیٰ کے مقدمے کے افسر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور میمنے اور میسرے پر نعمان بن عوف بن نعمان الشیبانی اور مطر الشیبانی تھے' مثنیٰ نے دشمنوں کے پیچھے حذیفہ کو بھیجا اور ان کے پیچھے خود چلے۔ تکریت کے قریب دشمنوں کو جا لیا اور پانی میں گھس گھس کر ان کو پکڑا۔ مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا' ایک ایک آدمی کے حصے میں پانچ پانچ چوپائے اور لونڈی غلام آئے' مال غنیمت کے پانچ حصے کرنے کے بعد مثنیٰ انبار کی طرف آئے اور فرات عتیبہ دشمنوں کے مقابلے میں آگے تک نکل گئے اور صفین پر چھاپہ مارا۔

اہل صفین کا انجام:

صفین میں النمر اور تغلب کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کے معاون تھے مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو پانی کی طرف دھکیل دیا' انہوں نے بہت کچھ قسمیں دیں مگر کسی نے ایک نہ سنی' بلکہ ان کو پکار پکار کر کہا کہ ڈوبو ڈوبو' فرات اور عتیبہ نے لوگوں کو اکسایا اور ڈوبنے والوں کو پکار کر کہا تغریق بتحریق. جلانے کا بدلہ ڈوبانا ہے اس فقرے سے زمانہ جاہلیت کے اس واقعے کی طرف اشارہ تھا جب کہ ان لوگوں نے بکر بن وائل کے کچھ لوگوں کو ایک جنگل میں پھونک ڈالا تھا' دشمنوں کو غرق کرنے کے بعد مسلمان مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے' جب تمام فوجیں اور دستے مثنیٰ کے پاس انبار میں واپس آ گئے تو مثنیٰ اپنے تمام لشکر کو لے کر جزیرے میں جا ٹھہرے۔

فرات اور عتیبہ کی مدینہ میں طلبی:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ تمام فوجوں میں خفیہ خبر رساں متعین رکھتے تھے' چنانچہ ان لڑائیوں کے حالات ان کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور ان کو فرات اور عتیبہ کی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی بھی اطلاع ہوگئی جو انہوں نے بنو تغلب کی لڑائی کے دن جب کہ وہ پانی میں ڈوب رہے تھے' کہے تھے' آپ نے ان دونوں سرداروں کو اپنے پاس طلب کیا' اور ان سے پوچھا کہ ان الفاظ سے تمہاری کیا مراد تھی؟ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ کلمات بطور کہاوت کے کہے تھے' دور جاہلیت کا انتقام مقصود نہیں تھا' حضرت عمرؓ نے ان کو قسم دی' انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس سے ہماری مراد صرف کہاوت اور اعزاز اسلام تھا۔ آپ نے ان کے بیان کو سچ قرار دیا اور ان کو مثنیٰ کے پاس واپس بھیج دیا۔

قادسیہ کی جنگ کے اسباب

رستم اور فیرزان کے اختلاف:

اہل فارس نے رستم اور فیرزان سے جو اس وقت برسر حکومت تھے یہ کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تمہارے اختلافات ختم نہیں ہوتے تم نے ہم کو کمزور کر دیا ہے اور تم دشمنوں کے کہنے میں آ گئے ہو تمہاری وجہ سے ہم کو جن خطرات کا سامنا ہو رہا ہے اب وہ ناقابل برداشت ہو گئے ہیں' ہلاکت اور تباہی سر پر منڈلا رہی ہے' بغداد' ساباط اور تکریت کے بعد صرف رائن رہ گیا ہے' خدا کی قسم یا تو دونوں متفق ہو کر کام کرو ورنہ قبل اس کے کہ دشمن ہماری تباہی پر خوشیاں منائیں ہم تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

مخفر کا بیان ہے کہ جب مسلمان سواد کے علاقوں میں ترک تازی کر رہے تھے۔ اس وقت اہل فارس نے رستم سے کہا کہ خدا کی قسم تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو' اور ہم سب ہلاک ہو جائیں' خدا کی قسم صرف تمہاری وجہ سے ہم میں یہ کمزوری پیدا ہوئی ہے' اے قائدو! تم نے اہل فارس میں اختلاف کا بیج بویا ہے اور دشمنوں پر حملہ کرنے سے ان کو روکا ہے بخدا! اگر تمہارے قتل سے ہم کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ابھی تم کو قتل کر دیتے' اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہارا خاتمہ کر کے جی ٹھنڈا کریں گے' پھر خود برباد ہو جائیں گے۔

آل کسریٰ کی عورتوں کی فہرست:

رستم اور فیرزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا کہ تم ہم کو کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں کی اور آل کسریٰ کی عورتوں اور ان کی لونڈیوں کی فہرست لکھ کر دو' بوران نے ایک فہرست تیار کر کے ان کو دے دی۔ انہوں نے اس فہرست کے مطابق تمام عورتوں کو طلب کیا اور ان کو سخت تکلیفیں دے کر یہ مطالبہ کیا کہ کسریٰ کی اولاد میں سے کسی فرزند کا پتہ دو مگر کوئی پتہ نہ چل سکا۔

یزدجرد کی تخت نشینی:

آخر میں ان عورتوں نے یا ان میں سے کسی ایک عورت نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں صرف ایک لڑکا یزدجرد[1] بن شہریار بن کسریٰ باقی ہے' اس کی ماں مادوریا والوں میں کی ہے۔ چنانچہ اس عورت کو بلوایا گیا اور اس کے لڑکے کا مطالبہ کیا گیا' اس عورت نے شیریٰ کے زمانے میں جب کہ شیریٰ نے ان سب عورتوں کو قصر ابیض میں جمع کیا تھا اور کسریٰ کی تمام اولاد ذکور کو قتل کر دیا تھا' اس لڑکے کو وہاں سے نکال کر ایک جھولی میں ڈالا اور اس کے ماموؤں کے (جن سے وعدہ لے چکی تھی) حوالے کر دیا تھا' رستم اور فیروزان نے اس عورت کو پکڑ کر اس سے اس لڑکے کا پتہ دریافت کیا۔ اس نے ان کو لڑکے کا پتہ بتلا دیا۔ انہوں نے فوراً آدمی بھیج کر اس لڑکے یعنی یزدجرد کو بلا لیا اور اس کو بادشاہ ایران بنا دیا۔ وہ اس وقت اکیس سال کا تھا۔ اس کی بادشاہت پر تمام ایرانی سردار مطمئن اور متفق ہو گئے اور سب اس کے مطیع ہو گئے' بلکہ اظہار اطاعت اور اعانت میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے' یزدجرد نے کسریٰ کے زمانے کی تمام چوکیوں اور چھاؤنیوں پر فوجیں متعین کیں اور حیرہ' انبار' ابلہ اور ان کے علاوہ اور چوکیوں کے لیے فوجیں نامزد کیں۔

[1] اصل نام یزدگرد ہے۔

بغاوت کا خطرہ:

مثنیٰ اور مسلمانوں کو اہل فارس کی حالت اور ان کے متفق الرائے ہو کر یزدجرد کو بادشاہ بنانے کی کیفیت معلوم ہوئی' مسلمانوں نے ان واقعات کی اور اندیشہ بغاوت کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ ابھی حضرت عمرؓ کے پاس خط نہ پہنچا تھا کہ سواد کے اکثر لوگ جن سے مسلمانوں کی مصالحت ہو چکی تھی اور جن سے مصالحت نہیں ہوئی تھی مسلمانوں سے برگشتہ ہو گئے۔

مثنیٰ کی عجمی حلقوں سے مراجعت:

مثنیٰ اپنی محافظ فوج کو لے کر ذی قار میں آ گئے اور لوگوں کا پورا لشکر الطف میں مقیم رہا' اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم پہنچا کہ تم عجمیوں کے حلقوں میں سے نکل جاؤ اور اپنے حدود سلطنت میں جہاں جہاں تمہاری اور دشمن کی سرحدات ملتی ہوں پانی کے چشموں پر پھیل جاؤ اور قبائل ربیعہ اور مضر اور ان کے حلیفوں میں جس قدر صاحب شجاعت اور شہ سوار لوگ موجود ہوں ان کو اپنی فوج میں بھرتی کر لو اگر ان میں سے کوئی شخص بخوشی اس خدمت کے لیے آمادہ نہ ہو تو اس کا خاتمہ کر دو۔ ان عجمیوں کی طرح تم بھی عربوں کو جہاد کے لیے ابھارو اور اپنے مجاہدین کو ان کے مجاہد سے بھڑا دو۔

مثنیٰ کا ذی قار میں قیام:

یہ حکم پا کر مثنیٰ ذی قار میں ٹھہرے اور فوج کے باقی دستے الجل' شراف اور غضی میں ٹھہرے۔ غضی بصرے کے مقابل تھے جریر بن عبداللہ غضی میں اور سیر بن عمرو العنبری اوران کی طرف کے اور لوگ سلمان تک ٹھہرے' اس طرح عراق کے تمام چشموں پر شروع سے آخر تک فوجی چوکیاں قائم ہو گئیں' جو بوقت ضرورت ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہر وقت منتظر اور تیار تھیں' یہ واقعہ ذوالقعدہ ۱۳ھ کا ہے۔

عمالوں کو فوجی بھرتی کا حکم:

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ عرب عمال کو جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے' یہ حکم بھیجا (یہ ذوالحجہ ۱۳ھ کا اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ حضرت عمرؓ حج کے لیے جا رہے تھے آپ ہر سال حج کو جایا کرتے تھے) کہ ہر اس شخص کو جو بہادر' شہ سوار' ذی رائے اور ہتھیار بند ہو چن لو اور میرے پاس بھیج دو' اس حکم کی تعمیل جلد تر ہونی چاہیے۔

قبائل میں جوش جہاد:

حج کو روانگی کے وقت قاصد آپ کا حکم لے کر عمال کے پاس روانہ ہو گئے' جو قبائل مکے اور مدینے کے راستوں پر آباد تھے ان کے لوگ تو خلیفہ کے پاس اسی وقت پہنچ گئے اور جو مدینے کے لوگ' مدینے اور عراق کے وسط میں تھے' وہ آپ کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد پہنچے' اور اس سے زیریں علاقے کے لوگ براہ راست مثنیٰ سے جا ملے' حضرت عمرؓ کے پاس آنے والوں نے آپ کو مطلع کیا کہ ہماری بستیوں کے اور لوگوں میں بھی شرکت جہاد کا جوش پیدا ہو گیا ہے۔

امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

ایک روایت یہ ہے کہ ۱۳ھ کے امیر حج عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے' اس سال آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ہر سال خود امیر حج رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمال:

اس سال حضرت عمرؓ کے عمال حسب ذیل تھے' مکہ پر عتاب بن اسید' طائف پر عثمان بن ابی العاصی' یمن پر یعلیٰ بن منبہ' عمان اور یمامہ پر حذیفہ بن محصن' بحرین پر' العلاء الحضرمی' شام پر ابوعبیدہؓ بن الجراح اور کوفے کی چھاؤنی اور اس کے ملحقہ علاقے پر مثنیٰ بن حارثہ تھے۔ اور عہدۂ قضا پر' ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عہدۂ قضا پر کوئی شخص نہیں تھا۔



باب ۱۰

قادسیہ کا معرکہ ۱۴ھ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صرار کے چشمہ پر قیام:

یکم محرم ۱۴ھ کو حضرت عمرؓ مدینہ سے روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر جو صرار کے نام سے مشہور تھا' ٹھہرے اور وہاں اپنے لشکر کو جمع کیا لوگ ان کے ارادے سے ناواقف تھے کہ آیا چلنا چاہتے ہیں' یا ٹھہرنا چاہتے ہیں' جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو براہِ راست نہیں پوچھتے تھے' بلکہ حضرت عثمانؓ یا عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے توسط سے دریافت کرتے تھے' حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے' عربی زبان میں ردیف سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس کے متعلق توقع ہوتی تھی کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا اور جب ان دونوں کے توسط سے کام نہ چلتا تو ان کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ملا دیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جہاد میں شرکت کا ارادہ:

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو واقعات سے مطلع کیا' اور اس کے بعد دیکھنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ عام لوگوں نے کہا کہ ضرور چلئے' مگر اپنے ساتھ ہم کو لے چلئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی رائے مان لی اور تاوقتیکہ مشکلات دور نہ ہوں ان کو چھوڑ دینا آپ نے مناسب نہ سمجھا' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ مستعد اور تیار ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ مگر یہ کہ کوئی اس سے بہتر مشورہ پیش ہو۔

صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی مخالفت:

حضرت عمرؓ نے صحابہ رسول ﷺ اور معززین اہل رائے حضرات کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں جہاد کے لیے جاتا ہوں' آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے دی کہ آپ فوج کی قیادت کے لیے کسی صحابی رسول ﷺ کو بھیج دیں آپ خود یہاں ٹھہریں اور فوجیں بھیج کر ان کو کمک دیتے رہیں اگر فتح نصیب ہو تو یہ ہمارا اور آپ کا عین مقصد ہے ورنہ ان کو واپس بلا کر کسی دوسرے کی سرکردگی میں روانہ فرمائیے۔ اس طریقے سے دشمن کے دل میں جلن پیدا ہو گی اور مسلمانوں کی واقفیت جنگ میں اضافہ ہو گا اور خدا کا وعدہ پورا ہو گا۔ یعنی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی نصیب ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر آئے تھے' بلا لیا اور طلحہ کو بھی جن کو مقدمہ فوج پر مامور کر کے روانہ کر دیا تھا واپس بلا لیا۔ اس فوج کے میمنے اور میسرے پر زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے، حضرت عمرؓ نے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب اسلام پر جمع کیا ہے۔ ان کے دلوں میں الفت پیدا کی ہے اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا ہے، مسلمان آپس میں گویا ایک جسم ہیں۔ اگر اس جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف ہوتی

ہے تو اس کا دوسرا حصہ بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے، اسی طرح مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے کام ذی رائے اصحاب کے مشوروں سے انجام پذیر ہوں، عام لوگ اس شخص کے تابع ہیں جس کو انھوں نے والیٔ حکومت قرار دیا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں اور جو والی حکومت ہے وہ ذی رائے اصحاب کے تابع ہے، معاملات جنگ میں جو چال ان کی رائے میں موزوں ہوگی سب کو اس کی پیروی کرنی ہوگی۔ اے لوگو! میں بھی تم میں کا ایک فرد ہوں۔ میں تمہارا ہم خیال تھا۔ مگر تم میں سے جو لوگ عقل و رائے کے مالک ہیں انھوں نے مجھ کو نکلنے کے ارادے سے روک دیا ہے اس لیے میں بھی قیام کو مناسب سمجھتا ہوں اور اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کرتا ہوں اس معاملے میں مشورہ حاصل کرنے کے لیے میں نے آگے اور پیچھے کے لوگوں کو جمع کرلیا ہے، حضرت عمرؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جن کو آپ مدینے میں اپنا مقام بنا آئے تھے اور طلحہ کو جو مقدمے پر متعین تھے اور اعوص میں مقیم تھے۔ مشورہ لینے کے لیے بلا لیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی مخالفت:

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابوعبید بن مسعود کی شہادت کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آل کسریٰ میں سے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو مہاجرین اور انصار کو دعوت جہاد دی اور مدینے سے روانہ ہو کر مقام صرار میں قیام کیا اور طلحہ بن عبیداللہ کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ اعوص میں پہنچ جائیں۔ آپ نے میمنے پر عبدالرحمٰن بن عوف کو اور میسرے پر زبیر بن العوام کو مقرر فرمایا تھا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر کر آئے تھے۔ آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے آپ کو فارس جانے کا مشورہ دیا' صرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا' طلحہؓ واپس آئے وہ بھی اور لوگوں کے تابع اور ہم خیال تھے۔ مگر عبدالرحمٰنؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ کو جانے سے روکا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کروں گا۔ مگر آج میں کہتا ہوں کہ اے وہ خلیفہ جس پر میرے باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری تصفیہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ آپ یہاں ٹھہریں اور ایک لشکر جرار کو روانہ فرمادیں' شروع سے لے کر اب تک آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے' اگر آپ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کے مانند نہ ہوگی' اگر آغاز کار میں آپ قتل ہوگئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر کبھی مسلمان نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دے سکیں گے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حضرت عمرؓ کے نام خط:

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی شخص کی تلاش میں تھے' اسی اثنا میں ان کی خدمت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ سعدؓ اس وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی آدمی بتلاؤ' عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے عبدالرحمٰن نے کہا کہ کچھار کا شیر سعد بن مالک' سعد کا نام سن کر دوسرے ذی رائے حضرات نے بھی عبدالرحمٰن کی تائید کی۔

ذمیوں کی مشتبہ حالت:

زفر کا بیان ہے کہ مثنیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اہل فارس نے بالاتفاق ''یزدجرد'' کو اپنا بادشاہ بنایا ہے اور اہل ذمہ کی حالت مشتبہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ تم خشک علاقے کی طرف ہٹ جاؤ' اپنے قریب کے لوگوں کو دعوت جہاد دو اور اپنے اور دشمنوں کے حدود سلطنت پر قیام کرو' اور میرے احکام کا انتظار کرو۔

ایرانیوں کا جوش و خروش:

عجمیوں نے بہت عجلت سے کام لیا ان کی فوجیں مسلسل جمع ہوتی رہیں اور ذمی بھی ان کے ساتھ مل گئے' مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر عراق میں اترے اور تمام سرحدی خطے پر اول سے آخر تک اپنے دستے میں متعین کر دیے۔ غضی سے لے کر قطقطانہ تک تمام فوجی چوکیوں پر اسلامی فوجیں مقیم ہو گئیں' کسریٰ کی چوکیاں اور چھاؤنیاں ایرانیوں کے قبضے میں آ گئیں اور ان کو پورا تسلط حاصل ہو گیا' مگر ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی۔ مسلمان دشمنوں پر لپک لپک کر بڑھنا چاہتے تھے گویا شیر اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہے اور پلٹ کر حملہ آور ہونا چاہتا ہے مگر ان کے سردار حضرت عمرؓ کے خط اور کمک کے انتظار کی وجہ سے ان کو روک رہے تھے۔

مجاہدین کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان:

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سعد کو نجد میں ہوازن کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو اس عہدے پر برقرار رکھا' اور جب جنگ کے لیے لوگوں کو آپ نے دعوت دی تو دوسرے عمال کی طرح سعد کو بھی لکھا کہ ہر اس شخص کو جو بہادر' شہ سوار' صاحب عقل و رائے ہو ہمارے پاس بھیج دو۔

اسی اثناء میں عمرؓ کے پاس سعد کا خط ان لوگوں کے ہاتھ جو سعدؓ کے علاقے سے جہاد کی غرض سے آئے تھے پہنچا چونکہ اس سے قبل وہ اس مہم کی قیادت کے لیے مشورہ کر چکے تھے' سعد کا ذکر آتے ہی سب نے سعدؓ کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا۔

سپہ سالاری کے لیے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب:

ایک روایت یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاصؓ ہوازن کے صدقات پر متعین تھے' حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجو جو شریف' دانش مند' بہادر اور شہ سوار ہوں۔ سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے لیے ایک ہزار آدمی ایسے انتخاب کیے ہیں جن میں سے ہر ایک نہایت شریف' عقل مند' عزت قومی کا محافظ ہے ان کا حسب و نسب اور دانش مندی بدرجہ کمال پہنچی ہوئی ہے آپ ان لوگوں سے کام لیجیے۔

سعد رضی اللہ عنہ کا یہ خط اس وقت پہنچا جب کہ حضرت عمرؓ لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے سب نے کہا کہ آپ کو وہ شخص مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے انہوں نے کہا عادی اسد' آپ نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا سعدؓ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں آ گئی' آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ سعد رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں آئے' عمرؓ نے ان کو عراق کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا اور ان کو یہ نصیحت فرمائی اے سعدؓ! سعد بنی وہیب تم کو خدا کے معاملے میں اس کا گھمنڈ نہ ہونا چاہیے کہ تم کو رسول اللہ ﷺ کا ماموں اور رسول اللہ ﷺ کا صحابی کہا جاتا ہے' کیونکہ خدائے عزوجل برائی کو برائی سے مٹاتا نہیں بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے' خدا اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے' تمام انسان خواہ شریف ہوں خواہ کمینے' خدا کے نزدیک برابر ہیں' خدا ان کا پالنے والا ہے وہ اس کے بندے ہیں۔ عبادت کے ذریعے سے کم و بیش درجات حاصل کرتے ہیں اور اطاعت کے ذریعے سے اس کی بارگاہ سے سب کچھ پاتے ہیں۔ پس تم وہی طریق کار اختیار کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ کو ابتدائے بعثت سے لے کر وقت وصال تک کرتے ہوئے دیکھا ہے' اسی طریقے کو مضبوطی سے پکڑو' وہی طریقہ سب سے بہتر ہے' میں تم کو یہی

نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو ترک کیا اور اس سے روگردانی کی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارہ اٹھاؤ گے۔

روانگی سے قبل حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

جب حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا کہ میں تم کو عراق کی جنگ کا امیر مقرر کرتا ہوں' میری نصیحت کو یاد رکھنا' کیونکہ تم کو ایک نہایت شدید اور ناگوار صورت حال کا مقابلہ کرنا ہے۔ جس سے بجز حق پرستی کے چھٹکارا ناممکن ہے' تم خود کو اور اپنے ساتھ والوں کو نیکی کا خوگر کرو' اور اس سے آغاز کرو' یاد رکھو ہر عادت کی ایک بنیاد ہے نیکی کی بنیاد صبر ہے' تم کو جب کوئی مصیبت یا دقت پیش آئے اس پر صبر کرنا صبر ہی سے تم کو خشیت الٰہی حاصل ہو گی یاد رکھو خشیت الٰہی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ایک تو خدا کی اطاعت ہے اور دوسرے اجتناب معصیت سے جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے وہ بغض دنیا اور حب آخرت سے اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ قلوب حقائق کے مخزن ہیں۔ حقائق کو اللہ پیدا کرتا ہے ان میں سے بعض پوشیدہ ہیں اور بعض آشکارا' جب آشکارا ہوتے ہیں تو حق کے بارے میں انسان کی مدح اور ذم کرنے والے مساوی ہوتے ہیں اور جب پوشیدہ ہوتے ہیں تو اس کے دل سے حکمت کی باتیں زبان کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' محبوب خلائق بننے سے روگردانی نہ کرو' کیونکہ انبیائے کرام نے بھی اس کی تمنا کی ہے' جب خدا کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے بغض کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا بغض پیدا کرتا ہے' تم خدا کے نزدیک اپنا وہی مرتبہ سمجھو جو تم کو ان لوگوں میں حاصل ہے جو تمہارے شریک کار ہیں۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی روانگی عراق:

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان مسلمان مجاہدین کے ساتھ روانہ کر دیا جو مدینے میں جمع ہو گئے تھے اور سعدؓ بن ابی وقاص مدینے سے چار ہزار کا لشکر لے کر عراق کو روانہ ہوئے' ان میں سے تین ہزار وہ تھے جو یمن اور سرات سے آئے تھے' اہل سرات کے افسر حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ البارقی تھے یہ لوگ بارق' المع' غامد اور ان کے تمام رشتہ دار مل کر سات سو تھے یہ سرات کے باشندے تھے اور اہل یمن دو ہزار تین سو تھے۔ انہی میں سے نخع بن عمرو تھے۔ یہ تمام جنگ جو اور ان کے بیوی بچے مل کر چار ہزار کی تعداد میں تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان کو عراق بھیجنا چاہا مگر انہوں نے عراق کے بجائے شام جانے کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں' عراق ہی جانا ہو گا اس پر نصف جماعت عراق جانے کے لیے آمادہ ہو گئی آپ نے ان کو عراق بھیج دیا اور دوسری نصف جماعت کو شام بھیج دیا۔

جماعت نخع کو عراق جانے کی ترغیب:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اے جماعت نخع تم عزت و شرف کے مالک ہو' تم سعدؓ کے ساتھ چلے جاؤ' مگر انہوں نے شام جانا چاہا' آپ نے کہا نہیں عراق جاؤ' انہوں نے عراق جانے سے انکار کیا اور شام ہی جانے کی خواہش کی' حضرت عمرؓ نے ان میں سے نصف کو شام بھیج دیا اور نصف کو عراق بھیج دیا۔

قبیلہ مذحج اور قیس عیلان:

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں حضر موت اور صدف کے چھ سو آدمی تھے ان کے افسر شداد بن ضمعج تھے'

اور مذحج کے ایک ہزار تین سو آدمی تھے جن پر تین افسر تھے' عمرو بن معدی کرب بنی منبہ کے افسر تھے۔ ابو سبرہ بن ذویب قبیلہ جعفی اور اس کے حلیفوں جزء' زبید' انس اللہ وغیرہ پر افسر تھے اور یزید بن الحارث الصدائی قبیلہ صدا' جنب اور مسلیمہ کے کے تین سو افراد کے افسر تھے یہ لوگ قبیلہ مذحج کے تھے اور یہ بھی سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے وقت مدینے سے روانہ ہوئے تھے اور ان کے ساتھ قیس عیلان کے ایک ہزار آدمی نکلے تھے' ان کے افسر بشر بن عبداللہ الہلالی تھے۔

ابراہیم کا بیان ہے کہ قادسیہ کے معرکہ کے لیے مدینے سے چار ہزار کا لشکر روانہ ہوا تھا' ان میں سے تین ہزار یمن کے لوگ تھے اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مجاہدین سے خطاب:

حضرت عمرؓ نے صرار سے لے کر اعوص تک اس لشکر کی مشایعت فرمائی تھی' پھر ان میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ضرب المثل بنایا ہے اور تمہاری باتیں بیان کی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے دلوں کو زندہ کرے' دل سینوں میں مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کرتا ہے جو شخص کچھ جانتا ہے اس سے اس کو متنفع ہونا چاہیے' عدل کی چند نشانیاں اور بشارتیں ہیں اس کی نشانیاں یہ ہیں۔ حیا' سخاوت' وقار اور نرمی اور اس کی بشارت رحمت ہے اللہ نے ہر شے کا دروازہ بنایا ہے اور ہر دروازے کی ایک کنجی قرار دی ہے۔ عدل کا دروازہ عبرت ہے اور اس کی کنجی زہد ہے' عبرت یہ ہے کہ دوسروں کی موت کو یاد کر کے اپنی موت کا خیال کرنا' اور اچھے اعمال پیش کر کے اس کی تیاری کرنا اور زہد یہ ہے کہ دوسروں سے اپنا حق لینا اور ہر صاحب حق کا حق اس کو پہنچا دینا اور اس کے لیے کوئی لین دین نہ کرنا' جو کچھ بقدر کفایت میسر ہو اس پر قناعت کرو' جو شخص بقدر کفایت قناعت نہیں کرتا وہ کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا۔ میں خدا کے اور تمہارے بیچ میں واسطہ ہوں' میرے اور اس کے بیچ میں کوئی واسطہ نہیں ہے' خدا نے تمہارے معاملات کو میرے حوالے کیا ہے' تم اپنی شکایات میرے سامنے پیش کرو یا ان لوگوں کے سامنے پیش کرو جو مجھے پہنچا دیں' میں بلا تردد حق دار کو اس کا حق دلاؤں گا۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور ان سے کہا' کہ جب تم ''زرود'' پہنچ جاؤ تو وہاں قیام کرو اور اس کے مضافات میں پھیل جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو شرکت جہاد کی دعوت دو اور ایسے لوگوں کو منتخب کرو جو بہادر' شہ سوار' قوی' عقل و رائے کے مالک اور بڑے خاندان والے ہوں۔

معاویہ بن حدیج اور ہمراہیوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اظہار نفرت:

محمد بن سوقہ کی روایت ہے کہ سکون اور اوّل کندہ کے چار سو آدمی حصین بن نمیر السکونی اور معاویہ بن حدیج کی معیت میں مدینے سے گزرے' عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے ان میں سے کچھ لوگ معاویہ بن حدیج کے ساتھ ''ولم سباط'' کے تھے آپ نے ان لوگوں سے بے رخی کا اظہار فرمایا اور کئی بار یہی کیا' یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کیا بات ہے آپ ان لوگوں سے بے رخی کیوں اختیار کر رہے ہیں' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں تردد ہے' میرے دل میں کسی عرب جماعت سے ایسی ناگواری پیدا نہیں ہوئی جیسی کہ ان لوگوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو روانہ کر دیا۔ مگر پھر بھی آپ ان کو اکثر نفرت سے یاد فرماتے رہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس رائے پر لوگوں کو بہت تعجب ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص سودان بن حمران نامی تھا۔ جس نے

بعد میں حضرت عثمانؓ بن عفان کو قتل کیا' اور ایک شخص ان کا حلیف تھا جس کو خالد بن ملجم کہتے تھے۔ اس نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کیا تھا اور ان ہی میں سے ایک معاویہ بن حدیج تھے جنہوں نے قاتلانِ عثمان کو ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر قتل کیا تھا اور انہی میں کچھ لوگ وہ تھے جو قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کی مہمانداری کرتے تھے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے لیے مزید کمک:

سعد رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بعد ان کی کمک کے لیے حضرت عمرؓ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی جو غطفان اور قیس کے قبیلے سے تھے روانہ کیے' سعدؓ سردی کے شروع میں زرود پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے اور ان کی فوجیں زرود کے اطراف بنو تمیم اور بنو اسد کے چشموں پر ٹھہر گئیں۔ اس اثناء میں سعد لوگوں کے جمع ہونے اور عمرؓ کے حکم آنے کا انتظار کرنے لگے انہوں نے بنو تمیم اور رباب میں سے چار ہزار آدمی انتخاب کیے ان میں سے تین ہزار تمیمی تھے۔ اور ایک ہزار ربی تھے۔ اور بنو اسد میں سے تین ہزار منتخب کیے اور ان کو حکم دیا کہ اپنے علاقے کی سرحد پر حزن اور بسیط کے درمیان ٹھہریں چنانچہ وہ لوگ اسی مقام پر سعد بن ابی وقاص اور مثنیٰ بن حارثہ کے درمیان ٹھہر گئے۔

اسلامی افواج:

مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار فوج قبیلہ ربیعہ کی تھی چھ ہزار فوج بکر بن وائل کی تھی اور دو ہزار ربیعہ کے اور لوگ تھے ان میں سے چار ہزار کو تو خالدؓ کے جانے کے بعد منتخب کیا تھا اور چار ہزار وہ تھے جو حسر کے بعد مثنیٰ کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور یمن کے لوگوں میں سے دو ہزار بجیلہ کے لوگ اور دو ہزار قضاعہ اور طے کے لوگ تھے جو پہلے سے منتخب ہو چکے تھے' طے کے افسر عدی بن حاتم تھے اور قضاعہ کے افسر عمرو بن دبرہ تھے اور بجیلہ کے افسر جریر بن عبداللہ تھے۔ یہ فوجوں کی تفصیل تھی۔

بشیر بن الخصاصیہ کی جانشینی:

سعد کو یہ توقع تھی کہ مثنیٰ ان کے پاس آئیں گے اور مثنیٰ کو یہ خیال تھا کہ سعد ان کے پاس آئیں گے' مگر مثنیٰ ایک زخم کی وجہ سے جو ان کو جسر کی جنگ میں آیا تھا انتقال کر گئے۔ مثنیٰ نے اپنی فوج پر بشیر الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا' جس روز سعد زرود میں مقیم تھے اس روز بشیر کے پاس عراق کے سربرآوردہ لوگ موجود تھے اور سعد کے پاس عراق کے وہ وفود موجود تھے' جو عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔ انھیں میں سے فرات ابن حیان العجلی اور عتیبہ بھی تھے' حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو سعد کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔

قادسیہ کی فوج کے متعلق مختلف روایت:

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قادسیہ کی فوج کے متعلق راویوں کا بیان مختلف ہے جس کا بیان یہ ہے کہ چار ہزار فوج تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ سعد کے ساتھ مدینے سے اتنی فوج روانہ ہوئی تھی' اور جس کا بیان یہ ہے کہ آٹھ ہزار فوج تھی وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ زرود میں اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے اور جو نو ہزار کہتا ہے وہ قیسیین کے مل جانے کی وجہ سے کہتا ہے۔ اور جو بارہ ہزار کہتا ہے وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ بنو اسد کے تین ہزار لوگ فروع حزن سے آ کر مل گئے تھے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی پیش قدمی کا حکم:

حضرت عمر نے سعد رضی اللہ عنہ کو پیش قدمی کا حکم دیا' سعدؓ بڑھ کر عراق کی سمت چلے' عام لشکر شراف میں تھا جب سعد شراف پہنچے تو

ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایک ہزار سات سو اہل یمن کو لے کر آ گئے' اس طرح قادسیہ کی کل فوج تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور وہ کل لوگ جن کو جنگ قادسیہ کا مال غنیمت تقسیم ہوا تقریباً تیس ہزار تھے۔

جریر کا بیان ہے کہ اہل یمن شام کی طرف جانا چاہتے تھے اور مضر عراق کی طرف' حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہارا رحمی تعلق ہمارے رحمی تعلق کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے' مضر کو کیا ہوا کہ اپنے اسلاف یعنی اہل شام کو یاد نہیں کرتے۔ 43

محمد بن حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ اہل فارس پر عربوں میں سب سے زیادہ ربیعہ کے لوگ جری تھے' مسلمان ان کو ربیعۃ الاسد الی ربیعہ الفرس کہتے تھے اور جاہلیت کے زمانے میں عرب فارس کو اسد اور روم کو اسد کہا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں عجم کے بادشاہوں کو عرب کے بادشاہوں سے ٹکراؤں گا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے کسی رئیس اور کسی عقلمند' کسی معزز' کسی صاحب شوکت' کسی خطیب اور کسی شاعر کو نہ چھوڑا اور سب کو محاذ جنگ پر بھیج دیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روانگی:

حضرت عمرؓ نے سعد رضی اللہ عنہ کو جب وہ زرود سے کوچ کر رہے تھے' لکھا کہ فرج الہند کے سامنے کسی ایسے شخص کو بھیج دو جس کو تم پسند کرتے ہو تا کہ وہ آڑ بن جائے اور اس طرف سے کوئی حملہ ہو تو اس کو روک سکے۔ سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو پانچ سو کی جمعیت کے ساتھ روانہ کر دیا' مغیرہ ابلہ کے سامنے جو عرب میں واقع تھا متعین تھے اس حکم کے بعد وہ غضی میں آئے' اور جریر کے پاس جو اس وقت وہاں موجود تھے ٹھہر گئے۔

جب سعد شراف پہنچے تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی قیام گاہ اور دوسرے امراء کو قیام گاہ کے متعلق جو غضی سے لے کر الجبانہ تک مقیم تھے' اطلاع بھیجی۔

مجاہدین کی صف بندی:

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرا یہ خط جب تمہارے پاس پہنچے تو لوگوں کو دہائیوں میں تقسیم کر دینا اور ان پر عریف اور امیر مقرر کر دینا اور لشکر کی صف بندی کرنا' اور مسلمانوں کے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دینا اور ان کی موجودگی میں ان کی تعداد معلوم کرنا اس کے بعد ان کو ان کی فوجوں کے پاس بھیج دینا اور مقام قادسیہ پر ایک ساتھ پہنچنے کا وقت معین کر دینا اور مغیرہ بن شعبہ کو مع ان کے سواروں کے اپنے ساتھ ملا لینا اور ان تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد مجھ کو اطلاع دینا۔ سعدؓ نے مغیرہ کے پاس قاصد بھیج کر ان کو اپنے پاس بلا لیا اور روسائے قبائل کو بھی طلب کیا۔ وہ لوگ سعدؓ کے پاس آ گئے' اس کے بعد سعدؓ نے لوگوں کو شمار کیا اور شراف میں ان کی صف بندی کی' فوج کے امیر اور عریف مقرر کیے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مطابق ہر دس پر ایک آدمی کو عریف مقرر کیا' عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ دستور جاری رہا' مگر بعد میں انہوں نے تنخواہیں مقرر کر دیں' سعدؓ نے علمبرداری کے لیے ان لوگوں کو منتخب کیا جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے' لوگوں کو دہائیوں پر تقسیم کیا اور دہائیوں پر ایسے لوگوں کو مامور کیا جن کو اسلام میں خاص مراتب حاصل تھے جنگ کے لیے عہدہ دار مقرر کیے' ہر فوج کے مقدمے' میمنے' میسرے' پیدل' سوار اور طلیعے مقرر کیے' سعد ہر نقل و حرکت پوری صف بندی کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحریر اور اجازت کے مطابق کرتے تھے۔

اسلامی فوج کے اُمراء:

سعدؓ نے فوج کی صف بندی میں حسب ذیل امراء کو معین کیا تھا' زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ بن الحویہ بن معاویہ بن معن بن مالک بن ارثم بن جشم بن الحارث الاعرج کو مقدمے پر متعین کیا تھا' شاہ ہجر نے زمانہ جاہلیت میں ان کو سردار مقرر کیا تھا اور وفد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا سعدؓ نے ان کو مقدمہ پر متعین کیا تھا وہ اجازت ملنے پر شراف سے عذیب پہنچ گئے تھے' اور میمنے پر عبداللہ بن المعتم کو متعین کیا تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اور ان نو افراد میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور ان کو طلحہ بن عبیداللہ نے آ کر پورے دس کر دیا تھا اور وہ سب عریف تھے' میسرے پر شرحبیل بن السمط بن شرحبیل الکندی کو مقرر کیا' یہ نوجوان آدمی تھے انہوں نے مرتدین سے جنگ کی تھی اور اس میں نمایاں کامیابی اور شہرت حاصل کی تھی' مدینے سے لے کر کوفے کی جائے وقوع تک کے علاقے میں ان کو اشعث سے زیادہ معزز و ممتاز مانا جاتا تھا' ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے ساتھ شام کی طرف سب سے پہلے پہنچے تھے' سعدؓ نے خالدؓ بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عاصم بن عمرو التمیمی ثم العمری کو ساقہ پر مامور کیا تھا' سواد بن مالک التمیمی کو طلایہ (نگرانی کے دستوں) پر متعین کیا تھا۔ سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو سوار دستوں پر اور حمال بن مالک الاسدی کو پیدلوں پر مقرر کیا اور شتر سواروں پر عبداللہ بن ذی السہمین الخثعمی کو مقرر کیا۔

امرائے فوج براہ راست سپہ سالار کے ماتحت تھے اور دہائیوں کے افسر امراء کے ماتحت تھے اور علمبردار لوگ دہائیوں کے افسروں کے ماتحت تھے اور سرداران قبائل علمبرداروں اور قائدوں کے ماتحت تھے۔

تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ مرتدین اور عجمیوں کی جنگ میں فتنہ ارتداد کے کسی شخص سے مدد نہیں لیتے تھے' مگر عمرؓ نے ان کو فوج میں بھرتی کیا اور جنہوں نے اپنی خدمات پیش کیں ان کو قبول کر لیا۔

عمرؓ نے فوج میں اطباء کا تقرر فرمایا تھا اور لوگوں کے قضیوں کے تصفیے کے لیے عبدالرحمٰن بن ربیعۃ الباہلی ذوالنور کو مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کو جمع اور تقسیم کی خدمت بھی انہی کو تفویض کی تھی' سلیمان الفارسی کو داعی اور فوج کے قیام کا منتظم بنایا تھا' ہلال الہجری کو ترجمان اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا تھا۔

قابوس بن قابوس بن المنذر کا خاتمہ:

جب سعد فوج کی صف آرائی اور تمام ضروری انتظامات سے فارغ ہو گئے تو عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی' اسی دوران میں مثنیٰ کے بھائی معنی بن حارثہ سلمٰی بنت خصفۃ التیمیہ تیم الات کو اور مثنیٰ کی وصیت کو لے کر سعد کے پاس آئے مثنیٰ نے سلمٰی کے متعلق سعد کو وصیت کی تھی اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ان کو بہت جلد سعدؓ کے پاس زرود میں پہنچا دیں مگر ان کو اس کی فرصت نہ ہوئی۔ کیونکہ قابوس بن قابوس بن المنذر نے ان کو مصروف کر لیا تھا' آزاد مرد بن آزاذ بہ نے قابوس کو قادسیہ کی طرف روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ تم عربوں کو اپنی طرف دعوت دو جو لوگ تمہاری دعوت قبول کریں گے تم ان کے سردار قرار دیئے جاتے ہو اس طرح تم کو وہی اعزاز حاصل ہو جائے گا جو تمہارے آباء و اجداد کو حاصل تھا۔ اس لیے قابوس قادسیہ میں آیا اور یہاں اس نے اس طرح جس طرح نعمان کیا کرتا تھا بکر بن وائل کو تہدیدی اور ترغیبی فرمان بھیجے۔ جب معنی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات ذی قار سے نکل کر قادسیہ پہنچے اور اس پر اچانک شب خون مار کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ذی قار واپس آ گئے۔

مثنیٰ بن حارثہ کی وصیت:

اس کے بعد معنیٰ اور سلمیٰ‘ مثنیٰ کی وصیت اور مشورہ لے کر سعد کے پاس آئے‘ سعدؓ اس وقت شراف میں مقیم تھے۔ مثنیٰ نے سعد کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر دشمنانِ اسلام کی فوجیں پوری تیاری سے آمادۂ پیکار ہوں تو آپ ان کے ملک میں گھس کر ان سے جنگ نہ کریں بلکہ ایسے مقام پر جنگ کریں جو ان کی حدود پر ہو اور ملک عرب سے قریب تر ہو‘ تاکہ اگر مسلمان فتح یاب ہوں تو اس سے آگے کا علاقہ بھی ان کے قبضہ وتصرف میں آ جائے ورنہ بصورت دیگر مسلمان اپنی جمعیت کی طرف واپس آ جائیں اور اپنی سرزمین میں رہ کر بکمال جرأت جو کچھ مقتضائے مصلحت ہوگا اس پر کاربند ہوں خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ مسلمانوں کا دوسرا حملہ ضرور کامیاب ہوگا۔ سعدؓ نے مثنیٰ کی رائے اور وصیت سن کر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور معنیٰ کو ان کی جگہ پر مقرر کیا اور مثنیٰ کے اہل و عیال کے راحت وآرام کا انتظام کیا اور سلمیٰ کو پیغام نکاح دے کر ان کو اپنی زوجیت میں داخل کیا۔

ارباب اعشار:

ارباب اعشار (دہائیوں) میں ستر سے زیادہ بدری اور تین سو سے زیادہ وہ لوگ تھے جن کو آغاز اسلام سے لے کر بیعت رضوان تک شرفِ صحبت حاصل ہو چکا تھا اور سات سو فرزندان صحابہ شریک تھے۔

حضرت سعدؓ کے نام فرمانِ فاروقی رضی اللہ عنہ:

شراف میں قیام کے زمانے میں سعدؓ کے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان پہنچا‘ جس میں وہی ہدایت دی گئی تھی جس کا مثنیٰ نے ان کو مشورہ دیا تھا‘ عمرؓ نے ایک ساتھ دو خط لکھے تھے ایک ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا اس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اہل عراق کو جو تعداد میں چھ ہزار تھے اور ان کے ساتھ والوں کو واپس کر دو اور سعدؓ کے خط میں لکھا تھا کہ تم شراف سے روانہ ہو جاؤ اور مسلمانوں کو لے کر فارس کی طرف بڑھو‘ اللہ پر بھروسا رکھو تمام امور میں اسی سے مدد چاہو‘ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ تم ایسی قوم سے رودررو ہو رہے ہو جو تعداد میں کثیر ہے جس کے پاس ساز وسامان وافر ہے۔ دنیا پر اس کا رعب داب چھایا ہوا ہے اور تم ایسی مملکت پر حملہ کر رہے ہو جو نہایت مستحکم ہے ظاہر میں یہ ملک وسیع میدانوں‘ ترائیوں اور نہروں کی وجہ سے سہل گزار معلوم ہوتا ہے بعض مقامات پر تمہیں ترائیوں کے جنگل بھی ملیں گے‘ جب تم دشمن قوم یا اس کے کسی فرد سے ملو تو سختی اور قتل سے پیش آؤ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی فوجوں کا تماشہ دیکھنے میں لگ جاؤ تم ان کے فریب میں مبتلا نہ ہونا وہ لوگ بے حد فریبی اور مکار ہیں ان کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا‘ ان کی چال بازیوں کا توڑ ضرور کرنا‘ قادسیہ زمانہ جاہلیت سے فارس کا دروازہ ہے ان لوگوں کی تمام مادی ضروریات اسی دروازے سے فراہم ہوتی ہیں‘ قادسیہ نہایت دلچسپ شاداب اور مستحکم مقام ہے اس تک پہنچنے کے لیے پلوں اور نہروں کو عبور کرنا پڑتا ہے۔ جب تم قادسیہ پہنچ جاؤ تو اپنی فوجی چوکیاں اس کی گھاٹیوں میں قائم کرنا‘ تمہاری فوجوں کا قیام پہاڑوں اور نرم زمینوں کے درمیان پانی کے چشموں پر ہونا چاہیے‘ ٹھہرنے کے بعد اپنی جگہ سے مت ہٹو‘ جیسے ہی دشمنوں کو تمہاری آمد کا علم ہوگا ان میں ہلچل مچ جائے گی اور وہ اپنی پوری قوت سے تم پر حملہ آور ہوں گے اگر تم استقلال اور پامردی سے جمے رہے تو مجھے امید ہے کہ تم ان پر فتح یاب ہو گے اور پھر کبھی وہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع نہ ہو سکیں گے اگر جمع ہوئے بھی تو ان کے دل ٹھکانے نہ ہوں گے بالفرض اگر تم کو ناکامی ہوئی تو پہاڑ تمہارے عقب میں ہوگا تم دشمن کی سرزمین سے ہٹ کر اور پہاڑ کی طرف پلٹ کر اپنے ملک میں پناہ لے سکو گے‘ وہاں پہنچ کر تم جسارت اور

واقفیت کے ساتھ لڑو گے اور دشمن بزدلی اور ناواقفیت کے ساتھ لڑے گا' اس کے بعد خدا تعالیٰ فتح و کامرانی کو بھیجے گا اور تمہارے دشمن کو مغلوب کرے گا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تفصیلی حالات لکھنے کا حکم:

نیز جس روز سعد شراف سے روانہ ہو رہے تھے اس روز عمرؓ نے ان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جب فلاں دن آ جائے تو تم اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہو جانا اور عذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پہنچ جانا' وہاں سے مشرق اور مغرب کی طرف حملے کرنا۔

ایک اور خط اس مضمون کا تھا کہ تم اپنے دل کو مضبوط رکھو اپنے لشکر کو پند و نصیحت کرتے رہو اور حسن نیت اور خلوص کی تلقین کرتے رہو جو شخص اس سے غافل ہو جائے اس کو پھر متنبہ کرو' صبر و استقلال سے کام لو' خدا کی طرف سے اعانت بقدر نیت آتی ہے اور ثواب بقدر خلوص عطا ہوتا ہے اپنے ماتحتین اور مفوضہ کام کے متعلق محتاط رہو' اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلب گار رہو اور لاحول و لاقوۃ کا اکثر ورد کرتے رہو' مجھے اس کی اطلاع دو کہ دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آ گئی ہیں اور ان کا سپہ سالار کون ہے؟ کیونکہ موقع و محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا اس لیے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیان کے شہروں کے حالات اس تفصیل اور وضاحت سے لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں' تم اللہ سے ڈرتے رہو' اسی سے امیدیں وابستہ رکھو' کسی چیز پر نازاں نہ ہو' یاد رکھو کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے' اس پر بھروسہ کرو' وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تم اس کو ناراض کر لو اور وہ تمہارے بجائے کسی اور قوم سے اپنا کام لے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا جواب:

سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ قادسیہ خندق اور نہر عتیق کے درمیان ایک شہر ہے' اس کی بائیں جانب بحر اخضر ہے۔ جس کا پھیلاؤ حیرہ تک دو راستوں کے درمیان سے نمودار ہے' ان میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جاتا ہے جس کو الحضوض کہتے ہیں' اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق اور حیرہ کے درمیان میں پہنچتا ہے' اور قادسیہ کے دائیں جانب وہاں کے دریاؤں کی ایک ترائی ہے' سواد کے جن باشندوں نے مجھ سے قبل مسلمانوں سے مصالحت کی تھی اگرچہ بظاہر وہ لوگ اہل فارس کے طرفدار بن گئے ہیں مگر ہماری امداد کے لیے تیار ہیں' ایرانیوں نے ہمارے مقابلے پر رستم کو جوان میں خاص امتیازی درجہ رکھتا ہے بھیجا ہے۔ دشمن ہم پر حملہ آور ہو کر ہم کو زیر کرنا چاہتا ہے اور ہم دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کو زیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں نتیجہ خدا کے ہاتھ ہے' ہماری یہ دعاء ہے کہ تقدیر کا فیصلہ ہمارے موافق ہو اور ہماری عافیت کا باعث ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجاہدین کے لیے دعاء:

عمرؓ نے اس کے جواب میں سعد کو لکھا کہ تمہارا خط موصول ہوا۔ جب تک دشمنوں میں کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ پر جمے رہو' یاد رکھو کہ اس موقع پر آیندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں اگر خدا نے تمہارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا انشاء اللہ مدائن برباد ہو گا۔ عمر، سعد رضی اللہ عنہ کی کامیابی کے لیے بطور خاص دعاء کیا کرتے تھے' ان کے ساتھ اور لوگ بھی سعدؓ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے دعاء کیا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زہرہ سے روانگی:

سعدؓ نے زہرہ کو آگے روانہ کیا تا کہ عذیب الہجانات میں پڑاؤ کریں اور ان کے پیچھے سعد خود عذیب الہجانات پہنچے' سعدؓ نے زہرہ کو پھر آگے روانہ کیا تا کہ وہ قادسیہ میں نہر عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے مقیم ہوں قدیس اس زمانے میں قادسیہ سے ایک میل نیچے تھا۔

پابندی عہد کی ہدایت:

عمرؓ نے سعد کو ایک خط میں یہ لکھا کہ مجھے القاء ہوا ہے کہ جب تم دشمن سے لڑو گے تو اس کو شکست دے دو گے' لہٰذا تم اپنے دل سے شک وشبہ کو دور کر دو' خدا پر بھروسا رکھو' اگر تم میں سے کوئی شخص بطور کھیل کے بھی کسی عجمی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے یا ایسے الفاظ کہے جن کو عجمی سمجھتے نہ ہوں مگر وہ اس کو امان جانیں تو تم اس امان کو برقرار رکھو' ہنسی مذاق سے احتراز کرو' وعدوں کا ایفاء کرو کیونکہ ایفا اگر غلطی سے بھی ہو جائے تو اس کا نتیجہ اچھا ہے مگر غداری غلطی سے بھی ہو گی تو اس کا انجام ہلاکت ہے اس سے تمہاری کمزوری اور دشمن کی قوت ظاہر ہوتی ہے نیز تمہاری ہوا خیزی ہوتی ہے اور دشمن کی ہوا بندھتی ہے' یاد رکھو کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں۔ کہ تم مسلمانوں کی توہین اور ذلت کا باعث بنو۔

ایرانی جاسوس کا قتل:

کرب بن ابی کرب قادسیہ کی لڑائیوں میں مقدمے کے دستوں میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ سعدؓ نے ہم کو شراف سے آگے روانہ کیا ہم عذیب الہجانات میں جا کر ٹھہرے پھر سعد خود روانہ ہوئے اور جب عذیب الہجانات میں ہمارے پاس پہنچے اور یہ صبح سویرے کا وقت تھا تو اس وقت زہرہ بن الحویہ مقدمے کے دستوں کو لے کر آگے بڑھے' جب عذیب الہجانات ہمارے سامنے نمودار ہوا اور یہ مقام ان کی فوجی چوکی تھا تو ہم نے اس کے برجوں پر کچھ آدمیوں کو دیکھا ہم جس برج یا کنگرے پر نظر ڈالتے تھے۔ اس پر ہم کو ایک آدمی نظر آتا تھا ہمارا دستہ تیز اور سب سے آگے نکلا ہوا تھا اس لیے ہم ذرا ٹھہر گئے یہاں تک کہ ہماری فوج ہمارے ساتھ آ ملی' ہم یہ سمجھتے تھے کہ عذیب الہجانات میں کوئی رسالہ موجود ہے ہم آگے بڑھے جب ہم عذیب کے قریب پہنچے تو وہاں سے ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا قادسیہ کی طرف کو نکلا' ہم عذیب میں داخل ہو گئے مگر وہاں دیکھا تو کوئی بھی موجود نہ تھا اور وہ وہی آدمی تھا جو ہم کو برجوں اور کنگروں پر دھوکا دے دے کر نظر آ رہا تھا اور اب ہماری آمد کی خبر دینے کے لیے جا رہا تھا' ہم نے اس کا تعاقب کیا مگر اس نے ہمیں کامیاب نہ ہونے دیا' زہرہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ہمارے پیچھے آئے اور ہم تک پہنچ کر ہم سے آگے نکل گئے اور اس شخص کا پیچھا کیا زہرہ نے کہا کہ اگر یہ ربی بھاگ نکلا تو دشمنوں کو خبر کر دے گا' زہرہ نے اس کو خندق میں جا لیا اور نیزے سے زخمی کر کے پچھاڑ دیا۔

قادسیہ کے لوگ اس شخص کی بہادری اور حربی معلومات پر عش عش کرتے تھے اس سے زیادہ دلیر اور جوشیلا ایرانی جاسوس کبھی دیکھنے میں نہیں آیا' اگر اس کو دور جانا نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ زہرہ اس کو پکڑ سکتے۔

حنین جانے والا ایرانی رسالہ:

عذیب میں بہت سے تیر اور نیزے اور مچھلی کی کھال کے برتن مسلمانوں کے ہاتھ آئے' مسلمانوں نے ان سے کام لیا۔ الخ

کے بعد شب خون مارنے والے دستے مقرر کیے گئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ حیرہ پر چھاپے مارو بکیر بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا گیا' ان میں شماخ القیسی شاعر کے علاوہ تیس اور مشہور و معزز اور بہادر افراد تھے' یہ لوگ چل کر سلیحین کے پاس پہنچے' اور اس کے پل کو توڑ دیا ان کا ارادہ حیرہ جانے کا تھا مگر وہاں انہوں نے کچھ شور شغب کی آوازیں سنیں' اس لیے آگے جانے سے رک گئے اور چھپ کر گھات میں بیٹھ گئے اور ان کے سامنے آنے کا انتظار کرنے لگے' جب وہ لوگ ان کے سامنے سے گزرے تو معلوم ہوا کہ اس شور و غل سے آگے آگے ایک رسالہ ہے' مسلمانوں نے اس رسالے کو گزرنے دیا' رسالہ خنین کی طرف بڑھ گیا' ان لوگوں کو مسلمانوں کی مطلق خبر نہ ہوئی' وہ اپنے جاسوس کے منتظر تھے۔ اس وقت نہ تو وہ مسلمانوں کے ارادے سے آئے تھے اور نہ انہوں نے اس کی تیاری کی تھی بلکہ وہ خنین کا قصد رکھتے تھے۔

رئیس حیرہ کی برات پر حملہ:

یہ جلوس برات کا تھا آزادمرد بن آزاذ بہ رئیس حیرہ کی بہن دلہن بنا کر رئیس خنین کے پاس بھیجی جارہی تھی' خنین کا رئیس عجم کے شرفاء میں سے تھا' خطرات کے اندیشے کی وجہ سے دلہن کو پہنچانے کے لیے ایک فوجی رسالہ ساتھ کر دیا گیا تھا' فوجی رسالہ براتیوں سے آگے نکل گیا مسلمان نخلستان میں گھات لگائے بیٹھے تھے جب ساز و سامان سامنے سے گزرا تو بکیر نے شیرزاذ بن آزاذ بہ پر جو رسالے اور برات کے درمیان تھا حملہ کر دیا اور اس کی پیٹھ توڑ دی گھوڑے سوار جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ گئے مسلمانوں نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور آزاذ بہ کی بہن اور اس کے علاوہ تیس دہقانی بیگمات گرفتار کیں اور سو کے قریب خدمت گار اور خواصیں وغیرہ ہاتھ آئیں اور اس قدر زر و جواہر حاصل ہوئے کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگا مشکل ہے۔

مال غنیمت کے علاوہ خمس کی تقسیم:

بکیر تمام ساز و سامان اور لونڈی غلاموں کو لے کر واپس ہوئے اور صبح کے وقت عذیب الہجانات میں سعدؓ کے پاس پہنچے' مسلمانوں نے فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے' سعدؓ نے کہا بخدا تم نے ان لوگوں کی طرح تکبیر کی آواز بلند کی ہے جن کو میں معزز سمجھتا ہوں' سعدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس نمایاں کارگزاروں کو انعام کے طور پر دے دیا اور باقی جو بچا وہ مجاہدوں کو عطاء کر دیا یہ مال مسلمانوں کے لیے بہت کارآمد ثابت ہوا۔

سعدؓ نے عذیب میں ایک محافظ فوجی دستہ متعین کر دیا اور دوسرے محافظ دستوں کو بھی اس کے ساتھ ضم کر دیا اور غالب بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا قدیس میں قیام:

سعدؓ قادسیہ میں اترے اس کے بعد قدیس میں اترے اور زہرہ قنطرۃ العتیق کے سامنے اس مقام پر ٹھہرے جہاں اب قادسیہ واقع ہے' سعدؓ نے بکیر کی فوجی مہم اور اپنے قدیس میں ٹھہرنے کی اطلاع دربار خلافت کو بھیجی اور ایک مہینے تک قدیس میں مقیم رہے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اب تک دشمنوں نے ہماری طرف رخ نہیں کیا ہے اور جہاں تک ہم کو معلوم ہے جنگ کی مہمات کسی کے تفویض نہیں کی ہیں' جب ہم کو اس کی اطلاع ملے گی فوراً آپ کی خدمت میں لکھ بھیجیں گے آپ خدا سے مدد و نصرت کی دعاء فرمائیے کیونکہ ہم اس وقت وسیع دنیا کے کنارے پر کھڑے ہیں مگر اس سے پہلے نہایت مشکلات موجود ہیں جن کا خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں

ذکر فرمایا ہے سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ عنقریب تم کو ایک نہایت سخت اور شدید قوم کی طرف بلایا جائے گا۔

یوم الاباقر:

اسی مقام سے سعدؓ نے عاصم بن عمرو کو زیرین فرات کی طرف روانہ کیا تھا' عاصم روانہ ہو کر میسان پہنچے' ان کو کچھ بکریوں اور گایوں کی ضرورت ہوئی مگر کہیں دستیاب نہ ہوئیں وہاں کے باشندے اطراف کی گڑھیوں اور قلعوں میں گھس گئے' عاصم بھی ان کے پیچھے چھپٹے' ایک شخص گڑھی کی دیوار پر چڑھتا ہوا ہاتھ آ گیا عاصم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ بکریاں اور گائیں کہاں ہیں اس نے قسم کھائی اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر حقیقت میں وہ اس جگہ کے مویشیوں کا چرواہا تھا ایک بیل چلا کر بولا' خدا کی قسم یہ چرواہا جھوٹا ہے دیکھو ہم یہاں موجود ہیں' عاصم اندر گھس گئے اور بیلوں کو ہانک لائے اور اپنے لشکر میں لے گئے' سعدؓ نے ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے چند روز کھانے پینے کی افراط رہی۔

اس واقعے کو حجاج نے اپنے زمانے میں سنا تو اس نے ان لوگوں کو بلایا جو اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے' ان میں سے ایک نذیر بن عمرو تھے' دوسرے ولید بن عبدشمس اور تیسرے زاہر تھے' حجاج نے ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہاں یہ واقعہ صحیح ہے ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے اور ہم بیلوں کو ہانک کر لائے ہیں' حجاج نے کہا تم لوگ جھوٹے ہو' انہوں نے کہا کہ اگر تم اس واقعے کے وقت موجود ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ہم تم کو جھوٹا سمجھتے' حجاج نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو' یہ بتاؤ کہ تمہارے دشمن اس کے متعلق کیا کہتے تھے انہوں نے کہا کہ دشمن یہ کہتے تھے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ہمارے دشمنوں سے خوش ہے اور ان کو ہم پر فتح ہو گی' حجاج نے کہا کہ یہ بات جب ہی ہوتی ہے' جب کہ جماعت کے لوگ متقی اور نیک ہوں۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیا تھی مگر ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ زاہد' تارک دنیا بلکہ دنیا سے نفرت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا ہے وہ لوگ کبھی ان تین باتوں سے متہم نہیں کیے گئے بزدلی' غداری اور خیانت سے' جس روز یہ واقعہ پیش آیا وہ یوم الاباقر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ کسکر اور انبار کے درمیان بہت سے شب خون مارے گئے جن میں کافی مال غنیمت اور کھانے کی چیزیں ہاتھ آئیں اور مدتوں کام دیتی رہیں۔

اسلامی سفارت بھیجنے کا حکم:

سعدؓ نے اہل حیرہ اور صلوبا کی طرف اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان سے اہل فارس کی خبریں معلوم ہوں' وہ لوگ یہ خبر لائے کہ شاہ فارس نے رستم بن فرخ زاد ارمنی کو امیر حرب مقرر کیا ہے اور اس کو لشکر آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے' سعدؓ نے اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجی' حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ایرانیوں کی طرف سے جو کچھ تم سنو یا تم کو پیش آئے تم اس کو بڑا نہ سمجھنا' اللہ سے مدد چاہو' اسی پر بھروسا رکھو' رستم کے پاس دعوت اسلام دینے کے لیے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہہ' عقل مند اور بہادر ہوں خدا اس دعوت کو ان کی توہین اور ہماری کامیابی کا ذریعہ بنائے گا' تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو' چنانچہ جب رستم نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ رستم ساباط کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہوں نے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اپنے لشکر میں قیام کیا۔

اسمٰعیل کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے مدائن کے قریب ساباط میں اپنا لشکر مرتب کیا ہے اور ہم سے لڑنے کے لیے بڑھ رہا ہے۔

اسلامی سفارت کی روانگی:

ابوضمرہ کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رستم نے ساباط میں لشکر آراستہ کیا ہے اور ایران کے گھوڑوں' ہاتھیوں اور اس کی شان وشوکت کو ساتھ لے کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے' مگر میرے نزدیک یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اور نہ میں جیسا کہ آپ کی خواہش ہے اس کا تذکرہ کرتا ہوں' ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسا ہے' میں نے فلاں فلاں اشخاص کو جو آپ کی لکھی ہوئی صفات سے متصف ہیں رستم کے پاس بھیجا ہے۔

اسلامی سفیروں کے اسماء گرامی:

سعدؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حکم ملتے ہی ایسے لوگ منتخب کیے جو بڑے ذی حسب ونسب عقلمند' بہادر اور وجیہہ تھے' نعمان بن مقرن' بسر بن ابی رہم' جملہ بن جویۃ الکنانی' حنظلہ بن الربیع التمیمی' فرات بن حیان العجلی' عدی بن سہیل اور مغیرہ بن زرارہ بن النباش بن حبیب عقل وتدبیر اور سیاست دانی میں لاجواب تھے اور عطارد بن حاجب' اشعث بن قیس' الحارث بن حسان' عاصم بن عمرو' عمرو بن معدی کرب' مغیرہ بن شعبہ اور معنیٰ بن حارثہ ایسے لوگ تھے جو قد وقامت اور ظاہری رعب داب میں نمایاں درجہ رکھتے تھے' ان سب کو شاہ ایران کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

مجاہدین کی قادسیہ میں آمد:

ابووائل کا بیان ہے کہ جب سعد اپنی فوجوں کو لے کر قادسیہ پہنچے تو اس وقت شاید ہم لوگ سات ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے اور مشرک تیس ہزار کے لگ بھگ ہوں گے مشرکوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ نہایت کمزور ہو' تمہارے پاس آلات جنگ ٹھیک نہیں ہیں' تم ہمارے مقابلے پر کیوں آئے' جاؤ واپس چلے جاؤ' ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم واپس نہیں جاتے اور نہ ہم واپس ہونے کے لیے آئے ہیں' وہ لوگ ہمارے تیروں کو دیکھ دیکھ ہنستے اور کہتے تھے تکلے ہیں تکلے۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی سفارت:

جب ہم نے واپس جانے سے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس اپنے میں سے کسی عقلمند آدمی کو بھیجو تا کہ وہ تمہاری آمد کے مقصد کو ہم پر واضح کرے' مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس کام کے لیے میں جاتا ہوں' چنانچہ مغیرہ ندی پار ہو کر ان کی طرف گئے اور مسند پر رستم کے پاس جا بیٹھے' ایرانی سرداروں کو یہ جسارت ناگوار گزری اور اس پر چلائے' مغیرہ نے کہا کہ اس سے میرا مرتبہ بڑھ نہیں گیا اور تمہارے سپہ سالار کے مرتبے میں کمی نہیں آ گئی' رستم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم یہ بتلاؤ کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو' مغیرہ نے کہا کہ ہماری قوم گمراہی میں گرفتار تھی' خدا نے ہم میں ایک پیغمبر مبعوث کیا خدا نے ہم کو اس کے ذریعے سے ہدایت کی اور اس کے ہاتھوں سے ہم کو رزق عطاء فرمایا' جو رزق اس نے ہم کو عطا کیا ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا دانہ اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے' جب ہم نے اور ہمارے اہل وعیال نے اس ملک کا غلہ کھایا تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تم ہم کو اسی ملک میں ٹھہرا دو' تا کہ یہاں کا غلہ کھائیں۔

سفارت کی ناکامی:

رستم نے کہا کہ ہم تم کو قتل کریں گے‘ مغیرہؓ نے کہا کہ اگر تم نے ہم کو قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہوں گے اور اگر ہم نے تم کو قتل کیا تو تم لوگ دوزخ میں جاؤ گے ایک یہ صورت ہے کہ تم جزیہ قبول کرلو۔ جب مغیرہؓ نے جزیہ دینے کا نام لیا تو وہ لوگ برہم ہو گئے اور چلا کر بولے کہ ہم میں اور تم میں صلح ناممکن ہے مغیرہؓ نے کہا کہ تم پار ہو کر ہماری طرف آ ؤ‘ یا چاہتے ہو تو ہم تمہاری طرف آ ئیں‘ رستم نے کہا کہ ہم تمہاری طرف آ ئیں گے‘ مسلمانوں نے کچھ دیر توقف کیا‘ جب پار ہونے والے ایرانی اس طرف آ گئے تو مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے دی۔

کافور کا قمیص سے تبادلہ:

عبید بن جحش السلمی کا بیان ہے کہ اس جنگ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہم لوگ آدمیوں کی پیٹھوں کو روندتے ہوئے عجمیوں کی طرف بڑھ رہے تھے‘ ہمارے ہتھیار ان کو چھوئے تک نہ سکے تھے‘ بلکہ انہوں نے آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کر دیا تھا ہم کو کافور کی ایک تھیلی ملی۔ جس کو ہم نے نمک خیال کیا‘ ہم نے گوشت پکایا اور اس کو ہانڈی میں ڈالا مگر اس میں کوئی ذائقہ پیدا نہ ہوا‘ ایک عبادی شخص ہمارے پاس سے گزرا‘ اس کے پاس ایک قمیص تھی‘ اس نے ہم سے کہا کہ اے عربو! تم اپنا کھانا خراب نہ کرو کیونکہ یہاں کا نمک کسی کام کا نہیں ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کے عوض میں یہ قمیص لے سکتے ہو‘ ہم نے اس سے قمیص لے لی اور اس کو کافور کی تھیلی دے دی‘ اور قمیص اپنے میں سے ایک شخص کو پہنا دی ہم اس کو ساتھ لے کر گھومتے اور اس پر اکڑتے تھے مگر جب ہم کو کپڑوں کی قدر و قیمت کا پتا چلا تو معلوم ہوا کہ وہ قمیص صرف دو درہم کی تھی۔

مشرکین کی فوجی چوکی پر حملہ:

عبید کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جس کے جسم پر ہتھیار تھے اور اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ اس کی گردن مار دی‘ ایرانی شکست کھا کر صرات پہنچے ہم نے ان کا تعاقب کیا انہوں نے وہاں بھی شکست کھائی اور مدائن تک پسپا ہو گئے‘ مسلمان کوفے تک پہنچ گئے‘ مشرکوں کی ایک فوجی چوکی دیر ملاخ میں تھی مسلمان وہاں پہنچے اور لڑ کر ان کو شکست دی‘ مشرکین شکست کھا کر دجلہ کے کنارے جا ٹھہرے ان میں سے بعض لوگ کلواذی کے پاس سے پار ہوئے اور بعض مدائن سے نیچے جا کر پار ہوئے‘ مسلمانوں نے مشرکین کو محصور کر لیا ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا اور کتے‘ بلیاں کھانے لگے رات کو موقع پا کر باہر نکلے اور جلولا میں داخل ہو گئے مسلمانوں نے وہاں بھی ان کو جا لیا‘ سعدؓ کے مقدمے کے افسر ہاشم بن عتبہ تھے اور وہ مقام جہاں مسلمان دشمنوں کے پاس پہنچ گئے تھے فرید تھا۔

ابووائل کا بیان ہے کہ عمرؓ نے اہل کوفہ پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا اور اہل بصرہ پر مجاشع بن مسعود کو امیر مقرر کیا تھا۔

یزدجرد کا وزراء سے مشورہ:

مغیرہؓ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا وفد رستم کو چھوڑ کر سیدھا یزدجرد کے ایوان پر پہنچا تا کہ یزدجرد کو دعوت اسلام دی جائے اور اس پر حجت قائم کر دی جائے‘ مسلمانوں کے گھوڑوں کی پیٹھیں ننگی تھیں‘ اور تیزی اور چستی کا یہ عالم تھا کہ سب گھوڑے ہنہناتے اور

ٹاپیں مارتے تھے مسلمانوں نے یزدجرد کے پاس پہنچنے کی اجازت چاہی مگر ان کو روک دیا گیا' یزدجرد نے اپنے وزراء اور اعیان مملکت کو طلب کیا تاکہ ان سے طریقہ کار اور مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے متعلق مشورہ کرے۔

اسلامی وفد کی ظاہری ہیئت:

جب لوگوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ان کے دیکھنے کے لیے جوق در جوق آنے لگے۔ مسلمانوں کی ظاہری ہیئت یہ تھی کہ ان کے جبے پھٹے ہوئے کاندھوں پر چادریں پڑی ہوئیں ہاتھوں میں باریک باریک کوڑے اور پاؤں پر موزے چڑھائے ہوتے تھے۔

اسلامی سفارت یزدجرد کے دربار میں:

مشورہ ہونے کے بعد مسلمانوں کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوئے' قادسیہ کے ایک قیدی جو بعد میں بہت پکے مسلمان ہو گئے تھے وہ مسلمانوں کے وفد کی آمد کے وقت وہاں موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو بکثرت آ آ کر ان کو دیکھنے لگے میں نے ایسے رعب داب کے دس آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے کہ ان کی ہیبت ہزاروں پر چھا جائے' ان کے گھوڑے ٹاپیں مار رہے تھے' اور ایک دوسرے کو دھمکا رہے تھے' اور اہل فارس ان کی ہیئت کذائی اور ان کے گھوڑوں کی حالت دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے۔

امیر وفد نعمان اور یزدجرد کی گفتگو:

جب عربوں کا وفد یزدجرد کے دربار میں داخل ہوا تو یزدجرد نے ان کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ بہت بدتہذیب تھا۔ چنانچہ ترجمان کے ذریعے سے پہلی بات چیت جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئی وہ یہ تھی اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو تم ان چادروں کو کیا کہتے ہو' اس نے نعمان سے پوچھا کہ تم اپنی چادر کو کیا کہتے ہو۔ نعمان امیر وفد تھے' نعمان نے کہا کہ ہم اس کو برد کہتے ہیں۔ اس سے یزدجرد نے فال لی اور فارسی محاورے کے مطابق کہا جہاں برد ایرانیوں کے چہروں کی رنگت بدل گئی اور ان کو یزدجرد کی یہ حرکت ناگوار گذری' پھر اس نے عربوں کے جوتوں کو پوچھا کہ تم ان کو کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم ان کو نعال کہتے ہیں۔ یزدجرد نے کہا ہمارے ملک میں نالہ نالہ' پھر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ نعمان نے کہا کہ اس کو سوط کہتے ہیں اس نے سمجھا سوخت اور کہا سوخت فارسی میں جلنے کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے فارس کو جلا دیا خدا ان کو جلائے یزدجرد کا اشارہ اہل فارس کی طرف تھا۔ اہل فارس اس کی باتوں پر بہت خفا ہو رہے تھے۔

یزدجرد کی دھمکی:

اس کے بعد یزدجرد نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے ملک میں گھسنے کا کیا باعث ہے' کیا اس لیے کہ ہم نے تم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اور تمہاری طرف توجہ نہیں کی ہے' تم کو ہمارے مقابلے پر آنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ارکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو اس کا جواب میں دوں اور اگر کوئی اور صاحب بولنا چاہتے ہیں تو میں ان کو اجازت دیتا ہوں' سب نے کہا آپ ہی بولیں اور بادشاہ سے کہا کہ اس شخص کا کہنا ہمارا کہنا ہے۔

نعمان بن مقرن کی ایرانی دربار میں تقریر:

نعمان نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی' اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا ہے' ہمارے پاس ایک رسول ﷺ کو بھیجا ہے انہوں نے ہم کو نیکی کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ہم کو شر سے آگاہ کیا اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا ہے' انہوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ اگر تم میرا کہنا مانو گے تو تم کو اچھی دنیا اور اچھی آخرت نصیب ہوگی۔ عرب قبائل میں سے جس کسی کو ہمارے رسولؐ نے دعوت دی ان میں دو جماعتیں ہوگئیں' ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا اور دوسری ان سے الگ ہوگئی۔ ان کے دین میں گنتی کے چند ہی لوگ داخل ہوئے' کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی پھر ان کو خدا نے حکم دیا کہ تم مخالفت کرنے والے عربوں سے لڑو' چنانچہ آپ نے ان سے جنگ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب لوگ ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ بعض تو بادل ناخواستہ اور بعض بطیب خاطر' اس کے بعد ہم سب کو معلوم ہوا کہ ان کا لایا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگ خیالی کی زندگی سے کہیں بہتر ہے' ہمارے رسولؐ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنے قریب کی قوموں کو دعوت اسلام دیں' چنانچہ ہم سب کو انصاف کی طرف مدعو کرتے ہیں اور تم کو اپنے دین کی طرف بلاتے ہیں ہمارا دین ایسا دین ہے جس نے نیکی اور بدی میں امتیاز کامل کر دیا ہے۔ اگر تم انکار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہوگا مگر ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم جزیہ دینا منظور کرو ورنہ تلوار سے مقابلہ ہے' اگر تم نے ہمارا مذہب قبول کر لیا تو ہم تم کو کتاب اللہ دے جائیں گے اور تم کو اس شرط پر برقرار رکھیں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق حکومت کرو۔ اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور اگر تم نے جزیہ دے کر جان بچائی تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔

یزدجرد کی دولت کی پیش کش:

یہ تقریر سن کر یزدجرد نے کہا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ دنیا میں تم سے زیادہ بدبخت قلیل التعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں تھی ہم تمہاری خبر لینے کے لیے سرحد کے زمینداروں کو مقرر کر دیتے تھے۔ ہماری بجائے وہ تم سے نبٹ لیتے تھے' فارس نے تم پر کبھی چڑھائی نہیں کی ہے تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تم ان کے سامنے ٹھہر سکو گے۔ اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہو گیا ہے تو اس بات پر تم کو اکڑنا نہیں چاہیے۔ اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہاری غذا کا اس وقت تک کے لیے انتظام کیے دیتے ہیں جب تک کہ تمہارے یہاں کچھ پیدا ہو' ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے' تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

مغیرہ بن زرارہ کی ولولہ انگیز تقریر:

یزدجرد کی یہ باتیں سن کر مسلمان امراء نے سکوت اختیار کیا مگر مغیرہ بن زرارہ سے ضبط نہ ہو سکا' انہوں نے کھڑے ہو کر کہا اے بادشاہ! یہ لوگ سرداران عرب اور وہاں کے معززین ہیں اشراف ہیں' اور اشراف سے شرماتے ہیں اور اشراف کی عزت اشراف کرتے ہیں' انہوں نے تم سے سب باتیں نہیں کہی ہیں اور نہ تمہاری سب باتوں کا جواب دیا ہے انہوں نے ٹھیک کیا' ان کے شایان شان ایسا ہی تھا' مجھ سے گفتگو کرو تا کہ میں صاف صاف جواب دوں اور یہ لوگ اس کی شہادت دیں۔

تم نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تم پورے طور پر واقف نہیں ہو' تم نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے' بے شک

ہم سے زیادہ خستہ حال کون ہوگا' تم نے ہماری فاقہ مستی کا ذکر کیا ہے بے شک اس کی مثال ملنا مشکل ہے ہم کیڑے مکوڑے سانپ بچھوتک کھا جاتے تھے اور ان کو اپنی غذا سمجھتے تھے' ہمارے مکانات بس زمین کی سطح تھی' ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کو بن بن کر جو پہن لیتے تھے وہ ہمارا لباس تھا۔ ہمارا مذہب یہ تھا کہ ایک دوسرے کی گردن مارتے تھے اور ایک دوسرے کو لوٹتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہو چکی ہیں' خدا نے ہم میں ایک بہترین شخص کو پیدا کیا ہے' ہم اس کے حسب ونسب سے بخوبی واقف ہیں اس کا وطن بہترین وطن ہے اس کا حسب ہم سب سے اچھا ہے اس کا گھرانا ہم سب کے گھرانوں سے بالاتر ہے۔ اس کا قبیلہ ہم سب کے قبیلوں سے معزز ہے وہ بذاتِ خود بہترین خصائل سے متصف تھا۔ سب سے زیادہ صادق القول' سب سے زیادہ بردبار' اس نے ہم کو ایک چیز کی طرف مدعو کیا مگر بجز اس کے یارِ غار کے جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے ہم میں سے اور کسی نے اس کی بات نہیں مانی' وہ بولتا ہم بھی بولتے' وہ سچ کہتا ہم جھوٹ کہتے' وہ جس کام کو زیادہ کرتا ہم اس کو کم کرتے مگر وہ کچھ نہ کہتا۔ بالآخر خدا نے ہمارے قلوب میں اس کی تصدیق اور اس کی پیروی کرنے کا خیال پیدا کر دیا۔ وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا وہ ہم سے جو کچھ کہتا وہ خدا کا کہنا ہوتا تھا اور جس کام کا حکم دیتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا' اس نے ہم سے کہا کہ تمہارا رب کہتا ہے کہ میں ہی تنہا اللہ ہوں۔ میرا کوئی شریک نہیں ہے' میں تھا جب کہ کوئی چیز نہ تھی ہر چیز فنا ہو جائے گی' بجز میری ذات کے' میں نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس ہوگی' میری رحمت نے تم کو آ لیا ہے میں نے اس شخص کو تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم کو راہ راست پر چلاؤں تاکہ تم کو مرنے کے بعد عذاب سے نجات ملے اور اپنے گھر دار السلام کو تم پر حلال کر دوں۔

لہٰذا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر جو کچھ لایا ہے حق ہے حق کے پاس سے لایا ہے۔ اس نے ہم سے کہا ہے کہ اس چیز میں جو کوئی تمہاری اتباع کرے گا اس کو وہی فائدے حاصل ہوں گے جو تم کو حاصل ہیں اور اس پر وہی امور واجب ہوں گے جو تم پر واجب ہیں' جو شخص اس کے قبول کرنے سے انکار کرے اس کے سامنے جزیہ پیش کرو اگر قبول کرے تو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو اس کی بھی حفاظت کرو اور جو اس سے بھی انکار کرے اس سے جنگ کرو میں تمہارے درمیان حکم ہوں' تم میں سے جو لوگ قتل ہوں گے میں ان کو اپنی جنت میں داخل کروں گا اور جو باقی رہیں گے ان کو حریفوں پر نصرت عطا کروں گا۔ اے بادشاہ! یا تو ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کر لے ورنہ تلوار ہے یا اسلام لے آ تاکہ تجھ کو نجات نصیب ہو۔

یزدجرد کا اہانت آمیز سلوک:

یزدجرد نے کہا کہ تم مجھ سے ایسی باتیں کہتے ہو' مغیرہ نے کہا کہ میرا روئے سخن تو اس کی طرف ہے جو مجھ سے گفتگو کرتا ہے اگر تمہارے سوا کوئی اور شخص مجھ سے گفتگو کرتا تو میری بات کا رخ تمہاری طرف نہ ہوتا' یزدجرد نے کہا اگر قاصدوں کا قتل کرنا خلاف اصول نہ ہوتا تو میں تم کو قتل کر دیتا' میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے' اس کے بعد حکم دیا کہ ایک ٹوکرا بھر مٹی لاؤ' اور ان میں کے سب سے معزز شخص کے سر پر لاد دو اور اس کو ہانکتے ہانکتے مدائن سے خارج کر دو۔

عاصم بن عمرو اور مٹی کا ٹوکرا:

جاؤ تم اپنے سردار کے پاس واپس چلے جاؤ' یاد رکھو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے رستم کو بھیج رہا ہوں تاکہ وہ تم کو اور تمہارے سردار کو قادسیہ کی خندق میں مبتلائے عذاب کر کے موت کے گھاٹ اتار دے پھر میں اس کو تمہارے ملک میں بھیج کر اس سے زیادہ مزا

چکھاؤں گا جتنا کہ سابور نے تم کو چکھایا تھا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا تم میں سب سے زیادہ باعزت کون ہے؟ سب لوگ خاموش رہے عاصم مٹی لینے کے لیے جھپٹے اور کہا کہ میں ان سب کا سردار ہوں یہ مٹی میرے سر پر لا دو۔ یزدجرد نے کہا کیا ایسا ہی ہے عرب سرداروں نے کہا ہاں درست ہے چنانچہ مٹی عاصم کے سر پر لا دی گئی' عاصم اس کو لیے لیے دربار اور شاہی محل سے باہر اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے اور اس کے اوپر لا دی اور تیزی سے روانہ ہوئے اور سعدؓ کے پاس لے گئے' عاصم سب سے آگے نکل گئے' قدیس کے پاس پہنچ کر اندر قصر میں داخل ہو گئے اور کہا کہ اپنے امیر کو فتح کی بشارت دو ہم انشاء اللہ ضرور فتح یاب ہوں گے۔ عاصم نے مٹی کو اپنی گود میں لیا اور سعدؓ کے پاس لے گئے' ان کو واقعات کی اطلاع دی اور کہا مبارک ہو خدا نے ہم کو ان کے ملک کی کنجیاں عطا کی ہیں۔

عاصم کے ساتھی بھی آ گئے اور سب مل کر اپنی قوت میں اضافہ کرنے لگے' ادھر دشمنوں کے دل پر مسلمانوں کی ہیبت بڑھتی گئی۔

یزدجرد اور رستم کی گفتگو:

یزدجرد کے درباریوں کو اس کا یہ فعل اور مسلمانوں کی حرکت نہایت ناگوار گزری' رستم ساباط سے بادشاہ کے پاس آیا تاکہ اس سے واقعات معلوم کرے اور یہ کہ اس نے مسلمانوں کو کیسا پایا' بادشاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ عربوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جیسے کہ میں نے اب دیکھے ہیں وہ میرے پاس آئے' میں خیال کرتا ہوں کہ تم لوگ ان سے زیادہ عقل مند اور حاضر جواب نہیں ہو' یزدجرد نے رستم کو عربوں کے نمائندے کی گفتگو سنائی' یزدجرد نے کہا کہ ان لوگوں نے مجھ سے سچ کہا ہے یا تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے یا اس کے لیے جان دے دیں گے' مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سردار نہایت احمق آدمی تھا کیونکہ جب اس نے جزیے کا ذکر کیا تو میں نے اس کو مٹی دے دی' جس کو اس نے اپنے سر اٹھا لیا۔ اس کو لے کر چلا گیا اگر وہ چاہتا تو کسی اور پر ٹال دیتا' معلوم نہیں اس میں کیا راز تھا' رستم نے کہا اے بادشاہ وہ شخص سب سے زیادہ دانشمند تھا' اس نے اس چیز سے فال لی ہے' اس بات کو اس کے سوا اس کا کوئی اور ساتھی نہیں سمجھ سکا ہے۔

رستم کی برہمی:

رستم بادشاہ کے پاس سے غم و غصے سے بھرا ہوا واپس آیا وہ نجوم اور کہانت سے واقف تھا اس نے فوراً وفد کو گرفتار کرنے کے لیے آدمی دوڑائے' اور اپنے ایک معتمد علیہ سے کہا کہ اگر ہمارے قاصدوں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم نے اپنے ملک کو پا لیا ہے اور اگر قاصد ناکام رہے تو گویا خدا نے تمہارا ملک اور تمہاری اولاد تم سے چھین لی ہے' اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے گی' حجام کا بیٹا حکومت کے قابل نہیں ہوتا' وہ لوگ ہمارے ملک کی کنجیاں لے گئے ہیں' ان باتوں کو سن کر ایرانیوں کا غیظ و غضب اور بہت بڑھ گیا۔

یوم الحیتان:

اس وفد کے مسلمان یزدجرد کے پاس روانہ ہونے سے لے کر صیادین واپس آنے تک غارت گریاں کرتے اور مچھلیوں کا شکار کرتے رہے' سواد بن مالک التمیمی نجاف کی طرف گئے' فراض بھی اس کے نزدیک تھا' تین سو مویشی یعنی خچر' گدھے اور بیل وغیرہ پکڑ کر لائے' اور ان پر مچھلیاں لا دیں۔ اور ہانکتے ہانکتے صبح تک اپنے لشکر میں آ گئے' سعدؓ نے مویشی اور مچھلیاں لوگوں میں تقسیم کر دیں اور مجاہدین کو دینے کے بعد خمس میں سے جو کچھ بچا وہ انعامات میں تقسیم کر دیا اور لونڈی غلاموں کو بھی حصوں میں لگا دیا۔ اس معرکہ کا

نام یوم الحیتان ہے' آزادمرد بن آزاذبہ ان لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا مگر سواد اوران کے سوار اس پر پلٹ پڑے' سلیحین کے پل پرلڑائی ہوئی یہاں تک کہ جب ان کو معلوم ہوگیا کہ مال غنیمت دشمن کی زد سے نکل گیا ہے تو خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور غنیمت کو مسلمانوں کے پاس پہنچا دیا۔

ایام اللحم:

اس زمانے میں مسلمان گوشت کے لیے بہت بے چین تھے' گیہوں' جو' کھجور اور دوسرے غلے تو ان کے پاس بہت دنوں کے قیام کے لیے کافی مقدار میں موجود تھے مگر گوشت نہ تھا اس لیے ان کی ٹکڑیاں صرف گوشت کی طلب میں نکلا کرتی تھیں۔ اسی لیے وہ ان معرکوں کو ایام اللحم' یوم الاباقر اور یوم الحیتان سے موسوم کرتے تھے۔ ایک اور سریہ مالک بن ربیعہ بن خالد التیمی کی سرکردگی میں بھیجا گیا۔ ان کے ساتھ مساور بن نعمان التیمی بھی تھے' ان دونوں نے فسیوم پر چھاپہ مارا' اور بنو تغلب اور بنو نمر کے اونٹ پکڑ لیے اور ان کو ہانکتے ہوئے اگلے روز سعدؓ کے پاس آ گئے' اونٹ لوگوں کے لیے ذبح کر دیئے گئے جس کی وجہ سے گوشت کی افراط ہوگئی۔ عمرو بن الحارث نے نہرین پر چھاپہ مارا۔ وہاں ان کو باب ثوراء پر بکثرت مویشی ملے' وہاں سے ارض شیلیٰ کی طرف جو کل نہر زیاد کہلاتی ہے آئے اور وہاں سے لشکر میں آ گئے' عمرو کا بیان ہے کہ اس وقت وہاں صرف دو نہریں تھیں۔

خالدؓ کے عراق جانے اور سعدؓ کے قادسیہ آنے میں دو سال اور چند دن کا وقفہ ہے' سعدؓ وہاں دو ماہ سے کچھ زیادہ مقیم رہے تھے۔ بالآخر فتح مند ہوئے۔

انوشجان بن الہربذ کا قتل:

واقعہ بویب کے بعد عربوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا کہ انوشجان بن الہربذ سواد بصرہ سے نکل کر باشندگان غضی پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چلا مگر قبیلہ تمیم کے خاندانوں کے چار سرداروں نے جو ان کے سامنے ہی آباد تھے اس کو روک لیا۔ ان میں سے ایک المستورد رباب کے سردار تھے۔ اور عبداللہ بن زیدان کے دست راست تھے' دوسرے جزء بن معاویہ سعد کے سردار تھے اور ابن النابغہ ان کے معاون تھے' تیسرے الحسن بن نیار عمرو کے سردار تھے اور اعور بن بشامہ ان کے معاون تھے' چوتھے حصین بن معبد حنظلہ کے سردار تھے اور الشبہ ان کی اعانت کرتے تھے۔ قبل اس کے کہ انوشجان اہل غضی تک پہنچے ان سرداروں نے مل کر اس کو قتل کر دیا' جب سعدؓ سپہ سالار ہو کر آئے تو یہ سردار' اہل غضی اور وہاں کی تمام جماعتیں سعدؓ کے ساتھ آ کر مل گئیں۔



باب ۱۱

رستم کی قیادت

سری، محمد وطلحہ اور عمرو کی اسناد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

سواد عراق کے باشندوں نے فریاد کے طور پر بادشاہ یزدجرد کے پاس یہ پیغام بھیجا اہل عرب قادسیہ میں ایسے ارادے کے ساتھ اترے ہیں جو جنگ کرنے کے مشابہ ہے وہ جب سے قادسیہ میں اترے ہیں' اس وقت سے انہوں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے اس جگہ سے لے کر دریائے فرات تک انہوں نے سب چیزیں لوٹ لی ہیں' قلعوں کے علاوہ اور کہیں آبادی کا نشان نہیں ہے' مویشی باقی نہیں رہے ہیں اور کھانے پینے کی وہ چیزیں جو قلعوں میں محفوظ نہیں کی جا سکتی ہیں۔ وہ سب ختم ہو گئی ہیں' اب یہی کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ ہمیں قلعوں سے نکال دیں۔ اگر فریادرسی میں تاخیر ہوئی تو ہم اپنے ہاتھوں سے یہ قلعے ان کے حوالے کر دیں گے۔

وہ بادشاہ جن کی جاگیریں اس علاقے میں تھیں انہوں نے بھی اسی قسم کا مضمون لکھ کر بھیجا اور اس معاملے میں ان کی تائید و امداد کی' انہوں نے بادشاہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ رستم کو بھیجے۔

رستم سے خطاب:

جب یزدجرد نے رستم کو بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا تو اس نے رستم کو بلا بھیجا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو اس نے رستم سے کہا:

میں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں اس طرف روانہ کروں کیونکہ میرا کام اس کے اندازے اور اہمیت کے لحاظ سے انجام پذیر ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں تم ہی اہل فارس کے ''مرد میدان'' ہو۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جو اردشیر کے خاندان کے دور حکومت سے کبھی نازل نہیں ہوئی تھی' اس نے بادشاہ کی یہ بات مان لی اور اس کی حمد وثنا کی۔

بادشاہ نے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے خیالات پر غور کروں تا کہ تمہاری معلومات کا مجھے علم ہو سکے۔ مجھے عربوں کے وہ احوال و اعمال بتاؤ جو قادسیہ کے قیام کے دوران ان سے رونما ہوئے ہوں۔ مجھے اہل عجم کا حال بھی بتاؤ کہ وہ کس طرح ان سے مقابلہ کریں گے؟''۔

عقاب کی مثال:

رستم نے جواب دیا: ''وہ ان بھیڑیوں کی مانند ہیں جس نے گلہ کو غافل پا کر اسے خراب کر دیا ہو' بادشاہ نے کہا' یہ بات نہیں ہے۔ میں تم سے یہ سوال اس لیے کر رہا ہوں کہ تم ان کا حال بیان کرو' تا کہ میں تمہیں اس کے مطابق کام کرنے میں تقویت پہنچا سکوں مگر تم اس بات کو نہیں سمجھ سکے۔ لہٰذا میری یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کی مثال اہل فارس کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے ایک عقاب اس پہاڑ پر پہنچ گیا ہو جہاں پرندے رات کے وقت بسیرا کرتے ہوں اور وہاں پہاڑ کے دامن میں اپنے آشیانوں میں رات گذارتے ہوں۔ جب صبح ہوئی تو پرندوں نے دیکھا کہ وہ گھات میں بیٹھا ہوا ہے' چنانچہ ان میں سے جو کوئی اکیلا نکلتا ہے' اسے دبوچ

لیتا ہے۔

پرندوں نے جب یہ حالت دیکھی تو اس کے خوف سے کوئی نہیں نکلا' تا ہم جب کوئی اکیلا نکلتا' وہ اسے پکڑ لیتا تھا۔ اگر وہ اکٹھے ہو کر نکلتے تو وہ اسے بھگا سکتے تھے' سب سے بڑی بات یہ تھی کہ متحد ہو کر وہ سب محفوظ رہ سکتے تھے مگر اختلاف کی صورت میں جو کوئی گروہ نکلتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ یہ مثال عرب وعجم پر بالکل منطبق ہوتی ہے' لہٰذا تم اسی کے مطابق عمل کرو۔

رستم کی معذرت:

رستم بولا ''اے بادشاہ! مجھے چھوڑ دیجیے کیونکہ اہل عرب کے دلوں میں اہل عجم کی ہیبت اس وقت تک باقی رہے گی' جب تک کہ میرے ذریعے ان کو نقصان نہ پہنچے۔ ممکن ہے کہ سلطنت میرے ذریعے قائم رہے اور اللہ ہمارے لیے کافی ہے' اس وقت ہمیں کوئی نئی تدبیر اختیار کرنی چاہیے کیونکہ تدبیر اور جنگی چال فتح مندی سے بہتر ہے''۔

بادشاہ نے اس کی بات نہیں مانی اور کہا: ''کیا چیز باقی رہ گئی ہے؟''۔

رستم نے کہا: ''جنگ کرنے میں دیر کرنا جلد بازی سے بہتر ہے۔ اس وقت صبر سے کام لینا مناسب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک لشکر کے بعد دوسرا لشکر جنگ کرے بجائے اس کے کہ ایک دم مکمل شکست ہو جائے۔ یہ طریقہ ہمارے دشمن پر زیادہ بھاری رہے گا'' مگر بادشاہ اپنی بات پر اڑا رہا اور اس نے اس کی بات نہیں مانی۔ لہٰذا اس نے اپنی فوجیں ساباط کے مقام پر جمع کیں۔ اس عرصے میں بھی قاصد بادشاہ کے پاس آتے جاتے رہے تاکہ اس کی سبکدوشی کی کوئی صورت نکل آئے اور اس کے بجائے کسی دوسرے کو بھیج دیا جائے' بہرحال لوگ اس کے پاس جمع ہوتے رہے۔

حضرت سعد بن وقاص کے پاس بھی حیرہ والوں اور بنو صلوبا کی طرف سے جاسوس خبریں لاتے رہے اور وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ معلومات فراہم کرتے رہے۔

بادشاہ کا عزم مصمم:

جب آزادمرد بن آزاد کے ذریعے شاہ یزدجرد کے پاس اہل سواد عراق کی چیخ و پکار بکثرت پہنچی تو اس نے رستم کو جنگ کے لیے بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وہ بہت ضدی اور ہٹ دھرم تھا۔ رستم نے اپنا پچھلا قول پھر دہرایا اور کہا ''اے بادشاہ! دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ میں اپنے آپ کو عظیم و مقدس سمجھوں اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں آپ سے ایسی گفتگو نہ کرتا' میں آپ کو خداوند تعالیٰ' خاندان اور ملک کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے لشکر میں رہوں اور جالینوس کو روانہ کروں۔ اگر جنگ ہمارے حق میں ہوئی تو یہ بہت بہتر ہے ورنہ میں کسی اور کو بھیجوں گا جب کوئی چارہ اور کوئی تدبیر باقی نہیں رہے گی تو ہم بذات خود ان کا مقابلہ کریں گے۔ اس وقت تک ان کی طاقت کمزور ہو چکی ہوگی اور ہم ان کا اچھی طرح مقابلہ کر سکیں گے''۔ مگر بادشاہ کا اصرار یہی رہا کہ وہ خود روانہ ہو۔

جنگ کی تیاری:

سری ابو رفیل کی روایت سے بیان کرتا ہے۔ ''جب رستم ساباط پہنچا اور اس نے جنگ کا ساز و سامان جمع کر لیا تو اس نے ہراول دستہ کی حیثیت سے چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جالینوس کو بھیجا اور کہا ''تم لشکر کشی کرو مگر میرے حکم کی تعمیل کرنا'' اس نے

اپنے میمنہ پر ہرمزان کو مقرر کیا اور میسرہ پر مہران بن بہرام رازی کو مقرر کیا اور ساقہ پر بیرزان کو سردار بنایا رستم کہنے لگا:

''بادشاہ کو اس بات سے مطمئن رہنا چاہیے کہ اللہ نے دشمن سے پیش قدمی کرائی اور اس نے اپنے گھر میں ہم کو للکارا ہے تاکہ ہم ان کے ملک ہی میں ان کا مقابلہ کریں تا آنکہ وہ ہماری بات مانیں یا اسی چیز پر قانع ہو جائیں جس پر وہ پہلے قانع تھے۔''

رستم کا تذبذب:

جب حضرت سعدؓ کے وفود بادشاہ کے پاس آئے اور وہاں سے لوٹ آئے۔ تو رستم نے نیند میں ایک خواب دیکھا جسے اس نے بہت ناپسند کیا۔ اس کو برے انجام کا احساس ہوا اور اس کی وجہ سے اس نے چاہا کہ وہ روانہ نہ ہو اور دشمن کا مقابلہ نہ کرے۔ اس کے ارادے میں تذبذب اور کمزوری آ گئی تو اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ''وہ چاہتا ہے کہ وہ جالینوس کو (جنگ کے لیے) روانہ کرے اور خود وہ ٹھہرا رہے تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں''۔ رستم نے مزید یہ کہا ''جالینوس کا وجود میرے وجود کے برابر ہے البتہ عرب میرے نام سے اس کے نام سے زیادہ کانپتے ہیں' اگر اسے فتح حاصل ہوئی تو یہ عین ہمارے مقصد کی تکمیل ہوگی۔ اگر معاملہ برعکس ہوا تو میں اس جیسا دوسرا (سپہ سالار) بھیجوں گا۔ اس طرح ہم کسی نہ کسی دن دشمن کو دور کر دیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ اہل فارس فتح مند ہوں گے بشرطیکہ مجھے شکست نہ ہو۔ وہ میری وجہ سے مستعد رہیں گے اور عربوں کے دلوں میں میری ہیبت قائم رہے گی اور اگر بذات خود ان کا مقابلہ نہ کروں تو وہ آگے بڑھنے سے خائف رہیں گے۔ لیکن اگر میں ان کے سامنے آ جاؤں تو (میرا رعب اور ہیبت ان کے دلوں سے جاتی رہے گی) اور وہ آخر دم تک جرأت کے ساتھ لڑتے رہیں گے۔ اس طرح اہل فارس کو انجام شکست ہوگی''۔

رستم کے لشکر کی تعداد:

لہٰذا رستم نے مقدمۃ الجیش چالیس ہزار سپاہیوں کا روانہ کیا اور خود ساٹھ ہزار کی تعداد میں نکلا اور اس کا ساقہ بیس ہزار کی تعداد میں تھا۔

سری نے محمد وطلحہ اور زیاد وعمرو کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے: ''رستم ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ ان کے پیچھے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر تھا۔ وہ خود مدائن سے ساٹھ ہزار کی تعداد کے ساتھ روانہ ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد قادسیہ میں تھے تو رستم ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔

سرداروں کو خطوط:

محمد وطلحہ اور زیاد وعمرو کی روایت ہے کہ جب بادشاہ نے روانہ ہونے پر اصرار کیا تو رستم نے اپنے بھائی اور ملک کے تمام سرداروں کو خطوط لکھے کہ ''یہ دشمن ایسا ہے جس کے ذریعے اللہ ہر بڑے لشکر کو شکست دے گا اور ہر مستحکم قلعہ کو کھول دے گا۔ لہٰذا تم اپنے قلعوں کو مستحکم کرو اور مقابلے کے لیے اچھی طرح تیار ہو جاؤ۔ تم یہ سمجھو کہ اہل عرب تمہارے علاقے تک پہنچ گئے ہیں اور وہ تمہارے سرزمین اور تمہارے فرزندوں پر قبضہ کرنے والے ہیں۔ میری رائے یہ تھی کہ ان کا مقابلہ کیا جائے اور ان کی جنگ کو طول دیا جائے' تا آنکہ ان کی خوش نصیبی بدبختی میں تبدیل ہو جائے مگر بادشاہ نے میری بات نہیں مانی''۔

شکست کا اندیشہ:

صلت بن بہرام ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بادشاہ یزدگرد نے جب رستم کو ساباط سے نکلنے کا حکم دیا تو اس

نے اپنے بھائی کو مذکورہ مضمون کے مطابق خط لکھا اور اس میں یہ اضافہ کیا ''مچھلی نے پانی کو گدلا کر دیا ہے۔ شتر مرغ (نعائم) اچھے ہیں اور زہرہ بھی درست حالت میں ہے۔ میزان اعتدال میں ہے۔ مگر بہرام چلا گیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ یہ لوگ عنقریب ہم پر غالب آئیں گے اور ہمارے قریبی علاقوں پر مسلط ہو جائیں گے۔ سب سے مشکل بات یہ ہے کہ بادشاہ نے یہ کہا ہے۔ ''تم ان کے مقابلے کے لیے ضرور جاؤ گے' ورنہ میں بذاتِ خود ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جاؤں گا' لہٰذا میں ان کے مقابلے کے لیے روانہ ہو رہا ہوں''۔

نجومی سے سوال:

رفیل بیان کرتا ہے کہ کسریٰ کے نجومی جابان کے غلام نے شاہ یزدجرد کو اس بات پر جرأت دلائی کہ وہ رستم کو روانہ کرے۔ اس کا تعلق اہل فرات بادقلی سے تھا اس نے اس کو بلا بھیجا تھا اور اس سے دریافت کیا: ''رستم کے روانہ ہونے اور عربوں کی موجودہ جنگ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' اسے سچ بات کہنے میں خوف لاحق ہوا۔ لہٰذا وہ جھوٹ بولا: رستم کو اس کے علم سے واقفیت تھی لہٰذا اس پر اس کا روانہ ہونا شاق گذرا۔

پرندے کا شگون:

اس نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایسی بات بتاؤ جس سے مجھے اطمینان ہو جائے'' غلام نے زرنا ہندی سے کہا ''اسے بتاؤ'' اس نے کہا ''تم مجھ سے دریافت کرو'' لہٰذا اس نے دریافت کیا تو اس نے کہا ''ایک پرندہ آئے گا' وہ آپ کے محل پر بیٹھے گا وہاں سے کوئی چیز اس کے منہ میں اس جگہ پہنچے گی'' یہ کہہ کر اس نے ایک خانے کا خط کھینچا۔ غلام نے کہا ''یہ سچ کہتا ہے' وہ پرندہ کوا ہے اور اس کے منہ میں جو چیز جائے گی وہ درہم ہے''۔

نجومیوں کا اختلاف:

جابان کو یہ اطلاع ملی کہ بادشاہ نے اسے طلب کیا ہے تو وہ روانہ ہوا اور اس کے پاس آیا تو اس وقت بادشاہ نے اس بات کے بارے میں دریافت کیا جو اسی کے غلام نے بتائی تھی۔ اس نے حساب لگا کر کہا ''یہ بات صحیح ہے مگر وہ پرندہ عقعق ہے اس کے منہ میں درہم ہو گا جو اس مقام پر گرے گا'' زرنا ہندی نے درہم کے گرنے کے مقام کی تردید کی اور دوسرا خانہ کھینچ کر کہا ''وہ یہاں گرے گا'' جب وہ کھڑے ہوئے تو اس وقت کنگوروں پر جا بیٹھا اور اس کے منہ سے درہم پہلے خط میں گرا پھر وہ وہاں سے اچھل کر دوسری لائن میں جا گرا۔ زرنا ہندی نے جابان سے اس کی تردید پر شرط باندھی چنانچہ وہ دونوں گابھن گائے کے پاس آئے۔ ہندی نے کہا ''اس کا بچہ سفید و سیاہ ہے''۔ جابان نے کہا ''تم جھوٹ بولتے ہو وہ سفید دم والا سیاہ ہے'' اتنے میں گائے گر پڑی جب اس کا بچہ نکالا گیا تو اس کی دم اس کی آنکھوں کے درمیان تھی۔ جابان نے کہا ''یہاں سے زرنا آیا ہے'' ان دونوں نے بادشاہ کو رستم کو روانہ کرنے پر آمادہ کیا' لہٰذا اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔

زوال کی پیشین گوئی:

جابان نے جشنماہ کو لکھا ''اہل فارس کی حکومت ختم ہو گئی ہے اور ان کا دشمن ان پر غالب آ گیا ہے۔ مجوسیوں کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا ہے' عربوں کی سلطنت قائم ہو گئی ہے اور ان کا مذہب رائج ہو گیا ہے۔ لہٰذا تم ان سے معاہدہ کر لو اور موجودہ حالات کے

فریب میں نہ آؤ۔ اس سے پہلے کہ تم گرفتار ہو جاؤ' بہت عجلت سے کام لو''۔

جشنماہ کا معاہدہ:

جب جشنماہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ عربوں کی طرف روانہ ہوا۔ تا آنکہ وہ معنیٰ کے پاس آیا جو عقیق کے مقام پر سواروں کے دستے کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اسے حضرت سعدؓ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اس کے ساتھ اس کی ذات' اس کے گھر والوں اور اس کے متبعین کی حفاظت کا معاہدہ کیا اور پھر اسے واپس بھیج دیا۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کو خبریں پہنچانے لگا۔

اس نے معنیٰ کو فالودہ تحفہ کے طور پر بھیجا اس نے اپنی بیوی سے دریافت کیا ''یہ کیا ہے؟'' بیوی نے کہا ''میرا خیال ہے کہ اس کی بیوی بیمار ہے' اس نے پراٹھا پکانا چاہا۔ مگر اس کو اچھی طرح نہ پکا سکی' معنیٰ نے کہا ''اس پر افسوس ہے''۔

رستم کی روانگی:

محمد وطلحہ اور زیاد اور عمرو بیان کرتے ہیں: جب رستم ساباط سے روانہ ہوا تو جابان اسے پل پر ملا اور اس نے شکایت کی اور کہا: ''کیا تمہاری بھی وہ رائے نہیں ہے جو میری رائے ہے؟'' رستم نے اس سے کہا: ''میں نے مجبور ہو کر یہ قیادت سنبھالی ہے۔ میرے لیے اطاعت کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے'' اس نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ جائے اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔ نجف میں اس کا خیمہ جلنے لگا تو رستم وہاں سے چل کر کوثی میں آیا۔ اس نے جالینوس اور آزادمرد کو لکھا ''میرے لیے (حضرت) سعدؓ کے لشکر سے ایک آدمی پکڑ کر لائے'' لہٰذا وہ دونوں سوار ہو کر گئے اور انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ کر اس کے پاس بھیجا وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا' اس نے اس سے کچھ سوالات کیے پھر اسے قتل کرا دیا۔

ایک مسلمان کی گرفتاری:

رفیل بیان کرتا ہے ''جب رستم روانہ ہوا تو اس نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ حیرہ کی طرف پیش قدمی کرے۔ اس نے اسے حکم دیا کہ وہ عرب کے کسی شخص کو پکڑ کر لائے۔ لہٰذا وہ اور آزادمرد ایک سو سپاہیوں کا دستہ لے کر نکلے۔ یہاں تک کہ وہ قادسیہ تک پہنچ گئے وہاں ایک مسلمان انہیں قادسیہ کے پل کے قریب ملا۔ وہ دونوں اسے پکڑ کر لے گئے۔ لوگ تعاقب کے لیے نکلے مگر وہ انھیں نہیں پکڑ سکے سوائے اس کے کہ مسلمانوں نے اس کے آخری حصے کو کچھ نقصان پہنچایا جب وہ دونوں نجف پہنچے تو وہ اسے رستم کے پاس لے گئے وہ اس وقت کوثی کے مقام پر تھا۔ رستم نے اس مسلمان سے پوچھا۔

مسلمان کی گفتگو:

''تم کیوں آئے ہو اور تم کیا چاہتے ہو؟'' اس نے کہا ''ہم اللہ کا وعدہ پورا کرنا چاہتے ہیں' وہ بولا ''وہ کیا ہے'' اس مسلمان نے کہا ''اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو تو تمہاری سرزمین اور تمہارے فرزندوں کو زیرنگیں کرنا اور تمہارا خون بہانا ہے'' رستم بولا: ''اگر تم اس سے پہلے قتل کر دیئے جاؤ'' اس نے جواب دیا ''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اس سے پہلے شہید ہو جائے تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو ہم میں سے باقی رہے گا اس کے لیے وہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ ہم اس بات پر پورا ایمان اور یقین رکھتے ہیں'' رستم نے کہا ''کیا ہم تمہارے ہاتھوں میں گرفتار ہو جائیں گے'' وہ بولا: ''اے رستم! تمہارے اعمال نے تمہیں ذلیل کیا ہے اور انھی کی بدولت اللہ تمہیں مغلوب کرے گا' تمہارا ماحول تمہیں فریب میں مبتلا نہ کر دے کیونکہ تم انسانوں سے

مقابلہ نہیں کر رہے ہو بلکہ قضا و قدر سے مقابلہ کر رہے ہو' یہ سن کر وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا چنانچہ اس کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی۔

رعایا سے بدسلوکی:

رستم کوثی سے روانہ ہوا تا کہ وہ برس کے مقام پر قیام کرے وہاں اس کے ساتھیوں نے رعایا کے مال کو چھین لیا' عورتیں پکڑ لیں اور شراب پینے لگے۔ دیہاتی رستم کے پاس فریاد لے کر گئے اور اپنے مال اور فرزندوں کے نقصانات کی اس کے پاس شکایت کی تو رستم کھڑے ہو کر ان سے یوں مخاطب ہوا:

رستم کی تقریر:

''اے فارس کے رہنے والو! خدا کی قسم! اس عرب مسلمان نے سچ کہا تھا۔ خدا کی قسم! ہمارے اعمال نے ہمیں ذلیل و خوار کر دیا ہے۔ اس سے پہلے جب ہم جنگ کرتے تھے تو ہماری سیرت تمہاری سیرت سے بہتر ہوتی تھی اس وقت اللہ دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کرتا تھا اس نے حسن سیرت' مقابلہ ظلم' ایفاء عہد اور احسان کی بدولت تمہیں اپنے ملک میں سربلند کر رکھا تھا مگر جب تمہارے اندر انقلاب آ گیا اور تم یہ کام کرنے لگے تو اللہ نے بھی اپنا رویہ تبدیل کر لیا اور مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ تم سے اپنی سلطنت کو چھین لے گا'' اس کے بعد اس نے کچھ اشخاص بھیجے تو وہ کچھ ایسے لوگوں کو پکڑ لائے جن کی شکایت کی گئی تھی۔ اس نے ان کی گردن مار دی۔

اہل حیرہ کو تنبیہ:

پھر وہ سوار ہو گیا اور لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ وہاں سے نکل کر اس نے ''دیر الاعور'' کے سامنے قیام کیا۔ پھر ملطاط کی طرف کوچ کیا اور دریائے فرات کے قریب اہل نجف کے سامنے خورنق سے لے کر غربین تک اپنے لشکر کو اتارا اس کے بعد اہل حیرہ کو بلوایا اور انہیں دھمکایا اور سخت تنبیہ کی۔ ابن بقیلہ نے اس کے جواب میں کہا:

آپ ہمارے ساتھ دو باتیں جمع نہ کریں پہلی بات یہ ہے کہ آپ ہماری مدد کرنے سے عاجز رہے اور اس کے بعد آپ ہمیں اس بات پر ملامت کر رہے ہیں کہ ہم نے اپنے آپ کو اور اپنے علاقے کو بچا لیا۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

شعبی اور مقدام الحارثی اپنے راوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رستم نے اہل حیرہ کو بلوایا جب کہ اس کے خیمے دیر کے قریب قائم تھے۔ رستم نے کہا ''اے اللہ کے دشمنو! کیا تم ہمارے ملک میں عربوں کے داخلہ سے بہت خوش ہو؟ تم ہمارے برخلاف ان کے جاسوس ہو۔ تم نے مالی امداد سے انہیں طاقتور بنایا'' اس پر انہوں نے ابن بقیلہ سے امداد طلب کی اور اس سے کہنے لگے ''تم جا کر اس سے گفتگو کرو''۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا:

ابن بقیلہ کا جواب:

''آپ یہ فرماتے ہیں کہ تم ان کے آنے سے خوش ہوئے'' انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ اور ان کے کس فعل سے ہم خوش ہو سکتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے غلام ہیں' نیز وہ ہمارے مذہب پر نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ ہم دوزخی ہیں۔ آپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ ''ہم ان کے جاسوس ثابت ہوئے'' (اس کے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں) انہیں ہماری جاسوسی کی کیا ضرورت تھی جب کہ آپ کے ساتھی ان کے مقابلے سے بھاگ گئے ہوں اور ان کے لیے تمام دیہات خالی کر گئے ہوں

ایسی صورت میں انہیں روکنے والا کون تھا' وہ جس طرف سے چاہیں آ جا سکتے ہیں' خواہ وہ دائیں طرف سے آئیں' یا بائیں طرف کا رخ کریں۔

آپ نے فرمایا ہے کہ ''ہم نے انھیں مالی امداد سے طاقتور بنایا ہے'' اس کی صورت یہ ہے کہ جب آپ ہماری حفاظت نہیں کر سکے تو اس اندیشہ سے کہ کہیں ہم قیدی نہ بنا لیے جائیں یا جنگ میں ہمارے جنگجو نہ مارے جائیں' ہم نے اپنی حفاظت کی خاطر مال دے کر معاہدہ کیا کیونکہ جب آپ کے سپاہی مقابلے میں ناکام رہے ہوں تو ہم ان سے زیادہ عاجز تھے۔ ہماری جان کی قسم! آپ لوگ ہمیں ان سے زیادہ پسند ہیں اور ان سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ہمیں ان سے بچائیے تو ہم آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ کیونکہ ہم دیہات کی رعیت ہیں ہم' جو غالب آ جائے اس کے غلام ہیں''۔

رستم کا جواب:

اس پر رستم نے کہا' ہمارے سامنے یہ شخص سچ کہتا ہے۔ رفیل روایت کرتا ہے کہ رستم نے دیر کے مقام پر یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوا تو اس نے تمام ہتھیاروں پر مہر لگا دی۔

جنگ سے پرہیز:

محمد ان کے ساتھی اور نضر کے حوالے سے السری روایت کرتا ہے۔ رستم نے جالینوس کو حکم دیا کہ وہ نجف سے روانہ ہو جائے تو وہ اگلی فوج لے کر روانہ ہوا' اور نجف اور سیلحین کے درمیان اس نے قیام کیا۔ رستم نے کوچ کر کے نجف میں قیام کیا۔ اس عرصے میں اس نے چار مہینے گذار دیئے کیونکہ مدائن سے نکل کر اس نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں سے وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتا رہا' نہ تو وہ آگے بڑھتا تھا اور نہ وہ جنگ کرتا تھا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اہل عرب اس جگہ سے اکتا جائیں گے اور جب انہیں تکلیف پہنچے گی تو وہ لوٹ جائیں گے۔ وہ عربوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا' اسے اندیشہ تھا کہ کہیں اس کا بھی وہی حشر نہ ہو جو اس سے پہلے لوگوں کا ہوا ہے' وہ جنگ کو طویل کرنا چاہتا تھا' مگر بادشاہ جلد جنگ شروع کرنے کا حکم دے رہا تھا اور اسے پیش قدمی کرنے پر آمادہ کرنے پر مصر تھا۔ تا آنکہ اسے جنگ میں گھسنا پڑا۔

دوبارہ خواب:

جب رستم نجف آیا تو اس نے دوبارہ یہ خواب دیکھا کہ ایک فرشتے کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں' فرشتے نے اہل فارس کے تمام ہتھیار لے کر ان پر مہر لگا دی۔ اس کے بعد انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا۔ آپؐ نے وہ تمام ہتھیار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔

رستم جب صبح اٹھا تو اس کا رنج و غم بڑھ گیا۔ رفیل نے جب یہ بات دیکھی تو وہ اسلام کی طرف راغب ہوا اور وہ اسلام لے آیا۔

طویل جنگ کی تیاری:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لوگ جنگ کو طوالت دیں گے لہٰذا انہوں نے حضرت سعدؓ اور مسلمانوں کو لکھا کہ وہ ان کی زمین کی حدود پر قیام کریں اور طویل عرصے تک اُن کا مقابلہ کریں تا آنکہ وہ پریشان ہو جائیں' لہٰذا مسلمانوں نے قادسیہ کے

مقام پر قیام کیا اور وہ صبر کرنے اور طویل مقابلے کے لیے تیار ہو گئے' اللہ بھی یہی چاہتا تھا کہ وہ اپنے نور کی تکمیل کرے۔ وہاں مسلمان اطمینان کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کے سوار عراق پر حملہ کر کے اپنی ضروریات کی چیزیں حاصل کر لیتے تھے اور طویل مقابلے کی تیاری کر لیتے تھے۔ فتح حاصل ہونے تک وہ اسی حالت میں رہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کی طرف ضروری امداد بھیجتے رہتے تھے۔

جب بادشاہ اور رستم نے یہ حالت دیکھی اور ان کے انتظامات کا انھیں علم ہوا تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہ قوم جنگ سے باز آنے والی نہیں ہے اور اگر یہی حالت قائم رہی تو وہ ان ایرانیوں کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ لہٰذا بادشاہ کی رائے ہوئی کہ وہ رستم کو روانہ کرے۔ رستم نے یہ ارادہ کیا کہ وہ عتیق اور نجف کے درمیان قیام کرے پھر وہ مقابلہ کرنے میں تاخیر کرے کیونکہ اس کے خیال میں یہی صورت اس وقت زیادہ مناسب ہے۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے ہٹ جائیں یا ان کی خوش بختی کا ستارہ گردش میں آئے۔

ایرانی فوج کے سردار:

محمد' طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں' فوجی دستے گردش کرتے رہے' رستم نجف میں تھا۔ جالینوس نجف اور سیلحین کے درمیان تھا۔ ذوالحاجب رستم اور جالینوس کے درمیان تھا۔ مصرمزان اور مہران اپنے دونوں پہلوؤں پر تھے۔ بیرزان پچھلے حصے پر تھا اور زاذ ابن بہیش صاحب فرات پیدل فوج پر تھا۔ کناری مجردہ پر تھا۔ اس کا کل لشکر ایک لاکھ اور بیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے پندرہ ہزار افراد شرفاء کے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ تمام فوجیں ''مسلسل'' تھیں اور ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں تاکہ جنگ شروع ہوتے ہی یک دم حملہ کریں۔

حضرت سعدؓ کے انتظامات:

موسیٰ بن طریف بیان کرتے ہیں' لوگ سعدؓ سے کہنے لگے'' ہم اس جگہ سے تنگ آ گئے ہیں' لہٰذا آپ پیش قدمی کریں''۔ حضرت سعدؓ نے یہ بات کہنے والوں کو دھمکایا اور فرمایا'' جب تم اپنی رائے کو کافی سمجھتے ہو تو تم تکلیف نہ کرو۔ ہم صاحب رائے عقلمندوں کی رائے کے مطابق پیش قدمی کریں گے۔ جب تک ہم تم سے خاموش ہیں' تم بھی خاموش رہو''۔

خبر رسانی:

حضرت سعدؓ نے طلیحہ اور عمرو کو خبر رسانی کے لیے سواروں کے بغیر بھیجا۔ سواد اور حمیضہ سو سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے دونوں دریاؤں کے قریب غارت گری کی۔ حضرت سعدؓ نے انھیں منع کر دیا تھا کہ وہ آگے تک نہ جائیں۔ رستم کو یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ اس نے ان کی طرف سواروں کا ایک دستہ بھیجا۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ دشمن کے سوار آگے بڑھ گئے ہیں تو انہوں نے عاصم بن عمرو اور جابر الاسدی کو بلوایا اور ان دونوں کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ بھی اسی راستے پر ان کی تلاش میں جائیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''اگر جنگ چھڑ جائے تو ان کے مقابلے پر تم سردار ہو''۔

دشمن سے مقابلہ:

حضرت عاصم کی ان سے دونوں دریاؤں اور اصطیمیا کے درمیان مڈ بھیڑ ہوئی۔ اہل فارس کی سوار فوج بہت پریشان تھی اور وہ ان کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کر رہی تھی۔ اس موقع پر سواد حمیضہ سے کہہ رہے تھے۔'' تم دو باتوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر دیا تم ان کا مقابلہ کرو اور میں مال غنیمت واپس لے جاؤں۔ یا میں ان کا مقابلہ کروں' اور تم مال غنیمت لے جاؤ'' حمیضہ نے کہا'' تم ان کا

مقابلہ کرو اور میرے دستے کا بھی انتظام کرو۔ میں تمہارا مال غنیمت پہنچاؤں گا'' لہٰذا سواد مقابلے کے لیے رہ گئے اور حمیضہ روانہ ہو گئے۔ راستے میں انہیں عاصم بن عمرو کا دستہ ملا۔ حمیضہ نے خیال کیا کہ یہ اہل عجم کے سواروں کا دوسرا دستہ ہے' لہٰذا وہ ہٹ کر جانے لگے جب ایک دوسرے کو پہچان گئے تو وہ مال غنیمت لے کر روانہ ہو گئے۔

حضرت عاصم سواد کی طرف روانہ ہو گئے' اس سے پہلے اہل فارس نے ان کے کچھ حصے کو نقصان پہنچایا تھا۔ مگر جب انہوں نے عاصم کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے اور جو انہوں نے حاصل کیا وہ سب چھوڑ گئے۔ مسلمان فتح' مال غنیمت اور سلامتی کے ساتھ حضرت سعدؓ کے پاس واپس آ گئے۔ طلیحہ اور عمرو باہر نکلے۔ طلیحہ کا تعلق رستم کے لشکر سے تھا اور عمرو کا تعلق جالینوس کے لشکر سے تھا طلیحہ تن تنہا نکلے تھے اور عمرو لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے پیچھے قیس بن ہبیرہ کو بھیجا اور فرمایا اگر تمہیں جنگ کرنی پڑے تو تم اس کے سپہ سالار ہو' آپ کا مقصد یہ تھا کہ چونکہ طلیحہ نے نافرمانی کی ہے۔ اس لیے انہیں نیچا دکھایا جائے۔ عمرو نے آپ کی اطاعت کی تھی۔

قیس کی مخالفت:

جب قیس روانہ ہوئے تو ان کی ملاقات عمرو سے ہوئی انہوں نے دریافت کیا ''طلیحہ کہاں ہے؟'' عمرو نے کہا ''مجھے ان کا کوئی علم نہیں ہے'' جب وہ دونوں جیف کی سمت سے نجف کی طرف پہنچے تو قیس نے ان سے دریافت کیا ''تمہارا کیا مقصد ہے'' عمرو نے کہا ''میں چاہتا ہوں کہ ان کے لشکر کے قریبی حصے پر حملہ کروں'' وہ بولے ''کیا تم صرف اتنے سپاہیوں کے ساتھ (حملہ کرو گے)؟'' قیس بولے ''خدا کی قسم! میں تمہیں یہ کام نہیں کرنے دوں گا۔ کیا تم مسلمانوں سے وہ کام کرا رہے ہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے'' عمرو نے کہا ''تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟'' انہوں نے جواب دیا ''مجھے تم پر امیر بنایا گیا ہے اور اگر میں امیر نہ بھی ہوتا تو اس صورت میں بھی تمہیں اس کام کی اجازت نہ دیتا'' اسود بن یزید نے بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس بات کی شہادت دی کہ حضرت سعدؓ نے انہیں تم پر امیر مقرر کیا ہے اور طلیحہ پر بھی مقرر کیا ہے جب کہ تم سب اکٹھے ہو جاؤ'' اس پر عمرو نے کہا ''خدا کی قسم! وہ زمانہ جب کہ تم مجھ پر امیر ہو' بہت برا زمانہ ہے اگر میں تمہارے دین سے نکل کر اپنے گذشتہ مذہب میں چلا جاؤں اور اس کی حمایت میں جنگ کرتا ہوا مر جاؤں' یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تم میرے اوپر دوبارہ امیر بنو۔ اگر تمہارے حاکم نے دوبارہ یہی طریقہ اختیار کیا تو ہم ضرور اس کو چھوڑ کر چلے جائیں گے''۔

قیس بولے ''تمہیں بعد میں اس کا اختیار ہے۔ میں اس وقت تمہیں لوٹنے کا حکم دے رہا ہوں'' چنانچہ وہ دونوں اپنے سواروں کے ساتھ خبر لے کر حضرت سعدؓ کے پاس واپس آ گئے اس وقت ہر ایک نے اپنے ساتھی کی شکایت کی' قیس نے عمرو کی نافرمانی کی شکایت کی۔ عمرو نے قیس کی سخت کلامی کا شکوہ کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے عمرو! خیریت اور سلامتی مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ ایک ہزار افراد کو قتل کر کے ایک سو مسلمانوں کا نقصان ہو۔ کیا تم سو آدمی لے کر اہل فارس کے میدان جنگ میں پہنچنا چاہتے ہو اور ان سے مقابلہ کرنے کے خواہاں ہو؟ کیا تم مجھ سے زیادہ جنگی کاموں سے واقف ہو'' عمرو نے کہا۔ ''بہر حال واقعہ وہی ہے جو میں نے بیان کیا''۔

حضرت طلیحہؓ کے کارنامے:

حضرت طلیحہؓ ایرانیوں کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ چاندنی رات میں اس کے اندر پہنچ گئے' وہاں انہوں نے ایک شخص کے خیمہ کی طنابیں توڑ دیں اور اس کے گھوڑے کو ہنکا کر لے گئے۔ وہاں سے وہ ذوالحاجب کے لشکر میں پہنچے اور ایک دوسرے آدمی کے خیمے میں گھس کر اس کے گھوڑے کو کھول لیا' پھر جالینوس کے لشکر میں پہنچے وہاں بھی ایک اور شخص کے خیمے میں گھس گئے اور اس کے گھوڑے کو کھول کر لے گئے۔ پھر وہ خرارہ کے مقام پر آئے۔ جو سپاہی نجف میں تھا' وہ نکلا اور جو ذوالحاجب کے لشکر میں تھا وہ بھی نکلا' ان کے پیچھے وہ شخص بھی تعاقب میں روانہ ہوا جو جالینوس کے لشکر میں تھا۔ سب سے پہلے جالینوس کا سپاہی ان کے پاس پہنچا پھر ذوالحاجب کا سپاہی اور آخر میں نجفی سپاہی آیا۔ حضرت طلیحہؓ نے پہلے دونوں سپاہیوں کو ٹھکانے لگایا اور آخری سپاہی کو قید کر لیا اور اسے حضرت سعدؓ کے پاس لے آئے۔ اس نے تمام خبریں بتائیں اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا اور تمام جنگوں (مغازی) میں ان کے ساتھ شریک رہا۔

عجمی افراد کی امداد:

السری ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو فارس بھیجا تھا تو ان سے عہد لیا کہ جب وہ وہاں کسی چشمے کے پاس کسی طاقت ور اور بہادر سردار کے پاس سے گذریں تو روانہ کر دیا کریں اگر نہ جاسکیں تو اسے اپنے لیے انتخاب کر لیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم سے وہ بارہ ہزار جنگجو سپاہیوں کے ساتھ قادسیہ آئے وہاں بعض لوگوں نے ان کی مدد کی' ان میں سے بعض جنگ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے اور بعض جنگ کے بعد اسلام لائے۔ ان لوگوں کو مال غنیمت میں شریک کر لیا گیا تھا اور اہل قادسیہ کے وظائف کے برابر ان کے لیے بھی دو دو ہزار وظیفہ مقرر ہوا' انہوں نے عرب کے سب سے زیادہ طاقت ور قبیلہ کو معلوم کرنے کے بعد تمیم کے قبیلہ سے دوستانہ تعلقات قائم کر لیے تھے۔

خبر رساں افراد:

جب رستم قریب آیا اور نجف کے مقام پر فروکش ہوا تو حضرت سعدؓ نے خبر رساں افراد کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ کسی آدمی سے مل کر اہل فارس کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ یہ خبر رساں گروہ کچھ اختلاف کے بعد روانہ ہوا' جب کہ معزز سردار اس بات پر متفق ہو گئے تھے۔ کہ یہ جماعت ایک سے لے کر دس تک ہونی چاہیے۔ اس کے مطابق حضرت سعدؓ نے طلیحہ کو پانچ افراد کے ساتھ بھیجا اور عمرو بن معدی کرب کو بھی پانچ افراد کے ساتھ بھیجا۔ ان کی روانگی اس وقت ہوئی جب کہ رستم نے جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا تھا اور مسلمانوں کو نجف سے ان کے روانہ ہونے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ وہ بھی چند میل چلے تھے کہ انہوں نے ان کے اسلحہ خانے اور دیگر ساز و سامان کو دیکھا اس پر کچھ لوگوں نے کہا' تم اپنے امیر کے پاس واپس چلے جاؤ کیونکہ انہوں نے تم کو اس وقت روانہ کیا تھا جب کہ ان کا گمان یہ تھا کہ دشمن نجف میں ہے لہٰذا اب تم امیر کو اس بات کی اطلاع دو۔ کچھ لوگوں نے کہا ''واپس نہ جاؤ اور اپنے دشمن سے نہ ڈرو''۔

عمرو اور طلیحہ:

عمرو نے اپنے ساتھیوں سے کہا ''تم سچ کہتے ہو' طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم جھوٹ بولتے ہو' تمہیں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہے کہ تم کوچ کی خبر دو تمہیں صرف نیک کام کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے''۔ وہ بولے ''آپ کیا چاہتے ہیں'' وہ بولے ''میں چاہتا

ہوں کہ میں دشمن کے مقابلے میں خطرہ مول لوں یا مارا جاؤں'' وہ کہنے لگے ''تمہارے دل میں غداری ہے۔ عکاشہ بن محصن کے قتل کے بعد تم فلاح نہیں پاؤ گے۔ تم ہمارے ساتھ واپس آ جاؤ''۔ طلیحہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ اس عرصے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے کوچ کی خبر ملی تو انہوں نے قیس بن ہبیرہ الاسدی کو ایک سو افراد پر سردار بنا کر بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر انہیں مسلمانوں کا دستہ مل جائے تو وہ ان کے سردار بھی مقرر کیے گئے ہیں وہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جب کہ وہ روانہ ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمرو نے قیس کو دیکھا تو وہ کہنے لگے' ان کے سامنے جرأت کا اظہار کرو اور بتاؤ کہ وہ غارت گری کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ انہیں لوٹا کر لے آئے مگر طلیحہ جا چکے تھے۔ ان مسلمانوں نے واپس آ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا کہ دشمن قریب آ گیا ہے۔

دشمن کے کیمپ میں:

حضرت طلیحہ آگے بڑھ کر رستم کے لشکر کے اندر پہنچ گئے اور رات بھر وہاں گھومتے رہے اور دشمن کو تاڑتے رہے جب رات گزر گئی تو اپنے اندازے کے مطابق لشکر کے ایک بہترین سپاہی کے پاس آئے وہاں انہوں نے اس کا گھوڑا دیکھا جو دشمن کے گھوڑوں میں بے نظیر تھا اور اس کا سفید خیمہ بھی بے مثال تھا۔ لہٰذا انہوں نے تلوار نکال کر گھوڑے کی باگ کاٹ کر اسے اپنے گھوڑے کی باگ کے ساتھ باندھ لیا۔ اور اپنے گھوڑے کو حرکت دے کر دوڑا کر لے گئے وہ آدمی اور دوسرے لوگ انہیں دیکھ کر چیخ و پکار کرنے لگے اور ان کے تعاقب میں آسان اور دشوار گزار راستوں پر اپنے گھوڑے دوڑائے' بعض بغیر زین کے سوار ہو کر جلدی سے ان کے تعاقب میں نکلے۔

ایرانی شہسواروں سے مقابلہ:

اتنے میں صبح ہو گئی اور دشمن کا ایک شہسوار ان کے پاس پہنچ گیا تھا۔ جب وہ سامنے آیا اور حملہ کرنے کے لیے نیزہ اٹھایا ہی تھا کہ حضرت طلیحہ نے اس کے گھوڑے کو بدکا دیا اور وہ ایرانی ان کے سامنے گر پڑا' اس وقت طلیحہ نے حملہ کر کے اس کی پشت نیزے سے توڑ دی۔ اتنے میں دوسرا بھی پہنچ گیا آپ نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل کیا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا۔ پھر تیسرا آدمی بھی پہنچ گیا۔ جب اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جو اس کے چچازاد بھائی تھے' مقتول دیکھا تو اس کا غیظ و غضب بڑھ گیا۔ جب وہ حضرت طلیحہ کے پاس پہنچا اور نیزہ مارنا چاہتا تھا کہ اتنے میں حضرت طلیحہؓ نے اس کے گھوڑے کو گرا دیا۔ اور وہ بھی ان کے سامنے گر گیا۔ حضرت طلیحہؓ نے اس پر حملہ کرتے ہوئے اسے گرفتار ہونے کی دعوت دی جب ایرانی کو یہ یقین ہو گیا کہ آپ اسے قتل کر دیں گے تو اس نے اسیری قبول کر لی۔ حضرت طلیحہ نے اسے ساتھ دوڑنے کا حکم دیا اتنے میں بہت سے لوگ وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ لشکر کے دو شہسوار مارے گئے ہیں اور تیسرا گرفتار ہے۔

تن تنہا مقابلہ:

اس وقت حضرت طلیحہؓ ان کے لشکر کے قریب پہنچ گئے تھے مگر وہ سب پیچھے ہٹ گئے اور جب ان کا لشکر منظم ہو رہا تھا تو طلیحہ انہیں ڈراتے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔ تمام سپاہیوں نے ان کو نکلنے کا راستے دے دیا اور وہ حضرت سعدؓ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت سعدؓ نے انہیں دیکھ کر پوچھا ''کیا خبر لائے ہو؟''۔

وہ بولے ''میں ان کے جنگی خیموں کے اندر پہنچ گیا تھا اور وہاں رات بھر گھومتا رہا۔ اور اپنے اندازے اور کوشش کے مطابق

ان کے بہترین آدمی کو پکڑ کر لایا ہوں مجھے یقین کے ساتھ نہیں معلوم ہے کہ آیا میں نے صحیح کام کیا ہے یا غلط کام کیا ہے؟ یہ آدمی موجود ہے آپ اس سے دریافت فرمایئے۔

ایرانی شہسوار کی گواہی:

حضرت سعدؓ نے اپنے اور اس ایرانی کے درمیان ایک ترجمان کو بٹھایا وہ ایرانی بولا ''اگر میں سچ بات کہوں تو کیا آپ میری جان بخشی فرمائیں گے؟'' آپ نے فرمایا ہاں! جنگ میں سچ بولنا ہمارے نزدیک جھوٹ بولنے سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

وہ ایرانی بولا ''میں اپنی معلومات بتانے سے پیشتر آپ کے اس ساتھی کے بارے میں آپ کو مطلع کروں گا۔ میں بہت سی جنگوں میں شریک ہوا ہوں اور ان میں دادِ شجاعت دی ہے میں نے بہت سے بہادر انسانوں کے حالات بھی سنے ہیں اور بچپن کے زمانے سے لے کر موجودہ زمانے تک بہت سے بہادر انسانوں سے ملاقات بھی کی ہے مگر میں نے کبھی نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے کہ کوئی شخص ایسے دولشکروں میں سے گذرا ہو جہاں سے گزرنے کی بڑے بڑے سورما بھی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ وہاں ستر ہزار سپاہی موجود تھے اور ہر ایک کی خدمت پر پانچ اور دس افراد مامور تھے۔

طلیحہ کی تعریف:

یہ شخص وہاں داخل ہو کر خالی نہیں نکلا' بلکہ اس نے لشکر کے شہسوار کا سامان چھینا اور خیمے کی طنابوں کو توڑ ڈالا ہم نے اس کا تعاقب کیا۔ جب پہلا سوار اس کے پاس پہنچا جو ہزار سواروں کے برابر تھا تو اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد اس جیسا دوسرا سوار مقابلے کے لیے آیا تو اسے بھی اس نے قتل کر دیا اس کے بعد میں خود اس کے مقابلے کے لیے پہنچا اور اپنے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ شاید ہی میرے برابر کوئی شہسوار اب باقی رہ گیا ہو' میں ان دونوں مقتولوں کا انتقام لینا چاہتا تھا کیونکہ وہ دونوں میرے چچا زاد بھائی تھے۔ مگر مجھے موت نظر آئی۔ اس لیے میں نے گرفتاری اور اسیری کو قبول کیا''۔ اس کے بعد اس نے اہل فارس کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں کہ ان کا لشکر ایک لاکھ بیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اتنے ہی ان کے خدام و اتباع ہیں۔

بعد ازاں یہ شخص مسلمان ہو گیا۔ حضرت سعدؓ نے اس کا نام مسلم رکھا وہ حضرت طلیحہ کے ساتھ رہنے لگا۔ اس کا قول تھا۔

'' خدا کی قسم! تم کبھی شکست خوردہ نہیں ہو گے جب تک تم وفاداری' سچائی' اصلاح اور غم خواری و ہمدردی کے اوصاف پر قائم رہو گے۔ اب مجھے اہل فارس کے ساتھ رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے''۔

اس شخص نے بھی اس زمانے میں دادِ شجاعت دی۔

خبر رسانی کی مہم:

السری نے موسیٰ بن طریف کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کیا: '' حضرت سعدؓ نے قیس بن ہبیرہ الاسدی نے فرمایا۔ اے دانشور باہر جاؤ اور اس وقت تک دنیا کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ دو جب تک کہ تم مجھے دشمن کے بارے میں معلومات فراہم نہ کرو''۔

لہٰذا وہ روانہ ہوئے اور انھوں نے عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ کو روانہ کیا۔ جب وہ پل کے سامنے آئے اور تھوڑا ہی چلے تھے کہ انہیں سامنے ایک بہت بڑا لشکر نظر آیا جو اپنے مقام سے روانہ ہو رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ رستم نے نجف سے کوچ کیا ہے۔ اور وہ ذوالحاجب کے مقام پر فردکش ہے۔ جب جالینوس نے کوچ کیا تو ذوالحاجب اس کے مقام پر پہنچ گیا۔ جالینوس طیرناباد کی طرف روانہ ہوا اور وہاں مقیم ہوا۔ اس نے سواروں کا دستہ آگے روانہ کیا تھا۔

ابتدائی فتح:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عمرو اور طلیحہ کو اس لیے روانہ کیا تھا کہ انھیں عمرو کی ایک بات کی اطلاع ملی تھی۔ انھوں نے قیس بن ہبیرہ کو اس سے پہلے یہ کہا تھا ''اے مسلمانو: اپنے دشمن سے جنگ کرو''۔ چنانچہ جنگ چھڑ گئی اور تھوڑی دیر کے لئے ان کو بھگا دیا گیا۔ بعد ازاں قیس نے ان پر حملہ کیا اور انھیں شکست ہوگئی۔ ان کے بارہ افراد مارے گئے اور تین آدمی گرفتار ہوئے اور بہت سامان حاصل ہوا۔ یہ مال غنیمت لے کر وہ حضرت سعد کے پاس پہنچے اور انھیں تمام حال بتایا۔

آپ نے فرمایا: ''یہ خوش خبری ہے۔ انشاء اللہ جب تم ان کے عظیم لشکر سے مقابلہ کرو گے۔ تو ان کا حال ایسا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے عمرو اور طلیحہ کو بلوایا اور فرمایا ''تم نے قیس کو کیسا پایا؟''۔

عمرو نے جواب دیا: ''امیر ہم سے زیادہ لوگوں سے واقف ہیں''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''خداوند تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی بدولت زندگی بخشی اور جو قلوب مردہ ہو چکے تھے۔ انھیں زندہ کیا۔ میں تمہیں خبر دار کرتا ہوں کہ تم جاہلیت کے کاموں کو اسلامی کاموں پر ترجیح نہ دو' ورنہ تمہارے دل مردہ ہو جائیں گے اور تم زندہ رہو گے۔ تم ہمارے احکام کو توجہ سے سنو اور ان کی اطاعت کرو اور لوگوں کے حقوق کا اعتراف کرو کیونکہ لوگوں نے ایسی قومیں دیگر اقوام کے مانند نہیں دیکھی ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی ہو''۔

رستم کی پیش قدمی:

محمد و طلحہ' عمرو اور آباؤ نیز مجالد و سعید بن المرزبان متفقہ طور پر روایت کرتے ہیں۔ جب رستم سلیحین کے مقام پر فروکش ہوا تو اس نے دوسرے دن جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جالینوس نے کوچ کر کے زہرہ کے سامنے پل کے قریب قیام کیا۔ ذوالحاجب عسیز ناد میں اس کے مقام پر فروکش ہوا۔ رستم خرارہ کے مقام پر ذوالحاجب کے مقام پر فروکش ہوا۔ پھر اس نے ذوالحاجب کو آگے روانہ کیا۔ جب وہ عتیق کے مقام پر پہنچ گیا تو اس نے بائیں طرف رخ کیا۔ جب وہ قدلیس کے قریب پہنچا تو اس نے خندق کھودی۔ جالینوس نے بھی کوچ کیا اور وہ وہاں فروکش ہوا۔

اسلامی لشکر کے سردار:

حضرت سعدؓ کے اگلے لشکر کے سردار زہرہ بن الحویہ تھے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر عبداللہ بن المعتم اور شرحبیل بن السمط الکندی تھے۔ ایک دوسرے لشکر کے سردار عاصم بن عمرو تھے' تیرانداز اور پیادہ فوج کے الگ الگ سردار مقرر تھے اور خبر رساں دستے پر سواد بن مالک مقرر تھے۔

رستم کی صف آرائی:

رستم کی فوج کے اگلے حصے پر جالینوس کو سردار مقرر کیا گیا تھا' اور اس کے دونوں پہلوؤں کے لشکر پر ہرمزان اور مہران مقرر تھے۔ مجردہ پر ذوالحاجب تھا اور خبر رساں دستے پر بیزران مقرر تھا اور پیدل فوج پر زاذ بن بہیش مقرر تھا۔

ایرانی لشکر کی آمد:

جب رستم عتیق کے مقام پر پہنچا تو اس نے حضرت سعدؓ کے لشکر کے سامنے پڑاؤ ڈالا اور سپاہیوں کو اتارنا شروع کیا چنانچہ لوگ آتے رہے اور اترتے رہے یہاں تک کہ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ان کے اتارنے میں شام ہوگئی اس لئے انھوں نے رات وہیں گذاری مسلمانوں نے ان کی کوئی مزاحمت نہیں کی۔

برے خواب:

سعید بن المرزبان بیان کرتے ہیں۔ جب رستم کا لشکر صبح کے وقت اٹھا تو رستم کا نجومی اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے اس نے وہ خواب بیان کیا جو رات کے وقت اس نے دیکھا تھا۔ اس نے کہا ''میں نے آسمان میں ایک ڈول دیکھا جس کا پانی انڈیل دیا گیا ہے۔ میں نے مچھلی دیکھی جو پایاب پانی میں تڑپ رہی ہے' میں نے شتر مرغ دیکھے اور پھول (زہرہ) دیکھا جو کھل رہا ہے''۔

رستم بولا: ''کیا تم نے یہ خواب کسی اور کو بتایا؟'' وہ بولا ''نہیں'' اس پر رستم نے کہا ''تم اسے پوشیدہ رکھو''۔

شعبی بیان کرتے ہیں ''رستم نجومی تھا وہ خواب دیکھتا تھا اس پر وہ رویا کرتا تھا۔ جب وہ کوفہ کے قریب پہنچا تو اس نے یہ خواب دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ ایک بادشاہ تھا جس نے ان کے ہتھیاروں پر مہر لگادی اور انہیں باندھ کر حضرت عمرؓ کے حوالے کر دیا۔

دشمن کے ہاتھیوں کی تعداد:

قیس بن ابی حازم جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس اٹھارہ ہاتھی تھے اور جالینوس کے پاس پندرہ ہاتھی تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ رستم کے پاس جنگ قادسیہ میں تیس ہاتھی تھے۔

سعید بن المرزبان ایک دوسرے آدمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے ان میں سابور کا ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس سے تمام ہاتھی مانوس تھے اور وہ سب سے بڑا اور پرانا تھا۔ رفیل بیان کرتے ہیں کہ رستم کے پاس تینتیس ہاتھی تھے۔ اس کے مرکز (قلب) میں اٹھارہ ہاتھی تھے اور دونوں پہلوؤں میں پندرہ ہاتھی تھے۔

گفت وشنید کا پیغام:

مجالد' سعید' طلحہ اور عمرو زیاد بیان کرتے ہیں ''جب رستم عتیق میں رات گذارنے کے بعد صبح کے وقت اٹھا تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے مسلمانوں کے لشکر کے طرف نگاہ دوڑائی۔ پھر پل کی طرف چڑھا' وہاں لوگ جمع تھے۔ وہ پل کے قریب کھڑا ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف ایک آدمی بھیجا تاکہ وہ رستم کا یہ پیغام انہیں پہنچائے کہ رستم یہ کہتا ہے۔ ''ہمارے پاس ایک آدمی بھیجو جس سے ہم گفتگو کریں۔ اور وہ بھی ہم سے بات چیت کرے''۔ زہرہ نے حضرت سعد کو اس کا پیغام پہنچایا۔

حضرت سعدؓ نے ان کی طرف مغیرہ بن شعبہ کو روانہ کیا۔ ان کو جالینوس کی طرف زہرہ نے پہنچایا اور جالینوس نے انھیں رستم تک پہنچایا۔

مصالحت کی کوشش:

رفیل بیان کرتے ہیں ''جب رستم' عتیق کے قریب فروکش ہوا تو وہ رات وہیں گذاری' صبح کے وقت اس نے اس علاقے کا

معائنہ شروع کیا۔ وہ عتیق سے خفان تک چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اسلامی لشکر کے موڑ تک پہنچ گیا پھر وہ اوپر چڑھ کر پل تک پہنچ گیا اور دشمن کے لشکر کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر وہ ایسی جگہ آیا جہاں سے وہ انہیں اچھی طرح دیکھ سکے۔ جب وہ پل پر کھڑا تھا تو اس نے زہرہ کو پیغام بھیجا۔ زہرہ رستم کے پاس آ گئے۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ مسلمانوں سے صلح کر لے۔ رستم نے زہرہ کو انعام کی پیش کش بھی کی بشرطیکہ مسلمان وہاں سے چلے جائیں۔ وہ یہ کہتا تھا: ''تم ہمارے پڑوسی ہو۔ تمہاری ایک جماعت ہمارے ماتحت تھی۔ ہم نے ان کے ساتھ اچھے پڑوسی کا حق ادا کیا۔ ہم ان کی تکالیف دور کرتے تھے اور ان کے لیے بہت سی سہولتیں فراہم کرتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے۔ ہم ان کے بدوؤں کو اپنی چراگاہوں میں مویشی چرانے کی اجازت دیتے تھے اور اپنے ملک سے ان کے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور انھیں ہم اپنے ملک کی کسی چیز کی تجارت کرنے سے نہیں روکتے تھے چنانچہ یہ ان کا ذریعہ معاش بن گئی تھی''۔

رستم عربوں پر اپنے احسانات جتا کر مصالحت کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور دل میں وہ صلح چاہتا تھا مگر کھلم کھلا اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

حضرت زہرہ کا جواب:

حضرت زہرہؓ نے جواب دیا ''آپ سچ کہتے ہیں آپ جیسا ذکر کر رہے ہیں ایسا ہوا مگر ہمارا معاملہ ان لوگوں کے معاملے سے بالکل مختلف ہے اور ہمارا مطالبہ ان کے مطالبہ سے بالکل الگ ہے۔ ہم آپ کے پاس طلب دنیا کے لیے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ہمارا مقصد آخرت ہے۔ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو آپ لوگوں کے پاس آ کر آپ کی اطاعت کرتے تھے اور آپ لوگوں کے سامنے گڑگڑا کر کچھ چیزیں طلب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جنہوں نے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف بلایا ہم نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا: ''میں نے اس اسلامی طائفہ کو ان لوگوں پر غالب کر دیا ہے جو میرے دین کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ میں ان مسلمانوں کے ذریعے ان کافروں سے انتقام لوں گا اور جب تک وہ مسلمان دین حق پر قائم رہیں گے' اس وقت تک میں انہیں غالب رکھوں گا۔ لہٰذا جو دین حق سے الگ ہو گا وہ ذلیل وخوار ہو گا اور جو اس کی پابندی کرے گا وہ عزت حاصل کرے گا۔'' رستم نے دریافت کیا وہ کیسا مذہب ہے؟''۔

اسلامی تعلیمات:

وہ بولے ''اس مذہب کا سب سے بڑا ستون' جس پر اس مذہب کا دارومدار ہے' وہ یہ ہے کہ اس بات کی شہادت دی جائے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ جو احکام اللہ کی طرف سے لائے ہیں' انہیں تسلیم کیا جائے''۔

رستم بولا: ''یہ چیز کتنی اچھی ہے اس کے علاوہ اور کیا باتیں ہیں؟''۔

حضرت زہرہ بولے: ''اس مذہب کا ایک مقصد یہ ہے کہ بندے اپنے جیسے بندوں کی عبادت نہ کریں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں''۔

وہ بولا: ''یہ بھی نہایت عمدہ اصول ہے اس کے علاوہ اور کیا ہے؟''۔

وہ بولے: (اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ) ''تمام انسان فرزندان آدم وحوا ہیں۔ وہ حقیقی بھائی ہیں''۔ وہ بولا ''یہ بات بھی کتنی اچھی ہے''۔

اسلام کی طرف میلان:

اس کے بعد رستم بولا: ''اگر میں ان باتوں کو تسلیم کرلوں اور تمہاری دعوت قبول کرلوں اور میری قوم بھی میرا ساتھ دے۔ پھر تم کیا کرو گے؟ کیا تم واپس چلے جاؤ گے؟''۔

وہ بولے: ''ہاں! خدا کی قسم پھر تمہارے ملک میں تجارت یا کسی ضرورت کے بغیر ہم قدم نہیں رکھیں گے''۔

رستم بولا: ''تم سچ کہتے ہو مگر جب سے اردشیر حاکم ہوا۔ اہل فارس کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ کسی کو اپنے مذہب سے نکلنے نہیں دیتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے طریقے سے نکل جائے تو وہ یہ کہتے ہیں۔ ''یہ صحیح راستے سے ہٹ گیا ہے اور شریفوں سے دشمنی کرنے لگا ہے''۔

زہرہ بولے: ''ہم تمام لوگوں کے لیے بہترین انسان ہیں اور جیسا تم کہتے ہیں' ویسے نہیں ہیں ہم صرف اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کرے' وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے''۔

اس کے بعد رستم لوٹ گیا۔ اس نے فارس کے بڑے آدمیوں کو بلوایا اور ان سے اس بارے میں گفتگو کی' انہوں نے ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کیا تو رستم نے کہا ''اللہ تمہیں دور کرے اور ذلیل وخوار کرے''۔

جب رستم واپس آیا تو میں زہرہ کے پاس گیا اور (واقعہ کا راوی رفیل) اسلام لے آیا اور ان کا مددگار رہا' چنانچہ میرے لیے بھی اہل قادسیہ کے برابر وظیفہ مقرر ہوا۔

مدبرین اسلام کے نام پیغام:

حضرت سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ' بسر بن ربی اہم عرفجہ بن ہرثمہ' حذیفہ بن محصن' ربعی بن عامر' قرفہ بن زاہد التیمی' ثم ابوائلی' مذعور بن عدی العجلی' مضارب بن یزید العجلی' معید بن مرہ العجلی کے نام جو عرب کے مدبرین تھے۔ یہ پیغام بھیجا۔

میں تمہیں اہل فارس کے پاس بھیجنے والا ہوں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟''۔

ان سب نے یہ جواب دیا: ''ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے اور اگر کوئی ایسا معاملہ درپیش ہوا جس کے بارے میں آپ کی کوئی ہدایت نہ ہو' تو اس پر ہم غور کریں گے اور جو مسلمانوں کے لیے زیادہ مناسب اور مفید طریقہ ہوگا' اس کے مطابق ہم ان سے گفتگو کریں گے''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا: ''دانشمندوں کا طریقہ یہی ہوتا ہے۔ اب تم جاؤ اور تیار ہو جاؤ'' ربعی بن عامر بولے: ''ان عجمیوں کے خاص آداب ورسوم ہیں۔ جب ہم ان کے پاس اکٹھے ہو کر جائیں گے تو وہ یہ خیال کریں گے کہ ہم انہیں اہمیت دیتے ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے پاس صرف ایک آدمی بھیجیں''۔ دوسرے لوگوں نے بھی ان کی تائید کی۔

مسلمانوں کا قاصد:

ربعی نے کہا ''تم مجھے بھیجو'' لہٰذا انھیں بھیجا گیا۔ ربعی رستم کے پاس جانے کے لیے اس کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔ پل پر جو لوگ موجود تھے' انہوں نے اسے روک لیا اور رستم کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ رستم نے اہل فارس کے بڑے لوگوں سے مشورہ کیا اور پوچھا ''کیا ہم تعظیم کریں' یا اس سے حقارت آمیز سلوک کریں'' ان کے سرداروں نے باتفاق رائے تحقیر کا مشورہ دیا۔ چنانچہ

انہوں نے قالین اور عمدہ فرش بچھائے' گدوں اور تکیوں سے خیمے کو آراستہ کیا اور (زیب و زینت کی) کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا اور اس پر قالین بچھائے گئے اور اسے سنہری تکیوں سے آراستہ کیا گیا۔

اسلامی قاصد کی حالت:

حضرت ربعی ایک پست قد گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ان کے ساتھ ایک تلوار پھٹے پرانے کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی اور ان کا نیزہ گائے کی کھال کے چمڑے سے بندھا ہوا تھا اور تیر کمان ان کے پاس تھی۔ جب وہ بادشاہ (رستم) کے قریب فرش پر پہنچے تو ان سے کہا گیا ''اترو'' تو وہ اپنے گھوڑے کو فرش کے اوپر سے آگے لے گئے اور قریب پہنچ کر وہاں سے اترے اور دو تکیوں کو پھاڑ کر گھوڑے کو ان سے باندھا اور وہیں لا کھڑا کیا۔ اس موقع پر کسی کو منع کرنے کی جرأت نہیں ہوئی' مگر حقارت کی نظر سے دیکھتے رہے انہیں ان لوگوں کا یہ رویہ معلوم ہو گیا تھا پھر وہ لوگ کہنے لگے'' آپ اپنے ہتھیار رکھ دیجیے''۔

وہ بولے'' میں خود نہیں آیا ہوں کہ تمہارے حکم سے ہتھیار رکھ دوں۔ تم نے مجھے بلایا ہے اگر تم نہیں چاہتے ہو کہ اپنی مرضی کے مطابق آؤں' تو میں لوٹ جاؤں گا''۔

انہوں نے رستم کو اس بات سے مطلع کیا تو اس نے کہا'' اس صورت میں تم اس کو اجازت دے دو' وہ صرف ایک آدمی ہے''۔ لہٰذا حضرت ربعی نیزہ کا سہارا لیتے ہوئے اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے ہوئے اس طرح آئے کہ وہ نیزے کی نوک سے قالین اور فرش کو پھاڑ رہے تھے' اور قالین اور فرش کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو خراب اور شکستہ نہ ہوا ہو۔

جب وہ رستم کے قریب آئے تو محافظوں نے انھیں گھیر لیا۔ وہ زمین پر بیٹھ گئے اور اپنا نیزہ فرش پر گاڑ دیا۔ جب لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے'' ہم تمہاری اس زیب و زینت کی چیزوں پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے ہیں''۔

آمد کا مقصد:

پھر رستم نے ان سے بات چیت شروع کی اور پوچھا'' تم کیوں آئے ہو؟'' وہ بولے'' اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اور وہی ہمیں لایا ہے تا کہ ہم جس کو چاہیں' بندوں کی عبادت کرنے سے نکال کر' اس سے خدا کی عبادت کرائیں' اور اسے دنیا کے تنگ دائرہ سے نکال کر اس کی وسعتوں میں اس کو پہنچائیں اور دیگر مذاہب کے ظلم و ستم سے بچا کر اسلام کے عدل و انصاف کے سامنے لائیں۔ اس نے ہمیں دین عطا کیا ہے تا کہ ہم مخلوق کو اس کے دین کی طرف بلائیں۔ جس نے اس دین کی دعوت کو تسلیم کر لیا' ہم بھی اس سے رضا مند ہو کر لوٹ جائیں گے اور اسے چھوڑ دیں گے اور اس کا ملک بھی اسے بخش دیں گے۔ اور جو انکار کرے گا تو ہم اس کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا کا وعدہ پورا ہو''۔ وہ بولا'' خدا کا وعدہ کیا ہے؟''۔

ربعی نے جواب دیا: ''اگر کوئی کافروں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور جو زندہ رہے گا تو اس کے لیے فتح و کامرانی ہے''۔

تین دن کی مہلت:

رستم نے کہا'' میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے۔ کیا تم اس کام کو ملتوی کر سکتے ہو' تا کہ تم غور کر لو اور ہم بھی غور کریں''۔ انہوں نے کہا ہاں کیا ایک دن یا دو دن کی ہم مہلت دیں۔ وہ بولا' نہیں بلکہ ہم اپنے اہل رائے اور اپنی قوم کے سرداروں سے خط و کتابت کریں

گے۔ ربعی نے کہا: ''ہمارے رسول کریم ﷺ نے جو طریقہ مقرر کیا ہے اور ہمارے رہنماؤں نے جس پر عمل کیا ہے' وہ یہ ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو اپنے اوپر مسلط نہ کریں۔ اور مقابلے کے وقت تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیں لہٰذا ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں اس عرصے میں آپ اپنے بارے میں اور اپنی قوم کے بارے میں غور کر لیں۔

ایک چیز کا انتخاب:

اس اثناء میں آپ تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کر لیں:

❶ آپ اسلام قبول کر لیں۔ اس صورت میں ہم آپ کو چھوڑ دیں گے اور آپ کے ملک پر قبضہ نہیں کریں گے۔

❷ یا جزیہ دیں جسے ہم قبول کر لیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے اور اگر آپ کو ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت نہیں ہوگی تو آپ لوگوں کو ہم اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیں گے اور جب کبھی آپ لوگوں کو ہماری امداد و حفاظت کی ضرورت ہوگی ہم آپ کی امداد کریں گے۔

❸ یا (اگر آپ کی قوم کو یہ دونوں صورتیں منظور نہ ہوں) تو چوتھے دن آپ کے ساتھ جنگ ہوگی درمیانی عرصے میں ہم خود لڑائی کا آغاز نہیں کریں گے' مگر اس صورت میں جب کہ آپ لوگ لڑائی کا آغاز کریں (تو ہم بھی جنگ کریں گے) میں اپنے ساتھیوں اور تمام فوج کی طرف سے اپنے اس قول کی پابندی کرانے کا ذمہ دار بنوں گا''۔

مسلمانوں کی خصوصیات:

رستم بولا ''کیا آپ ان کے سردار ہیں'' وہ بولے ''نہیں تاہم تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ایک دوسرے کے اعضاء ہیں۔ ایک ادنیٰ مسلمان اپنے اعلیٰ افسر کی طرف سے کسی کو پناہ دے سکتا ہے''۔

یہ بات سن کر رستم اہل فارس کے سرداروں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''تم کیا سن رہے ہو؟ کیا تم نے اس شخص کی گفتگو سے زیادہ واضح اور بے لاگ کلام سنا؟'' وہ بولے ''خدا نہ کرے کہ تم اس شخص کی کسی بات کی طرف متوجہ ہو کر اپنے دین سے پھر جاؤ۔ کیا آپ اس کا لباس نہیں دیکھ رہے ہیں؟''۔

وہ بولا: ''تم پر افسوس ہے۔ تم اس کا لباس نہ دیکھو بلکہ اس کی رائے' کلام اور سیرت پر غور کرو' اہل عرب لباس اور کھانے پینے کی چیزوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ وہ اپنی عزت اور آبرو کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ان کا لباس تمہارے لباس جیسا نہیں ہے اور نہ وہ ان چیزوں کی رغبت رکھتے ہیں تم ان کے ہتھیاروں کو دیکھو''۔ ربعی بولے:

ربعی کی بہادری:

''کیا تم مجھے اپنے ہتھیار دکھاؤ گے یا میں دکھاؤں''۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے پھٹے پرانے کپڑے میں سے تلوار نکالی جو آگ کے شعلے کی مانند تھی۔ اہل فارس کہنے لگے ''اسے نیام میں رکھ لو''۔

پھر انہوں نے اہل فارس کی ڈھال پر تیر چلایا اور انہوں نے ربعی کی چمڑے کی معمولی ڈھال پر تیر اندازی کی تو ایرانیوں کی ڈھال میں شگاف ہو گیا اور ربعی کی ڈھال صحیح سالم رہی' اس پر انہوں نے کہا ''اے اہل فارس! تم کھانے پینے اور لباس کو بڑی اہمیت دیتے ہو مگر ہم ان چیزوں کو حقیر سمجھتے ہیں''۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے تاکہ اس مدت معینہ میں وہ غور و خوص کر سکیں۔

دوسرا قاصد:

دوسرے دن انہوں نے پیغام بھیجا کہ ''اس آدمی کو ہمارے پاس پھر بھیجو'' حضرت سعدؓ نے حضرت حذیفہ بن محصن کو بھیجا اور وہ بھی اسی لباس میں آئے۔ جب وہ فرش کے قریب پہنچے تو ان سے کہا گیا کہ وہ اتر جائیں وہ بولے ''میں تمہارے پاس اپنے کام کے لیے نہیں آیا ہوں۔ تم اپنے بادشاہ سے پوچھو۔ آیا اس نے اپنے کام کے لیے مجھے بلایا ہے یا میں اپنے کام کے لیے آیا ہوں۔ اگر وہ کہتا ہے کہ میں اپنے کام سے آیا ہوں تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایسی حالت میں تمہیں چھوڑ کر میں واپس چلا جاؤں گا اور اگر وہ یہ کہے کہ میں اس کی خواہش کے مطابق آیا ہوں تو میں اپنے طریقے کے مطابق آؤں گا''۔

رستم نے کہا ''اسے آنے دو'' چنانچہ وہ آئے اور کھڑے رہے۔ رستم نے کہا ''آپ اتر آئیں'' مگر جب انہوں نے اترنے سے انکار کیا تو رستم نے کہا: آپ کیوں آئے ہیں تمہارے کل کے ساتھی کیوں نہیں آئے؟ وہ بولے ''ہمارا امیر سختی اور نرمی دونوں حالتوں میں ہمارے ساتھ مساوات اور انصاف کے طریقے کو پسند کرتا ہے۔ اب میری باری ہے''۔ وہ بولا: ''آپ کیوں آئے ہیں؟''۔

حضرت حذیفہ کی گفتگو:

حضرت حذیفہ بولے: ''خدائے بزرگ و برتر نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ اس نے ہماری طرف اپنا دین و مذہب بھیجا اور ہمیں اپنی نشانیاں دکھائیں' ہم ان چیزوں سے ناواقف تھے اب ان سے واقف ہو گئے ہیں پھر اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم دوسرے لوگوں کو تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کی طرف بلائیں:

1. وہ اسلام قبول کریں اس صورت میں ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔
2. جزیہ ادا کریں۔ اس صورت میں اگر تمہیں ہماری حفاظت کی ضرورت ہوگی تو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔
3. یا جنگ کریں۔

رستم بولا: ''مصالحت بھی تو ہے'' وہ بولے ''ہاں کل سے تین دن تک کے لیے ہے''۔ چونکہ انہوں نے بھی کوئی نئی بات نہیں کہی تھی اس لیے انہیں واپس بھیج دیا۔

رستم کا خطاب:

بعدازاں رستم اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ''کیا تم وہ بات نہیں دیکھ رہے ہو جو میں مشاہدہ کر رہا ہوں'' کل ان کا پہلا قاصد آیا' وہ ہماری سرزمین پر غالب آ گیا اور جن چیزوں کو ہم اہمیت دیتے ہیں' اس نے ان باتوں کو حقیر سمجھا' اس نے ہمارے قالین پر اپنا گھوڑا لا کھڑا کیا اور وہاں اسے باندھا۔ لہٰذا وہ نیک شگون کے ساتھ ہماری زمین اور اس کی چیزوں کو لے گیا اور اس نے نہایت عقلمندی کا ثبوت دیا۔ آج یہ (قاصد) آیا' یہ ہمارے سامنے کھڑا رہا' اس نے بھی اچھا شگون اختیار کیا کہ وہ ہماری زمین پر ہمارے بغیر کھڑا تھا۔ ان باتوں سے اس نے اپنے ساتھیوں کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اسے ناراض اور غضب ناک کر دیا۔

تیسرا قاصد:

جب تیسرا دن آیا تو رستم نے پھر پیغام بھیجا کہ اس کے پاس کسی آدمی کو بھیجا جائے اس دفعہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا گیا۔

ابوعثمان النہدی کہتے ہیں۔ جب حضرت مغیرہؓ روانہ ہوئے تو پل کو عبور کرنے کے بعد جب وہ اہل فارس کے لشکر میں پہنچے تو انہوں نے انہیں روک لیا تاکہ رستم سے ان کی آمد کی اجازت لی جائے۔ جب مغیرہؓ وہاں پہنچے تو تمام اہل فارس اپنے شاندار لباس میں تھے وہ سنہری تار کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان کے سروں پر تاج تھے اور بہت دور تک انہوں نے قالین اور فرش بچھائے ہوئے تھے تاکہ آنے والا دور تک پیدل چل کر جائے۔

جب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ آئے تو وہ رستم کے تخت پر اس کی مسند کے پاس بیٹھ گئے۔لوگ ان کی طرف لپکے اور انہیں تخت سے اتار دیا' وہ بولے:

امیر و غریب کا امتیاز:

''ہمیں تمہاری عقلمندی کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں مگر میں تم سے زیادہ بے وقوف قوم نہیں دیکھتا ہوں۔ہم اہل عرب مساوی درجہ رکھتے ہیں' ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو غلام بنائے ہوئے نہیں ہے۔بجز اس صورت کے کہ وہ کسی سے جنگ کرے۔لہٰذا میرا خیال تھا کہ تم لوگوں میں بھی قومی ہمدردی ویسی ہی ہے جیسی ہمارے اندر ہے مگر تم نے عملی طور پر بہترین انداز سے مجھے مطلع کر دیا ہے کہ تم میں سے کچھ افراد دوسرے لوگوں کے دیوتا ہیں۔تمہارا یہ طریقہ کبھی درست نہیں رہ سکتا ہے' ہم ایسا نہیں کرتے ہیں۔میں خود نہیں آیا ہوں۔بلکہ تم نے مجھے آج بلایا ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری حکومت کمزور ہوگئی ہے اور تم ہار جاؤ گے کیونکہ کوئی ملک ان عادات و خصائل کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا''۔

ایرانی عوام یہ بات سن کر بولے'' خدا کی قسم! یہ عربی باشندہ سچ بولتا ہے'' زمیندار طبقہ کہنے لگا:'' خدا کی قسم! اس نے ایسی بات کہی ہے کہ ہمارے غلام ہمیشہ اس کی طرف مائل رہیں گے' اللہ ہمارے بزرگوں کو غارت کرے' وہ کتنے احمق تھے کہ وہ عرب قوم کو ہمیشہ حقیر اور کمتر سمجھتے رہے''۔

رستم کا جواب:

اس پر رستم نے ان کی تقریر کے اثر کو زائل کرنے کے لیے ان سے ہنسی دل لگی شروع کر دی اور کہا:'' اے عرب باشندے! کبھی عوام ایسی باتیں کرتے ہیں جو ملک کے لیے مفید نہیں ہوتی ہیں۔ایسی صورت میں انہیں دور رکھا جاتا ہے تاکہ وہ نامناسب بات نہ کریں' بہرحال وفاداری اور حق پسندی کو پسند کیا جاتا ہے۔تمہارے پاس جو تکلے (تیر) ہیں وہ کیسے ہیں؟'' وہ بولے'' اگر چنگاریاں بڑی نہ ہوں تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے''۔ پھر انہوں نے ان لوگوں کو اپنی تیراندازی کے جوہر دکھائے۔اس کے بعد رستم بولا:

''تمہاری تلوار بوسیدہ کیوں ہے؟'' مغیرہؓ بولے'' اس کا غلاف بوسیدہ ہے مگر اس کی دھار بہت تیز ہے'' پھر انہوں نے اسے اپنی تلوار دکھائی۔اس کے بعد رستم کہنے لگا'' کیا تم پہلے گفتگو کرو گے یا میں گفتگو کا آغاز کروں''۔

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:'' آپ نے ہم کو بلا بھیجا ہے اس لیے آپ بولیں''۔

رستم کی تقریر:

لہٰذا دونوں کے درمیان ترجمان مقرر کیا گیا اور رستم نے گفتگو کا آغاز کیا۔اس نے اپنی قوم کی تعریف کی۔اس کے بعد ان کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا:

ہم تمام ممالک میں طاقتور اور دشمنوں پر غالب رہے' قوموں میں سر بلند رہے' کوئی بادشاہ ہماری جیسی عزت اور فتح و نصرت نہیں حاصل کر سکا۔ ہم ان پر ہمیشہ غالب رہتے تھے اور کوئی قوم ہم پر غالب نہیں آ سکی' مگر چند دنوں یا ایک دو مہینوں سے ہماری یہ حالت نہیں رہی ہے' جب خدا ہم سے انتقام لینے کے بعد ہم سے رضا مند ہوگا تو اس وقت ہماری شان و شوکت لوٹ آئے گی اور ہمارے دشمن کو مقابلے میں بدترین دن دیکھنا نصیب ہوگا۔

اے اہل عرب! ہمارے نزدیک تم سے زیادہ کوئی قوم حقیر و ذلیل نہ تھی۔ تم تنگ دست اور خستہ حال تھے' ہم تمہیں ناچیز سمجھتے تھے اور تم کسی شمار میں نہیں تھے۔ جب تمہارے ملک میں قحط اور خشک سالی ہوتی تھی تو تم ہمارے پاس فریاد لے کر آتے تھے اور ہم تمہیں کچھ کھجوریں اور جو کا غلہ دے کر لوٹا دیتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ملک کی تنگدستی نے تمہیں ان کاموں کی طرف آمادہ کیا ہے (اگر یہ حقیقت ہے تو) میں تمہارے امیر کو کپڑے' خچر اور ایک ہزار درہم دینے کا حکم صادر کرتا ہوں اور میں تم میں سے ہر ایک کے لیے کھجوروں کا ایک ڈھیر اور کپڑے کا ایک جوڑا دینے کا حکم صادر کرتا ہوں تاکہ تم یہاں سے لوٹ جاؤ۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں قتل کروں اور نہ تمہیں گرفتار کر کے قید کرنا چاہتا ہوں''۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب:

اس کے بعد حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد یوں ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و رازق ہے ہر کام اس کے حکم سے صادر ہوتا ہے تم نے اپنے اور اپنے اہل ملک کے کارناموں کا تذکرہ کیا ہے کہ تم اپنے دشمنوں پر غالب آتے تھے اور ممالک کو فتح کرتے تھے اور یہ کہ تمہاری بادشاہت دنیا میں بہت وسیع ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کارنامہ ہے۔ اس نے تم پر یہ احسانات کیے ہیں' تمہارا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ تم نے ہماری تنگدستی' خستہ حالی اور باہمی اختلاف کا تذکرہ کیا ہے۔ ان باتوں سے بھی ہم واقف ہیں اور ان کے منکر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حالت میں مبتلا کیا' مگر یہ دنیا عالم انقلاب ہے۔ یہاں مصیبت زدہ انسان خوش حالی کی توقع رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خوش حال ہو جاتے ہیں۔ بلکہ خوشحال حضرات کو بھی مصائب و تکالیف کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مصیبتیں ان پر نازل ہو جاتی ہیں اور وہ خستہ حال ہو جاتے ہیں۔

اگر تم خدا کے احسانات اور نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہتے تو تمہاری یہ شکر گزاری اس کی ان نعمتوں سے کم رہتی جو تمہیں عطا کی گئی ہیں۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ تمہاری ناشکری نے تمہاری حالت تبدیل کر دی ہے۔

ہم اپنی سابقہ حالت میں اس وقت مبتلا تھے جب ہم کافر تھے اور اس وقت ہمیں جو کچھ حاصل ہوا وہ اللہ کی رحمت سے حاصل ہوا مگر اب جیسا تم سمجھتے ہو ویسی ہماری حالت نہیں ہے' اب اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسولؐ بھیجا ہے''۔ اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا تقریروں کے مطابق گفتگو کی۔ آخر میں انہوں نے فرمایا:

''اگر آپ کو ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت ہو تو ہمارے غلام (ماتحت) بن کر مطیع و فرمان بردار بن کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں اور اگر اس سے انکار ہے تو تلوار (ہمارے اور آپ کے درمیان) فیصلہ کرے گی''۔

اس پر رستم بہت مشتعل ہو گیا اور غصے میں آگ بگولہ ہو کر اور آفتاب کی قسم کھا کر کہنے لگا۔ ''کل دن نکلتے ہی ہم تم سب کو قتل کر دیں

گئے'' اس کے بعد حضرت مغیرہؓ لوٹ آئے۔

عربوں کی تعریف:

رستم نے اہل فارس کو مخاطب کر کے کہا'' ان لوگوں کا تم سے کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ کیا اس سے پہلے دو آدمی نہیں آئے جنہوں نے تمہیں عاجز و درماندہ کر دیا تھا۔ پھر یہ شخص آیا اور یہ معلوم ہوا کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے' سب نے ایک ہی طریقہ اختیار کیا اور یہ سب ایک ہی بات پر قائم رہے' یہ لوگ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں' مگر ان کی عقل مندی اور راز داری اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا ہے' تو اگر یہ لوگ سچے ہوں تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ یہ لوگ جس کام کا ارادہ کریں گے۔ اس کی راہ میں کوئی ان کی مزاحمت نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا ہمت اور استقلال سے کام لو۔ خدا کی قسم! مجھے اس بات کا علم ہے کہ تم میری باتوں کو توجہ سے سن رہے ہو مگر یہ تمہاری ریاکاری ہے''۔ اس پر وہ اس کی زیادہ خوشامد کرنے لگے۔

رستم کی پیشین گوئی:

رفیل بیان کرتا ہے'' رستم نے حضرت مغیرہؓ کے ساتھ ایک آدمی بھیجا اور اس سے کہا کہ جب وہ پل کو عبور کر لے اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جائے تو تم اس سے پکار کر کہو کہ'' بادشاہ نجومی تھا اس نے تمہارے بارے میں غور کیا ہے۔ اور حساب لگا کر (نجوم کے قواعد کے مطابق) یہ بتایا ہے کہ کل تمہاری ایک آنکھ ضائع ہو جائے گی''۔ اس قاصد نے ایسا ہی کیا۔ اس پر حضرت مغیرہؓ نے فرمایا'' تم نے مجھے نیکی اور ثواب کی بشارت دی ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اس کے بعد بھی تمہارے جیسے مشرکوں سے جہاد کروں گا' تو میں یہ آرزو کرتا کہ میری دوسری آنکھ بھی (جہاد میں) جاتی رہے''۔

اس نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ان کی گفتگو پر ہنس رہے ہیں اور ان کی بصیرت پر تعجب کر رہے ہیں اس کے بعد وہ شخص بادشاہ کے پاس آیا اور ان کی یہ گفتگو دہرائی تو اس نے کہا:

> '' اے اہل فارس! تم میری اطاعت کرو کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کا عذاب آنے والا ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے''۔

جھڑپیں:

ایرانیوں کے سواروں کا دستہ پل پر جمع ہو جاتا تھا اور وہ وہاں مسلمانوں سے جھڑپوں کا آغاز کرتا تھا۔ مسلمان ان کی تین طرف سے اپنی مدافعت کرتے تھے خود اپنی طرف سے حملے کا آغاز نہیں کرتے تھے جب وہ حملہ کرتے تھے تو ان کے حملوں کو لوٹا دیتے تھے۔

عبود:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں'' رستم کا ترجمان حیرہ کا ایک شخص تھا جس کا نام عبود تھا۔ حضرت شعبی اور سعید بن المرزبان روایت کرتے ہیں کہ رستم نے حضرت مغیرہؓ کو بلوایا۔ وہ آ کر ان کے تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم نے اپنے ترجمان کو بلوایا جو حیرہ کا ایک عرب تھا' جس کا نام عبود تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس سے فرمایا:

> '' اے عبود! تم عربی شخص ہو جب میں بات کروں تو تم میری بات اس کے پاس اس طرح پہنچاؤ جیسے اس کی بات مجھ تک پہنچاتے ہو''۔ رستم نے بھی اس سے ایسی ہی بات کہی۔

آخری الفاظ:

آخر میں حضرت مغیرہؓ نے پھر یہ بات دہرائی جب کہ انہوں نے یہ کہا'' (تین باتوں میں کسی ایک کی طرف تمہیں دعوت دی جاتی ہے) اسلام قبول کرو ایسی صورت میں تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو ہمارے ہیں اور تم پر بھی وہی ذمہ داریاں ہوں گی' جو ہم پر ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا۔ یا تم جزیہ بہ رضا وخوشی ادا کرو' اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالا گفتگو ختم کرتے ہوئے فرمایا'' اسلام لانا ہمارے نزدیک ان دونوں چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے''۔

اس نے صاغروں کا مطلب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا آدمی جزیہ لے کر ہمارے پاس کھڑا رہے اور اس کے قبول کرنے پر تعریف کرے''۔

رستم سے مکالمہ:

شقیق بیان کرتے ہیں: میں قادسیہ کی جنگ میں نوعمری کی حالت میں شریک ہوا۔ حضرت سعدؓ قادسیہ میں بارہ ہزار کا لشکر لے آئے اس میں آزمودہ اور تجربہ کار سپاہی شریک تھے۔ پہلے ہمارے پاس رستم کے اگلے لشکر آئے' اس کے بعد رستم خود ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر آیا۔ جب رستم ہمارے لشکر کے قریب پہنچا تو اس نے کہا:'' اے اہل عرب! تم ہمارے پاس کوئی آدمی بھیجو جس سے ہم گفت وشنید کر سکیں''۔ لہٰذا حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور چند نفر بھیجے گئے جب وہ رستم کے پاس پہنچے تو حضرت مغیرہؓ تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم کے بھائی اس پر ناراض ہوئے۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا'' تم ناراض مت ہو۔ یہاں پر بیٹھنے سے نہ تو میری عزت میں اضافہ ہوا۔ اور نہ تمہارے بھائی کی عزت کم ہوئی ہے''۔ رستم بولا'' اے مغیرہؓ! تم بہت بدنصیب تھے یہاں تک کہ تمہاری یہ حالت ہوئی ہے اور اگر تمہیں اس کے علاوہ اور کوئی کام ہو تو مجھے بتاؤ'' اس کے بعد رستم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور کہا'' تم مت خیال کرو کہ تمہارے یہ تکلے (تیر) تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے'' حضرت مغیرہؓ نے اس کا جواب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا اور کہا '' اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے ہاتھوں سے ایک دانہ کھلایا جو تمہاری اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے' جب ہم نے اپنی اولاد کو وہ دانہ چکھایا تو وہ کہنے لگے۔

'' ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے'' لہٰذا ہم اس لیے آئے ہیں کہ یا تو انہیں یہ کھلائیں یا ہم مر جائیں''۔ رستم بولا'' تم مر جاؤ گے یا مارے جاؤ گے'' مغیرہؓ نے فرمایا'' ہم میں سے جو شہید ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تم میں سے جو ہمارے ہاتھوں مقتول ہوگا' وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور ہم میں سے جو زندہ رہے گا' وہ تمہارے زندوں پر فتح حاصل کرے گا' لہٰذا ہم تمہیں تین چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کی مہلت دیتے ہیں'' رستم نے کہا'' ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی''۔

آخری نصیحت:

محمدؒ' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: سعدؓ نے باقی ماندہ اہل الرائے مسلمانوں کو بھی اہل فارس کی طرف روانہ کیا' البتہ پہلے تین آدمیوں کو (جو بھیجے گئے تھے) روک لیا۔ یہ لوگ رستم کے پاس آئے تاکہ وہ اسے (جنگ کی) سخت برائیاں بتائیں۔ وہ بولے:

'' ہمارا امیر کہتا ہے کہ اچھے پڑوس سے حکام محفوظ رہتے ہیں۔ میں تمہیں اس چیز کی دعوت دیتا ہوں جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے لیے بہتر ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ آپ اس بات کو تسلیم کر لیں جس کی طرف اللہ دعوت دیتا ہے۔ اس طرح ہم اپنے

ملک کی طرف لوٹ جائیں گے' اور آپ بھی اپنے ملک واپس چلے جائیں گے۔ ہم دونوں ایک ہو جائیں گے۔ البتہ آپ کا ملک اور آپ کی حکومت آپ کے قبضے اور اختیار میں ہوگی اور اپنے پیچھے سے آپ جو کچھ حاصل کریں گے۔ وہ آپ کے لیے مخصوص اضافہ ہو گا۔ اس صورت میں اگر کوئی آپ کے برخلاف حملہ کرنے یا غالب آنے کی کوشش کرے تو ہم اس کے برخلاف آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ اے رستم! تم اللہ سے ڈرو اور اپنے ہاتھوں اپنی قوم کو تباہ نہ کرو۔ اس سے بچنے کی صورت صرف یہی ہے کہ تم دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاؤ اور اس کے ذریعے شیطان کو بھگا دو"۔

رستم کی تمثیلات:

رستم نے جواب میں کہا میں نے تمہارے چند افراد سے گفتگو کی تھی اگر انہوں نے میری بات سمجھ لی ہے تو مجھے توقع ہے کہ تم بھی میری گفتگو سمجھ لو گے۔ مثالیں کلام کی زیادہ وضاحت کرتی ہیں اس لیے میں تمہارے سامنے چند مثالیں پیش کروں گا۔ تم یہ ذہن نشین رکھو کہ تم نہایت تنگ دست اور خستہ حال تھے۔ تم اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت ہم تمہارے لیے برے پڑوسی نہیں ثابت ہوئے' بلکہ تمہارے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرتے رہے۔ تم بار بار ہمارے ملک میں آتے تھے اس وقت ہم تمہارے لیے غلہ فراہم کرتے تھے اور تمہیں اس حالت میں لوٹا دیتے تھے۔ تم ہمارے پاس مزدوری اور تجارت کے لیے بھی آتے تھے اس وقت بھی ہم تمہارے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے۔

لومڑی کی مثال:

جب تم نے ہمارا کھانا کھا لیا اور ہمارا پانی پیا اور ہمارے زیر سایہ رہے تو تم نے اس کا حال اپنی قوم سے بیان کیا تو انہیں دعوت دے کر تم یہاں لے آئے۔ اس صورت میں تمہاری اور ہماری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص کا انگوروں کا باغ ہو۔ وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی۔ وہ پوچھنے لگا "لومڑی کیسی ہوتی ہے؟" تو (اس کے جواب میں) لومڑی بہت سی لومڑیوں کو اس باغ میں لے آئی۔ جب وہاں جمع ہو گئیں تو باغ والے نے وہ راستہ بند کر دیا جہاں سے وہ آئی تھیں۔ اس کے بعد ان سب کو قتل کر دیا۔ مجھے معلوم ہے کہ حرص وطمع اور افلاس تمہیں یہاں لائے ہیں۔ لہٰذا اس سال تم یہاں سے لوٹ جاؤ اور اپنی ضرورت کے مطابق غلہ لے جاؤ اور جب کبھی تمہیں ضرورت ہو' تم واپس آ کر اپنی ضرورتیں پوری کر سکتے ہو' میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہیں قتل کروں"۔

چوہوں کی مثال:

عمارہ بن القفاع الضبی قبیلہ یربوع کے ایک شخص کے حوالے سے جو اس جنگ میں شریک ہوا تھا' بیان کرتا ہے (یہ رستم کی تقریر اضافہ ہے) کہ رستم نے کہا: "تم میں سے بہت سے لوگوں نے ہمارے ملک میں آ کر جو چاہا حاصل کیا پھر ان کا انجام قتل اور فرار کی صورت میں نمودار ہوا۔ جس نے تمہارے لیے یہ طریقہ جاری کیا' وہ تم سے زیادہ طاقت ور اور بہتر تھا۔ تم نے یہ مشاہدہ کیا ہوگا کہ جب لوگ کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو کچھ نقصان پہنچتا ہے اور کچھ بچ نکلتے ہیں۔

تمہارے ان کاموں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کچھ چوہے غلہ کے ایک مٹکے کے قریب رہتے تھے۔ اس مٹکے میں ایک سوراخ تھا۔ پہلا چوہا اس کے اندر گھسا اور وہیں رہنے لگا' دوسرے چوہے وہاں سے غلہ لے جاتے رہتے تھے اور لوٹ آتے تھے انہوں نے پہلے چوہے سے بھی کہا کہ وہ باہر آ جایا کرے مگر وہ انکار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ چوہا جو مٹکے کے اندر رہتا تھا۔ بے انتہا فربہ ہو گیا ایک

مرتبہ اس کی طبیعت چاہی کہ وہ اپنے عزیزوں سے ملاقات کر کے انہیں اپنی خوش حالی سے مطلع کرے مگر اب وہ سوراخ اس کے لیے تنگ ثابت ہوا اور وہ اس میں سے نہیں نکل سکا اس نے اپنی پریشانی کا حال اپنے ساتھیوں سے بیان کیا اور ان سے نکلنے کا طریقہ معلوم کرنا چاہا تو وہ چوہے کہنے لگے:

''تم اس راستے سے اس وقت تک نہیں نکل سکو گے جب تک کہ تم اس حالت میں نہیں آ جاؤ گے جو داخل ہونے سے پہلے (تمہارے دبلے پن کی) حالت تھی''۔

یہ سن کر وہ (نکلنے سے) باز رہا اور بھوکا رہنے لگا اور ہر وقت خائف رہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ داخل ہونے سے پہلے کی حالت کی طرف لوٹ آیا تو مٹکے والے نے آ کر اسے مار ڈالا۔ لہٰذا تم بھی یہاں سے نکل جاؤ کہیں تمہاری بھی ایسی حالت نہ ہو جائے''۔

مکھی کی مثال:

رفیل بیان کرتے ہیں کہ رستم نے مزید یوں کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے سوا مکھی سے زیادہ لالچی اور مضر مخلوق نہیں پیدا کی۔ اے گروہ عرب! تم ہلاکت کا مشاہدہ کر رہے ہو اور تمہاری طمع تمہیں اس کی طرف رہنمائی کر رہی ہے' میں ایک مثال کے ذریعے اس کی وضاحت کرتا ہوں وہ یہ ہے:

ایک مکھی نے شہد دیکھا اور وہ اڑنے لگی اور کہنے لگی ''جو مجھے وہاں پہنچائے گا اسے دو درہم ملیں گے'' جب وہ وہاں پہنچ گئی تو کسی کے روکنے سے نہیں رکی' اس کے اندر پہنچ کر وہ ڈوب گئی اور پھنس گئی اس وقت وہ بولی:

''جو مجھے نکالے گا اسے چار درہم ملیں گے''۔

انگور کے باغ کی مثال:

رستم نے ایک اور مثال بیان کی اور کہا ''تمہاری مثال ایسی ہے۔ جیسے کہ ایک لومڑی ایک بل کے سوراخ سے انگور کے باغ میں پہنچ گئی۔ وہ بہت کمزور اور لاغر تھی۔ وہ وہاں پھل کھاتی رہی۔ باغ والے نے اسے دیکھ لیا تھا اور اس کی خستہ حالی کو دیکھ کر رحم کھا کر چھوڑ دیا تھا۔ جب انگور کے باغ میں رہتے ہوئے زیادہ عرصہ گذر گیا تو وہ لومڑی فربہ ہو گئی اور اس کی حالت بہتر ہو گئی اور اس کی لاغری جاتی رہی تھی۔ مگر اب وہ سرکش ہو گئی تھی اور کھانے سے زیادہ انگور کے باغ اور اس کے پھلوں کو خراب کرنے لگی۔ باغ والے کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی وہ بولا: ''میں یہ بات نہیں برداشت کر سکتا ہوں''۔ یہ کہہ کر اس نے ڈنڈا سنبھالا اس کے غلام بھی اس کے ساتھ اس کی مدد کے لیے اس کی تلاش میں نکلے' لومڑی انہیں فریب دیتی رہی' اور وہ انگوروں کی بیلوں میں چھپ جاتی تھی' آخر کار جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ اس کے تعاقب سے باز آنے والے نہیں ہیں تو اس نے اس راستے سے نکلنے کی کوشش کی جہاں سے وہ داخل ہوئی تھی مگر اس سوراخ میں وہ پھنس گئی کیونکہ جب وہ لاغر تھی تو وہ اس بل میں سے داخل ہوئی تھی اس وقت اس میں داخل ہونے کی گنجائش تھی مگر اب چونکہ وہ فربہ ہو گئی تھی اس لیے وہ اس کے لیے تنگ ہو گیا تھا۔ اس حالت میں باغ والا بھی وہاں آ پہنچا وہ اس پر ڈنڈے برساتا رہا یہاں تک کہ اس کا کام تمام کر دیا۔

تم بھی جب آئے تھے' اس وقت تم لاغر تھے اب تم بھی فربہ ہو گئے ہو اسی لیے غور کرو کہ تم کیسے نکل سکو گے؟''۔

رستم نے یہ مثال بھی پیش کی: ''ایک آدمی نے ایک ٹوکری تیار کی اور اس میں اپنا کھانا رکھا' چوہوں نے آ کر اس ٹوکری میں سوراخ کر

دیا اور اس میں گھس گئے' اس شخص نے اس سوراخ کو بند کرنا چاہا تو لوگوں نے کہا ''چوہے پھر سوراخ کر دیں گے اس کے اندر ایک کھوکھلا بانس لگا دو۔ جب چوہے آئیں گے تو وہ اس بانس میں سے داخل ہوں گے اور اس میں سے نکلیں گے۔ لہٰذا جب چوہے نمودار ہوں تو تم انہیں مار ڈالو''۔

میں نے بھی راستہ بند کر دیا ہے تم اس بانس میں نہ گھسو ورنہ جو کوئی اس سے نکلے گا قتل کر دیا جائے گا۔ تم اس کام کے لیے کیسے تیار ہوئے ہو حالانکہ تمہارے پاس نہ کافی تعداد میں فوج ہے اور نہ کافی مقدار میں سامان جنگ ہے''۔

مسلمانوں کا جواب:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اس کا جواب دیا اور کہا آپ نے ہمارے گذشتہ زمانے کی بدحالی اور انتشار و اختلاف کا تذکرہ کیا ہے' وہ صحیح ہے' ہمارے مردے مر کر دوزخ میں جاتے تھے اور جو زندہ رہتا تھا وہ تنگ دستی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ ہم اس سے بھی زیادہ بری حالت میں مبتلا تھے کہ خداوند تعالیٰ نے ہماری اپنی قوم میں سے ایک رسول ؐ بھیجا جو جن و انسان کے لیے باعث رحمت تھے آپ ؐ ان کے لیے سراپا رحمت تھے جن پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی اور ان کے لیے عذاب نہیں آئے جنہوں نے آپ کی کرامت کا انکار کیا۔ آپ ؐ ہر قبیلے کے پاس ہدایت و تبلیغ کے لیے پہنچے تو سب سے زیادہ آپ کی قوم نے آپ کی مخالفت کی اور وہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہوئی' اس کے بعد قریب کے قبائل نے آپ کی مخالفت کی یہاں تک کہ ہم سب آپ کی مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ آپ تن تنہا تھے' اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی آپ ؐ کے ساتھ نہ تھا' اللہ نے آپ کو ہم پر فتح و نصرت عطاء کی۔ اس وقت ہم میں سے کچھ خوشی کے ساتھ اور کچھ بادل نخواستہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب پر آپ ؐ کے معجزات اور آیات کی حقیقت و صداقت ظاہر ہو گئی۔ آپ ؐ نے اپنے پروردگار کی طرف سے جو تعلیمات پیش کی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ ہم قریب کے علاقوں کے خلاف جہاد کریں۔ ہم اس تعلیم کے مطابق روانہ ہو گئے کیونکہ ہمیں یہ یقین تھا کہ آپ ؐ نے جو وعدہ کیا ہے اور جو ارشاد فرمایا ہے اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تمام عرب اس مسئلہ پر متفق ہو گئے حالانکہ اس سے پیشتر ان میں اس قدر اختلاف تھا کہ کوئی مخلوق ان میں اتحاد و اتفاق نہیں پیدا کر سکتی تھی۔

دعوتِ اسلام و جزیہ:

ہم اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہم اس کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں اور اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور اس کے وعدے کو پورا کر رہے ہیں' ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں اگر تم ہماری دعوت قبول کر لو گے تو ہم تمہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ کتاب اللہ تمہارے پاس ہماری قائم مقام ہو گی۔

اگر تم اسلام لانے سے انکار کرو گے تو ہمارے پاس اور کوئی چارۂ کار اس کے سوا نہیں ہوگا کہ ہم تم سے جنگ کریں یا تم جزیہ ادا کرو۔ اگر تم اس کے لیے تیار ہو گئے تو بہتر ہے ورنہ اللہ ہمیں تمہاری سرزمین' تمہارے فرزندوں اور تمہاری مال و دولت کا وارث بنا دے گا۔

تم ہماری نصیحت قبول کرو۔ خدا کی قسم! تمہارا اسلام لانا ہمیں مال غنیمت حاصل کرنے سے زیادہ پسند ہے اس کے بعد ہم صلح سے زیادہ تم سے جنگ کرنے کو پسند کریں گے۔

تم نے ہماری بے سروسامانی اور قلت تعداد کا تذکرہ کیا ہے اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ہمارا ساز و سامان اطاعت ہے اور ہماری جنگ کی بنیاد صبر و استقلال پر ہے۔ تم نے ہمارے سامنے مثالیں بیان کی ہیں وہ تم نے مردوں اور اہم کاموں کے لیے بیان کی ہیں اس میں سنجیدگی بھی ہے اور ظرافت بھی ہے۔ ہم بھی تمہارے لیے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

محل اور کسانوں کی مثال:

تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک زمین پر درخت لگائے ہوں اور وہاں اس نے نہایت عمدہ درخت اور دانوں کا انتخاب کیا' نہریں کھودیں اور اس مقام کو شاندار محل و قصور سے آراستہ کیا' ان محلات میں اس نے کسانوں کو آباد کیا اور وہ ان باغوں میں لطف اندوز ہوتے رہے' وہاں انہوں نے ناشائستہ حرکات کیں۔ اس نے ان کو مہلت دی جب وہ خود بخود شرمندہ نہیں ہوئے تو اس نے ان کو ملامت کی انہوں نے سرکشی کی تو اس نے ان کو وہاں سے نکال دیا اور دوسروں کو بلوالیا۔ اب اگر وہ وہاں سے جائیں تو لوگ انہیں ختم کر دیں گے اور اگر وہ وہیں رہے تو ان لوگوں کے محکوم ہو جائیں گے اور یہ لوگ انہیں ہمیشہ ظلم و ستم میں مبتلا رکھیں گے۔

اگر جو باتیں ہم نے کہی ہیں انہیں سچ نہ سمجھو اور ہماری جنگ دنیا طلبی پر محمول سمجھی جائے تو اس صورت میں بھی ہم تم سے جنگ کرتے کیونکہ ہم نے تمہاری پر لطف زندگی کا مزہ چکھا ہے اور تمہاری شان و شوکت دیکھی ہے اس لیے اب اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ لہٰذا اس صورت میں ہم جنگ کر کے تم پر غالب آتے''۔

عبور دریا:

آخر میں رستم نے دریافت کیا ''کیا تم دریا کو عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں'' وہ بولے ''تمہیں دریا کو عبور کرو'' یہ کہہ کر وہ رستم کے پاس سے رات ہوتے ہی آ گئے۔

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے مقامات پر جمے رہیں اور کافروں کو کہلا بھیجا کہ دریا کو عبور کر سکتے ہیں۔ انہوں نے پل کو حاصل کرنا چاہا تو حضرت سعدؓ نے کہلا بھیجا' ہم اس پر قابض ہو گئے ہیں۔ ہم اسے نہیں دیں گے۔ تم پل کے علاوہ اور کوئی ذریعہ تلاش کرو''۔

لہٰذا وہ رات بھر اپنے ساز و سامان سے عتیق پر پل باندھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔



باب ۱۲

یوم ارمات

نافع اور حکم روایت کرتے ہیں' جب رستم نے دریا کو عبور کرنا چاہا تو اس نے حکم دیا کہ فارس کے سامنے دریائے عتیق پر پل باندھا جائے۔ یہ اس زمانے میں آج کل کی بہ نسبت زیادہ نیچا تھا۔ اہل فارس رات بھر صبح تک مٹی' بانسوں اور نمدوں سے بند باندھتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے راستہ بنالیا تھا۔ یہ کام دوسرے دن اس وقت مکمل ہوا جب دن چڑھ گیا تھا۔

خدا کی تنبیہ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں' رستم نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ اس نے اس کے ساتھیوں کی کمانیں لے کر ان پر مہر لگا دی پھر انہیں لے کر آسمان کی طرف چڑھ گیا۔

جب رستم بیدار ہوا تو وہ بہت مغموم اور متفکر ہوا اس نے اپنے خاص لوگوں کو بلا کر انہیں یہ قصہ سنایا اور کہا'' درحقیقت اللہ ہمیں تنبیہ کر رہا ہے۔ کاش اہل فارس مجھے اجازت دیتے کہ میں اس تنبیہ پر عمل کروں۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ فتح و نصرت ہماری طرف سے اٹھائی گئی ہے اور ہوا کا رخ ہمارے دشمن کے موافق ہے اور ہم فعل و قول میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں''۔

اس کے بعد وہ اپنا بھاری ساز و سامان دریا کے پار لے گئے اور دریائے عتیق کے کنارے فروکش ہوئے۔

بڑا بول:

اعمش بیان کرتے ہیں'' اس دن رستم دوہری زرہ اور خود پہنے ہوئے پوری طرح مسلح تھا۔ اس کے حکم سے اس کے گھوڑے پر زین کسی گئی اور وہ اسے چھوئے بغیر اور رکاب میں پاؤں رکھے بغیر کود کر گھوڑے پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

'' کل ہم انہیں (مسلمانوں کو) پیس کر رکھ دیں گے'' ایک آدمی نے کہا'' اگر اللہ نے چاہا'' وہ بولا'' اگر اللہ نہ بھی چاہے (تو اس صورت میں بھی وہ انہیں تباہ کر دے گا)''۔

محمد و طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں'' رستم نے اس موقع پر یہ بھی کہا:

'' شیر کے مرنے کے بعد لومڑی نے پاؤں پھیلائے ہیں''۔ اس سے اس کی مراد کسریٰ کی موت تھی پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا'' یہ بندروں کا سال ہے''۔

رستم کی صف آرائی:

جب اہل فارس نے دریا کو عبور کر لیا تو وہ اپنی صفوں میں پہنچ گئے۔ رستم اپنے تخت پر بیٹھا اور اس نے قلب (مرکزی فوج) کے لیے اٹھارہ ہاتھی مقرر کیے۔ جن پر صندوقوں کے ساتھ آدمی سوار تھے۔ دونوں بازوؤں میں بھی سات یا آٹھ ہاتھی تھے۔ جن پر صندوقوں کے ساتھ آدمی سوار تھے۔ اس نے اپنے اور میمنہ (دائیں بازو) کے درمیان جالینوس کو مقرر کیا اور اپنے اور میسرہ (بائیں بازو) کی فوج کے درمیان بیرزان کو مقرر کیا' پل' فریقین جنگ یعنی مسلمانوں اور مشرکوں کی سوار فوج کے درمیان تھا۔

خبر رسانی کا انتظام:

شاہ یزدگرد نے جب رستم کو روانہ کیا تھا تو اس وقت سے اس نے اپنے ایوان شاہی کے دروازے پر ایک آدمی مقرر کیا تھا جو ہمیشہ وہاں رہتا تھا اور اسے خبریں پہنچاتا تھا۔ دوسرا آدمی وہاں مقرر تھا جہاں سے گھر بیٹھ کر وہ خبریں سن سکے۔ تیسرا گھر کے باہر ہوتا تھا۔ اس طرح ہر اہم مقام پر ایک آدمی مقرر تھا۔ جب رستم فروکش ہوا تو جو شخص ساباط میں تھا۔ وہ خبر دیتا تھا کہ وہ فروکش ہو گیا ہے۔ یہ خبر ہر ایک شخص سلسلہ بسلسلہ دوسرے کو بتاتا تھا یہاں تک کہ آخر میں جو شخص ایوان شاہی کے دروازے پر متعین ہوتا تھا' وہ خبر رسانی کرتا تھا۔ اس نے خبر رسانی کی دو منزلوں کے درمیان ایک آدمی کو مقرر کر رکھا تھا لہٰذا رستم جہاں کہیں اترتا تھا اور کوچ کرتا تھا یا کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا تھا تو خبر رساں اپنے قریب کے شخص کو مطلع کرتا تھا اور وہاں درجہ بدرجہ خبریں ایوان شاہی کے دروازے تک پہنچتی تھیں اس طرح اس نے عتیق اور مدائن کے درمیان بہت سے آدمی خبر رسانی کے لیے مقرر تھے' قدیم طریقہ ترک کر دیا گیا تھا۔

اعلانِ جہاد:

مسلمانوں نے بھی اپنی صفیں درست کر لی تھیں۔ زہرہ اور عاصم' عبداللہ اور شرحبیل کے درمیان تھے۔ ہراول دستے کا سردار صفوں میں گشت کر رہا تھا اور اس کا اعلان کرنے والا یہ اعلان کر رہا تھا ''اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے مقابلہ کرو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو جہاد کے لیے جوش و غیرت کو کام میں لاؤ''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی معذوری:

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بدن میں پھوڑے نکل آئے تھے۔ اس لیے وہ نہ سوار ہو سکتے اور نہ بیٹھ سکتے تھے۔ وہ منہ کے بل اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ سینے کے نیچے ایک تکیہ ہوتا تھا اور اس کے سہارے وہ محل پر سے (فوجوں کی نگرانی) کرتے تھے اور وہاں سے پرچے پھینکتے تھے جن میں خالد بن عرفطہ کے نام احکام و ہدایات درج ہوتی تھیں۔ خالد آپ کے ماتحت تھے اور ان کی صف محل کے قریب تھی اور وہ حضرت سعدؓ کے نائب تھے جب کہ وہ موجود نہ ہوں اور نگرانی نہ کر رہے ہوں۔

ابو نمران روایت کرتے ہیں' ''جب رستم نے نہر کو عبور کیا تو حضرت زہرہ اور جالینوس کے تبادلے ہوئے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ کو ابن السمط کی جگہ پر مقرر کیا اور رستم نے جالینوس کو ہرمز کی جگہ پر مقرر کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عرق النساء (گٹھیا) کا مرض تھا اور پھوڑے بھی نکلے ہوئے تھے۔ وہ اوندھے لیٹے رہتے تھے۔ انہوں نے فوج پر حضرت خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب بنا دیا تھا۔

لوگوں میں اختلاف:

اس پر لوگوں میں اختلاف ہوا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا ''مجھے ان لوگوں کے پاس لے جاؤ' اور انہیں دکھاؤ'' لہٰذا کچھ لوگ آپ کو اوپر لے گئے تو آپ نے ان کو جھانکا۔ اس وقت قدیس کی دیوار کے قریب صف آراستہ تھی۔ آپ خالد کو کچھ احکام صادر فرماتے تھے اور خالد (آپ کی طرف سے) لوگوں کو حکم دیتے تھے۔

جن لوگوں نے آپ کے خلاف ہنگامہ برپا کیا تھا۔ ان میں بڑے سردار بھی تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کو سرزنش کی اور فرمایا ''خدا کی قسم! اگر دشمن تمہارے مقابلے پر نہ ہوتا تو تمہیں وہ سزا دیتا جو دوسروں کے لیے عبرت ہوتی'' بہر حال آپ نے کچھ لوگوں کو

قید کر دیا۔ ان میں ابو محجن ثقفی (شاعر) بھی تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو محل میں قید کر دیا تھا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دست مبارک) پر اس بات کی بیعت کی تھی کہ میں ہر اس حاکم کی اطاعت کروں گا۔ جو خدا کی طرف سے مقرر ہو گا خواہ وہ حبشی غلام کیوں نہ ہو''۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد جو کوئی مسلمانوں کو دشمن سے مقابلہ کرنے سے روکے گا تو وہ ایسا فعل ہو گا جس پر میرے بعد مواخذہ ہو گا''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

محمدؒ طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں: حضرت سعدؓ نے ۱۴ھ میں محرم کے مہینے میں دوشنبہ کے دن خطبہ دیا۔ آپ نے ان لوگوں کی باتوں کو مسترد کیا جنہوں نے حضرت خالد بن عرفطہ پر اعتراض کیا تھا۔ آپ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اللہ برحق ہے اس کی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ہے۔ اس نے خود قرآن کریم میں یہ ارشاد فرمایا ہے: ''ہم نے زبور میں لکھ دیا تھا کہ اس سرزمین کے میرے نیک بندے وارث ہوں گے''۔

یہ سرزمین تمہاری میراث ہے اور تمہارے پروردگار نے اس کا وعدہ کیا ہے بلکہ تین سال سے اس سرزمین کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے۔ تم اسی زمین سے خوراک حاصل کر کے کھا رہے ہو۔ ان سے خراج وصول کر رہے ہو' ان کے باشندوں کو قید کر رکھا ہے اور بعض لوگوں کا کام تمام کیا ہے۔ اور آج تک اسی قسم کا سلسلہ چلا آ رہا ہے اور تمہارے مجاہدین نے ان پر فتح حاصل کی تھی۔ اب ان کی یہ جماعت تمہارے مقابلے کے لیے آئی ہوئی ہے۔

تم شرفائے عرب ہو اور ان کے معزز سردار ہو۔ ہر قبیلے کے بہترین افراد یہاں موجود ہیں تم اپنے ملک کی عزت و آبرو رکھنے والے ہو۔ اگر تم دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے دلچسپی کا اظہار کرو تو اللہ تمہیں دنیا اور آخرت دونوں چیزیں دے گا۔ اگر تم کمزوری اور بزدلی کا اظہار کرو گے تو تمہاری ساکھ جاتی رہے گی اور آخرت میں بھی تباہ و برباد ہو جاؤ گے''۔

حضرت عاصم کی تقریر:

فوجوں کے ایک سردار حضرت عاصم بن عمرو کھڑے ہو کر یوں فرمانے لگے ''اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو تمہارے لیے حلال کر رکھا ہے اور اس کے باشندے تمہارے ماتحت ہیں۔ تم تین سال سے انہیں زک پہنچا رہے ہو اور وہ تم پر غالب نہیں آ سکے' بلکہ تم ہمیشہ سربلند رہے' اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صابر رہے اور تم شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں سچے ثابت ہوئے تو تمہارے قبضے میں ان کا مال و زن و فرزند اور ملک ہو گا اور اگر تم نے بزدلی اور کمزوری دکھائی (خدا نے ہمیشہ تمہیں ان چیزوں سے محفوظ رکھا) تو تمہاری یہ جمعیت باقی نہیں رہے گی۔ تم اللہ کو یاد کرو اور ان دنوں کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فتوحات عطاء کی تھیں' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمہارا ملک بنجر اور ویران ہے اور بے آب و گیاہ ہے اور نہ وہاں قلعے ہیں جن میں تم محفوظ ہو کر بیٹھ رہو۔ تم اپنی پوری توجہ آخرت کی طرف مبذول کرو''۔

تحریری پیغام:

حضرت سعدؓ نے اپنے تمام علمبردار فوجی دستوں کو یہ تحریری پیغام بھیجا۔ ''میں نے تم پر خالد بن عرفطہ کو نائب بنا دیا ہے۔ میں

اپنے درد و تکلیف کی وجہ سے تمہارے سامنے نہیں آ سکتا ہوں تاہم میری شخصیت تمہارے سامنے نمایاں ہیں لہٰذا تم خالدؓ کی اطاعت کرو اور اس کا حکم مانو۔ کیونکہ وہ میرے احکام پر عمل کرے گا اور اس کا حکم میرا حکم ہے''۔

آپ کا یہ پیغام لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کا خوشگوار اثر ہوا اور سب نے آپ کی رائے کو تسلیم کیا اور ہر ایک نے دوسرے کو اطاعت اور وفاداری کی تلقین کی۔ سب نے حضرت سعدؓ کے عذر کو قبول کیا اور ان کی کارروائی کی تائید کی۔

مسعود روایت کرتے ہیں۔ ''ہر قبیلہ کے سردار نے اپنے قبیلے کے سامنے تقریر کی' اور انھیں اطاعت اور صبر و استقلال پر آمادہ کیا۔ ہر فوجی افسر اپنے مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ حضرت سعدؓ کے اعلان کرنے والے نے ظہر کی نماز کا اعلان کیا۔

اس وقت رستم بولا'' (حضرت) عمرؓ نے میرا کلیجہ کھالیا اللہ اس کا کلیجہ جلائے''۔

جاسوس کی اطلاع:

رفیل بیان کرتے ہیں' جب رستم نجف کے مقام پر فروکش ہوا تھا تو اس نے مسلمانوں کی فوج کا حال معلوم کرنے کے لیے ایک جاسوس بھیجا۔ وہ قادسیہ پہنچا اور اس نے اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کیا کہ جیسے وہ ان کے پاس بھاگ کر آیا ہوا اس نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ ہر نماز کے موقع پر مسواک کرتے ہیں پھر نماز پڑھ کر وہ اپنے مقررہ مقامات کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ وہاں سے لوٹ کر اس شخص نے رستم کو مسلمانوں کا حال بتایا اور ان کی سیرت و اخلاق سے بھی مطلع کیا۔ رستم نے پوچھا ''ان کا کھانا کیا ہے''۔ اس نے کہا ''میں ان کے پاس رات کے وقت بھی رہا میں نے انہیں کھاتے ہوئے نہیں دیکھا'' سوائے اس کے کہ شام کے وقت اور سوتے وقت وہ گنے چوستے تھے اور صبح سے تھوڑی دیر پہلے بھی وہ یہی چوسا کرتے تھے۔

نماز سے مغالطہ:

رستم وہاں سے چل کر حصن اور عتیق کے درمیان فروکش ہوا' وہ اس وقت وہاں پہنچا تھا جب کہ حضرت سعدؓ کے مؤذن نے اذان دی تھی اس نے مسلمانوں کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا تو اس نے بھی اپنی فوج میں اعلان کرایا کہ وہ سوار ہو جائیں۔ لوگوں نے پوچھا ''کیا وجہ ہے؟'' وہ بولا ''کیا تم اپنے دشمن کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہاں اعلان ہوا ہے اور وہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع ہو رہے ہیں'' اور رستم نے فارسی زبان میں کہا جس کا ترجمہ یہ ہے ''صبح کے وقت میرے کان میں آواز آئی کہ (حضرت) عمرؓ ان لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں اور انہیں عقل سکھا رہے ہیں''۔

جب انہوں نے نہر کو عبور کیا تو اس وقت بھی حضرت سعدؓ کے مؤذن نے اذان دی تھی اور حضرت سعدؓ نے نماز پڑھائی تھی۔

اس موقع پر رستم نے کہا۔ (حضرت) عمرؓ نے میرا کلیجہ کھالیا ہے''۔

تبلیغ جہاد:

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے اہل الرائے' بہادر اور اپنے فن کے قابل ترین انسانوں کو مسلمانوں کی طرف بھیجا۔ دانشور حضرات میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو رستم کے پاس گئے تھے جیسے حضرت مغیرہؓ، حذیفہ، عاصم اور ان کے ساتھی تھے۔ اہل شجاعت میں طلیحہ' قیس الاسدی' غالب' عمرو بن معدی کرب وغیرہ شامل تھے۔ شعراء میں شماخ' حطیہ' اوس بن مغراء' عبدہ بن الطبیب اور دیگر حضرات تھے۔ روانہ کرنے سے پہلے آپ نے ان سے فرمایا:

''تم جاؤ اور لوگوں کے پاس جا کر اپنا حق ادا کرو اور انہیں ان کے فرائض سے جنگ کے موقع پر آگاہ کرو کیونکہ تمہارا عربوں کے نزدیک خاص مقام ہے۔ تم عرب کے شعراء' خطباء' دانشور اور سورما سردار ہو۔ تم مسلمانوں میں گشت کرو' انہیں نصیحتیں کرو اور انھیں جنگ پر آمادہ کرو''۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضرت قیس بن ہبیرۃ الاسدی نے یہ تقریر کی:

قیس کی تقریر:

اے لوگو! اللہ کی حمد و ثنا کرو' اس نے تمہیں ہدایت دی اور تمہیں آزمایا۔ وہ مزید نعمت دے گا۔ تم اللہ کے احسانات کو یاد کرو اور اسی کی طرف متوجہ رہو' کیونکہ تمہارے سامنے بہشت ہے یا مال غنیمت ہے اس قصر کے پیچھے بنجر اور ویران زمین اور جنگلوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حضرت غالب نے فرمایا:

غالب کا خطاب:

اے لوگو! تم اللہ کی تعریف کرو جس نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تم اسی سے مانگو وہ تمہیں مزید نعمتیں دے گا۔ اسی کو پکارو' وہ تمہاری آواز سنے گا' اے اقوام معد (عرب) تم کمزور نہیں ہو' تمہارے گھوڑے تمہارے قلعے ہیں' تمہارے پاس وہ چیز ہے جو ہر وقت تمہاری تابع ہے وہ چیز تمہاری تلواریں ہیں۔ تم یاد کرو کہ مستقبل کے لوگ تمہارے بارے میں کیا کہیں گے' کیونکہ تمہارے کارناموں سے مستقبل کا آغاز ہوگا اور تمہارے بعد کے زمانوں سے اس کو تقویت پہنچے گی۔

ابن ہذیل کی تقریر:

حضرت ابن ہذیل الاسدی نے فرمایا ''اے اقوام معد! تم تلواروں کو اپنا قلعہ بناؤ اور جنگل کے شیروں کی طرح دشمن کا مقابلہ کرو اور چیتے کی طرح ان کے ساتھ جنگ کرو' اور اللہ پر بھروسہ کرو اور نظریں نیچی رکھو اگر تلواریں کند ہو جائیں تو سمجھو کہ اللہ کا یہی حکم ہے۔ تم ان پر نیزہ بازی کرو کیونکہ یہ وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں تلواریں نہیں پہنچ سکتی ہیں''۔

بسر بن ابی اہم کا خطاب:

حضرت بسر بن ابی اہم الجہنی نے فرمایا: ''تم اللہ کی حمد و ثناء کرو تم عمل کے ذریعے اپنے قول کی تصدیق کرو تم نے اللہ کی حمد کی ہے جس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ تم توحید کے قائل ہو کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ تم اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہو' اس کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لائے ہو۔ اس لیے تم ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو۔ تمہارے نزدیک دنیا سے زیادہ کوئی چیز حقیر نہیں ہونی چاہیے کیونکہ دنیا اسی کے پاس آتی ہے جو اسے حقیر سمجھتا ہے تم اس کی طرف راغب نہ ہو جاؤ ورنہ وہ تم سے گریز کرے گی' تم اللہ کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا''۔

عاصم کا فرمان:

حضرت عاصم بن عمرو نے فرمایا: ''اے اہل عرب! تم عرب کے سردار ہو' تمہارا مقابلہ عجم کے سرداروں سے ہے۔ تم جنت حاصل کرنے کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال رہے ہو اور یہ لوگ دنیا حاصل کرنے کے لیے مقابلہ کر رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا والے' تم طالبان آخرت کے مقابلے میں زیادہ محتاط اور ہمت والے ثابت ہو جائیں۔ تم آج کوئی ایسا کام نہ کرو جو مستقبل میں عربوں کے لیے ننگ و عار کا باعث بنے''۔

ربیع کا قول:

حضرت ربیع بن البلاد اسعدی نے فرمایا ''اے اہل عرب! تم دین و دنیا کے لیے جنگ کرو اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور ایسی جنت حاصل کرنے میں جلدی کرو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ یہ جنت پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے' اگر شیطان تمہارے سامنے اس جنگ کو بہت بڑا کر کے دکھائے تو تم یاد کرو کہ موسم حج میں تم لوگوں کے متعلق خبریں سنائی جائیں گی لہٰذا تم اپنے آپ کو اچھی خبروں اور کارناموں کے مستحق بناؤ''۔

ربعی کی ہدایات:

حضرت ربعی بن عامر نے یوں فرمایا: ''اللہ نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اور تمہیں اس کی بدولت متحد کیا اس نے تم پر بہت زیادہ احسانات کیے' اور صبر کو راحت قرار دیا لہٰذا تم اپنے آپ کو صبر و استقلال کا عادی بناؤ' بہت جلد اس کے عادی ہو جاؤ گے۔ گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار نہ کرو ورنہ تم اس کے عادی بن جاؤ گے''۔ ہر ایک نے اس طرح گفتگو کی تا آنکہ مسلمانوں نے آپس میں خود اعتمادی اور مقابلہ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اس سلسلے میں مناسب کارروائی کی گئی۔

اہل فارس کی فوج:

اسی طرح اہل فارس نے بھی اہم عہد و پیمان کیا اور ایک دوسرے کو زنجیروں میں جکڑ لیا اس قسم کی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں۔ اہل فارس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی ان کے ساتھ تیس ہاتھی تھے اور ہر ہاتھی کے ساتھ چار ہزار فوج تھی۔

مسعود بن خراش روایت کرتے ہیں ''مشرکوں کی فوجیں نہر عتیق کے کنارے پر تھیں اور مسلمانوں کی فوجیں قدیس کی دیوار کے ساتھ ساتھ تھیں اور ان کے پیچھے خندق تھی اس طرح مسلمان اور مشرکین کی فوجیں خندق اور نہر عتیق کے درمیان تھیں۔ ان کے ساتھ تیس ہزار زنجیر سے جکڑی ہوئی فوجیں تھیں اور تیس جنگی ہاتھی تھے اور ایسے ہاتھی بھی تھے جن پر ان کے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے جو جنگی کاموں کے لیے نہیں تھے۔

حضرت سعد کی جنگی ہدایات:

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ دشمن کے سامنے سورۃ جہاد (انفال) پڑھیں جسے انہوں نے سیکھ لیا تھا۔

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں ''حضرت سعدؓ نے فرمایا تھا۔ تم لوگ اپنے مورچوں پر ڈٹے رہو اور ذرا بھی حرکت نہ کرو یہاں تک کہ تم ظہر کی نماز نہ پڑھ لو۔ جب تم ظہر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ گے تو میں پہلی تکبیر کہوں گا' تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور تیار ہو جاؤ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم سے پہلے اور کسی کو تکبیر نہیں دی گئی ہے اور تمہیں یہ اس لیے دی گئی ہے کہ تمہیں تقویت و تائید حاصل ہو۔ جب تم دوسری تکبیر سنو تو تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور مسلح ہو جاؤ۔ جب میں تیسری تکبیر کہوں تو تم بھی نعرۂ تکبیر کہو اور تمہارے سوار لوگوں کو مستعد رکھیں تا کہ وہ جنگ کے لیے نکل سکیں۔ جب میں چوتھی تکبیر کہوں تو تم سب مل کر حملہ کر دو اور دشمن سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' پڑھو۔

ابو اسحٰق روایت کرتے ہیں ''حضرت سعدؓ نے جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کو یہ پیغام بھجوایا جب تم پہلی تکبیر سنو تو اپنے جوتوں

کے تسمے باندھو۔ جب دوبارہ نعرۂ تکبیر کہا جائے تو تم تیار ہو جاؤ' جب تیسری مرتبہ نعرۂ تکبیر کہا جائے تو مسلح ہو جاؤ اور حملہ کرو۔

سورۂ جہاد کی تلاوت:

محمد' طلحہ اور زیاد اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں۔ جب حضرت سعدؓ ظہر کی نماز پڑھا چکے تو انہوں نے اس غلام کو جسے حضرت عمرؓ نے ان کے ساتھ کر دیا تھا اور جو عمدہ قاری تھا یہ حکم دیا کہ وہ سورۂ جہاد (سورۂ انفال) تلاوت کرے۔ تمام مسلمان اس سورت کو سیکھ چکے تھے' انہوں نے اپنے قریب کے فوجی دستے کے سامنے سورۂ جہاد (انفال) تلاوت کی' اس کے بعد ہر فوجی دستے کے اندر یہ سورۃ تلاوت کی گئی۔ اس سے تمام مسلمانوں کے دلوں اور آنکھوں کو سرور حاصل ہوا اور اس کی تلاوت سے انہیں قلبی سکون اور چین حاصل ہوا۔

نعرۂ تکبیر:

محمد' طلحہ اور زیادہ اپنے سلسلہ روایت میں بیان کرتے ہیں: جب قاری لوگ تلاوت سے فارغ ہوئے تو حضرت سعدؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو جو لوگ آپ کے قریب تھے انہوں نے تکبیر کہی اور ان کی تکبیر سن کر باقی مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور جمع ہونے شروع ہوئے۔ دوسری تکبیر پر مسلمان تیار ہو گئے' تیسری تکبیر پر بہادر سپاہی میدان میں آئے اور انہوں نے لڑائی چھیڑ دی۔ اہل فارس میں بھی ان جیسے افراد نمودار ہوئے اور وہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں مشغول ہو گئے۔ حضرت غالب بن عبداللہ الاسدی یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے:

''تمام فصیح زبان اور نامور شرفاء جانتے ہیں کہ میں مسلح جوان مرد ہوں اور ہر مشکل اور پیچیدہ کام کی گتھیاں سلجھا سکتا ہوں''۔

ان کے مقابلے کے لیے ہرمز نکلا جو صاحب تاج بادشاہ تھا۔ حضرت غالب انہیں گرفتار کر کے حضرت سعدؓ کے پاس لے گئے وہ مقید ہوا اور غالب جنگ کرنے کے لیے لوٹ آئے۔

جنگ کا آغاز:

حضرت عاصم بن عمرو بھی مقابلے کے لیے نکلے انہوں نے ایک ایرانی پر حملہ کیا وہ بھاگ نکلا۔ انہوں نے اس کا تعاقب کیا جب وہ دشمنوں کی صفوں میں آئے تو انہیں ایک سوار ملا جس کے ساتھ ایک خچر تھا۔ اس سوار نے انہیں دیکھ کر خچر کو چھوڑ کر اور بھاگ کر اپنے ساتھیوں سے پناہ کا طالب ہوا۔ انہوں نے اس کو پناہ دی۔ حضرت عاصم خچر اور اس کا ساز و سامان ہنکا کر لے آئے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کا نان بائی تھا اور اس کے پاس بادشاہ کا عمدہ کھانا' حلوا اور شہد وغیرہ تھا۔ وہ ان چیزوں کو حضرت سعد کے پاس لائے اور اپنے مورچے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت سعدؓ نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو آپ نے فرمایا ''ان چیزوں کو انہیں کے دستے کو دے دو اور یہ کہو کہ امیر نے تمہیں یہ عطا کیا ہے اسے تناول کرو'' چنانچہ انہیں یہ مال غنیمت مل گیا۔

اس اثناء میں جب کہ مسلمان چوتھی تکبیر کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک بنونہر کے پیدل دستوں کا سردار قیس بن خذیمہ بن جرثومہ اٹھ کر کہنے لگا ''اے بنونہر! تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں بنونہر اس لیے کہا جاتا ہے تاکہ تم سب سے پہلے اٹھو'' اس پر حضرت خالد بن عرفطہ نے فرمایا ''خدا کی قسم! تم اس کام سے باز آ جاؤ ورنہ میں کسی دوسرے کو تمہاری جگہ پر افسر مقرر کر دوں گا'' اس پر وہ شخص

رک گیا۔

سواروں کی جنگ:

جب سوار فوج کی لڑائی شروع ہوئی تو دشمن کا ایک شخص للکارا اور بولا ''کوئی مرد ہے؟'' اس پر حضرت عمرو بن معدی کرب جو اس کے سامنے تھے' اس کے مقابلے کے لیے آئے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے پھر اسے زمین پر گرا کر ذبح کر ڈالا' بعد ازاں وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ''کسی ایرانی کی اگر کمان گم ہو جائے تو وہ مینڈھے کی طرح لڑتا ہے'' اس کے بعد دونوں طرف کے فوجی دستے لڑائی کے لیے جمع ہو گئے۔ 4

عمرو بن معدیکرب کے کارنامے:

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت عمرو بن معدی کرب ہمارے پاس سے گزرے وہ صفوں کے درمیان پھرتے ہوئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے اور فرماتے تھے:

''یہ ایرانی سپاہی جب اپنے نیزے پھینکتے ہیں تو وہ مینڈھوں کی طرح لڑتے ہیں'' اس اثنا میں جب کہ وہ ہماری ہمت بڑھا رہے تھے کہ اچانک ایک ایرانی سپاہی نکلا وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک تیر چلایا۔ حضرت عمرو بن معدیکرب نے دیکھتے ہی اس پر حملہ کیا۔ اور اس سے بغل گیر ہو گئے پھر اس کا ٹپکا پکڑ کر اسے اٹھایا اور اپنے سامنے لے آئے' جب وہ آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس کی گردن توڑ دی۔ اس کے بعد اس کے گلے پر تلوار چلا کر اسے ذبح کر ڈالا۔ پھر اس کو باہر پھینک دیا اور فرمایا ''تم ان لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرو'' ہم نے کہا ''اے ابوثور! جیسا آپ کرتے ہیں۔ دوسرا ایسا کام نہیں کر سکتا ہے'' ایک دوسری سلسلہ روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عمرو بن معدیکرب نے اس کے ٹپکے' خود اور دیگر ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔

قبیلہ بجیلہ سے جنگ:

قیس بن ابی حازم کی روایت ہے کہ ایرانیوں نے قبیلہ بجیلہ کی طرف تیرہ ہاتھی روانہ کیے اسمٰعیل بن ابی خالد کی روایت ہے کہ قادسیہ کی جنگ محرم ۱۴ھ کے آغاز میں ہوئی لوگ دشمن کے مقابلے کے لیے نکلے تو ایرانیوں نے کہا' ہمیں کسی طرف بھیجا جائے۔ لہٰذا انہیں قبیلہ بجیلہ کی طرف بھیجا گیا وہاں انہوں نے سولہ ہاتھی روانہ کر دیئے۔

ہاتھیوں کے ذریعے جنگ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں ''جب سواروں کے مقابلے کے بعد فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو ہاتھی والے لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس کی وجہ سے مسلمانوں کے فوجی دستے منتشر ہو گئے اور ان کے گھوڑے بدکنے لگے۔ قریب تھا کہ قبیلہ بجیلہ کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ ان کے گھوڑے ہاتھیوں کے ڈر سے بدک کر بھاگنے لگے تھے اور مورچہ چھوڑ رہے تھے' صرف پیادہ فوج اس مورچے پر باقی رہ گئی تھی۔ حضرت سعدؓ نے بنو اسد کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ بجیلہ اور ان کے قریب کے لوگوں کی مدد کریں' لہٰذا حضرات طلیحہ بن خویلد' حمال بن مالک' غالب ابن عبداللہ اور ابیل بن عمرو اپنے فوجی دستوں کو لے کر پہنچے۔ انہوں نے ہاتھیوں کا مقابلہ کر کے انہیں وہاں سے ہٹا دیا۔ ان ہاتھیوں میں سے ہر ایک ہاتھی پر بیس سپاہی سوار تھے''۔

حضرت طلیحہ کی تقریر:

موسیٰ بن طریف روایت کرتے ہیں ''جب حضرت سعدؓ نے قبیلہ اسد سے مدد طلب کی تو حضرت طلیحہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی: اے میری قوم! امیر نے بھروسے کے لوگوں سے امداد طلب کی ہے اگر انہیں معلوم ہوتا کہ تمہارے علاوہ کوئی دوسرا قبیلہ بھی ان کی مدد کر سکتا ہے تو وہ ضرور اسی سے طالب امداد ہوتے۔ تم ان پر زور کا حملہ کرو اور بہادر شیروں کی طرح آگے بڑھو کیونکہ تمہارا نام اسد اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ تم شیروں جیسے کام کرو آگے بڑھ کر حملہ کرو اور پیچھے نہ ہٹو۔ جنگ کرتے رہو اور راہ فرار اختیار نہ کرو' تم اپنے مورچے پر ڈٹے رہو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کا نام لے کر ان پر حملہ کرو' معرور بن سوید اور شفیق نے یہ کہا'' خدا کی قسم! تم ان پر حملہ کرتے رہو''۔

قبیلہ اسد کا مقابلہ:

لہٰذا قبیلہ بنو اسد نیزہ بازی اور شمشیر زنی دونوں چیزوں سے حملہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے ہاتھیوں کو وہاں سے بھگا دیا۔ اس اثناء میں ایک بہت بڑا سورما سپاہی نکلا اور اس نے دعوت مبارزہ (انفرادی جنگ) دی' حضرت طلیحہ نے تھوڑی دیر میں اس کو قتل کر دیا۔

حضرت اشعث کے کارنامے:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں' حضرت اشعث بن قیس کندی نے اپنے قبیلہ کندہ کے سامنے اس موقع پر یہ تقریر کی۔ اے قبیلہ کندہ! اللہ بنو اسد کا بھلا کرے' دیکھو وہ کس طرح بہادری اور بے جگری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں' انہوں نے اپنے قریب کی فوجوں کو امداد سے بے نیاز کر دیا ہے مگر تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ کون تمہاری مدد کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے عربوں کے سامنے اپنی قوم کا عمدہ نمونہ پیش نہیں کیا ہے۔ اہل عرب جنگ کر رہے ہیں اور قتل ہو رہے ہیں مگر تم گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہو''۔

ان کی یہ تقریر سن کر اس قبیلہ کے دس نوجوان کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ آپ ہمیں ملامت کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم اچھے کارنامے انجام دیتے رہے ہیں۔ ہم نے عرب قوم سے کب غداری کی' اور ان کے سامنے کب برا نمونہ پیش کیا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس کے بعد حضرت اشعث بن قیس انہیں لے کر روانہ ہوئے اور اپنے سامنے کی دشمن کی فوجوں کو مار بھگایا۔

شدید جنگ:

جب ایرانیوں نے دیکھا کہ ہاتھی والی فوج بنو اسد کی فوج سے مقابلہ کر رہی ہے تو انہوں نے زور شور سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ان کی قیادت ذوالحاجب اور جالینوس کر رہے تھے۔ مسلمان ابھی تک چوتھی تکبیر کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف سے انتظار کر رہے تھے۔ ایرانیوں کی تمام فوج ہاتھیوں کو لے کر بنو اسد کے مقابلے پر آ گئی۔

بنو اسد اس صورت میں بھی ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے ایسے موقع پر حضرت سعدؓ نے چوتھی تکبیر کا نعرۂ بلند کیا اس وقت تمام مسلمانوں نے عام دھاوا بول دیا اور قبیلہ اسد کے محور پر جنگ کی چکی گردش کرتی رہی۔ (ایرانیوں کے) ہاتھیوں نے مسلمانوں کے میمنہ اور میسرہ سوار فوجوں پر حملہ کر دیا۔ گھوڑے ان سے بدکنے لگے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ اس موقع پر سواروں نے پیدل

فوج پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ ایسے موقع پر حضرت سعدؓ نے حضرت عاصم بن عمرو کو پیغام بھیجا اور فرمایا:

ہاتھی والوں کا مقابلہ:

اے قبیلہ بنو تمیم! کیا تم اونٹوں اور گھوڑے والے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس ان ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے؟'' وہ بولے ''کیوں نہیں ہے؟'' پھر حضرت عاصمؓ نے اپنے قبیلہ کے بہترین تیراندازوں اور ماہر جنگجو سپاہیوں کو بلوایا اور ان تیراندازوں سے کہا ''اے ماہر تیراندازو! تم اپنی تیراندازی سے ان ہاتھی والوں کا مقابلہ کرو''۔ دوسرے ہوشیار جنگی سپاہیوں سے کہا ''تم ان ہاتھیوں کے پیچھے جا کر ان کے ہودوں کے بند کاٹ دو'' پھر خود بھی ان کی حفاظت کے لیے نکلے اس وقت بھی جنگ کی چکی قبیلہ اسد پر گردش کر رہی تھی۔

ہاتھیوں کی تباہی:

اتنے میں حضرت عاصمؓ کے ساتھی ہاتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی دموں اور پچھلے حصوں کو پکڑ کر ان کے ہودوں کے بندوں کو کاٹ دیا۔ اس وقت ہاتھیوں والوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ہاتھی اپنے سواروں اور ساز و سامان سے خالی ہو گیا اور ہاتھی والے مارے گئے۔ اس طرح مسلمان مقابلہ کے صحیح مورچوں پر آ گئے اور قبیلہ اسد پر جو حد سے زیادہ جنگی دباؤ پڑ رہا تھا' وہ بھی دور ہو گیا اور تمام مسلح سوار اپنے اصلی مورچوں پر لوٹ آئے۔ یہ جنگ غروب آفتاب تک رہی۔ بلکہ رات کا ایک حصہ بھی گذر گیا۔ اس کے بعد فریقین نے لڑائی بند کر دی۔

قبیلہ اسد کے شاندار کارنامے:

جنگ کی اس شام تک قبیلہ اسد کے پانچ سو افراد شہید ہوئے۔ بہرحال یہ لوگ مسلمانوں کی بہت مدد کرتے رہے حضرت عاصمؓ نے دشمنوں پر سخت حملے بھی کیے اور مسلمانوں کی مدافعت اور محافظت بھی کی۔ یہ جنگ قادسیہ کا پہلا دن تھا اور اسے یوم ارماث کہتے ہیں۔

قاسم بنو کنانہ کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ ''اس دن تمام جنگی دستے حرکت میں آئے' قبیلہ اسد جنگ کا مرکز بنا رہا۔ اس دن شام تک ان کے پانچ سو سپاہی شہید ہوئے۔ اس بارے میں عمرو بن شاس اسدی (شاعر اشعار میں) یوں کہتا ہے''۔

اسدی شاعر کے اشعار:

۱۔ ہم نے چاروں طرف سے سواروں کو جمع کر کے کسریٰ (کی فوج کے مقابلے) کے لیے آئے۔

۲۔ ان سواروں نے انہیں رنج و غم میں مبتلا کر دیا اور بہت عرصے تک سوگوار رہے۔

۳۔ ہم نے فارس کی عورتوں کو اس حال میں چھوڑا کہ جب وہ ہلال کو دیکھتی ہیں تو رونے لگتی ہیں۔

۴۔ ہم نے رستم کی فوج اور اس کے فرزندوں کو زبردستی قتل کیا جبکہ ہمارے سواران کے اوپر گرد و غبار اڑا رہے تھے۔

۵۔ جہاں ہمارا ان سے مقابلہ ہوا تھا' ہم نے انہیں وہیں پڑا ہوا چھوڑا' اب وہ وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں۔

۶۔ پیرزان (ایرانی جرنیل) بھی بھاگ گیا اور وہ اپنے لشکر کی حفاظت نہیں کر سکا' بلکہ وہ ان کے لیے وبال جان ثابت ہوا۔

۷۔ خوفِ جان نے ہرمزان کو بھی بھگا دیا۔ اور وہ جلدی سے گھوڑا دوڑا کر چلا گیا۔

(عمرو بن شاس نے اس موقع پر) یہ اشعار بھی کہے ہیں:

(۱) قبیلہ اسد کو بخوبی معلوم ہے کہ جب عقلمندی کا تذکرہ ہو تو ہم بہت عقلمند ہیں۔

(۲) ہم (دشمن کی) ہر سرحد پر پہنچ جاتے ہیں خواہ ہمیں وہاں سوکھی گھاس ملے۔

(۳) تم دیکھو گے کہ ہمارے بہادر سپاہیوں کے پاس عمدہ گھوڑے ہیں جو جنگ کے لیے تیار رہے ہیں۔

(۴) ہمارے عمدہ گھوڑے اپنے سواروں کے سامنے سے ان کے دشمنوں کو ہٹا دیتے ہیں۔

(۵) انہوں نے ایسے لشکر جرار کو بھگایا جو گرد و غبار کا بادل بنے ہوئے تھے۔

(۶) ہم نے اہل فارس کے تمام ارادے خاک میں ملا دیئے حالانکہ ان کے ارادے اٹل تھے۔



باب ۱۳

یوم اغواث

محمد اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کی بیوہ سلمیٰ بنت خصفہ سے شراف کے مقام پر نکاح کر لیا تھا جب یوم ارماث کی جنگ ہوئی اور مسلح فوج گردش میں آئی تو اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ صرف پیٹ کے بل بہ مشکل بیٹھ سکتے تھے۔ اس وقت وہ بہت تلملا رہے تھے اور محل کے اوپر اور انتہائی گھبراہٹ اور بے چینی کا اظہار کر رہے تھے جب ان کی بیوی سلمیٰ نے جنہیں وہ اپنے ساتھ جنگ قادسیہ میں لائے تھے' اہل فارس کی کارگزاری دیکھی تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ''ہائے مثنیٰ! کاش ان مسلح سواروں کی مدد کے لیے کوئی آج مثنیٰ جیسا ہوتا۔ وہ آج ایسے مرد کے پاس ہے جو اپنے ساتھیوں اور اپنی حالت کو دیکھ پریشان ہو رہا ہے''۔ یہ سن کر حضرت سعدؓ نے انہیں ایک طمانچہ رسید کیا اور کہا''۔ (حضرت) مثنیٰ کا اس فوج سے کیا تعلق ہے جس پر جنگ کی چکی گھوم رہی ہے''۔ اس سے ان کی مراد قبیلہ اسد' حضرت عاصم اور ان کے سوار تھے۔ حضرت سلمیٰ نے کہا ''کیا آپ رشک و غیرت اور کمزوری کی وجہ سے (یہ فرما رہے ہیں)؟'' حضرت سعدؓ بولے ''آج اگر تم مجھے معذور نہیں سمجھ رہی ہو تو پھر کوئی بھی مجھے معذور نہیں سمجھے گا۔ حالانکہ تم میری حالت دیکھ رہی ہو تو ایسی صورت میں دوسرے لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھے معذور نہ سمجھیں''۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل اور کمزور انسان نہ تھے اور اس حالت میں وہ قابل ملامت نہ تھے۔

زخمیوں اور شہداء کا انتظام:

اگلے دن جب صبح ہوئی تو لوگ صف آرا ہو گئے' حضرت سعدؓ نے کچھ لوگوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ شہداء اور زخمیوں کو میدان جنگ سے لے آئیں۔ زخمیوں کو انہوں نے مسلم خواتین کے سپرد کیا' تاکہ وہ ان کی خبر گیری اور تیمارداری کریں تا آنکہ اللہ کا کوئی حکم ان کے بارے میں آئے۔ شہداء کو انہوں نے مشرق کے مقام پر دفن کر دیا جو عذیب اور عین الشمس کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس موقع پر لوگ جنگ کے لیے زخمیوں اور مردوں کے منتقل ہونے کا انتظار کرتے رہے۔

شام کی امدادی فوج:

جب انہیں اونٹوں پر رکھا گیا اور عذیب کی طرف جانے لگے تو اس وقت شام کی طرف سے گھوڑ سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ دمشق کی فتح جنگ قادسیہ ایک مہینے پہلے ہو گئی تھی۔ اس لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہؓ (سالار لشکر شام) کو لکھ بھیجا کہ وہ خالد کے ساتھی اہل عراق کو لوٹا دیں۔ اس خط میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو روک لیا اور ان کے لشکر کو روانہ کر دیا۔ یہ لشکر چھ ہزار افراد پر مشتمل تھا ان میں سے پانچ ہزار ربیعہ اور مضر کے قبائل کے افراد تھے اور ایک ہزار اہل یمن اہل حجاز تھے۔

شامی لشکر کی ترتیب:

انہوں نے اس پورے لشکر پر ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کو امیر بنایا اس کے اگلے حصے پر قعقاع بن عمرو تھے۔ انھیں جلد روانہ کیا گیا۔ اس کے ایک پہلو کے سردار قیس بن ہبیرہ مرادی تھے وہ ان جنگوں میں شریک نہیں ہوسکے تھے کیونکہ وہ یرموک کے مقام پر اس وقت پہنچے جب اہل عراق کو واپس بھیجا جارہا تھا۔ لہٰذا انہیں بھی ان کے ساتھ لوٹا دیا گیا۔

لشکر کے دوسرے پہلو پر ہزہاز بن عمرو العجلی تھے اور پچھلے حصہ (ساقہ) پر انس بن عباس مقرر ہوئے۔

ہراول دستے کی تدبیر:

حضرت قعقاع جو اگلے حصے کے سردار تھے۔ بہت جلد سفر طے کر کے یوم اغواث کی صبح عراق کی لشکر میں پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ تدبیر سمجھائی کہ وہ اپنے ایک ہزار کے لشکر کو دس حصوں میں تقسیم کرلیں جب دسواں حصہ تاحد نظر دور ہوجائے تو اس کے پیچھے وہ دوسرے دسویں حصے کو روانہ کریں۔ اس پہلے دسویں حصے میں حضرت قعقاع وہاں پہنچے۔ انہوں نے وہاں جاکر سلام کیا اور مسلمانوں کو لشکر کے آنے کی خوش خبری سنائی اور کہا ''اے لوگو! تم وہ کرو جو میں کررہا ہوں'' یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور مبارزہ (انفرادی جنگ کے لیے) دشمن کو للکارا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھی کہ ان کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ قول تھا کہ ''وہ لشکر ناقابل شکست ہے جہاں ان جیسے شخص موجود ہوں''۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

(جنگ کی للکار سن کر) ذوالحاجب نمودار ہوا۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' وہ بولا ''میں بہمن جاذویہ ہوں'' اس پر وہ للکار کر کہنے لگے۔ ''حضرت ابوعبیدؓ، سلیط اور یوم الجسر کے مقتولوں کا انتقام لیا جائے''۔

پھر دونوں میں جنگ شروع ہوئی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کردیا۔ اس کے بعد ان کے گھوڑ سوار ٹکڑوں میں تقسیم ہوکر گھومتے رہے اور رات تک گشت کرتے رہے اور لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کل مسلمانوں پر کوئی مصیبت نہیں آئی تھی کیونکہ ذوالحاجب کے قتل اور امدادی دستوں کے آنے سے بہت خوش تھے اور اہل عجم کو بھی شکست ہوگئی تھی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ دوبارہ للکارے اور کہا: کون مبارزہ (جنگ) کے لیے نکلتا ہے'' اس پر دو آدمی نکلے ان میں سے ایک کا نام میرزان تھا اور دوسرے کا نام بندوان تھا۔ لہٰذا قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبیلہ بنو تیم الآن کے ایک شخص حارث بن ظبیان بھی شامل ہو گئے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے میرزان سے جنگ کی اور شمشیر زنی کر کے اس کا سر کاٹ دیا۔ ابن ظبیان نے بندوان سے جنگ کی اور اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کے شہسوار دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بار بار یہ تاکید کررہے تھے ''اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی تلواروں سے خبر لو کیونکہ تلواروں سے ان کی بیخ کنی ہوگی۔ اس طرح مسلمانوں میں تعاون کا جذبہ کارفرما رہا اور وہ شام تک بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ اس دن اہل عجم نے کوئی موافق کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ مسلمان انہیں بہت قتل کرتے رہے۔ اس دن وہ ہاتھیوں کے ذریعے جنگ نہیں کرسکے' کیونکہ ان کے صندوق گذشتہ روز ٹوٹ گئے تھے اس لیے صبح سے وہ ان کی درستی میں مشغول رہے یہاں تک کہ دن گذر گیا۔

چار بھائیوں کی جنگ:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں ''قبیلہ نخع کی ایک خاتون کے چار فرزند تھے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے وہ خاتون اپنے بیٹوں سے کہنے لگی ''تم مسلمان ہونے کے بعد تبدیل نہیں ہوئے۔ تم نے ہجرت بھی کی' مگر تکالیف اور قحط سالی میں مبتلا نہیں ہوئے پھر تم اپنی بوڑھی والدہ کو لے کر آئے ہو اور اسے اہل فارس کے سامنے بٹھا دیا ہے۔ خدا کی قسم! تم ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے فرزند ہو میں نے تمہارے والد سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہیں ذلیل و رسوا کیا تم جاؤ اور جنگ میں ابتداء سے لے کر آخر تک شریک رہو''۔

اس کے بعد وہ دشمن پر ٹوٹ پڑے جب وہ ماں کی نظر سے اوجھل ہو گئے تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور یوں دعا مانگی:

''اے اللہ! تو میرے فرزندوں کی حفاظت کر''۔

چنانچہ یہ فرزند خوب جنگ کرتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی زخمی نہیں ہوا اور وہ صحیح سالم واپس آ گئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان میں سے ہر ایک نے دو دو ہزار کا وظیفہ حاصل کیا اور اپنی والدہ کے پاس جا کر وہ تمام ان کی گود میں ڈال دی۔ ان کی والدہ نے وہ رقم انہیں واپس کر دی اور اسے ان کی بھلائی اور مرضی کے مطابق تقسیم کیا۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی سرگرمیاں:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں۔ ''اس دن قبیلہ بنو یربوع کی شاخ رباح کے تین افراد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے رہے۔ جب بھی مسلمانوں کا کوئی دستہ نمودار ہوتا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اور ان کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے' اور ان کے حملے کے ساتھ ساتھ مسلح لشکر بھی حملہ کرتے رہے۔ قبیلہ بنو یربوع کے ان نامور افراد کے نام یہ ہیں:

(۱) نعیم بن عمرو بن عتاب (۲) عتاب بن نعیم (۳) عمرو بن شبیب

بہترین کارناموں پر انعام:

اس روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قاصد چار تلواریں اور چار گھوڑے لے کر پہنچا تاکہ انہیں ان حضرات میں تقسیم کیا جائے جنہوں نے بہترین جنگی کارنامے انجام دیئے ہوں' لہٰذا امیر لشکر نے حمال بن مالک' ابیل بن عمرو' طلیحہ بن خویلد الفقعسی' بلوایا یہ تینوں قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے ان کے علاوہ عاصم بن عمرو التمیمی کو بھی بلوایا اور انہیں (خلیفہ کی) تلواریں عطاء کیں۔ اس کے بعد حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمرو اور (مذکورہ بالا) یربوعی تین افراد کو گھوڑوں کا تین چوتھائی حصہ ملا اور قبیلہ اسد کو تلواروں کا تین چوتھائی حصہ ملا۔

جنگ کا نیا طریقہ:

سلیم بن عبدالرحمٰن السعدی روایت کرتے ہیں: جنگ کا آغاز ابتدائی دنوں میں سواروں کی جنگ سے ہوا۔ جب حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے کہا ''اے لوگو! تم وہ طریقہ اختیار کرو جو میں کرتا ہوں'' یہ کہہ کر وہ انفرادی جنگ کے لیے للکارے تو ذوالحاجب نمودار ہوا۔ آپ نے اسے قتل کر دیا پھر بیرزان نمودار ہوا تو اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہر سمت سے لوگ نکل آئے اور جنگ کا آغاز ہو گیا اور نیزہ بازی ہونے لگی۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائیوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر حملہ کیا۔ انہوں نے ان

اونٹوں کو جھول پہنا کر پوشیدہ کر دیا تھا۔ ان کے گھوڑے ان کی حفاظت کر رہے تھے اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ دونوں صفوں کے درمیان دشمن کے گھوڑ سواروں پر حملہ کریں تاکہ وہ ہاتھیوں کے مشابہ معلوم ہوں۔ لہٰذا انہوں نے جنگ اغواث میں وہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ اہل فارس نے جنگ ارماث میں اختیار کیا تھا۔ چنانچہ یہ اونٹ جہاں کہیں پہنچ جاتے تھے‘ وہاں دشمن کے گھوڑے بدک جاتے تھے اور مسلمانوں کے گھوڑ سوار ان پر غالب آ جاتے تھے اور جب ان کی یہ حالت نظر آئی تو اونٹوں نے جنگ اغواث میں اہل فارس کو اس سے زیادہ نقصان پہنچایا‘ جس قدر نقصان مسلمانوں کو جنگ ارماث میں اہل فارس کے ہاتھیوں سے ہوا تھا۔

جذبۂ شہادت:

قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام سواد تھا اور وہ دس آدمیوں کی حفاظت پر مقرر تھا‘ شہادت کے لیے بہت بے چین تھا‘ وہ دشمن پر شدید حملے کرتا رہا۔ جب اس کے باوجود وہ شہید نہیں ہوا تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ راستے ہی میں شہید ہو گیا۔

دلیرانہ جنگ:

علاء بن زیاد اور قاسم بن سلیم دونوں سلیم سے یہ روایت کرتے ہیں ”اہل فارس میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کو انفرادی جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے علباء بن جحش العجلی نکلے۔ علباء نے اسے گرا دیا دوسرا آدمی بھی مقابلے کے لیے آیا تو اس پر بھی ایسا وار کیا کہ اس کی انتڑیاں نکل آئیں۔ ایرانی تو فوراً مر گیا‘ دوسرا آدمی زندہ تھا۔ مگر انتڑیوں کی وجہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اس نے چاہا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو پیٹ کے اندر داخل کرے مگر یہ نہیں ہو سکا۔ اتنے میں ایک مسلمان اس کے پاس سے گذرا‘ اس نے اس سے کہا۔ تم میرے پیٹ کو درست کرو‘ اس نے اس کی انتڑیاں پیٹ میں داخل کر دیں۔ اس کے بعد وہ ایرانی صفوں کی طرف روانہ ہوا۔ وہ ابھی تیس گز آگے چلنے نہیں پایا تھا کہ وہ مر گیا۔

اہل فارس میں سے پھر ایک آدمی مقابلہ کے لیے نکلا اور جنگ کے لیے للکارا۔ اس کے مقابلے کے لیے اعرف بن اعلم عقیلی آئے اور اسے انہوں نے قتل کر دیا پھر دوسرا آدمی آیا اسے بھی انہوں نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے بہت سے سواروں نے گھیر لیا اور ان کے ہتھیار بھی لے لیے۔ مگر وہ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آئے۔

تیس حملے:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے اس دن تیس حملے کیے۔ جب کوئی فوجی دستہ نمودار ہوتا تھا تو وہ اس پر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچاتے۔

محمد‘ طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے جنگ اغواث میں تیس حملوں میں تیس افراد قتل کیے۔ ہر حملے میں وہ کسی نہ کسی کو قتل کیا کرتے تھے ان کا آخری مقتول بزرجمہر الہمدانی تھا۔

اعور بن قطبہ نے سجستان کے شہر براز سے مبارزہ (جنگ) کیا اس میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو قتل کیا۔

آدھی رات تک جنگ:

محمد‘ طلحہ‘ زیاد اور ابن مخراق‘ قبیلہ طے کے ایک شخص کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ اس دن دونوں طرف سے سوار آپس میں صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے‘ جب دن گذر گیا تو عام حملہ شروع ہوا جو آدھی رات تک جاری رہا۔ ارماث کی رات پرسکون رات

کہلائی جاتی ہے اور معرکہ اغواث کی شب ''سیاہ رات'' کہلائی جاتی ہے۔ مسلمان قادسیہ میں یوم اغواث کو فتح کا دن سمجھتے ہیں کیونکہ اس دن انہوں نے اہل عجم کے ممتاز لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ اس دن مرکزی فوج (قلب) کے سوار بھی خوب لڑتے رہے اور ان کے پیادے بھی ثابت قدم رہے۔ اگر مسلمانوں کے گھوڑ سوار لوٹ کر نہ آ جاتے تو رستم گرفتار ہو جاتا۔

خوشی کی رات:

جنگ ختم ہونے کے بعد مسلمانوں نے وہ رات اسی طرح گذاری جس طرح دشمنوں نے ارماث کی رات گذاری تھی۔ مسلمان خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ جب سعدؓ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا ''اگر مسلمان خوشی مناتے رہیں تو مجھے نہ جگانا کیونکہ وہ دشمن پر طاقتور ہیں۔ اگر وہ خاموش ہو جائیں اور دشمن بھی خوشی نہ منائیں، تو اس صورت میں بھی مجھے نہ جگاؤ کیونکہ فریقین مساوی حالت میں ہوں گے۔ اگر تم دشمن کو خوشیاں مناتے ہوئے دیکھو تو ایسی صورت میں مجھے جگا دینا کیونکہ ان کی یہ آواز برائی پر مبنی ہوگی۔

ابو محجنؓ کا واقعہ:

جب رات کی تاریکی میں سخت جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت ابو محجن حضرت سعدؓ کے پاس محل میں مقید تھا۔ شام کے وقت وہ حضرت سعدؓ کے پاس اوپر گیا اور ان سے معافی کا طلب گار رہا، مگر انہوں نے اسے دھمکا کر واپس بھیج دیا۔ نیچے آ کر اس نے (ان کی زوجہ محترمہ) سلمٰی بنت خصفہ سے کہا ''اے سلمٰی بنت آل خصفہ! کیا آپ نیکی کا کام کریں گی؟'' وہ بولیں ''وہ کام کیا ہے؟'' ابو محجن نے کہا: ''آپ مجھے چھوڑ دیں اور یہ گھوڑا ابلقاء مجھے مستعار دے دیں۔ خدا کی قسم! اگر اللہ نے مجھے زندہ اور سالم رکھا تو میں واپس آ کر اپنے پاؤں میں بیڑی پہن لوں گا''۔

انہوں نے کہا ''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے'' اس (انکار) پر اس نے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

ابو محجنؓ کے اشعار:

۱۔ میرے لیے یہ رنج و غم کیا کم ہے کہ جب گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہوں اس وقت میں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا بیٹھا رہوں۔

۲۔ جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہے (کی بیڑیاں) مجھے روک لیتی ہیں، حالانکہ میرے سامنے گرنے اور مرنے سے ایسے مناظر پیش ہوتے ہیں جو پکارنے والے کو بہرہ کر دیتے ہیں۔

۳۔ میں بہت مال دار تھا اور میرے بھائی بھی بہت تھے مگر اب انہوں نے مجھے ایسی حالت میں تن تنہا چھوڑ دیا ہے جیسے کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔

۴۔ میں نے اللہ سے یہ پختہ عہد کیا ہے جسے ہرگز نہیں توڑوں گا کہ اگر مجھے رہا کر دیا جائے تو میں شراب فروش کی دوکان کے پاس نہیں پھٹکوں گا''۔

ابو محجنؓ کے کارنامے:

اس پر حضرت سلمٰیؓ نے فرمایا ''میں نے اللہ سے استخارہ کیا ہے، اور تمہارے معاہدے کو ماننے کے لیے تیار ہوں'' یہ کہہ کر

انہوں نے اسے چھوڑ دیا مگر یہ فرمایا "بلقاء گھوڑا میں تمہیں نہیں دوں گی" اس کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئیں۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ گھوڑا کھول کر اسے محل کے اس دروازے سے نکال کر لے گیا جو خندق کے قریب تھا۔ وہ اس پر سوار ہو کر اور میمنہ (دائیں بازو کی فوج) کے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے دشمن کے میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر حملہ کر دیا۔ وہ دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں سے حملہ کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی بائیں بازو کی فوج (میسرہ) کے پیچھے سے نکل کر گیا اور نعرۂ تکبیر بلند کر کے دشمن کے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ وہ دونوں صفوں کے درمیان اپنے نیزے اور ہتھیاروں کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کے مرکزی فوج (قلب) کے پیچھے سے گیا اور وہاں سے بھی اسی طرح حملہ کرتا رہا۔ وہ دشمن پر گرجتے ہوئے زوردار حملے کر رہا تھا جس پر مسلمانوں کو تعجب تھا کیونکہ وہ اسے پہچانتے نہیں تھے اور نہ انہوں نے اس کو دن کے وقت دیکھا تھا۔ بعض مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ یہ حضرت ہاشم کے ہراول دستے کا آدمی ہے یا خود حضرت ہاشم ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حیرانی:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ محل کے اوپر سے جھکے ہوئے مسلمانوں کی فوج کی نگرانی کر رہے تھے انہوں نے اسے دیکھ کر یہ فرمایا "اگر ابو محجن قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ وہ ابو محجن ہے اور یہ گھوڑا بلقاء ہے"۔ کسی کی یہ رائے تھی کہ "اگر حضرت خضر (علیہ السلام) جنگوں میں شریک ہو سکتے ہیں تو ہم یہ کہتے کہ بلقاء گھوڑے کے مالک حضرت خضر ہیں"۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا "اگر فرشتے براہ راست جنگوں میں شریک ہوتے تو ہم یہ کہتے کہ ایک فرشتہ ہماری حوصلہ افزائی کر رہا ہے"۔ ابو محجن کا کوئی تذکرہ نہیں کر رہا تھا اور نہ کسی کے ذہن میں اس کا تصور آ سکا کیونکہ ان کے خیال میں ابو محجن قید میں تھا۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ کی واپسی:

جب آدھی رات ہو گئی تو اہل فارس نے جنگ بند کر دی اور مسلمان بھی لوٹ آئے اس وقت ابو محجن بھی جس دروازے سے نکلا تھا' اس دروازے سے محل کے اندر چلا گیا۔ اس نے گھوڑے کو باندھا اور اپنے پاؤں میں بدستور بیڑیاں ڈال لیں اس کے بعد اس نے یہ اشعار کہے:

اشعار:

۱۔ قبیلہ بنو ثقیف کسی فخر کے بغیر یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم شمشیر زنی میں بہتر ہیں۔

۲۔ ہمارے پاس ان سب سے زیادہ مکمل زرہیں موجود ہیں جس وقت لوگ جنگ کے لیے کھڑے ہونے کو پسند کریں تو اس وقت ہم سب سے زیادہ صابر ہوتے ہیں۔

۳۔ ہم روزانہ ان کے وفد بنتے ہیں اگر وہ یہ بات نہ جانتے ہوں تو اس کے بارے میں کسی واقف کار سے پوچھ لیں۔

۴۔ جنگ قادسیہ کی شب کو وہ مجھے نہیں پہچان سکے اور میں نے بھی اپنے نکلنے اور حملہ کرنے کے راز سے انہیں آگاہ نہیں کیا۔

۵۔ اگر مجھے قید میں رکھا گیا ہے تو یہ میری آزمائش ہے تاہم اگر مجھے رہا کر دیا جائے تو میں انہیں (دشمن کو) موت کا مزہ چکھاؤں گا۔

ابو محجن رضی اللہ عنہ کا جرم:

حضرت سلمٰی نے اس سے پوچھا "تمہیں کس جرم میں قید کیا گیا ہے" وہ بولا: "خدا کی قسم! مجھے کسی حرام چیز کے کھانے یا پینے

کے جرم میں قید نہیں کیا گیا ہے' بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں عہد جاہلیت میں شراب پیتا تھا اور چونکہ میں شاعر ہوں' اس لیے (اس کے بارے میں) کچھ اشعار میری زبان سے بے اختیار نکل گئے۔ جس میں شراب کی تعریف کی گئی تھی اس کی وجہ سے مجھے مقید کیا گیا ہے۔ میں نے یہ اشعار کہے تھے:

۱۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کی جڑ کے قریب دفن کرنا' تاکہ مرنے کے بعد اس کی رگیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔

۲۔ مجھے ویران جنگل میں دفن نہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ذائقہ نہیں چکھ سکوں گا۔

ابو محجنؓ کی رہائی:

حضرت سلمیٰ یوم ارماث سے پہلے کی شام سے حضرت سعدؓ سے (مذکورہ بالا گفتگو کی وجہ سے) ناراض تھی' مگر (ابو محجنؓ کی خاطر) وہ اس واقعہ کے بعد اگلے دن صبح کو حضرت سعدؓ کے پاس آئیں اور ان سے صلح کر لی اور انہیں ابو محجن کا واقعہ سنایا۔ حضرت سعدؓ نے اس کو بلا کر رہا کر دیا اور فرمایا:

''جاؤ میں تمہیں کسی بات پر اس وقت تک نہیں پکڑوں گا جب تک کہ تم عملی طور پر اسے انجام نہیں دو گے''۔

ابو محجنؓ نے بھی (وعدہ کرتے ہوئے) کہا:

''میں بھی اپنی زبان کو کسی بری چیز کی تعریف میں آلودہ نہیں کروں گا''۔



باب ۱۴

یوم عماس

محمد‘ طلحہ‘ زیاد اور ابن مخراق قبیلہ طے کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب جنگ کا تیسرا دن شروع ہوا تو مسلمان اور اہل عجم اپنے اپنے موروچوں پر موجود تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے سخت زخمی سمیت دو ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مشرکوں کے دس ہزار سپاہی مارے گئے۔

شہداء کی تجہیز و تدفین:

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حکم دیا تھا کہ جو چاہے وہ شہداء کو غسل دے اور اگر لوگ چاہیں تو وہ اپنے شہداء کو انہی کے خون میں (غسل دیئے بغیر) دفن کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنے شہیدوں کی لاشیں حاصل کیں اور انہیں پیچھے کی طرف روانہ کر دیا اور جو لوگ ان لاشوں کو جمع کر رہے تھے اور وہ انہیں قبرستان کی طرف لے گئے اور جو خطرناک طور پر زخمی تھے‘ انہیں مسلم خواتین کے سپرد کیا جا رہا تھا۔ شہداء کے نگراں حاجب بن زید تھے۔ عورتوں اور بچوں نے گذشتہ دو دنوں میں قبریں کھودیں اور ان میں جنگ قادسیہ کے ڈھائی ہزار شہداء دفن کیے گئے۔

حاجب بن زید اور شہداء کے اعزہ اور رشتہ دار غریب اور قادسیہ کے درمیان کھجور کے ایک درخت کے پاس سے گذرے جو اس زمانے میں وہاں تن تنہا کھجور کا درخت تھا۔ زخمی مسلمان اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ کر اس کی تعریف میں اشعار کہنے لگے۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی ہدایات:

محمد‘ طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ رات بھر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے رہے کہ وہ اپنے انہی موروچوں کو سنبھالے رہیں جن پر وہ گذشتہ کل ڈٹے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ فرمانے لگے۔

”جب آفتاب طلوع ہو جائے تو تم سو سو کے دستے میں حملہ کرنے کے لیے جاؤ۔ جب سو کا ایک دستہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس کے بعد سو سپاہیوں پر مشتمل دوسرا دستہ جائے اگر ہاشم (جو شام سے بھیجی ہوئی فوج کے سپہ سالار تھے) آ جائیں تو بہت بہتر ہے‘ ورنہ تم ہی اس طریقے سے مسلمانوں کے دلوں میں جوش و خروش اور امید کے جذبات کی تجدید کرتے رہو۔

انہوں نے حسب ہدایات ایسا ہی کیا اور کسی کو ان کی یہ چال محسوس تک نہ ہوئی۔

میدان میں دشمن کی لاشیں:

جب صبح ہوئی تو مسلمان سپاہی اپنی موروچے پر چلے گئے انہوں نے اپنے شہیدوں کو حاجب بن زید کے حوالے کر دیا تھا۔ مشرکوں کے مقتولین ابھی تک دونوں صفوں کے درمیان پڑے ہوئے تھے‘ وہ اپنے مردوں کے پاس نہیں جاتے تھے لہٰذا ان مقتولین کی (میدان جنگ میں) موجودگی مسلمانوں کے حق میں مفید ثابت ہوئی اور اس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں تقویت پہنچی۔

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی تدبیر:

جب آفتاب طلوع ہوا تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ سوار دستوں کی نگرانی کر رہے تھے جب ان کے گھوڑے آگے بڑھے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمانوں نے بھی جواب میں نعرۂ تکبیر کہا اور وہ سمجھے کہ امدادی فوج آ گئی ہے۔ حضرت عاصم بن عمرو نے بھی ہدایت کی تھی کہ ان کی فوج بھی ایسا کرے چنانچہ وہ خفانی کی طرف سے آئی۔ اس کے بعد شہسوار آگے بڑھے اور اپنے فوجی دستوں میں منقسم ہو گئے اور شمشیر زنی و نیزہ بازی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں کی فوجی کمک لگاتار آ رہی تھی۔

حضرت ہاشم کی آمد:

جب حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا آخری دستہ میدان جنگ میں پہنچا تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ بھی (شام سے) سات سو کی فوج لے کر آ پہنچے۔ مسلمانوں نے ان کو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کی ان تدبیروں سے مطلع کیا جو انہوں نے ان دو دنوں میں اختیار کی تھیں' لہٰذا انہوں نے بھی اپنے ساتھیوں کو ستر ستر سپاہیوں کے فوجی دستوں میں تقسیم کیا اور جب حضرت قعقاع کا آخری دستہ میدان جنگ میں پہنچ گیا تو حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ نے اپنے ستر سپاہیوں کو قیس بن ہبیرہ کی قیادت میں بھیجا۔ انہوں نے کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ وہ براہ راست یمن سے یرموک پہنچے تھے اور حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔

تیراندازی کا کمال:

حضرت ہاشمؓ جب مرکزی فوج (قلب) میں پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا وہ اپنے مورچوں پر پہنچ چکے تھے۔ حضرت ہاشمؓ نے ہدایت کی کہ جنگ کا آغاز سواروں کی لڑائی سے کیا جائے' پھر تیراندازی ہو گی۔ پھر انہوں نے اپنی کمان پر تیر چڑھایا اور لوگوں سے کہنے لگے "تمہارے خیال میں میرا تیر کہاں تک پہنچے گا؟" وہ بولے "عتیق تک" لہٰذا انہوں نے تیر کمان پر چڑھا کر مارا تو وہ عتیق تک پہنچ گیا۔ اس طرح کئی مرتبہ ان کے تیر وہاں تک پہنچتے رہے۔

ہاتھیوں کی دوبارہ فوج:

مشرکین رات بھر اپنے (ہاتھیوں کے) صندوقوں اور ہودوں کو درست کرتے رہے تا آنکہ انہوں نے انہیں درست کر لیا اور وہ اپنے مورچوں پر آ گئے' ہاتھیوں کو بھی وہ لے آئے۔ پیدل فوج اس بات کی حفاظت کر رہی تھی کہ کہیں ان کے ہودوں کو نہ کاٹ دیا جائے پیدل فوج کی حفاظت کے لیے سوار فوج تھی' جب وہ مسلمانوں کے فوجی دستہ کا قصد کرتے تھے تو وہاں ہاتھی اور ان کی فوج بھیج دیتے تھے تاکہ مسلمانوں کے گھوڑے بدک جائیں۔ مگر گذشتہ دنوں کی طرح وہ خراب کارروائی نہیں کر سکے۔ کیونکہ جب ہاتھی تن تنہا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ کوئی نہیں ہوتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے مگر جب اس کے چاروں طرف آدمی ہوتے ہیں تو وہ مانوس رہتا ہے۔ بہر حال جنگ اسی طرح جاری رہی یہاں تک کہ دن ڈھل گیا۔

گھمسان کا رن:

یوم عماس میں شروع سے لے کر آخر تک نہایت گھمسان کا رن پڑا۔ اس میں عرب وعجم دونوں کا پلہ بھاری تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ معمولی سے معمولی بات بھی لوگ یزدگرد تک پہنچا دیتے تھے اور وہ انہیں امدادی کمک بھیجتا تھا جس سے اہل فارس کو تقویت پہنچتی تھی۔ اگر اللہ مسلمانوں کی اس تدبیر سے مدد نہ کرتا جو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان دونوں دنوں میں اختیار کی تھی تو مسلمان شکست کھا جاتے۔

ہاشم کی فوج:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ ہاشم بن عتبہ شام سے سات سو سپاہیوں کے ساتھ آئے ان کے ساتھ قیس بن مکشوح المرادی بھی تھا۔ یہ لوگ یرموک اور دمشق کی فتح کے بعد آئے تھے۔ حضرت ہاشمؓ نے جلد ستر سپاہی حملہ کرنے کے لیے بھجوائے۔ ان میں سعید بن عمران الہمدانی بھی شامل تھے۔ مجالد روایت کرتے ہیں کہ قیس بن ابی حازم حضرت ہاشمؓ کے آگے کے دستے میں حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

عصمۃ الواجلی جو جنگ قادسیہ میں شریک تھے، روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم شام سے اہل عراق کو لے کر آئے انہوں نے جلد ایک فوجی دستہ حملہ کے لیے بھیجا جس میں ابن المکشوح بھی شامل تھا۔ جب وہ قریب پہنچے تو ان کے ساتھ تین سو سپاہی تھے وہ اس وقت پہنچے جب مسلمان اپنے جنگی مورچوں پر ڈٹے ہوئے تھے لہٰذا وہ بھی ان کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

شدید ترین جنگ:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ جنگ کا تیسرا دن یوم عماس تھا۔ قادسیہ کی جنگوں میں اس سے زیادہ شدید جنگ کوئی نہیں ہوئی اس میں فریقین ہم پلہ تھے اور ہر فریق اپنے نقصانات پر صابر و شاکر تھا۔ مسلمانوں کو بھی اس جنگ میں اتنا ہی نقصان پہنچا جس قدر کافروں کو نقصان پہنچا تھا۔

اسمٰعیل بن محمد بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ یوم عماس میں قادسیہ آئے۔ وہ گھوڑے کے بجائے گھوڑی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے۔ جب وہ لشکر میں پہنچے تو انہوں نے ایک تیر چلایا جو ان کی گھوڑی کے کان کو جا کر لگا۔ انہوں نے کہا "اس بات پر افسوس ہے، تمہارے خیال میں میرا تیر کہاں تک پہنچ سکتا ہے؟"۔

لوگوں نے کہا "ایسے اور ایسے مقام تک" اس پر وہ گھوڑی سے اتر آئے اور اسے چھوڑ کر تیر چلانے لگے تو وہ اس جگہ پہنچے جہاں تک پہنچنے کے لیے لوگوں نے کہا تھا۔ محمدؐ طلحہ اور زیاد کی روایت ہے کہ وہ میمنہ میں تھے۔ ابوکبران حسن بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ قیس بن المکشوح کہتے ہیں کہ ان کی شام سے آمد حضرت ہاشمؓ کے ساتھ تھی۔ انہوں نے اپنے قریب کے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:

قیس کی تقریر:

"اے اقوام عرب! خداوند تعالیٰ کا یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے تمہیں مسلمان بنایا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تمہیں عزت بخشی اور تم خدا کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ تمہاری دعوت ایک ہے اور تم متحد ہو گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم میں سے ہر ایک دوسرے پر شیر کی طرح حملہ کرتا تھا اور ایک دوسرے پر بھیڑیے کی طرح جھپٹتا تھا اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے ہاتھوں فارس کو فتح کرائے گا جب کہ تمہارے بھائی اہل شام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے شام کو فتح کرایا ہے اور وہاں کے سرخ محل و قصور اور سرخ گھوڑوں پر مسلمان قابض ہو گئے ہیں"۔

حضرت عمرو بن معدیکرب کی شمشیر زنی:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدی کرب نے فرمایا: میں ہاتھیوں اور اس کے اردگرد کی فوج پر ہاتھیوں

کی فوج سے حملہ کرنے والا ہوں' تم مجھے قربانی کا جانور سمجھ کر نہ چھوڑ دینا اگر تم (میری مدد کے لیے) دیر سے آئے تو ابوثور (میرا) کا کام تمام ہو جائے گا۔ پھر تمہیں ابوثور جیسا (شہسوار) کہاں ملے گا۔ اگر تم میرے پاس پہنچ گئے تو تم میرے ہاتھ میں تلوار دیکھو گے''۔ یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کر دیا اور مشرکوں پر اس زور سے تلوار چلاتے رہے کہ گرد و غبار چھا گیا۔ ان کے ساتھیوں نے (مسلمانوں سے) کہا ''تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ اگر تم نے اسے کھو دیا تو یوں سمجھو کہ مسلمانوں نے اپنے ایک بہت بڑے شہسوار کو ہاتھ سے کھو دیا''۔ اس کے بعد انہوں نے مل کر حملہ کیا تو مشرکین نے انہیں (حضرت معدی کرب کو) نیزے سے زخمی کرنے کے بعد چھوڑ دیا وہ اس وقت بھی تلوار سے حملہ کر رہے تھے ان کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا تھا۔

جب حضرت عمرو بن معدی کرب نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اہل فارس انہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو انہوں نے ایک ایرانی کے گھوڑے کی ٹانگ پکڑ لی۔ جب ایرانی نے گھوڑے کو حرکت دی تو وہ بے چین ہو گیا' اس وقت اس ایرانی نے حضرت عمرو کو دیکھا اور وہ ان کے مقابلہ کے لیے آیا' مسلمانوں نے بھی اسے دیکھ کر گھیر لیا اس پر وہ گھوڑے سے اتر کر ان کے ساتھیوں سے بات چیت کرنے لگا۔ حضرت عمرو نے کہا ''مجھے اس کی لگام دے دو'' ان کے ساتھیوں نے ان کے ہاتھ میں لگام دے دی تو وہ اس پر سوار ہو گئے۔

شبر بن علقمہ کا کارنامہ:

اسود بن قیس بیان کرتے ہیں کہ اس کے بزرگوں نے جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے' یہ بیان کیا ہے کہ جب یوم عماس شروع ہوا تو اہل فارس کا ایک شخص نکلا۔ جب وہ دونوں صفوں کے درمیان پہنچا تو وہ چلانے لگا اور گرج کر بولا ''کون مقابلے کے لیے آ رہا ہے'' اس وقت مسلمانوں میں سے ایک شخص نکلا جسے شبر بن علقمہ کہا جاتا ہے وہ نہایت پستہ قد اور بدصورت تھا۔ وہ بولا ''اے مسلمانو! اس شخص نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے مگر کسی نے اس کا جواب نہیں دیا اور نہ کوئی اس کی طرف نکلا۔ خدا کی قسم! اگر تم مجھے حقیر نہ سمجھو تو میں اس کے مقابلے کے لیے نکل سکتا ہوں''۔ جب اس نے دیکھا کہ کوئی اس کو نہیں منع کر رہا ہے تو وہ اپنی تلوار اور نیزہ لے کر آگے بڑھا۔ ایرانی اسے دیکھ کر چلایا پھر وہ اتر کر اس کے مقابلے کے لیے آیا۔ انہوں نے اسے اٹھا لیا اور وہ اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے پھر اس کو قتل کرنے کے لیے تلوار نکالی۔ اس وقت گھوڑے کی رسی کا سرا ان کے ٹیکے سے بندھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے تلوار نکالی تو گھوڑا بدکا اور وہ بھی اس کے ساتھ گھسٹتے ہوئے چلے گئے۔ اس ایرانی کے ساتھی چلانے لگے تو وہ بولے ''تم جس قدر چاہو چلاؤ' خدا کی قسم! میں اسے قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا اور پھر میں اس کا تمام سامان چھین لوں گا'' یہ کہہ کر انہوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا پھر وہ سامان لے کر حضرت سعدؓ کے پاس آئے تو وہ بولے ''ظہر کے وقت لے کر آنا'' چنانچہ وہ اس وقت آئے تو حضرت سعدؓ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا ''میری رائے یہ ہے کہ میں یہ سامان اس کو بخشش کر دوں کیونکہ جو کوئی کسی کا سامان اسے قتل کرنے کے بعد لیتا ہے تو وہ اسی کا ہوتا ہے'' چنانچہ اس نے اس سامان کو بارہ ہزار میں فروخت کر دیا۔

ہاتھیوں کی تباہی کا طریقہ:

محمد' طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ نے دیکھا کہ ہاتھی مسلمان دستوں کو منتشر کر رہے ہیں اور یوم ارماث کی طرح اپنا کام کر رہے ہیں تو انہوں نے ضخم' مسلم' رافع' عشنق اور ان کے ایرانی ساتھیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے بلوایا' جب وہ آئے تو

انہوں نے ہاتھیوں کے بارے میں دریافت کیا کہ ہاتھیوں کے قتل ہونے کے مقامات کیا ہے؟'' انہوں نے کہا ''سونڈ اور آنکھیں ہیں ان کے بعد وہ بالکل بیکار ہو جاتے ہیں'' اس کے بعد حضرت سعدؓ نے عمرو کے دونوں فرزند قعقاع اور عاصم کو یہ پیغام بھیجا۔ ''تم دونوں مجھے سفید ہاتھی سے نجات دلاؤ'' یہ ہاتھی ان کے سامنے تھا۔ اسی طرح حمال اور ابیل کو کہلا بھیجا کہ وہ دونوں اپنے سامنے کے ہاتھی کا مقابلہ کریں۔

سونڈ اور آنکھوں پر حملہ:

حضرت قعقاع اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہما نے دو سخت نیزے لیے اور گھوڑ سواروں اور پیدل فوج کو حکم دیا کہ وہ اس ہاتھی کو گھیر لیں۔ حمال اور ابیل نے بھی اپنے ہاتھی کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا جب وہ دونوں ہاتھی چاروں طرف سے گھر گئے تو وہ دائیں بائیں دیکھنے لگے تو اس وقت حضرات قعقاع اور عاصم نے سفید ہاتھی کی آنکھوں میں نیزے گھونپ دیئے۔ ہاتھی نے گھبرا کر اپنے فیل بان کو گرا دیا اور اپنی سونڈ لٹکائی تو حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ نے تلوار مار کر اسے گرا دیا۔ اور وہ اپنے پہلو کے بل جا گرا' ہاتھی پر جو سوار تھے وہ سب مارے گئے۔ اس طرح حمال نے حملہ کیا اور انہوں نے ابیل سے کہا ''یا تم اس کی سونڈ پر تلوار مارو اور میں اس کی آنکھ میں نیزہ گھونپوں یا تم اس کی آنکھ پر نیزہ مارو اور میں اس کی سونڈ پر تلوار ماروں'' ابیل نے تلوار کے حملے کو پسند کیا۔ تو حمال نے ہاتھی پر اس وقت حملہ کیا جب وہ اپنے چاروں طرف کے لوگوں کو دیکھنے میں مشغول تھا' اس وقت انہوں نے اس کی آنکھ میں نیزہ گھونپ دیا تو وہ دبک کر بیٹھ گیا پھر وہ سیدھا ہوا تو ابیل نے تلوار ماری' اس وقت اس نے سونڈ نکالی جب اس کے فیل بان نے انہیں دیکھا تو اس نے کلہاڑی سے ان کی ناک اور پیشانی کو زخمی کر دیا۔

بڑے ہاتھیوں کی تباہی:

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسد کے دو افراد نے جن کا نام ابیل اور حمال ہے۔ یوں کہا ''اے مسلمانو! کون سی موت سخت ہے؟'' وہ بولے ''اس ہاتھی پر حملہ کیا جائے۔ اس پر انہوں نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور اپنے سامنے کے ہاتھی پر حملہ کیا اور ان دونوں میں سے ایک نے ہاتھی کی آنکھ میں نیزہ مارا تو ہاتھی اپنے پیچھے کے آدمیوں کو روندنے لگا۔ دوسرے شخص نے اس کی سونڈ پر تلوار ماری تو فیل بان نے ان کے منہ پر کلہاڑا مارا' لہٰذا حمال اور ابیل وہاں سے چلے گئے۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی نے بھی اپنے سامنے کے ہاتھی پر حملہ کیا ان دونوں نے اس ہاتھی کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں اور اس کی سونڈ کاٹ دی تو وہ ہاتھی حیران و پریشان دونوں صفوں کے درمیان پھرتا رہا۔ جب وہ مسلمانوں کی صفوں کی طرف آتا تو وہ اسے زخمی کر دیتے تھے اور جب وہ مشرکوں کی صفوں کی طرف جاتا تو وہ اسے ہٹا دیتے تھے۔

ہاتھیوں میں بھگدڑ:

حضرت شعبی کی دوسری روایت ہے کہ ان ہاتھیوں میں دو ہاتھی بہت ممتاز تھے۔ قادسیہ کی جنگ میں ایرانیوں نے ان دو بڑے ہاتھیوں کے ساتھ قلب (مرکزی فوج) پر حملہ کیا تو حضرت سعدؓ نے قعقاع اور عاصم کو جو قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتے تھے' نیز حمال اور ابیل کو جو قبیلہ اسد سے تعلق رکھتے تھے ان دونوں ہاتھیوں کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے آگے کے واقعات پہلی روایت کے مطابق ہیں مگر اس پر مزید اضافہ یہ ہے '' دونوں ہاتھی سور کی طرح چلا رہے تھے۔ اس کے بعد وہ ہاتھی جو کانا ہو گیا تھا' پیٹھ موڑ کر بھاگا اور نہر

عتیق میں کود پڑا' دوسرے ہاتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور وہ ایرانیوں کی صفوں سے نکل گئے اور ان ہاتھیوں نے بھی اس کے پیچھے چل کر نہر عتیق کو عبور کیا اور اپنے ہودوں سمیت مدائن پہنچ گئے۔ اور جو ہاتھیوں پر سوار تھے' وہ سب ہلاک ہو گئے۔

تلواروں کی شدید جنگ:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب ہاتھی چلے گئے اور صرف مسلمان اور اہل فارس باقی رہ گئے تو اس وقت دن ڈھل چکا تھا اس وقت مسلمانوں نے پھر شدید حملہ کیا اور ان کی حفاظت انہی شہسواروں نے کی جو دن کے ابتدائی حصے میں جنگ کر رہے۔ ان کی بدولت مسلمانوں نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ شام تک تلواروں سے جنگ کرتے رہے اور فریقین کا پلہ برابر رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب مسلمانوں نے ہاتھیوں کا خاتمہ کیا تو اونٹوں کے دستے قائم ہو گئے تھے اور ان کے ذریعے مقابلہ ہوتا رہا تھا۔

لیلۃ الہریر:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لڑائی میں شام ہو گئی تو رات میں بھی نیزہ بازی ہوتی رہی اور گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین جنگ پر ڈٹے رہے اس لیے دونوں ہم پلہ رہے۔ اس رات کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے اس کے بعد قادسیہ میں رات کے وقت کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

حفاظتی دستہ:

عبدالرحمٰن بن جیش روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے لیلۃ الہریر میں حضرت طلیحہ اور عمرو کو لشکر کے نچلے حصے کی طرف بھیجا' تا کہ وہ دونوں وہاں محافظ کی حیثیت سے رہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اس طرف سے حملہ کرے۔ آپ نے انہیں یہ ہدایت دی تھی ''اگر تم دیکھو کہ دشمن تم سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے تو تم ان کے سامنے اترو اور اگر تم انہیں وہاں نہ دیکھو تو میرے دوسرے حکم کے آنے پر وہیں ٹھہرے رہو''۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ سابق مرتدوں کے سرداروں کو سو مسلمان سپاہیوں کے دستے پر افسر نہ مقرر کریں۔

جب وہ دونوں نشیبی حصے میں پہنچے تو انہوں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ اس وقت حضرت طلیحہ نے کہا ''اگر ہم یہاں پانی میں گھس کر اسے پار کر لیں تو ہم اہل عجم پر ان کے پیچھے سے حملہ کر سکتے ہیں''۔ حضرت عمرو نے کہا ''نہیں ہم نچلے حصے کو عبور کریں''۔

حضرت طلیحہ نے کہا ''جو میں کہہ رہا ہوں وہ مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید ہے''۔

حضرت عمرو نے کہا ''آپ مجھے اس چیز کی طرف بلا رہے ہیں جو میری طاقت سے باہر ہے''۔

عمرو کی واپسی:

لہٰذا دونوں الگ الگ ہو گئے۔ حضرت طلیحہ دشمن کے لشکر کی طرف نہر عتیق کے پیچھے سے تنہا روانہ ہوئے اور حضرت عمرو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نچلے حصے کی طرف روانہ ہوئے' انہوں نے حملہ کیا اور ایرانیوں نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان دونوں کے بارے میں اندیشہ لاحق ہو گیا تھا اس لیے ان دونوں کے پیچھے آپ نے قیس بن المکشوح کو ستر سپاہیوں کے ساتھ بھیجا۔ یہ ان سرداروں میں سے تھے جنہیں سو سے زیادہ سپاہیوں کا افسر بنانے سے روکا گیا تھا۔ آپ نے یہ فرمایا ''اگر تم ان لوگوں سے مل جاؤ

تو تم ان کے سردار ہو' وہ ان کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پانی کی ندی کے قریب آئے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمان عمرو اور ان کے ساتھیوں کے بغیر حملہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کو اس کام سے روک دیا اس کے بعد قیس حضرت عمرو کے پاس آ کر انہیں ملامت کرنے لگے۔ اس پر وہ دونوں جھگڑنے لگے۔ ان کے ساتھیوں نے کہا ''قیس کو تم پر امیر مقرر کیا گیا ہے'' اس پر وہ خاموش ہو گئے' پھر کہنے لگے ''مجھ پر اس شخص کو افسر مقرر کیا گیا ہے' جس سے میں نے عہد جاہلیت میں جنگ کی تھی'' یہ کہہ کر وہ مسلمانوں کے فوجی کیمپ کی طرف لوٹ آئے۔

پیچھے سے حملہ:

طلیحہ دشمن کے لشکر کے پیچھے پہنچے تو تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر چلے آئے۔ دشمن ان کی تلاش میں نکلے مگر انہیں نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کہاں چلے گئے' وہ نچلے حصے کی طرف سے ہوتے ہوئے ندی عبور کر کے اپنے لشکر میں آ گئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ مشرکوں پر ان کی تکبیر کا برا اثر ہوا مگر مسلمان خوش ہو گئے کیونکہ دشمن کو یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کون تھا۔

قدامۃ الکاہلی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ بنو کاہل بن اسد کے قبیلے کے دس بھائی جنہیں بنو حرب کہا جاتا تھا۔ اس جنگ میں شریک تھے ان میں سے بعض رجز یہ اشعار پڑھ کر نہایت جوش وخروش کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص کی ران (جس کا نام عفاق تھا) زخمی ہو گئی اور وہ اس ضرب سے جاں بر نہ ہو سکا۔

حمید بن ابو شجار راوی ہے کہ حضرت سعدؓ نے طلیحہ کو کسی کام کے لیے بھیجا۔ انہوں نے وہ کام چھوڑ دیا اور نہر عتیق کو عبور کر کے دشمن کے لشکر میں گشت کرنے لگے جب وہ نہر کے بند کے قریب کھڑے تھے تو انہوں نے تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے اہل فارس خوف زدہ ہو گئے' اور مسلمانوں کو بھی تعجب ہوا۔ وہ یہ بات معلوم کرنے کے لیے دوڑے' اہل عجم نے ان کے تعاقب میں آدمی بھیجے اور مسلمان بھی اس بارے میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ پھر وہ لوٹ آئے اور از سر نو صف بندی کی' انہوں نے ایسے کام کا آغاز کیا جو گذشتہ تین دن میں نہیں شروع کیا گیا تھا اس وقت حضرت طلیحہ کہہ رہے تھے ''تم اس آدمی کو نہ چھوڑو جو تمہیں کمزور کرنے کی کوشش کرے''۔

دوبارہ صف بندی:

حضرت مسعود بن مالک الاسدی' عاصم بن عمرو التمیمی' ابن ذوالبرد بن الہلالی' ابن ذوالہمبس' قیس بن ہبیرہ اسدی اور ان جیسے لوگ جنگ کرنے کے لیے نکلے۔ دشمن بھی مقابلے کے لیے تیار تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے صف بندی کی اور قلب (مرکزی فوج) میں تیرہ صفیں ہو گئی تھیں اور دونوں بازوؤں میں اسی قدر صفیں تھیں۔

بے اجازت حملہ:

جب سواروں نے پیش قدمی کی تو انہوں نے ان پر تیر اندازی کی مگر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار رہے پھر سواروں سے ان کے فوجی دستوں کا مقابلہ ہوا۔ اس رات حضرت خالد بن نعیم التمیمی شہید ہو گئے۔ اس پر حضرت قعقاع نے اس مقام پر حملہ کیا' جہاں سے تیر اندازی کی گئی تھی۔ اس کے بعد جنگ چھڑ گئی اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اجازت کے بغیر حملہ کر دیا تھا۔ تاہم حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے اللہ تو انہیں معاف کر اور مدد فرما۔ گو انہوں نے مجھ سے اجازت حاصل نہیں کی تاہم میں نے انہیں اجازت دے دی ہے''۔

صفوں کی ترتیب:

اس وقت اکثر مسلمان اپنے مورچوں پر موجود تھے سوائے ان چند فوجی دستوں کے جنہوں نے حملہ کیا تھا۔ مسلمانوں کی تین صفیں تھیں۔ ایک صف میں نیزہ باز اور شمشیرزن' پیدل فوج تھی۔ دوسری صف میں تیرانداز سپاہی تھے' تیسری صف میں گھوڑسوار تھے جو پیدل فوج سے آگے تھے۔ اس طرح میمنہ اور میسرہ کا دل تھا۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا ''یہ حملہ قعقاع نے خود کیا تھا (میرا حکم یہ ہے کہ) جب تین تکبیریں کہوں تو اس وقت تم لشکرکشی کرو' جب انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو وہ مسلمان تیار ہو گئے اور ان کی رائے کے مطابق عمل کیا۔ اس وقت جنگ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے اردگرد گردش کر رہی تھی۔

قیس بن ہبیرہ کی تقریر:

عمرو بن مرہ راوی ہیں کہ اس موقع پر حضرتِ قیس بن ہبیرہ المرادی جو صرف اسی رات شریک جنگ ہوئے تھے اور اس سے پہلے کی جنگوں میں شریک نہیں تھے' کھڑے ہو کر اپنے قریب کے ساتھیوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

''تمہارا دشمن جنگ کا طلب گار ہے اس معاملے میں امیر کی رائے پر عمل کرو۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ سواروں کے دستے پیدل فوج کے بغیر حملہ کریں کیونکہ جب دشمن حملہ کرے گا اور اس وقت سواروں کے ساتھ پیدل فوج نہ ہوئی تو وہ ان کے گھوڑوں کو زخمی کر دیں گے اور ان کی طرف پیش قدمی کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ لہٰذا حملہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور تکبیر کا انتظار کرو اور مل کر حملہ کرو خواہ اہل عجم کے تیر مسلمانوں کی صفوں میں گھس جائیں''۔

درید بن کعب کی تقریر:

مستنیر بن یزید راوی ہیں کہ ایک شخص نے بیان کیا کہ درید بن کعب النخعی کے پاس قبیلہ نخع کا علم تھا انہوں نے یہ تقریر کی:

''مسلمان لشکرکشی کے لیے تیار ہو گئے ہیں اس لیے مسلمانوں کو لے کر اللہ اور چھاؤنی کی طرف آگے بڑھو۔ آج کی رات جو آگے بڑھے گا اس کا ثواب اس کی سبقت کے مطابق ہوگا۔ تم انہیں شہادت حاصل کرنے کی ترغیب دو اور خوشی کے ساتھ موت کا استقبال کرو کیونکہ اگر تم حیاتِ جاوداں چاہتے ہو تو اس کا یہی طریقہ ہے ورنہ آخرت تمہارا انتہائی مقصد ہے''۔

حضرت اشعثؓ کا قول:

اجلح کی روایت ہے کہ حضرت اشعث بن قیس نے فرمایا: ''اے اہل عرب! تمہارا دشمن تم سے زیادہ موت کا طالب اور جان قربان کرنے والا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر تم اہل وعیال کی زندگی چاہتے ہو تو قتل ہونے سے نہ گھبراؤ کیونکہ شریفوں اور شہیدوں کی یہ عین آرزو ہے''۔

صبر کی تلقین:

عمرو بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن الربیع اور امراء الاعشار یوں مخاطب ہوئے ''اے لوگو! تم جنگ کرو اور جیسا ہم کر رہے ہیں اس کے مطابق عمل کرو اور جو مصیبت آ پڑی ہے اس سے نہ گھبراؤ۔ صبر سے تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں''۔ حضرت طلیحہ' غالب' حمال اور تمام قبائل کے بہادر سرداروں نے بھی اسی قسم کی تقریریں کیں۔

حملہ کرنے میں عجلت:

عمرو اور نضر بن السری روایت کرتے ہیں۔ کہ ضرار بن الخطاب القرشی بھی آئے ہوئے تھے۔ لوگ حملہ کرنے کے لیے جلدی کر رہے تھے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تکبیروں کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے بلند ہونے میں تاخیر محسوس کر رہے تھے لہٰذا جب انہوں نے دوسری تکبیر کہی تو عاصم بن عمرو نے حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ قبیلہ نخع نے بھی حملہ کر دیا اور سب لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا حکم نہیں مانا اور تیسری تکبیر کا صرف لشکر کے سرداروں نے انتظار کیا۔ تیسری تکبیر کے بعد وہ بھی حملہ میں شریک ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور دشمن کا مقابلہ کرنے لگے۔ مسلمانوں نے عشاء کی نماز پڑھ کر اس رات کا خوب استقبال کیا۔

فتح و نصرت کی دعاء:

ابوطیبہ روایت کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر میں مسلمانوں نے عام حملہ کیا اور حملہ کرنے میں حضرت سعدؓ کے حکم کا انتظار نہیں کیا' حضرت سعدؓ نے فرمایا ''اے اللہ! تو اس کو معاف فرما اور اس کی مدد کر'' اس کے بعد آپ نے فرمایا ''میری رائے یہ ہے کہ جب میں تین تکبیریں کہہ چکوں تو اس وقت تم حملہ کرو'' جب آپ نے پہلی دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا' تو قبیلہ اسد آگے بڑھا اس وقت آپ نے فرمایا ''اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی مدد کر۔ ساری رات قبیلہ اسد کو نصرت حاصل ہو۔ پھر انہیں بتایا گیا کہ قبیلہ نخع نے حملہ کیا تو آپ نے ان کے لیے بھی مغفرت اور نصرت کی دعاء مانگی پھر بتایا گیا کہ قبیلہ بجیلہ نے حملہ کیا آپ نے فرمایا اے اللہ! تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی دستگیری' بجیلہ کیا ہی اچھا قبیلہ ہے'' ۔ اس کے بعد قبیلہ کندہ نے حملہ کیا اور بتایا گیا کہ قبیلہ کندہ آگے بڑھا ہے تو آپ نے ان کی بھی تعریف کی۔ اس کے سالاران لشکر جو آخری تکبیر کا انتظار کر رہے تھے' آگے بڑھے اور گھمسان کی جنگ صبح تک ہوتی رہی' اس جنگ کو لیلۃ الہریر کہا جاتا ہے۔

شدید ترین جنگ:

محمد بن نویرہ اپنے چچا انس ابن الحلیس کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے چچا کہتے ہیں ''میں لیلۃ الہریر میں شریک تھا۔ اس رات ہتھیاروں کے چلنے کی ایسی آواز آ رہی تھی جیسا کہ لوہار اپنے لوہے کی چیزیں بنا رہے ہوں اور ان کے کام کی وجہ سے لوہے کے بجنے کی آوازیں آ رہی ہوں۔ جنگ کا سلسلہ صبح تک رہا۔ ان لوگوں نے زبردست صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ عرب و عجم نے ایسی جنگ پہلے نہیں دیکھی تھی۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ بھی رات بھر دعاء میں مشغول رہے۔ جب صبح ہو گئی تو فریقین نے جنگ بند کر دی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ مسلمان سربلند رہے اور انہیں غلبہ حاصل ہوا۔

قعقاع کے اشعار:

اعور بن بیان المنقری روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اس رات جو پہلی آواز سنی جس سے آخری نصف شب میں انہیں فتح کا ثبوت ملا' وہ حضرت قعقاع بن عمرو کی آواز تھی جو یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

۱۔ ہم نے پوری جماعت کو قتل کیا۔ ہم نے صرف چار پانچ کو قتل نہیں کیا' بلکہ اس سے زائد کا کام تمام کیا۔

۲۔ ہم گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے شیر سمجھے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو دوسرے مجاہد بلا لیتا ہوں۔ اللہ میرا

پروردگار ہے۔ میں نے ہر جنگجو کی حفاظت کی۔

لیلۃ الہریر کی وجہ تسمیہ:

ابن الرفیل روایت کرتے ہیں کہ مسلمان اس رات آغاز شب سے لے کر صبح تک نہایت بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ وہ زور سے نہیں بول رہے تھے بلکہ بہت آہستہ سے گفتگو کرتے تھے اس وجہ سے اس رات کا نام لیلۃ الہریر مشہور ہو گیا۔

جنگ کا کھیل:

مصعب بن سعد روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے بجاد کو جو اس وقت نوعمر تھے۔ میدان جنگ کی طرف بھیجا کیونکہ اس وقت اور کوئی قاصد موجود نہیں تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا ''تم جا کر دیکھو مسلمانوں کا حال کیا ہے؟'' جب وہ واپس آیا تو آپ نے اس سے فرمایا ''اے بیٹے تم نے کیا دیکھا؟'' وہ بولا ''میں نے دیکھا کہ وہ کھیل رہے ہیں''۔

مسلح دشمن سے جنگ:

عابس الجعفی' اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جعفی کے مقابلے میں یوم عماس میں اہل عجم کے ایسے فوجی دستے تھے جو پورے طور پر مسلح تھے وہ ان کے مقابلے پر آئے تو انہوں نے ان کا مقابلہ تلواروں سے کیا مگر انہوں نے دیکھا کہ تلواریں ان پر اثر نہیں کر رہی ہیں اس لیے وہ رک گئے۔ اس پر حمیضہ نے پوچھا۔ ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' وہ بولے ''ہتھیار ان پر اثر نہیں کر رہے ہیں''۔ وہ بولے ''تمہیں میں حملہ کر کے دکھاتا ہوں اسے غور سے دیکھو' یہ کہہ کر انہوں نے ان کے ایک عجمی سپاہی پر حملہ کیا اور نیزے سے اس کی کمر توڑ دی۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ''میں دکھا دوں گا کہ وہ تمہارے سامنے مرتے ہیں'' لہٰذا ان سب نے مل کر حملہ کیا اور انہیں ان کی صفوں کی طرف لوٹا دیا۔

قبیلہ کندہ کی بہادری:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ کندہ میں سے سات سو آدمی اس جنگ میں شریک تھے۔ ان کے سامنے ترک اطبری تھا۔ اس موقع پر حضرت اشعث نے فرمایا ''اے میری قوم! ان لوگوں پر حملہ کرو' چنانچہ سات سو کے لشکر کے ساتھ انہوں نے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا اور (ان کے سردار) ترک کو قتل کر دیا۔



شبِ قادسیہ

محمد، طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ جب لیلۃ الہریر کے بعد صبح ہوئی تو لوگ بہت تھکے ہوئے تھے۔ ساری رات ان کی آنکھ نہیں جھپکی تھی۔ لہٰذا حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں گشت کرتے رہے اور یہ کہتے رہے ''تھوڑی دیر کے بعد فتح مندی ہے۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔ کیونکہ نصرت صبر کے ساتھ ہے۔ لہٰذا گھبراہٹ پر صبر کو ترجیح دو۔ ان کے پاس سرداروں کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی۔ وہ رستم کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ صبح ہوتے ہی ان کے ساتھ وہ مل گئے جو اس کے قریب تھے۔ قبائل کی یہ حالت دیکھ کر چند (بڑے) لوگ کھڑے ہوگئے۔ جن میں یہ لوگ شامل تھے:

(۱) قیس بن عبد یغوث (۲) اشعث بن قیس (۳) عمرو بن معدیکرب (۴) ابن ذوالہمیسن الخثعمی

(۵) ابن ذوالبرد بن الہلال۔ ان لوگوں نے یہ تقریر کی:

حوصلہ افزاء تقریر:

''تمہارے دشمن اللہ کے معاملے میں تم سے زیادہ سرگرم نہیں ہو سکتے ہیں اور نہ یہ عجمی موت کے مقابلے میں تم سے زیادہ دلیر بن سکتے ہیں اور نہ تم سے زیادہ وہ دنیا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو سکتے ہیں''۔

اس پر مسلمانوں نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے گتھم گتھا ہو گئے۔ کچھ لوگ قبیلہ ربیع کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

''تم لوگ ایرانیوں سے زیادہ واقف ہو اور گذشتہ زمانے میں ان کے خلاف سب سے زیادہ دلیری سے مقابلہ کیا کرتے تھے۔ آج تمہیں اس بات سے کیا چیز روک رہی ہے کہ تم اپنی سابقہ جرأت سے بڑھ چڑھ کر دلیری کا ثبوت دو''۔

دشمن کی پسپائی:

جب دوپہر ہوگئی تو ہرمزان اور بیرزان سب سے پہلے اشخاص تھے جو پیچھے ہٹ گئے۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پیچھے ہٹ گئے۔ یہ دونوں پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر جم گئے اور جب دوپہر ہوئی تو قلب (مرکزی فوج) کا مورچہ خالی ہوگیا تھا اتنے میں گردوغبار نمودار ہوا اور سخت آندھی چلی جس سے رستم کا تخت رواں اڑ گیا اور وہ نہر عتیق میں گر گیا اور پچھلی ہوا کی وجہ سے ان پر گردو غبار چھا گیا۔

رستم کا قتل:

حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی رستم کے تخت تک پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے رستم کا پتہ چلا لیا تھا جب آندھی اس کا تخت رواں اڑا کر لے گئی تھی تو اس وقت رستم ان خچروں کے پاس کھڑا ہوا تھا جن پر مال لد کر ان دنوں آیا ہوا تھا۔ رستم ایک خچر اور اس کے سامان کے زیر سایہ تھا۔ لہٰذا ہلال بن علفہ نے اس سامان پر تلوار کا وار کیا جس کے نیچے رستم تھا۔ اس کے وار سے بندھے ہوئے سامان

کی رسیاں کٹ گئیں اور سامان کی ایک بوری رستم پر گر پڑی۔ ہلال نے رستم کو نہ دیکھا تھا اور نہ محسوس کیا تھا۔ رستم نے اپنی کمر سے اس سامان کو ہٹایا۔ تلوار کے دوسرے حملے پر انہیں مشک کی خوشبو کی مہک معلوم ہوئی۔ اس وقت رستم نہر عتیق کی طرف بھاگا اور نہر میں کود پڑا۔ ہلال بھی وہاں گھس گئے اور اسے تیرتے ہوئے پکڑا۔ انہوں نے اس کی ٹانگ پکڑی اور اسے خشکی کی طرف نکال لائے اور اس کی پیشانی پر تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ پھر اسے لا کر خچروں کی ٹانگوں کے درمیان پھینک دیا اور تخت پر کھڑے ہو کر چلا کر کہنے لگے۔ ''میں نے بخدا رستم کو قتل کر دیا ہے' میری طرف آؤ'' لوگوں نے آ کر چاروں طرف سے ان کو گھیر لیا اور نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے اور زور زور سے چلانے لگے۔ اس کے بعد مشرکوں کی مرکزی فوج ٹوٹ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ جالینوس پل پر کھڑا ہو کر اہل فارس کے سامنے اعلان کرتا رہا کہ وہ پل کو عبور کر کے جائیں اس کے بعد گرد و غبار چھٹ گیا۔

دشمن کی شکست:

وہ ایرانی فوج جنہوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا' اس قدر گھبرائی کہ وہ سب نہر عتیق میں گر گئے۔ مسلمانوں نے انہیں نیزوں سے مار مار کے مار ڈالا وہ لوگ تیس ہزار کی تعداد میں تھے ان میں سے کوئی خبر دینے کے لیے بھی نہیں بچ سکا۔

حضرت ضرار بن الخطاب نے درفش کاویان پر قبضہ کر لیا انہیں اس کا معاوضہ تیس ہزار ملا۔ اس کی اصل قیمت بارہ لاکھ تھی۔ اس معرکہ میں دشمن کے دس ہزار سپاہی کام میں آئے۔ اس سے پہلے گذشتہ دنوں میں جو مارے گئے تھے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

عمرو بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ہلال بن علفہ نے یوم قادسیہ میں رستم کو قتل کیا۔

مقتولوں کی تعداد:

ابو کعب الطائی اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر سے پہلے ڈھائی ہزار سپاہی مارے گئے اور لیلۃ الہریر اور یوم القادسیہ (آخری دنوں) میں صرف مسلمانوں کے چھ ہزار سپاہی شہید ہوئے انہیں مشرق کے سامنے ایک خندق میں دفن کر دیا گیا۔

دشمن کا تعاقب:

محمدؐ طلحہ اور زیاد بیان کرتے ہیں کہ اہل فارس بھاگ گئے اور خندق اور نہر عتیق کے درمیان ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ قدسیں اور عتیق کے درمیان کا میدان مقتولوں سے پٹا پڑا تھا۔ اس وقت حضرت سعدؓ نے زہرہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا تعاقب کریں۔ چنانچہ حضرت زہرہ آگے کے حصے میں اعلان کرتے رہے اور حضرت قعقاع کو نچلے حصے میں بھیجا اور شرحبیل کو اوپر کے حصے کی طرف تعاقب کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ خالد بن عرفطہ کو مقتولوں کا سامان حاصل کرنے اور شہداء کو دفن کرنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ لہٰذا لیلۃ الہریر اور یوم قادسیہ کے شہداء قدیس کے ارد گرد دفن کیے گئے اور ڈھائی ہزار نہر عتیق کے پیچھے مشرق کے سامنے دفن کیے گئے اور جو لیلۃ الہریر سے پہلے شہید ہوئے تھے انہیں مشرق کے مقام پر دفن کیا گیا۔

دشمن کے مقتولوں کا ساز و سامان اور مال جمع کیا گیا تو وہ اس قدر تھا کہ نہ تو اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد اس قدر زیادہ مال غنیمت جمع ہو سکا تھا۔

رستم کا سامان:

حضرت سعدؓ نے ہلال کو بلا بھیجا اور ان سے پوچھا ''تمہارا دشمن (رستم کی لاش) کہاں ہے؟'' انہوں نے کہا ''میں نے

خچروں کے نیچے انہیں پھینک دیا تھا'' آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے لے کر آؤ'' وہ اس کی لاش کو لے کر آئے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اس کا ساز و سامان جس قدر چاہو' لے لو' انہوں نے اس کے جسم کا پورا لباس اور ساز و سامان لے لیا اور کچھ نہیں چھوڑا۔

جب حضرت قعقاع اور شرحبیل واپس آئے تو آپ نے فرمایا: ''تم میں ایک اس طرف (تعاقب کے لیے) روانہ ہو جائے اور دوسرا دوسری طرف نکلے۔ لہٰذا ایک سردار بلند علاقے کی طرف گئے اور دوسرے نچلے علاقے کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ دونوں خرارہ تک قادسیہ میں پہنچ گئے۔

جالینوس کا قتل:

حضرت زہرہؓ بن الحویہ بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور وہ پل تک پہنچ گئے تھے' انہوں نے پل کو توڑ دیا تھا تا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جا سکے' تاہم حضرت زہرہؓ نے کہا ''اے بکیر! آگے بڑھو' چنانچہ وہ پانی میں گھس گئے اور حضرت زہرہؓ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں گھس گئے۔ اس کے بعد تین سو سواروں نے بھی ان کی پیروی کی۔ اس کے بعد حضرت زہرہؓ نے ہدایت کی کہ باقی لوگ پل کی طرف سے آئیں آخر کار مسلمانوں نے ایرانی لشکر کو پکڑ لیا۔ جالینوس (سردار) ان کے آخر میں ان کی حفاظت کے لیے تھا۔ حضرت زہرہؓ نے اس پر حملہ کیا' اور آخر کار تلواروں کے دو واروں کے بعد حضرت زہرہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا ساز و سامان لے لیا۔ بعد ازاں خرارہ سے لے کر سلیحین اور نجف تک دشمن کا صفایا کر دیا گیا۔ شام کے وقت وہ لوٹ گئے اور رات انہوں نے قادسیہ میں گذاری۔

جنگ کا اختتام:

شقیق بیان کرتے ہیں ''ہم دن کے آغاز میں قادسیہ سے روانہ ہوئے تھے جب ہم واپس آئے تو (ظہر کی) نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ مؤذن شہید ہو گیا تھا تو مسلمان اذان دینے پر جھگڑنے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ تلواریں چلنے لگ جائیں اس لیے حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی کرائی۔ اس کے بعد دن کے باقی حصے اور رات وہیں رہے یہاں تک کہ حضرت زہرہ واپس آ گئے۔ دوسرے صبح کے وقت مسلمانوں کا پورا لشکر یک جا موجود تھا اور کسی لشکر کے واپس آنے کا انتظار نہیں ہو رہا تھا لہٰذا حضرت سعدؓ نے فتح کا حال شہداء کی تعداد اور ان کے نام نیز دشمن کے مقتولوں کی تعداد لکھوا کر یہ خط حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام سعد بن نخیلہ الفزاری کے ہاتھ بھجوایا۔

رستم کے سامان کی قیمت:

رفیل بیان کرتے ہیں ''مجھے حضرت سعدؓ نے بلایا اور مجھے اس کام پر مقرر کیا کہ میں مقتولوں کو دیکھوں اور ان کے سرداروں کے نام انہیں بتاؤں' لہٰذا میں آیا اور ان کے نام بتائے۔ میں نے رستم کی لاش کسی جگہ نہیں دیکھی تھی۔ لہٰذا آپ نے قبیلہ تیم کے ایک شخص کو جس کا نام ہلال تھا بلوایا اور اس سے فرمایا ''کیا تم نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ تم نے رستم کو قتل کیا تھا؟'' اس نے کہا کیوں نہیں (میں نے ہی اسے قتل کیا تھا) آپ نے فرمایا: ''پھر تم نے اس کی لاش کے ساتھ کیا کیا؟'' وہ بولا ''میں نے اسے خچروں کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا تھا''۔ آپ نے فرمایا ''تم نے اسے کیسے قتل کیا تھا'' اس پر اس نے تمام واقعہ سنایا یہاں تک کہ اس نے کہا ''میں نے اس کی پیشانی اور ناک پر تلوار ماری تھی'' اس کے بعد ہم اس کی لاش لائے' اور آپ نے اس کا ساز و سامان اس کے قاتل کو دے دیا۔ رستم

جب پانی میں گھسا تھا تو (اس نے بہت سی چیزیں اتار دی تھیں) اور ہلکا ہو گیا تھا۔ تاہم اس کا (موجودہ) ساز و سامان بھی ستر ہزار میں فروخت ہوا اس کا تاج اگر مل جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ تھی۔

کچھ لوگ حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا ''اے امیر! ہم نے آپ کے محل کے دروازے پر رستم کی لاش دیکھی' اس پر کسی دوسرے کا سر تھا اور شمشیر کی ضرب سے اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا'' اس پر آپ ہنسنے لگے۔

ایرانیوں کا قبول اسلام:

محمد' طلحہ اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ دیلم اور بعض فوجی چوکیوں کے افسر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے تھے اور اسلام لائے بغیر وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہے۔ انہوں نے اس وقت یہ کہا ''ہمارے وہ بھائی جو شروع سے مسلمان ہو گئے تھے' وہ ہم سے زیادہ عقلمند اور بہتر ہیں۔ خدا کی قسم! اہل فارس رستم کے مرنے کے بعد کبھی کامیاب نہیں ہوں گے' بجز اس صورت کے کہ وہ مسلمان ہو جائیں' لہٰذا وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

بچوں کی جنگی خدمات:

مسلمانوں کے لشکر میں جو بچے تھے۔ وہ شہیدوں اور زخمیوں کی طرف گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی کے مشکیزے تھے' وہ ہر اس زخمی مسلمان کو پانی پلاتے تھے جس کے اندر کچھ جان باقی تھی اور جو مشرک سسکتا ہوا نظر آتا تھا اسے مار ڈالتے تھے وہ عشاء کے وقت عذیب سے اترے تھے۔

دشمن کا صفایا:

حضرت زہرہ جالینوس کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ حضرت قعقاع ان کے بھائی اور شرحبیل ہر بلندی اور پستی کی طرف جانے والے ایرانی سپاہیوں کے تعاقب میں نکلے۔ انہوں نے ہر گاؤں' ہر جنگل اور نہر کے کنارے جہاں کہیں ان کو پایا' قتل کیا اور نماز ظہر کے وقت واپس آ گئے۔ لوگوں نے اپنے امیر کو فتح کی مبارک باد پیش کی اور انہوں نے بھی ہر قبیلہ کی بہت تعریف اور حمد و ثناء کی۔

جالینوس کا ساز و سامان:

سعید بن مرزبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ نکلے یہاں تک کہ انہوں نے ایرانیوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ (سردار) جالینوس کو جا پکڑا وہ بہت عمدہ ساز و سامان کے ساتھ تھا۔ حضرت زہرہ نے اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا ان کا ساز و سامان خستہ حالت میں تھا۔ تاہم وہ جالینوس کا سامان لے کر حضرت سعدؓ کے پاس پہنچے۔ وہاں جو قیدی حضرت سعدؓ کے پاس موجود تھے' انہوں نے اس کے سامان کو پہچان لیا اور تصدیق کی کہ یہ جالینوس کا سامان ہے۔ پھر حضرت سعدؓ نے دریافت کیا:

''کیا اس کے برخلاف کسی نے تمہاری مدد کی ہے؟'' انہوں نے کہا ''ہاں'' اس کے بعد آپ نے حضرت زہرہ کو اس کا سامان دے دیا۔

ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے جالینوس کے ساز و سامان کو بہت زیادہ خیال کرتے ہوئے اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا ''میں نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا ساز و سامان اسی کو بخش دیا جائے گا''۔ لہٰذا حضرت سعدؓ نے وہ تمام ساز و سامان انہیں دے دیا انہوں نے اسے ستر ہزار میں

فروخت کیا۔

حضرت زہرہ کا کارنامہ:

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہؓ نے جالینوس کو پکڑ لیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا۔ حضرت زہرہؓ نے تلوار کے ایک وار سے اسے نیچے گرا لیا اور مار ڈالا۔ حضرت زہرہؓ نے عہد جاہلیت اور عہد اسلام دونوں زمانوں میں بہادری کے کارنامے انجام دیئے تھے۔ اس وقت وہ جوان تھے۔ لہٰذا انہوں نے جالینوس کا لباس و ہتھیار پہن لیے۔ اس کی قیمت کا اندازہ ستر ہزار سے کچھ زیادہ تھا۔ جب وہ حضرت سعدؓ کے پاس آئے تو انہوں نے وہ تمام ساز و سامان اتروالیا اور فرمایا تم نے میری اجازت کا انتظار کیوں نہیں کیا' اس کے بعد ان دونوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) سے خط و کتابت کی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ خط تحریر فرمایا:

زہرہ کو مزید انعام کا حکم:

''تم زہرہ جیسے شخص کے ساتھ یہ سلوک کرنا چاہتے ہو حالانکہ اس نے قابل قدر کارنامے انجام دیئے ہیں اور ابھی تک تمہاری جنگ ختم نہیں ہوئی ہے۔ اس طرح تم اس کی ہمت توڑ دو گے اور اس کے دل کو ٹھیس پہنچاؤ گے۔ تم اس کا مال غنیمت اس کو دو اور عطیات کے موقع پر تم اسے اس کے ساتھیوں پر پانچ سو کا مزید انعام دے کر ترجیح دو''۔

عصمۃ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو لکھا ''میں تم سے زیادہ زہرہ کو جانتا ہوں۔ زہرہ ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے مال غنیمت میں سے کوئی چیز غائب کر دے۔ جس نے تمہارے پاس اس کے خلاف چغل خوری کی ہے' اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ اسے برا بدلہ دے۔ میں نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو کوئی کسی کو قتل کرے تو وہی اس کے ساز و سامان اور مال غنیمت کا حق دار ہے''۔

حضرت سعدؓ نے وہ مال انہیں دے دیا جسے زہرہ نے ستر ہزار میں فروخت کیا۔

بہادر سپاہیوں کو انعامات:

ابراہیم اور عامر روایت کرتے ہیں کہ یوم قادسیہ کے بہادر سپاہیوں کو عطیات کے موقع پر پانچ سو کا مزید انعام دیا گیا تھا' ایسے انعام حاصل کرنے والے پچیس اشخاص تھے ان میں حضرت زہرہ' عصمۃ الضبی اور کلج شامل تھے۔ وہ اشخاص جو گذشتہ دنوں میں بھی جنگ کر چکے تھے' انہیں تین تین ہزار دیا گیا' انہیں اہل قادسیہ پر ترجیح دی گئی تھی۔

اعتراضات کا جواب:

یزید الضخم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا۔ ''آپ اہل قادسیہ کو بھی ان کے ساتھ شامل کر لیتے'' آپ نے جواب دیا: ''میں ان لوگوں کو کیسے ان میں شامل کر لیتا جب کہ وہ گذشتہ جنگوں مین شریک نہیں ہوئے تھے''۔

حضرت عمرؓ سے یہ بھی کہا گیا ''آپ ان لوگوں کو جن کے گھر دور ہوں' ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے گھروں کے قریب جنگ کی ہو ترجیح دیتے'' آپ نے فرمایا:

''میں ان لوگوں پر دوسروں کو کیسے ترجیح دوں جب کہ یہی لوگ دشمنوں کے لیے باعث الم تھے۔ کیا مہاجرین نے انصار

کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا۔ حالانکہ وہ اپنے گھروں کے قریب جنگ کرتے رہے''۔

رستم کے قتل کا حال:

حضرت شعبی اور سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب رستم کو اپنی جگہ چھوڑنی پڑی تو وہ ایک خچر پر سوار ہو گیا۔ جب ہلال اس کے قریب آئے تو اس نے ایک تیر نکالا تو اس کے پاؤں میں گر گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا ''آ ؤ'' جب حضرت ہلال نے اس کا رخ کیا تو وہ خچر کے نیچے گھس گیا۔ جب وہ اس تک نہیں پہنچ سکے تو انہوں نے اس کے مال کو قطع کیا۔ پھر اتر کر اس کی طرف گئے' اور اس کا سر پھاڑ دیا۔

دشمن کی بے بسی:

شقیق کی روایت ہے ''ہم نے یوم قادسیہ میں ایرانیوں پر متحد و منظم ہو کر حملہ کیا۔ اللہ نے انہیں شکست دی۔ یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ میں نے ان کے کسی سوار کی طرف اشارہ کیا تو وہ خود بخود پورے طور پر مسلح ہونے کے باوجود میرے پاس آتا اور میں اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کا ساز و سامان جو وہ پہنے ہوئے تھا سب پر قبضہ کر لیتا تھا۔

سعید بن المرزبان قبیلہ عبس کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل فارس کی شکست کھانے کے بعد ایسی بری حالت ہو گئی تھی کہ ان سے پہلے کسی قوم کی ایسی بری حالت نہیں ہوئی تھی' وہ بری طرح مارے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب کوئی مسلمان شخص کسی کو بلاتا تھا تو وہ فوراً آ کر سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ (کسی مزاحمت اور مقابلے کے بغیر) اس کی گردن اڑا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس کا ہتھیار لے کر اسی سے اس کو مار ڈالتا تھا۔ بعض اوقات دو آدمی ہوتے تھے تو انہیں حکم ملتا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں۔

ایرانیوں کی بری حالت:

ابو اسحاق ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان ابن ربیعۃ الباہلی نے دیکھا کہ ایرانیوں کی ایک جماعت نے زمین کھود کر اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے اور وہ اس کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ یہ کہہ رہے تھے ''ہم مر کر یہاں سے ہٹیں گے'' انہوں نے ان پر حملہ کیا اور جتنے جھنڈے کے نیچے تھے' سب کو مار ڈالا اور ان کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

سلمان کی شہسواری:

سلمان یوم قادسیہ کے شہسوار تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ایرانیوں کی شکست کے بعد ان کی قائم رہنے والی فوج کا صفایا کیا۔ ان کے ساتھ کے دوسرے افسر عبدالرحمن بن ربیعہ ذوالنور تھے۔ انہوں نے بھی ان ایرانی دستوں کا صفایا کیا تھا۔ جو مسلمانوں کے مقابلے کے لیے رہ گئے تھے اور انہیں اپنے سواروں کی مدد سے پیس ڈالا تھا۔

بقایا فوج کا صفایا:

مہلب' محمد' طلحہ اور ان کے ساتھی روایت کرتے ہیں کہ شکست کھانے کے بعد ایرانیوں کے تیس سے زیادہ فوجی دستے ثابت قدم تھے جو جنگ کر رہے تھے اور راہ فرار اختیار کرنے میں شرم محسوس کرتے تھے مگر اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔

ان کے مقابلے کے لیے اسی قدر تعداد میں یعنی تیس سے کچھ زیادہ مسلمان فوجی افسر مقابلے کے لیے گئے۔ چنانچہ سلمان بن

ربیعہ ایک فوجی دستے کے مقابلے پر تھے اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ ذوالنور دوسرے دستے کا مقابلہ کر رہے تھے اس طرح ہر ایرانی دستے کے مقابلے پر ایک مسلمان افسر تھا۔ یہ ایرانی دستے بھی دو قسم کے تھے ان میں سے ایک قسم وہ تھی جو بھاگ گئی اور ایک قسم وہ تھی جو ثابت قدم رہی اور ان کا م تمام ہوا۔

فوجی افسروں کے نام:

ان فوجی دستوں کے افسروں میں سے جو بھاگ گئے تھے چند اشخاص یہ ہیں:

۱۔	ہرمزان	جو عطارد کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	اہود	یہ حضرت حنظلہ بن الربیع رضی اللہ عنہ کاتب وحی کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	زاذ بن بھیش	یہ حضرت عاصمؓ بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	قارن	یہ حضرت قعقاع بن عمرو کے مقابلے پر تھا۔

جو ایرانی افسر مارے گئے ان میں سے چند مشہور یہ تھے:

۱۔	شہریار بن کنارا	یہ سلمان کے مقابلے پر تھا۔
۲۔	ابن الہرید	یہ عبدالرحمٰن کے مقابلے پر تھا۔
۳۔	فرخان اہوازی	یہ بسر بن ابی اہم الجہنی کے مقابلے پر تھا۔
۴۔	خسرو شنوم عبدانی	یہ ابن الہذیل کاہلی کے مقابلے پر تھا۔

اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھاگنے والوں کے تعاقب میں حضرت قعقاع اور شرحبیل کو بھیجا۔ حضرت زہرہ بن الحویہ نے جالینوس کا تعاقب کیا۔



باب ۱۵

ابواسحاق کی روایت

گذشتہ واقعات کا خلاصہ:

اب ہم ابن اسحاق کی روایت کی طرح رجوع کرتے ہیں وہ اس طرح بیان کرتا ہے: ''جب مثنیٰ بن حارثہ نے وفات پائی' تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ان کی بیوہ سلمیٰ بنت حفصہ سے نکاح کر لیا یہ واقعہ ۱۴ھ کا ہے۔ اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی سال حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ دمشق میں داخل ہوئے اور انہوں نے موسم سرما وہاں گذارا۔ ہرقل رومیوں کے ساتھ روانہ ہو کر انطاکیہ میں فروکش ہوا۔ ان کے ساتھ عرب کے مندرجہ ذیل قبائل تھے' لخم' جذام' بلقین' بلی' عاملہ' قضاعہ اور غسان کے قبائل ہیں سے اس کے ساتھ بہت سے لوگ تھے' اور اسی قدر ارمینیہ کے باشندے اس کے ساتھ تھے۔ وہ خود وہاں مقیم ہو گیا اور اپنے خواجہ سرا کو جنگ کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے اور اہل ارمینیہ میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے جن کی قیادت جرجہ کر رہا تھا اور عربوں میں سے غسان اور قضاعہ کے قبائل میں سے بارہ ہزار سپاہی تھے۔ جن کی قیادت جبلہ بن ایہم غسانی کر رہا تھا۔ باقی لوگ رومی تھے ان پر صفدر جو ہرقل کا خواجہ سرا تھا قیادت کر رہا تھا۔

خواتین کے کارنامے:

ان کے مقابلے کے لیے چوبیس ہزار مسلمان نکلے جن کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لوگ یرموک کے مقام پر ماہ رجب ۱۵ھ میں صف آرا ہوئے۔ ان لوگوں نے بہت سخت جنگ کی یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کے لشکر میں گھس آئے۔ اور قریش کی خواتین کو بھی تلواروں سے جنگ کرنی پڑی کیونکہ دشمن ان کے لشکر میں گھس آیا تھا' ان خواتین نے عموماً اور ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے خصوصاً بہت سے بہادرانہ کارنامے انجام دیئے یہاں تک کہ وہ مردوں سے سبقت لے گئیں۔

بعض قبائل کی غداری:

جب مسلمان روم سے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے' تو اس وقت لخم اور جذام کے قبیلوں کے افراد بھی مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے مگر جب انہوں نے گھمسان کی جنگ دیکھی تو وہ بھاگ گئے اور قریب کے دیہاتوں میں جا کر پناہ لی اور مسلمانوں کو ذلیل و رسوا کیا۔

حضرت ابن الزبیر کی روایت:

حضرت عبداللہ بن الزبیر فرماتے ہیں ''میں جنگ یرموک میں اپنے والد زبیر کے ساتھ تھا جب مسلمان جنگ کے لیے صف آرا ہوئے تو حضرت زبیرؓ نے اپنی زرہ بکتر پہنی پھر اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے اس کے بعد اپنے دو متعلقین سے فرمایا ''تم عبداللہ بن الزبیر کو اپنے ساتھ رکھو کیونکہ وہ چھوٹا بچہ ہے'' اس کے بعد وہ فوج کے ساتھ چلے گئے۔ جب مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی تو میں نے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کر رہے ہیں۔ میں حضرت زبیرؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جسے وہ اپنے خیمے میں چھوڑ گئے تھے' ان لوگوں کے پاس گیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا تاکہ

میں دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ابوسفیان بن حرب بھی فتح مکہ کے مہاجرین میں سے ان بوڑھے قریش اشخاص کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ جو جنگ نہیں کر رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھے نوعمر لڑکا سمجھا اور میری موجودگی کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

مسلمانوں کے نقصان پر خوشی:

جب رومیوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا تھا تو وہ کہتے تھے ''شاباش' بنوالاصفر (رومی) اور جب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور رومیوں کو شکست ہوتی تھی تو وہ کہتے تھے ''رومیوں پر افسوس ہو' میں ان کی ان تمام باتوں پر تعجب کر رہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو شکست دی اور حضرت زبیرؓ واپس آ گئے تو میں نے ان کا واقعہ بیان کیا تو وہ ہنسنے لگے اور کہنے لگے:

''وہ ابھی تک دل میں کینہ رکھے ہوئے ہیں اگر رومی ہم پر غالب آ جاتے تو ان کو کیا فائدہ پہنچتا۔ ہم رومیوں سے ان کے لیے بہتر ہیں''۔

بھائیوں کی شکست:

پھر اللہ تعالیٰ نے فتح و نصرت عطا کی تو رومیوں کو شکست ہوئی اور ہرقل کی ان تمام فوجوں کو بھی شکست ہوئی (جو اس کے ساتھ تھیں) اور اہل روم' ارمینیہ اور ان کے حامی عربوں میں ستر ہزار افراد کام آئے۔ اللہ نے صقلار اور باہان کو بھی قتل کرایا۔ باہان جب ہرقل کے پاس پہنچا تو اس نے صقلار کے پاس اسے بھی بھیج دیا تھا۔ جب رومی بھاگ گئے۔ تو حضرت ابوعبیدہؓ نے عیاض بن غنم کو ان کے تعاقب میں بھیجا وہ بہت دور تک گئے۔ یہاں تک کہ وہ ملطیہ تک پہنچ گئے وہاں کے لوگوں نے جزیہ دینے کے معاہدے پر ان سے صلح کر لی۔ پھر وہ لوٹ آئے۔ جب ہرقل نے (صلح کی خبر) سنی تو اس نے جنگجو سپاہیوں کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھا اور ملطیہ کو نذر آتش کرنے کا حکم دیا۔

مسلم شہداء:

جنگ یرموک میں مسلمانوں کے نامور سرداروں میں سے مندرجہ ذیل شہید ہوئے۔ بنوامیہ میں سے عمرو بن سعید بن العاصؓ اور ابان میں سعید بن العاصؓ شہید ہوئے۔ بنومخزوم میں سے عبداللہ بن سفیان بن عبداللہ شہید ہوئے اور بنوشہر میں سے سعید بن الحارث بن قیس شہید ہوئے۔

جنگ قادسیہ:

محمد ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ ۱۵ھ کے آخر میں اللہ نے رستم کو عراق میں قتل کرایا۔ جب اہل یرموک جنگ سے فارغ ہوئے تو وہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے اس کی (ابتداء) یوں ہوئی کہ جب موسم سرما ختم ہوا تو حضرت سعدؓ قادسیہ کے ارادے سے شراف سے روانہ ہوئے رستم کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ بذاتِ خود جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ حضرت سعدؓ نے جب یہ بات سنی تو وہ وہیں ٹھہر گئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ کو خط لکھ کر ان سے امداد طلب کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے مدینہ سے امدادی فوج حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ کے زیر قیادت چار سو کی تعداد میں بھیجی اور قیس بن مکشوح المرادی کے زیر سرکردگی سات سو سپاہی بھیجے۔ چنانچہ وہ یرموک سے وہاں پہنچے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ وہ اپنی طرف سے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص امیر العراق کی مدد کے لیے ایک ہزار سپاہی بھیجیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے تعمیل حکم کی اور عیاض بن غنم الفہری کی زیر سردگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۵ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

نعمان بن قبیصہ کا قتل:

کسریٰ (شاہ ایران) نے قصر بنو مقاتل میں ایک چھاؤنی قائم کر رکھی تھی۔ وہاں کی فوج کا سردار نعمان بن قبیصہ الطائی تھا وہ قبیصہ بن ایاس بن حیر الطائی کا چچازاد بھائی تھا جو حیرہ کا حاکم تھا جب وہ بیٹھا ہوا تھا تو اس نے حضرت سعد بن ابی وقاص کا نام سنا تو اس نے عبداللہ بن سنان الاسدی سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا ''وہ قریش کے ایک شخص ہیں'' اس پر وہ بولا ''اگر وہ قریش ہے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں اس سے ضرور جنگ کروں گا کیونکہ قریش غالب افراد کے غلام ہو جاتے ہیں'' اس پر عبداللہ بن سنان کو بہت غصہ آیا تاہم اس نے صبر و مہلت سے کام لیا۔ جب وہ سو رہا تھا تو عبداللہ اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نیزے مار مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت سعدؓ کے پاس آ کر مسلمان ہو گیا۔

جنگ کی تیاری:

جب حضرت مغیرہؓ بن شعبہ اور قیس بن مکشوح اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس پہنچ گئے تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے یہاں تک کہ عذیب کے قریب ایک گاؤں قادس میں فروکش ہوئے۔ تمام لشکر نے بھی وہیں قیام کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر عذیب میں ٹھہرے۔ رستم ساٹھ ہزار کی ایرانی فوج کے ساتھ جیسا کہ ہمیں اس کے دفتر کے اعداد و شمار سے پتہ چلا ہے' آیا' نوکر چاکر اور غلام اس کے علاوہ تھے۔ وہ قادسیہ میں فروکش ہوا۔ اس کے اور مسلمانوں کے درمیان عتیق حائل تھا جو قادسیہ کا پل تھا۔

حضرت سعدؓ اپنے گھر میں مقیم تھے۔ ان کے بدن میں بہت سخت پھوڑے نکل آئے تھے۔ ابومجحن بن حبیب الثقفی بھی ان کے محل میں مقید تھا۔ آپ نے اسے شراب پینے کے جرم میں قید کر رکھا تھا۔

قاصد سے گفتگو:

جب رستم وہاں آ پہنچا۔ تو اس نے مسلمانوں کے پاس پیغام بھیجا ''میرے پاس ایک حوصلہ مند شخص بھیجو جس سے میں گفتگو کر سکوں'' مسلمانوں نے اس کی طرف حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا۔ وہ چادر اوڑھے ہوئے عجیب ہیئت میں اس کے پاس پہنچے۔ وہ (رستم) عراق کی سمت پرانے پل کے پیچھے تھا اور مسلمان حجاز کی سمت دوسری طرف تھے۔ وہ حصہ قادسیہ اور عذیب کے درمیان تھا۔ رستم نے ان کے سامنے یوں تقریر کی:

''اے اہل عرب! تم بہت مصیبت زدہ اور بدنصیب تھے۔ تم ہمارے پاس تاجر اور مزدور کی حیثیت سے یا وفد کی شکل میں آیا کرتے تھے۔ ہمارا کھانا کھاتے تھے اور ہمارا پانی پیتے تھے اور ہمارے درختوں کے سایوں میں بیٹھتے تھے ہمارے ہاں سے جانے کے بعد تم نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی اور انہیں لے کر ہمارے پاس آ گئے۔ تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا انگور کا باغ تھا وہاں اس نے ایک لومڑی دیکھی اس نے پوچھا ''کیا ایک لومڑی ہے'' تو لومڑی جا کر دوسری لومڑیوں کو بلا لائی

جب وہ سب اس باغ میں اکٹھی ہوگئیں تو باغ کا مالک آیا اس نے وہ سوراخ (بل) بند کر دیا جہاں سے وہ لومڑیاں آئی تھیں پھر ان سب کو قتل کر دیا۔

اے اہل عرب! میں جانتا ہوں کہ فقر و فاقہ نے تمہیں آنے پر آمادہ کیا ہے تم اس سال یہاں سے لوٹ جاؤ کیونکہ تمہاری آمد نے ہمیں اپنے شہروں کی تعمیر اور دشمن کا مقابلہ کرنے سے روک دیا ہے۔ ہم تمہاری سواریوں کو گیہوں اور کھجوروں سے بھر دیں گے اور ہم تمہیں پہننے کے لیے لباس مہیا کرنے کا حکم بھی دیں گے۔ لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ اللہ تمہیں محفوظ رکھے''۔

حضرت مغیرہؓ کا جواب:

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے (جواب میں) فرمایا ''آپ ہمارے فقر و فاقے کا ذکر نہ کریں۔ ہم ایسی حالت میں تھے بلکہ اس سے بھی بدتر حالت میں تھے' ہم میں سب سے زیادہ خوش حال وہ ہوتا تھا جو اپنے چچا اور بھائی کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیتا تھا اور اس کا مال کھا جاتا تھا۔ ہم مردار' خون اور ہڈیاں کھاتے تھے اور ہم اسی حالت میں رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک پیغمبر بھیجا ان پر کتاب نازل کی۔ انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف آنے اور اس کی نازل کردہ کتاب کے احکام ماننے کی دعوت دی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے ان کی تصدیق کی اور بعض نے انہیں جھٹلایا لہٰذا ان کے ماننے والوں نے ان کے جھٹلانے والوں سے جنگ کی یہاں تک کہ ہم سب ان کے دین اسلام میں داخل ہوگئے۔ اکثر صدق دل سے ایمان لائے تھے اور کچھ زبردستی مسلمان ہوئے تھے۔ آخرکار ہم سب کو یہ معلوم ہوا کہ وہ درحقیقت سچے ہیں اور وہ اللہ کے بھیجے ہوئے رسولؐ ہیں۔

جہاد کا حکم:

انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مخالفوں سے جنگ کریں۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی سمجھایا کہ ''جو دین کی حفاظت میں شہید ہو جائے' اس کے لیے جنت ہے اور جو (اس جنگ کے بعد) زندہ رہے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور فتح مند ہوگا''۔

اسلام یا جزیہ:

لہٰذا ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور دائرۂ اسلام میں آ جاؤ'' اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا ملک آپ کے پاس رہے گا اس ملک میں وہی داخل ہو سکے گا جسے آپ چاہیں گے۔ آپ کو زکوٰۃ اور خمس (پیداوار کا پانچواں حصہ) ادا کرنا ہوگا۔

اگر آپ (مسلمان ہونے سے) انکار کرتے ہیں تو جزیہ ادا کریں اگر (جزیہ ادا کرنے کے) منکر ہیں تو ہم آپ سے جنگ کریں گے تا آنکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کرے۔

رستم کی دھمکی:

رستم نے ان سے کہا ''میرے خواب و خیال میں بھی یہ نہیں تھا کہ مجھے اپنی زندگی ہی میں تمہاری یہ باتیں سننی ہوں گی۔ بہرحال کل شام نہیں آئے گی کہ میں اس سے پہلے تم سے فارغ ہو جاؤں گا اور تم سب کو قتل کرا دوں گا''۔

پھر اس نے حکم دیا کہ عتیق کا پل درست کرایا جائے چنانچہ رات بھر مٹی اور لکڑی کی شاخوں وغیرہ سے پل تیار ہوتا رہا اور صبح تک وہاں چلنے کا راستہ بن گیا۔

صف آرائی:

مسلمان بھی صف آرا ہو گئے۔حضرت سعدؓ نے خالد بن عرفطہ کو مسلمانوں کا عام سپہ سالار بنایا جو بنوامیہ کے حلیف تھے۔میمنہ (دائیں بازو) پر جریر بن عبداللہ البجلی کو مقرر کیا۔میسرہ (بائیں بازو کی فوج) پر قیس بن مکشوح مرادی افسر مقرر ہوئے۔

4

اس کے بعد رستم نے لشکرکشی کی اور مسلمان بھی مقابلے کے لیے تیار ہوئے مگر ان کے پاس کافی سامان جنگ نہیں تھا۔ان کے پاس اپنی حفاظت کے لیے نہ لوہے کہ خود تھے اور نہ عمدہ ڈھالیں تھیں چمڑے اور کھالوں سے وہ ڈھال کا کام لیتے تھے۔اس کے مقابلے میں ایرانیوں کے پاس لوہے کہ زرہ بکتر، خود اور ڈھالیں تھیں۔اس کے باوجود گھمسان کی لڑائی ہوئی۔

حضرت سلمٰی کا واقعہ:

حضرت سعد محل میں بیٹھ کر جنگ کی نگرانی کر رہے تھے ان کے پاس (ان کی بیوی) سلمٰی بنت حفصہ بھی (بیٹھی ہوئی) تھیں اس کے پیشتر وہ حضرت مثنیٰ بن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔جب گھوڑے دوڑے اور سواروں میں سخت جنگ شروع ہوئی تو وہ ڈر گئیں اور کہنے لگیں "ہائے مثنیٰ نہ ہوئے مجھے مثنیٰ جیسا آج کوئی نظر نہیں آ رہا ہے"۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت اور شرم محسوس ہوئی تو انہوں نے ان کے منہ پر ایک تھپڑ مارا اس پر وہ کہنے لگیں "کیا آپ حسد اور بزدلی کی وجہ سے (یہ محسوس کر رہے ہیں؟)"۔

ابو محجن کے اشعار:

جب ابو محجن نے گھوڑ سواروں کے سخت حملے دیکھے جن کا مظاہرہ وہ قصر عذیب سے کر رہا تھا تو اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے)

(۱) "یہ غم کیا کم ہے کہ گھوڑے نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہوں اور میں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔

(۲) جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو لوہے (کی بیڑیاں) مجھے روک لیتی ہیں حالانکہ میرے سامنے گرنے اور مرنے والے پکارنے والے کی پکار کا جواب نہیں دیتے ہیں۔

(۳) میں بہت مال دار تھا اور میرے بہت بھائی تھے مگر اب انہوں نے مجھے اس حالت میں تنہا چھوڑ دیا ہے کہ میرا کوئی بھائی نہیں رہا"۔

عارضی رہائی:

بعد ازاں اس نے حضرت سعدؓ کی ام ولد (لونڈی) زبراء سے گفتگو کی جن کے پاس وہ مقید تھا۔اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ قلعہ کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے مسلمانوں کی جنگ کی نگرانی کر رہے تھے۔وہ بولا "اے زبراء! آپ مجھے آزاد کر دیں میں آپ کے سامنے اللہ سے یہ پختہ عہد کرتا ہوں کہ اگر میں مقتول نہیں ہوا تو آپ کے پاس لوٹ کر آؤں گا تاکہ آپ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں" اس پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور حضرت سعدؓ کے گھوڑے بلقاء پر اسے سوار کرا دیا اور اسے راستے پر چھوڑ دیا۔

ابو محجن کے حملے:

ابو محجن دشمن پر سخت حملے کرنے لگا۔حضرت سعدؓ انہیں دیکھ رہے تھے وہ اپنے گھوڑے کی پہچان بھی کر رہے تھے اور اس کے منکر بھی تھے۔جب لوگ جنگ سے فارغ ہوئے اور اللہ نے ایرانی لشکر کو شکست دی تو ابو محجن زبراء کے پاس پہنچے اور خود بخود اپنے

پاؤں میں بیڑیاں ڈال لیں۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ قلعہ کی چوٹی سے اترے تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو پسینے میں نہایا ہوا دیکھا اس سے وہ سمجھ گئے کہ اس گھوڑے پر سواری کی گئی ہے لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکرب مسلمانوں کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔

دشمن کی بے بسی:

حضرت اسود نخعی بیان کرتے ہیں ''میں قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا تھا' میں نے اپنے قبیلہ نخع کے ایک نوعمر لڑکے کو دیکھا کہ وہ ''فرزندان احرار'' (ایرانی) کے ساٹھ یا اسی آدمیوں کو ہنکائے لیے جا رہا ہے۔ اس وقت میں نے کہا'' (اللہ نے فرزندان احرار) کو ذلیل وخوار کر دیا ہے''۔

ہاتھی اور تیراندازی:

قیس بن ابو حازم البجلی جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے' فرماتے ہیں ''ہمارے ساتھ جنگ قادسیہ میں قبیلہ ثقیف کا ایک شخص تھا جو مرتد ہو کر ایرانیوں کے ساتھ مل گیا تھا اس نے انہیں اطلاع دی کہ مسلمانوں کا زور اور بہادری اس جانب ہے' جہاں قبیلہ بجیلہ ہے۔ ہم اس وقت اسلامی لشکر کا چوتھائی حصہ تھے۔ لہٰذا ایرانیوں نے ہماری طرف سولہ ہاتھی بھیجے اور باقی لشکر کی طرف صرف دو ہاتھی تھے انہوں نے ہمارے گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے لوہے کے کانٹے بچھا دیئے تھے اور وہ ہم پر تیروں کی بارش برسا رہے تھے انہوں نے گھوڑوں کو ایک دوسرے ساتھ زنجیروں میں جکڑ دیا تھا تا کہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ حضرت عمرو بن معدیکرب ہمارے پاس سے گذرے تو کہنے لگے ''اے مہاجرین کی جماعت! تم شیر بنے رہو کیونکہ شیر بے نیازی کی شان میں ہوتا ہے'' اس وقت ان کے سوار ایسے تیر چلا رہے تھے کہ ان کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ لہٰذا ہم نے ان سے کہا ''اے ابوثور! اس ایرانی سے احتیاط کرو کیونکہ اس کا تیر خطا نہیں جا رہا ہے''۔ یہ سن کر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایرانی نے ان پر تیر چلایا جو اس کی کمان پر جا کر لگا اس کے بعد حضرت عمروؓ بن معدی کرب نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گلے سے لپٹ کر اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس کے سونے کے دو کنگن' سونے کا پٹکا اور ریشم کے لباس کو چھین لیا۔

رستم کا قتل:

اللہ نے رستم کو بھی قتل کرایا اور اس کا لشکر اور ان کی چیزیں مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملیں۔ مسلمان چھ یا سات ہزار تھے جس نے رستم کو قتل کیا اس کا نام ہلال بن علفہ التیمی تھا۔ ہلال نے جب رستم کو دیکھا تو وہ اس کی طرف بڑھے اس پر رستم نے تیر چلایا جو ان کے پاؤں پر لگا اس پر وہ اس کا پیچھا کرتے رہے رستم فارسی زبان میں کہہ رہا تھا ''بیا'' (آؤ) پھر ہلال بن علفہ نے حملہ کر کے تلوار ماری اور اسے قتل کر دیا بعد ازاں اس کا سر کاٹ کر اسے لٹکا دیا۔ اس کے بعد ایرانی بھاگ گئے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرتے رہے۔

جب ایرانی خرارہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں وہ اترے' کھانا کھایا اور شراب پی۔ پھر جب وہ روانہ ہوئے تو وہ اپنی تیراندازی پر تعجب کر رہے تھے کہ وہ عربوں کے لیے کارگر ثابت نہیں ہوگی۔

جالینوس کا قتل:

جب جالینوس نکلا تو اس پر حملہ کیا گیا وہ تیراندازی کرتا رہا۔ آخر کار مسلمانوں کے شہسوار وہاں پہنچ گئے اور زہرہ بن حویہ التیمی نے اسے (جالینوس کو) قتل کر دیا۔ اس کے بعد ایرانی شکست کھا کر دیر قرہ اور اس کے پیچھے کی طرف بھاگ گئے۔

امدادی فوج:

حضرت سعد بھی مسلمانوں کو لے کر دیر قرہ پہنچ گئے کیونکہ وہاں ایرانی موجود تھے جب مسلمانوں کی فوج دیر قرہ پہنچی تو اس مقام پر حضرت عیاض بن غنم کی امدادی فوج بھی آ کر شامل ہوگئی یہ فوج ایک ہزار تھی لہٰذا حضرت سعدؓ نے ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لیے جنگ قادسیہ کے مال غنیمت میں سے ان کے لیے حصہ مقرر کیا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اعتراضات:

حضرت سعدؓ اس وقت بھی اپنے پھوڑوں کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس موقع پر حضرت جریر بن عبداللہ نے یہ شعر کہا (ترجمہ یہ ہے)

۱۔ میں جریر ہوں اور میری کنیت ابوعمر ہے۔ اللہ نے (ہماری) مدد اور نصرت فرمائی حالانکہ (حضرت) سعد محل میں (بیٹھے ہوئے تھے)

کسی دوسرے مسلمان نے یہ اشعار کہے (ان کا ترجمہ یہ ہے)

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل فرمائی حالانکہ حضرت سعد قادسیہ کے دروازے پر مقیم تھے۔

۲۔ ہم ایسی حالت میں (جنگ سے) واپس آئے جب کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں۔ مگر (حضرت) سعد کی خواتین میں سے کوئی بھی بیوہ نہ تھی۔

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان باتوں کا علم ہوا تو وہ باہر نکل کر آئے اور مسلمانوں کے سامنے اپنی معذرت پیش کی اور اپنی رانوں اور پشت کے زخم ان کو دکھائے' اس وقت مسلمانوں نے ان کو معذور خیال کیا۔ حقیقت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بزدل نہیں تھے۔

دشمن کا تعاقب:

بعد ازاں ایرانی دیر قرہ سے بھی بھاگ کر مدائن کی طرف روانہ ہوئے وہ نہاوند کی طرف جانے کا قصد کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے ساتھ سیم وزر' ریشم وحریر' ہتھیار' بادشاہ (کسریٰ) اور اس کی بیٹیوں کی پوشاکیں لیں اور ان کے علاوہ اور چیزیں وہ چھوڑ گئے تھے۔ حضرت سعدؓ نے ان کے تعاقب میں مسلمانوں کو بھیجا۔ چنانچہ خالد بن عرفطہ' حلیف بنوامیہ کو سپہ سالار بنایا گیا اور ان کے ساتھ عیاض بن غنم اور ان کی فوج کو بھیجا گیا۔ ہراول دستے پر ہاشم بن عتبہ ابن ابی وقاص تھے۔ میمنہ پر جریر بن عبداللہ بجلی اور میسرہ پر زہرہ بن حویہ تمیمی تھے۔

مزید پیش قدمی:

درد و تکلیف کی وجہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب درد میں افاقہ ہوا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھ کے

مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے اور دریائے دجلہ کے قریب بھرسیر کے مقام پر اپنے لشکر کو جا پکڑا جب دریائے دجلہ پر سامان اور لشکر پہنچا تو انہوں نے راستہ تلاش کیا مگر انہیں کوئی راستہ نہیں ملا۔ تا آنکہ حضرت سعدؓ کے پاس مدائن کا ایک زمیندار آیا۔ اس نے کہا ''میں آپ کو ایسا راستہ بتاؤں گا جس کے ذریعے آپ انہیں تیز بھاگنے سے پہلے پکڑ لیں گے''۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کو قطربل کے ایسے آبی راستے کی طرف لایا اور سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ اپنے پیادہ سپاہیوں کے ساتھ اس کے اندر گھسے' جب وہ عبور کر گئے تو سواروں کے دستے بھی ان کے پیچھے گئے پھر حضرت خالد بن عرفطہ اور عیاض بن غنم نے اپنے سواروں کے ساتھ اس کو عبور کیا۔ بعد ازاں عام سپاہی چلے اور دریا کو عبور کر گئے وہاں سے چلتے چلتے جب وہ ساباط کے ایک تاریک جنگل میں پہنچے تو مسلمانوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہاں دشمن کمین میں چھپا ہوا نہ ہو۔

جنگ جلولاء:

اس کی وجہ سے لوگ متردد ہوئے اور ڈرنے لگے لہٰذا سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ اپنے لشکر کو لے کر وہاں پہنچے جب انہوں نے اس کو بھی عبور کر لیا' تو لوگوں کو اپنی تلوار دکھائی۔ اس سے لوگوں کو یقین ہوا کہ وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ لہٰذا خالد بن عرفطہ آگے بڑھے پھر حضرت سعدؓ اپنے سپاہیوں کو لے کر آئے یہاں تک کہ مسلمان جلولاء کے مقام پر پہنچ گئے وہاں ایرانیوں کا ایک لشکر جمع تھا جن کی وجہ سے جنگ جلولاء ہوئی۔ اللہ نے وہاں بھی ایرانیوں کو شکست دی اور وہاں مسلمانوں کو جنگ قادسیہ سے بہتر مال غنیمت حاصل ہوا اور وہاں کسریٰ (شاہ ایران) کی ایک بیٹی یا پوتی بھی گرفتار ہوئی جس کا نام منجانہ تھا۔

توقف کا حکم:

بعد ازاں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کو فتوحات کا حال لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھ بھیجا ''تم اب توقف کرو اور اس سے آگے مت جاؤ''۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے لکھ کر بھیجا:

''یہ تو راستہ ہے اصل ملک ہمارے آگے ہے'' اس پر حضرت عمرؓ نے لکھا ''تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو اور ایرانیوں کا تعاقب نہ کرو بلکہ مسلمانوں کے لیے ایک چھاؤنی اور جہاد کا ایسا مقام تعمیر کراؤ' جس کے راستے میں میری طرف سمندر حائل نہ ہو''۔

نئے مرکز کی تلاش:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر انبار میں مقیم ہوئے وہاں مسلمانوں کو بخار آنے لگا اور یہ مقام انہیں موافق نہیں آیا۔ لہٰذا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی تو اس کے جواب میں انہوں نے یہ لکھ کر بھیجا:

''اہل عرب کے لیے بھی وہی مقام مناسب ہوگا جو اونٹ بکریوں کے لیے مناسب ہوتا ہے' یعنی کوئی مناسب چراگاہ ہو لہٰذا سمندر کے قریب کوئی جنگل تلاش کرو اور وہاں مسلمانوں کے لیے نئی بستی تعمیر کرو''۔

چنانچہ حسب ہدایت حضرت سعد رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کویفہ عمر بن سعد میں پہنچے وہ مقام بھی مسلمانوں کے موافق نہیں آیا وہاں مکھیاں

بہت تھیں اور بخاروں کا زور تھا۔ لہٰذا حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک انصاری کو جس کا نام حارث بن سلمہ اور بقول بعض عثمان بن حنیف تھا' مناسب مقام کی تلاش میں بھیجا۔ انہوں نے وہ مقام پسند کیا جہاں آج کل کوفہ ہے' حضرت سعد مسلمان بیبیوں کو لے کر وہاں فروکش ہوئے وہاں مسجد بنوائی اور وہیں لوگوں کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کرائے۔

شام کی فتوحات:

اس سال حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے اور جابیہ کے مقام پر اترے اور ان کے ہاتھوں پر بیت المقدس کا شہر ایلیاء فتح ہوا اور اسی سال حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حنظلہ بن طفیل سلمی کو حمص بھیجا ان کے ہاتھوں اللہ نے حمص کو فتح کرایا۔ اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کندہ کے ایک شخص کو جس کا نام شرحبیل بن السمط تھا' مدائن کا حاکم بنایا۔



باب ۱۶

اہل سواد کا حال

قبیصہ بن جابر روایت کرتے ہیں ''ہم میں سے ایک شخص نے جنگ قادسیہ کی فتح کے بعد یہ شعر کہا۔(ترجمہ)

۱۔ ہم جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے اپنی نصرت نازل کی حالانکہ حضرت سعد قادسیہ کے دروازے پر بیٹھے رہے۔

۲۔ جب ہم (جنگ سے) واپس آئے تو ہماری بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئی تھیں۔مگر (حضرت) سعد کی خواتین میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعاء:

یہ اشعار لوگوں میں مشہور ہوئے اور حضرت سعدؓ کے کانوں تک بھی پہنچے تو انہوں نے (اسے) یہ بددعاء دی:

''اے اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے یا اس نے یہ شعر ریاکاری' شہرت اور دروغ گوئی کی تشہیر کے لیے کہے ہیں تو میری طرف سے اس کے ہاتھ اور زبان کاٹ دے''۔

قبیصہ کہتے ہیں کہ ''وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعاء کی بدولت ایک تیر آیا اور اس کی زبان پر جالگا۔اس سے اس کی زبان ایسی خشک ہوئی کہ وہ بول نہیں سکا تا آنکہ وہ اللہ کے پاس پہنچ گیا۔

عثمان بن رجاء سعدی بیان کرتے ہیں کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) سب سے زیادہ دلیر اور بہادر تھے وہ دونوں صفوں کے درمیان غیر محفوظ محل میں مقیم تھے اور وہاں سے وہ مسلمانوں کے لشکر کی نگرانی کرتے رہے۔اگر میدان جنگ سے کوئی تیر پھینکا جاتا تو وہ ان کا بالکل خاتمہ کرسکتا تھا مگر ان شدید جنگوں کے خطرات سے وہ بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی کا اظہار کیا۔

خواتین کی جنگی خدمات:

ہمام بن الحارث نخعی کی بیوی ام کثیر بیان کرتی ہیں ''ہم اپنے شوہروں کے ساتھ حضرت سعدؓ کے لشکر میں جنگ قادسیہ کے موقع پر شامل تھے۔جب ہمیں خبر ملی کہ جنگ ختم ہوگئی ہے تو ہم کمربستہ ہوگئے۔ہم نے مشکیزے لیے پھر ہم (زخمیوں اور) شہداء کے مقامات پر گئے جو مسلمان زندہ تھے' انہیں ہم نے پانی پلایا اور انہیں اٹھایا اور جو مشرکین زندہ تھے۔ہم نے ان کا کام تمام کیا۔ہمارے پیچھے بچے تھے ان کے ذمے بھی ہم اسی قسم کی خدمات سونپ رہے تھے۔

جنگ میں خواتین کی کثرت:

عطیہ بن الحارث ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں قبیلہ بجیلہ اور قبیلہ نخع کی خواتین سب سے زیادہ تھیں۔قبیلہ نخع کی سات سو خواتین فالتو تھیں اور قبیلہ بجیلہ کی ایک ہزار تھیں۔چنانچہ عرب کے مختلف قبائل کے ایک ہزار اشخاص سے ان کا رشتہ قائم ہوا اور قبیلہ نخع کی سات سو خواتین کا رشتہ بھی ہوگیا اور اس وجہ سے قبیلہ نخع مہاجرین اور بجیلہ کا سمدھیانہ کہلایا جاتا

ہے۔ان لوگوں نے حضرت خالد' حضرت مہلب اور حضرت ابوعبیدہ کی رعایات سے فائدہ اٹھایا' اسی قدر اہل وعیال اور ساز وسامان کو جنگوں میں منتقل کرلیا تھا۔اس کے بعد انہیں بہت تکلیف اٹھانی پڑی۔

قبیلہ نخع کی خواتین:

محمد' مہلت اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ بکیر بن عبداللہ اللیثی' عتبہ بن فرقہ سلمی' سماک بن خرشہ انصاری (جو ابودجانہ نہیں ہے) تینوں نے جنگ قادسیہ میں ایک خاتون کو نکاح کا پیغام دیا۔اس جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی عورتیں بھی تھیں بلکہ قبیلہ نخع میں سات سو خواتین فالتو (بے شادی شدہ) تھیں' اس قبیلہ نخع کے لوگ مہاجرین کے خسر کہلانے لگے تھے کیونکہ مہاجرین نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد ان کی (بے شادی شدہ) خواتین سے نکاح کرلیا تھا اور سات سو خواتین کی شادیاں مختلف قبائل کے سات سو مردوں سے ہوگئی تھیں۔

نکاح کا پیغام:

جب مسلمان جنگ سے فارغ ہوئے تو ان تینوں مذکورہ بالا اشخاص نے اروی بنت عامر ہلالیہ نخعیہ کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔اس خاتون کی ہمیشرہ ہنیدہ' حضرت قعقاع بن عمرو تمیمی کی بیوی تھیں اس لیے اس نے اپنی بہن سے کہا:

''تم اپنے شوہر سے مشورہ کرو کہ ان میں سے وہ کس کو ہمارے لیے مناسب سمجھتا ہے''۔

چنانچہ اس کی ہمشیرہ نے فتح کے بعد قادسیہ ہی میں اس بات کا تذکرہ اپنے شوہر سے کیا۔

حضرت قعقاع کا مشورہ:

تو حضرت قعقاع نے فرمایا:''میں ان (تینوں) کا حال اشعار میں بیان کروں گا۔اس لیے تم اپنی بہن کا مناسب رشتہ تلاش کرلینا۔اس کے بعد انہوں نے اشعار پڑھے۔(ان کا ترجمہ یہ ہے)

۱۔ اگر تمہیں مال ودولت کی ضرورت ہے تو تم سماک انصاری یا (عتبہ) ابن فرقہ سے نکاح کرلو۔

۲۔ اگر تمہیں ماہر نیزہ باز پسند ہے تو تم بکیر کا قصد کرو جب کہ گھوڑے ہلاکت کے ڈر سے بھاگ رہے ہوں (اس وقت وہی کام آئے گا)

۳۔ تینوں بزرگی اور شرافت کے بلند مقام پر فائز ہیں۔تمہیں اختیار ہے جس کو تم چاہو پسند کرو''۔

جنگ کے نتیجہ کا انتظار:

اہل عرب یہ بیان کرتے ہی چلے آرہے تھے کہ اہل عرب اور اہل فارس کے درمیان فیصلہ کن جنگ قادسیہ میں ہوگی اور اہل فارس کی سلطنت کا قیام اور زوال اسی معرکے پر موقوف ہے۔اس وجہ سے ہر ملک میں لوگ اس بات کا انتظار کررہے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے کام ملتوی کررکھے تھے اور وہ یہ کہتے تھے کہ وہ ان پر غور نہیں کریں گے جب تک قادسیہ کی جنگ کا فیصلہ نہ ہوجائے۔لہٰذا جب جنگ قادسیہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو اس خبر کو جن لے اڑے اور اس خبر کو انہوں نے انسانی مخبروں سے پہلے عالم انسانیت تک پہنچادیا۔

نامہ فتح:

محمد' مہلب اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فتح کا حال لکھ کر بھیجا اس میں انہوں نے ایرانیوں کے مقتولین کی تعداد اور مسلم شہداء کی تعداد بھی لکھی اور جن کو حضرت سعد جانتے تھے ان کے نام بھی تحریر کیے یہ خط انہوں نے سعد بن عمیلہ فزاری کے ہاتھ بھیجا اس خط کا مضمون یہ تھا۔ (ترجمہ)

''حمد وثناء کے بعد معلوم ہو' کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل فارس پر فتح عطا کی اور طویل جنگ اور سخت ہنگاموں کے بعد ان کا وہی حشر ہوا جو ان سے پہلے ان کے ہم مذہبوں کا ہوا تھا۔ انہوں نے اس قدر زیادہ تعداد میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا کہ اتنی تعداد دیکھنے والوں نے کبھی نہیں دیکھی تھی مگر اتنی بڑی تعداد سے اللہ نے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ ان کا تمام مال ومتاع چھن گیا اور وہ مسلمانوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا نہروں' جنگلوں اور گھاٹیوں میں تعاقب کیا۔ مسلمانوں میں سعد بن عبید انصاری اور فلاں وفلاں شہید ہو گئے۔ ان کے علاوہ اور مسلمان بھی شہید ہوئے جنہیں ہم نہیں جانتے ہیں اللہ ہی کو ان کا علم ہے۔ جب رات ہوتی تھی تو وہ قرآن آہستہ آہستہ تلاوت کرتے تھے جس طرح شہد کی مکھی بھنبھناتی ہو' وہ مسلمانوں کے شیر تھے۔ جنگل کے شیر ان کی برابری نہیں کر سکتے تھے۔ جو زندہ ہیں ان میں اور گذرے ہوئے لوگوں میں شہادت کی فضیلت کا فرق ہے۔ زندوں کی قسمت میں شہادت نہیں لکھی گئی تھی''۔

قاصد سے استفسار:

مجالد بن سعید کی روایت ہے کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو قادسیہ میں رستم کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ (مدینہ منورہ میں) آنے والے سواروں سے اہل قادسیہ کے بارے میں دریافت کرتے تھے' وہ صبح سے دوپہر (قافلے والوں کے قریب) رہتے تھے پھر اپنے گھر اہل وعیال کے پاس آ جاتے تھے۔ جب خوش خبری سنانے والا وہاں پہنچا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ ''وہ کہاں سے آ رہا ہے؟'' جب اس نے جواب دیا تو آپ نے فرمایا ''مجھے (تفصیل سے) بتاؤ'' وہ بولا:

''اللہ نے دشمن کو شکست دے دی'' حضرت عمرؓ اس کے ساتھ دوڑے جاتے تھے اور دریافت کرتے جاتے تھے وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہا تھا اور آپ کو پہچانتا نہیں تھا۔ جب آپ مدینہ میں آئے تو لوگ امیر المؤمنین کے خطاب سے سلام کرنے لگے۔ اس وقت اس قاصد نے کہا:

''اللہ آپ پر رحم کرے' آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ امیر المؤمنین ہیں''۔

آپ نے فرمایا: ''اے بھائی! کوئی حرج کی بات نہیں ہے''۔

محمد' طلحہ' مہلب اور زیاد روایت کرتے ہیں کہ مسلمان خوش خبری لانے والے قاصد کا انتظار کرتے رہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ احکام صادر کرتے رہے کہ وہ قبضہ حاصل کریں اور اپنے لشکروں کی حفاظت کریں اور اپنے کاموں کا انتظام کریں۔

شام کی امدادی فوج:

عراق کے وہ جنگی سپاہی جو یرموک اور دمشق کی جنگ میں شریک تھے۔ اہل قادسیہ کی جنگی امداد کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ قادسیہ کی فتح کے اگلے دن اور اس کے بعد پہنچے ان کی پہلی فوج کمک یوم اغواث میں پہنچی اور ان کی آخری امدادی فوج فتح کے دو دن

بعد آئی۔ اس امدادی فوج میں مراد و ہمدان کے قبائل اور دیگر مختلف قبائل کے افراد شریک تھے۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ ثانی) کے پاس خط لکھا گیا کہ ان کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ فتح قادسیہ کے بعد دوسرا خط تھا جو نذیر بن عمرو کے ہاتھ بھیجا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس نامہ فتح پہنچا تو وہ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر اسے سنانے لگے اس کے بعد آپ نے فرمایا "میری انتہائی کوشش یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو میں مسلمانوں کی ہر ضرورت کو پورا کروں اگر ہماری کوئی ضرورت پوری نہ ہو سکے تو ہم اپنی زندگی میں کفایت شعاری سے کام لیں گے تاکہ ہم سب کا معیار زندگی برابر رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میری ذات سے اچھی طرح واقف ہو جاؤ کیونکہ میں صرف عمل کے ذریعے تمہیں تعلیم دوں گا میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تمہیں غلام بنالوں' بلکہ میں صرف اللہ کا ایک بندہ ہوں' مجھے (خلافت کی) امانت سونپی گئی ہے اگر میں اس سے انکار کر دوں اور اسے لوٹا دوں اور اس کے بعد اس حالت میں تمہاری اتباع کروں کہ تم اپنے گھروں میں شکم سیر اور سیراب ہو کر زندگی بسر کرو تو اس وقت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھوں گا۔ اگر میں اس بار امانت کو اٹھا کر تمہیں اپنے گھر کے فائدے کے تابع بنالوں تو یہ میری انتہائی بدنصیبی ہوگی مجھے تھوڑی خوشی ہوگی اور رنج زیادہ ہوگا اور میں کبھی معاف نہیں کیا جاؤں گا"۔

حضرت عمرؓ کے نام دوسرا خط:

"اہل سواد (عراق کے دیہاتی) نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے ہم سے معاہدے کر رکھے تھے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے' سوائے اہل بانقیا' یسما اور اہل اُلیس کے' جو معاہدوں پر قائم رہے تھے اور ان کی پابندی کی تھی' اور کسی نے معاہدوں کی پابندی نہیں کی۔ یہ اہل سواد معذرت کرتے ہیں یہ اہل فارس نے انہیں مجبور کر کے اپنے ساتھ ملایا تھا۔ لہٰذا انہوں نے (اپنی مرضی سے) ہماری مخالفت نہیں کی اور نہ وہاں سے گئے تھے"۔

تیسرا خط:

ابوالہیاج الاسدی ابن مالک کے ہاتھ یہ خط بھی بھیجا گیا تھا: "اہل سواد چلے گئے تھے اس کے بعد ہمارے پاس کچھ ایسے لوگ آئے جنہوں نے اپنے معاہدوں کی پابندی کی تھی اور ہماری مخالفت نہیں کی تھی تو ہم نے ان معاہدوں کی پابندی کی جو انہوں نے ہم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ کیے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل سواد مدائن چلے گئے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ ان پر زبردستی کر کے انہیں جمع کیا گیا تھا مگر وہ بھاگ گئے تھے اور انہوں نے نہ (ہمارے خلاف) جنگ کی اور نہ ان کی اطاعت قبول کی۔

ہم ایک ایسی نہایت عمدہ سرزمین میں ہیں جو اپنے رہنے والوں سے خالی ہے۔ ہماری تعداد قلیل ہے اور اہل صلح زیادہ ہو گئے ہیں۔ دشمن کو کمزور کرنے کے لیے ان کے ساتھ رعایت کرنے کی زیادہ ضرورت ہے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یہ تقریر ارشاد فرمائی۔ درحقیقت جو کوئی اپنی نفسانی خواہش اور نافرمانی کے مطابق عمل کرے گا۔ اس کا حصہ ساقط ہو جائے گا اور وہ صرف اپنی ذات کو نقصان پہنچائے گا اور جو کوئی سنت اور شریعت پر عمل کرے گا اور سیدھے راستے پر چلے گا اور اللہ کے اس ثواب کا خواہاں ہوگا جو اس نے فرماں برداروں کے لیے رکھا

ہے تو اس کا کام درست رہے گا اور اپنی زندگی میں کامیاب ہوگا کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا ہے "انہوں نے جو عمل کیا ہے اسے موجود و حاضر پایا۔ تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے"۔

صحابہؓ سے مشورہ:

گذشتہ جنگوں کے مجاہدین اور اہل قادسیہ اپنے علاقوں پر قابض ہو گئے ہیں وہاں کے لوگ جلاوطن ہو گئے ہیں اس کے بعد وہ لوگ آئے جو اپنے معاہدے پر قائم تھے۔ ان لوگوں کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے جن پر زبردستی کر کے جنگ میں شامل کیا گیا تھا اور وہ اس قسم کی معذرت پیش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو نہ تو اس قسم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ وہ ان علاقوں میں رہے' بلکہ اپنے علاقے سے چلے گئے۔ کچھ ایسے ہیں جو وہیں مقیم رہے اور وہاں سے نہیں گئے تھے۔ کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اطاعت قبول کر لی تھی"۔

متفقہ فیصلہ:

لہٰذا (صحابہ کا) اجماع ہوا کہ جو وہیں مقیم رہے اور جنگ سے باز رہے' تو ان کے معاہدے کی پابندی کی جائے اور ان کا ایفاء کیا جائے اور جو معاہدے کے دعویدار ہوں اور اس کی تصدیق ہو جائے یا ان کی پابندی ثابت ہو جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جن کے دعوے جھوٹے ثابت ہوں تو ان کے دعوے رد کیے جائیں گے۔ ان کے ساتھ دوبارہ صلح کی بات چیت ہوگی اور جو لوگ اپنی زمینوں سے چلے گئے ہیں تو ان کا فیصلہ کرنا وہیں کے مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو ان سے مصالحت کر لیں اور وہ لوگ مسلمانوں کے ذمی بن جائیں اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ان کی اراضی انہیں نہ دیں اور ان سے جنگ کریں اور جو اقامت اختیار کرے اور مطیع ہو جائے اس کے بارے میں انہیں اختیار دیا جائے کہ وہ ان سے جزیہ لیں یا انہیں جلاوطن کر دیں' یہی حالت کسانوں کی ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انس بن الحلیس کے خط کا جواب یوں لکھا۔

دوسرے خط کا جواب:

"حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ اللہ بزرگ و برتر نے ہر چیز میں بعض حالات کے مطابق سہولت اور رعایت رکھی ہے مگر دو چیزوں میں رعایت نہیں ہے۔ ایک عدل و انصاف ہے' دوسری چیز عبادت و ذکر ہے۔ ذکر و عبادت میں تو کسی حالت میں رعایت نہیں ہے اور ذکر کثیر کے بغیر اللہ رضامند نہیں ہے۔ عدل و انصاف میں بھی قریب و بعید' سختی و نرمی' کسی حالت میں بھی رعایت نہیں ہے عدل و انصاف نرم نظر آتا ہے مگر یہ سب سے زیادہ طاقتور چیز ہے۔ یہ ظلم و ستم کی آگ کو بجھاتا ہے اور جور و ظلم سے زیادہ باطل پرستی کا قلع قمع کرتا ہے اور کفر کو سرنگوں کرتا ہے' لہٰذا اہل سواد میں جو کوئی اپنے معاہدے پر قائم ہو اور اس نے تمہارے برخلاف دشمن کی کوئی امداد نہ کی ہو تو وہ تمہاری ذمی رعایا ہیں اور ان پر جزیہ ادا کرنا ضروری ہے۔

مگر جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اس پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ وہاں سے چلا گیا تھا تو ان کے دعووں کو رد کر دو' البتہ انہیں امن کی جگہ پر پہنچا دو"۔

ابوالہیاج کے خط کے جواب میں حضرت عمرؓ نے یہ جواب تحریر کیا۔

تیسرے خط کا جواب:

''جو لوگ اپنے مقام پر جمے رہیں اور وہاں سے چلے نہ گئے ہوں اور انہوں نے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو تو چونکہ وہ تمہارے لیے اپنی جگہ پر برقرار رہے اور تمہاری مخالفت نہیں کی تو ان کا یہ رویہ معاہدہ کرنے کے برابر ہے۔

کسان اور کھیتی باڑی کرنے والے (فلاحین) بھی اگر یہ رویہ اختیار کریں تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ جو کوئی اس بات کا دعویٰ کرے اور اس کے دعوے کی تصدیق ہو جائے تو وہ ذمی ہے۔ اور اگر ان کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو تو اسے رد کر دو۔ مگر جو دشمن کی مدد کرے اور تمہارے مفتوحہ علاقے سے چلا جائے تو اللہ نے اس معاملے میں تمہیں اختیار دیا ہے۔ اگر تم چاہو تو تم انہیں اس بات کی دعوت دو کہ اپنی اراضی میں مقیم ہو جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ جائیں' اگر وہ آنا نہ چاہیں تو ان کی اراضی کو اپنا سمجھ کر آپس میں تقسیم کر لو۔

واپسی کی دعوت:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطوط حضرت سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) کے پاس آئے تو مسلمانوں نے ان لوگوں کو جو اپنے وطن چھوڑ کر چلے گئے تھے یہ دعوت دی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کر کے مسلمانوں کی ذمہ داری اور اطاعت میں آ جائیں۔ اس دعوت پر وہ واپس آ گئے اور معاہدے کے پابند افراد کی طرح ذمی بن گئے' مگر ان کا خراج ان سے زیادہ بھاری تھا اور جو لوگ وہیں مقیم رہے وہ معاہدہ کرنے والوں کی طرح سمجھے گئے اور جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان پر زبردستی کی گئی تھی اور وہ جنگ سے بھاگ گئے تھے' انھیں واپس آنے والوں کی طرح سمجھا گیا۔ کسانوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا گیا۔

شاہی خاندان کی اراضی:

صلح اور معاہدے میں وہ اراضی نہیں شامل کی گئیں جو شاہی خاندان کی تھیں یا ان لوگوں کی تھیں جو اپنے حکام کے ساتھ شامل ہو کر چلے گئے تھے اور انہوں نے ان دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو تسلیم نہیں کیا تھا۔

(۱) اسلام لائیں (۲) یا جزیہ قبول کریں' لہٰذا وہ بھی اس مال غنیمت میں شامل ہو گئیں۔ جنہیں اللہ نے مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر دیا تھا۔ لہٰذا شاہی خاندان کی جائداد اور اراضی' اور مذکورہ بالا لوگوں کی اراضی مال غنیمت (فئی) حاصل کرنے والوں کی ملکیت قرار دی گئیں اور باقی سوادعراق کا علاقہ ذمی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ ان سے کسریٰ کے خراج کے مطابق وصول کیا جاتا تھا' کسریٰ کا خراج مردوں پر ان کے مقبوضہ مال اور حصوں کے مطابق ہوتا تھا۔ مال غنیمت میں شاہی خاندان کی اور ان کے متعلقین اور ان کے اہل و عیال کی جائدادیں اور اراضی شامل ہیں۔ آتش کدوں' جنگلوں تالابوں اور گلیوں وغیرہ کی زمینیں شاہی خاندان اور ان کے متعلقین کی زمینوں سے الگ ہیں کیونکہ یہ عراق کے تمام دیہاتوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

مشتبہ معاملہ:

حکام نے ان زمینوں کے جھگڑے کے موقع پر ان کی تقسیم کرنے میں سستی کی تھی اس وجہ سے ناواقف لوگوں پر سوادعراق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ اگر عقلمند لوگ ان بیوقوفوں سے اتفاق کرتے جنہوں نے حکام سے تقسیم کرنے کی درخواست کی تھی تو یہ اراضی ان میں تقسیم ہو جاتیں' مگر دانشوروں نے تقسیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور حکام نے بھی ان دانشوروں کے مشورے پر عمل کیا اور عام

لوگوں کے قول پر عمل نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ہر اس (خلیفہ) نے جن سے تقسیم کی درخواست کی گئی تھی' دانشوروں کے مشورے پر عمل کیا کیونکہ ان کا یہ قول تھا کہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان (اس تقسیم کی وجہ سے آگے چل کر) ایک دوسرے کی گردن مارنے لگ جائیں۔

سوادعراق کا شرعی حکم:

حضرت شعبی سے دریافت کیا گیا کہ ''سوادعراق کا کیا حال ہے؟'' آپ نے فرمایا یہ علاقہ بزور شمشیر فتح کیا گیا ہے اور چند قلعوں کے علاوہ اس کی تمام اراضی ایسی ہے کہ جہاں کے لوگ دوسری جگہ چلے گئے تھے' انہیں صلح اور ذمی بننے کے لیے بلایا گیا تو انہوں نے یہ دعوت قبول کر لی اور واپس آ گئے اس طرح وہ جزیہ ادا کر کے ذمی بن گئے اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا۔ یہی وہ مسنون طریقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومۃ الجندل میں اختیار فرمایا تھا' البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کی زمینیں مال غنیمت قرار دی گئیں۔

اہل سواد کا معاہدہ:

طلحہ' سفیان اور ماہان روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سوادعراق کو مفتوحہ علاقہ قرار دیا ہے اور اسی طرح اس کے اور نہر بلخ کے درمیان کی تمام اراضی ہے۔ البتہ ایک قلعہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یہاں کے باشندوں کو صلح کی طرف دعوت دی گئی تو (اس کو قبول کرنے کی بنا پر) وہ ذمی بن گئے اور ان کی اراضی ان کو لوٹا دی گئی۔ اس میں آلِ کسریٰ کی جائدادیں شامل نہیں ہیں اور ان کے متعلقین اور متعلقین کی جائدادیں شامل ہیں، کیونکہ یہ اراضی اللہ تعالےٰ کے عطاء کردہ مال غنیمت میں شامل ہیں۔

کوئی مفتوحہ چیز اس وقت تک مال غنیمت میں شامل نہیں سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ تقسیم نہ کر دی جائے اس وجہ سے غنیمت سے مراد تقسیم شدہ شے ہے۔

جزیہ اور ذمی:

حسن بن ابوالحسن فرماتے ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں نے اس علاقہ (سوادعراق) کو بزور شمشیر فتح کیا تھا مگر انھوں نے وہاں کے باشندوں کو واپس آ کر ذمی بننے کی دعوت دی اور ان کے سامنے جزیہ کی تجویز پیش کی جسے انہوں نے قبول کر لیا تھا اس لیے ان کی زمینیں وغیرہ محفوظ ہو گئیں۔

عمرو بن محمد نے حضرت شعبیؒ سے دریافت کیا ''لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اہل سوادعراق غلام ہیں''۔ آپ نے فرمایا ''تو پھر غلاموں سے جزیہ کیوں لیا جاتا ہے' جہاں تک مجھے علم ہے ایک پہاڑی قلعہ کے علاوہ تمام سوادعراق بزور شمشیر فتح ہوا۔ تاہم وہاں کے باشندوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی تو وہ واپس آ گئے اور ان سے جزیہ لینا قبول کر لیا گیا اس طرح وہ ذمی بن گئے۔ مال غنیمت وہ تقسیم کیا جاتا ہے جسے چھین لیا جائے مگر جس پر قبضہ نہ ہو اور وہاں کے باشندے تقسیم ہونے سے پیشتر جزیہ دینا قبول کر لیں تو ان کے ساتھ یہی مذکورہ بالا مسنون طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

حضرت محمد بن سیرین کا قول:

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ تمام شہروں پر بزور شمشیر قبضہ کیا گیا البتہ چند قلعے ایسے ہیں جن کے بارے میں وہاں کے لوگوں نے قبضہ سے پہلے معاہدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد مفتوح قوم کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ واپس آ جائیں اور جزیہ ادا کریں۔ اس

طرح وہ ذمی ہو گئے' اہل سواد جبل کا معاملہ مال غنیمت کی طرح ہونا چاہیے۔ مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے جزیہ قبول کیا اور انہیں ذمی بنالیا۔ یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کے مطابق تھا جب آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تبوک سے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا تو حضرت خالدؓ نے اس پر فتح کر کے قبضہ کرلیا تھا اور اس کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کو اسیر بنالیا تھا اور اسی طرح انہوں نے عریض کے دونوں بیٹوں کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا اور ان دونوں کو گرفتار کرلیا پھر ان سے جزیہ قبول کرنے اور ذمی بننے کا معاہدہ کیا گیا۔ یحنہ بن رقابہ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا جو ایلہ کا حاکم تھا۔

جس کسی نے اس کی خلاف روایت کی اس نے ائمہ کرام اور صحیح راویوں کی تکذیب کی اور ان پر اعتراض کیا۔

اہل کتاب خواتین سے نکاح:

مسلم مولیٰ حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار نے اہل سواد عراق میں سے جو اہل کتاب ہیں' ان کی عورتوں سے نکاح کیا تھا اگر یہ لوگ غلام ہوتے تو ان کے لیے یہ بات جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس صورت میں اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح کرنا ان کے لیے جائز نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

تم میں سے جو کوئی آزاد اور پاک دامن خواتین سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھے تو وہ تمہاری کسی مومن لونڈی سے (نکاح کرے' اس آیت کریمہ میں مومن نوجوان لڑکی کی قید ہے) اہل کتاب لڑکی کا ذکر نہیں کیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم:

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں'' جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مدائن کا حاکم بنایا اور مسلم خواتین کی کثرت ہوگئی تو اس وقت حضرت عمرؓ نے یہ لکھ کر بھیجا'' مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے مدائن کے اہل کتاب (عیسائی یا یہودی) کی خاتون سے نکاح کرلیا ہے۔ تم اسے طلاق دے دو'' حضرت حذیفہؓ نے (جواب میں) تحریر کیا۔

''میں اس وقت تک تعمیل حکم نہیں کروں گا جب تم کہ تم مجھے نہ بتاؤ کہ آیا یہ فعل حلال ہے یا حرام؟ نیز یہ کہ تمہارا اس سے کیا مقصد ہے؟'' حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا:

''یہ (نکاح) حلال ہے لیکن عجمی خواتین میں اس قدر دل ربائی ہے کہ اگر تم ان کی طرف متوجہ ہو گئے تو وہ تمہاری دوسری خواتین پر غالب آ جائیں گی'' اس پر حضرت حذیفہؓ نے کہا'' اب (یہ بات میری سمجھ میں آ گئی ہے)'' اس کے بعد انہوں نے اس عورت کو طلاق دے دی۔

حضرت جابر فرماتے ہیں'' میں حضرت سعدؓ کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شریک ہوا تو ہم نے اہل کتاب کی خواتین سے نکاح کیا کیونکہ ہمیں زیادہ مسلمان خواتین نہیں ملتی تھیں۔ جب ہم (جنگ سے) واپس آئے تو ہم سے کچھ لوگوں نے (ان اہل کتاب خواتین کو) طلاق دی اور کچھ لوگوں نے (ان خواتین کو) برقرار رکھا۔

ائمہ کے اقوال:

حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں'' سواد عراق مفتوحہ علاقہ ہے تاہم وہاں کے لوگوں کو واپس آنے اور جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی گئی چنانچہ وہ واپس آ گئے' اور جزیہ قبول کرلیا' اس لیے وہ ذمی ہو گئے۔ البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے متعلقین کی ملکیت

مال غنیمت (فئے) میں شامل ہوگئی۔ اہل کوفہ کا یہی مسلک ہے مگر بعض ناواقفوں نے تمام سواد عراق کو اس میں شامل کر لیا ہے ورنہ سواد کی اصل حقیقت یہ ہے (جو بیان کی گئی ہے)۔

حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں ''سواد عراق پر فتح کرنے کے بعد قبضہ کیا گیا ہے' پھر لوگوں کو واپس آنے کی دعوت دی گئی جس نے دعوت قبول کر لی اس پر جزیہ لگایا گیا اور جس نے انکار کیا اس کا مال (فئے) مال غنیمت میں شامل ہو گیا۔ اس لیے جبل سے عذیب تک سواد کا علاقہ اور خود جبل کے اندر کی زمین' جو فئے (مال غنیمت) میں داخل ہے' قابل فروخت نہیں ہے۔

حضرت شعبی کی جانب سے بھی اس قسم کا قول منقول ہے کہ جبل سے عذیب تک کے مفتوحہ علاقے کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

جاگیروں کی بخشش:

عامر کا قول ہے کہ حضرت زبیر' خباب' ابن مسعود' ابن یاسر اور ابن قبار کو حضرت عثمانؓ کے عہد میں جاگیریں دی گئیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلطی (خطا) کی تھی تو جن لوگوں نے انہیں قبول کیا' ان کی غلطی اس سے زیادہ سنگین ہے کیونکہ انہی لوگوں سے ہم نے اپنے دین اسلام کا علم حاصل کیا' بلکہ حضرت عمرؓ نے بھی حضرت طلحہ جریر بن عبداللہ اور ربیل بن عمرو کو جاگیریں دیں نیز ابومفر کو ہاتھی خانہ دیا۔ یہ لوگ بھی ان میں شامل ہیں جن سے ہم نے استفادہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ جاگیریں مال غنیمت کے خمس (پانچویں حصہ) میں سے عطیہ اور انعام کے طور پر دی گئیں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن حنیف کے نام حضرت جریر بن عبداللہ کے ہاتھ یہ خط بھیجا ''حمد وثناء کے بعد واضح ہو کہ تم جریر بن عبداللہ کو ان کی گذراوقات کے مطابق جاگیر دو' نہ وہ کم ہو اور نہ زیادہ ہو''۔

حضرت عثمان بن حنیف نے جواب میں یہ تحریر کیا:

''جریر آپ کی طرف سے اس مضمون کا خط لے کر آئے ہیں کہ آپ ان کی گذراوقات کے لیے جاگیر بخش رہے ہیں لہٰذا مجھے یہ بات ناپسند ہوئی کہ میں آپ سے رجوع کرنے سے پیشتر یہ کام پورا کروں''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

''جریر کی بات سچی ہے تم اس حکم کی تعمیل کرو۔ تم نے بہت اچھا کیا کہ مجھ سے مشورہ لے لیا''۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ کو بھی جاگیر دی۔

حضرت علیؓ نے کردوس بن ہانی الکردوسیہ اور سوید بن غفلۃ الجعفی کو جاگیر دی۔

سوید بن عقلۃ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علیؓ سے جاگیر کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

''لکھو' علیؓ نے سوید کو داذویہ کی اراضی جاگیر میں دی ہے''۔

ابراہیم بن یزید کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

معاہدے کا طریقہ:

''جب تم کسی قوم سے معاہدہ کرو تو اس وقت تم ان کے لشکروں کے نقصانات سے بے تعلقی کا اظہار کرو' لہٰذا جب مسلمان کسی

سے معاہدہ کرتے تھے تو وہ صلح ناموں میں یہ لکھتے تھے:

''ہم تمہارے سامنے فوجوں کے نقصانات سے بری الذمہ ہیں''۔

سن میں اختلاف:

واقدی کا قول ہے کہ جنگ قادسیہ کا آغاز ۱۶ھ میں ہوا۔ بعض اہل کوفہ یہ کہتے ہیں کہ جنگ قادسیہ ۱۴ھ میں ہوئی' مگر ہمارے نزدیک مستند روایت یہی ہے کہ یہ جنگ ۱۴ھ میں ہوئی۔ محمد بن اسحاق (صاحب المغازی) کہتے ہیں کہ یہ جنگ ۱۵ھ میں ہوئی جیسا کہ ہم نے اس کی روایت میں بیان کیا ہے۔



باب ۱۷

شہر بصرہ کی تعمیر

واقدی کا قول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ مدینہ میں ماہ رمضان میں مساجد میں (تراویح) پڑھا کریں۔ دیگر شہروں کے مسلمانوں کو بھی آپ نے اسی قسم کا حکم دیا۔

۱۴ھ میں حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو بصرہ کے علاقے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں قیام کریں اور اہل فارس کی فوج کو مدائن اور اس کے گردونواح میں آنے سے روکیں۔ یہ مدائن کا قول اور اس کی روایت ہے۔ سیف کی روایت یہ ہے کہ بصرے کے شہر کی تعمیر سہ ۱۶ھ کے موسم بہار میں ہوئی اور حضرت عتبہ بن غزوان مدائن سے بصرے کی طرف اس وقت گئے۔ جب حضرت سعد جلولا۔ تکریت اور حصنین کی مہموں سے فارغ ہو گئے تھے۔ اور انھیں حضرت سعد نے حضرت عمرؓ کے حکم سے بھیجا تھا۔

ہند کی سرحد:

ابومخنف بواسطہء مجالد حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا۔ مہران ۱۴ھ میں بہ ماہ صفر مقتول ہوا اس موقع پر حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان سے فرمایا' اللہ بزرگ و برتر نے تمھارے جیرہ اور اس کے گردونواح کے بھائیوں پر فتح عطاء فرمائی ہے اور ان کی ایک عظیم شخصیت ماری گئی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ ان کے بھائی اہل فارس ان کی امداد کریں گے۔ للہذا میں چاہتا ہوں کہ میں تمھیں ہند کی سرحد کے قریب روانہ کروں تاکہ تم اس علاقے کے لوگوں کو تم اپنے بھائیوں کے برخلاف اپنے بھائیوں کی مدد کرنے سے روک سکو، اور ان سے جنگ کر سکو تو قع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں فتح عطاء کرے گا۔

تم اللہ کا مبارک نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور جہاں تک ممکن ہو، اللہ سے ڈرتے رہو اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ نماز اپنے وقت پر پڑھو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

حضرت عتبہ کی روانگی:

حضرت عتبہ بن غزوان تین سو دس سے کچھ زیادہ سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہوئے راستے میں اہل بادیہ میں سے کچھ لوگ شریک ہو گئے۔ اور بصرہ وہ کم و بیش پانچ سو کی تعداد میں پہنچے' وہاں وہ ماہ ربیع الاول یا ربیع الآخر میں ۱۴ھ میں پہنچے تھے۔ بصرہ اس زمانے میں ارض الہند (ہندوستان کی سرحد) کہلاتا تھا۔ وہ خریبہ کے مقام پر اترے' وہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس مقام کا حال لکھا۔ حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا: ''تم مسلمانوں کو ایک ہی مقام پر رکھو' انہیں منتشر نہ کرو''۔ حضرت عتبہ وہاں کئی مہینے مقیم رہے انہوں نے نہ تو کسی سے جنگ کی اور نہ کوئی فوج انہیں وہاں ملی۔

حاکم فرات سے جنگ:

خالد بن عمیر اور ابوالرقاد شویلیس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو روانہ کیا اور

ان سے فرمایا تم اور تمہارے ساتھی چلتے رہیں جب تم عرب کے انتہائی علاقے اور عجم کی قریبی سرحد پر پہنچ جاؤ تو تم وہیں قیام کرو۔ وہ روانہ ہوئے' جب وہ مربد کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے عجیب قسم کی زمین دیکھی پھر وہ آگے بڑھ کر چھوٹے پل کے سامنے پہنچے' جہاں سر کنڈے اور خاردار جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں مسلمانوں نے کہا۔ یہاں تمہیں اترنے کا حکم دیا گیا تھا' وہ حاکم فرات کے قریب اترے۔ وہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''یہاں ایک علم بردار لشکر ہے جو آپ کے مقابلے کا قصد کر رہا ہے''۔

چنانچہ وہ لوگ چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ (مسلمانوں کے مقابلے کے لیے) آئے' حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک رہا ہوں''۔ جب آفتاب زوال پذیر ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ اب حملہ کیا جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کیا اور ان سب کا صفایا کر دیا اور حاکم فرات کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں رہا۔ مسلمانوں نے اسے قیدی بنالیا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا خطاب:

اس کے بعد حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہمارے لیے ایسا مقام تلاش کرو جو ان سب چیزوں سے پاک وصاف ہو''۔ مسلمانوں نے ان کے لیے ایک منبر تیار کیا اور وہ اس پر کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

''دنیا رخصت ہوگئی ہے اور اس نے پیٹھ موڑ لی ہے۔ صرف اس کا تھوڑا سا حصہ اس قدر باقی رہا ہے جس قدر برتن میں کچھ حصہ باقی رہ جائے۔ تم یہاں سے دارالقرار (آخرت) کی طرف منتقل ہو جاؤ گے لہٰذا تم پوری تیاری کر کے وہاں جاؤ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی چٹان جہنم کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ ستر خریف (سال) تک گرتی جائے گی۔ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو حالانکہ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ میں اس وقت کو یاد کر رہا ہوں جب کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ابتدائی بعثت کے زمانے میں) ساتواں مسلمان تھا۔ ہم صرف درختوں کے پتے کھاتے تھے جن کے کھانے سے ہمارے ہونٹ سوج گئے تھے' مجھے صرف ایک چادر ملی ہوئی تھی جسے میں نے پھاڑ کر اس میں (حضرت) سعد رضی اللہ عنہ کو شریک کر لیا تھا۔ اب ان سات ساتھیوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی بڑے شہر کا حاکم ہے۔ ہمارے بعد بھی لوگوں کو آزمایا جائے گا''۔

نئے مقام کی تلاش:

مہلب' عمرو' محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ المازنی مدائن سے ہند کی سرحد کی طرف روانہ ہوئے تو وہ جزیرۂ عرب کے سامنے سمندر کے کنارے پر فروکش ہوئے۔ وہاں اسلامی فوج تھوڑی دیر ٹھہری' پھر یہ مقام ان کے ناموافق ثابت ہوا تو اس کی شکایت لکھ بھیجی گئی لہٰذا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تین منزلوں کے بعد وہ پتھریلے مقام پر قیام کریں (چنانچہ انہوں نے کوچ کیا) چوتھی منزل پر وہ بصرہ پہنچے۔ بصرہ ہر اس زمین کو کہتے ہیں جس کے پتھر چونے کے ہوں۔

بصرہ کا مقام:

انہیں دریائے دجلہ سے ایک نہر نکالنے کا حکم بھی دیا گیا تھا۔ کوفہ اور بصرہ دونوں کی آبادی اور تعمیر ایک ہی مہینے میں ہوئی تھی۔ اہل بصرہ کا مقام دریائے دجلہ کے کنارے پر تھا وہ مختلف مقامات پر ٹھہرتے رہے اور آگے بڑھتے رہے وہ پیش قدمی کرنے کے ساتھ ساتھ نہر بھی کھودتے رہے یہاں تک کہ وہ بصرے کے مقام پر آئے۔ بصرہ کا شہر بھی اسی طرح بسایا گیا جس طرح کوفہ بسایا گیا

تھا (دونوں کا نقشہ یکساں تھا) بصرے میں مسلمانوں کو بسانے کے کام پر ابوالجرباء عاصم ابن الدلف تمیمی مقرر ہوئے۔

کوفہ میں آباد ہونے سے پیشتر اہل کوفہ مدائن میں قیام پذیر تھے۔ اس کے بعد وہ کوفہ میں آباد ہوئے۔

اہم مقام:

نضر بن اسحاق سلمی کی روایت ہے کہ حضرت قطبہ بن قتادہ سدوسی بصرے کے قریب موضع خریبہ پر اسی طرح چھاپے مارتے تھے جس طرح حضرت مثنی بن حارثہ رضی اللہ عنہ حیرہ کے علاقے پر چھاپے مارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ اس مقام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے اگر انہیں تھوڑی سی مزید فوج مل جائے تو وہ قریب کے عجمیوں پر غالب آ سکتے ہیں اور انہیں اس علاقے سے نکال سکتے ہیں۔ اس علاقے کے اہل عجم ایک واقعے کے بعد ان سے ڈرنے لگے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب:

(اس کے جواب میں) حضرت عمرؓ نے یہ تحریر فرمایا: ''مجھے تمہارا خط موصول ہوا کہ تم اپنے قریب کے اہل عجم پر حملہ کرنا چاہتے ہو' تمہاری رائے درست ہے اور ارادہ نیک ہے لہٰذا تم وہیں ٹھہرے رہو جہاں تم ہو اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرتے رہو یہاں تک کہ میرا دوسرا حکم آئے''۔

حضرت عمرؓ نے حضرت شریح بن عامر السعدی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو یہ ہدایت کی ''تم اس علاقے میں مسلمانوں کے مددگار بنو' چنانچہ وہ بصرہ آئے وہاں قطبہ کو چھوڑ کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ عجمیوں کی ایک فوجی چھاؤنی وارس تک پہنچے تو اہل عجم نے انہیں شہید کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

عبدالملک بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کو بصرے کی طرف روانہ کیا تو انہیں یہ ہدایات دیں: ''اے عتبہ! میں نے تمہیں ہندوستان کی سرزمین کی سرحد کا حاکم بنایا ہے یہ دشمن کی جولانگاہ ہے مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ماحول پر غالب کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا۔ میں نے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو لکھا ہے کہ وہ تمہاری امداد کے لیے عرفجہ بن ہرثمہ کو بھیجے' وہ دشمن کی چالوں کو سمجھنے والا مرد مجاہد ہے۔ جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے مشورہ کرو اور اسے اپنے قریب رکھو (بعد ازاں دشمن کو) دعوت حق دو جو تمہاری دعوت کو قبول کرے تو اس کے اسلام کو تسلیم کرو اور جو (دعوت اسلام سے) انکار کرے تو اس سے اطاعت قبول کرنے کا جزیہ لو ورنہ مزید مصالحت کے بغیر تلوار سے (ان کا مقابلہ کرو)

حکومت کے خطرات:

''اپنی حکومت کے کاموں میں خوفِ خدا کو پیش نظر رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تمہیں تکبر کی کشمکش میں مبتلا کر دے اور اس سے تمہارے مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچے' حالانکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو اور ذلت کے بعد عزت اور کمزوری کے بعد طاقت حاصل کر چکے ہو۔ یہاں تک کہ اب تم زبردست اور قابل اطاعت حاکم بن گئے ہو کہ لوگ تمہاری باتیں غور سے سنتے ہیں اور تمہارے احکام کی تعمیل کرتے ہیں (حکومت کی) یہ نعمت کتنی اچھی ہے' بشرطیکہ یہ تمہیں تمہارے مرتبے سے اونچا نہ کرے اور اپنے ماتحتوں پر تمہیں مغرور و متکبر نہ بنائے۔ لہٰذا تم اس نعمت سے (حکومت کے خطروں سے) اسی طرح بچنے کی کوشش کرو جس طرح تم

گناہوں سے بچتے ہو بلکہ یہ میرے نزدیک ان سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ تم اس کے مکروفریب میں جلد آ سکتے ہو پھر یہ تمہیں اس قدر نیچے گرا دے گی کہ تم جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔ اللہ مجھے اور تمہیں اس (کے مکروشر) سے بچائے کیونکہ جب مسلمان خدا کی طرف تیزی کے ساتھ جارہے تھے کہ اچانک دنیا ان کے سامنے آ گئی اور انہوں نے دنیا کو اختیار کر لیا مگر تم اللہ کا قصد کرو اور دنیا کو پسند نہ کرو۔ بلکہ ظالموں کی لغزشوں اور ان کے خطرناک مقامات سے بچو''۔

اہل ابلہ کا مقابلہ:

حضرت شعبی بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ تین سو افراد کی تعداد میں بصرے آئے جب انہوں نے سرکنڈوں کا جنگل دیکھا اور مینڈکوں کی آوازسنی تو فرمانے لگے ''امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سرزمین عرب کے انتہائی مقام اور اہل عجم کی زمین کے ابتدائی حصے کے قریب فروکش ہو جاؤں اور یہ وہ مقام ہے جہاں اتر کر ہمیں اپنے خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ لہٰذا خریبہ کے مقام پر اتر پڑے۔ (اس کے قریب) ابلہ کے مقام پر اساورہ کی قوم میں سے پانچ سو عجمی سپاہی تھے جو اس قیام کی حفاظت کر رہے تھے کیونکہ وہ چین اور اس کے اطراف سے آنے والی کشتیوں کی بندرگاہ تھی۔ اس لیے عتبہؓ وہاں سے روانہ ہو کر اجانہ کے مقام پر فروکش ہوئے۔ یہاں وہ تقریباً ایک مہینے ٹھہرے رہے۔ پھر اہل ابلہ ان کے مقابلے کے لیے آئے تو حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔

انہوں نے قطبہ بن قتادہ سدوسی اور قسامہ بن زہیر مارنی کو دس سواروں کے ساتھ اپنے (پیچھے) رکھا اور ان دونوں سے فرمایا: ''تم دونوں ہمارے پیچھے رہو۔ بھاگنے والے کو روکو اور جو ہمارے پیچھے سے حملہ کرنے کا ارادہ کرے اس کا مقابلہ کرو''۔

دشمن کو شکست:

اس کے بعد مقابلہ شروع ہوا۔ انہوں نے صرف اتنی دیر جنگ کی تھی جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح ہو کر تقسیم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا اور دشمن شکست کھا کر بھاگ گیا۔ پھر دشمن کے سپاہی شہر میں داخل ہو گئے اور عتبہؓ اپنے لشکر کی طرف واپس آ گئے۔ وہاں وہ تھوڑے دن ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں (مسلمانوں کی طرف سے) اس قدر رعب و ہیبت طاری کر دی کہ وہ شہر سے نکل گئے اور ہلکا سا سامان اٹھا کر وہاں سے چلے گئے اور کشتیوں میں بیٹھ کر دریائے فرات کے پار چلے گئے۔ اس طرح شہر خالی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے اندر جا کر ان کے سازوسامان ہتھیاروں اور دیگر اشیاء پر قبضہ کر لیا۔ نقد مال بھی ان کے ہاتھ آیا جسے انہوں نے آپس میں بانٹ لیا اور ہر مسلمان کے حصے میں دو درہم آئے۔

مال غنیمت کی تقسیم:

حضرت عتبہ بن نافع بن الحارث کو ابلہ کے مال غنیمت کو تقسیم کرنے پر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کا خمس (پانچواں حصہ) نکال کر باقی حصہ سپاہیوں میں تقسیم کر دیا اور نافع بن الحارث کے ہاتھ اس کی اطلاع لکھ کر بھیجی گئی۔

شیبہ بن عبیداللہ کی روایت ہے کہ ابلہ کی جنگ میں نافع بن الحارث نے (دشمن کے) نو آدمی قتل کیے اور ابوبکرہ نے چھ آدمی قتل کیے۔

خلفاء بن ابو ہند کی روایت ہے کہ مسلمانوں کو ابلہ میں دراہم میں سے چھ سو درہم ملے۔ ان میں سے ہر ایک مسلمان کو دو درہم

ملے۔ ان دو درہم حاصل کرنے والوں کو حضرت عمرؓ نے دو ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ یہ تین سو افراد تھے۔ ابلہ کی فتح رجب یا شعبان میں ۱۴ھ میں ہوئی۔

ممتاز افراد:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ ابلہ کی فتح کے موقع پر دو سو ستر مسلمان شریک تھے۔ اس میں (مندرجہ ذیل سرکردہ مسلمان شامل) تھے۔ ابوبکرہ' نافع بن الحارث شبلی بن معبد' مغیرہ بن شعبہ' مجاشع بن مسعود' ابوحریم البلوی' ربیعہ بن کلدہ بن ابوالصلت الثقفی اور حجاج۔

دُستِ میسان:

غیابۃ بن عمید عمرو بیان کرتے ہیں' میں (حضرت) عتبہؓ کے ساتھ فتح ابلہ کے موقع پر موجود تھا۔ انہوں نے منافع بن الحارث کو حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا۔ دست میسان کے لوگ ہمارے مقابلہ کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ لہٰذا عتبہؓ نے کہا ''میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کی طرف روانہ ہوں'' لہٰذا ہم روانہ ہوئے۔ دست میسان کے زمیندار حاکم نے ہم سے مقابلہ کیا ہم نے اس سے جنگ کی' آخر کار اس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار کر لیا گیا' اس کی قبا اور ٹپکا حاصل کر کے انہیں حضرت عمرؓ کے پاس انس بن حجیہ یشکری کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

مسلمانوں کی خوش حالی:

ابوالملیح الھزلی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبہؓ نے انس بن حجیہ کے ہاتھ دست میسان کے حاکم کے ٹپکے کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا ''مسلمانوں کا کیا حال ہے؟'' وہ بولے ''دنیا (کا ہن) ان پر برس رہا ہے اور وہ سیم و زر میں کھیل رہے ہیں'' یہ سن کر مسلمان بصرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ وہاں آنے لگے۔

حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ کی نیابت:

علی بن زید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ فتح ابلہ سے فارغ ہوئے تو دست میسان کا حاکم ان کے مقابلے کے لیے تیار ہوا۔ حضرت عتبہ ابلہ سے اس کی طرف روانہ ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے مجاشع بن مسعود کو دریائے فرات کی طرف روانہ کیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حکم دیا کہ ''وہ اس وقت تک مسلمانوں کو نماز پڑھائیں جب تک کہ مجاشع فرات کے علاقے سے آئیں جب وہ آ جائیں تو وہ امیر ہیں۔''

فیلکان سے جنگ:

حضرت مجاشع اہل فرات پر فتح حاصل کرنے کے بعد بصرہ لوٹ آئے (اس اثناء میں) ابن قباذ کے اکابر میں ایک عظیم شخصیت 'فیلکان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار ہوا تو اس کے مقابلے کے لیے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نکلے اور مرغاب کے مقام پر اس سے جنگ کی اور فتح حاصل کی۔ پھر انہوں نے فتح کا حال حضرت عمرؓ فاروق کے پاس لکھ کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہؓ سے دریافت کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

''تم نے بصرہ پر کس کو حاکم بنایا ہے؟'' وہ بولے ''مجاشع بن مسعود کو'' آپ نے فرمایا: ''تم ایک بدو صحرا نشین شخص کو اہل شہر پر

حاکم بناتے ہو۔تم جانتے ہو اس کا نتیجہ کیا ہوا؟'' وہ بولے ''نہیں'' (جانتا ہوں) اس پر حضرت عمرؓ نے (حضرت) مغیرہؓ کی فتح کا واقعہ ان کو سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی عمل داری کی طرف لوٹ جائیں۔حضرت عتبہؓ (اس کے بعد) راستے میں فوت ہو گئے۔حضرت عمرؓ نے (ان کے بعد حضرت) مغیرہؓ بن شعبہ کو (بصرے کا) حاکم مقرر کیا۔

حضرت مغیرہؓ کی جنگ:

عبدالرحمٰن بن جوشن کی روایت ہے کہ جب دست میسان کا حاکم قتل ہوا۔تو حضرت عتبہؓ روانہ ہو گئے۔انہوں نے مجاشع کو فرات کی طرف بھیجا اور انہیں اپنا جانشین مقرر کیا اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔جب تک کہ مجاشع فرات سے واپس آئیں۔اہل میسان پھر مقابلے کے لیے جمع ہوئے تو حضرت مغیرہؓ نے ان کا مقابلہ کیا اور مجاشع کے فرات سے واپس آنے سے پہلے (حضرت مغیرہؓ) ان پر غالب آ گئے۔اس لیے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فتح کی اطلاع دی۔

مسلم خواتین کی جنگی تدبیر:

قتادہؒ کی روایت ہے کہ اہل میسان مسلمانوں کے مقابلے کے لیے مجتمع ہو گئے تو حضرت مغیرہؓ ان سے جنگ کرنے کے لیے گئے وہ دریائے دجلہ کے قریب دشمن سے ملے اس وقت اردۃ بنت الحارث بن کلدہ نے کہا ''کاش ہم بھی مسلمان مردوں کے ساتھ شریک ہوتے اور ان کی مدد کرتے'' (یہ کہہ کر) انہوں اپنے دوپٹے کا ایک جھنڈا بنا لیا اور (دوسری مسلمان) خواتین نے بھی اپنے دوپٹوں کے جھنڈے تیار کر لیے اور وہ سب مسلمان مردوں (کی جنگ میں شریک ہونے) کے ارادے سے نکلیں اور وہ وہاں اس حالت میں پہنچیں کہ مشرکین ان کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔جب مشرکین نے جھنڈوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فوجی کمک آ رہی ہے۔اس لیے وہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کی کافی تعداد کو تہ تیغ کیا۔

حارثہ بن مضرب کی روایت ہے کہ ابلہ بزور شمشیر فتح ہوا۔حضرت عتبہؓ نے مسلمانوں کے درمیان اس وقت (ان کو) سفید روٹیاں تقسیم کیں۔حضرت محمد بن سیرین نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

اہم جنگی اسیر:

طبریؒ لکھتے ہیں کہ میسان کے قیدیوں میں (خواجہ) ابوالحسن بصری کے والد یسار اور حضرت عبداللہ بن عون ارطبان کے دادا ارطبان بھی شامل تھے۔

خوش نصیبی:

مسلمہ بن المحیق بیان کرتے ہیں ''میں ابلہ کی فتح میں شریک تھا۔میرے حصے میں کچھ تانبا آیا۔جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ سونا تھا۔اس میں تقریباً اسی ہزار مثقال (سونا) تھا۔اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا گیا۔انہوں نے (جواب میں) لکھا:

''مسلمہ سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ جس وقت انہوں نے اس پر قبضہ کیا تھا اس وقت وہ ان کے نزدیک تانبا تھا۔ اگر وہ اس قسم کا حلف اٹھا لیں تو وہ مال ان کے سپرد کر دیا جائے ورنہ وہ تمام مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے''۔

میں نے حلف اٹھایا تو وہ مال مجھے سپرد کر دیا گیا۔ان کے پوتے مثنیٰ بن موسیٰ بن مسلمہ کہتے ہیں ''ہمارے پاس آج تک وہی مالی سرمایہ موجود ہے''۔

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

عمرہ بنت قیس فرماتی ہیں ''جب مسلمان اہل ابلہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلے تو میرے شوہر اور فرزند دونوں مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ انہوں نے (فی کس) دو درہم حاصل کیے اور کشمش کی کافی مقدار بھی حاصل کی۔ اس کے بعد وہ آگے بڑھے جب وہ ابلہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن سے کہا ''تم دریا پار کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں''۔ انہوں نے کہا ''تم دریا عبور کر کے ہمارے پاس آؤ''۔

مسلمانوں نے لکڑی کا پل بنایا اور اس پر سے دریا پار کر کے پہنچے مشرکوں نے (آپس میں) کہا تم ان کے پہلے حصے کو نہ پکڑو تا آنکہ آخری حصہ بھی عبور کر کے نہ آ جاوے'' جب مسلمان خشک زمین میں پہنچے تو انہوں نے دو مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو ان کی (سواریوں کے) جانور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے' اور جب مسلمانوں نے تیسری تکبیر کہی (تو سواری کے) جانور اپنے مالک کو زمین پر پھینکنے لگے اور ہم ان کی تباہی کا منظر دیکھ رہے تھے کہ ان کے ذریعے اللہ نے فتح عطا کی۔

زیاد کا کام:

مدائنی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ صفیہ بنت الحارث بن کلدہ تھیں اور ان کی ہمشیرہ اردہ بنت الحارث شبل بن معبد البجلی کی زوجہ (محترمہ) تھیں۔ جب حضرت عتبہؓ بصرے کے حاکم مقرر ہوئے تو ان کے ساتھ ان کی سسرال میں سے ابو بکرہ' نافع بن الحارث اور شبل بن معبد روانہ ہوئے۔ زیاد بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب انہوں نے ابلہ کو فتح کیا' انہوں نے کوئی ایسا (موزوں) تقسیم کرنے والا آدمی نہیں پایا۔ اس وقت زیاد کو جو چودہ سال کا لڑکا تھا (مال غنیمت) تقسیم کرنے والا مقرر کیا گیا۔ اس کی اجرت (تنخواہ) روزانہ دو درہم مقرر کی گئی۔

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کا دور حکومت:

کہتے ہیں کہ حضرت عتبہؓ ۱۵ھ میں بصرے کے حاکم مقرر ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں امیر بصرہ ہوئے مگر سب سے پہلی (ہماری روایت ۱۴ھ میں مقرر ہونے کی) صحیح ہے۔ ان کا دور حکومت چھ مہینے تک رہا۔

بصرے کے حکام:

حضرت عمرؓ نے (اس کے بعد) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بصرے کا حاکم مقرر کیا۔ وہ دو سال بصرے کے حاکم رہے پھر ان پر کچھ الزامات لگائے گئے (اور وہ معزول کر دیئے گئے) اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ (اشعری) حاکم مقرر ہوئے۔ ایک (ضعیف) روایت یہ ہے کہ حضرت عتبہؓ کے بعد حضرت ابو موسیٰ حاکم مقرر ہوئے اور ان کے بعد حضرت مغیرہؓ (حاکم مقرر) ہوئے۔

اسلامی صوبوں کے حکام:

اسی ۱۴ھ میں حضرت عمرؓ نے اپنے فرزند عبیداللہ اور ان کے ساتھیوں کو نیز ابو محجن کو شراب نوشی کے جرم میں (کوڑوں کی) سزا دی۔ اسی سال حضرت عمر بن الخطابؓ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور ایک روایت کے مطابق مکہ کے حاکم حضرت عتاب بن اسید اور یمن کے حاکم یعلی بن منیہ' کوفہ کے حاکم (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) شام کے حاکم حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح' بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص اور بقول بعض علاء بن حضرمیؓ تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔

باب ۱۸

۱۵ھ کے واقعات

ابن جریر طبریؒ تحریر فرماتے ہیں ''بعض لوگوں کی یہ روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسی سن میں کوفہ کا شہر بسایا۔ اس کے محل وقوع کا پتہ ابن بقیلہ نے بتایا تھا اس نے حضرت سعدؓ سے کہا تھا ''میں آپ کو ایسی زمین کی نشان دہی کراؤں گا جو مچھر پسو وغیرہ سے پاک وصاف ہے اور جنگل سے الگ تھلگ ہے''۔

چنانچہ اس نے اس مقام کی رہنمائی کی جہاں آج کل کوفہ ہے۔

مرج الروم کا واقعہ:

اس سال مرج الروم کا واقعہ رونما ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت ابو عبیدہؓ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فحل سے حمص جانے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ یرموک سے جو لوگ ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ انہیں لے کر لوٹے اور تمام لوگ ذوالکلاع پر اترے۔ ہرقل کو ان کی نقل وحرکت کی خبر مل گئی تھی۔ اس لیے اس نے توذر بطریق کو بھیجا۔ وہ مرج دمشق اور اس کے مغرب میں فروکش ہوا۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے مرج الروم اور ان کی اس جماعت کا قصد کیا موسم سرما ان پر ٹوٹ پڑا تھا اور زخم ان میں پھیلے ہوئے تھے۔ جب وہ مرج الروم میں ان کے لیے آئے تو ان کے آتے ہی شنس رومی بھی توذرا کے برابر گھوڑ سواروں کے ساتھ فروکش ہوا وہ توذرا کی امداد اور اہل حمص کی حمایت کے لیے آیا تھا۔ وہ ایک علیحدہ مقام پر اپنی فوج کے ساتھ خیمہ زن ہوا۔ جب رات ہوئی تو وہ مقام، توذرا کے جانے کی وجہ سے ویران ہو گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا تعاقب:

حضرت خالدؓ بن الولید توذرا کے مقابلے پر تھے اور حضرت ابو عبیدہؓ شنس کے مقابلے پر تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ توذرا دمشق کی طرف کوچ کر گیا تو حضرت خالدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ دونوں اس امر پر متفق ہو گئے کہ حضرت خالدؓ اس کا تعاقب کریں، لہٰذا حضرت خالدؓ ایک لشکر لے کر اسی رات اس کے پیچھے روانہ ہوئے۔

ایرانیوں کو شکست:

حضرت یزید بن ابی سفیان کو اس کے فعل کی اطلاع مل گئی تھی۔ لہٰذا انہوں نے توذرا کا مقابلہ کیا اور فریقین میں جنگ شروع ہو گئی۔ دورانِ جنگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے دشمن کے پیچھے سے حملے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آدمی آگے پیچھے دونوں طرف سے مارے گئے اور انہیں موت کی نیند سلا دیا گیا اور جو بھاگ گئے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا۔ مسلمانوں کو حسب دلخواہ مال غنیمت ملا۔ اس میں سواری کے جانور ساز وسامان ہتھیار اور کپڑے بھی شامل تھے۔ جنہیں حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر حضرت یزید دمشق کی طرف لوٹ گئے اور حضرت خالدؓ، حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس چلے گئے۔ حضرت خالدؓ نے توذرا کو قتل کیا تھا۔

شنس کا قتل:

حضرت خالدؓ بن ولید کے جانے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کا مقابلہ کیا۔ یہ جنگ مرج الروم میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے شنس کی فوج کا صفایا کیا اور شنس کو بھی قتل کر دیا۔ میدانِ جنگ رومیوں کی لاشوں سے پٹا پڑا تھا اور وہاں ان (لاشوں کے سڑنے کی وجہ) سے بدبو آ رہی تھی۔ جو بھاگ گئے۔ وہ بچ گئے۔ ان کے علاوہ اور کوئی زندہ نہیں بچ سکا۔

فتح حمص:

ابوعثان کی روایت ہے کہ جب ہرقل کو مرج الروم کے باشندوں کے قتل کی خبر موصول ہوئی تو اس نے امیر حمص کو حمص جانے کا حکم دیا۔ اس نے کہا:

''مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان (عربوں) کی غذاء اونٹ کا گوشت اور ان کی شراب اونٹ کا دودھ ہے۔ یہ موسم سرما ہے اس لیے تم ان سے پھر خنک دن میں جنگ کرو۔ اس طرح موسم گرما کے آغاز تک ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا جب کہ ان کا کھانا پینا صاف بھی ہو''۔

موسم سرما کی جنگ:

وہ اپنے لشکر سے رخصت ہو کر رہا آیا اور اس کے حاکم کو بھی حمص بھیجا۔ حضرت ابوعبیدہؓ بھی حمص پہنچ گئے اور وہاں خیمہ زن ہوئے۔ ان کے بعد حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔ رومی ہر سرد دن میں صبح سویرے ان سے جنگ کرتے تھے۔ مسلمانوں نے وہاں بہت شدید سردی محسوس کی' رومیوں نے محاصرہ کو طول دے دیا' تاہم مسلمانوں نے (سردی کی شدت پر) صبر کیا اور مستقل مزاجی سے جمے رہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر و استقلال عطاء کیا اور موسم سرما کے خاتمے پر فتح و نصرت انہی کی تھی۔ دشمن شہر میں اس لیے محصور ہو گیا' کہ انہیں یہ توقع تھی کہ موسم سرما مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دے گا۔

سردی کا مقابلہ:

ابوالزہراء القشیری اپنی قوم کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ اہل حمص ایک دوسرے کو محصور رہنے کی ہدایت کرتے رہے وہ کہتے تھے۔ ''تم لوگ ڈٹے رہو کیونکہ یہ اکھڑ قوم ہے جب شدید سردی ان پر اثر کرے گی تو ان کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا ایسا ہے (کہ وہ سردی کا مقابلہ نہیں کر سکتے) تاہم جب اہل روم (شہر کے اندر) واپس لوٹتے تھے تو جرابیں پہننے کے باوجود ان کے پاؤں پھٹ جاتے تھے اور مسلمان (بغیر جرابوں کے) صرف جوتوں میں تھے مگر ان کی کسی انگلی کو نقصان نہیں پہنچا۔

مصالحت کی کوشش:

جب موسم سرما ختم ہوا تو رومیوں کے ایک بوڑھے شخص نے کھڑے ہو کر ان سے کہا کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کر لیں مگر انہوں نے کہا:

''ہم کیسے مصالحت کر لیں جب کہ ہماری سلطنت اور شان و شوکت باقی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی (مشترکہ) چیز نہیں ہے''۔

پھر ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور بولا: ''موسم سرما چلا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امید بھی منقطع ہوگئی ہے۔ اب تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟'' وہ بولے ''برسام کی بیماری کا (جو دل وجگر کے درمیان پردے میں سوزش کی بیماری ہے' ہم انتظار کر رہے ہیں) یہ موسم سرما میں دب جاتی ہے اور موسم گرما میں نمودار ہوتی ہے''۔ وہ بولا ''یہ قوم ہے جو سب تکالیف برداشت کر لیتی ہے۔ اب اگر تم ان سے صلح کا عہد و پیمان کر لو تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ بزور شمشیر تمہیں گرفتار کیا جائے۔ مجھے تم قابل ستائش طریقے سے جواب دو' اس سے پہلے کہ تم قابل مذمت بن کر مجھے جواب دو'' وہ بولے ''یہ بڈھا سٹھیا گیا ہے۔ اسے جنگی امور سے کوئی واقفیت نہیں ہے''۔

نعرۂ تکبیر کے اثرات:

قبیلہ غسان اور بلقین کے بوڑھے اشخاص بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے مسلمانوں کے صبر و استقلال کا یہ بدلہ دیا کہ اہل حمص کے ہاں زلزلہ برپا ہوگیا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب مسلمان ان کے مقابلے کے لیے آئے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس سے رومیوں کے شہر میں زلزلہ برپا ہوا اور ان کی دیواریں پھٹ گئیں تو وہ گھبرا کر اپنے حکام اور اہل رائے کے پاس گئے اور ان سے صلح کرنے کی درخواست کی مگر انہوں نے ان کی بات نہیں مانی بلکہ انہیں بہت شرمندہ اور ذلیل کیا۔

اہل حمص کی مصالحت:

جب مسلمانوں نے دوسری تکبیر کہی تو اس کے بعد بہت سے گھر اور ان کی دیواریں گر گئیں۔ اس وقت پھر گھبرا کر وہ اپنے رؤسا اور اہل رائے کے پاس پہنچے اور کہنے لگے ''کیا تم اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھ رہے ہو' اس پر انہوں نے جواب دیا: ''تمہارے علاوہ اور کوئی صلح کا مطالبہ نہیں کر رہا ہے'' اس پر سب لوگ آگے بڑھے اور ''صلح' صلح'' کی آوازیں لگانے لگے۔ مسلمانوں کو ان کی اندرونی حالت کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ آخر کار اہل حمص کی مصالحت کو مسلمانوں نے اس شرط پر قبول کر لیا کہ مسلمان رومیوں کے مال کو چھوڑ دیں گے اور ان کی عمارتیں بھی چھوڑ دیں گے اور وہاں قیام نہیں کریں گے بلکہ انہیں' انہیں لوگوں کے قیام کے لیے چھوڑ دیں گے۔ بعض لوگوں نے دمشق کی صلح کے مطابق مصالحت کی کہ ہر جریب کے غلے پر ایک دینار ہو خواہ وہ خوشحال ہوں یا تنگ دست ہوں۔

صلح کی شرائط:

بعض لوگوں نے بقدر وسعت (محصول ادا کرنے پر) مصالحت کی کہ اگر ان کا مال زیادہ ہو تو محصول زیادہ کر دیا جائے اور اگر کم ہو تو کم کر دیا جائے۔

دمشق اور اردن کا صلح نامہ بھی اسی قسم کا تھا۔ کچھ لوگوں نے خوشحالی ہو یا تنگ دستی' ہر حالت میں ایک رقم مقرر کر دی تھی اور کچھ لوگوں نے بقدر وسعت و طاقت ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے انتظامات:

حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت سمط بن اسود کو فرزندان معاویہ کے ساتھ اور اشعث بن میناس کو قبیلہ سکون کے ساتھ بھیجا۔ ان کے ساتھ ابن عابس اور مقداد قبیلہ ابلی میں تھے۔ حضرت بلالؓ اور خالدؓ لشکر میں تھے اور صباح بن شتیر اور ذہیل بن عطیہ اور

ذاشمستان بھی تھے۔ انہوں نے خود اپنے لشکر میں قیام کیا۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی اطلاع اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ بھیجا۔ انہوں نے ہرقل کا حال بھی بتایا کہ اس نے دریا کو عبور کر لیا ہے اور جزیرہ پہنچا ہے اور وہ رہاء میں ہے۔ کبھی کہیں ہوتا ہے اور کبھی کہیں نمودار ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیغام:

حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہوں نے انہیں واپس بھیجا۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کوفہ بھیجا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا:

''تم اپنے شہر میں قیام کرو اور شام کے بہادر اور طاقتور عربوں کو (جنگ میں شریک ہونے کی) دعوت دو۔ میں بھی انشاء اللہ امدادی فوج بھیجنا ترک نہیں کروں گا''۔

فتح قنسرین:

ابوعثمان اور جاریہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے فتح حمص کے بعد حضرت خالدؓ بن الولید کو قنسرین بھیجا۔ جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو رومی سپاہی میناس کی قیادت میں ان کے مقابلے کے لیے آئے۔ میناس ہرقل کے بعد روم کا سب سے بڑا سپہ سالار تھا۔ فریقین کی جنگ شہر کے قریب ہوئی۔ میناس اور اس کے ساتھی بری طرح مارے گئے۔ تمام رومی بھی اس کے ساتھ مارے گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔

اہل علاقہ نے پیغام بھیجا کہ انہیں اہل عرب میں زبردستی جنگ میں لایا گیا تھا۔ وہ اپنی مرضی اور خوشی سے جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کی (معذرت) قبول کر لی اور انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا۔

حضرت عمر اور خالد رضی اللہ عنہما:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے فرمایا'' خالدؓ نے اپنے آپ یہ حکم دیا۔ اللہ (حضرت) ابوبکرؓ پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے''۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت خالدؓ اور مثنیٰ کو معزول کر دیا تھا اور یہ فرمایا تھا:

''میں نے ان کو کسی الزام اور شک وشبہ کی بنا پر معزول نہیں کیا ہے بلکہ (اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ) لوگوں نے ان دونوں کو بہت عظیم شخصیت سمجھ لیا تھا۔ اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان دونوں پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں''۔

جب قنسرین کا یہ واقعہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔

حضرت خالدؓ بن الولید وہاں سے چل کر خاص شہر قنسرین کی طرف آئے تو اہل شہر قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا:

''اگر تم بادلوں میں بھی ہو گے تو اللہ ہمیں تمہاری طرف اٹھا کر لے جائے گا یا تمہیں ہمارے طرف اتار دے گا''۔

شہر کی تباہی:

اس پر وہ اپنے معاملات پر غور کرنے لگے اور انہوں نے اہل حمص کا حشر یاد کیا تو انہوں نے اہل حمص کی طرح صلح کرنی چاہی مگر آپ نے صلح قبول نہیں کی، اور شہر کو تباہ کرنے پر اصرار کیا چنانچہ وہ شہر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

ہرقل کی پسپائی:

جب حمص اور قنسرین ہاتھوں سے نکل گئے تو ہرقل کو پیچھے ہٹنا پڑا' اس کی پسپائی کی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت خالدؓ نے میناس کو قتل کر دیا اور اس کے بعد رومیوں کا صفایا ہوا اور حضرت خالدؓ نے قنسرین کے بیرونی علاقے سے صلح کر کے انہیں چھوڑ دیا تو عمر بن مالک کوفہ کی طرف سے نمودار ہو کر قرقیسا کی طرف سے نکل آئے۔ عبداللہ بن المعتم موصل کی طرف سے آئے اور ولید بن عقبہ قبیلہ تغلب اور جزیرہ کے عربوں کو لے کر نکلے انہوں نے ہرقل کی طرف سے جزیرے کے تمام شہروں کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اہل جزیرہ جو حران رقہ' نصیبین میں تھے۔ جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ مگر جزیرے میں انہوں نے ولید کو چھوڑ دیا تھا تاکہ کوئی پیچھے سے ان پر نہ حملہ کر دے۔

ناکہ بندی:

یوں حضرت خالدؓ اور عیاضؓ نے شام کی طرف سے اس کی ناکہ بندی کر دی اور حضرات عمرو عبیداللہ نے جزیرے کی طرف سے اس کی ناکہ بندی کی اس سے پہلے اس قسم کی کوئی ناکہ بندی نہیں کی گئی تھی۔ اسلام میں اس قسم کا یہ پہلا واقعہ ہے' پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ قنسرین کی طرف لوٹ گئے اور وہاں رہنے لگے۔ ان کی زوجہ محترمہ بھی ان کے پاس آ گئیں۔ جب انہیں معزول کر دیا گیا تو وہ کہنے لگے:

''(حضرت) عمرؓ نے مجھے شام کا حاکم بنایا پھر مجھے معزول کر دیا''۔

سن میں اختلاف:

ابوجعفر طبری تحریر کرتے ہیں کہ ہرقل پھر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا اس کے روانہ ہونے اور شام چھوڑنے کے سن کے بارے میں اختلاف ہے۔ محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ ۱۵ھ میں روانہ ہوا اور سیف کہتے ہیں کہ وہ ۱۶ھ میں روانہ ہوا۔

قسطنطنیہ کی طرف کوچ:

ابوالزہراء قشیری قبیلہ قشیر کے ایک شخص کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہرقل رہاء سے نکلا تو اس نے وہاں کے باشندوں کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو وہ بولے ''ہم بہتر طریقے سے رہتے ہیں'' انہوں نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے اور مسلمانوں دونوں سے الگ ہو گئے۔ سب سے پہلے جس نے انہیں نکلنے پر مجبور کیا وہ زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ تھے جو صحابی تھے اور عمر بن مالک کے مددگار اور قبیلہ عبد بن قصیٰ کے حلیف تھے۔ اس سے پہلے ہرقل وہاں سے روانہ ہو کر شمشاط آیا پھر اس نے قسطنطنیہ کا رخ کیا۔

مسلمانوں کی خصوصیات:

ہرقل کو راستے میں ایک رومی ملا جو پہلے مسلمانوں کی قید میں تھا پھر وہ بھاگ نکلا تھا۔ ہرقل نے کہا ''مجھے اس قوم (مسلمان) کے حالات سے مطلع کرو''۔ وہ بولا ''میں آپ کو ان کے حالات اس طرح بتاؤں گا کہ گویا آپ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ وہ دن کے وقت شہسوار ہیں اور رات کے وقت راہب (عبادت گزار) ہیں۔ وہ اپنی رعایا کا مال قیمت دے کر کھاتے ہیں اور جب گھروں میں داخل ہوتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ جو کوئی ان سے جنگ کرتا ہے' وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کا خاتمہ کر

دیتے ہیں''۔

اس پر ہرقل بولا ''اگر تم مجھ سے سچ بات کہتے ہو تو وہ میرے قدموں کے نیچے کی سرزمین کے ضرور وارث بنیں گے''۔

الوداعی سلام:

عبادہ اور خالد روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی ہرقل بیت المقدس کی زیارت کرتا تھا تو شام سے رخصت ہوتے وقت اور روم جاتے ہوئے یہ کہا کرتا تھا:

''اے شام (سوریہ) تم پر سلام ہو یہ ایسے رخصت ہونے والے کا سلام ہے جس کی تمنا پوری نہیں ہوئی ہے اور وہ پھر لوٹ کر نہ آئے گا''۔

جب مسلمان حمص کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ دریا پار کر کے رہاء آیا اور وہ وہاں اس وقت تک مقیم رہا جب تک کہ اہل کوفہ نمودار ہوئے۔ قنسرین فتح ہوا اور (سپہ سالار) میناس مارا گیا۔ پھر وہ شمشاط چلا گیا۔ جب وہ وہاں سے روم جانے لگا تو ایک ٹیلے پر چڑھ کر شام کے علاقے کی طرف دیکھتا رہا پھر یہ کہا ''اے سوریہ (شام) تم پر سلام ہو۔ یہ سلام ایسا ہے کہ اس کے بعد پھر اجتماع نہیں ہوگا اور کوئی رومی تمہاری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ وہ خوف زدہ ہو۔ یہ حالت اس وقت تک باقی رہے گی۔ جب تک کہ وہ منحوس لڑکا پیدا ہوگا۔ کاش کہ وہ پیدا نہ ہو کیونکہ اس کا کام بہت شیریں ہوگا اور اس کا انجام اہل روم کے لیے بہت تلخ ہوگا''۔

شام سے رخصت:

ابوالزہراء اور عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں کہ جب ہرقل شمشاط سے روم کے اندر داخل ہونے کے ارادے سے روانہ ہوا تو اس نے شام کی طرف رخ کیا اور کہا:

''(اے شام!) میں اس سے پہلے تمہیں مسافر کی طرح سلام کرتا تھا مگر آج اے سوریہ! میں تمہیں الوداعی سلام کرتا ہوں اب تمہاری طرف کبھی کوئی رومی لوٹ کر نہیں آئے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ خوف زدہ ہوتا آنکہ ایک منحوس بچہ پیدا ہوگا۔ کاش کہ وہ پیدا نہ ہوتا''۔

قلعوں کی ویرانی:

یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور قسطنطنیہ پہنچ گیا وہ اسکندریہ اور طرسوس کے درمیان قلعے والوں کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ مسلمان انطاکیہ اور رومی شہروں کے درمیان آباد بستیوں میں سے نہ گذر سکیں اس نے ان قلعوں کو ویران کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں کو وہاں کوئی نہیں ملا بلکہ بعض اوقات رومی وہاں کمین گاہ میں پوشیدہ ہوتے تھے اور پیچھے رہنے والوں پر حملہ کرتے تھے اس وجہ سے مسلمان احتیاط کرنے لگے تھے۔

فتح قیساریہ:

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں کہ جب ابوعبیدہؓ اور خالد رضی اللہ عنہ فحل سے حمص کی طرف لوٹے تو عمرو اور شرحبیل' بیسان کی طرف گئے اور ان دونوں نے اسے فتح کر لیا۔ اردن نے ان سے مصالحت کر لی۔ رومیوں کا لشکر اجنادین' بیسان اور غزہ میں اکٹھا ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دشمن کے منتشر ہونے کا حال تحریر کیا تو حضرت عمرؓ نے یزید کو تحریر فرمایا کہ وہ آدمی بھیج کر ان کی

پشت گرم کریں اور معاویہ کو قیساریہ کی طرف روانہ کر دیں۔ انہوں نے (حضرت) عمرؓ کو لکھا کہ وہ ارطبون کا مقابلہ کریں اور علقمہ کو تحریر کیا کہ وہ فیقار کا مقابلہ کریں۔

حضرت معاویہؓ کے نام خط:

حضرت عمرؓ نے (حضرت) معاویہؓ کے نام یہ خط تحریر کیا: ''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ میں نے تمہیں قیساریہ کا حاکم بنا دیا ہے تم وہاں جاؤ اور ان کے برخلاف اللہ سے مدد مانگو اور اس (دعاء) کا ورد زیادہ کرتے رہو:

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ ثِقَتُنَا وَ رَجَاؤُنَا وَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ.

''اللہ ہی کے ذریعے قوت و اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اللہ ہمارا پروردگار ہے۔ ہمارے بھروسہ اور امید (کا مرکز) ہے' وہی ہمارا آقا ہے۔ کیا ہی اچھا مولا اور مددگار ہے''۔

اہل قیساریہ کو شکست:

(مذکورہ بالا) دونوں اشخاص وہاں پہنچے جہاں انہیں حکم دیا گیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنا لشکر لے کر اہل قیساریہ کے پاس پہنچے انہیں شکست دے کر شہر کے اندر محصور کر دیا پھر انہوں نے لشکر کشی کی اور شکست کھائی بلکہ جب کبھی وہ حملہ کرتے تھے' شکست کھا کر اپنے قلعے کے اندر واپس چلے جاتے تھے۔

آخری مرتبہ جب وہ اپنے قلعوں سے نکلے تو نہایت جوش و خروش اور جاں نثاری کے جذبے کے ساتھ جنگ کرتے رہے' یہاں تک کہ میدان جنگ میں ان کے اسی ہزار سپاہیوں کی لاشیں گریں اور آخری شکست کھانے تک ان کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ ہو گئی۔

فتح کے قاصد:

انہوں نے فتح کا حال خاندان ضبیب کے دو افراد کے ذریعے بھیجا۔ پھر انہیں ان دونوں سے ضعف و کمزوری کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن علقمہ فراسی اور زہیر بن الحلاب خثعمی کو روانہ کیا اور ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ان دونوں کے پیچھے جا کر ان سے آگے بڑھ جائیں۔ چنانچہ ان دونوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ اس لیے یہ دونوں ان سے آگے بڑھ گئے۔

فیقار سے گفتگو:

علقمہ بن مجزز بھی روانہ ہوئے انہوں نے غزہ کے قریب فیقار کا محاصرہ کر لیا۔ وہ خود علقمہ کے قاصد بن کر روانہ ہوئے۔ فیقار نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ راستے میں (پوشیدہ ہو کر) بیٹھ جائے جب وہ گذریں تو انہیں قتل کر دیں۔ علقمہ کو اس بات کی خبر ہو گئی تو انہوں نے کہا ''میرے ساتھ میرے ہم خیال دوسرے لوگ بھی شریک ہیں۔ انہیں بھی اپنے ساتھ لاؤں گا'' اس پر اس نے اس آدمی کو پیغام بھیجا ''تم ان سے کوئی تعرض نہ کرو''۔

فتح کی خوشی:

وہ اس کے پاس سے نکلے اور انہوں نے بھی وہی کہا جو عمر نے ارطبون کے ساتھ کیا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کی خبر ملی تو انہوں نے مسلمانوں کو جمع کیا اور خوشی کی رات منائی۔ انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی اور فرمایا:

''تمہیں اللہ کی حمد کرنی چاہیے کہ اس نے قیساریہ فتح کرایا''۔

جنگی قیدی:

(حضرت) معاویہؓ نے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد بھی قیدیوں کو اپنے پاس روکے رکھا۔ آپ فرماتے تھے ''میخائیل جو سلوک ہمارے قیدیوں کے ساتھ کرے گا۔ وہی سلوک ہم ان کے قیدیوں کے ساتھ کریں گے''۔

اس طرح وہ مسلمان قیدیوں کو تکلیف دینے سے باز رہا یہاں تک کہ انہیں فتح حاصل ہوئی۔

فتح بیسان:

جب حضرت علقمہؓ غزہ کی طرف متوجہ تھے اور حضرت معاویہ قیساریہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت عمرو بن العاص ارطبون کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ ہراول دستے پر شرحبیل بن حسنہ تھے۔ انہوں نے اردن کے انتظام کے لیے ابوالاعور کو اپنا جانشین بنایا اور اپنے لشکر کے دونوں بازوؤں پر عبداللہ بن عمرو اور قتادہ بن تمیم مالکی کو سردار مقرر کیا' اس کے بعد انہوں نے اس ارادے سے کوچ کیا کہ اجنادین کے مقام پر روم کے خلاف صف آرائی کریں' رومی لشکر اپنے قلعوں اور خندقوں میں تھا اور ان کا (سپہ سالار) ارطبون تھا جو رومیوں کا سب سے بڑا سیاست داں' بہت گہرا مدبر اور چالاک سپہ سالار تھا۔ اس نے رملہ کے مقام پر بہت بڑا لشکر بھیج رکھا تھا اور ایلیاء کے مقام پر بھی اس کا لشکر جرار موجود تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنگی انتظامات:

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ تمام اطلاعات بھیج دی تھیں جب ان کے پاس حضرت عمرو کا خط آیا تو وہ فرمانے لگے:

''ہم نے روم کے ارطبون کا عرب کے ارطبون سے مقابلہ کرایا ہے' دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے'' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے علاقے کے ہر امیر لشکر کے لیے فوجی امداد بھیجا کرتے تھے۔ لہٰذا جب انہیں یہ خط موصول ہوا کہ رومی لشکر مختلف مقامات پر پہنچا ہوا ہے' تو انہوں نے حضرت یزید ابن سفیان کو تحریر کیا کہ وہ معاویہ کو سواروں کی فوج کے ساتھ قیساریہ بھیجے اور خود معاویہ کو تحریر فرمایا کہ انہیں اہل قیساریہ سے جنگ کرنے کے لیے امیر مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ انہیں حضرت عمرو بن العاصؓ کے خلاف (مقابلہ کرنے) سے روکیں۔ حضرت عمروؓ نے علقمہ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن فلان العکی کو اہل ایلیاء کے برخلاف جنگ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اس لیے وہ اہل ایلیاء کے مقابلے کے لیے گئے اور انہیں حضرت عمرو کے مقابلے سے روک لیا تھا۔ نیز انہوں نے ابوایوب مالکی کو رملہ روانہ کیا تھا۔ جہاں کی (رومی فوج کا سردار) تذارق تھا۔ انہیں اس کا مقابلہ کرنا تھا۔

ارطبون سے گفتگو:

جب حضرت عمرو بن العاص کو لگاتار فوجی امداد ملی تو انہوں نے محمد بن عمرو کو علقمہ اور مسروق کی مدد کے لیے اور عمارہ ابن عمرو بن امیہ ضمری کو ابوایوب کی امداد کے لیے بھیجا اور خود عمرو بن العاص اجنادین میں مقیم ہوئے وہ ارطبون سے کوئی معاملہ طے نہیں کر سکے اور نہ وہ قاصدوں کے ذریعے مراسلات کرنے سے مطمئن ہوئے۔ وہ خود ایک قاصد کی حیثیت سے اس کے پاس گئے اسے اپنا پیغام پہنچایا اور اس کی گفتگو سنی اس کے ساتھ انہوں نے اس کے قلعوں کا بغور مشاہدہ کیا اور جو وہ چاہتے تھے وہ تمام باتیں معلوم کر لیں۔

ارطبون کی بدنیتی:

ارطبون نے اپنے دل میں خیال کیا" خدا کی قسم! یہ عمرو ہے یا وہ شخص ہے جس کی رائے پر عمرو عمل کرتا ہے لہٰذا میں اسے قتل کر کے اپنی قوم کے لیے بہت بڑا کارنامہ انجام دوں گا"۔

پھر اس نے محافظ کو بلایا اور ان کے قتل کے بارے میں پوشیدہ طور پر یہ بات کہی" تم یہاں سے نکل کر فلاں مقام پر کھڑے ہو جاؤ۔ جب یہ شخص تمہارے پاس سے گذرے تو تم اسے قتل کر دو" حضرت عمرو یہ بات سمجھ گئے آپ نے فرمایا۔

حضرت عمرو کا تدبر:

آپ کی اور ہماری گفت وشنید ہوگئی ہے۔ آپ کی باتوں کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا ہے میں ان دس آدمیوں میں سے ایک ہوں جنہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس حاکم کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ ہم اس کی امداد کریں اور اسے مشورہ دیں۔ میں لوٹ کر انہیں ابھی لاتا ہوں اگر انہوں نے وہ باتیں منظور کر لیں جو آپ نے میرے سامنے پیش کی ہیں تو سمجھ لو کہ امیر نے اور اہل لشکر نے وہ باتیں منظور کر لیں اور اگر انہوں نے وہ باتیں منظور نہیں کیں تو آپ انہیں بحفاظت ان کے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے اس وقت آپ کو اپنے معاملے کا اختیار ہوگا"۔

ارطبون نے یہ بات مان لی اور ایک آدمی کو بلا کر چپکے سے کہا کہ وہ فلاں آدمی کے پاس جائے اور اسے میرے پاس بھیج دے" اس طرح وہ آدمی اس کے پاس لوٹ آیا۔ پھر اس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا:

آپ جا کر اپنے ساتھیوں کو لے آئیں' حضرت عمرو نکل آئے اور فیصلہ کیا کہ پھر وہ واپس نہیں آئیں گے۔ رومی (ارطبون) کو بھی معلوم ہوگیا کہ وہ دھوکے میں آ گیا ہے چنانچہ وہ بولا" اس آدمی نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ یہ سب سے بڑا سیاست داں ہے"۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا" عمرو (بن العاص) اس پر غالب آ گیا' اللہ عمرو کا بھلا کرے" اس کے بعد حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کیا انہیں اس کی تمام راز کی باتیں معلوم ہوگئی تھیں لہٰذا جنگ شروع ہوئی اور اجنادین کے مقام پر شدید جنگ ہوئی جیسا کہ یرموک کی جنگ تھی۔ اتنی گھمسان کی لڑائی تھی کہ مقتولوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی آخر کار ارطبون اپنے لشکر کو لے کر بھاگا اور ایلیاء جا کر اس نے پناہ لی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اجنادین میں فروکش رہے۔

ایلیاء میں پناہ:

جب ارطبون ایلیاء پہنچا تو مسلمانوں نے اس کے لیے راستہ کھول دیا۔ یہاں تک کہ وہ شہر کے اندر داخل ہوگیا۔ اس نے مسلمانوں کو اجنادین بھجوا دیا۔ چنانچہ علقمہ مسروق محمد بن عمرو اور ابوایوب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس اجنادین پہنچ گئے۔

ارطبون کا خط:

ارطبون نے (حضرت) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط تحریر کیا:

"آپ میرے دوست اور میرے مشابہ اور ہم پلہ ہیں۔ آپ کی اپنی فوج میں (سیاست دانی کے لحاظ سے) وہی حیثیت ہے جو میری اپنی قوم میں ہے۔ خدا کی قسم! آپ اجنادین کے بعد فلسطین کا کوئی حصہ بھی فتح نہیں کر سکیں گے۔ آپ لوٹ

جائیں اور کسی قسم کا گھمنڈ نہ کریں ورنہ آپ کا بھی وہی حشر ہوگا جو آپ سے پہلے آئے تھے اور شکست کھا کر گئے''۔

خط کا جواب:

حضرت عمرو نے ایک آدمی کو بلایا جو رومی زبان جانتا تھا اسے ارطبون کے پاس بھیجا اور فرمایا ''تم انجان اور ناواقف بنے رہنا اور جو وہ کہے اسے غور سے سننا اور اس کے بعد آکر مجھے اس کی باتیں بتاؤ''۔ اس کے بعد انہوں نے ارطبون کو یہ لکھا:

''آپ کا خط مجھے موصول ہوا آپ اپنی قوم میں میرے ہم پلہ اور نظیر ہیں۔ آپ جان بوجھ کر میری فضیلت سے ناواقف بنے ہوئے ہیں ورنہ آپ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ میں اس ملک کا فاتح ہوں۔ آپ فلاں تین وزراء کو بلوائیے اور ان کے سامنے میرا خط پڑھ کر سنائیے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان کی (خط و کتابت) پر غور کریں گے''۔

قاصد (یہ خط لے کر) حسب ہدایت روانہ ہوا۔ جب وہ ارطبون کے پاس آیا تو اس نے لوگوں کے سامنے وہ خط کیا۔ اس نے وہ خط پڑھوایا تو سب ہنسنے لگے اور تعجب کرنے لگے وہ ارطبون سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''تمہیں کہاں سے یہ معلوم ہوا کہ وہ اس علاقے کا فاتح نہیں ہے''۔ وہ بولا ''اس علاقے کا مالک وہ شخص ہے جس کا نام عمرؓ ہے اس کے تین حروف ہیں''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط:

وہ قاصد (یہ معلومات لے کر) حضرت عمرو بن العاص کے پاس واپس آیا۔ اس وقت انہیں پتہ چلا کہ وہ (حضرت) عمر (ابن الخطاب) ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امداد کے لیے خط لکھا اور یہ تحریر کیا ''میں بہت سخت جنگ لڑ رہا ہوں تاہم میں نے ملک کو آپ کے لیے تیار کر دیا ہے آگے جیسے آپ کی رائے ہو''۔

سفر کا اعلان:

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خط پہنچا تو انہیں یقین ہو گیا کہ عمرو بن العاصؓ نے یہ بات پورے علم کے بعد لکھی ہوگی۔ پھر انہوں نے (اپنے سفر کا) اعلان کرایا اور روانہ ہو گئے۔ آپ نے جابیہ کے مقام پر قیام کیا۔

حضرت عمرؓ شام کی طرف کل چار مرتبہ روانہ ہوئے تھے' پہلی مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار تھے دوسری مرتبہ اونٹ پر تھے۔ تیسری مرتبہ روانہ ہوئے مگر طاعون کی وباء کی وجہ سے لوٹ آئے تھے' چوتھی مرتبہ گدھے پر سوار ہو کر وہاں داخل ہوئے۔

سپہ سالاروں کی ملاقات:

حضرت عمرؓ نے روانہ ہونے سے پہلے مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ روانہ ہوئے آپ نے اپنی روانگی کی اطلاع تمام سپہ سالاروں کو دے دی تھی کہ وہ جابیہ کے مقام پر آپ سے ملاقات کریں۔ آپ نے دن بھی مقرر کر دیا تھا اور یہ بھی ہدایت کی تھی کہ تمام سپہ سالار اپنے جانشین مقرر کر کے آئیں۔ چنانچہ جابیہ کے مقام وہ پہنچے۔ سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان نے آپ سے ملاقات کی پھر حضرت ابو عبیدہؓ آئے پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ آئے وہ گھوڑوں پر سوار اور ریشم اور قیمتی لباس میں ملبوس تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نکتہ چینی:

آپ اترے اور پتھر لے کر ان کی طرف پھینکتے ہوئے فرمانے لگے: ''کتنی جلدی تم لوگوں نے اپنا طریقہ بدل دیا ہے تم اس

لباس میں میرا استقبال کر رہے ہو تم دو سال کے اندر شکم سیر ہو گئے اور اپنے آپے سے باہر ہو گئے ہو خدا کی قسم! اگر تم دو سو سال کے بعد بھی یہ کام کرتے تو تمہارے بجائے میں دوسروں کو مقرر کرتا''۔

وہ بولے: ''ہم ہتھیاروں سے بھی مسلح ہیں'' آپ نے فرمایا ''تو پھر یہ بات درست ہے'' اس کے بعد آپ جابیہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضرت عمرو بن العاصؓ اور شرحبیل اجنادین میں تھے انہوں نے اپنا مقام نہیں چھوڑا۔ 5

فتح بیت المقدس:

حضرت سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں ''جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ آئے تو ایک یہودی آپ سے کہنے لگا:

''اے امیر المومنین! آپ اپنے گھر واپس نہ جائیں جب تک کہ اللہ ایلیاء (بیت المقدس) آپ کو فتح نہ کرائے''۔

ابھی حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام ہی پر تھے کہ آپ نے گھوڑسواروں کے ایک دستے کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہا تھا۔ جب وہ قریب آئے تو مسلمانوں نے تلواریں نکال لیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''یہ لوگ پناہ لینے کے لیے آ رہے ہیں تم انہیں پناہ دو''۔

آخر کار معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایلیاء کے شہری ہیں انہوں نے جزیہ ادا کرنے کے معاہدے پر مصالحت کر لی اور آپ کے لیے شہر کھول دیا۔

دجال کے بارے میں سوال:

جب شہر فتح ہو گیا تو آپ نے اس یہودی کو بلوایا کیونکہ آپ کو یہ بتایا گیا کہ وہ (وسیع) معلومات رکھتا ہے۔ آپ نے اس سے دجال کے بارے میں دریافت کیا۔ کیونکہ آپ دجال کے بارے میں لوگوں سے ہمیشہ دریافت کرتے رہتے تھے۔

یہودی بولا: ''اے امیر المومنین! آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں؟' خدا کی قسم! آپ کی عرب قوم دس گز کے فاصلے پر لد کے دروازے کے قریب اسے قتل کر دے گی''۔

یہودی کی پیشین گوئی:

حضرت سالم سے ایک دوسری روایت منقول ہے کہ حضرت عمرؓ شام میں داخل ہوئے تو دمشق کا ایک یہودی ملا۔ وہ بولا:

''السلام علیکم یا فاروق رضی اللہ عنہ! آپ ایلیاء کے مالک ہیں۔ خدا کی قسم! آپ واپس نہیں جائیں گے جب تک اللہ ایلیاء کو (آپ کے لیے) فتح نہیں کرے گا''۔

اہل ایلیاء نے حضرت عمروؓ بن العاص کو بہت تنگ کیا تھا اور حضرت عمروؓ نے بھی انہیں بہت زچ کیا تھا۔ تاہم نہ تو وہ ایلیاء کو فتح کر سکے اور نہ رملہ کو مفتوح بنا سکے۔

اہل ایلیاء کی مصالحت:

جب حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام پر لشکر انداز تھے اس وقت (اچانک) مسلمان ہتھیاروں کی طرف لپکے۔ آپ نے پوچھا ''کیا بات ہے'' وہ بولے ''کیا آپ گھوڑوں اور تلواروں کو نہیں دیکھ رہے ہیں؟'' اس پر آپ نے نظر دوڑائی تو آپ نے ایک فوجی دستہ دیکھا جن کی تلواریں چمک رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا ''یہ لوگ پناہ گزیں ہیں۔ تم ان سے مت ڈرو بلکہ انہیں پناہ دو'' جب انہیں پناہ

دی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ ایلیاء کے باشندے ہیں' انہوں نے آپ سے صلح نامہ لکھوایا۔ ایلیاء کا تمام علاقہ اور رملہ کا تمام علاقہ کی طرف سے انہوں نے آپ سے صلح کر لی۔ اس طرح فلسطین کے علاقے کے دو حصے ہو گئے' ایک حصے کا تعلق ایلیاء والوں سے تھا اور دوسرے حصے کا تعلق اہل رملہ سے تھا۔ اس کے دس اضلاع ہیں۔ فلسطین شام کے برابر ہے مذکورہ بالا یہودی بھی صلح کے وقت موجود تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دجال کے بارے میں دریافت کیا وہ بولا ''دجال بنیامین کی اولاد میں سے ہوگا اور تم خدا کی قسم! اے اقوام عرب! لد کے دروازے سے دس گز سے کچھ زیادہ کے فاصلے پر اسے قتل کرو گے''۔

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں کہ ایلیاء اور رملہ کے عوام نے تمام اہل فلسطین کی طرف سے مصالحت کی تھی کیونکہ ارطبون اور تذارق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جابیہ کی آمد پر مصر چلے گئے تھے اور اس کے بعد موسم گرما کی فوجی مہم میں مارے گئے تھے۔

آمد کی وجہ:

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ شام اسی وجہ سے آئے کہ حضرت ابوعبیدہؓ جب بیت المقدس گئے تھے تو وہاں کے باشندوں نے شام کے دیگر شہروں کی صلح کے مطابق مصالحت کی درخواست کی نیز یہ کہ اس صلح کی تکمیل حضرت عمر ابن الخطابؓ کے ہاتھوں انجام پذیر ہو۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مدینے خط لکھا لہٰذا حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

عدی بن سہل کی روایت ہے کہ جب اہل شام نے اہل فلسطین کے برخلاف حضرت عمرؓ سے امداد طلب کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا اور ان کی امداد کے لیے آپ بذاتِ خود روانہ ہوئے اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا:

''آپ بذاتِ خود کہاں جا رہے ہیں؟ آپ ایک سخت دشمن کا قصد کر رہے ہیں''۔

آپ نے فرمایا: ''میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی موت سے پہلے دشمن سے جلد جہاد کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اگر (حضرت) عباسؓ رخصت ہو گئے تو شر و فساد پھیل جائے گا اور یہ سلسلہ منقطع ہو جائے گا''۔

(یہی راوی آگے چل کر) بیان کرتا ہے کہ جب اہل فلسطین سے مصالحت شروع ہوئی تو حضرت عمروؓ اور شرحبیل بھی حضرت عمرؓ کے پاس جابیہ پہنچ گئے تھے اور وہ صلح نامہ کی تحریر کے موقع پر موجود تھے۔

صلح نامہ کا مضمون:

خالد اور عبادہ روایت کرتے ہیں۔ ''جب عمرؓ نے جابیہ کے مقام پر اہل ایلیاء سے صلح کی اور ہر ضلع کے لیے صرف ایک ہی صلح نامہ لکھا مگر اہل ایلیاء اس سے مستثنیٰ تھے۔ صلح نامہ اس مضمون کا تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے (حضرت) عمرؓ امیر المؤمنین نے اہل ایلیاء کو ان کی جانوں' مالوں کی پناہ دی ہے۔ ان کے گرجا' صلیبیں' بیمار' تندرست اور تمام مذاہب کے لوگ پناہ میں رہیں گے۔ ان کے گرجاؤں میں کوئی نہیں رہے گا نہ وہ گرائے جائیں گے' اور ان کی عمارت کی کوئی چیز توڑی نہیں جائے گی اور نہ ان کی صلیب اور مال کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ اور یہودیوں میں سے ان کے ساتھ کوئی ایلیاء میں نہیں رہے گا۔

صلح کی شرائط:

اہل ایلیاء کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسی طرح جزیہ ادا کریں جس طرح دوسرے شہروں کے لوگ ادا کر رہے ہیں۔ ان کے

لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ رومیوں اور چوروں کو وہاں سے نکال دیں۔ بہر حال جو کوئی وہاں سے نکلے گا اس کے جان و مال کی اس وقت تک حفاظت کی جائے گی۔ جب تک کہ وہ امن کی جگہ پر پہنچ جائیں اور جو کوئی وہاں رہنا پسند کرے گا تو اس کی بھی حفاظت کی جائے گی اور اسے بھی اہل ایلیاء کی طرح جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اہل ایلیاء میں سے بھی جو کوئی رومیوں کے ساتھ اپنے جان و مال کے ساتھ جانا چاہے اور اپنی صلیبوں اور دوسری مذہبی چیزوں کو لے کر جانا چاہے تو ان کے جان و مال اور سامان کی حفاظت کی جائے گی۔ تا آنکہ وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔

زمینداروں کے لیے رعایت:

فلاں شخص کے قتل سے پہلے' جو زمیندار اور کسان ہیں' انہیں یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اہل ایلیاء کی طرح جزیہ ادا کریں اور جو چاہے وہ اہل روم کے ساتھ جا سکتا ہے اور جو چاہے وہ اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ سکتا ہے۔ ان کسانوں سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا جب تک کہ ان کی فصل نہ تیار ہو جائے۔

جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا گیا ہے اس کے لیے اللہ' اس کے رسول' خلفاء اور مومنین ذمہ دار ہیں بشرطیکہ یہ لوگ اپنا واجب الادا جزیہ ادا کریں۔ اس کے گواہ مندرجہ ذیل (حضرات) ہیں۔

(۱) خالد بن الولیدؓ (۲) عمرو بن العاصؓ (۳) عبدالرحمٰن بن عوفؓ (۴) معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ یہ (عہد نامہ) ۱۵ھ میں لکھا گیا۔

دوسرے معاہدے کا مضمون:

مسلمانوں کے دوسرے معاہدے اہل لد کے معاہدے کے مطابق تھے (جو مندرجہ ذیل ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ (عہد نامہ) اللہ کے بندے (عمرؓ) امیر المومنین نے اہل لد اور جو کوئی اہل فلسطین میں سے ان کے ساتھ شامل ہو' تحریر کیا ہے۔

وہ ان کے جان و مال' کلیساؤں' صلیبوں' بیمار و تندرست اور تمام افراد ملت کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں۔ ان کے گرجاؤں میں کوئی نہیں رہے گا اور نہ یہ منہدم ہوں گے اور نہ ان کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائے گا خواہ ان کی صلیبیں ہوں یا مال و اسباب ہو' ان کے دین کے معاملے میں زبردستی نہیں کی جائے گی اور نہ ان میں سے کسی شخص کو نقصان پہنچایا جائے گا۔

جزیہ کی ادائیگی:

اہل لد کے لیے اور ان کے ساتھ اہل فلسطین میں سے جو کوئی شامل ہو۔ یہ ضروری ہے کہ وہ اسی طرح جزیہ ادا کریں جس طرح شام کے دوسرے شہر کے لوگ ادا کرتے ہیں اور اگر وہ (یہاں سے) جانا چاہیں تو ان کے لیے بھی وہی مذکورہ بالا شرائط ہیں۔

فلسطین کے دو حصے:

آپ نے فلسطین کے دو حصے قائم کر دیئے۔ ایک نصف حصے پر علقمہ بن حکیم کو مقرر کیا ان کا مرکز رملہ تھا اور اس کے دوسرے نصف حصے پر علقمہ بن مجزز کو مقرر کیا اور ان کا مرکز ایلیاء مقرر رہوا۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک سردار اپنے لشکر کے ساتھ اسی عمل داری میں پہنچ گیا۔

فلسطین کے حکام:

حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ علقمہ بن مجزز کو ایلیاء پر اور علقمہ بن حکیم کو رملہ پر حاکم مقرر کیا گیا ان کے ساتھ وہ فوج تھی جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہمراہ تھی۔ حضرت عمرو اور شرحبیل کو جابیہ بلا لیا گیا جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کے گھٹنے چومے اور حضرت ان دونوں سے بغل گیر ہوئے۔

گھوڑے کی خرابی:

عبادہ اور خالد دونوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے اہل ایلیاء کو امان دی اور وہاں فوج کو ٹھہرایا تو آپ جابیہ سے بیت المقدس (کی زیارت) کے لیے روانہ ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کا گھوڑا لنگڑا رہا ہے۔ آپ اس پر سے اتر گئے۔ پھر آپ کے لیے عمدہ گھوڑا لایا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے تو وہ اکڑ کر چلنے لگا تو آپ اس پر سے اتر گئے اور اس کے منہ پر اپنی چادر مارتے ہوئے فرمایا ''اللہ تجھے غارت کرے کس نے تجھے یہ (چال) سکھائی ہے''۔ پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو طلب فرمایا اور اسے ٹھیک کر کے اس پر سوار ہوئے اور اس پر چلتے رہے' تا آنکہ آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔ ابو صفیہ کے قبیلہ شیبان کے ایک بوڑھے سے یہ روایت سنی کہ وہ کہتا ہے۔

''جب حضرت عمرؓ شام آئے تو آپ کے لیے ایک نہایت عمدہ گھوڑا مہیا کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ جب وہ چلا تو وہ آپ کو زور زور سے ہلانے لگا۔ اس پر آپ اتر گئے اور اس کے منہ پر مارتے ہوئے فرمایا ''اللہ تمہیں کچھ نہ سکھائے۔ کس نے تمہیں یہ تعلیم دی ہے کہ تم اکڑ کر چلو'' آپ اس سے پہلے اور اس کے بعد پھر کسی عمدہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوئے۔

ایلیاء (فلسطین) اور اس کی سرزمین آپ کے دستِ مبارک پر فتح ہوئی سوائے اجنادین کے' جو حضرت عمروؓ کے ہاتھوں مفتوح ہوا۔ اور قیساریہ کو حضرت معاویہؓ نے فتح کیا۔

بیت المقدس کی زیارت:

ابو عثمان اور ابو حارثہ روایت کرتے ہیں کہ ایلیاء اور اس کا علاقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ماہ ربیع الآخر میں ۱۷ھ میں مفتوح ہوا۔

ابو مریم بیان کرتے ہیں ''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایلیاء کی فتح میں شریک تھا۔ آپ جابیہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ ایلیاء آئے پھر وہاں سے چل کر مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے پھر چلے تو محراب داؤد میں پہنچ گئے۔ ہم اس وقت آپ کے ساتھ تھے وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے سجدہ کرنے والی آیت تلاوت فرمائی اس کے بعد سجدہ کیا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

بیت المقدس میں نماز:

حضرت رجاء بن حیوۃ ایک عینی شاہد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جابیہ سے ایلیاء تشریف لائے تو مسجد کے دروازے کے قریب آپ نے فرمایا ''میرے پاس کعب کو لاؤ'' جب آپ دروازے پر پہنچے تو آپ نے فرمایا 'لبیک' اے اللہ میں تیری خدمت میں حاضر ہوں اور اس طرح آیا ہوں جس طرح تجھے پسند ہے''۔ پھر آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کا

رات کے وقت قصد کیا اور وہاں نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد فجر نمودار ہوئی تو آپ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے آگے بڑھ کر لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز میں سورۂ ص پڑھی اور اس میں سجدۂ تلاوت ادا فرمایا۔ پھر آپ نے دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات تلاوت فرمائیں پھر رکوع کیا۔

قبلہ کا رخ:

جب آپ لوٹنے لگے تو آپ نے فرمایا ''میرے پاس کعب کو لاؤ'' جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا ''تمہاری رائے میں ہم کس طرف مصلیٰ مقرر کریں'' وہ بولے ''صخرہ کی طرف'' آپ نے فرمایا ''اے کعب! تمہارے اندر ابھی تک یہودیت کا شائبہ ہے میں نے دیکھا کہ تم نے اپنے جوتے اتار دیئے تھے'' وہ بولے ''میں چاہتا ہوں کہ میں یہاں براہ راست اپنے قدم رکھوں'' آپ نے فرمایا ''میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا'' ہم اس کا قبلہ شروع میں رکھیں گے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مساجد کا قبلہ اس کے ابتداء میں رکھا تھا۔ کیونکہ ہمیں صخرہ کی طرف (نماز پڑھنے کا) حکم نہیں دیا گیا ہے۔ بلکہ ہمیں کعبہ کی طرف (نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے)'' لہٰذا آپ نے قبلہ آگے رکھا۔

کعب کی تکبیر:

پھر آپ مصلیٰ سے اس مقام پر آ گئے جہاں رومیوں نے بنو اسرائیل کے زمانے میں بیت المقدس کو ہندسہ بنا دیا تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو انہوں نے کچھ حصے کو ظاہر کیا اور باقی حصے کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا:

''جیسا میں کروں ویسا تم کرو'' اتنے میں آپ نے نعرۂ تکبیر پیچھے سے سنا۔ آپ نے فرمایا ''یہ کیا ہے'' لوگوں نے کہا ''کعب نے تکبیر کہی ہے اور اس کی تکبیر پر لوگوں نے بھی تکبیر کہی ہے'' آپ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ''۔ چنانچہ وہ پیش کیے گئے۔ اس وقت انہوں نے کہا:

نبی کی پیشین گوئی:

اے امیر المؤمنین! آج کچھ میں نے کہا ہے اس کے بارے میں پانچ سو برس قبل ایک نبی نے پیشین گوئی کی تھی' آپ نے فرمایا ''وہ کیسے ہوئی'' وہ بولے: ''رومیوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور وہ ان کے مطیع ہو گئے تھے اس وقت انہوں نے اس کو تباہ کر دیا تھا اس کے بعد اہل فارس نے اہل روم پر حملہ کیا تو انہوں نے بنی اسرائیل پر زیادتیاں کیں۔ پھر اہل روم ان پر غالب آ گئے تا آنکہ آپ حاکم ہوئے۔

اللہ نے اس حالت میں ایک نبی بھیجا انہوں نے یہ فرمایا:

''اے اوروشلم (بیت المقدس) تمہیں خوش خبری ہو۔ تمہارے پاس فاروق آئے گا۔ جو تمہیں پاک وصاف کرے گا''۔

قسطنطنیہ بھی ایک نبی بھیجے گئے انہوں نے اس کے ٹیلے پر کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرمایا:

قسطنطنیہ کے لیے بد دعا:

''اے قسطنطنیہ! تیرے باشندوں نے میرے گھر کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے اس کو ویران کر دیا۔ اور تجھے میرے عرش کے مشابہ بنا دیا۔ اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بھی تجھے ویران کر دوں کہ تیرے پاس آ کر کوئی پناہ نہ لے اور نہ کوئی تیرا سایہ تلاش

کرے؟ چنانچہ شام ہوتے ہی وہاں کوئی چیز نہیں رہی۔

ربیعۃ الشامی نے بھی اسی قسم کی روایت کی ہے' اس میں اضافہ یہ ہے تیرے پاس فاروق رضی اللہ عنہ میرے فرماں بردار لشکر کو لے کر آئے گا اور وہ اہل روم سے تیرا انتقام لے گا'' انہوں نے قسطنطنیہ کے بارے میں یہ فرمایا:

''میں تجھے چٹیل میدان چھوڑوں گا۔ سورج تیرے سر پر ہوگا۔ تیری طرف کوئی پناہ نہیں لے گا اور نہ کوئی تیرے زیر سایہ ہوگا''۔

طلاء:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایلیاء میں موجود تھا ایک دفعہ جب کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو آپ کے پاس ایک راہب آیا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ شراب حرام ہے۔ وہ بولا:

''کیا آپ کو اس شراب کی ضرورت ہے جو ہماری کتابوں میں حلال ہے جب کہ آپ شراب سے محروم ہیں'' آپ نے وہ شراب منگوائی اور پوچھا کہ ''یہ کس طرح بنی ہوئی ہے''۔ اس نے بتایا کہ میں نے اس کی حالت میں پکایا جب اس کا تہائی حصہ رہ گیا تو میں نے برتن میں اس کو ہلایا اور اس کے دو حصے کیے۔ آپ نے فرمایا یہ طلاء ہے۔ آپ نے اسے پیا اور شام کے سپہ سالاروں کو بھی اس کے بارے میں حکم دیا۔ میں نے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ کر بھیج دیا۔

''میرے پاس وہ شراب لائی گئی جو رس نکال کر پکائی گئی تھی تا آنکہ اس کا دو تہائی حصہ جل گیا اور صرف ایک تہائی حصہ طلاء کی طرح باقی رہ گیا۔ تم بھی اسے پکاؤ اور مسلمانوں کو استعمال کے لیے دو''۔

ارطبون کا قتل:

ابوعثمان اور ابوحارثہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر جب جابیہ تشریف لائے تو ارطبون مصر چلا گیا اور جو مصالحت کرنے کے خلاف تھے وہ بھی اس کے ساتھ چلے گئے۔ جب اہل مصر مغلوب ہوگئے اور انہوں نے صلح کر لی تو وہ سمندری راستے سے روم پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ روم کی موسم گرما کی فوجوں کی قیادت کرنے لگا۔ ایک دفعہ اس کا موسم گرما کی مہم میں مسلمانوں کی فوج سے مقابلہ ہوا اور قبیلہ قریش کا ایک شخص جس کا نام ضریس تھا۔ اس کے مقابلہ پر آیا۔ ارطبون نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا مگر اس نے ارطبون کو قتل کر دیا۔ اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے:

ارطبون کے بارے میں اشعار:

۱۔ اگر ارطبون رومی نے اس کے ہاتھ کو خراب کیا تو خدا کا شکر ہے کہ اسے اس سے بہت فائدہ حاصل ہوا۔

۲۔ اگر ارطبون رومی نے مجھے کاٹ دیا ہے تو میں نے بھی اس کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔

اس موقع پر زیاد بن حنظلہ نے یہ اشعار کہے:

۱۔ جب روم کی جنگ دراز ہوگئی تو ہم نے اسے یاد کیا کہ ہم کئی سالوں سے جنگ کر رہے ہیں۔

۲۔ ہم سرزمین حجاز کے رہنے والے ہیں اور ہمارے وطن اور اس کے مقام کے درمیان ایک مہینے کی مسافت ہے اور اس کی راہ میں بہت سی تکلیفیں ہیں۔

۳۔ ارطبون رومی اپنے ملک کی حفاظت کر رہا تھا اور اس کا مقابلہ ایک بہادر سپہ سالار کر رہا تھا۔

۴۔ جب فاروق (اعظمؓ) نے اس کی فتح کے زمانے کا اندازہ لگایا تو وہ خدائی لشکر کو لے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔

۵۔ جب دشمنوں نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو وہ آپ کے حملوں سے خائف ہوئے اور وہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگے "ہم آپ سے صلح کریں گے"۔

۶۔ انہوں نے شام کا علاقہ آپ کے سپرد کر دیا اور اس کی خوش حال اور زرخیز زمین کو آپ کے حوالے کر دیا۔

۷۔ انہوں نے مشرق و مغرب کے درمیان کی وہ سرزمین جوان کی نسلوں کی میراث تھی اور جسے ان کے بہادر سرداروں نے تعمیر کیا تھا۔ ہمارے سپرد کر دی۔

وظائف کی تقسیم:

اس سال (۱۵ھ میں) حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے وظائف مقرر کیے۔ اور رجسٹر (دوادین) تیار کیے۔ آپ نے عطیات دینے کی بنیاد پہلے اسلام لانے پر رکھی' اس وجہ سے آپ نے صفوان بن امیہ' حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کو اہل فتح مکہ میں شامل کر کے انہیں ان سے پہلے کے مسلمانوں سے کم وظیفہ دیا۔ انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا "ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ کوئی آدمی ہم سے زیادہ شریف خاندان کا ہے"۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا "میں نے حسب و نسب کے لحاظ سے عطیات نہیں دیئے ہیں بلکہ اس کا دارومدار پہلے اسلام لانے پر ہے" لہٰذا انہوں نے اس اصول کو تسلیم کر لیا اور اپنے عطیات وصول کر لیے۔

(مذکورہ تین افراد میں سے) حارث و سہیل اپنے اہل وعیال کو لے کر شام کی طرف گئے' وہ دونوں وہاں جہاد کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کسی جنگ میں شہید ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں عمواس کے طاعون میں فوت ہو گئے۔

وظیفہ یابوں کا رجسٹر:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (وظیفہ یاب افراد کا) رجسٹر تیار کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ و عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا "پہلے آپ اپنا نام تحریر کیجیے"۔

آپ نے فرمایا "نہیں بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم سے اس کا آغاز کروں گا۔ اس کے بعد قریب سے قریب تر کا سلسلہ شروع ہوگا"۔ لہٰذا (حضرت) عباسؓ کے لیے سب سے پہلے وظیفہ مقرر فرمایا۔ پھر اہل بدر کے لیے پانچ پانچ ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ پھر اہل بدر کے بعد کے لوگوں سے لے کر اہل حدیبیہ تک کا چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر رہا۔

مجاہدین کی ترتیب:

پھر صلح حدیبیہ کے بعد کے لوگوں سے لے کر ان لوگوں تک جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک تھے' تین تین ہزار کا عطیہ مقرر ہوا۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو فتح مکہ میں شریک تھے اور وہ بھی شامل تھے' جنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ کی۔

وہ لوگ جو قادسیہ اور شام کی جنگوں میں شریک تھے' وہ دو دو ہزار کے عطیہ کے مستحق ہوئے اور ان میں سے وہ لوگ جنہوں نے

نہایت عمدہ اور بہادرانہ کارنامے انجام دیئے تھے۔ انہیں ڈھائی ڈھائی ہزار کے وظائف دیئے گئے۔

اعتراضات کے جوابات:

حضرت عمرؓ سے بعض لوگوں نے یہ کہا ''آپ اہل قادسیہ کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیتے جنھوں نے اس سے پہلے کی جنگوں میں حصہ لیا تھا'' آپ نے (جواب میں) فرمایا ''میں ان لوگوں کو ایسے حضرات کے درجے میں کیسے شامل کر سکتا ہوں جو پہلے کی جنگوں میں حصہ لے چکے ہیں'' آپ سے یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جن کے گھر دور تھے' ان لوگوں کے برابر کیوں قرار دیا ہے جن کے گھر قریب ہیں؟۔

آپ نے فرمایا ''وہ لوگ جن کے گھر قریب ہیں' وہ زیادہ (عطیات لینے) کے مزید حق دار ہیں کیونکہ وہ بہتر مددگار ثابت ہوئے اور دشمن کے لیے زیادہ نقصان دہ ہیں (اگر یہ بات صحیح ہوتی تو) مہاجرین نے کیوں تمہاری طرح اعتراض نہیں کیا جب کہ ہم نے پہلے اسلام لانے والے مہاجرین اور انصار دونوں کو برابر قرار دیا تھا۔ انصار نے اپنے گھر میں مدد کی تھی اور مہاجرین ان کے پاس دور سے ہجرت کر کے آئے تھے''۔

دیگر مجاہدین:

حضرت عمرؓ نے یرموک اور قادسیہ کے بعد کے لوگوں (مسلم مجاہدین) کو ایک ایک ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے حضرت مثنیٰ کے امدادی رضا کاروں کو پانچ پانچ سو وظیفہ مقرر کیا اور دوسرے رضا کاروں کو جو ان کے بعد تھے' تین تین سو کا وظیفہ دیا۔ عطیہ دینے میں آپ نے طاقتور' کمزور' عرب و عجم سب میں مساوات قائم رکھی۔ ربیع کے امدادی سپاہیوں کو ڈھائی سو کا عطیہ مقرر کیا اور ان کے بعد کے لوگوں کو جن میں اہل ہجر اور عباد شامل ہیں' دو سو دیئے۔

خصوصی افراد:

آپ نے اہل بدر میں مندرجہ ذیل چار حضرات کو بھی شامل کر دیا تھا: (۱) حسنؓ (۲) حسینؓ (۳) ابوذرؓ (۴) سلمانؓ۔ آپ نے حضرت عباسؓ کے لیے پچیس ہزار کا عطیہ مقرر کیا بعض لوگ کہتے ہیں بارہ ہزار ہے۔ آپ نے ازواج مطہرات نبویؐ کے لیے دس دس ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ پہلے اس میں کچھ فرق تھا مگر ازواج مطہرات نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تقسیم میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے'' لہٰذا آپ نے ان سب کو برابر رکھا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دو ہزار زائد دینے چاہے مگر انہوں نے اس (فرق کو) قبول نہیں فرمایا۔

خواتین کے وظائف:

آپ نے اہل بدر کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو کا وظیفہ مقرر کیا اور ان کے بعد اہل حدیبیہ تک کے مسلمانوں کی خواتین کا چار چار سو مقرر فرمایا اور بعد کی خواتین کا تین تین سو تک وظیفہ مقرر کیا۔ اہل قادسیہ کی خواتین کا دو دو سو وظیفہ مقرر فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے خواتین کا برابر کا حصہ مقرر فرمایا۔ بچوں کا حصہ آپ نے سو سو کا برابر رکھا۔

اخراجات کا اندازہ:

بعد ازاں آپ نے ساٹھ غریبوں کو جمع کر کے انہیں روٹی کھلائی اور ان سب کی پوری غذا کا شمار کیا تو معلوم ہوا کہ ان پر دو

جریب (گندم کا آٹا) خرچ ہوا (اس اندازے کے مطابق) آپ نے ہر انسان اور اس کے خاندان کے لیے ماہانہ دو جریب (غلہ) مقرر کیا۔ آپ اپنی وفات سے پیشتر فرمایا کرتے تھے۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ میں چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر کروں تاکہ ایک ہزار ہر کوئی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور ایک ہزار توشہ کے طور پر رکھے۔ ایک ہزار سے سامان مہیا کرے اور ایک ہزار پس انداز کرے'' مگر اسے عملی طور پر نافذ کرنے سے پیشتر آپ کی وفات ہوگئی''۔

مال غنیمت کا اصول:

ابوسلمہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے وظیفہ ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت عطاء فرمایا تھا۔ وہ اہل مدائن تھے' اس کے بعد وہ کوفہ' بصرہ' دمشق' حمص' اردن' فلسطین اور مصر کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ آپ نے فرمایا'' مال غنیمت ان شہر والوں کے لیے ہے اور ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو ان کے ساتھ شامل ہیں' ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مقیم ہیں۔ آپ نے دوسرے لوگوں کے لیے کچھ نہیں مقرر فرمایا۔ یہی لوگ شہروں اور بستیوں میں مقیم تھے۔ صلح بھی ان پر جاری ہوئی اور جزیہ بھی انہی کو ادا کیا گیا نیز سرحدوں کی حفاظت اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے ذمہ دار بھی یہی تھے۔ پھر آپ نے اہل وظائف کو وظیفہ دینے کے لیے ایک ہی دفعہ یعنی ۱۵ھ میں تحریر لکھی۔

ناگہانی حادثہ کے لیے رقم:

کسی نے کہا اے امیر المومنین! آپ بیت المال میں کسی ناگہانی حادثہ کے لیے بھی مال جمع رکھا کریں' آپ نے فرمایا'' یہ لفظ شیطان نے تمہاری زبان سے نکلوایا ہے اللہ مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ یہ بعد (کے لوگوں کے لیے) فتنہ وفساد (کا باعث بن سکتا) ہے' بلکہ تمہیں چاہیے کہ تم ان کے لیے وہی چیز تیار رکھو جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے حکم دیا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ یہی ہمارا وہ سامان ہے جس کے ذریعے ہم اس حالت پر پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو۔ جب یہ مال تمہاری دین داری کی قیمت بن جائے گا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

حاکم کی تنخواہ کا معیار:

محمد' مہلب' طلحہ' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتوحات عطاء کیں اور رستم مقتول ہوا۔ نیز حضرت عمرؓ کے پاس شام سے بھی فتوحات کا مال آیا تو آپ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا'' حاکم کے لیے اس مال میں سے کس قدر (لینا) جائز ہے۔ وہ سب بولے'' اپنی ذات کے لیے تو (صرف اس قدر لینا جائز) ہے۔ جو اس کے اور اس کے اہل وعیال کے کھانے کے لیے کافی ہو۔ نہ کم ہو نہ زیادہ۔ نیز گرمی' سردی کے پہننے کا لباس جو اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی ہو۔ اور دو سواری کے جانور رہوں جو جہاد اور نجی ضروریات اور حج وعمرہ کے سفر کے لیے سواری کا کام دے سکیں۔

منصفانہ تقسیم یہ ہے کہ جنگجو سپاہیوں کو ان کے جنگی کارناموں کے مطابق عطیات دیئے جائیں اور انتظامی معاملات اور ناگہانی مصائب وحوادث کے لیے رقم مخصوص کی جائے اور اس رقم کا آغاز فاتحین سے کیا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''حضرت عمرؓ نے مدینہ کے لوگوں کو جمع کیا جب کہ آپ کے پاس قادسیہ اور دمشق کی فتوحات کا مال آیا تھا۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

''پہلے میں تاجر تھا اللہ نے میرے اہل وعیال کو میری تجارت کی وجہ سے بے نیاز کر رکھا تھا مگر اب میں تمہارے کاموں میں مشغول ہوں اس لیے تمہاری کیا رائے ہے کہ میں بیت المال میں سے کس قدر رقم لے سکتا ہوں؟''۔

حضرت مسلم روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہو کر حضرت عمرؓ سے پوچھنے لگا ''اس مال میں سے آپ کے لیے کس قدر لینا جائز ہے'' آپ نے فرمایا ''جو میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے جائز طور پر کافی ہو سکے۔ نیز سردی گرمی کا لباس ہو اور حج وعمرے کے لیے اونٹنی ہو اور ذاتی ضروریات اور جہاد کے لیے ایک سواری کا جانور ہو''۔

تنخواہ بڑھانے کی کوشش:

حضرت سالم بن عبداللہؒ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ اس رقم کے مطابق گذارہ کرتے رہے جو مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کے لیے مقرر کی تھی جب آپ پر تنگ دستی زیادہ ہو گئی تو مہاجرین کی ایک جماعت جن میں حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ شامل تھے' اکٹھی ہوئی۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا ''ہمیں (حضرت) عمرؓ سے کہنا چاہیے کہ ہم ان کا وظیفہ بڑھانا چاہتے ہیں'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا' وہ عمرؓ ہیں آؤ ہم در پردہ ان کے خیالات معلوم کریں۔ ہم حضرت حفصہؓ کے پاس چلتے ہیں اور ان کے ذریعے پوشیدہ طور پر معلوم کرتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ سب (حضرت حفصہؓ کے پاس) آئے اور ان سے کہا کہ وہ صورت حال سے ان کی طرف سے آگاہ کریں اور ان میں سے کسی کا نام نہ لیں بجز اس صورت کے کہ وہ اس بات کو تسلیم کر لیں'' (یہ پیغام دے کر) وہ چلے آئے۔ حضرت حفصہؓ اس معاملے میں ان سے ملیں تو ان کے چہرے پر غیظ وغضب کے آثار دیکھے آپ نے پوچھا ''وہ کون ہیں؟'' وہ بولیں ''آپ کو ان کا علم نہیں ہو سکتا جب تک کہ مجھے آپ کے خیالات کا علم نہ ہو''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ:

آپ نے فرمایا ''اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کون ہیں تو میں ان سے برا سلوک کرتا' تم ان کے درمیان واسطہ بن کر آئی ہو تو میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہارے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین لباس کیا تھا؟'' وہ بولیں ''دو صاف کپڑے تھے جنہیں آپ (قبائل کے) وفد کے سامنے یا مجمع کو خطبہ دینے کے وقت زیب تن فرماتے تھے'' پھر پوچھا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ہاں سب سے عمدہ کھانا کیا کھایا تھا؟''۔

وہ بولیں: ''ہماری روٹی جو کی روٹی ہوتی تھی جسے ہم گرم' چکنی اور میٹھی صورت میں پیش کیا کرتے تھے اس کو آپ تناول فرماتے تھے'' آپ نے پھر دریافت فرمایا:

''تمہارے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے نرم بچھونا کیا تھا؟''۔

(حضرت حفصہؓ نے) جواب دیا ''ہمارے ہاں ایک کھردری چادر ہوتی تھی جسے ہم موسم گرما میں چار حصے کر کے بچھا لیتے تھے اور جب موسم سرما آتا تھا تو ہم اس کا نصف حصہ بچھا لیتے تھے' اور نصف حصہ اوڑھ لیتے تھے''۔

سنت نبوی کی پیروی:

(یہ سن کر) آپ نے فرمایا ''اے حفصہؓ! تم انہیں میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفایت شعاری کرتے تھے۔ آپ نے فضول خرچی چھوڑ رکھی تھی۔

''خدا کی قسم! میں بھی کفایت شعاری کروں گا اور فضول خرچی نہیں کروں گا۔ میری اور میرے ساتھیوں کی مثالیں ایسی ہیں جیسے کہ تین افراد ایک راستے پر چلے' پہلے شخص کے پاس زیادہ زادراہ تھا تو وہ اس راہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچا۔ دوسرے نے بھی ان کی پیروی کی اور انہی کی راہ پر چلتا رہا تو وہ بھی منزل تک پہنچ گیا۔ تیسرے شخص نے بھی ان کی پیروی کی اگر وہ ان دونوں کے طریقے پر چلتا رہے اور ان کے زادراہ سے مطمئن رہے تو وہ بھی ان دونوں میں شامل ہو جائے گا۔ اور ان کے ساتھ رہے گا اور اگر وہ ان کے طریقے پر نہیں چل سکا تو وہ ان دونوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا''۔

مال غنیمت کی تقسیم میں مشورہ:

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں ''جب قادسیہ فتح ہوا اور اہل سواد نے مصالحت کی اس کے ساتھ ساتھ دمشق فتح ہوا اور اہل دمشق نے مصالحت کی تو اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا ''تم مجھے اہل قادسیہ اور اہل شام کے مال غنیمت کے بارے میں مشورہ دو'' حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اس رائے پر متفق تھے کہ وہ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق عمل کریں انہوں نے فرمایا:

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت دلوایا۔ ان میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور رسولؐ نے اس کے حکم کے مطابق رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں میں تقسیم کیا۔ (جیسا کہ قرآن کریم کی آیات میں مذکور ہے) بلکہ ان آیات کی (ذیل کی اس) آیت سے بھی تشریح ہوتی ہے۔

یہ ان غریب مہاجروں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں۔ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے ہیں نیز ان (انصاری) لوگوں کے لیے بھی ہے جنہوں نے انہیں اپنے گھروں میں آباد کیا۔''

لہٰذا دیگر آیات کی روشنی میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ نکال کر باقی حصے تقسیم کر دیئے۔ اس رائے پر حضرت عمرؓ حضرت علیؓ متفق تھے اور اس کے بعد مسلمانوں نے بھی اس پر عمل کیا۔

تقسیم کی ترتیب:

(مال غنیمت کی تقسیم میں) مہاجرین سے ابتداء کی گئی پھر انصار کو تقسیم کیا گیا اس کے بعد ان تابعین کو دیا گیا جنہوں نے ان کی مدد کی تھی اور ان کے ساتھ (جنگ میں) شریک ہوئے تھے۔

جزیہ کا مصرف:

اس کے بعد کے عطیات اس جزیہ میں سے دیئے گئے تھے جو ان لوگوں سے وصول کیا گیا تھا۔ جنہوں نے مصالحت کی تھی یا جن کو صلح کی دعوت دی گئی تھی' جزیہ میں الگ خمس (پانچواں حصہ) نہیں نکالا جاتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کا حق ہے جو ذمیوں کی حفاظت کریں اور ان کے معاہدے کی تکمیل کرائیں۔ اس میں وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے حکام کی مدد کی ہو۔ ان کے علاوہ اور لوگوں کو بھی اگر وہ خوشی سے دینا چاہیں تو ہمدردی کے طور پر دے سکتے ہیں۔

محمد بن اسحاق کا اختلاف:

طبری کہتے ہیں کہ اس ۱۵ھ میں جو واقعات سیف و عمرو کے قول کے مطابق رونما ہوئے وہ محمد ابن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۶ھ میں ہوئے جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس کی روایت بیان کر چکے ہیں۔ واقدی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

بعد کے واقعات:

اب ہم وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کے سن کے بارے میں ان (مؤرخین) کا اختلاف ہے ان میں وہ جنگیں بھی شامل ہیں جو سال کے آخر تک ہوتی رہیں۔

اہل وعیال کا محافظ دستہ:

محمد' مہلت' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ مدائن کی طرف روانہ ہوں تو وہ خواتین اور بچوں کو عتیق چھوڑ جائیں اور ان کی حفاظت کے لیے ایک فوجی دستہ بھی مقرر کریں۔ حضرت سعدؓ نے ایسا ہی کیا انہیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ وہ فوجی دستہ جو مسلمانوں کے اہل وعیال کی حفاظت کے لیے پیچھے رہ جائے' مال غنیمت میں شریک ہونے کا حق دار ہے۔

ہراول دستہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فتح کے بعد قادسیہ میں دو مہینے رہے وہ آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں خط وکتابت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کرتے رہے۔ انہوں نے حضرت زہرہ کو اس مقام کی طرف بھیجا جہاں آج کل کوفہ ہے اور اس سے پہلے حیرہ کا مقام تھا۔ وہاں (ایرانیوں کا سپہ سالار) نخیر جان خیمہ زن تھا۔ جب اس نے مسلمانوں کے روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور ثابت قدم نہیں رہ سکا بلکہ اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔

یوم برس:

حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہؓ بن الحویہ کو ہراول دستہ کا سردار بنا کر بھیجنے کے بعد ان کے پیچھے حضرت عبداللہ بن المعتم' شرحبیل اور ہاشم بن عتبہ کو پے درپے بھیجا۔ آپ نے اپنے خلیفہ وجانشین خالد بن عرفطہ کو پیچھے کے لشکر کا سردار بنا کر رکھا۔ اور اس کے بعد خود بھی روانہ ہو گئے اب تمام مسلمان گھوڑوں پر سوار تھے اور پورے ساز وسامان کے ساتھ مسلح تھے کیونکہ ایرانی لشکر میں جو ساز وسامان تھا' وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

یہ روانگی ماہ شوال کے آخری دنوں میں ہوئی تھی۔ سب سے پہلے حضرت زہرہ (اپنی فوج کے ساتھ) آگے بڑھ کر اس مقام پر پہنچے جہاں کوفہ (آج کل) ہے۔ کوفہ ہر اس زمین کو کہتے ہیں جس میں سنگریزے اور سرخ نرم مٹی ملی ہوئی ہو۔

ایرانی فوج کو شکست:

جب اس مقام پر عبداللہ اور شرحبیل آئے تو ان کی آمد پر حضرت زہرہؓ کی فوج کا اس کی فوج سے مقابلہ ہوا جس میں ایرانی فوج کو شکست ہوئی اور بصبھری اور اس کے ساتھی بابل کی طرف بھاگ گئے۔ وہاں قادسیہ کی شکست خوردہ فوج اور ان کے باقی ماندہ سپہ سالار نخیر جان' مہران رازی' ہرمزان اور دوسرے سردار پناہ گزین تھے۔ ان لوگوں نے یہاں فیروزان کو اپنا

حاکم بنا رکھا تھا۔ بصبھری بھی یہاں نیزے سے زخمی ہو کر بھاگ آیا تھا مگر وہ (اپنے زخموں سے) جاں بر نہ ہو سکا۔

رفیل راوی ہیں کہ زہرہ نے جنگ برس میں بصبھری پر نیزہ کا وار کیا وہ نہر میں گر پڑا تھا اس کے بعد وہ بابل بھاگ گیا جہاں وہ نیزے کے زخم سے مر گیا۔

جب بصبھری کو شکست ہوئی تو برس کا زمیندار آیا اس نے حضرت زہرہؓ سے معاہدہ کر لیا اور ان کے لیے پل تیار کیے اور دشمن کے بابل میں جمع ہونے کی خبریں بہم پہنچائیں۔

جنگِ بابل:

جب بسطام نے حضرت زہرہؓ کو دشمن کے بابل میں اجتماع کی معلومات بہم پہنچائیں' یہ وہ لوگ تھے جو قادسیہ کی جنگ میں شکست کھا کر آئے تھے۔ ایسی صورت میں حضرت زہرہ نے (برس میں) قیام کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ معلومات لکھ کر بھیجیں۔

جب حضرت سعدؓ ہاشم بن عتبہ کے ساتھ ان مسلمانوں کے پاس آئے جو کوفے میں مقیم تھے تو انہیں حضرت زہرہ کی طرف سے یہ خبر ملی کہ اہل فارس خیرزان کی زیر قیادت بابل میں جمع ہیں۔ اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ منتشر ہونے سے پیشتر مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔

اہل فارس:

حضرت سعدؓ نے (یہ سن کر) سب سے پہلے عبداللہ کو بھیجا۔ اس کے بعد شرحبیل اور ہاشم کو بھیجا اور آخر میں خود بھی پہنچے اہل فارس نے خیرزان کی زیر قیادت جنگ کی۔ بہت جلد انھیں شکست ہوئی اور اہل کوفہ منہ اٹھا کر چلتے بنے اس وقت ادھر ادھر منتشر ہونے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ ہرمزان نے اہواز کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے اور مہر جان قذق کو کھا گیا۔

فیروزان نہاوند پہنچا وہاں کسریٰ کے خزانے تھے اس نے تمام خزانوں پر قبضہ کیا اور ماہن کو بھی ہضم کیا۔ نخیر جان اور مہران رازی نے مدائن کا قصد کیا اور دریا کے دوسرے کنارے پر عبور کر کے بھرسیر کے مقام پر پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے پل کو کاٹ دیا۔

ایرانی سرداروں کا قتل:

حضرت سعدؓ چند دن بابل میں رہے انہیں یہ خبر ملی تھی کہ نخیر جان نے شہریار کو جو ایک زمیندار تھا' کوثی میں اپنا جانشین بنایا ہے اور وہاں فوج بھی چھوڑی ہے۔ لہٰذا انہوں نے زہرہ کو آگے بھیجا۔ اس کے بعد مزید فوج بھیجی گئی۔ حضرت زہرہؓ روانہ ہوئے تاکہ شہریار کا کوثی میں مقابلہ کریں اس وقت تک فیومان اور فرحان سورا اور دیر کے درمیان قتل کر دیئے گئے تھے۔

دشمن کی فوج کا صفایا:

رفیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے قادسیہ سے حضرت زہرہؓ کو آگے روانہ کیا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں دشمن کی جو جماعت ملی۔ اسے شکست دے کر آگے بڑھتے گئے جو کوئی ایرانی ملتا تھا وہ اسے قتل کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا خوب تعاقب کیا۔ جب وہ بابل سے روانہ ہوئے تو حضرت زہرہ نے بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سعدی کو جو نملاق کا بھائی تھا' صراۃ کی نہر کو عبور کرنے کے بعد آگے روانہ کیا۔

انہوں نے دشمن کی آخری صفوں کو دیکھا جن میں قبوماان اور خرخان ایرانی سردار بھی شامل تھے۔ ایک مسان کا رہنے والا تھا اور دوسرا اہوازی تھا۔ حضرت بکیر نے خرخان کو قتل کیا اور کثیر نے قبوماان کو سورا کے مقام پر تہ تیغ کیا۔ حضرت زہرہ سورا سے آگے بڑھ کر خیمہ زن ہوئے۔ اتنے میں حضرت ہاشم بھی ان کے پاس آ گئے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے زہرہ کو آگے روانہ کیا چنانچہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے روانہ ہوئے جو دیر اور کوثی کے درمیان مقابلے کے لیے تیار تھا۔

نخیر جان اور مہران نے اپنی فوجوں پر باب کے حاکم شہر یار کو جانشین بنایا اور خود دونوں مدائن کی طرف طرف چلے گئے اور شہر یار کو وہاں چھوڑ گئے تھے۔

غلام کا مقابلہ:

جب مسلمانوں کی فوج نے کوثی کے اطراف میں شہر یار کے لشکر کا مقابلہ شروع کیا تو شہر یار نکلا وہ للکار کر کہنے لگا ''کیا کوئی مرد ہے؟ تمہارا کوئی بہت بڑا شہسوار میرے مقابلے کے لیے آئے تا کہ میں اسے کیفر کردار تک پہنچاؤں''۔

حضرت زہرہؓ نے فرمایا ''میرا ارادہ تھا کہ میں تم سے مبارزہ کروں، مگر جب میں نے تمہارا قول سنا تو اب میں تمہاری طرف ایک غلام کو بھیجوں گا اگر تم اس کے سامنے ثابت قدم رہے تو وہ تمہارا کام تمام کر دے گا اور اگر اللہ نے چاہا تو تمہاری سرکشی کی وجہ سے وہ تمہارا خاتمہ کر دے گا' اور اگر تم بھاگ گئے تو تم ایک غلام کے مقابلے سے بھاگو گے اس کے بعد انہوں نے ابو نباتہ نائل بن جشم اعرجی کو جو قبیلہ بنو تمیم کا بہادر سورما تھا حکم دیا۔ وہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ ہر ایک کے پاس نیزہ تھا اور دونوں بہت طاقتور تھے' مگر شہر یار اونٹ کی طرح تھا۔

شہر یار کا قتل:

جب اس نے نائل کو دیکھا تو اس نے نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ اس سے گتھم گتھا ہو جائے۔ نائل نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا تا کہ وہ بھی اس سے چمٹ جائے' دونوں نے اپنی تلواریں نکال لیں اور بہادری کے ساتھ لڑتے رہے پھر دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور اپنے گھوڑوں پر سے گر پڑے۔ شہر یار نائل پر گر پڑا۔ اس نے اس کو اپنی ران سے دبوچ لیا اور خنجر نکال لیا۔ وہ زرہ بکتر کو کھولنے والا تھا کہ اس کا انگوٹھا نائل کے منہ کے اندر چلا گیا اور اس نے اس کی ہڈی توڑ دی جس سے وہ سست پڑ گیا۔ لہٰذا نائل نے اس پر حملہ کر کے اسے زمین پر گرا دیا پھر اس کے سینے پر چڑھ کر اس کا خنجر لیا اور اس کے پیٹ پر سے اس کی زرہ کھول کر خنجر اس کے پیٹ اور پہلو میں گھونپ دیا تا آنکہ وہ مر گیا۔

اس کے بعد نائل نے اس کے گھوڑے اور تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے اور مختلف شہروں میں چلے گئے۔

نائل کا اعزاز:

حضرت زہرہ کوثی میں رہے یہاں تک حضرت سعدؓ وہاں پہنچے' اس وقت انہوں نے (نائل کو) حضرت سعدؓ کے روبرو پیش کیا تو حضرت سعدؓ نے فرمایا:

''اے نائل! میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے ساز و سامان اور زرہ سے مسلح ہو کر آؤ اس کی اچکن پہنو اور اس کے عمدہ

گھوڑے پر سوار ہو کر آؤ''۔

چنانچہ وہ اس کے تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر اس کے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ آپ نے فرمایا ''تم اپنے دونوں کنگنوں کو اتار دو۔ جب جنگ ہو اس وقت پہنا کرو چنانچہ وہ پہلا شخص تھا جسے عراق میں کنگن پہنائے گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام:

محمد' طلحہ' مہلب' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کوثی میں چند دنوں مقیم رہے اور اس مقام پر بھی گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کوثی کے مقام میں بیٹھا کرتے تھے اور وہاں بھی آپ گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی اور اس گھر کی طرف بھی گئے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام مقید تھے۔ آپ نے اس کا معائنہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام پر آپ نے درود بھیجا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَ تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ﴾

''یہ ایام ایسے ہیں جن کو ہم لوگوں میں گردش دیتے ہیں''۔

بہرسیر میں آمد:

ابن الرفیل کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ کو بہرسیر کی طرف بھیجا۔ زہرہ کوثی سے ہراول دستوں کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ وہ بہرسیر جائے۔ ساباط میں شیرزاد نے صلح کا معاہدہ کیا اور جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اسے انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد دیگر فوجی دستے روانہ ہوئے اور حضرت ہاشم بھی روانہ ہوئے۔ ان کے پیچھے حضرت سعد بھی روانہ ہوئے۔ یہ واقعہ ماہ ذوالحجہ ۱۵ھ میں ہوا۔

شاہی لشکر کو شکست:

حضرت زہرہؓ نے دختر کسریٰ بوران کے لشکر کو مظلم کے قریب شکست دی۔ حضرت ہاشم بھی مظلم ساباط پہنچ گئے تھے۔ وہ وہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ (کے انتظار میں) ٹھہر گئے تھے۔ تا آنکہ حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے۔ اسی زمانے میں کسریٰ کا مانوس و محبوب شیر واپس آیا جسے مظلم کے شیروں میں سے پسند کیا گیا تھا۔ وہاں ملکہ بوران (دختر کسریٰ) کے خاص فوجی دستے بھی موجود تھے۔ یہ روزانہ قسم کھا کر یہ دعا مانگتے تھے۔ فارس کی سلطنت اس وقت تک نہ فنا ہو جب تک کہ ہم زندہ ہیں۔

حضرت ہاشم کا کارنامہ:

جب حضرت سعدؓ وہاں پہنچ گئے تو سب سے پہلے مقرط وہاں آگے بڑھا۔ حضرت ہاشم اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا (اس کارنامے پر) حضرت ہاشم کا سر حضرت سعدؓ نے چوم لیا اور حضرت ہاشم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قدم بوسی کی۔ حضرت سعدؓ نے انہیں بہرسیر بھیجا۔ جب وہ مظلم کے پاس اترے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَالَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴾

''کیا تم نے پہلے یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ تمہیں زوال نہیں آئے گا؟''۔

نعرۂ تکبیر:

جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو انہوں نے کوچ کیا اور مسلمانوں کو لے کر بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ مسلمانوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب بہرسیر کے قریب گھوڑے پہنچتے تھے تو وہ ٹھہر جاتے تھے' پھر وہ تکبیر کہتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ حضرت سعدؓ کے ساتھ کا آخری دستہ آیا۔ حضرت سعدؓ وہاں دو مہینے تک مقیم رہے اور تیسرے مہینے میں انہوں نے دریا کو عبور کیا۔

صوبوں کے امراء:

اسی ۱۵ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔ اس سال مکہ کے حاکم عتاب بن اسید تھے۔ طائف کے حاکم یعلیٰ بن رفیہ تھے اور یمامہ بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص تھے۔ عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن تھے۔ شام کے علاقوں کے حاکم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے قاضی حضرت ابوفروہؓ تھے۔ بصرہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تھے۔



باب ۱۹

۱۶ھ کے واقعات

5

ابو جعفر طبری تحریر فرماتے ہیں کہ اس سال مسلمان شہر بہر سیر میں داخل ہوئے اور انہوں نے مدائن کو فتح کیا اور وہاں سے یزدگرد بن شہریار بھاگ گیا۔

بہر سیر میں داخل:

محمد، طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہر سیر کے قریب خیمہ زن ہوئے تو انہوں نے گھوڑ سواروں کو بھیجا تو انہوں نے دریائے دجلہ کے درمیانی علاقے کا گشت کیا اور اہل فرات تک پہنچے جن کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا۔ جب ان علاقوں میں سے انہوں نے ایک لاکھ کسان پکڑ لیے تو ساباط کے زمیندار شیرزاد نے کہا آپ ان کا کیا کریں گے؟ یہ اہل فارس کی رعیت ہیں انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی ہے۔ آپ انہیں میرے پاس چھوڑ دیجیے' چنانچہ انہوں نے ان کے نام لکھ کر انہیں اس کے حوالے کر دیا۔ وہ بولا ''تم اپنے دیہاتوں کو واپس چلے جاؤ''۔

کسانوں کا معاملہ:

حضرت سعدؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خط تحریر کیا۔ ''قادسیہ اور بہر سیر کے درمیان ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اس کے بعد ہم بہر سیر کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ کوئی ہمارے مقابلے پر جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا تو میں نے گھوڑ سواروں کو (مختلف اطراف میں) بھیج دیا اور تمام دیہاتوں اور جنگلوں سے کسانوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ آپ اپنے فیصلے سے آگاہ کیجیے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب بھیجا ''کسانوں میں سے جو تمہارے ہاتھ آئیں اگر وہ وہاں کے باشندے ہوں اور انہوں نے تمہارے برخلاف دشمن کو کوئی امداد نہیں پہنچائی ہو تو انہیں پناہ دی جائے اور جو بھاگ گئے ہوں اور تم نے انہیں پکڑ لیا ہو تو ان کے بارے میں تمہیں اختیار ہے''۔

جب یہ خط آیا تو انہیں چھوڑ دیا گیا۔

جزیہ دینے کا وعدہ:

گاؤں کے زمینداروں نے ان سے خط و کتابت کی تو حضرت سعدؓ نے انہیں اسلام لانے کی دعوت دی وہ واپس آ کر جزیہ ادا کریں تاکہ وہ مسلمانوں کی حفاظت اور ذمہ داری میں آ جائیں۔ انہوں نے جزیہ ادا کرنے اور زیر حفاظت آنے کو قبول کر لیا۔ اس معاہدے میں کسریٰ کی اراضی اور وہ لوگ شامل نہیں تھے جو اس کے ساتھ تھے۔

بہر حال مغربی دجلہ سے لے کر سر زمین عرب تک ہر عراقی باشندے کو امن و امان حاصل ہو گیا تھا اور وہ اسلامی حکومت سے مطمئن تھے۔ انہوں نے خراج کی شرط کو بھی قبول کیا۔

بہر سیر کا محاصرہ:

مسلمان بہر سیر کے قریب دو مہینے خیمہ زن رہے۔ وہ شہر پر منجنیقوں سے سنگ باری کرتے رہے اور ہر قسم کے سامانِ جنگ

سے ان کا مقابلہ کرتے رہے۔

شریح الحارثی کی روایت ہے کہ مسلمان بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے اس شہر کے چاروں طرف خندقیں اور محافظ مقرر تھے اور دیگر سامان حرب بھی موجود تھا۔ مسلمانوں نے ان پر منجنیقوں اور دیگر آلات سے سنگ باری کی۔ حضرت سعدؓ نے شہزاد سے منجنیقیں تیار کرائیں اور بہرسیر کے باشندوں کے برخلاف بیس منجنیق نصب کرادی تھیں اور ان کے ذریعے مقابلہ جاری رکھا۔

اہل فارس کی قلعہ بندی:

رفیل کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بہرسیر کے قریب فروکش ہوئے تو عربوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل عجم شہر کے اندر قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ کبھی کبھی اہل عجم اپنے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے باہر نکلتے تھے مگر مقابلہ کی تاب نہ لاتے تھے۔ آخری دفعہ وہ پیدل فوجوں اور تیر اندازوں کے ساتھ نکلے وہ جنگ کا مصمم ارادہ کیے ہوئے تھے اور صبر و استقلال کے ساتھ جنگ کرنے کا معاہدہ کر لیا تھا۔ جب مسلمانوں نے ان سے جنگ کی تو وہ ثابت قدم نہیں رہ سکے اور جھوٹے ثابت ہو کر بھاگ نکلے۔

حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت زہرہؓ بن الحویۃ کی زرہ کی کڑیاں کھل گئی تھیں، ان سے کہا گیا ''آپ ان کڑیوں کو درست کرائیں۔ انہوں نے فرمایا ''کیوں؟'' وہ بولے ''ہمیں آپ کی جان کا اندیشہ ہے''۔

انہوں نے فرمایا ''مجھے اللہ کے کرم و قدرت پر بھروسہ ہے'' تاہم وہ پہلے مسلمان تھے جنہیں اس دن تیر لگا اور ان کی زرہ کی رخنہ اندازی کی وجہ سے وہ ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے کہا ''ان کے بدن سے یہ تیر نکال دیں مگر وہ فرمانے لگے'' مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ جب تک کہ یہ تیر میرے اندر ہے، میری جان اس میں اٹکی ہوئی ہے۔ شاید اس عرصے میں دشمن پر نیزہ زنی یا شمشیر زنی کر سکوں۔ چنانچہ وہ دشمن کی طرف گئے اور اپنی تلوار سے اصطخر کے رہنے والے شہر براز پر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد چاروں طرف سے دشمن نے انہیں گھیر لیا اور انہیں شہید کر دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت:

ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں' جب اللہ بزرگ و برتر نے فتوحات عطاء فرمائیں اور رستم مارا گیا اور اس کے ساتھی بھی جنگ قادسیہ میں مارے گئے اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا تا آنکہ وہ مدائن میں پناہ گزیں ہوئے۔ اہل فارس کا شیرازہ منتشر ہو گیا تھا اور وہ انھی پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے تھے، ان کے شہسوار اور فوجی دستے تتر بتر ہو گئے تھے۔ تاہم ان کا بادشاہ ان کے شہر میں مقیم تھا اس کے ساتھ اہل فارس کی باقی ماندہ فوج تھی۔

صلح کا شاہی پیغام:

انس بن حلیس بیان کرتے ہیں، ہم بہرسیر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس سے پہلے دشمن شکست کھا چکا تھا۔ محاصرہ کے دوران ہمارے پاس ایک قاصد آیا اور کہنے لگا:

''ہمارے بادشاہ فرماتے ہیں کیا آپ لوگ اس امر پر مصالحت کر سکتے ہیں کہ ہمارے قریب دریائے دجلہ اور ہمارے

پہاڑ کے قریب کا جو علاقہ ہے اس پر ہمارا قبضہ رہے اور تم دریائے جبلہ سے اپنی سرحد تک قابض رہو۔ کیا ابھی تک تمہارا پیٹ نہیں بھرا ہے؟ خدا کرے کہ تمہارا پیٹ نہ بھرے''۔

ابومغرز کے نامعلوم الفاظ کے اثرات:

اس کے جواب کے لیے حضرت ابومغرز اسود بن خطبہ سب سے آگے بڑھے۔ اللہ نے ان کے منہ سے کچھ الفاظ ادا کرائے جس کے بارے میں نہ وہ کچھ جانتے تھے اور نہ ہمیں کچھ علم ہو سکا' جب وہ آدمی واپس گیا تو دشمن مدائن کی طرف بھاگنے لگا' ہم نے کہا:

''اے ابومغرز! تم نے اس سے کیا کہا تھا؟'' وہ بولے ''اس ذات کی قسم! جس نے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق (رسول) بنا کر بھیجا۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں نے کیا کہا سوائے اس کے کہ مجھے روحانی الہام ہوا اور مجھے توقع ہے کہ میں نے بہتر بات کہی ہوگی''۔

اس کے بعد لوگ باری باری ان کے پاس آنے لگے۔ یہاں تک یہ بات حضرت سعد تک بھی پہنچی تو وہ خود ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے ''اے ابومغرز! تم نے کیا کہا۔ خدا کی قسم! وہ خوب بھاگ رہے ہیں'' (اس پر) انہوں نے وہی بات کہی جو ہمارے سامنے کہی تھی۔

فصیل پر سنگ باری:

پھر انہوں نے اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے اس وقت بھی ہماری مجانیق ان پر سنگ باری کر رہی تھیں' مگر شہر کی فصیل پر کوئی نمودار نہیں ہوا اور ہماری طرف ایک شخص کے علاوہ اور کوئی نہیں نکلا۔ اس نے علانیہ امان کی درخواست کی۔ ہم نے اس کو پناہ دے دی تو اس نے کہا ''اس شہر میں کوئی باقی نہیں رہا۔ تمہیں کوئی نہیں روکے گا''۔

شہر کا انخلاء:

مسلمان اس کی فصیل پر چڑھ گئے اور ہم نے اس کے دروازے کھول دیئے ہم نے وہاں کوئی چیز نہیں پائی اور نہ چند قیدیوں کے سوا کسی کو دیکھا۔ جب وہ نکل رہے تھے تو ہم نے ان کو قید کر لیا اور ان قیدیوں اور اس شخص سے دریافت کیا ''وہ کیوں بھاگ گئے؟''۔

فرار کی وجہ:

وہ بولے ''بادشاہ نے ایک شخص تمہاری طرف صلح کی پیش کش کے لیے بھیجا تھا۔ اس وقت تم لوگوں نے جواب دیا تھا ''ہمارے اور تمہارے درمیان صلح نہیں ہو سکتی' جب تک کہ ہم افریدین کے شہد کے ساتھ کوثی کے ترنج نہ کھالیں'' اس وقت بادشاہ نے کہا:

فرشتوں کا جواب:

ہائے افسوس! یہ حقیقت ہے کہ فرشتے ان کی زبانوں سے گفتگو کر رہے ہیں۔ یہ فرشتے ہیں جو ہمارے پاس آ کر عربوں کی طرف سے جواب دے رہے ہیں۔ اگر یہ بات ایسی نہیں ہے تو یہ جواب اس شخص کو الہامی طور پر حاصل ہوا ہے تاکہ ہم ختم ہو جائیں' اس کے بعد وہ شہر (مدائن) کی طرف بھاگ گئے۔

شہر میں داخلہ:

محمدؒ، طلحہؒ، مہلبؒ، عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد اور مسلمان بہرسیر کے شہر کے اندر گئے تو حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو ٹھہرایا اور تمام لشکر وہیں منتقل ہو گیا۔ جب آپ نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ اہل فارس بطاتم اور تکریت کے درمیان تمام کشتیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔

سفید محل کا نظارہ:

جب مسلمان آدھی رات کے وقت بہرسیر میں داخل ہوئے تو انہیں سفید عمارت نظر آئی۔ اس وقت ضرار بن الخطابؓ نے فرمایا "اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا" اس کے بعد تمام مسلمان لگاتار نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

سخت محاصرہ:

ابو مالک حبیب بن صہبان بیان کرتے ہیں "ہم مدائن سے پہلے قریبی شہر بہرسیر پہنچے تو ہم نے اہل فارس کے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کیا (وہ اس قدر سخت تھا کہ کھانے پینے کی چیزیں شہر کے اندر نہیں پہنچ سکیں) یہاں تک کہ وہ کتے اور بلیاں کھانے پر مجبور ہوئے۔ مسلمان اس شہر میں اس وقت داخل ہوئے۔ جب کسی شخص نے (بہ آواز بلند) اعلان کیا "خدا کی قسم! اس شہر میں کوئی نہیں ہے" چنانچہ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

فتح مدائن اور ایوان کسریٰ:

فتح مدائن بقول سیف ۱۶ھ میں ہوئی، بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت سعدؓ مدائن کے قریبی شہر بہرسیر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کشتیاں طلب کیں تاکہ وہ مسلمانوں کو لے کر دوسرے شہر (مدائن) کی طرف دریا عبور کر کے پہنچ سکیں مگر انہیں کوئی کشتی نہیں مل سکی۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کشتیوں پر قابض ہو گئے ہیں۔ لہٰذا مسلمان ماہ صفر کے چند ایام بہرسیر میں مقیم رہے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ وہ پانی کو عبور کر کے نکل جائیں مگر حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ہمدردی میں جانے سے پرہیز کر رہے تھے۔ تاآنکہ چند دیہاتی آئے اور انہوں نے انہیں (عبور کرنے کا آسان) راستہ بتایا، مگر آپ نے (اس کے مشورے پر) عمل نہیں کیا اور پس و پیش کرتے رہے۔ کیونکہ اچانک دریا طغیانی پر آ گیا۔ آخر کار آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں گھس گئے ہیں اور عبور کر گئے ہیں حالانکہ وہاں بہت طغیانی تھی۔

عبور دریا کا عزم:

اس خواب کی تعبیر (کو حقیقت میں تبدیل کرنے) کے لیے حضرت سعدؓ نے عبور کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یہ موسم گرما تھا۔ اس موقع پر حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور اللہ کی حمد و ثناء کے بعد یوں ارشاد فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تقریر:

تمہارے دشمن نے اس دریا کا سہارا لیا ہے اس کی وجہ سے تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے ہو مگر جب وہ چاہیں، انہی کشتیوں کے ذریعے تمہارے پاس آ سکتے ہیں۔ تمہارے پیچھے تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے بہادر سپاہیوں نے یہ خطرہ دور کر دیا

ہے۔ انہوں نے دشمن کی سرحد کو بیکار کر دیا ہے اور ان کے محافظوں کو فنا کر دیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس سے پیشتر کہ دنیا تمہیں چاروں طرف سے گھیرے‘ تم دشمن کے برخلاف صدق دل سے جہاد کرنے میں جلدی کرو۔

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تاکہ ہم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے وہاں پہنچ جائیں۔

سب مسلمانوں نے بیک زبان یہ کہا ”اللہ ہمیں اور آپ کو رشد و ہدایت کے لیے عزم صمیم کی توفیق دے۔ آپ ضرور یہ کام کریں“۔

محافظ دستہ:

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو عبور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

”کون اس کام کا آغاز کر کے ساحل کی اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک کہ سب مسلمان نہ پہنچ جائیں تاکہ دشمن مسلمانوں کو نکلنے سے نہ روک سکے“۔

عاصم کی پیش قدمی:

حضرت عاصمؓ بن عمرو جو بہت دلیر تھے‘ اس کام کے لیے تیار ہوئے۔ ان کے بعد چھ سو بہادر نوجوانوں نے اپنی خدمات پیش کیں تو آپ نے حضرت عاصم کو ان کا افسر مقرر کیا اور وہ انہیں لے کر روانہ ہوئے‘ یہاں تک کہ دریائے دجلہ کے کنارے پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے۔ کون میرے ساتھ جائے گا تاکہ ساحل کی حفاظت کریں اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی حفاظت کریں تاکہ تم دریا عبور کر سکو‘۔ اس پر ساٹھ آدمی تیار ہوئے جن میں اصم بن ولاد اور شرحبیل جیسے لوگ شامل تھے۔ انہوں نے اس دستہ کے دو حصے کیے اور نر و مادہ دونوں قسم کے گھوڑوں پر سوار کرایا تاکہ گھوڑوں کے تیرنے میں آسانی ہو پھر وہ دریائے دجلہ کے اندر گھس گئے اور چھ سو میں سے باقی لشکر بھی ان کے پیچھے (دریا میں) گھس گیا۔

پیش رو حضرات:

ان ساٹھ میں سے سب سے پہلے جو آگے بڑھے اس میں یہ حضرات شامل تھے (۱) اصم التیم (۲) کلج (۳) ابو مفرز (۴) شرحبیل (۵) حجل العجلی (۶) مالک بن کعب ہمدانی (۷) بنو الحارث کا غلام۔

دشمن کا مقابلہ اور شکست:

جب اہل عجم نے انہیں دیکھا کہ وہ اس طرح آ رہے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے گھوڑ سواروں کے مساوی تعداد میں سوار بھیجے۔ وہ بھی دریا میں گھس کر اور تیر کر مسلمانوں کے قریب پہنچے اور بہت جلد حضرت عاصمؓ کے مقابلے پر آئے۔ جو ساحل کے قریب پہنچ گئے تھے۔ حضرت عاصم نے مسلمانوں سے کہا:

”نیزوں کو درست کرو اور ان کی آنکھیں پھوڑ دو“۔ چنانچہ نیزہ بازی کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے ان کی آنکھوں پر نیزے مارے تو وہ بھاگ گئے مسلمان ان کا تعاقب کر کے انہیں گھوڑوں سے گرا رہے تھے اور ان کے پیچھے خشکی میں بھی پہنچ کر انہیں قتل کیا اور جو بچ کر بھاگ گئے وہ کانے ہو گئے ان کے گھوڑے بھی بدک گئے تھے۔

عبور دریا کی دعاء:

بعد ازاں ساٹھ سواروں کے پیچھے چھ سو سوار بھی بلا خوف و خطر پہنچ گئے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت عاصم نے

ساحل کو محفوظ بنا رکھا ہے تو انہوں نے دیگر مسلمانوں کو دریا میں گھسنے کی اجازت دے دی اور فرمایا یہ (دعا پڑھو):

نَسْتَعِيْنُ بِاللّٰهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

''ہم اللہ سے امداد کے خواہاں ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ خدائے بلند و اعظم کے علاوہ اور کسی کو قوت و اختیار حاصل نہیں ہے''۔

دریا میں لشکر کثیر:

مسلمانوں کا ایک بڑا لشکر دریا پر سوار تھا اس وقت دریائے دجلہ میں تلاطم برپا تھا وہ (کثیر لشکر کی وجہ سے) سیاہ ہو رہا تھا' مسلمان وہاں تیرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسا کہ خشکی پر چلتے ہوئے باتیں کیا کرتے تھے انہیں کسی قسم کا خوف و ہراس لاحق نہ تھا۔

مدائن پر قبضہ:

اہل فارس نے ناگہانی طور پر ایسا منظر دیکھا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا اس لیے جلدی سے وہ اپنا مال و دولت سمیٹ کر بھاگ گئے۔ مسلمان وہاں (مدائن میں) ۱۶ھ میں بماہ صفر داخل ہوئے۔ وہ کسریٰ (شاہ ایران) کے گھروں میں جو مال باقی رہ گیا تھا اس پر قابض ہو گئے جو تقریباً دس لاکھ اور تیرہ ہزار تھا۔ اس کے علاوہ مشیری (ایرانی بادشاہ) اور اس کے بعد کے (بادشاہوں کی) جمع کردہ مال و دولت بھی تھی۔

دیہاتی کا مشورہ:

ابوطیبہ کی روایت ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دریائے دجلہ کے قریب مقیم تھے تو ان کے پاس ایک دیہاتی آ کر کہنے لگا۔

''آپ یہاں کیوں مقیم ہیں۔ آپ پر تیسرا دن نہیں گذرنے پائے گا کہ شاہ یزدگرد مدائن سے ہر چیز نکال کر لے جائے گا''

اس بات نے انہیں آمادہ کیا کہ وہ (مسلمانوں کو) دریا کے عبور کی دعوت دیں۔

عجیب منظر:

ابوعثمان نہدی نے بھی دریا عبور کرنے کے بارے میں اس قسم کی روایت بیان کی ہے (مزید) کہا ہے ''ہم نے دریائے دجلہ کو مردوں' گھوڑوں اور مویشیوں سے بھر دیا تھا۔ یہاں تک کہ کسی شخص کو دریا کے کنارے پر سے پانی نظر نہیں آتا تھا۔ ہمارے گھوڑے دم ہلاتے ہوئے اور ہنہناتے ہوئے ہمیں اہل عجم کی طرف لے گئے۔ جب دشمن نے یہ حالت دیکھی تو وہ بھاگ گیا اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا جب ہم سفید محل میں داخل ہوئے تو ہم نے وہاں ایک جماعت دیکھی جو قلعہ بند ہو گئی تھی ان میں سے کچھ لوگ ہم سے مخاطب ہوئے اور ہم سے گفتگو کرتے رہے۔ ہم نے ان کو دعوت (اسلام) دی اور کہا۔

جزیہ دینے کا معاہدہ:

''ہم تمہارے سامنے تین چیزیں پیش کرتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ ان میں سے جو چاہو پسند کرو' وہ بولے ''وہ کیا ہیں' ہم نے کہا:

۱۔ ''اسلام' اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے حقوق ہیں اور تمہارے (فرائض) بھی وہی ہوں گے جو ہمارے (فرائض) ہیں۔

۲۔ اگر تم اس سے انکار کرو تو جزیہ (ادا کرنا) ہے اور اگر تم اس سے بھی انکار کرو تو۔

۳۔ تم سے جنگ کی جائے گی تا آنکہ اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے''۔

ان کے ایک جواب دینے والے (نمائندے) نے ہمیں یہ جواب دیا:

''ہمیں پہلی اور آخری (صورت) منظور نہیں' بلکہ درمیانی (صورت یعنی جزیہ منظور) ہے۔ عتبہ نے اس قسم کی روایت بیان کی ہے (انہوں نے مزید) کہا''۔ سفیر حضرت سلمان تھے۔

مال و دولت پر قبضہ:

ابن الرفیل کی روایت ہے کہ جب مسلمانوں نے اہل عجم کو پانی میں شکست دی اور انہیں خشکی کی طرف بھگایا۔ پھر انہیں خشکی پر سے بھی نکال دیا اور انہیں ان کے مال و دولت سے محروم کر دیا گیا۔ بجز اس مال کے جو وہ پہلے بھیج چکے تھے۔ کسریٰ کے خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے ساتھ بھیج دیا تھا اور باقی نصف مال خزانوں میں تھا۔

عاصم کے کارناموں کی تعریف:

ابو بکر بن حفص بن عمر کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ عام مسلمانوں کو ساحل پر دشمن سے جنگ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے اس موقع پر انہوں نے فرمایا:

خدا کی قسم! اگر گونگوں کا وہ دستہ (الکتیبۃ الخرساء) جس میں حضرت قعقاع بن عمرو' حمال بن مالک اور ابیل بن عمرو ہے' اسی طرح جنگ کرتا جس طرح یہ لوگ لڑ رہے ہیں تو وہ (دشمن کے لیے) کافی ہوتا اور (ہمیں) بے نیاز کر دیتا'' حضرت عاصم کا فوجی دستہ جو ''ہولناک دستہ'' (کتیبۃ الاہوال) ہے۔ آپ نے اس ''ہولناک دستہ'' کو جب پانی اور خشکی میں جنگ کرتے ہوئے دیکھا تو اسے ''گونگے دستے'' کے مشابہ قرار دے دیا۔ پھر چند فوجی جھڑپوں کے بعد انہوں نے جانے کا اعلان کیا یہاں تک کہ دشمن پانی سے باہر نکل آیا اور مسلمان بھی ان کے پیچھے پہنچ گئے۔ جب دشمن اور مسلمانوں کا تمام ہولناک دستہ ساحل پر پہنچ گیا تو اس وقت حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو دریا میں گھسنے کا حکم دیا۔ پانی میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضرت سعدؓ کے ساتھ تھے۔ گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی میں تیرتے رہے اور حضرت سعدؓ یہ دعا پڑھ رہے تھے:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعا:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ اللّٰهِ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ وَ لِيَّهٗ. وَ لَيُظْهِرَنَّ اللّٰهُ دِيْنَهٗ وَ لَيَهْزُمَنَّ اللّٰهُ عَدُوَّهٗ اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْجَيْشِ بَغْيٌ اَوْ ذُنُوْبٌ تَغْلِبُ الْحَسَنَاتِ.

''ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی عمدہ کارساز ہے۔ خدا کی قسم! اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کرے گا اور ضرور اپنے دین کو غالب کرے گا اور یقینی طور پر اپنے دشمن کو شکست دے گا بشرطیکہ (اسلامی) لشکر میں بغاوت اور گناہگاروں کا ہو جو نیکیوں پر غالب آسکے''۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا ''اسلام جدید اور تروتازہ ہے۔ جس طرح خشک زمین مسلمانوں کے لیے مسخر کر دی گئی ہے اسی طرح دریا اور سمندر بھی ان کے تابع بنا دیئے گئے ہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں سلمان کی جان ہے' یہ مسلمان اس دریا سے فوج در فوج نکلیں گے''۔

چنانچہ وہ پانی پر اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ کنارے پر سے پانی دکھائی نہیں دیتا تھا اور مسلمان سطح آب پر خشکی پر چلنے کی بہ نسبت زیادہ باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے اور جیسا کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا تھا اسی طرح وہ دریا میں سے نکلے نہ تو ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ کوئی آدمی غرق ہوا۔

صحیح وسالم:

حضرت ابوعثمان نہدی روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگ صحیح سالم نکل آئے' سوائے قبیلہ بارق کے ایک شخص کے' جس کا نام غرقدہ تھا' وہ اپنے سرخ وسیاہ گھوڑے پر سے گر پڑا وہ حرکت کرتا رہا' تا آنکہ حضرت قعقاع بن عمرو نے اپنے گھوڑے کی باگ اس کی طرف موڑی اور اس کے ہاتھ کو پکڑ کر کھینچ لائے یہاں تک کہ اس نے دریا کو عبور کر لیا۔ یہ بارقی شخص بہت طاقتور تھا۔ اس موقع پر وہ کہنے لگا:

''اے قعقاع! ہماری بہنیں تمہارے جیسا انسان جننے سے عاجز ہیں''۔ حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ کا یہ قبیلہ ننھیال تھا۔

پیالے کی گم شدگی:

محمد' طلحہ' مہلب' عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ پانی میں مسلمانوں کی کوئی چیز گم نہیں ہوئی' البتہ ایک پیالہ جو کمزور طریقے سے بندھا ہوا تھا' اس سے ٹوٹ کر پانی میں گر گیا۔ ایک شخص نے جو اس کے ساتھ تیرتا ہوا جا رہا تھا' طنز کے طور پر پیالہ کے مالک سے کہا ''اس کا مقررہ وقت آ گیا تھا اس لیے وہ ضائع ہو گیا'' اس پر پیالے والا بولا:

''خدا کی قسم! میں ایسی حالت میں ہوں کہ اللہ تمام اہل لشکر میں سے صرف مجھ سے چھین کر نہیں لے جائے گا''۔

جب تمام مسلمان عبور کر کے آ گئے تو ساحل کا ایک محافظ شخص نیچے اترا' اس وقت ہوا اور موجوں کے تھپیڑوں نے اس پیالے کو کنارے کی طرف پھینک دیا وہ شخص اپنے نیزے کی مدد سے اسے پکڑ کر لشکر میں لے آیا اس کے مالک نے اسے شناخت کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اس شخص سے جو اس کے ساتھ تیر رہا تھا' کہنے لگا ''کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا'' پیالہ کا مالک قریش کا حلیف اور قبیلہ عنز سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام مالک بن عامر تھا اور جس نے یہ کہا تھا کہ ''وہ (پیالہ) ضائع ہو گیا'' اس کا نام عامر بن مالک ہے۔

پانی کے اندر سفر:

عمیر الصائدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ پانی میں گھسے تو سب مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ حضرت سلمان حضرت سعدؓ کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ پانی میں چل رہے تھے۔ حضرت سعدؓ یہ فرما رہے ہیں'' یہ عزت والے اور علم والے خدا کا اندازہ ہے'' پانی انہیں بہائے لے جا رہا تھا جب کوئی گھوڑا تھک جاتا تھا تو وہ اسی طرح آرام کرتا تھا جیسا کہ وہ زمین پر ہے۔ مدائن میں اس واقعہ سے زیادہ عجیب کوئی واقعہ نہیں تھا۔ یہ یوم الماء (پانی کا دن) اور یوم الجراثیم کہلاتا ہے۔

قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں "جب ہم دریائے دجلہ کے اندر گئے تو وہ خوب بہہ رہا تھا۔ تاہم جب ہم ایسے مقام پر پہنچے جہاں پانی زیادہ تھا' تو اس جگہ بھی سوار کھڑے ہو جاتے تھے' کیونکہ پانی ان کی کمر تک نہیں پہنچتا تھا۔

عبور کرنے میں سہولت:

حبیب بن صہبان ابو مالک روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ قریبی شہر (بھرسیر) میں داخل ہوئے تو دشمن نے پل کو توڑ دیا تھا اور کشتیوں کو لے گئے تھے۔ مسلمانوں نے کہا "تم اس تھوڑے سے پانی کے لیے (کس بات کا) انتظار کر رہے ہو"۔ (اس پر) ایک آدمی پانی میں گھسا اس کے بعد تمام مسلمان گھس گئے اس کے بعد نہ تو کوئی انسان غرق ہوا اور نہ کوئی چیز گم ہوئی البتہ ایک مسلمان کا پیالہ گم ہو گیا تھا جسے میں نے پانی کی سطح پر تیرتا ہوا دیکھا۔

دشمن کا فرار:

محمد' مہلب اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ اہل فارس کے محافظ ساحل پر جنگ کر رہے تھے تا آنکہ ایک ذمی نے آ کر کہا "تم کس چیز کے لیے اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو؟ خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں ہے"۔

بادشاہ کی روانگی:

انہی راویوں کی دوسری روایت ہے کہ جب مشرکین نے مسلمانوں کو عبور ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے انہیں عبور ہونے سے روکنے کے لیے کچھ اشخاص بھیجے' جب وہ روانہ ہوئے تو وہ بھاگ گئے۔ شاہ یزدگرد نے بہرسیر کے مفتوح ہونے کے بعد اپنے خاندان کو حلوان بھیج دیا تھا۔ اس کے بعد شاہ یزدگرد خود بھی روانہ ہوا اور وہ حلوان اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مہران رازی اور نخیر جان کو جانشین بنا دیا تھا۔ اس کا خزانہ نہروان میں تھا۔

سرکاری خزانہ کی منتقلی:

اہل فارس اپنا بیش قیمت اور ہلکا سامان جس قدر لے جا سکے لے گئے۔ وہ سرکاری خزانہ' عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے' اور کپڑے' برتن' جواہرات و زیورات تیل و عطر وغیرہ چھوڑ گئے تھے جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ انہوں نے محاصرے کے اندیشے سے جو گائے بھیڑ بکری اور خورد و نوش کا بہت سا سامان جمع کر لیا تھا' وہ بھی چھوڑ گئے تھے۔

اسلامی فوجوں کا داخلہ:

مدائن میں سب سے پہلے "ہولناک دستہ" (حضرت عاصم کا فوجی دستہ) داخل ہوا۔ پھر گونگا دستہ (حضرت قعقاع کا فوجی دستہ) داخل ہوا وہ اس کے گلی کوچوں میں گشت کرتے رہے مگر انہیں کوئی آدمی نہیں ملا بجز اس کے کہ قصر ابیض میں کچھ لوگ موجود تھے۔ اس کا محاصرہ کر لیا گیا۔ انہیں (اسلام یا جزیہ کی) دعوت دی گئی تو انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی بننے کی دعوت قبول کر لی۔ اہل مدائن بھی بعد میں لوٹ کر آئے اور انہوں نے بھی اس قسم کا معاہدہ کر لیا البتہ اس معاہدے میں وہ کسریٰ کے خاندان اور ان لوگوں کی مقبوضات شامل نہیں تھا جو ان کے ساتھ نکل گئے تھے۔

دشمن کا تعاقب:

حضرت سعد قصر ابیض (سفید محل یعنی ایوان کسریٰ) میں مقیم ہوئے اور انہوں نے دشمن کے تعاقب میں حضرت زہرہ کو ہراول

دستے کے ساتھ نہروان کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ روانہ ہو کر نہروان تک پہنچے۔ آپ نے ہر سمت سے اسی قدر فوجی دستے (ان کے تعاقب میں) روانہ کئے۔

دیو آمدند:

ابو مالک حبیب بن ابو صہبان روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا' اس وقت (اہل فارس) انہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ دریا کو کس طرح عبور کرتے ہیں (جب وہ قریب پہنچے تو) وہ کہنے لگے ''دیو آمدند'' (یعنی دیو آ گئے ہیں) وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے ''خدا کی قسم! تم انسانوں سے جنگ نہیں کر رہے ہو بلکہ تم جنات سے لڑ رہے ہو'' آخر کار انہیں شکست ہوئی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی دعوت:

ابو البختری روایت کرتے ہیں کہ (اس وقت) مسلمانوں کے سفیر (حضرت) سلمان فارسیؓ تھے۔ مسلمانوں نے انہیں اہل فارس کو دعوت دینے کے لیے مقرر کیا تھا۔ عطیہ اور عطاء روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے انہیں اہل بہرسیر کو دعوت دینے کے لیے بھی مقرر کیا تھا اور قصر ابیض کے لوگوں کو دعوت دینے کے لیے بھی وہ مقرر تھے حضرت سلمان فارسیؓ انہیں ان الفاظ میں دعوت دیتے تھے۔

یہ حقیقت ہے کہ میں تمہاری نسل سے تعلق رکھتا ہوں مجھے تم سے ہمدردی ہے اس وجہ سے میں تمہیں تین باتوں میں سے ایک کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

(۱) اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے تمہیں وہ حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے (حقوق) ہیں اور تمہارے فرائض بھی وہی ہوں گے جو ہمارے (فرائض) ہیں۔

(۲) ورنہ تم جزیہ ادا کرو۔

(۳) یا دو بدو ہم تم سے جنگ کریں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جنگ یا جزیہ:

عطیہ (راوی) بیان کرتا ہے کہ جب بہرسیر میں تیسرا دن ختم ہوا تو انہوں نے کسی ایک بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان کے انکار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ اس طرح جب قصر ابیض کے لیے مدائن میں تیسرا دن ہوا تو قصر ابیض کے باشندوں نے (جزیہ) قبول کر لیا اور وہاں سے نکل آئے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ قصر ابیض میں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے ایوان کسریٰ کو مصلیٰ (نماز پڑھنے کا مقام) بنالیا تھا۔ اس کی عمارت میں تصاویر و نقوش تھے۔ جن کو مٹایا نہیں گیا تھا۔

شاہی خاندان حلوان میں:

محمد' طلحہ' مہلب اور سماک ہجیمی روایت کرتے ہیں کہ جب بہرسیر فتح ہوا۔ تو بادشاہ (یزدگرد) نے اہل وعیال کو حلوان روانہ کر دیا تھا۔ جب مسلمان گھوڑوں پر پانی کے اندر سوار ہو کر چلے تو اہل فارس بھاگ گئے ان کے گھوڑ سوار دریا کے کنارے پر مسلمانوں کو روکنے میں مشغول رہے۔ ان کی مسلمانوں کے ساتھ بہت سخت جنگ برپا رہی' تا آنکہ ایک شخص نے آکر کہا:

''تم کیوں اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہو خدا کی قسم! مدائن میں کوئی نہیں رہا'' یہ (سن کر) وہ بھی بھاگ گئے اور حضرت سعدؓ باقی ماندہ لشکر کے ساتھ دریا کو عبور کر کے آ گئے۔

محافظ کا قتل:

مذکورہ بالا راویوں کی دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں کے پہلے دستوں نے اہل فارس کے آخری دستے کو پکڑ لیا تھا۔ ایک مسلمان نے جس کا نام ثقیف تھا اور جو قبیلہ عدی بن شریف سے تعلق رکھتا تھا' اہل فارس کے ایک شخص کو دیکھا جو راستہ روکے ہوئے اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کر رہا تھا۔ (ثقیف نے) اس کی طرف جانے کے لیے گھوڑا دوڑایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا آگے نہیں بڑھا۔ پھر وہ مسلمان اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کے سامان پر قبضہ کر لیا۔

ایرانی شہسوار کا قتل:

عطیہ' عمرو اور ابوعمر دثار روایت کرتے ہیں کہ اہل عجم کا ایک بڑا شہسوار جو مدائن کا تھا' اس زمانے میں جازر کے قریب تھا۔ اسے بتایا گیا کہ اہل عرب (مدائن میں) داخل ہو گئے ہیں اور اہل فارس بھاگ گئے ہیں۔ اس نے لوگوں کے اس قول کی طرف توجہ نہیں دی' اسے اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد تھا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا تا آنکہ وہ اپنے دیہاتیوں کے گھر میں آیا جو اپنے کپڑے لے جا رہے تھے۔ اس نے پوچھا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے'' وہ بولے ''بھڑوں نے ہمیں نکال دیا ہے اور وہ ہمارے گھروں پر غالب آ گئی ہیں'' اس نے ان پر نشانہ لگا کر انہیں دیوار کی طرف بھگا دیا اور پھر انہیں فنا کر دیا۔ پھر اسے بہت گھبراہٹ محسوس ہوئی تو وہ کھڑا ہو گیا اور ایک دیہاتی کو گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ اس نے (گھوڑے پر) زین کسی' جس کا کمربند ٹوٹ گیا اس نے جلدی سے اسے باندھا اور سوار ہو کر باہر نکل کر کھڑا ہو گیا اس کے پاس سے ایک آدمی گذرا اس نے نیزے سے حملہ کیا اور کہا ''تم یہ مزہ چکھو' میں ابن المخارق ہوں'' اس نے اس کو قتل کیا پھر وہ روانہ ہو گیا اور اس کی طرف کوئی رخ نہیں کیا۔

تیرانداز کا خاتمہ:

ایک مسلمان نے ایک ایرانی کو پکڑا جو ایسی جماعت کے ساتھ تھا جو ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے ''ہم کس چیز سے بھاگے'' وہاں ایک ایسا تیرانداز بھی تھا جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا تھا۔ وہ مسلمان اس کے پاس پہنچا اور اس کا کام تمام کر دیا' اور کہنے لگا ''میں ابن مشترط الجارہ ہوں'' اس کے ساتھی بھاگ گئے۔

ایوانِ کسریٰ میں نماز:

مذکورہ بالا راویان بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد مدائن میں داخل ہوئے تو اس کی خلوت گاہیں دیکھیں جب وہ ایوان کسریٰ کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴾

''انہوں نے بہت سے باغات' چشمے' کھیت' عمدہ مقامات اور نعمتیں چھوڑیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہے تھے ان چیزوں کا ہم نے دوسری قوم کو وارث بنایا''۔

انہوں نے یہاں آ کر فتح و نصرت کے (شکرانہ) نوافل آٹھ لگاتار رکعت کے پڑھے جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھے

جاتے ہیں ان (رکعتوں) کے درمیان (سلام کے ذریعے) فرق نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس (ایوان کسریٰ) کو مسجد بنالیا حالانکہ اس میں مردوں اور گھوڑوں کی پختہ چونے سے تصاویر نقش کی ہوئی تھیں مگر حضرت سعدؓ اور دوسرے مسلمان ان کی وجہ سے (نماز پڑھنے سے) نہیں رکے۔ انہوں نے ان (تصاویر) کو اپنی حالت پر رہنے دیا۔ حضرت سعدؓ جب مدائن میں داخل ہوئے تو اس وقت سے وہ پوری نماز (قصر نہیں کرتے تھے) پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے یہاں مقیم ہونے کا ارادہ کرلیا تھا۔

پہلا جمعہ:

عراق میں سب سے پہلا جمعہ جماعت کے ساتھ مدائن میں ماہ صفر ۱۶ھ میں ادا کیا گیا تھا۔

مدائن کا مال غنیمت:

محمد' مہلب' عقبہ' عمرو' ابو عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ ایوانِ کسریٰ میں مقیم ہوئے۔ انہوں نے حضرت زہرہؓ کو حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے لشکر کے ساتھ نہروان کی طرف جائیں۔ انہوں نے اسی قدر فوج ہر طرف مشرکوں کو دور کرنے اور مال غنیمت جمع کرنے کے لیے بھیجی۔ پھر حضرت سعد تین دن کے بعد قصر کی طرف منتقل ہوگئے اور مدائن کے مال غنیمت کو جمع کرنے اور اس پر قبضہ کرنے کے لیے عمرو بن عمرو بن مقرن کو مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ قصر' ایوان کسریٰ اور لوگوں کے گھروں سے جو مال غنیمت ملے ان سب کو جمع کرلیں اور تلاش کرنے کے بعد جو مال لایا جائے اس کا بھی حساب رکھا جائے۔

اہل مدائن کا تعاقب:

اہل مدائن کو جب شکست ہوئی تو اس وقت انہوں نے تمام مال لوٹ لیا تھا اور وہ مال لے کر ہر طرف بھاگ گئے تھے اس لیے ہر طرف سے ان کا تعاقب کیا گیا اور انہیں پکڑ کر جو سامان وہ لے کر بھاگے تھے' چھین لیا گیا اور انہیں جمع شدہ مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ سب سے پہلے جو مال غنیمت جمع کیا گیا وہ قصر ابیض' منازل کسریٰ (بادشاہ کے گھروں) اور مدائن کے باقی گھروں سے حاصل کیا گیا تھا۔

سونے چاندی کے برتن:

حبیب بن صہبان روایت کرتے ہیں "جب ہم مدائن میں داخل ہوئے۔ ہم نے ترکی خیمے دیکھے جو سر بمہر ٹوکروں سے بھرے ہوئے تھے۔ ہم نے خیال کیا کہ ان میں کھانے پینے کا سامان ہوگا مگر ان میں سونے چاندی کے برتن نکلے جو بعد میں مسلمانوں میں تقسیم ہوئے۔ میں نے خود ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گشت کر رہا تھا اور اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔ چاندی کے بدلے سونے (کے برتن) لے لو"۔

ہمیں وہاں کافور کی بہت مقدار ملی۔ ہم نے اسے نمک خیال کیا اور آٹے میں ملا کر گوندھا تو روٹی میں اس کی تلخی پائی۔

شاہی جواہرات و دیگر سامان:

فیل بن میسور بیان کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ ہراول دستہ لے کر دشمن کے تعاقب میں نکلے یہاں تک کہ وہ نہروان کے پل پر پہنچ گئے وہاں (اہل فارس) موجود تھے۔ مسلمانوں نے حملہ کیا تو خچر پانی میں گر پڑا وہ جلدی سے اس (خچر) کی طرف گئے تو حضرت زہرہؓ نے فرمایا "میں خدا کی قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ یہ خچر بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے لیے ایرانی اس کی طرف گئے اور اس

خطرناک موقع پر انہوں نے تلواروں کا خوف نہیں کیا''۔

لہٰذا حضرت زہرہ گھوڑے سے اترے اور ان لوگوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ خچر کو نکالیں جب وہ اسے نکال کر لائے تو اس پر کسریٰ (شاہ ایران) کی قیمتی پوشاکیں' ہار زیورات اور وہ زرہ تھی جو جواہرات سے آراستہ تھی وہ اسے زیب تن کر کے فخر و ناز کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ یہ خچر مال غنیمت کے مرکز کی طرف پہنچا دیا گیا انہیں کچھ نہیں معلوم تھا کہ اس پر کیا ہے۔

زہرہؓ کے اشعار:

حضرت زہرہؓ نے اس موقع پر یہ رجز یہ اشعار کہے:

۱۔ ''آج میری قوم پر میرا ننھیال اور ددھیال دونوں قربان ہوں کیونکہ انہوں نے نہر کی جنگ پر مجھے چھوڑ کر چلے جانا پسند نہیں کیا۔

۲۔ انہوں نے خچر کی لڑائی میں شمشیر براں سے دشمنوں کے سر کاٹ دیئے۔

۳۔ انہوں نے اہل فارس کو ٹیلوں پر اس طرح گرایا جیسے کہ وہ کوئی چوپائے اور مویشی ہوں۔''

شاہی تاج اور قیمتی لباس:

کلج بیان کرتے ہیں ''میں ان لوگوں میں تھا جو (اہل فارس کا) تعاقب کرنے نکلے تھے ہمیں دو خچر والے ملے جو تیراندازی سے گھوڑ سواروں کو لوٹا دیتے تھے۔ میں ان دونوں کے پاس پہنچا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا ''تم تیر چلاؤ میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں'' چنانچہ ہر ایک نے دوسرے کی حفاظت کرتے ہوئے تیر چلائے۔ مگر میں نے ان پر حملہ کر کے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ میں ان دونوں خچروں کو لے کر مال غنیمت کے مہتمم کے پاس پہنچا' وہ لوگوں کی لائی ہوئی چیزوں کو لکھ رہے تھے اور خزانوں اور گھروں کی چیزوں کو بھی لکھ رہے تھے۔ وہ کہنے لگے ''تم ٹھہر جاؤ تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ تمہارے ساتھ کیا ہے'' میں نے ان کا سامان زمین پر گرایا تو بڑے بڑے تھیلے ایک خچر کے اوپر سے نکلے جن میں کسریٰ (شاہ ایران) کی وہ پوشاکیں تھیں جو ریشم کی تھیں اور سونے کے تاروں سے بنی ہوئی تھیں اور جواہرات سے آراستہ تھیں اور دوسرے تھیلے میں کسریٰ کا مرصع تاج تھا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا۔

بادشاہوں کی زرہیں اور تلواریں:

محمد' طلحہ اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی اس دن تعاقب میں نکلے' انہیں ایک ایرانی ملا' جو لوگوں کی حفاظت کر رہا تھا اس کے ساتھ ان کی جنگ ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کے پاس دو چمڑے کے بیگ تھے اور دو غلاف تھے۔ ایک غلاف میں پانچ تلواریں تھیں۔ دوسرے میں چھ تلواریں تھیں۔ چمڑے کے دونوں بیگوں میں بہت سی زرہیں تھیں اور ان زرہوں میں کسریٰ کی زرہ' اسی کا خود' ہاتھوں اور پاؤں کا لوہے کا لباس' ہرقل خاقان' داہر' بہرام چوبین' سیاوخش اور نعمان کی زرہیں تھیں۔ یہ ایران کے بادشاہوں نے اس وقت حاصل کی تھیں جب انہوں نے خاقان' ہرقل اور داہر سے جنگیں کی تھیں' نعمان (شاہ جرد) اور بھرام چوبین کی زرہیں اس وقت ملی تھیں۔ جب ان دونوں نے کسریٰ سے بغاوت کی تھی اور (زرہیں چھوڑ کر) بھاگ گئے تھے۔

یادگار سامان کی تقسیم:

ان دونوں غلافوں میں سے ایک غلاف میں کسریٰ، ہرمز' خباد اور فیروز کی تلواریں تھیں' دوسری تلواروں میں ہرقل' خاقان' داہر' بہرام' سیاوخش اور نعمان کی تلواریں تھیں۔ وہ ان چیزوں کو حضرت سعدؓ کے پاس لائے تو حضرت نے فرمایا ''تم ان تلواروں میں

سے کسی ایک کا انتخاب کر لو' انہوں نے ہرقل کی تلوار پسند کی اور حضرت سعدؓ نے انہیں بہرام کی زرہ دی۔ باقی چیزوں کو کسریٰ اور نعمان کی تلواروں کے علاوہ' ان کے لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان دو تلواروں کو حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کیا گیا تاکہ تمام عرب اس خبر کو سن لیں کیونکہ وہ ان دونوں تلواروں سے واقف تھے۔ ان دونوں تلواروں کو خمس (سرکاری مال غنیمت) میں شامل کیا گیا۔ کسریٰ کے زیورات تاج اور پوشاکیں بھی حضرت عمرؓ کے پاس بھیجیں گئیں تاکہ تمام مسلمان ان کو ملاحظہ کر سکیں اور تمام عرب کو (اس خبر کا) علم ہو جائے۔ اس بنیاد پر خالد بن سعید نے حضرت عمرو بن معدیکرب کی (مشہور) تلوار صمصام کو اس زمانے میں چھین لیا تھا جب کہ وہ مرتد تھے۔

سونے چاندی کی مورتیاں:

حضرت عصمۃ بن الحارث الضبی بیان کرتے ہیں ''میں بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلا جو تعاقب کے لیے روانہ ہوئے تھے' میں نے ایک عام راستہ اختیار کیا' وہاں ایک گدھے والا تھا' جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ اسے ہنکا کر دوسرے شخص کے پاس لے گیا جو اس کے سامنے تھا' وہ دونوں اپنے گدھے کو ایک ایسی نہر کے پاس لے گئے جس کا پل ٹوٹا ہوا تھا۔ وہ وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ دونوں منتشر ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے مجھے تیر مارا لہٰذا میں نے جنگ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ دوسرا بھاگ گیا تو میں دونوں گدھوں کو لے کر مال غنیمت کے مہتمم کے پاس لایا۔ انہوں نے ان کا سامان دیکھا تو ان میں سے ایک پر دو تھیلے تھے۔ ایک میں سونے کا بنا ہوا گھوڑا تھا جس کی زین چاندی کی تھی اور اس کے منہ کے اندر اور گلے پر یاقوت اور زمرد چاندی کے ساتھ پروئے ہوئے تھے اس کی لگام بھی اسی قسم کی تھی۔ اس کا سوار چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔

آخر میں چاندی کی بنی ہوئی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کا نمدہ تھا اور اس پر بھی سونے کا تھا اور اس کی باگ بھی سونے کی تھی اور ہر چیز میں یاقوت پروئے ہوئے تھے۔ اس (اونٹنی) پر سونے کا بنا ہوا ایک مرد (سوار) تھا جس کا تاج جواہرات سے مرصع تھا۔ کسریٰ ان دونوں کو تاج کے دو ستونوں پر رکھتا تھا۔

مسلم سپاہیوں کی دیانت داری:

ابوعبیدہ عنبری روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمان مدائن میں مقیم ہوئے۔ اور انہوں نے مال غنیمت کو جمع کرنا شروع کیا تو ایک آدمی ایک ڈبا لے کر آیا اور اسے مال غنیمت کے مہتمم کے حوالے کر دیا جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہوں نے کہا:

''ہم نے ایسی چیز نہیں دیکھی ہماری کوئی چیز اس کے ہم پلہ نہیں ہے اور نہ اس کے قریب ہے''۔

لوگوں نے کہا'' کیا تم نے اس میں سے کوئی چیز نکالی ہے؟'' وہ بولا'' اگر اللہ نہ ہوتا تو میں تمہارے پاس اسے لے کر نہ آتا''

اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ وہ اہم شخصیت کا مالک ہے لہٰذا انہوں نے پوچھا'' تم کون ہو' وہ بولا:

''نہیں خدا کی قسم! میں اپنا نام تمہیں اور دوسروں کو نہیں بتاؤں گا کیونکہ تم لوگ میری تعریف وتحسین کرو گے۔ میں اللہ ہی کی تعریف کروں گا اور اس کے ثواب پر رضامند رہوں گا''۔

لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا تو انہوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا (معلوم

ہوا کہ) وہ عامر بن عبد قیس ہے۔

دیانت داری کی تعریف:

محمد‘ طلحہ‘ مہلب‘ عمرو اور سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا ’’خدا کی قسم! (یہ) لشکر امانت دار ہے اگر اہل بدر کو پہلے سے (فضیلت) نہ حاصل ہوتی تو میں کہتا کہ وہ اہل بدر کی فضیلت رکھتے ہیں۔ میں نے بہت سی قوموں کے بارے میں تحقیق کی ان کے اندر مال حاصل کرنے کے سلسلے میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں مگر ان لوگوں کی ایسی کوئی خامی میں نے نہ سنی اور نہ میں خیال میں لایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں ’’اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اہل قادسیہ میں سے ہم نے کسی کو نہیں پایا کہ وہ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا کا طلب گار بھی ہو‘ ہم نے تین اشخاص پر الزام لگایا تھا مگر اپنے زہد اور ایمان داری میں انہیں الزام کے برخلاف پایا ایسے اشخاص یہ ہیں:

(۱) طلیحۃ بن خویلد (۲) عمرو بن معدیکرب (۳) قیس بن المکشوح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین:

قیس العجلی بیان کرتے ہیں ’’جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کا پٹکا‘ تلوار اور دیگر ساز و سامان آیا تو آپ نے فرمایا:

’’وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجیں‘ نہایت ہی امانت دار ہے‘‘۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’چونکہ آپ عفت شعار اور پاکیزہ ہیں اس لیے رعایا بھی پاک دامن اور ایماندار ہے‘‘۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے ہتھیار ملاحظہ فرمائے تو آپ نے فرمایا ’’وہ قوم جس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں نہایت ہی دیانت دار ہے‘‘۔

مال غنیمت کی تقسیم:

محمد‘ طلحہ‘ عمرو‘ سعید اور مہلب روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ نے مدائن میں قیام کرنے کے بعد اہل عجم کی تلاش و تعاقب میں (فوجی دستے) بھیجے تو تعاقب کرنے والے نہروان تک پہنچ گئے تھے پھر وہ واپس آ گئے تھے۔ مشرکین حلوان تک پہنچ گئے تھے۔

حضرت سعدؓ نے خمس (پانچواں حصہ) نکال کر مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا ہر سوار کو بارہ ہزار کی رقم ملی۔ اس وقت تمام مسلمان سوار تھے۔ ان میں سے کوئی پاپیادہ نہیں تھا۔ مدائن میں گھوڑے بہت زیادہ تھے۔

حضرت شعبیؒ نے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی ہے۔

مذکورہ بالا راویان بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے مدائن کے گھروں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھا اور وہ ان میں رہنے لگے تھے۔

مال غنیمت پر قبضہ کرنے کے منتظم عمرو بن عمرو المزنی تھے تقسیم کرنے کی نگرانی سلمان بن ربیعہ کرتے تھے۔ مدائن ماہ صفر ۱۶ھ میں فتح ہوا۔

ایوانِ کسریٰ میں عبادت:

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں داخل ہوئے تو وہ پوری نماز پڑھنے لگے تھے (سفر کی نماز نہیں پڑھتے تھے) وہ روزے بھی رکھتے تھے انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ ایوان کسریٰ میں نماز پڑھیں۔ انہوں نے اسے عیدگاہ بھی بنالیا تھا اور وہاں ایک منبر بھی نصب کر دیا تھا۔ وہ تصویروں کے باوجود وہاں نماز پڑھتے تھے اور جمعہ کی نماز بھی وہیں پڑھتے تھے۔

جب عید الفطر کا دن آیا تو لوگوں نے کہا:

''باہر میدان میں نماز پڑھی جائے' کیونکہ عیدین کا مسنون طریقہ باہر نماز پڑھنا ہے''۔

اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم اس کے اندر نماز پڑھو (ایسی صورت) خواہ بستی کے اندر نماز پڑھی جائے یا باہر پڑھی جائے (دونوں کا حکم یکساں ہے)''۔

مدائن میں قیام:

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں:

''جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مدائن میں فروکش ہوئے اور انہوں نے گھروں کو تقسیم کر دیا تو انہوں نے (مسلمانوں کے) اہل وعیال کو بلوالیا اور انہیں گھروں میں اتارا' اس طرح مسلمان مدائن میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ جلولاء تکریت اور محاصل کی مہموں سے فارغ نہیں ہوئے اس کے بعد وہ کوفہ کی طرف منتقل ہو گئے''۔



التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوق
۲) علامہ مجلسی
۳) علامہ اظہر حسین
۴) علامہ سید علی نقی
۵) بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید بچار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ زاہدہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین